تحفۃ المسلم

شرح صحیح مسلم (اردو)

جلد سوم

کتاب الصلاۃ۔ کتاب الصیام (حدیث 1732 تا 2779)

تالیف

ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کرشاد القشیری النیشاپوری

ترجمہ وفوائد مع شرح ومفردات:

محدث عصر فقیہ الشیخ مولانا عبد العزیز علوی حفظہ اللہ

نظر ثانی
حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

تخریج الاحادیث
محمد عدنان درویش حفظہ اللہ

تقریظ
مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور
042-37321865

تحفۃ المسلم
شرح صحیح مسلم (اردو)
جلد سوم

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر......................

نام کتاب

تحفۃ المسلم جلد سوم

شرح صحیح مسلم (اردو)

ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کرشاذ القشیری النیشاپوری

ترجمہ و فوائد مع شرح و مفردات محدث العصر فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ

نظر ثانی: حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

تخریج الاحادیث: محمد عدنان درویش حفظہ اللہ

تقریظ: مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

مقدمہ و سوانح: صلاح الدین علی عبدالموجود

ترقیم الاحادیث: فواد عبدالباقی حفظہ اللہ

تاریخ اشاعت: فروری 2017ء

مطبوعہ: علی آصف پرنٹرز لاہور

ناشر: نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

NOMANI KUTAB KHANA

Haq Street Urdu Bazar, Lahore-Pakistan Tel: 042-37321865

E-Mail: nomania2000@gmail.com

تحفۃ المسلم

شرح صحیح مسلم (اردو)

ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن دروین بن کرشاد القشیری النیشاپوری

جلد سوم

کتاب الصلاۃ۔ کتاب الصیام (حدیث 1732 تا 2779)

ترجمہ وفوائد مع شرح ومفردات

محدث العصر فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ

نظر ثانی
حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

تخریج الاحادیث
محمد عدنان درویش حفظہ اللہ

تقریظ
مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

مقدمہ وسوانح صلاح الدین علی عبدالموجود

ترقیم الاحادیث فواد عبدالباقی حفظہ اللہ

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور
042-37321865

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرستِ مضامین

(جلد سوم)

٦۔ كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَ قَصْرِهَا	٦۔ مسافروں کی نماز اور اس کے قصر کا بیان	
١٨۔ بَابُ: جَامِعِ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَمَنْ نَامَ عَنْهُ أَوْ مَرِضَ	باب: رات کی نماز کے متفرقات اور جو اس سے سویا رہا یا بیمار ہو گیا	21
١٩۔ بَابُ: صَلَاةِ الْأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ	باب: اوابین کی نماز کا وقت وہ ہے جب اونٹ کے بچوں کے پیر جلنے لگیں	28
٢٠۔ بَابُ: صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ	باب: رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور وتر رات کے آخری حصہ میں ایک رکعت ہے	29
٢١۔ بَابُ مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ	باب: جسے یہ ڈر ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں اٹھ نہیں سکے گا وہ رات کے آغاز میں وتر پڑھ لے	36
٢٢۔ بَابُ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ طُولُ الْقُنُوتِ	باب: بہترین نماز وہ ہے جس میں قیام لمبا ہو	37
٢٣۔ بَابُ فِي اللَّيْلِ سَاعَةٌ مُسْتَجَابٌ فِيهَا الدُّعَاءُ	باب: رات میں ایک گھڑی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے	38
٢٤۔ بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الدُّعَاءِ وَالذِّكْرِ فِي آخِرِ اللَّيْلِ وَالْإِجَابَةِ فِيهِ	باب: رات کے آخری حصہ میں دعا اور یاد الٰہی کی ترغیب اور اس میں ان کی قبولیت	39
٢٥۔ بَاب التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيحُ	باب: قیام رمضان یعنی تراویح کی ترغیب (شوق) دلانا	43
٢٦۔ بَاب صَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ وَدُعَائِهِ بِاللَّيْلِ وَقِيَامِهِ	باب: نبی ﷺ کی رات کی نماز اور دعاء اور آپ کا قیام	48

تحفۃ المسلم اردو شرح صحیح مسلم مترجم اردو جلد سوم

حدیث نمبر 1732 سے 1836 تک

[1732] ١٣٣ ـ(٧٤٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي وَإِلَّا اضْطَجَعَ

[1732] ۔ حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب فجر کی سنتیں پڑھ لیتے تو اگر میں جاگتی ہوتی تو میرے ساتھ گفتگو فرماتے، ورنہ (اگر میں بیدار نہ ہوتی) آپ لیٹ جاتے۔

[1733] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَتَّابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

[1733] امام صاحب ایک دوسری سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا فرض یا لازم یا شرط نہیں ہے۔ جیسا کہ امام ابن حزم کا نظریہ ہے، یہ ایک استحبابی عمل ہے۔

[1734] ١٣٤ ـ(٧٤٤) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَإِذَا أَوْتَرَ قَالَ قُومِي فَأَوْتِرِي يَا عَائِشَةُ

[1734] ۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے تو جب وتر پڑھنے لگتے تو فرماتے: ''اے عائشہ! اٹھو اور وتر پڑھ لو۔''

[1732] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: من تحدث بعد الركعتين ولم يضطجع برقم (١١٦١) وفي باب: الحديث بعد ركعتي الفجر برقم (١١٦٨) وابو داود في (سننه) في الصلاة، برقم (١٢٦٣) والترمذي، برقم (٤١٨) انظر (التحفة) برقم (١٧٧١١)

[1733] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الاضطجاع بعدها برقم (١٢٦٣) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٠٧)

[1734] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٣٣)

فائدہ:......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان رات کے آخری حصہ میں صرف وتر پڑھنے کے لیے بھی اٹھ سکتا ہے۔

[1735] ١٣٥۔(. . .) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي صَلٰوتَهُ بِاللَّيْلِ وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ أَيْقَظَهَا فَأَوْتَرَتْ

[1735] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اپنی نماز پڑھتے اور وہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) آپ کے سامنے عرض میں لیٹی ہوتیں، جب آپ کے وتر باقی ہوتے تو آپ انہیں جگا دیتے اور وہ وتر پڑھ لیتیں۔

[1736] ١٣٦۔(٧٤٥) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ وَاسْمُهُ وَاقِدٌ وَلَقَبُهُ وَقْدَانُ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ كِلَاهُمَا عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَانْتَهٰى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ

[1736] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں اور اخیر میں آپ کے وتر سحری کے وقت کو پہنچ گئے۔

فائدہ:......وتر کا آخری وقت سحری کا وقت ہے اور اس سے پہلے عشاء کی نماز کے بعد جب چاہے پڑھ سکتا ہے۔اور آپ نے امت کی سہولت کے لیے رات کے ہر حصہ میں اس پر عمل فرمایا ہے اور آپ زندگی کے آخری دور میں وتر رات کے آخری حصہ میں پڑھتے تھے۔

[1737] ١٣٧۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَانَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

[1735] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٤٥١)

[1736] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الوتر، باب، ساعات الوتر برقم (٩٩٦) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی وقت الوتر برقم (١٤٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٣٩)

[1737] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الوتر من اول الليل وآخره برقم (٤٥٦) والنسائی فی (المجتبی) فی قيام الليل وتطوع النهار، وقت الوتر ٣/ ٢٣٠ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء فی الوتر آخر الليل برقم (١١٨٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٥٣)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَأَوْسَطِهِ وَآخِرِهِ فَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ

[1737] ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں، رات کے ابتدائی حصہ میں درمیان میں اور آخر میں آپ کے وتر صبح سحری کے وقت تک کو پہنچ گئے۔

[1738] ۱۳۸ ۔(. . .) حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا حَسَّانُ قَاضِي كِرْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُلَّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى آخِرِ اللَّيْلِ

[1738] ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں اور آخر میں آپ کے وتر رات کے آخری حصہ کو پہنچ گئے یا وتر کی انتہا آخری حصہ پر ہوئی ہے۔

۱۸...... بَابُ: جَامِعِ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَمَنْ نَامَ عَنْهُ أَوْ مَرِضَ

باب ۱۸: رات کی نماز کے متفرقات اور جو اس سے سو یا رہا یا بیمار ہو گیا

[1739] ۱۳۹ ۔(۷۴٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ أَرَادَ أَنْ يَغْزُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ فَأَرَادَ أَنْ يَبِيعَ عَقَارًا لَهُ بِهَا فَيَجْعَلَهُ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ وَيُجَاهِدَ الرُّومَ حَتَّى يَمُوتَ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ لَقِيَ أُنَاسًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَنَهَوْهُ عَنْ ذَلِكَ وَأَخْبَرُوهُ أَنَّ رَهْطًا سِتَّةً أَرَادُوا ذَلِكَ فِي حَيَاةِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَنَهَاهُمْ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ ((أَلَيْسَ لَكُمْ فِيَّ أُسْوَةٌ)) فَلَمَّا حَدَّثُوهُ بِذَلِكَ رَاجَعَ امْرَأَتَهُ وَقَدْ كَانَ طَلَّقَهَا وَأَشْهَدَ عَلَى رَجْعَتِهَا فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ بِوِتْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ عَائِشَةُ فَأْتِهَا فَاسْأَلْهَا ثُمَّ ائْتِنِي فَأَخْبِرْنِي بِرَدِّهَا عَلَيْكَ فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهَا فَأَتَيْتُ عَلَى حَكِيمِ بْنِ أَفْلَحَ فَاسْتَلْحَقْتُهُ إِلَيْهَا فَقَالَ مَا أَنَا بِقَارِبِهَا لِأَنِّي نَهَيْتُهَا أَنْ تَقُولَ فِي هَاتَيْنِ الشِّيعَتَيْنِ شَيْئًا

[1738] تقدم تخريجه في صلاة المسافرين وقصرها، باب: صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل وان الوتر ركعة وان الركعة صلاة صحيحة برقم (۱۷۳۳)

[1739] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في صلاة الليل برقم (۱۳۴۲) وبرقم (۱۳۴۳) وبرقم (۱۳۴۴) وبرقم (۱۳۴۵) انظر (التحفة) برقم (۱٦۱۰۴)

فَأَبَتْ فِيهِمَا إِلَّا مُضِيًّا قَالَ فَأَقْسَمْتُ عَلَيْهِ فَجَاءَ فَانْطَلَقْنَا إِلَى عَائِشَةَ فَاسْتَأْذَنَّا عَلَيْهَا فَأَذِنَتْ لَنَا فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا فَقَالَتْ أَحَكِيمٌ فَعَرَفَتْهُ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَتْ مَنْ مَعَكَ قَالَ سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ قَالَتْ مَنْ هِشَامٌ قَالَ ابْنُ عَامِرٍ فَتَرَحَّمَتْ عَلَيْهِ وَقَالَتْ خَيْرًا قَالَ قَتَادَةُ وَكَانَ أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قُلْتُ بَلَى قَالَتْ فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنَ قَالَ فَهَمَمْتُ أَنْ أَقُومَ وَلَا أَسْأَلَ أَحَدًا عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ بَدَا لِي فَقُلْتُ أَنْبِئِينِي عَنْ قِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ أَلَسْتَ تَقْرَأُ يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُلْتُ بَلَى قَالَتْ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ قِيَامَ اللَّيْلِ فِي أَوَّلِ هٰذِهِ السُّورَةِ فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَوْلًا وَأَمْسَكَ اللَّهُ خَاتِمَتَهَا اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا فِي السَّمَاءِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ فِي آخِرِ هٰذِهِ السُّورَةِ التَّخْفِيفَ فَصَارَ قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا بَعْدَ فَرِيضَةٍ قَالَ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِينِي عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ فَيَبْعَثُهُ اللَّهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّ التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَتِلْكَ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ فَلَمَّا سَنَّ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ وَأَخَذَهُ اللَّحْمُ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَنَعَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيعِهِ الْأَوَّلِ فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ وَكَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلٰوةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَلَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا صَلَّى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ قَالَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَحَدَّثْتُهُ بِحَدِيثِهَا فَقَالَ صَدَقَتْ لَوْ كُنْتُ أَقْرَبُهَا أَوْ أَدْخُلُ عَلَيْهَا لَأَتَيْتُهَا حَتَّى تُشَافِهَنِي بِهِ قَالَ قُلْتُ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهَا مَا حَدَّثْتُكَ حَدِيثَهَا۔

[1739] ۔سعد بن ہشام بن عامر نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ (جہاد) کرنے کا ارادہ کیا تو مدینہ منورہ آ گئے اور وہاں اپنی جائداد فروخت کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اس سے ہتھیار اور گھوڑے خرید لیں اور اپنی موت تک

رومیوں سے جہاد میں مشغول رہیں لہٰذا جب مدینہ آ گئے تو اہل مدینہ کے کچھ لوگوں سے ملے تو انہوں نے انہیں اس ارادہ سے روکا اور اسے بتایا، کہ نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں چھ افراد نے اس کام کا ارادہ کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اس سے روکا، اور فرمایا: ''کیا میں تمہارے لیے نمونہ نہیں ہوں؟'' تو جب اہل مدینہ نے اسے یہ بتایا تو انہوں نے اپنی بیوی جس کو طلاق دے چکے تھے، سے رجوع کر لیا اور اس سے رجوع کے لیے گواہ بنائے، پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے میں سوال کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: کیا میں تمہیں ایسی شخصیت سے آگاہ نہ کروں جو روئے زمین کے تمام افراد سے رسول اللہ ﷺ کے وتر کو زیادہ جانتی ہیں؟ سعد نے کہا، وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا، عائشہ رضی اللہ عنہا ہے، ان سے جا کر پوچھیں، پھر آ کر مجھے اس کا جواب بتانا۔ (سعد کہتے ہیں) میں ان کی طرف چل پڑا اور حکیم ابن افلح کو ملا اور اسے ان تک اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا تو اس نے کہا، میں ان کے قریب نہیں جاؤں گا، کیونکہ میں نے انہیں ان دو جماعتوں کے بارے میں کچھ کہنے سے باز کیا تھا تو انہوں نے جانے پر اصرار کیا، سعد کہتے ہیں تو میں نے ان کو قسم دی تو وہ جانے کے لیے آمادہ ہو گئے تو ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف چل پڑے، اور ان سے (پہنچ کر) حاضری کی اجازت طلب کی تو انہوں نے جازت مرحمت فرمائی اور ہم ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے، انہوں نے پوچھا، کیا حکیم ہو؟ انہوں نے اسے پہچان لیا، اس نے کہا، جی ہاں تو انہوں نے پوچھا، تمہارے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا، سعد بن ہشام ہے، انہوں نے پوچھا، ہشام کون؟ اس نے کہا، عامر کا بیٹا تو انہوں ے اس کے لیے رحمت کی دعا کی اور ان کے لیے کلمات خیر کہے۔ قتادہ نے بتایا (عامر) غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ میں نے پوچھا، اے مومنو کی ماں! مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتایئے، انہوں نے جواب دیا، کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا، کیوں نہیں، انہوں نے کہا، نبی اللہ ﷺ کا اخلاق قرآن ہی ہے (یعنی آپ کی سیرت و کردار عملی قرآن ہے)۔ سعد کہتے ہیں، میں نے اس پر اٹھنے کا ارادہ کر لیا، یہ تہیہ کر کے کہ موت تک کسی سے کچھ نہیں پوچھوں گا۔ پھر مجھے خیال آیا تو میں نے پوچھا، مجھے رسول اللہ ﷺ کے قیام کے بارے میں بتائیں تو انہوں نے جواب دیا، کیا تم یایھا المزمل نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا، کیوں نہیں، انہوں نے کہا، اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کے آغاز میں رات کے قیام کو فرض قرار دیا ہے تو نبی اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے سال بھر قیام کیا، اور اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کی آخری آیات بارہ ماہ تک آسمان پر روکے رکھیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کے آخر میں تخفیف کا حکم نازل فرمایا تو رات کا قیام فرض ہونے کے بعد نفل ٹھہرا۔ سعد کہتے ہیں، میں نے پوچھا، اے مومنو کی ماں! مجھے رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے میں بتایئے تو انہوں نے

فرمایا، ہم آپ کے لیے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کر کے رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ رات کو جب چاہتا آپ کو بیدار کر دیتا تو آپ مسواک کر کے وضو کر لیتے اور ۹ نو رکعات پڑھتے، ان میں آپ آٹھویں پر بیٹھتے، اللہ کا ذکر کرتے اس کی حمد بیان کرتے اور دعا فرماتے، پھر سلام پھیرے بغیر اٹھ کھڑے ہوتے، پھر اٹھ کر نویں رکعت پڑھتے پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے، حمد بیان کرتے اور اس سے دعا فرماتے، پھر ہمیں سنا کر سلام پھیرتے، پھر سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے، اے بیٹے! تو یہ گیارہ رکعات ہو گئیں تو جب رسول اللہ ﷺ عمر رسیدہ ہو گئے، اور گوشت بڑھ گیا (جسم مبارک بھاری ہو گیا) تو آپ سات وتر پڑھنے لگ گئے اور دو رکعتوں کے بارے میں پہلا طرز عمل قائم رکھا، اے بیٹے! یہ نو رکعات ہو گئیں، اور نبی اللہ ﷺ جب کوئی نماز شروع کرتے تو اس پر دوام و ہمیشگی کرنا پسند فرماتے، اگر رات کے قیام پر نیند یا بیماری غالب آ جاتی تو آپ دن کو بارہ رکعات پڑھ لیتے، اور میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو، اور نہ ہی آپ نے کوئی رات صبح تک نماز پڑھی اور نہ رمضان کے سوا پورے مہینے کے روزے رکھے، سعد نے کہا، میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف چل پڑا اور انہیں ان کی حدیث سنائی تو انہوں نے کہا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے سچ فرمایا، اگر میں ان کے قریب جاتا ہوتا، یا ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تو ان کے پاس جاتا تاکہ مجھے یہ حدیث روبرو سناتیں۔ سعد کہتے ہیں، میں نے کہا، اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ ان کے پاس نہیں جاتے تو میں آپ کو ان کی حدیث نہ سناتا۔

مفردات الحدیث ❶ **كُرَاع:** گھوڑا۔ ❷ **على رِجْعَتِهَا:** را پر زبر اور زیر دونوں آ سکتے ہیں۔ طلاق سے رجوع پر گواہ بنا لیے۔ ❸ **بِرَدِّها عَلَيْكَ:** تیرے سوال کا جو جواب دیں مجھے بتانا۔ ❹ **فاستلحقته اليها:** میں نے اس سے، ان کے پاس جانے کے لیے ساتھ چلنے کا مطالبہ کیا۔ ❺ **ما انا بِقَارِبِها:** میں ان کے پاس جانا نہیں چاہتا۔ ❻ **الشِّيْعَتَيْن:** شیعہ گروہ اور جماعت کو کہتے ہیں، دو گروہوں سے مراد حضرت عثمان کے قصاص کا مطالبہ کرنے والے اور حضرت علی کے حمایتی ہیں، یعنی آپ کسی کا ساتھ نہ دیں۔ ❼ **فَـأَبَـتْ فيهـا الامُضِيًّا:** انہوں نے ان کے معاملہ میں مداخلت نہ کرنے سے انکار کر لیا، یعنی قصاص کا مطالبہ کرنے والوں کی حمایت کی۔

فوائد :...... ❶ اگر کوئی کسی معاملہ میں مشورہ لے تو اسے مشورہ صحیح صحیح، شریعت کے مطابق دینا چاہیے، اور بیوی و بچوں سے الگ تھلگ ہو جانا اور جائیداد کو بیچ کر زندگی جہاد کے لیے وقف کر دینا درست نہیں ہے۔ زندگی کے ہر مسئلہ میں حضور اکرم ﷺ کی زندگی کو نمونہ بنایا جائے گا، اور ہر کام میں آپ کا طرز عمل ہی مشعل راہ ہو گا۔ ❷ اگر کسی عالم سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور وہاں اس سے بہتر بتانے والا موجود ہو تو اس کی طرف راہنمائی کرنی چاہیے اور اس کے جواب سے آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کرنا بہتر ہو گا۔ ❸ مسئلہ پوچھنے کے لیے عالم کے

آشنا اور واقف کار کو ساتھ لے جانا بہتر ہے۔ ④ حضور اکرم ﷺ کی زندگی، آپ کی سیرت و کردار اور ہر عمل قرآن کے مطابق تھا، گویا آپ قرآن کریم کی عملی تفسیر تھے۔ ⑤ جب تک پانچ نمازیں فرض نہیں ہوئی تھیں، تہجد سب کے لیے فرض تھی، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ پر ایک سال تک رات کا قیام فرض رہا پھر سورہ مزمل کی آخری آیت ان ربك يَعْلَمُ۔۔۔الآیة سے اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی، اور اکثر علمائے امت کے نزدیک تہجد کی نماز آپ ﷺ پر بھی فرض نہیں رہی تھی، لیکن آپ نے ساری عمر اس کی پابندی فرمائی ہے۔ ⑥ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، آپ آخری عمر میں نو رکعات پڑھتے تھے، جن میں صرف آٹھویں رکعت پر بیٹھتے اور اس میں تشہد، ذکر و اذکار، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور دعا فرماتے اور پھر اٹھ کر نویں رکعت پڑھتے اور اس پر سلام پھیرتے اور قیام اللیل کو ہی وتر کہا جاتا ہے۔ اس لیے وتر پڑھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ ⑦ آخری عمر میں جب آپ عمر رسیدہ ہونے کے ساتھ بھاری بھرکم بھی ہو گئے تو صرف سات رکعات پڑھنے لگے اور بعد میں دو رکعت بیٹھ کر پڑھ لیتے تھے۔ ⑧ نیند یا بیماری کے غلبہ کی وجہ سے اگر آپ کی تہجد کی نماز رہ جاتی تو چونکہ آپ کا عمومی عمل رات میں گیارہ رکعات پڑھنے کا تھا۔ اس لیے اس کی جگہ آپ دن کو بارہ رکعات پڑھ لیتے۔ ⑨ رات کے قیام کو ہی وتر بھی کہتے ہیں، یہ پہلے فرض تھا پھر اس کی فرضیت ختم ہوگئی۔ اب وتر فرض نہیں ہے بلکہ سنت موکدہ ہے۔ بعض لوگ اسے فرض قرار دیتے ہیں، بعض فرض سے نیچے واجب کا ایک درجہ اپنے پاس سے بنا کر واجب قرار دیتے ہیں، ان لوگوں کی بات درست نہیں۔

[1740] (. .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى

عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثُمَّ انْطَلَقَ إِلَى الْمَدِينَةِ لِيَبِيعَ عَقَارَهُ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

[1740] سعد بن ہشام نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، پھر مدینہ کی طرف چل پڑے تاکہ اپنی جائیداد فروخت کر دیں، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[1741] (. .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ قَالَ نَا قَتَادَةُ

عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّهُ قَالَ انْطَلَقْتُ اِلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ

[1740] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٧٣٦)

[1741] تقدم تخريجه برقم (١٧٣٦)

فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْوِتْرِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَقَالَ فِيهِ قَالَتْ مَنْ هِشَامٌ قُلْتُ ابْنُ عَامِرٍ قَالَتْ نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ عَامِرٌ أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ

[1741] سعد بن ہشام بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان سے وتر کے بارے میں سوال کیا، اس کے بعد پوری حدیث ہے اور اس میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، ہشام کون ہے؟ جواب ملا، عامر کا بیٹا، انہوں نے کہا، عامر اچھا آدمی تھا، احد کے دن شہید ہوا۔

[1742] (...) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى أَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامٍ كَانَ جَارًا لَهُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ سَعِيدٍ وَفِيهِ قَالَتْ مَنْ هِشَامٌ قَالَ ابْنُ عَامِرٍ قَالَتْ نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ أُصِيبَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ وَفِيهِ فَقَالَ حَكِيمُ بْنُ أَفْلَحَ أَمَا إِنِّي لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهَا مَا أَنْبَأْتُكَ بِحَدِيثِهَا

[1742] زرارہ بن اوفی بیان کرتے ہیں کہ سعد بن ہشام میرا پڑوسی تھا تو اس نے مجھے بتایا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے اور اس میں ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، ہشام کون ہے؟ جواب ملا، عامر کا بیٹا، انہوں نے (عائشہ رضی اللہ عنہا) کہا، وہ خوب انسان تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ احد میں شہید ہوا اور اس میں ہے، حکیم بن افلح نے کہا، یاد رکھیں، اگر میں جان لیتا، کہ آپ ان کے پاس نہیں جاتے ہیں تو میں آپ کو ان کی حدیث نہ بتاتا۔

فائدہ:...... اوپر والی طویل حدیث سے معلوم ہوتا کہ یہ الفاظ سعد بن ہشام نے کہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے یہ حکیم بن افلح نے کہے چونکہ یہ دونوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے تھے الفاظ سعد نے کہے اور حکیم نے تائید کی، اس لیے اس کی طرف ہی نسبت کر دی گئی اور حضرت ابن عباس نے حضرت علی کی خاطر حضرت عائشہ کے پاس جانا چھوڑ دیا تھا، لیکن بعد میں جانا شروع کر دیا تھا۔

[1743] ١٤٠ـ(...) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ سَعِيدٌ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ

[1742] تقدم تخريجه برقم (١٧٣٦)

[1743] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى قيام الليل وتطوع النهار، باب: كم يصلى من نام عن ←

عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ مِنَ اللَّيْلِ مِنْ وَجَعٍ أَوْ غَيْرِهِ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً

[1743] ۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز جب رہ جاتی، بیماری یا کسی اور وجہ سے تو دن کو ۱۲ رکعات پڑھتے۔

[1744] ۱۴۱۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ اَنَا عِيْسٰى وَهُوَ ابْنُ يُوْنُسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ الْأَنْصَارِيِّ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا اَثْبَتَهُ وَكَانَ إِذَا نَامَ مِنَ اللَّيْلِ أَوْ مَرِضَ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً قَالَتْ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ وَمَا صَامَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا إِلَّا رَمَضَانَ

[1744]۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی عمل شروع کرتے تو اس کو قائم رکھتے، اور جب رات کی نماز سے سو جاتے یا بیمار ہو جاتے تو دن کو ۱۲ رکعات پڑھ لیتے اور فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صبح تک نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ نے رمضان کے سوا مسلسل مہینہ بھر روزے رکھے۔

[1745] ۱۴۲۔(۷۴۷) حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ ح و حَدَّثَنِي أَبُوالطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَانَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ وَعُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ))

[1745] ۔حضرت عمر بن خطاب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے وظیفہ (معمول) سے سویا رہا یا اس کے کچھ حصہ سے سو گیا، اور اس نے اسے نماز فجر اور نماز ظہر کے درمیان پڑھ لیا تو اسے اس کے لیے ایسے ہی رکھا جائے گا گویا کہ اس نے اسے رات ہی کو پڑھا ہے۔''

← صلاة او منعه وجع برقم ۳/ ۲۵۹۔ والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: اذا نام عن صلاته بالليل صلى بالنهار برقم (٤٤٥) انظر (التحفة) برقم (١٦١٠٥)

[1744] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦١٠٩)

[1745] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: من نام عن حزبه برقم (١٣١٣) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما ذكر فيما فاته حزبه من الليل فقضاه بالنهار برقم ←

فائدہ :.......اگر انسان کا رات کے کسی حصہ میں کوئی ورد یا وظیفہ اور عمل ہو اور وہ کسی وجہ سے رات کو وہ عمل یا وظیفہ نہ کر سکے تو اسے اس پر ہیشگی و دوام کو برقرار رکھنے کے لیے دن کو ظہر سے پہلے پہلے کر لینا چاہیے۔ اس طرح وہ رات کو ادا کیا گیا عمل ہی شمار ہوگا اور اس کا دوام برقرار رہے گا۔

۱۹...... بَابُ: صَلَاةِ الْأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ

باب۱۹: اوابین کی نماز کا وقت وہ ہے جب اونٹ کے بچوں کے پیر جلنے لگیں

[1746] ۱٤۳ـ(۷٤۸) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَـنِ الْقَاسِمِ الشَّيْبَانِيِّ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَاٰى قَوْمًا يُصَلُّونَ مِنَ الضُّحٰى فَقَالَ أَمَا لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ الصَّلٰوةَ فِي غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((صَلٰوةُ الْأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ))

[1746]۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا تو کہا، ہاں! یہ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ نماز اس کے سوا وقت میں پڑھنا افضل ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''(اطاعت گزار) توبہ کرنے والے لوگوں کی نماز اس وقت ہوتی ہے، جب اونٹ کے بچوں کے پیر جلنے لگتے ہیں۔''

مفردات الحدیث ❶ اوّاب: اَوْب سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے لوٹنا، رجوع کرنا، مراد ہے توبہ و انابت کرنے والے، اطاعت و فرمانبرداری کی طرف لوٹنے والے۔ ❷ تَرْمَضُ (س) رمضاء سے ماخوذ ہے، وہ ریت جو سورج کی حرارت و تپش سے گرم ہو کر تپنے لگتی ہے۔ ❸ الفِصَال: فَصِيل کی جمع ہے اونٹ یا گائے کا وہ بچہ جو ماں سے الگ کر دیا گیا ہو۔ مراد یہ ہے کہ جب اونٹوں کے چھوٹے بچوں کے پاؤں، ریت کی تپش سے جلنے لگتے ہیں۔

[1747] ۱٤٤ـ(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَا الْقَاسِمُ الشَّيْبَانِيُّ

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى أَهْلِ قُبَاءٍ وَهُمْ يُصَلُّونَ فَقَالَ ((صَلٰوةُ الْأَوَّابِينَ إِذَا رَمِضَتِ الْفِصَالُ))

← (۵۸۱) والنسائی فی (المجتبی) فی قیام اللیل وتطوع النهار، باب: متی یقضی من نام حزبه من اللیل برقم ۳/ ۲۵۹ و ۳/ ۲٦۰ موقوفا۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: ما جاء فیما نام عن حزبه من اللیل برقم (۱۳٤۳) انظر (التحفة) برقم (۱۰۵۹۲)

[1746] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۳٦۸۲)

[1747] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۳٦۸۲)

[1747] ۔حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل قباء کے پاس اس وقت پہنچے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ''توبہ کرنے والوں کی نماز کا وقت وہ ہے جبکہ اونٹوں کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔''

فائدہ:......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اوابین کی نماز کا وقت وہ ہے جبکہ لوگ راحت و آرام کے لیے مائل ہو چکے ہوتے ہیں، یعنی زوال سے کچھ پہلے، سورج کے طلوع ہونے سے لے کر زوال شمس تک جو نماز پڑھی جاتی ہے، وقت کے لحاظ سے اس کے مختلف نام ہیں، سورج کے اچھی طرح طلوع ہونے کے بعد اشراق، خاصا بلند ہونے پر ضحیٰ (چاشت) اور زوال سے کچھ وقت پہلے صلوۃ الاوابین، چونکہ یہ راحت وسکون اور آرام کا وقت ہے، اس لیے اس کو افضل اور بہتر قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ انسان اپنی راحت و آرام کو قربان کر کے یہ نماز پڑھتا ہے۔

۲۰...... بَابُ: صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ

باب۲۰: رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور وتر رات کے آخری حصہ میں ایک رکعت ہے

[1748] ١٤٥-(٧٤٩) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَّاحِدَةً تُوتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى))

[1748] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارے میں سوال کیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے، جب تم میں سے کسی کو صبح ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو وہ ایک رکعت پڑھ لے، یہ اس کی تمام نماز کو وتر (طاق) بنا دے گی۔

فائدہ:......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رات کی نماز دو، دو رکعت پر سلام پھیر کر پڑھنا بہتر ہے اور حضرت ابن عمر نے اس کا یہی مطلب سمجھا ہے، اس لیے احناف کی یہ تاویل کہ وہ دوسری رکعت پر بیٹھ کر اٹھتے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فہم اور حدیث کے ظاہری مفہوم کے خلاف ہے اور احناف کے ہاں تو فہم راوی کو اس کی حدیث پر بھی ترجیح حاصل ہے اور یہاں فہم راوی کو نظر انداز صرف اس لیے کیا گیا ہے تاکہ وتر کی ایک رکعت کو تسلیم نہ کرنا پڑے اور یہ تاویل کی جا سکے کہ آخری دوگانہ کے ساتھ، دو رکعت کی بجائے ایک رکعت پڑھ کر تین وتر پڑھ لیے جائیں، حالانکہ یہ تاویل حدیث کے آخری الفاظ کہ یہ رکعت اس کی ساری نماز کو وتر بنا دے گی کے منافی ہے کیونکہ اس سے تو آخری دوگانہ وتر بنا ہے، پھر اس کو پہلے دوگانوں سے ملانے کی کیا ضرورت ہے؟

[1748] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوتر، باب: ما جاء في الوتر رقم (٩٩٠) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: صلاة الليل مثنى مثنى برقم (١٣٢٦) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: الوتر بواحدة ٣/ ٢٣٣۔ انظر (التحفة) برقم (٧٢٢٥)

[1749] ١٤٦ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ زُهَيْرٌ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ فَقَالَ ((مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِرَكْعَةٍ))

[1749] ۔امام صاحب مختلف سندوں کے بعد کہتے ہیں کہ سالم اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں سوال کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو، دو رکعت ہے، اور جب تمہیں صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لو۔“

[1750] ١٤٧ـ(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَحُمَيْدَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ حَدَّثَاهُ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ))

[1750] ۔عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور پوچھا، اے اللہ کے رسول! رات کی نماز کی کیا کیفیت ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور جب تمہیں صبح ہونے کا خطرہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لو۔“

[1751] ١٤٨ـ(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا أَيُّوبُ وَبُدَيْلٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ وَأَنَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّائِلِ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ قَالَ ((مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَصَلِّ رَكْعَةً وَّاجْعَلْ آخِرَ صَلٰوتِكَ وِتْرًا)) ثُمَّ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ وَأَنَا بِذٰلِكَ الْمَكَانِ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَا أَدْرِي هُوَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ

[1749] اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء فى صلاة الليل ركعتين برقم (١٣٢٠) انظر (التحفة) برقم (٦٨٣٠) و برقم (٧٠٩٩)

[1750] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى قيام الليل وتطوع النهار، باب: كيف صلاة الليل ٣/ ٢٢٨۔ انظر (التحفة) برقم (٦٧١٠)

[1751] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: كم الوتر برقم (١٤٢١) والنسائى فى (المجتبى) فى قيام الليل وتطوع النهار، باب الوتر ٣/ ٢٣٣۔ انظر (التحفة) برقم (٧٢٦٧)

[1751] ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا اور میں آپ کے اور سائل کے درمیان تھا تو اس نے کہا، اے اللہ کے رسول! رات کی نماز کی کیفیت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: دو، دو، پھر جب تجھے صبح کا ڈر ہو تو ایک رکعت پڑھ لے، اور وتر اپنی نماز کے آخر میں پڑھ۔'' پھر آپ سے سال کے آخر میں ایک آدمی نے پوچھا، اور میں رسول اللہ ﷺ سے اسی جگہ (یعنی درمیان میں) پر تھا تو مجھے معلوم نہیں وہ وہی آدمی تھا یا کوئی اور تو آپ نے اسے اسی طرح جواب دیا۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر آخر میں پڑھنا چاہیے یہ نہیں ہونا چاہیے کہ رات کو وتر پڑھ کر سو جائے، یا اٹھ کر وتر پڑھ لے، پھر دوگانہ نماز پڑھنا شروع کر دے، لیکن یہ اس کے لیے ہے جس کا تہجد کی نماز پڑھنا معمول ہو، رہا وہ انسان جس کا تہجد پڑھنا معمول نہیں ہے، کسی دن جاگ آ گئی تو اس نے چاہا کہ چلو جاگ تو آ ہی گئی ہے، نماز پڑھ لیں تو ایسا انسان اگرچہ سونے سے پہلے وتر پڑھ چکا ہے، وہ نماز پڑھ سکتا ہے، اب اس کو آخر میں دوبارہ وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، اگرچہ بعض صحابہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ وہ پہلے ایک رکعت کو اس نیت سے پڑھ لے کہ سونے سے پہلے پڑھا وتر، دوگانہ ہو جائے، پھر نماز دو، دو رکعت پڑھتا رہے اور آخر میں ایک وتر پڑھ لے مگر صحابی کا عمل ہے، رسول اللہ ﷺ سے ایسا کرنا ثابت نہیں۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر اس نے نماز کے آخر میں وتر پڑھ لیا ہے تو اب وہ دو رکعت نہیں پڑھ سکتا، کیونکہ وتر کے بعد تو دو رکعت حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے، اگرچہ آپ بیٹھ کر پڑھتے، کیونکہ آپ کے ثواب میں بیٹھنے کی صورت میں یعنی کی واقع نہیں ہوتی اور ہمیں اٹھ کر پڑھنا چاہیے، کیونکہ ہمارے بیٹھنے سے اجر میں کمی واقع ہوتی ہے۔ نیز یہ فعل کبھی کبھا رہونا چاہیے، اس کو معمول نہیں بنانا چاہیے اور بعض حضرات کے نزدیک آپ کی اقتدا اور اتباع کے نقطۂ نظر سے بیٹھ کر دو رکعت پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

[1752] (. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا أَيُّوبُ وَبُدَيْلٌ وَعِمْرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ

عَنْ ابْنِ عُمَرَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْخِرِّيْتِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَا بِمِثْلِهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا ثُمَّ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ وَمَا بَعْدَهُ

[1752] امام صاحب دوسری سندوں سے روایت بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے سوال کیا، دونوں استادوں نے اوپر والی روایت بیان کی مگر سال کے آخر میں پوچھنے والا واقعہ بیان نہیں کیا۔

[1752] تقدم تخريجه في الحديث السابق (١٧٤٨)

[1753] ١٤٩-(٧٥٠) وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَأَبُوكُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ هَارُونُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنِي عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ))

[1753] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''وتر صبح سے پہلے پہلے پڑھ لو۔''

مفردات الحدیث ٭ بادروا: جلدی کرلو، عجلت سے کام لو۔

[1754] ١٥٠-(٧٥١) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ انَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ مَنْ صَلَّى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهِ وِتْرًا فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِذٰلِكَ

[1754] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے، جو رات کو نماز پڑھے، وہ نماز کی انتہاء وتر پر کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اسی کا حکم دیتے تھے۔

[1755] ١٥١-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا نَا يَحْيٰى كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اجْعَلُوا آخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا))

[1755] ۔امام صاحب دوسری سندوں سے بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''رات کو اپنی نماز کے آخر میں وتر پڑھو۔''

[1756] وَحَدَّثَنِي هٰرُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهِ وِتْرًا قَبْلَ الصُّبْحِ، كَذٰلِكَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُهُمْ

[1753] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٢٦٨)

[1754] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى قيام الليل وتطوع النهار، باب وقت الوتر ٣/ ٢٣١۔ انظر (التحفة) برقم (٨٢٩٧)

[1755] طريق ابى بكر بن ابى شيبة وطريق ابن نمير تفرد بهما مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٨٣٩) وبرقم (٧٩٧٧) وطريق زهير بن حرب اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الوتر، باب: ليجعل آخر صلاته وترا برقم (٩٩٨) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: فى وقت الوتر برقم (١٤٣٨) انظر (التحفة) برقم (٨١٤٥)

[1756] تقدم

[1756] ابن جریج نے کہا: نافع نے بتایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے: ''جو شخص رات کو نماز پڑھے وہ صبح سے پہلے نماز کا آخری حصہ وتر کو بنائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان (اپنے ساتھیوں) کو یہی حکم دیا کرتے تھے۔''

[1757] ١٥٣-(٧٥٢) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ))

[1757]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وتر رات کے آخر میں ایک رکعت ہے۔''

[1758] ١٥٤-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ))

[1758]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''وتر، رات کے آخر میں ایک رکعت ہے۔''

[1759] ١٥٥-(٧٥٣) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ نَا هَمَّامٌ قَالَ نَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ رَكْعَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ وَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ))

[1759]۔ابومجلز بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وتر کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''رات کے آخر میں ایک رکعت ہے۔'' اور میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''رات کے آخر میں ایک رکعت ہے۔''

فائدہ:...... ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی مذکورہ بالا روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر آخر میں ایک ہی پڑھا جائے گا، اور اس صریح حدیث کی موجودگی میں یہ کہنا کہ دوگانہ سے ملی ہوئی ایک رکعت ہے، تعصب کی انتہاء ہے۔

[1760] ١٥٦-(٧٤٩) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عمر اَنَّ

[1757] اخرجه النسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: كم الوتر ٣/ ٢٣٢ وبرقم (١٦٨٩) انظر (التحفة) برقم (٨٥٥٨)

[1758] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٧٥٤)

[1759] تقدم تخريجه برقم (١٧٥٤)

[1760] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٣٠٦)

ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَجُلًا نَادٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ أُوتِرُ صَلٰوةَ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلّٰى فَلْيُصَلِّ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِنْ أَحَسَّ أَنْ يُّصْبِحَ سَجَدَ سَجْدَةً فَأَوْتَرَتْ لَهُ مَا صَلّٰى)) قال ابو كريب: عبيد الله بن عبدالله ولم يقل ابن عمر

[1760]۔ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو جبکہ آپ مسجد میں تھے آواز دی اور کہا، اے اللہ کے رسول! میں رات کی نماز کو وتر کیسے بناؤں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو نماز پڑھے، دو دو رکعت پڑھے، پھر اگر وہ محسوس کرے کہ صبح ہو رہی ہے، ایک رکعت پڑھ لے تو یہ ایک رکعت اس کی ساری نماز کو وتر (طاق) بنا دے گی۔'' ابو کریب نے عبید اللہ بن عبد اللہ کہا، آگے ابن عمر نہیں کہا۔

[1761] ۱۵۷۔(. . .) حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ أُؤَطِيلُ فِيهِمَا الْقِرَائَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ قَالَ قُلْتُ إِنِّي لَسْتُ عَنْ هٰذَا أَسْأَلُكَ قَالَ إِنَّكَ لَضَخْمٌ أَلَا تَدَعُنِي أَسْتَقْرِءُ لَكَ الْحَدِيثَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ كَأَنَّ الْأَذَانَ بِأُذُنَيْهِ قَالَ خَلَفٌ أَرَأَيْتَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ وَلَمْ يَذْكُرْ صَلٰوةِ

[1761]۔ ابن سیرین کہتے ہیں، میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، مجھے صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتوں کے بارے میں بتایئے، کیا میں ان میں قرأت طویل کر سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ رات کو دو، دو رکعت پڑھتے تھے اور ایک رکعت وتر پڑھ لیتے، میں نے کہا، میں آپ سے اس کے بارے میں نہیں پوچھ رہا، انہوں نے کہا، تم بھاری بھرکم یعنی کند ذہن ہو، کیا مجھے بات مکمل کرنے کا موقع نہیں دو گے؟ رسول اللہ ﷺ رات کو دو، دو رکعت پڑھتے تھے، اور ایک وتر پڑھتے، اور صبح سے پہلے دو رکعت پڑھتے گویا آپ کو اقامت سنائی دے رہی ہے، خلف کی حدیث میں ہے، مجھے صبح سے پہلے دو رکعت کے بارے میں بتایئے، الغداۃ کے لفظ سے پہلے صلاۃ کا لفظ بیان نہیں کیا۔

[1761] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الوتر، باب ساعات الوتر برقم (٩٩٥) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة باب ما جاء فى الوتر ركعة برقم (٤٦١) وقال: حديث ابن عمر هذا←

فائدہ ...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی سنتوں میں قرأت لمبی نہیں کرتے تھے، اس لیے تمہیں ان میں لمبی قرأت نہیں کرنی چاہیے۔

[1762] ١٥٨۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ وَفِيهِ فَقَالَ بَهْ بَهْ إِنَّكَ لَضَخْمٌ

[1762]۔ انس بن سیرین کہتے ہیں، میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، پھر مذکورہ بالا حدیث بیان کی اور اس میں یہ اضافہ کیا، رات کے آخری حصہ میں ایک رکعت وتر پڑھتے اور میرے دوبارہ سوال پر کہا، بہ بہ، بس بس، رک جا تو ایک کند ذہن آدمی ہے۔

[1763] ١٥٩۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا رَأَيْتَ أَنَّ الصُّبْحَ يُدْرِكُكَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ)) فَقِيلَ لِابْنِ عُمَرَ مَا مَثْنٰى مَثْنٰى قَالَ ((أَنْ تُسَلِّمَ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ))

[1763]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کی نماز دو، دو رکعت ہے، اور جب تم سمجھو تمہیں صبح پا رہی ہے، یعنی صبح ہو رہی ہے تو ایک رکعت وتر پڑھ لو تو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، مثنیٰ، مثنیٰ کا کیا مفہوم ہے؟ انہوں نے کہا، ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے۔

فائدہ ...... **یہ حدیث اس بات کی صریح دلیل ہے کہ ابن عمر، مثنیٰ مثنیٰ کا مفہوم یہی سمجھتے تھے کہ ہر دوگانہ پر سلام پھیرے اور آخر میں الگ ایک رکعت پڑھ لے، اس لیے اس حدیث کا یہ معنی نہیں ہو سکتا کہ آخری دوگانہ پر سلام پھیرے بغیر اس کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر تین وتر بنا لے۔**

[1764] ١٦٠۔(٧٥٤) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

← حديث حسن صحيح۔ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فى الركعتين قبل الفجر برقم (١١٤٤) وفى باب: ما جاء فى الوتر ركعة برقم (١١٧٤) انظر (التحفة) برقم (٦٦٥٢)

[1762] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٧٥٨)

[1763] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٣٤٣)

[1764] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى مبادرة الصبح بالوتر برقم ←

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا))

[1764] حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''وتر صبح سے پہلے پہلے پڑھ لو۔''

[1765] ١٦١۔(. . .) وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو نَضْرَةَ الْعَوَقِيُّ أَنَّ

أَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُمْ سَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ ((أَوْتِرُوا قَبْلَ الصُّبْحِ))

[1765]۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا وتر کے بارے میں تو آپ نے فرمایا: ''وتر صبح سے پہلے پڑھ لو۔''

٢١...... بَابُ: مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ اَوَّلَهُ

باب ٢١: جسے یہ ڈر ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں اٹھ نہیں سکے گا وہ رات کے آغاز میں وتر پڑھ لے

[1766] ١٦٢۔(٧٥٥) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ خَافَ أَنْ لَّا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ اَوَّلَهُ وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ فَإِنَّ صَلٰوةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ وَذٰلِكَ أَفْضَلُ)) و قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ مَحْضُورَةٌ

[1766]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے خطرہ ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں اٹھ نہیں سکے گا، وہ وتر اس کے شروع میں پڑھ لے، اور اگر اسے امید ہو کہ وہ اس کے آخر میں اٹھے گا تو وہ وتر رات کے آخر میں پڑھے کیونکہ رات کے آخری حصہ کی نماز میں (فرشتوں کی یا دل کی) حاضری ہوتی ہے اور یہ افضل ہے، ابو معاویہ نے مشہودة کی جگہ محضورة کہا، (دونوں کا معنی ایک ہے۔)

←(٤٦٨) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: الامر بالوتر قبل الصبح ٣/ ٢٣١۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: من نام عن وتر او نسيه رقم (١١٨٩) انظر (التحفة) برقم (٤٣٨٤)

[1765] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٧٦١)

[1766] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في كراهية النوم قبل الوتر برقم (٤٥٥) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في الوتر آخر الليل برقم (١١٨٧) انظر (التحفة) برقم (٢٢٩٧)

[1767] ١٦٣ - (. . .) وحدثني سلمة بن شبيب قال نا الحسن بن أعين قال نا معقل وهو ابن عبيدالله عن أبي الزبير

عن جابر قال سمعت النبي ﷺ يقول ((أيكم خاف أن لا يقوم من آخر الليل فليوتر ثم ليرقد ومن وثق بقيام من الليل فليوتر من آخره فإن قراءة آخر الليل محضورة وذلك أفضل))

[1767] ۔حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے تم میں سے خدشہ ہو کہ وہ رات کے آخر میں اٹھ نہیں سکے گا تو وہ وتر پڑھ لے، پھر سو جائے، اور جسے رات کو اٹھنے کا وثوق و اعتماد ہو، وہ اس کے آخر میں وتر پڑھے کیونکہ رات کے آخری حصہ میں قرأت کے وقت رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں یا دل حاضر ہوتا ہے اور یہ بہتر ہے۔''

فائدہ :...... رات کو اٹھنے والے کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ وتر رات کی نماز کے آخر میں پڑھے، لیکن جس کا یہ معمول نہیں ہے کہ وہ رات کو اٹھے، اسے وتر سونے سے پہلے پڑھ لینا چاہیے، اگر اسے کسی دن جاگ آ جائے تو وہ رات کی نماز پڑھ سکتا ہے، دوبارہ وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۲...... باب: أفضل الصلاة طول القنوت

باب ۲۲ : بہترین نماز وہ ہے جس میں قیام لمبا ہو

[1768] ١٦٤ - (٧٥٦) حدثنا عبد بن حميد قال نا أبو عاصم قال انا ابن جريج أخبرني أبو الزبير عن جابر قال قال رسول الله ﷺ ((أفضل الصلوة طول القنوت))

[1768] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین نماز وہ ہے جس میں قنوت لمبا ہو۔''

مفردات الحدیث ✲ **قُنوت**: نماز، قیام، خشوع و خضوع، عجز و فروتنی، سکوت و خاموشی، دعا اور اطاعت و فرمانبرداری، سب معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے اور نماز میں یہ تمام معانی موجود ہیں اور یہاں بالاتفاق اس کا معنی قیام ہے۔ یعنی قرأت طویل کرنا، کیونکہ لمبی قرأت کے بغیر قیام لمبا نہیں ہوسکتا۔

[1767] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٩٥٢)

[1768] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في طول القيام في الصلوات برقم (١٤٢١) انظر (التحفة) برقم (٢٨٢٧)

[1769] ١٦٥-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبكْرِ بْنُ أَبِى شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالاَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِى سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الصَّلٰوةِ أَفْضَلُ قَالَ ((طُولُ الْقُنُوتِ)) قَالَ أَبُوبكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

[1769]۔ حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا، کون سی نماز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''لمبا قیام۔'' یعنی جس نماز میں قیام طویل ہو۔ ابوبکر نے حدثنا الاعمش کی جگہ عن الاعمش کیا۔

فائدہ:...... وتر میں دعائے قنوت کی کوئی روایت مصنف کی شرط پر نہیں ہے، اس لیے امام صاحب نے دعائے قنوت کا ذکر نہیں کیا، ائمہ اربعہ کا مسلک یہ ہے کہ امام مالک کے نزدیک وتر میں قنوت نہیں ہے، باقی تینوں ائمہ کے نزدیک قنوت وتر ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک پورا سال اور امام احمد کا ایک قول یہی ہے، امام شافعی کے نزدیک رمضان کے آخری نصف میں کیونکہ حضرت ابی بن کعب رمضان کے آخری نصف میں ہی وتر کے اندر قنوت کرتے تھے، جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق نماز تراویح پڑھانے لگے تھے، امام احمد کا دوسرا قول بھی یہی ہے، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک قنوت کا موقع اور محل رکوع کے بعد ہے، کیونکہ باقی نمازوں میں قنوت رکوع کے بعد کیا جاتا ہے اور احناف کے نزدیک قنوت رکوع سے پہلے ہے، اگر تمام احادیث کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے، وتر میں دونوں کی گنجائش ہے، رکوع سے پہلے پڑھ لے یا رکوع کے بعد۔

٢٣...... بَابٌ: فِى اللَّيْلِ سَاعَةٌ مُسْتَجَابٌ فِيهَا الدُّعَاءُ

باب ٢٣: رات میں ایک گھڑی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے

[1770] ١٦٦-(٧٥٧) وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِى شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِى سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ فِى اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِّنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ))

[1770]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ''رات میں ایک گھڑی ہے، جو مسلمان بندہ اس کو پالیتا ہے، اس میں وہ دنیا اور آخرت کی جس خیر اور بھلائی کا سوال کرتا ہے اللہ اسے عطا فرماتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات میں ہوتی ہے۔''

[1769] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٣٢١)
[1770] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٣١٥)

[1771] ۱۶۷-(. . .) وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ نَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ))

[1771]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر رات میں ایک گھڑی ہے، مسلمان انسان اس کو پالیتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ سے جس خیر کا بھی سوال کرتا ہے، وہ اسے عنایت فرماتا ہے۔''

فائدہ:...... ہر رات میں ایک گھڑی یقینی ہے، جس میں مسلمان انسان کی ہر نیک اور جائز دعا قبول ہوتی ہے، لیکن اس گھڑی کا تعین کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے، لیکن اگلے باب کی روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے، کہ یہ گھڑی رات کی آخری تہائی حصے میں ہے، اس لیے انسان کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ رات کے آخری تہائی حصہ میں اٹھے، اور اللہ تعالیٰ سے دین و دنیا کی خیر کا سوال کرے۔

۲۴...... بَابُ: التَّرْغِيبِ فِي الدُّعَاءِ وَالذِّكْرِ فِي آخِرِ اللَّيْلِ وَالْإِجَابَةِ فِيهِ

باب ۲۴: رات کے آخری حصہ میں دعا اور یاد الٰہی کی ترغیب اور اس میں ان کی قبولیت

[1772] ۱۶۸-(۷۵۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ الْأَغَرِّ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ وَمَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ))

[1772]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا رب، جو بہت عظمت و بزرگی اور رفعت کا مالک ہے، ہر رات جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے، آسمان دنیا پر اترتا ہے، اور فرماتا ہے، کون ہے جو مجھ سے مانگے کہ میں اس کو دوں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرے کہ میں اس کو پورا کروں اور کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے گا کہ میں اسے بخش دوں۔''

[1771] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۹۵۱)

[1772] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿يريدون ان يبدلوا كلام الله﴾ برقم (۷٤۹٤) وفي الدعوات، باب: الدعاء نصف الليل برقم (۶۳۲۱) وفي: التهجد، باب: الدعاء والصلاة من آخر الليل برقم (۱۱٤۵) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: اى الليل افضل برقم (۱۳۱۵) وفي السنة، باب: في الرد على الجهمية برقم (٤۷۳۳) والترمذي في (جامعه) في الدعوات باب: (۸۹) برقم (۳٤۹۸) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳٤۶۳)

[1773] ١٦٩-(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يَنْزِلُ اللّٰهُ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ حِينَ يَمْضِي ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلُ فَيَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ مَنْ ذَا الَّذِي يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ ذَا الَّذِي يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ ذَا الَّذِي يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ فَلَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَضِيءَ الْفَجْرُ))

[1773]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات، رات کا پہلا تہائی گزرنے کے بعد اترتا ہے اور فرماتا ہے، میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے دوں، کون ہے جو مجھ سے معافی طلب کرے اور میں اسے معاف کردوں، صبح روشن ہونے تک وہ یہی اعلان فرماتا رہتا ہے۔

[1774] ١٧٠-(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ نَا يَحْيٰى قَالَ نَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا مَضٰى شَطْرُ اللَّيْلِ أَوْ ثُلُثَاهُ يَنْزِلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ هَلْ مِنْ سَائِلٍ يُعْطٰى هَلْ مِنْ دَاعٍ يُسْتَجَابُ لَهُ هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ يُغْفَرُ لَهُ حَتّٰى يَنْفَجِرَ الصُّبْحُ))

[1774]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کا آدھا یا دو تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان دنیا پر اترتے ہیں اور فرماتے ہیں کیا کوئی سائل ہے، اسے دیا جائے، کیا کوئی دعا کرنے والا ہے، اس کی دعا قبول کی جائے، کیا کوئی بخشش کا طالب ہے، اسے بخشا جائے، حتی کہ صبح پھوٹ پڑتی ہے، یعنی صبح ہو جاتی ہے۔''

[1775] ١٧١-(. . .) حَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ نَا مُحَاضِرٌ أَبُو الْمُوَرِّعِ قَالَ نَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مَرْجَانَةَ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَنْزِلُ اللّٰهُ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا لِشَطْرِ اللَّيْلِ أَوْ لِثُلُثِ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ أَوْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ ثُمَّ يَقُولُ مَنْ يُقْرِضُ غَيْرَ

[1773] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في نزول الرب عزوجل الى السماء الدنيا كل ليلة برقم (٤٤٦) انظر (التحفة) برقم (١٢٧٦٦)

[1774] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٣٨٩)

[1775] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٠٨٩)

عَدِيمٍ وَلَا ظَلُومٍ)) قَالَ مُسْلِم ابْنُ مَرْجَانَةَ هُوَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَمَرْجَانَةُ أُمُّهُ

[1775] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ آدھی رات یا رات کے آخری تہائی حصہ کے وقت آسمان دنیا پر اترتے ہیں اور فرماتے ہیں کون مجھ سے دعا کرے گا کہ میں اس کی دعا قبول کروں، یا مجھ سے سوال کرے گا، تاکہ میں اسے عنایت کروں، پھر فرماتے ہیں، کون اس ذات کو قرض دے گا، جو محتاج اور فقیر نہیں ہے اور نہ ہی حق مارنے والا ہے۔''

امام مسلم فرماتے ہیں ابن مرجانہ سے مراد سعید بن عبداللہ ہے اور مرجانہ اس کی ماں ہیں۔

[1776] (. . .) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ((ثُمَّ يَبْسُطُ يَدَيْهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ مَنْ يُّقْرِضُ غَيْرَ عَدُومٍ وَلَا ظَلُومٍ))

[1776] امام صاحب دوسرے استاد سے سعد بن سعید کی سند سے روایت بیان کرتے ہیں، جس میں یہ اضافہ ہے: ''پھر اللہ تبارک تعالیٰ اپنے ہاتھ پھیلا کر فرماتے ہیں: کون اس ذات کو قرض دے گا جو محتاج نہیں ہے، اور نہ ہی حق دبانے والی ہے۔''

مفردات الحدیث ❊ عدیم اور عَدُوم: اعدم الرجل کے محاورہ سے ماخوذ ہے، جس کا معنی محتاج و قلاش ہونا ہے۔ اس کے صیغہ صفت مُعْدِم، عَدِيم اور عَدُوم لاتے ہیں محتاج اور فقیر و قلاش۔

[1777] ۱۷۲۔(. . .) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُوبَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَاللَّفْظُ لِابْنَيْ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ يَرْوِيهِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ اللّٰهَ يُمْهِلُ حَتّٰى إِذَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلُ نَزَلَ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ هَلْ مِنْ تَائِبٍ هَلْ مِنْ سَائِلٍ هَلْ مِنْ دَاعٍ حَتّٰى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ))

[1777] ۔حضرت ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے حتی کہ جب رات کا پہلا تہائی حصہ گزر جاتا ہے، آسمان دنیا کی طرف اترتے ہیں اور فرماتے ہیں کیا کوئی مغفرت کا طالب ہے! کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے! کیا کوئی سوالی ہے! کیا کوئی دعا کرنے والا ہے، حتی کہ فجر پھوٹ پڑتی ہے۔''

[1776] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٠٨٩)
[1777] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٩٦٧)

[1778] (...) وحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ مَنْصُورٍ أَتَمُّ وَأَكْثَرُ

[1778] یہی حدیث مصنف ایک اور سند سے نقل کرتے ہیں، لیکن مذکورہ بالا روایت مکمل اور مفصل ہے۔''

فوائد :...... ❶ مذکورہ بالا روایت میں اللہ تعالیٰ کے آسمان دنیا پر نازل ہونے کا تذکرہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کا اترنا یا نازل ہونا اس کی دوسری صفات کی طرف ایک فعلی صفت ہے، جس طرح اس کی ذات کی حقیقت اور کیفیت کو جاننا ممکن نہیں ہے، لیکن یہ طے ہے کہ وہ خالق ہے، اس لیے اس کی ذات بھی اس کی شان کے مطابق ہے مخلوق کی طرح نہیں ہے، اسی طرح تمام صفات ذاتی ہوں یا فعلی، ان کی کیفیت اور حقیقت کو جاننا ہمارے بس میں نہیں ہے، اور اس کی صفات، اس کی شان خالقیت کے مطابق ہیں۔ مخلوق کی صفات کے مشابہ اور مماثل نہیں ہیں۔ اور ان پر بلا کیف ایمان لانا تمام سلف امت صحابہ وتابعین، ائمہ دین فقہا اور محدثین کا عقیدہ ہے، اس لیے یہ تاویل کرنا کہ وہ متوجہ ہوتا ہے، یا اس کی رحمت اترتی ہے یا اس کے فرشتے اترتے ہیں، یہ پہلے اس کی صفات کو مخلوق کی صفات پر قیاس کرنا ہے اور پھر ان کا انکار کرنا ہے، اگر اس کی صفات کو اس کے شایان شان مانا جائے، ان کی کسی کیفیت وشکل کا تعین نہ کیا جائے تو صفات کے انکار کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی ہے، کیا رحمت یا فرشتہ یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھ سے مانگو، میں دوں، مجھے پکارو، میں دعا قبول کروں یا مجھ سے معافی طلب کرو، میں معاف کروں۔ ❷ اللہ تعالیٰ کے نزول کا وقت ابو ہریرہ کی پہلی حدیث میں رات کا آخری تہائی ہے، دوسری حدیث میں ہے کہ پہلے تہائی گزرنے کے بعد اترتا ہے تو ظاہر ہے آخری تہائی، پہلے تہائی کے بعد ہی آتا ہے، اس لیے تیسری حدیث میں شطر الليل اوثلثاه ہے اور شطر کا معنی اہم حصہ بھی ہوتا ہے۔ اس لیے شطر اور ثلثاه دو تہائی کا معنی ایک ہی ہے کہ وہ تہائی رات گزرنے کے بعد تیسری اور آخری تہائی میں اترتا ہے، اس لیے تمام روایات کا مقصد یہی ہے کہ آخری تہائی میں اعلان فرماتا ہے۔ اس لیے الفاظ میں بظاہر تعارض ہے لیکن حقیقتاً تضاد نہیں کہ ترجیح کی ضرورت پیش آئے امام ترمذی علامہ عراقی اور حافظ ابن حجر نے آخر تہائی کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ ❸ کون ہے جو ایسی ذات کو قرض دے، جو محتاج اور حق مارنے والی نہیں، سے مراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ وخیرات کرنا ہے اور اس کو قرض سے اس لیے تعبیر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کئی گنا بڑھا چڑھا کر بندے کو واپس فرماتا ہے۔ ❹ ان روایات سے رات کے آخری تہائی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور بندوں کو شوق اور رغبت دلائی گئی ہے کہ وہ اس وقت اٹھ کر اللہ کے حضور اپنی گزارشات پیش کریں، اس سے اپنی حاجات مانگیں، اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کی معافی طلب کریں اور اپنے دامن کو اپنی مرادات سے بھریں۔

[1778] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٣٩٦٧)

٢٥...... بَاب: التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيحُ

باب ۲۵: قیام رمضان یعنی تراویح کی ترغیب (شوق) دلانا

[1779] ١٧٣ ـ(٧٥٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

[1779] ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے رمضان کا قیام ایمان واحتساب کے ساتھ کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

[1780] ١٧٤ ـ(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ فَيَقُولُ ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ فَتُوُفِّيَ))رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالْأَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلَى ذٰلِكَ

[1780] ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے قیام کی ترغیب اس کا تاکیدی حکم دیے بغیر دیتے تھے، آپ فرماتے: ''جس نے رمضان کا قیام ایمان اور احتساب کے ساتھ کیا، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔'' رسول اللہ ﷺ کی وفات تک معاملہ یہی رہا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں معاملہ یہی رہا اور عمر کی خلافت کے ابتدائی دور میں بھی صورت حال یہی رہی۔

[1779] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الايمان، باب: تطوع قيام رمضان من الايمان برقم (٣٧) وفي صلاة التراويح، باب: فضل من قام رمضان برقم (٢٢٠٩) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: ثواب من قام رمضان ايمانا واحتسابا برقم ٣/ ٢٠١ و ٢٠٢ وفي الصيام، باب: ثواب من قام رمضان وصامه ايمانا واحتسابا والاختلاف على الزهري في الخبر في ذلك ٤/ ١٥٥ـ ١٥٧ وفي الايمان وشرائعه، باب: قيام رمضان برقم ٨/ ١١٧ ـ انظر (التحفة) برقم (١٢٢٧٧)

[1780] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في قيام شهر رمضان برقم (١٣٧١) والترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: الترغيب في قيام رمضان وما جاء به من الفضل برقم (٨٠٨) والنسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف في معمر منه ٤/ ١٢٩ وفي ←

فوائد :...... ❶ عزیمۃ: تاکیدی اور لازمی حکم کو کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور تک تراویح کی ترغیب وشوق دلایا جاتا تھا۔ تمام نمازیوں کے لیے ایک امام کے پیچھے جماعت کا اہتمام نہیں کیا جاتا تھا۔

❷ ایمان واحتساب: یہ دونوں دینی اصطلاحیں ہیں، جن سے ہمارے اعمال کا تعلق اور ربط ہمارے خالق و مالک کے ساتھ قائم ہوتا ہے، اور یہی ایمان واحتساب ہی ہمارے اعمال کے لیے قلب وروح ہیں، جن سے ہمارے اعمال میں وزن اور جان پیدا ہوتی ہے اور کسی قدر وقیمت کے حامل ٹھہرتے ہیں، اگر یہ نہ ہوں تو پھر بڑے بڑے اعمال بھی بے وزن اور کھوکھلے ہیں، اور قیامت کے دن کسی قدر ومنزلت کے حامل نہیں ہوں گے۔ محض کھوٹے سکے ہوں گے اور ایمان واحتساب کے ساتھ بندے کا عمل اللہ کے ہاں اتنا عزیز اور قیمتی ٹھہرتا ہے کہ اس کے سبب اس کے سالہا سال کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں، ایمان کا یہ معنی ہے کہ اس کے عمل کی بنیاد اور اس کا محرک وداعی اللہ ورسول کو ماننا اور ان کے وعدہ ووعید پر یقین رکھنا ہے۔ یعنی عمل ایمان کا تقاضا اور مطالبہ سمجھ کر کرنا ہے۔ اس کے پس منظر میں اور کوئی خواہش اور جذبہ نہیں ہے اور احتساب کا مقصد یہ ہے کہ عمل کا سبب اور باعث اللہ اور رسول کے بتائے ہوئے اجر وثواب کی طمع اور امید ہے کوئی دوسرا جذبہ اور مقصد اس کا محرک نہیں ہے، اور عملی وقت اس نیت کا انتظار رہے۔ استحضار ہے یعنی عمل کرتے وقت اجر وثواب کی یہ نیت کی جائے۔

[1781] ۱۷۵-(۷۶۰) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ

أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

[1781]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھے اس کے سب گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور جو لوگ لیلۃ القدر کا قیام ایمان واحتساب کے ساتھ کریں گے، ان کے سارے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

[1782] ۱۷٦-(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

← باب: ثواب من قام رمضان وصامه ايمانا واحتسابا والاختلاف على الزهرى فى الخبر فى ذلك ٤/ ١٥٦۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢٧٠)

[1781] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الصوم، باب: من صام رمضان ايمانا واحتسابا وفيه برقم (١٩٠١) انظر (التحفة) برقم (١٥٤٢٤)

[1782] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٢٤)

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَيُوَافِقُهَا أُرَاهُ قَالَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ))

[1782]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جوشخص لیلۃ القدر کا قیام کرے گا اور اس کو پالے گا (میرے خیال میں آپ نے فرمایا) ایمان اور احتساب کے ساتھ، اسے معاف کر دیا جائے گا۔''

[1783] ۱۷۷۔(۷۶۱) حَدَّثَنَا يَحْيَی بْنُ يَحْيَی قَالَ قَرَأْتُ عَلَی مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلّٰی بِصَلٰوتِهٖ نَاسٌ ثُمَّ صَلّٰی مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ ((قَدْ رَأَيْتُ الَّذِی صَنَعْتُمْ فَلَمْ يَمْنَعْنِی مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّی خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ)) قَالَ وَذٰلِكَ فِی رَمَضَانَ

[1783]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات مسجد میں نماز پڑھی تو کچھ لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر آپ نے دوسری رات نماز پڑھی تو لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا، پھر تیسری یا چوتھی رات لوگ جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف نہیں لائے، جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''مجھے تمہارے پاس آنے سے صرف اس چیز نے روکا کہ مجھے خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور یہ رمضان کا واقعہ ہے۔

فائدہ:......حضور اکرم ﷺ نے آخری عشرے میں صرف تین دن مسجد میں تراویح کی جماعت کرائی ہے اور اس میں آٹھ رکعات تراویح اور تین وتر پڑھے ہیں، چونکہ ہر دن لوگوں کے شوق اور رغبت میں اضافہ ہوتا رہا اور ان کی تعداد بڑھتی رہی، اس لیے آپ نے صحابہ کرام کا شوق و رغبت دیکھ کر یہ خطرہ محسوس فرمایا کہ کہیں اس شوق و رغبت کی بنا پر اللہ تعالیٰ تراویح کو لازم نہ ٹھہرا دے، اس لیے آپ نے جماعت موقوف فرما دی، اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا، کہ پانچ فرائض پر اضافہ تو نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ پانچ نمازیں تو روزانہ پڑھی جاتی ہیں اور تراویح کا تعلق صرف ماہ رمضان سے ہے، اس لیے اس کی فرضیت سے پانچ نمازوں میں اضافہ نہ ہوتا، رمضان تو صرف ایک ماہ ہی ہے، اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ تراویح نماز نفل ہی رہتی، لیکن جس نے پڑھنی ہوتی، اس کو جماعت کی پابندی لازماً کرنی پڑتی۔ اب آپ کے بعد چونکہ وحی کا آنا بند ہو گیا ہے اور نیا حکم جاری نہیں ہو سکتا، اس لیے جماعت کی صورت میں تراویح

[1783] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی التهجد، باب: تحريض النبی ﷺ علی صلاة الليل والنوافل من غير ايجاب برقم (١١٢٩) وفی صلاة التراويح، باب: فضل من قام رمضان رقم (٢٠١١) ﷺابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی قيام شهر رمضان رقم (١٣٧٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٩٤)

پڑھنے کی فرضیت کا خطرہ نہیں رہا، اس لیے اب امت کے اکثر علماء، امام شافعی اور ان کے اکثر اصحاب (ساتھی) امام ابوحنیفہ، امام احمد اور بعض مالکیہ کے نزدیک تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور سے لے کر آج تک مسلمانوں کا اس پر عمل ہے اور یہ مسلمانوں کا امتیاز اور شعار کی شکل اختیار کر گئی ہے لیکن امام مالک، امام ابو یوسف اور بعض شوافع کے نزدیک، اس کا گھر میں انفرادی طور پر اہتمام کرنا افضل ہے۔

[1784] ۱۷۸-(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى رِجَالٌ بِصَلٰوتِهٖ فَأَصْبَحَ النَّاسُ يَتَحَدَّثُونَ بِذٰلِكَ فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةِ فَصَلَّوْا بِصَلٰوتِهٖ فَأَصْبَحَ النَّاسُ يَذْكُرُونَ ذٰلِكَ فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ فَصَلَّوْا بِصَلٰوتِهٖ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ اَهْلِهٖ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَطَفِقَ رِجَالٌ مِنْهُمْ يَقُولُونَ الصَّلٰوةَ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ تَشَهَّدَ فَقَالَ ((**أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ شَأْنُكُمُ اللَّيْلَةَ وَلٰكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا**))

[1784] - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نکلے اور مسجد میں نماز پڑھنی شروع کی، کچھ لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی، صبح ہوئی تو لوگوں نے اس کا چرچا کیا اور لوگ پہلے سے زیادہ جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ دوسری رات نکلے اور لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی، صبح ہوئی تو لوگوں نے اس کا تذکرہ کیا، تیسری رات لوگ مسجد میں زیادہ جمع ہو گئے تو آپ نکلے اور انہوں نے آپ کی اقتدا کی، جب چوتھی رات آئی تو مسجد نمازیوں کے لیے تنگ ہو گئی، اور رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف نہ لائے ان میں سے کچھ لوگ نماز کی صدا بلند کرنے لگے لیکن رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف نہ لائے، حتی کہ صبح کی نماز کے لیے تشریف لائے، جب صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، پھر خطبہ پڑھ کر فرمایا: ''حمد و صلاۃ کے بعد! واقعہ یہ ہے کہ آج رات تمہارا معاملہ مجھ پر مخفی نہ تھا، لیکن مجھے یہ خدشہ پیدا ہو گیا، کہ رات کی نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے، اور تم اس سے عاجز آ جاؤ۔''

[1784] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة، باب: من قال في الخطبة بعد الثناء: اما بعد برقم (٩٢٤) والنسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ثواب من قام رمضان وصامه ايمانا واحتسابا والاختلاف على الزهري في الخبر في ذلك ٤/ ١٥٥ـ انظر (التحفة) برقم (١٦٧١٣)

فائدہ :...... اگر انسان کے لیے کوئی چیز لازم اور فرض نہ ہو۔ محض اس کو اس کا شوق اور رغبت دلائی جائے تو وہ اس کو اپنے لیے گراں اور مشکل نہیں سمجھتا، لیکن فرضیت کی صورت میں پابندی کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے شریعت میں نوافل کے مقابلہ میں فرائض کی تعداد کم ہے، اگر تراویح با جماعت فرض ہو جاتی تو انسان اس کا پابند ہو جاتا، اس لیے وہ اس میں گرانی اور مشقت سمجھتا اور اس سے عقیدت کے باوجود کمزوری اور بے بسی کا اظہار کرتا، جس کا آج ہم فرض نمازوں کی پابندی کی صورت میں مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ کتنے فیصد لوگ نماز با جماعت کا اہتمام اور پابندی کرتے ہیں، اس لیے آپ نے فرمایا: "فتعجزوا عنها" تم اس کو گراں سمجھتے اور عاجزی و کمزوری کا اظہار کرتے۔

نوٹ : ...... یہاں ہندو پاک کے نسخوں میں باب ہے، کہ شب قدر کے مندوب قیام کی تاکید اور ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں کہ شب قدر ستائیسویں ہے۔

[1785] ١٧٩-(٧٦٢) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي عَبْدَةُ عَنْ زِرٍّ قَالَ سَمِعْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ يَقُولُ وَقِيلَ لَهُ إِنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ مَنْ قَامَ السَّنَةَ أَصَابَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ أُبَيٌّ وَاللّٰهِ الَّذِي لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنَّهَا لَفِي رَمَضَانَ يَحْلِفُ مَا يَسْتَثْنِي وَ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَيُّ لَيْلَةٍ هِيَ هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقِيَامِهَا هِيَ لَيْلَةُ صَبِيحَةِ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَأَمَارَتُهَا أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فِي صَبِيحَةِ يَوْمِهَا بَيْضَاءَ لَا شُعَاعَ لَهَا

[1785] ۔ زر بیان کرتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جو انسان سال بھر قیام کرے گا وہ شب قدر کو پائے گا۔ تو ابی رضی اللہ عنہ نے کہا، بغیر اس کے کہ ان شاء اللہ کہیں کہ اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے شب قدر رمضان میں ہے، اور اللہ کی قسم! میں خوب جانتا ہوں یہ کون سی رات ہے، یہ وہی رات ہے، جس کے قیام کا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا، یہ ستائیسویں صبح کی رات ہے، اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے دن کی صبح سورج روشن، بغیر شعاعوں کے طلوع ہوتا ہے۔

[1786] ١٨٠-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَةَ بْنَ أَبِي لُبَابَةَ يُحَدِّثُ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ

[1785] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی لیلة القدر برقم (١٣٧٨) بنحوه۔ واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصوم باب ما جاء فی لیلة القدر برقم ٤/ ١٥٥ و ٤/ ١٥٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٨)

[1786] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٧٨٢)

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ أُبَيٌّ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُهَا وَأَكْثَرُ عِلْمِي هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقِيَامِهَا هِيَ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَإِنَّمَا شَكَّ شُعْبَةُ فِي هٰذَا الْحَرْفِ هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَحَدَّثَنِي بِهَا صَاحِبٌ لِي عَنْهُ

[1786]۔ زر بن حبیش کہتے ہیں، مجھے ابی رضی اللہ عنہ نے لیلۃ القدر کے بارے میں کہا، اللہ کی قسم! میں اس کے بارے میں اچھی طرح علم رکھتا ہوں اور میرا ظن غالب یہ ہے کہ یہ وہی رات ہے، جس کے قیام کا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا، یہ ستائیسویں رات ہے، هي الليلة التي امرنا بها۔ کے بارے میں شعبہ کو شک لاحق ہوا ہے کہ یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے ہیں کیونکہ یہ روایت انہیں ان کے ساتھی نے سنائی تھی۔

[1787] (. . .) و حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ إِنَّمَا شَكَّ شُعْبَةُ وَمَا بَعْدَهُ

[1787] امام صاحب دوسری اسناد سے شعبہ کی روایت نقل کرتے ہیں لیکن اس میں یہ بیان نہیں کرتے شعبہ کو شک ہے سے لے کر آخر تک۔

فائدہ:...... حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ شب قدر ستائیسویں کو قرار دیتے تھے اور اس پر یقین کی بنا پر قسم بھی اٹھاتے تھے اور اس میں کوئی شبہ نہیں، بعض دفعہ شب قدر ستائیسویں ہوتی ہے، شب قدر کے بارے میں روایات، رمضان کے روزوں کے ابواب میں روایت کی گئی ہیں، اس لیے اس کا تذکرہ وہیں ہوگا۔

٢٦...... بَاب: صَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ وَدُعَآئِهٖ بِاللَّيْلِ وَقِيَامِهٖ

باب ٢٦: نبی ﷺ کی رات کی نماز اور دعاء اور آپ کا قیام

[1788] ١٨١ ـ(٧٦٣) حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هَاشِمِ بْنِ حَيَّانَ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ كُرَيْبٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَأَتَى حَاجَتَهُ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَأَتَى الْقِرْبَةَ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءً بَيْنَ الْوُضُوئَيْنِ وَلَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَرٰى أَنِّي كُنْتُ أَنْتَبِهُ لَهُ فَتَوَضَّأْتُ فَقَامَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَدَارَنِي

[1787] تقدم تخريجه برقم (١٧٨٢)

[1788] تقدم تخريجه في الحيض باب: غسل الوجه واليدين اذا استيقظ من النوم برقم (٦٩٦)

عَنْ يَمِينِهِ فَتَتَامَّتْ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ فَأَتَاهُ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَكَانَ فِي دُعَائِهِ ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ يَسَارِي نُورًا وَفَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا وَخَلْفِي نُورًا وَعَظِّمْ لِي نُورًا)) قَالَ كُرَيْبٌ وَسَبْعًا فِي التَّابُوتِ فَلَقِيتُ بَعْضَ وَلَدِ الْعَبَّاسِ فَحَدَّثَنِي بِهِنَّ فَذَكَرَ عَصَبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعْرِي وَبَشَرِي وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ

[1788]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گزاری۔ نبی اکرم ﷺ رات کو اٹھے اور اپنی (بول و براز کی) حاجت پوری کی، پھر اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے، پھر سو گئے، پھر اٹھے اور مشکیزے کے پاس آ کر اس کا بندھن کھولا، پھر درمیانہ وضو کیا، اور پانی زیادہ استعمال نہیں کیا اور وضو اچھی طرح کیا، پھر اٹھ کر نماز شروع کی تو میں اٹھا اور میں نے انگڑائی لی، اس ڈر سے کہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں آپ کے حالات جاننے کی خاطر جاگ رہا تھا، میں نے وضو کیا، آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے تو میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھما کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا تو رات کو رسول اللہ ﷺ کی نماز تیرہ رکعت مکمل ہوئی، پھر آپ لیٹ گئے، اور سو کر خراٹے لینے لگے، آپ جب سوتے تھے تو خراٹے لیتے تھے، پھر آپ کے پاس بلال رضی اللہ عنہ آئے اور آپ کو نماز کی اطلاع دی، آپ نے اٹھ کر نماز پڑھی (سنت فجر ادا کیں) اور وضو نہ کیا اور اپنی دعاء میں کہا: ''اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما، اور میری آنکھوں میں نور پیدا کر دے اور میرے سننے میں نور پیدا فرما اور میرے دائیں نور کر دے اور میرے بائیں نور کر دے، اور میرے اوپر نور کر دے اور میرے نیچے نور کر دے اور میرے آگے نور کر دے اور میرے پیچھے نور کر دے اور میرے نور کو بڑھا دے۔'' اور ابن عباس کے شاگرد کریب نے بتایا سات کا تعلق جسم سے ہے، اور سلمہ بن کہیل کہتے ہیں، میری ملاقات عباس رضی اللہ عنہ کے کسی بیٹے سے ہوئی تو اس نے مجھے وہ سات اعضاء بتائے، اس نے بتایا، میرے پٹھوں، میرے گوشت، میرے خون، میرے بالوں، میری کھال کو نور کر دے اور دو اور چیزیں بتائیں۔

مفردات الحدیث

❶ **شِنَاق**: اس رسی کو کہتے ہیں، جس سے مشکیزہ کو کھونٹی کے ساتھ باندھا جاتا ہے اور اس تسمہ کو بھی کہتے ہیں جس سے مشکیزہ کا منہ باندھا جاتا ہے۔ ❷ **تمطیت**: میں نے انگڑائی لی۔ ❸ **سبعاً فی التابوت**: اس کے معنی میں اختلاف ہے، بعض نے اس کا معنی صدر (سینہ) کیا ہے، بعض دل کے اردگرد پسلیاں وغیرہ، بعض نے صندوق کیا ہے، سات باتیں میرے صندوق میں لکھی پڑی ہیں لیکن صحیح معنی یہ ہے کہ سات چیزیں

جن کا انسانی جسم سے تعلق ہے لیکن میں ان کو بھول گیا ہوں، اس لیے ان کے شاگرد سلمہ بن کہیل نے حضرت عباس کے کسی لڑکے نے پوچھا، اس نے وہ سات چیزیں بتائیں، لیکن سلمہ لسان اور نفس بھول گئے، باقی پانچ بیان کر دیں۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحت جماعت اور امامت کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ امام کسی کو نماز پڑھانے کی نیت کرے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز پڑھ رہے تھے، اور بعد میں پیشگی اطلاع کے بغیر ابن عباس بھی آپ کے ساتھ شریک ہو گئے، جس سے معلوم ہوتا، نابالغ بچہ کی نماز اور اس کا مقتدی بنا صحیح ہے۔ ❷ اگر مقتدی صرف ایک ہو تو وہ دائیں طرف کھڑا ہوگا، اگر وہ ناواقفیت کی بنا پر بائیں طرف کھڑا ہو جائے تو اس کو گھما کر پیچھے سے دائیں طرف کیا جائے گا۔ ❸ کسی بزرگ یا نیک شخصیت کے حالات کا تجسس اس لیے کرنا تاکہ ان کو اپنایا جا سکے، درست ہے۔ ❹ آپ رات کو دعائے نوری کرتے تھے، جس کا مقصد یہ تھا کہ اے اللہ، میرے دل، میرے قالب، میرے روح، میرے جسم اور جسم کے ہر حصہ میں اور میری رگ رگ اور ریشہ میں نور بھر دے، صرف مجھے ہی از سرتا پیر نور نہ بنا بلکہ میرے گرد وپیش، میرے آگے پیچھے، اور اوپر نیچے ہر طرف نور ہی نور کر دے۔ تاکہ میں لوگوں کے لیے ہر اعتبار اور ہر حیثیت سے مشعل راہ بنوں، اور میرے ہر قول وفعل اور حرکت میں نور ہی نور ہو۔ ❺ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس آپ کو عالم الغیب نہیں سمجھتے تھے، اس لیے کہتے ہیں کہ میں انگڑائی لے کر اٹھا تاکہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں آپ کے حالات جاننے کے لیے جاگ رہا تھا۔ ❻ بقول امام قسطلانی عبداللہ بن عباس کا لڑکا علی بن عبداللہ تھا۔

[1789] ١٨٢-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي

[1789] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: قراءة القرآن بعد الحدث وغيره برقم (١٨٣) وفي الوتر، باب: ما جاء في الوتر برقم (٩٢٢) وفي العمل من الصلاة، باب: استعانة اليد في الصلاة اذا كان من امر الصلاة برقم (١١٩٨) والتفسير، باب ﴿والذين ←

الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ

[1789] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک رات ام المؤمنین میمونہ کے ہاں گزاری جو ان کی خالہ ہیں تو میں سرہانے یعنی بستر کے عرض میں لیٹا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اہلیہ اس کے طول (لمبائی) میں لیٹے، رسول اللہ ﷺ سو گئے، جب رات آدھی ہوگئی یا اس سے کچھ قبل یا اس کے کچھ بعد تو رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے، اور اپنے ہاتھ سے اپنے چہرے سے نیند زائل کرنے لگے، پھر آپ نے سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت فرمائی، پھر آپ ایک لٹکے ہوئے مشکیزہ کے پاس گئے اور اس سے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، ابن عباس کہتے ہیں، میں اٹھا، اور میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح یہی عمل کیا، پھر جا کر آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے کان کو پکڑ کر مروڑنے لگے، آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت، پھر دو رکعت، پھر دو رکعت، پھر دو رکعت، پھر دو رکعت پڑھیں، پھر وتر پڑھا، پھر لیٹ گئے، حتی کہ آپ کے پاس مؤذن آیا تو آپ نے اٹھ کر دو ہلکی ہلکی رکعتیں پڑھیں، پھر تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

فوائد: ...... ❶ نابالغ محرم کا میاں بیوی کے ساتھ زمین پر ایک بستر میں سو جانا درست ہے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے سرہانے یا پائیں چوڑائی میں سوئے تھے اور آپ کی اہلیہ لمبائی میں اور یہ تبھی ممکن ہے کہ آپ کا بستر زمین پر ہو۔ ❷ لیکن اس دور میں جنسی جذبات، وقت سے پہلے بیدار نہیں ہوتے تھے جبکہ آج پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے بچہ بلوغ سے بہت پہلے بالغ ہو جاتا ہے۔ اس لیے بچوں کے سامنے میاں بیوی کو اکٹھا لیٹنا نہیں چاہیے۔ ❸ نماز میں بیدار رکھنے کے لیے ساتھ کھڑا ہو جانے والے بچہ کا کان مروڑنا درست ہے۔ ❹ رات کو بیدار ہو کر آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کرنی چاہیے۔

← يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم ويتفكرون في خلق السموات والارض﴾ برقم (٤٥٧٠) وفي باب ﴿ربنا انك من تدخل النار فقد اخزيته وما للظالمين من انصار﴾ برقم (٤٥٧١) وفي باب: ﴿ربنا اننا سمعنا مناديا ينادي للايمان﴾ برقم (٤٥٧٢) وفي الاذان، باب: اذا قام الرجل عن يسار الامام فحوله الامام الى يمينه لم تفسد صلاتهما برقم (٦٩٨) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: صلاة الليل برقم (١٣٦٤) وبرقم (١٣٦٧) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: ذكر ما يستفتح به القيام ٣/ ٢١٠ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في كم يصلي بالليل برقم (١٣٦٣) انظر (التحفة) برقم (٦٣٦٢)

[1790] ١٨٣-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْفِهْرِيِّ

عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ عَمَدَ إِلٰى شَجْبٍ مِنْ مَّاءٍ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ وَلَمْ يُهْرِقْ مِنَ الْمَاءِ إِلَّا قَلِيلًا ثُمَّ حَرَّكَنِي فَقُمْتُ وَسَائِرُ الْحَدِيثِ نَحْوُ حَدِيثِ مَالِكٍ

[1790]۔ مصنف دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، جس میں یہ اضافہ ہے۔
پھر آپ نے پانی کے ایک مشکیزے کا رخ کیا، مسواک کی اور وضو کیا، وضو مکمل کیا لیکن پانی بہت کم بہایا، پھر مجھے حرکت دی اور میں سیدھا ہو گیا، یعنی میری نیند دور ہو گئی۔ باقی حدیث مذکورہ بالا کی طرح ہے۔

مفردات الحدیث ☆ شَنٌّ اور شَجْبٌ: پرانے مشکیزہ کو کہتے ہیں، (بوسیدہ مشک)

[1791] ١٨٤-(. . .) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدِ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ نَا عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ نِمْتُ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَأَخَذَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَّمِينِهٖ فَصَلّٰى فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ عَمْرٌو فَحَدَّثْتُ بِهٖ بُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ فَقَالَ حَدَّثَنِي كُرَيْبٌ بِذٰلِكَ

[1791]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سویا اور اس رات رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تھے، رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا، کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، میں آپ کے بائیں کھڑا ہو گیا تو آپ نے مجھے پکڑ کر اپنے دائیں کر لیا، اس رات آپ نے تیرہ رکعات پڑھیں، پھر رسول اللہ ﷺ سو گئے حتیٰ کہ خراٹے لینے لگے اور آپ جب سوتے تھے خراٹے لیتے تھے، پھر آپ کے پاس مؤذن آیا، آپ تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا، عمرو کہتے ہیں، میں نے یہ حدیث بکیر بن الاشج کو سنائی تو اس نے کہا، کریب نے مجھے یہ حدیث سنائی تھی۔

فائدہ :......امام صاحب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث تقریباً پندرہ سندوں سے بیان کی ہے، بعض میں

[1790] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٧٨٦)
[1791] تقدم تخريجه برقم (١٧٨٦)

تفصیل ہے اور بعض میں اجمال و اختصار، اس لیے اصل حقیقت تمام روایات کو سامنے رکھنے سے کھلتی ہے، وگرنہ بعض اجمالی روایات کو ہی سامنے رکھا جائے تو اس واقعہ کے بارے میں الجھن پیدا ہوتی ہے، ہر جگہ روایت کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ واقعہ سے متعلقہ تمام روایات کو اکٹھا کیا جائے اور مجموعہ سے مطلب و معنی اخذ کیا جائے۔

[1792] ١٨٥-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ أَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَقُلْتُ لَهَا إِذَا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَيْقِظِينِي فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ الْأَيْسَرِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَجَعَلَنِي مِنْ شِقِّهِ الْأَيْمَنِ فَجَعَلْتُ إِذَا أَغْفَيْتُ يَأْخُذُ بِشَحْمَةِ أُذُنِي قَالَ فَصَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ احْتَبَى حَتَّى إِنِّي لَأَسْمَعُ نَفَسَهُ رَاقِدًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

[1792] ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ہاں بسر کی، ان سے میں نے عرض کیا، جب رسول اللہ ﷺ اٹھیں تو آپ مجھے بیدار کر دیں، رسول اللہ ﷺ اٹھے، میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے دائیں پہلو میں کھڑا کر لیا تو جب مجھے جھپکی آنے لگتی، آپ میرے کان کی لو پکڑ لیتے تو آپ نے گیارہ رکعات پڑھیں، پھر آپ نے گوٹھ ماری، حتی کہ میں آپ کے سونے کی وجہ سے آپ کی سانس کی آواز سن رہا تھا، یعنی آپ خراٹے لے رہے تھے تو جب آپ کے سامنے صبح واضح ہو گئی، آپ نے ہلکی پھلکی دو رکعتیں پڑھیں۔

فائدہ :...... یہاں نماز کے آغاز میں جو آپ نے دو ہلکی رکعتیں پڑھی تھی، ان کو نظر انداز کر دیا گیا، کیونکہ آپ نے تیرہ رکعات پڑھی تھیں، جیسا کہ صراحتاً گذر چکا ہے، اور یہاں سونے کی صورت احتباء کو بتایا گیا ہے اور احتباء کہتے ہیں، اپنی ٹانگیں پیٹ کے ساتھ ملا کر پشت کی طرف سے کپڑے کے ساتھ باندھ لینا، تاکہ انسان کو گرنے سے سہارا میسر آ جائے۔

[1793] ١٨٦-(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

[1792] تقدم تخريجه برقم (١٧٨٦)

[1793] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الوضوء، باب: التخفيف فى الوضوء برقم (١٣٨) وفى الاذان، باب اذا قام الرجل عن يسار الامام وحول الامام خلفه الى يمينه تحت صلاته برقم (٧٢٦) وفى باب: وضوء الصبيان ومن يجب عليهم الغسل والطهور وحضورهم ←

صحیح مسلم مترجم اردو
جلد سوم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوءً خَفِيفًا قَالَ وَصَفَ وُضُوئَهُ وَجَعَلَ يُخَفِّفُهُ وَيُقَلِّلُهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخْلَفَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلّٰى ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ بِلَالٌ فَاٰذَنَهُ بِالصَّلٰوةِ فَخَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ سُفْيَانُ وَهٰذَا لِلنَّبِيِّ ﷺ خَاصَّةً لِأَنَّهُ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ

[1793]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات بسر کی۔ رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے اور بوسیدہ مشک سے جو لٹکی ہوئی تھی وضو کیا، وضو خفیف کیا، آپ کے وضو کی یہ کیفیت بیان کی کہ پانی کم استعمال کیا اور مرات بھی کم تھے (یعنی اعضاء تین دفعہ نہ دھوئے)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، میں نے اٹھ کر نبی اکرم ﷺ جیسا عمل کیا، پھر آ کر آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا، آپ نے مجھے پیچھے سے گھما کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا، اور نماز پڑھی، پھر لیٹ کر سو گئے حتی کہ خراٹے لینے لگے، پھر بلال رضی اللہ عنہ نے آ کر آپ کو نماز کی اطلاع دی، آپ تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا۔ سفیان بیان کرتے ہیں (سو کر اٹھ کر وضو نہ کرنا) نبی اکرم ﷺ کا خاصہ ہے آپ کی آنکھیں سوتی ہیں اور آپ کا دل نہیں سوتا۔

مفردات الحدیث ✲ أُخْلَفَنِي: مجھے پیچھے سے گھمایا تا کہ میں آپ کے سامنے نہ آؤں۔

فائدہ:...... گہری نیند سے انسان کے ہوش و حواس قائم نہیں رہتے اور ہوا کے خارج ہونے کا پتہ نہیں چلتا، اس لیے ایسی نیند کو ضوء کے ٹوٹنے کا محل اور موقعہ سمجھا جاتا ہے، اور انسان کو نئے سرے سے وضو کرنا پڑتا ہے، لیکن چونکہ آپ ﷺ کے ہوش و حواس قائم رہتے تھے، اس لیے آپ کی گہری نیند کو مظنہ نقض (وضو ٹوٹنے کا محل) نہیں سمجھا جاتا۔ اور آپ نیند سے بیدار ہو کر اسی طرح بلا وضو نماز پڑھ لیتے تھے۔

[1794] ۱۸۷۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ كُرَيْبٍ

← الجماعة والعيدين والجنائز وصفوفهم برقم (٨٥٩) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الرجل يصلی ومعه رجل برقم (٢٣٢) والنسائی فی (المجتبی) فی الغسل، باب: الامر بالوضو من النوم ١/ ٢١٥ مختصرا۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی القصد فی الوضوء وكراهية التعدی فيه برقم (٤٢٣) انظر (التحفة) برقم (٦٣٥٦)

[1794] تقدم تخريجه فی الحيض، باب: غسل الوجه واليدين اذا استيقظ من النوم برقم (٦٩٦)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَبَقِيْتُ كَيْفَ يُصَلِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَقَامَ فَبَالَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الْقِرْبَةِ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ صَبَّ فِي الْجَفْنَةِ أَوِ الْقَصْعَةِ فَأَكَبَّهُ بِيَدِهِ عَلَيْهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءً حَسَنًا بَيْنَ الْوُضُوئَيْنِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَجِئْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ قَالَ فَأَخَذَنِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَتَكَامَلَتْ صَلٰوةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَكُنَّا نَعْرِفُهُ إِذَا نَامَ بِنَفْخِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلّٰى فَجَعَلَ يَقُولُ فِي صَلٰوتِهِ أَوْ فِي سُجُودِهِ ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ شِمَالِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا وَخَلْفِي نُورًا وَفَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا أَوْ قَالَ وَاجْعَلْنِي نُورًا))

[1794]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری، میں دیکھنے کا منتظر رہا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کیسے پڑھتے ہیں تو آپ اٹھے، پیشاب کیا پھر اپنا چہرہ اور ہتھیلیاں دھوئیں، پھر سو گئے، پھر اٹھ کر مشکیزہ کے پاس گئے اور اس کا بندھن کھولا، پھر بڑے لگن یا پیالے میں پانی ڈالا اور اس کو اپنے ہاتھ سے جھکایا، پھر دو وضوؤں کے درمیان اچھی طرح وضو کیا، یعنی نہ وضو بہت ہلکا کیا اور نہ اس میں مبالغہ کیا، پھر اٹھ کر نماز پڑھنے لگے، میں آ کر آپ کے پہلو میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ نے مجھے پکڑ کر اپنے دائیں کھڑا کر دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی نماز پوری تیرہ رکعت ہوئی، پھر آپ سو گئے، حتی کہ خراٹے لینے لگے۔ اور ہم آپ کو جب آپ سو جاتے، آپ کے خراٹوں سے پہچانتے تھے، پھر آپ نماز کے لیے نکلے اور نماز پڑھائی، اور آپ اپنی نماز اور اپنے سجدہ میں یہ دعا مانگنے لگے، (اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما اور میرے کانوں میں نور، اور میری آنکھوں میں نور اور میرے دائیں نور اور میرے بائیں نور پیدا فرما، اور میرے آگے اور میرے پیچھے نور پیدا فرما، اور میرے اوپر اور میرے نیچے نور کر دے، اور میرے لیے نور پیدا فرمایا، فرمایا مجھے سراپا نور بنا دے۔

مفردات الحدیث ❊ **لقیت:** میں نے انتظار کیا، دھیان رکھا۔ **جفنه:** (بڑا برتن)۔ **قصعة:** پیالہ۔

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، آپ نے دعائے نوری، اپنی نماز اور اپنے سجدہ میں بھی مانگی ہے، جب کہ بعض آگے آنے والی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ دعا نماز کے لیے جاتے وقت راستہ میں کی ہے، معلوم ہوتا ہے، آپ نے اس رات یہ دعا تینوں موقعوں پر کی ہے اور آپ نے اپنے ہر عضو کے منور ہونے یا سراپا نور ہونے کی دعا کی ہے تاکہ آپ کا ہر عضو وہی کام کرے، جس کے لیے اس کو پیدا کیا گیا ہے، اور آپ کا کوئی عضو علم و ہدایت کی روشنی سے محروم نہ ہو، بلکہ آپ کی جہات ستہ (چھ سمتیں) نور اور روشنی سے ہی

منور ہوں، اور آپ کے ہر سو علم و ہدایت کی روشنی پھیلے۔

[1795] (. . .) وحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ انَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ انَا شُعْبَةُ قَالَ نَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَلَمَةُ فَلَقِيتُ كُرَيْبًا فَقَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ غُنْدَرٍ وَقَالَ ((وَاجْعَلْنِي نُورًا وَّلَمْ يَشُكَّ))

[1795] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھا تو رسول اللہ ﷺ آئے، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے، لیکن اس میں شک کے بغیر، واجعلنی نوراً ہے یعنی مجھے سراپا نور بنا دے۔

[1796] ۱۸۸-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَانَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي رِشْدِينٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ غَسْلَ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ثُمَّ أَتَى الْقِرْبَةَ فَحَلَّ شِنَاقَهَا فَتَوَضَّأَ وُضُوءً بَيْنَ الْوُضُوئَيْنِ ثُمَّ أَتَى فِرَاشَهُ فَنَامَ ثُمَّ قَامَ قَوْمَةً أُخْرَى فَأَتَى الْقِرْبَةَ فَحَلَّ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءً هُوَ الْوُضُوءُ وَقَالَ ((أَعْظِمْ لِي نُورًا)) وَّلَمْ يَذْكُرْ وَاجْعَلْنِي نُورًا

[1796]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری اور مذکورہ بالا روایات بیان کی لیکن اس میں چہرے اور ہتھیلیاں دھونے کا ذکر نہیں ہے، ہاں، یہ کہا، پھر آپ مشک کے پاس آئے، اس کا بندھن کھولا، اور درمیانی قسم کا وضو کیا، پھر بستر پر آ کر سو گئے، پھر آپ دوبارہ اٹھے اور مشک کے پاس آئے، اس کا بندھن کھولا پھر دوبارہ وہی وضو کیا اور کہا ''مجھے عظیم نور دے۔'' اور یہ نہیں کہا، مجھے سراپا نور کر دے۔

فائدہ:......ابو رشدین بن عباس کے مولیٰ کریب کی کنیت۔

[1797] ۱۸۹-(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَلْمَانَ الْحَجْرِيِّ عَنْ عُقَيْلِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ كُهَيْلٍ حَدَّثَهُ أَنَّ كريباً

حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْقِرْبَةِ فَسَكَبَ مِنْهَا فَتَوَضَّأَ وَلَمْ يُكْثِرْ مِنَ الْمَاءِ وَلَمْ يُقَصِّرْ فِي الْوُضُوءِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

[1795] تقدم تخريجه برقم (٦٩٦)

[1796] تقدم تخريجه برقم (٦٩٦)

[1797] تقدم تخريجه برقم (٦٩٦)

وَفِيهِ قَالَ وَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَتَئِذٍ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً قَالَ سَلَمَةُ حَدَّثَنِيهَا كُرَيْبٌ فَحَفِظْتُ مِنْهَا ثِنْتَيْ عَشْرَةَ وَنَسِيتُ مَا بَقِيَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِي فِي قَلْبِي نُورًا وَّفِي لِسَانِي نُورًا وَّفِي سَمْعِي نُورًا وَّفِي بَصَرِي نُورًا وَّمِنْ فَوْقِي نُورًا وَّمِنْ تَحْتِي نُورًا وَّعَنْ يَمِينِي نُورًا وَّعَنْ شِمَالِي نُورًا وَّمِنْ بَيْنِ يَدَيَّ نُورًا وَّمِنْ خَلْفِي نُورًا وَّاجْعَلْ فِي نَفْسِي نُورًا وَّأَعْظِمْ لِي نُورًا))**

[1797] ۔سلمہ بن کہیل کو کریب نے بتایا کہ حضرت ابن عباس ؓ نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس گزاری، انہوں نے (ابن عباس) بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اٹھ کر مشکیزہ کے پاس گئے اور اس سے پانی انڈیلا، اور وضو کیا، اور پانی زیادہ استعمال نہیں کیا، لیکن وضو میں کوئی کمی نہیں کی اور پورا واقعہ بیان کیا اور اس میں یہ بھی ہے کہ آپ نے اس رات دعا میں انیس کلمات کہے، سلمہ کہتے ہیں، کریب نے وہ کلمات مجھے بتائے تھے اور میں نے ان میں سے بارہ کلمات کو یاد رکھا اور باقی بھول گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما، اور میری زبان میں نور پیدا فرما اور میرے کان میں نور پیدا فرما اور میری آنکھ میں نور پیدا فرما، اور میرے اوپر نور کر دے اور میرے نیچے نور کر دے اور میرے دائیں اور میرے بائیں نور کر دے اور میرے آگے اور میرے پیچھے نور کر دے اور میرے اندر نور پیدا فرما اور مجھے زیادہ سے زیادہ نور دے۔''

مفردات الحدیث ❋ سکب اور صب: دونوں کی معنی (انڈیلنا) ڈالنا ہے۔

[1798] ۱۹۰۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ أَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي شَرِيكُ بْنُ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ رَقَدْتُ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ لَيْلَةَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا لِأَنْظُرَ كَيْفَ صَلٰوةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ قَالَ فَتَحَدَّثَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَ اَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ

[1798] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير باب ﴿ان في خلق السماوات والارض﴾ برقم (٤٥٦٩) وفي الادب، باب: رفع البصر الى السماء وقوله تعالى: ﴿افلا ينظرون الى الابل كيف خلقت﴾ برقم (٦٢١٥) وفي التوحيد، باب: ما جاء في تخليق السموات والارض وغيرهما من الخلائق وهو فعل الرب تبارك وتعالى وامره فالرب بصفاته وفعله وامره وهو الخالق المكون غير مخلوق وما كان بفعله وامره وتخليقه وتكوينه فهو مفعول مخلوق مكون برقم (٧٤٥٢) انظر (التحفة) برقم (٦٣٥٥)

[1798]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سویا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تھے اور میں دیکھنا چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کی کیفیت کیسی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ وقت اپنی اہلیہ سے گفتگو فرمائی اور پھر سو گئے، اور پورا واقعہ بیان کیا اور اس میں یہ بھی ہے کہ (پھر اٹھے) وضو کیا اور مسواک کی۔

[1799] ۱۹۱۔(. . .) حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بن عبد الله بن عباس ابيه عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ فَقَرَأَ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ حَتّٰى خَتَمَ السُّورَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَأَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَهُوَ يَقُولُ ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَّفِي لِسَانِي نُورًا وَّاجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا وَّاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا وَاجْعَلْ مِنْ خَلْفِي نُورًا وَّمِنْ أَمَامِي نُورًا وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا وَّمِنْ تَحْتِي نُورًا اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِي نُورًا))

[1799]۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سوئے، پس (تہجد کے وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے، اور آپ نے مسواک کی اور وضو فرمایا اور آپ یہ آیات مبارکہ پڑھ رہے تھے، ''یقیناً آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق میں اور دن اور رات کی آمد و رفت میں خالص عقل رکھنے والوں کے لیے اسباق ہیں۔'' سورہ آل عمران کے ختم تک یہ آیات تلاوت فرمائیں، پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں پڑھیں، ان میں قیام، رکوع اور سجود بہت طویل کیا، پھر بستر کی طرف واپس پلٹے اور سو گئے، یہاں تک آپ کے سانس کی آواز سنائی دینے لگی یعنی خراٹے لینے لگے۔ پھر آپ نے اس طرح تین دفعہ کیا، چھ رکعات پڑھیں۔ ہر دفعہ آپ مسواک کرتے، وضو فرماتے اور ان آیات کی تلاوت فرماتے، پھر آپ نے تین وتر پڑھے پھر مؤذن

[1799] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: السواك لمن قام من الليل برقم (٥٨) وفی الصلاة باب: فی صلاة الليل برقم (١٣٥٣) و (١٣٥٤) والنسائی فی (المجتبى) فی قيام الليل وتطوع النهار، باب ذكر الاختلاف على حبيب بن ابى ثابت فی حديث ابن عباس فی الوتر ٣/ ٢٣٦۔ ٢٣٧۔ انظر (التحفة) برقم (٦٢٨٧)

نے اذان دی تو آپ نماز کے لیے نکلے اور آپ یہ دعا کر رہے تھے، (اے اللہ!) میرے دل میں نور پیدا فرما، اور میری زبان میں نور پیدا فرما اور میری سمع و بصر میں نور پیدا فرما اور میرے پیچھے نور کر دے اور میرے آگے نور کر دے، اور میرے اوپر نور کر دے اور میرے نیچے نور کر دے، اے اللہ! مجھے نور عنایت فرما دے۔''

فوائد: ...... ❶ بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے، آپ نے آغاز میں دو خفیف رکعتیں پڑھیں، جن کو راوی نے یہاں نظر انداز کر دیا ہے، لیکن دوسری روایات کی رو سے دو پڑھی ہیں، پھر آپ نے تین مرتبہ الگ دو دو رکعت طویل قیام، رکوع اور سجود کے ساتھ پڑھی ہیں اور ہر مرتبہ آپ درمیان میں سوئے ہیں، اور پھر نیند کے اثر کو زائل کرنے کے لیے مسواک اور وضو فرمایا ہے اور آیات آل عمران کی تلاوت فرمائی ہے۔ اس طرح چھ رکعات پڑھی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے پانچ رکعات پڑھی ہیں، اور ان میں بھی چار دو، دو کر کے پڑھی ہیں اور آخر میں ایک وتر پڑھا ہے۔ راوی نے آخری دوگانہ کے بعد الگ پڑھے جانے والے وتر کو اس کا حصہ بنا کر تین وتر بنا دیئے ہیں، حالانکہ تفصیلی روایات میں یہ بات موجود ہے کہ آپ نے اس رات تیرہ رکعات پڑھی ہیں اور ہر دوگانہ پر سلام پھیرا ہے اور آخر میں ایک وتر پڑھا ہے، اس لیے مجمل اور مختصر روایات کا مفہوم، مفصل روایات کی روشنی میں ہی متعین ہوگا، وگرنہ تعارض ہوگا، کیونکہ اس روایت سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کل ۹ رکعات پڑھی ہیں، لیکن پچھلی روایات میں تیرہ رکعت پڑھنے کی صراحت گزر چکی ہے۔ ❷ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے، آپ ہر دو رکعت پڑھنے کے بعد سو جاتے تھے اور اٹھ کر دوبارہ نماز پڑھنے سے پہلے پورے اہتمام سے وضو فرماتے تھے، اس لیے اگر انسان نیند سے اٹھ کر دوبارہ وضو کرے تو انسان کے لیے چستی اور نشاط کا باعث ہوگا، آپ کی نیند ناقض وضو نہیں، اس کے باوجود آپ نے وضو فرمایا، لیکن معلوم ہوتا ہے، آپ نے اس رات عام معمول سے ہٹ کر کام کیا، ہر دو رکعت کے بعد سونا آپ کا معمول نہ تھا اور نہ ہی اٹھ کر دوبارہ وضو کرنا آپ کی عادت مبارکہ تھی، اور آپ رکعات بھی عام طور پر گیارہ ہی پڑھتے تھے، اور دعائے نوری مسجد کو جاتے ہی پڑھتے تھے، جب کہ اس رات آپ نے یہ دعا نماز اور سجدہ میں بھی پڑھی ہے۔

[1800] ۱۹۲-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ ذَاتَ لَيْلَةٍ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مُتَطَوِّعًا مِنَ اللَّيْلِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْقِرْبَةِ فَتَوَضَّأَ فَقَامَ فَصَلَّى فَقُمْتُ لَمَّا رَأَيْتُهُ صَنَعَ ذٰلِكَ فَتَوَضَّأْتُ مِنَ الْقِرْبَةِ ثُمَّ قُمْتُ إِلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ فَأَخَذَ بِيَدِي مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ يَعْدِلُنِي كَذٰلِكَ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ إِلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ قُلْتُ أَفِي التَّطَوُّعِ كَانَ ذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ

[1800] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۵۹۲۵)

[1800]۔ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس بسر کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نفلی نماز پڑھنے کے لیے اٹھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر مشک کی طرف گئے اور وضو فرمایا، پھر اٹھ کر نماز شروع کر دی، جب میں نے آپ کو یہ کرتے دیکھا تو میں بھی اٹھا اور میں نے مشک سے وضو کیا، پھر میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ نے اپنی پشت کے پیچھے سے میرا ہاتھ پکڑا، اسی طرح پیچھے سے مجھے دائیں جانب پھیر لیا، عطاء کہتے ہیں، میں نے پوچھا، کیا یہ نفلی نماز میں تھا؟ انہوں نے کہا، ہاں۔

مفردات الحدیث

✽ يَعْدِلُنِي كذالك: یعنی جس طرح آپ نے میرے ہاتھ کو اپنی پشت کے پیچھے سے پکڑا تھا، اسی طرح اپنے پیچھے ہی سے بائیں جانب سے دائیں جانب کر لیا۔

[1801] ١٩٣۔(. . .) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَانَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَنِي الْعَبَّاسُ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَبِتُّ مَعَهُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَقَامَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَتَنَاوَلَنِي مِنْ خَلْفِ ظَهْرِهِ فَجَعَلَنِي عَلَى يَمِينِهِ

[1801]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، اور آپ میری خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے تو وہ رات میں نے آپ کے ساتھ گزاری، آپ رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور میں اٹھ کر آپ کے بائیں کھڑا ہو گیا تو آپ نے مجھے اپنی پشت کے پیچھے سے پکڑا اور اپنی دائیں جانب کر لیا۔

[1802] (. . .) وحَدَّثَنِي ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عَبْدُالْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَيْسِ بْنِ سَعْدٍ

[1802] مصنف نے ایک دوسرے استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔

[1803] ١٩٤۔(٧٦٤) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَانَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ

اِبْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً

[1801] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥٩٥٦)

[1802] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة باب: الرجلين بيوم احدهما صاحبه كيف يقومان برقم (٦١٠) انظر (التحفة) برقم (٥٩٠٨)

[1803] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة باب: كيف صلاة النبي ﷺ وكم كان النبي ﷺ يصلي في الليل برقم (١١٣٨) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: منه برقم (٤٤٢) انظر (التحفة) برقم (٦٥٢٥)

[1803]۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔

[1804] ۱۹۵۔(۷۶۵) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَأَرْمُقَنَّ صَلٰوةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اللَّيْلَةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ أَوْتَرَ فَذٰلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً

[1804]۔ زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (میں نے دل میں خیال کیا) میں آج رات رسول اللہ ﷺ کی نماز کا گہری نظر سے مشاہدہ کروں گا، آپ نے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، یعنی بہت ہی زیادہ لمبی رکعتیں ادا کیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، جو ان سے پہلی دو رکعت سے ہلکی تھیں، پھر دو رکعتیں جو اپنے سے پہلے دو رکعتوں سے ہلکی تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو اپنے سے پہلے سے کم تر تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو اپنے سے پہلی سے کم تھیں، پھر وتر پڑھا۔ تو یہ تیرہ رکعت ہوئیں۔

مفردات الحديث ❊ لَأَرْمُقَنَّ: میں گہری اور طویل نظر سے جائزہ لوں گا۔

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوا، آپ نماز کا آغاز دو خفیف رکعتوں سے فرماتے تھے، اس کے بعد دو انتہائی طویل رکعتیں پڑھتے، اس کے بعد ہر بعد والا دوگانہ پہلے سے کم ہوتا جاتا اور آخر میں آپ ایک وتر پڑھ لیتے اور آپ جس طرح خود آغاز میں دو ہلکی رکعتیں پڑھتے، دوسروں کو بھی یہی حکم دیتے تھے، جیسا کہ آگے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت آ رہی ہے، اگر دو ہلکی رکعات کو شمار نہ کریں تو رکعات گیارہ ہوں گی۔

[1805] ۱۹۶۔(۷۶۶) وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيُّ أَبُو جَعْفَرٍ قَالَ نَا وَرْقَاءُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَانْتَهَيْنَا إِلٰى مَشْرَعَةٍ

[1804] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في صلاة الليل برقم (١٣٦٦) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في كم يصلي بالليل برقم (١٣٦٢) انظر (التحفة) برقم (٣٧٥٣)

[1805] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٠٩٠)

فَقَالَ أَلَا تُشْرِعُ يَا جَابِرُ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَشْرَعْتُ قَالَ ثُمَّ ذَهَبَ لِحَاجَتِهِ وَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءً قَالَ فَجَاءَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ فَقُمْتُ خَلْفَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ

[1805] ۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، تو ہم ایک گھاٹ پر پہنچے تو آپ نے فرمایا: ''اے جابر! کیا تم پانی پلانے کے لیے نہیں اترو گے؟'' میں نے کہا کیوں نہیں، رسول اللہ ﷺ اترے اور میں نے پانی پلانا شروع کیا، پھر آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے، اور میں نے آپ کے لیے پانی رکھا، آپ واپس آئے اور وضو فرمایا، پھر اٹھ کر نماز پڑھنی شروع کی، آپ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی، جسے آپ نے مخالف اطراف پر ڈالا ہوا تھا، یعنی دائیں کنارے کو بائیں کندھے پر اور بائیں کنارے کو دائیں کندھے پر میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو آپ نے میرا کان پکڑ کر مجھے اپنے دائیں کر لیا۔

مفردات الحدیث ❊ **مشرعة:** پانی کی گھاٹ۔ **الا تشرع:** کیا تم اونٹوں کو پانی پینے کے لیے گھاٹ پر نہیں لے جاؤ گے۔

فائدہ :......اگر مقتدی ایک ہو تو اسے (امام کے دائیں کھڑا ہونا ہوتا ہے، اگر وہ غلط جگہ پر کھڑا ہو جائے تو امام پکڑ کر اسے اپنے دائیں کھڑا کرے گا، اور اس فعل سے امام یا مقتدی کی نماز متاثر نہیں ہو گی۔

[1806] ۱۹۷۔(۷٦۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا هُشَيْمٌ قَالَ انَا أَبُو حُرَّةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ افْتَتَحَ صَلٰوتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ**))

[1806]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، جب رات کو نماز پڑھنے کے لیے اٹھتے، اپنی نماز کا افتتاح (ابتدا) دو ہلکی رکعتوں سے فرماتے۔

[1807] ۱۹۸۔(۷٦۸) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ **إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحْ صَلٰوتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ**

[1806] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٠٩٧)
[1807] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٥٦١)

[1807]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی رات کو (نماز کے لیے اٹھے) تو وہ اپنی نماز کی ابتداء دو ہلکی رکعتوں سے کرے۔"

[1808] ۹۹-(۷۶۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ))

[1808]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب آدھی رات کو نماز کے لیے اٹھتے تو فرماتے: "اے اللہ! تو ہی حمد کا حقدار ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اور تو ہی شکر کا مستحق ہے تو آسمانوں اور زمین کا نگران ہے اور تیرے لیے ہی حمد ہے تو آسمانوں اور زمین کا (اور جو کچھ ان میں ہے ان کا مالک ہے، اور تو ہے برحق ہے اور تیرا وعدہ شدنی ہے اور تیرا قول اٹل ہے اور تیری ملاقات قطعی ہے اور جنت موجود ہے اور آگ موجود ہے، اور قیامت واقع ہو کر رہے گی، اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا، اور تجھ ہی پر میں ایمان لایا، اور تجھ ہی پر میں نے اعتماد و بھروسہ کیا۔ اور تیری ہی طرف رجوع کیا اور تیری ہی توفیق سے تیرے منکروں سے جھگڑا کیا، اور تیرے ہی حضور میں فیصلہ لایا، یعنی تجھے ہی حکم تسلیم کیا۔ تو میرے اگلے پچھلے، چھپے اور کھلے گناہ بخش دے تو ہی میرا الٰہ ہے تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔"

مفردات الحدیث ❶ **نور السموات والارض**: آسمان و زمین تجھ ہی سے منور اور روشن ہے۔ اور تیرے نور ہی سے آسمان و زمین والے ہدایت و رہنمائی حاصل کر رہے ہیں، اور تیرے ہی نور سے آسمان و زمین کی ہر چیز اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو رہی۔ ❷ **قیام السمٰوات والارض**: آسمان و زمین کو تو ہی قائم رکھے ہوئے ہے تو ہر چیز کا نگہبان اور محافظ ہے اور آسمان و زمین تیرے ہی زیر انتظام چل رہے ہیں۔ ❸ **رب السمٰوت والارض**: رب کا معنی ہوتا ہے جس کی بات مانی جائے، جو ہر چیز کی ضرورت و حاجت کو پورا کرے

[1808] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما يستفتح به الصلاة من الدعاء برقم (۷۷۱) والترمذي في (جامعه) في الدعوات، باب ما يقول اذا قام في الليل الى الصلاة برقم (۳٤۱۸) انظر (التحفة) برقم (۵۷۵۱)

یعنی مشکل کشا اور حاجت روا ہو، آقا و مالک اور منتظم و مدبر ہو یعنی ہر چیز کا تو ہی مالک و آقا ہے۔ اور ہر جگہ تیری فرمانروائی ہے اور تو ہی ہر چیز کی ضروریات پوری کر رہا ہے۔ ④ **انت الحق**: حق کا استعمال مختلف معانی کے لیے ہوتا ہے جو چیز اپنے ظہور اور وجود کے لحاظ سے بالکل واضح اور بین ہو اس کو بھی حق کہتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ کو حق کہا گیا۔ یہ اور جس کا واقع ہونا قطعی اور یقینی ہو، یعنی جو چیز شدنی ہو اس کو بھی حق کہتے ہیں، اس لیے قیامت اور اللہ کی ملاقات کو حق کہا گیا ہے، اور جس کے وجود اور تحقق میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہو وہ بھی حق ہے۔ اس لیے اللہ کے وعدے اور جنت و دوزخ کو حق کہا گیا ہے، اور جو چیز جھگڑے اور اختلاف کے درمیان قول فیصل کی حیثیت رکھتی ہے اس کو بھی حق کہتے ہیں، اس لیے اللہ کے قول اور قرآن کو حق کہا گیا ہے۔ باطل کے مقابلہ میں بھی یہ لفظ آتا ہے، اور غایت و مقصد کے لیے بھی، اس لیے آسمان و زمین کی تخلیق کو بالحق قرار دیا گیا ہے۔ ⑤ **لك اسلمتُ**: اسلام کا معنی ہے، اپنے آپ کو کسی کے حوالہ اور سپرد کر دینا، سر تسلیم خم کر دینا، اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔ ⑥ **اليك ابت**: انابت، رجوع اور واپسی کو کہتے ہیں، یعنی میں نے ہر امر و معاملہ میں تیری طرف ہی رجوع کیا، اور تیری ہی طرف متوجہ ہوا۔ ⑦ **بك خاصمتُ**: تیرے مخالفین و منکرین سے تیرے ہی عطاء کردہ دلائل و براہین اور قوت و طاقت سے مقابلہ کیا۔ ⑧ **اليك حاكمت**: میں ہر فیصلہ تیری ہی عدالت میں لایا، تجھے ہی حکم و فیصل تسلیم کیا، تیرے سوا کسی کو بھی حکم نہیں مانا، اور جب میں ہر اعتبار اور ہر حیثیت سے تیرا ہوں تو تو ہی میرے ہر قسم کے قصور اور کوتاہیاں معاف فرما۔ کیونکہ تو ہی میرا معبود اور الٰہ ہے۔ ⑨ **ما قدمتُ وما اخرتُ**: جو اس وقت کر چکا ہوں یا آئندہ مجھ سے صادر ہوں گے یا جو کام بعد میں کرنا چاہیے تھا، وہ میں نے پہلے کر دیا اور جو پہلے کرنا چاہیے تھا اس کو مؤخر کر دیا، پس تقدیم اور تاخیر کی کوتاہی کو معاف فرما۔

[1809] (. . .) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالُوا نَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ كِلَاهُمَا عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَمَّا حَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ فَاتَّفَقَ لَفْظُهُ مَعَ حَدِيثِ مَالِكٍ لَمْ يَخْتَلِفَا إِلَّا فِي حَرْفَيْنِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ مَكَانَ قَيَّامُ قَيِّمُ وَقَالَ وَمَا أَسْرَرْتُ وَأَمَّا حَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ فَفِيهِ بَعْضُ زِيَادَةٍ وَيُخَالِفُ مَالِكًا وَّابْنَ جُرَيْجٍ فِي أَحْرُفٍ

[1809] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد في باب التهجد بالليل برقم (١١٢٠) وفي الدعوات؛ باب: الدعاء اذا انتبه في الليل برقم (٦٣١٧) وفي التوحيد، باب: قول الله تعالى: (هو الذي خلق السماوات والارض بالحق) برقم (٧٣٨٥) وفي باب قول الله تعالى: ﴿وجوه يومئذ ناضرة﴾ برقم (٧٤٤٢) وفي باب: قول الله تعالىٰ (يريدون ان يبدلوا كلام الله) برقم (٧٤٩٩) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: ذكر ما يستفتح به القيام ←

[1809] یہی روایات امام مالک کی طرح ابن جریج اور ابن عیینہ نے بھی بیان کی ہیں، ابن جریج اور امام مالک کے الفاظ یکساں ہیں، صرف دو لفظوں میں اختلاف ہے، ابن جریج نے قیام کی بجائے قیم کہا اور اسرت کی جگہ ما اسررت ابن عیینہ کی روایت میں کچھ اضافہ ہے اور بعض کلمات میں مالک اور ابن جریج کی مخالفت ہے۔

[1810] (. . .) وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا مَهْدِيٌّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ قَالَ نَا عِمْرَانُ الْقَصِيرُ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَاللَّفْظُ قَرِيبٌ مِنْ أَلْفَاظِهِمْ

[1810] امام صاحب نے ایک دوسری سند سے بھی مذکورہ بالا روایت سے ملتی جلتی روایت بیان کی ہے۔

[1811] ٢٠٠ـ(٧٧٠) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَأَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ قَالُوا نَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي

أَبُو سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَهُ ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ جَبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ))

[1811] ۔ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں، میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: نبی اکرم ﷺ جب رات کو نماز کے لیے اٹھتے تھے تو نماز کا آغاز کون سے کلمات سے کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، جب آپ رات کو قیام کرتے تو نماز کا آغاز اس دعا سے کرتے، ''اے اللہ! جرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے آقا اور مالک! اے آسمانوں

← ٣/ ٣٠٩ـ وابن ماجه فی (سننه) فی قامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فی الدعاء اذا قام الرجل من الليل برقم (١٣٥٥) انظر (التحفة) برقم (٥٧٠٢)

[1810] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما يستفتح فی الصلاة من الدعاء برقم (٧٧٢) انظر (التحفة) برقم (٥٧٤٤)

[1811] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما يستفتح به الصلاة من الدعاء برقم (٧٧٢) انظر (التحفة) برقم (٧٦٨) والترمذی فی (جامعه) فی الدعوات، باب: ما جاء فی الدعاء عند افتتاح الصلاة بالليل برقم (٣٤٢٠) والنسائی فی (المجتبى) فی قيام الليل وتطوع النهار، باب: بای شئی يستفتح صلاة الليل ٣/ ٢١٢ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فی الدعاء اذا قام الرجل من الليل برقم (١٣٥٧) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٧٩)

اور زمین کو پیدا فرمانے والے! پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے! تیرے بندے جن باتوں میں اختلاف کر رہے ہیں تو ہی ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا، جن باتوں میں اختلاف کیا گیا ہے تو ہی مجھے ان میں حق پر قائم کر رکھ یا اپنی توفیق سے مجھے جس حق میں اختلاف کیا گیا ہے، میری رہنمائی فرما، بے شک تو ہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔"

[1812] ٢٠١-(٧٧١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا يُوسُفُ الْمَاجِشُونُ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلٰوتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ وَإِذَا رَكَعَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي وَإِذَا رَفَعَ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)) وَإِذَا سَجَدَ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ)) ثُمَّ يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ))

[1812] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من ذكر انه يرفع يديه اذا قام من الثنتين برقم (٧٤٤) وفي باب: ما يستفتح به الصلاة من الدعاء برقم (٧٦٠) وبرقم (٧٦١) وفي باب: ما يقول الرجل اذا سلم برقم (١٥٠٩) والترمذي: في (جامعه) في الصلاة، باب: ما يقول الرجل اذا رفع راسه من الركوع برقم (٢٦٦) وفي الدعوات باب: منه برقم (٣٤٢١) وبرقم (٣٤٢٢) وبرقم (٣٤٢٣) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح باب: نوع آخر من الذكر والدعاء بين التكبير والقراة ٢/ ١٣٠ وفي التطبيق، باب: نوع آخر منه برقم (١٠٤٩) وفي باب ←

[1812] ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ''میں نے اپنا چہرہ ہر طرف سے یکسو ہو کر، اس ذات کی طرف کر دیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اور میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں، جو اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں، میری نماز اور میری قربانی یا میرا ہر دینی عمل اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے، جو کائنات کا آقا و مالک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھے اس کا حکم ملا ہے اور میں فرمانبرداری کرنے والوں میں سے ہوں، اے اللہ! تو ہی بادشاہ اور مالک ہے، تیرے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں ہے تو میرا مالک و آقا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا، اور میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں، پس میرے سارے گناہوں کو بخش دے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں اور میری بہترین اخلاق کی طرف رہنمائی فرما، تیرے سوا بہترین اخلاق کی طرف رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں اور برے اخلاق میری طرف سے پھیر دے، تیرے سوا مجھ سے برے اخلاق کو دور کرنے والا کوئی نہیں، تیرے حضور حاضر ہوں اور تیری خدمت و اطاعت کے لیے تیار ہوں، ہر قسم کی خیر و بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اور برائی کا تیری طرف گزر نہیں ہے، مجھے تیرا ہی سہارا ہے اور تیری ہی طرف میرا رخ ہے تو برکت والا اور رفعت و بلندی والا ہے، میں تجھ سے بخشش کا سائل ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور جب آپ رکوع کرتے تو فرماتے: ''اے اللہ! میں تیرے حضور جھکا ہوا ہوں اور میں تجھ پر ایمان لایا ہوں، اور میں نے اپنے آپ کو تیرے ہی سپرد کر دیا ہے، میرے کان اور میری آنکھیں اور میرا مغز اور میری ہڈیاں اور میری رگ پٹھے تیرے ہی حضور جھکے ہوئے ہیں۔'' اور جب رکوع سے اٹھتے تو دعا کرتے: ''اے اللہ! ہمارے رب، تیرے ہی لیے حمد ہے، (ایسی وسیع اور بے انتہا) جس سے آسمانوں کی وسعتیں بھر جائیں اور زمین کی وسعتیں بھر جائیں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے یعنی درمیان کا سارا خلا پر ہو جائے اور ان کے سوا تو جو چاہے وہ بھر جائے۔'' اور جب آپ سجدہ کرتے تو کہتے: ''اے اللہ! میں تیرے حضور ی سجدہ ریز ہوں، اور میں تجھ پر ہی ایمان لایا اور اپنے آپ کو تیرے ہی حوالہ کیا، میرا چہرہ اس ذات کے سامنے سجدہ کرتا ہے جس نے اسے پیدا کیا، اور اس کی شکل و صورت بنائی اور اس کے کان اور اس کی آنکھیں تراشیں، اور برکت والا ہے، بہترین خالق۔'' پھر تشہد اور سلام کے درمیان آخر میں یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! جو خطائیں میں نے پہلے کیں یا بعد میں کیں اور چھپ کر کیں یا علانیہ کیں، اور جو بھی زیادتی میں نے کی اور جس کا تجھے مجھ سے زیادہ علم ہے، سب معاف کر دے، مجھے بخش دے، تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے، اور تیرے سوا عبادت کا مقدور کوئی نہیں ہے۔''

← نوع آخر برقم (١١٢٥) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: رفع اليدين اذا ركع واذا رفع راسه من الركوع برقم (٨٦٤) وفي باب: سجود القرآن برقم (١٠٤٥) انظر (التحفة) برقم (١٠٢٢٨)

مفردات الحدیث ❶ وجھت وجھی حنیفاً: میں نے ہر طرف سے رخ پھیر لیا ہے اور ہر طرف سے کٹ کر آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے کی طرف کر لیا ہے، اس لیے میرا مشرکوں سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ ❷ صلاتی و نسکی: نسک عبادت و بندگی اور ہر دینی کام کو کہتے ہیں لیکن یہاں مقصود قربانی ہے اور یہ دونوں لفظ محیای و مماتی کے مقابلہ میں ہیں کہ میری زندگی میں دوئی اور شراکت نہیں ہے، جب تک زندہ ہوں اس کی طرف متوجہ ہوں اور نماز اس کی علامت ہے اور جب میری موت آئے گی تو جان اسی پر قربان کروں گا، زندگی کے آخری سانس تک اس سے منہ نہیں موڑوں گا کیونکہ للّٰہ کا معنی ہے میری موت کا مالک وہی ہے اور کوئی اور اس کا مالک نہیں ہے۔ اس لیے موت و حیات اس کے لیے مختص ہیں، کسی اور کا ان میں کوئی حق اور حصہ نہیں ہے، کیونکہ وہی رب العالمین ہے یعنی تمام کائنات کا آقا، مالک و فرمانروا، پروردگار اور مدبر و منتظم ہے۔ کائنات کے نظم و نسق اور انتظام و انصرام میں کسی کا دخل نہیں ہے۔ اس لیے میری موت و حیات میں کسی کا دخل نہیں، اس لیے میں اس کا فرمانبردار اور اطاعت گزار ہوں، اس کا بندہ اور غلام ہونے کی بنا پر اس بادشاہ حقیقی سے اپنی لغزشوں اور کوتاہیوں کی معافی کا طلب گار ہوں اور اس مالک کے بغیر یہ کام کوئی بھی نہیں کر سکتا، کیونکہ وہی الہ ہے۔ اخلاق حسنہ اختیار کرنے کی توفیق وہی عنایت فرما سکتا ہے اور اخلاق سیئہ سے وہی بچا سکتا ہے۔ اس کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ اخلاق حسنہ کو اپنانے کی توفیق دے اور برے اخلاق سے محفوظ رکھے کیونکہ ہر قسم کی خیر و بھلائی اس کے ہاتھ میں ہے، اس لیے میں اس کی اطاعت اور فرمانبرداری پر قائم ہوں اور ہر وقت اس کے لیے تیار ہوں، وہ خالق شر ضرور ہے لیکن برائی کا اس کی طرف گزر نہیں۔

❸ والشر لیس الیك: یعنی شر تقرب اور نزدیکی کا باعث نہیں بن سکتا، کیونکہ شر تیری بارگاہ میں پہنچتا نہیں، تجھ تک صرف کلمات خیر اور اعمال صالحہ ہی پہنچتے ہیں، نہ شر کی تیری طرف نسبت ہو سکتی ہے کیونکہ تیری نسبت اور تیرے اعتبار سے وہ شر نہیں ہے بلکہ حکمت بالغہ پر مبنی ہے اس لیے اس میں شر ہمارے اعتبار سے ہے اور ادب و توقیر کا تقاضا بھی یہی ہے کہ شر کی نسبت اپنی طرف کی جائے، اپنے مالک اور آقا کی طرف نہ کی جائے، ہم چونکہ تیرے سہارا قائم ہیں، اس لیے ہمارا رخ تیری ہی طرف ہے، اور ہماری ہر چیز ہماری نس نس، انگ انگ اور جوڑ جوڑ تیرے حضور جھکا ہے، اور تو اپنے انعامات و احسانات کے سبب جو بے حد و بے انتہا ہیں، اس قدر حمد اور شکر کا حق دار ہے کہ آسمان و زمین اور ان کے درمیان خلا بھی اگر تیری حمد و شکر سے بھر جائیں تو بھی تیرے فیض و کرم کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہم ہر قسم کی کوتاہیوں سے جو ہو چکی ہیں یا ہوں گی معافی کے خواستگار ہیں، کیونکہ ہم ہر قسم کی کھلی چھپی چھوٹی بڑی کوتاہیوں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں اور تیرے سوا کوئی انہیں معاف نہیں کر سکتا۔

[1813] ۲۰۲-(. . .) وحَدَّثَنَاهُ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيّ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا أَبُو النَّضْرِ قَالَا نَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَمِّهِ الْمَاجِشُونِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ

عَنِ الْأَعْرَجِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ ((وَجَّهْتُ وَجْهِي)) وَقَالَ ((وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ)) وَقَالَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) وَقَالَ ((وَصَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُوَرَهُ)) وَقَالَ وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ)) إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ وَلَمْ يَقُلْ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ

[1813] ۔امام صاحب یہی روایت دوسرے استاد کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں، اس میں ہے رسول اللہ ﷺ جب نماز کا آغاز کرتے تو اللہ اکبر کہنے کے بعد وجهت وجهي دعا پڑھتے ۔اور اس میں انا من المسلمين کی بجائے انا اول المسلمين ہے کہ میں سب سے پہلے اطاعت گزار ہوں اور اطاعت و فرمانبرداری میں پہلے مقام و مرتبہ پر فائز ہوں۔ اور اس میں ہے جب آپ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو سمع الله لمن حمده کہتے اور صوّره کے بعد فاحسن صُوَرَه، اس کو بہترین شکل وصورت عنایت فرمائی، اور اس میں ہے کہ اللهم اغفرلی ما قدمت والی دعا سلام پھیرنے کے بعد پڑھتے ،تشہد اور سلام پھیرنے کے درمیان کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ:...... احادیث مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نماز کے آغاز مین مختلف دعائیں فرماتے تھے اور حدیث علی والی طویل دعا بھی تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھتے تھے، اس لیے احناف کا یہ کہنا کہ یہ تکبیر تحریمہ سے پہلے شروع کی جائے گی درست نہیں ہے اور اس حدیث میں یہ قید بھی نہیں ہے کہ آپ یہ دعا رات کی نماز میں پڑھتے تھے۔اگر چہ امام مسلم نے اس کو رات کی نماز کی احادیث میں ہی بیان کیا ہے۔

۲۷...... بَاب: اسْتِحْبَابِ تَطْوِيلِ الْقِرَائَةِ فِي صَلٰوةِ اللَّيْلِ

باب ۲۷: رات کی نماز میں طویل قرأت کرنا مستحب ہے یعنی پسندیدہ عمل ہے

[1814] ۲۰۳-(۷۷۲) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُومُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَحْنَفِ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ

[1813] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۱۸۰۹)

[1814] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده برقم (۸۷۱) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في التسبيح في الركوع ←

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ فَقُلْتُ يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ ثُمَّ مَضَى فَقُلْتُ يُصَلِّي بِهَا فِي رَكْعَةٍ فَمَضَى فَقُلْتُ يَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ ثُمَّ رَكَعَ فَجَعَلَ يَقُولُ ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ)) فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ ثُمَّ قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) ثُمَّ قَامَ طَوِيلًا قَرِيبًا مِمَّا رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ سُبْحَانَ ((رَبِّيَ الْأَعْلٰى)) فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيبًا مِنْ قِيَامِهِ قَالَ وَفِي حَدِيثِ جَرِيرٍ مِنَ الزِّيَادَةِ فَقَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ))

[1814]۔امام صاحب مختلف اساتذہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کی، آپ نے سورہ بقرہ پڑھنی شروع کر دی، میں نے دل میں سوچا، آپ سو آیات پڑھ کر رکوع فرمائیں گے، مگر آپ نے اس کے بعد قراءت جاری رکھی، میں نے سوچا، آپ پوری سورت ایک رکعت میں پڑھیں گے، لیکن آپ پڑھتے رہے، میں نے سوچا، آخر میں رکوع کریں گے، مگر آپ نے سورہ نساء شروع کر دی، آپ نے وہ پوری پڑھ ڈالی، پھر آل عمران شروع کر دی، اس کو پورا پڑھ ڈالا۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر قراءت فرماتے رہے، جب تسبیح والی آیت سے گزرتے، تو سبحان اللہ کہتے اور جب سوال والی آیت سے گزرتے (پڑھتے) تو سوال کرتے، اور جب تعوذ (اللہ سے پناہ مانگنا) والی آیت سے گزرتے تو اللہ سے پناہ مانگتے پھر آپ نے رکوع کیا، اور مسلسل "سبحان ربی العظیم" کہتے رہے، اور آپ کا رکوع آپ کے قیام کے قریب تھا، پھر آپ نے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہا، پھر آپ نے طویل قومہ کیا، جو رکوع کے برابر تھا، پھر سجدہ کیا، اور "سبحان ربی الاعلیٰ" کہتے رہے اور آپ کا سجدہ، آپ کے قیام کے قریب تھا، اور جریر کی روایت میں ہے کہ آپ نے کہا "سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لك الحمد"، یعنی ربنا لك الحمد کا اضافہ ہے۔

← والسجود برقم (٢٦٢) وبرقم (٢٦٣) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: تعوذ القاري اذا مر باية عذاب ٢/ ١٧٦ و ١٧٧ باب: مساله القاري اذا مر بآية رحمة ٢/ ١٧٧ وفي التطبيق، باب نوع آخر ٢/ ٢٢٤ وفي قيام الليل وتطوع النهار، باب: تسوية القيام والركوع والقيام بعد الركوع والسجود والجلوس بين السجدتين في صلاة الليل ٣/ ٢٢٥ و ٢٢٦ وفي التطبيق: باب الذكر في الركوع برقم ٢/ ١٩٠ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في القراة في صلاة الليل برقم (١٣٥١) وفي باب: ما يقول بين السجدتين برقم (٨٩٧) انظر (التحفة) برقم (٣٣٥١)

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رات کی نماز میں قرأت طویل فرماتے تھے، اور قیام کی طوالت کے ساتھ، رکوع، قومہ اور سجدہ بھی قیام کی طرح لمبا کرتے اور اس میں تسبیحات کا تکرار فرماتے، قرأت آہستہ آہستہ، ٹھہر ٹھہر کر فرماتے، مزید برآں آیات کے مفہوم و معنی کے مطابق جہاں تسبیح کی ضرورت ہوتی، وہاں سبحان اللہ کہتے، جہاں اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی ضرورت ہوتی وہاں سوال کرتے اور جہاں اللہ تعالیٰ سے تعوذ سے پناہ طلب کرنے کی ضرورت ہوتی، وہاں تعوذ فرماتے، اس طرح قیام مزید طویل ہو جاتا اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں سورتوں کی ترتیب سے پڑھنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ آپ نے آل عمران سے پہلے نساء پڑھی ہے، حالانکہ آل عمران پہلے ہے اور سورہ نساء بعد میں ہے۔ جو لوگ نماز میں سورتوں کو ترتیب سے پڑھنا واجب قرار دیتے ہیں، ان کی بات حدیث کے خلاف ہے۔

[1815] ٢٠٤ ـ(٧٧٣) وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ عُثْمَانُ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُاللهِ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَطَالَ حَتّٰى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ قَالَ قِيلَ وَمَا هَمَمْتَ بِهٖ قَالَ هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَدَعَهٗ

[1815]۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز شروع کی، آپ نے بہت طویل نماز پڑھی حتی کہ میں نے ایک برے کام کا ارادہ کر لیا تو ان سے پوچھا گیا، آپ نے کس بات کا ارادہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا، میں نے ارادہ کیا کہ میں بیٹھ جاؤں اور آپ کو کھڑا چھوڑ دوں۔

[1816] (. . . .) وحَدَّثَنَاهُ إِسْمٰعِيلُ بْنُ الْخَلِيلِ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهٗ

[1816] امام صاحب نے ایک دوسرے استاد سے بھی یہی حدیث نقل کی ہے۔

فائدہ:...... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رات کے نوافل آپ کی اقتداء میں پڑھنے شروع کیے اور آپ نے اس قدر طویل قیام فرمایا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے آپ کے ساتھ کھڑا رہنا مشکل ہو گیا تو ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں بیٹھ جاؤں، لیکن حضور اکرم ﷺ چونکہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، اس لیے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو آپ کی توقیر و تعظیم اور ادب واحترام کے منافی سمجھا، اس لیے اس کو برے فعل سے تعبیر کیا کہ

[1815] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: طول القيام في صلاة الليل برقم (١١٣٥) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في طول القيام في الصلوات برقم (١٤١٨) انظر (التحفة) برقم (٩٢٤٩)

[1816] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨١٢)

آپ کھڑے ہوں اور میں بیٹھ جاؤں تو یہ ایک ناپسندیدہ طرز عمل ہے، اس لیے وہ دقت وکلفت کے باوجود کھڑے رہے اور نفل میں بیٹھنے کی گنجائش سے فائدہ اٹھانا گوارا نہ کیا۔

٢٨...... بَابُ :اَلْحَثِّ عَلىٰ صَلٰوةِ اللَّيْلِ وَاِنْ قَلَّتْ اذا نام طول الليل ولم يصل

باب ٢٨ : رات بھر، صبح تک سوئے رہنے والے کی صورت حال (رات کی نماز کی ترغیب خواہ رکعات کم ہوں۔)

[1817] ٢٠٥ ـ(٧٧٤) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ قَالَ عُثْمَانُ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتّٰى أَصْبَحَ قَالَ((ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنَيْهِ أَوْ قَالَ فِي أُذُنِهِ))

[1817]۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا گیا جو رات بھر صبح تک سویا رہا، آپ نے فرمایا: ''وہ ایسا شخص ہے کہ شیطان نے اس کے کانوں میں بول کر دیا ہے۔'' یا فرمایا: ''اس کے کان میں پیشاب کیا ہے۔''

فائدہ:...... انسان کے کانوں میں شیطان کا پیشاب کرنا، ایک استعارہ اور کنایہ ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ شیطان اس انسان کے بگاڑ اور فساد کا باعث بنا ہے، یعنی وہ شیطان کا پیروکار ہے اور اس پر شیطان حاکم و غالب ہے، اور یہ بعید نہیں ہے کہ واقعی شیطان بول کرتا ہے، لیکن جس طرح خود اس کا پتہ نہیں چلتا، اس کے بول کا بھی پتہ نہیں چلتا، لیکن اس کے سبب کانوں میں گرانی اور ثقل پیدا ہو جاتا ہے، اس لیے انسان کی آنکھ ہی نہیں کھلتی اور وہ دن چڑھے تک سویا رہتا ہے، اور صبح کی فرض نماز میں بھی شریک نہیں ہوسکتا۔

[1818] ٢٠٦ ـ(٧٧٥) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ حَدَّثَهُ

[1817] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى التهجد، باب: اذا نام ولم يصل بال الشيطان فياذنه برقم (١١٤٤) وفى بدء الخلق، باب: صفة ابليس وجنوده برقم (٣٢٧٠) والنسائى فى (المجتبى) فى قيام الليل وتطوع النهار، باب: الترغيب فى قيام الليل ٣/ ٢٠٤ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فى قيام الليل برقم (١٣٣٠) انظر (التحفة) برقم (٩٢٩٧)

[1818] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى التهجد، باب: تحريض النبى ﷺ على صلاة الليل والنوافل من ←

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ فَقَالَ أَلَا تُصَلُّونَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ قُلْتُ لَهُ ذٰلِكَ ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَيَقُولُ ((وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا))

[1818] ۔حضرت علی بن ابی طالب بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رات کو ان کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے، اور فرمایا: ''تم اٹھ کر نماز کیوں نہیں پڑھتے؟'' تو میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! ہمارے نفوس اللہ کے ہاتھ میں ہیں تو جب وہ چاہتا ہے، ہمیں بیدار کر لیتا ہے، یا جب اٹھانا چاہتا ہے اٹھا دیتا ہے، جب میں نے آپ سے یہ کہا آپ واپس چلے گئے، پھر میں نے آپ سے سنا کہ آپ واپس پلٹے ہوئے، اپنی ران پر ہاتھ مار کر فرما رہے تھے: ''انسان سب سے بڑھ کر حجت باز ہے۔''

فوائد:...... ❶ انسان اپنے عزیز و اقارب اور متعلقین کو نفل و نوافل کی ترغیب دے اور ان کے حالات کی خبر گیری کرے۔ ❷ انسان کو کسی کی نصیحت اور نیکی کے کام کی ترغیب پر کٹ حجتی سے کام نہیں لینا چاہیے، بلکہ اس کو قبول کرنا چاہیے اور اپنے قصور و کوتاہی کا اعتراف کرنا چاہیے یا کوئی واقعی عذر پیش کرنا چاہیے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقدیر کو بہانہ بنایا، اس لیے آپ نے اس کو پسند نہیں کیا، اور آپ نے اپنی ران پر ہاتھ مار کر اس پر حیرت اور تعجب کا اظہار کیا، کہ انہوں نے فوراً بلا سوچے سمجھے یہ جواب کیوں دیا۔

[1819] ٢٠٧-(٧٧٦) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ عَمْرٌو نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ ((يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ ثَلَاثَ عُقَدٍ إِذَا نَامَ بِكُلِّ عُقْدَةٍ يَضْرِبُ عَلَيْكَ لَيْلًا طَوِيلًا فَإِذَا اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ وَإِذَا تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عَنْهُ عُقْدَتَانِ فَإِذَا صَلَّى انْحَلَّتِ الْعُقَدُ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ))

←غير ايجاب برقم (١١٢٧) وفي التفسير، باب (وكان الانسان اكثر شئى جدلا) برقم (٤٧٢٤) وفي الاعتصام بالكتاب والسنة باب وكان الانسان اكثر شيء جدلا برقم (٧٣٤٨) وفي التوحيد، باب: في المشيئة والارادة رقم (٧٤٦٥) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: الترغيب في قيام الليل ٣/ ٢٠٥ و ٣/ ٢٠٦۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٠٧٠)

[1819] اخرجه النسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: الترغيب في قيام الليل ٣/ ٢٠٣ و ٢٠٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٦٨٧)

[1819] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان، جب تم میں سے کوئی سو جاتا ہے تو اس کی گدی پر تین گرہیں لگتا ہے، ہر گرہ پر تھپکی دیتا ہے کہ ابھی رات بہت لمبی ہے تو جب انسان بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب وہ وضو کرتا ہے، اس سے دوسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر جب نماز پڑھتا ہے، ساری گرہیں کھل جاتی ہیں، اور وہ صبح چاک و چوبند ہشاش بشاش پاک طبیعت کرتا ہے، وگرنہ صبح گندہ دل اور سست اٹھتا ہے۔''

فائدہ:......رات کو انسان جب سوتا ہے تو شیطان کی خواہش اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ انسان رات بھر صبح تک سویا رہے اور وہ نماز فجر میں بھی شریک نہ ہو سکے، اس کے لیے وہ ہر مسلمان انسان کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے اور ان کو مضبوط کرتا ہے تاکہ وہ کھل نہ سکیں، لیکن اگر انسان ہمت اور عزم سے کام لے کر اٹھ کھڑا ہو اور بیداری کی دعائیں پڑھے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، شیطان کی تاثیر کم ہو جاتی ہے، اور جب وضو کرتا ہے تو اس سے دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور اس کے تسلط وغلبہ کی کوشش مزید کمزور ہو جاتی ہے اور جب انسان کم از کم دوگانہ پڑھ لیتا ہے تو شیطان کا حربہ وچال بالکل ناکام ہو جاتا ہے، انسان کی سستی وکاہلی کافور ہو جاتی ہے اور اس کی طبیعت میں خوشگواری اور ہشاشت وبشاشت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ مستعد و ہوشیار ہو جاتا ہے، بڑے سکون و اطمینان سے صبح کی نماز میں شریک ہوتا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے، شیطان کے تسلط وغلبہ اور اس کے کید ومکر سے آزادی کا پروانہ ذکر الٰہی اور نماز ہے، اس کے بغیر انسان شیطان سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا، اگر انسان رات بھر سویا رہے اور صبح کی نماز میں بھی شریک نہ ہو سکے تو انسان کے لیے راہ راست پر چلنا اور دینی زندگی گزرنا مشکل ہو جاتا ہے، اچھے اور نیک کاموں کے لیے رغبت اور شوق پیدا نہیں ہوتا، ان سے غفلت اور کوتاہی برتتا ہے، طبیعت میں اس کے لیے آمادگی نہیں پاتا۔

٢٩...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ صَلٰوةِ النَّافِلَةِ فِي بَيْتِهٖ

باب ٢٩: نفل نماز گھر میں پڑھنا بہتر ہے اور مسجد میں پڑھنا جائز ہے

[1820] ٢٠٨-(٧٧٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

[1820] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: كراهية الصلاة في المقابر برقم (٤٣٢) وابو داود في (سننه) في صلاة الرجل التطوع في بيته برقم (١٠٤٣) وفي باب فضل التطوع في البيت (١٤٤٨) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في التطوع في البيت برقم (١٣٧٧) انظر (التحفة) برقم (٨١٤٢)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اجْعَلُوا مِنْ صَلٰوتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا))

[1820] ۔حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کچھ نمازیں گھر میں پڑھا کرو، اور انہیں قبریں نہ بناؤ۔''

فائدہ: ......فرض نمازوں کے لیے جماعت کی پابندی ضروری ہے، اس لیے وہ تو مسجد میں ہی پڑھی جائیں گی یا تحیۃ المسجد کا تعلق تو مسجد ہی سے ہے، اس کے سوا سنن موکدہ اور سنن غیر موکدہ، نوافل (چاشت، اشراق، اوابین، تہجد) گھر میں پڑھنا بہتر اور افضل ہے اور لا تتخذوا ھا قبورا کا مقصد یہ ہے کہ گھروں میں قبریں نہ بناؤ، اور نہ گھروں کو قبرستان سمجھو، جہاں نماز نہیں ہوتی یا اپنے آپ کو قبرستان کے مردے نہ سمجھو، جن پر نماز نہیں ہے یا گھروں کو محض آرام گاہ نہ سمجھو کہ نیند بھی ایک قسم کی موت ہے، اس لیے یہ سمجھو گھر تو محض سونے اور آرام کرنے کے لیے ہے۔

[1821] ۲۰۹۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا))

[1821] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''گھروں میں نماز پڑھو اور انہیں قبریں نہ ٹھہراؤ۔''

[1822] ۲۱۰۔(۷۷۸) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَانَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا قَضٰى أَحَدُكُمُ الصَّلٰوةَ فِي مَسْجِدِهِ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ نَصِيبًا مِّنْ صَلٰوتِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلٰوتِهِ خَيْرًا))

[1822] ۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی مسجد کی نماز پوری کرلے، تو اپنی نماز سے اپنے گھر کے لیے بھی کچھ حصہ رکھے، کیونکہ اس کی اپنے گھر میں نماز پڑھنے سے اللہ اس کے گھر میں خیر و بھلائی پیدا کرے گا۔''

[1821] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: التطوع في البيت برقم (۱۱۸۷) انظر (التحفة) برقم (۷۵۲۷)

[1822] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۳۲۲)

فائدہ :......فرض نماز، مسجد کا حصہ ہے اور نفل و نوافل اور سنن گھر کا حصہ ہیں، جو انسان کے گھر میں خیر و برکت اور بھلائی کا باعث بنتے ہیں، انسان کے اہل و عیال اس کو دیکھ کر نماز پڑھتے اور سیکھتے ہیں، اللہ کی رحمت اور اس کے فرشتوں کے نزول سے شیطان اور اس کی ذریت وہاں سے بھاگتی ہے۔

[1823] ۲۱۱-(۷۷۹) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِي يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيهِ وَالْبَيْتِ الَّذِي لَا يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ))

[1823] ۔حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس گھر کی مثال جس میں اللہ کو یاد نہیں کیا جاتا، زندہ اور مردہ کی سی ہے۔''

فائدہ :......گھروں کی زندگی اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد کا اہم اور سب سے عظیم ذریعہ نماز ہے تو جس گھر کے مکین نمازی ہوں گے اور وہ گھر میں نماز پڑھیں گے، ان کا گھر زندہ ہوگا اور وہ خود بھی زندہ ہوں گے، لیکن جس گھر والے نماز نہیں پڑھتے، وہ گھر بھی مردہ اور روحانی و اخلاقی طور پر اس کے باسی بھی مردہ۔ زندگی ایمان سے ملتی ہے اور نماز ایمان کی علامت اور شناخت ہے۔

[1824] ۲۱۲-(۷۸۰) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ))

[1824] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے، جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔''

فائدہ :......گھروں میں نماز نہ پڑھنا ان کو قبرستان قرار دینا ہے، جو شہر خموشاں ہیں اور اس میں دنیوی زندگی کی چہل پہل نہیں ہے۔ سورۃ بقرہ میں شیطانی ہتھکنڈوں کی وضاحت کی گئی ہے اور اس سے بچنے کا علاج تجویز کیا گیا

[1823] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الدعوات، باب: فضل ذكر الله عزوجل رقم (٦٤٠٧) انظر (التحفة) برقم (٩٠٦٤)

[1824] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٧٦٩)

ہے، اس لیے اس میں یہ خاصہ ہے کہ اگر اس کو سوچ سمجھ کر پڑھا جائے اور اس پر عمل کی کوشش کی جائے تو شیطان کو انسان کی زندگی میں در آنے کا موقع نہیں ملتا۔ اور جس طرح شیطان اذان سن کر دم دبا کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے، سورۃ بقرہ کی تلاوت سے بھی بدکتا ہے اور بھاگتا ہے اور انسان پر تسلط جمانے کی ہمت و حوصلہ نہیں پاتا۔

[1825] ۲۱۳۔(۷۸۱) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ احْتَجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حُجَيْرَةً بِخَصَفَةٍ أَوْ حَصِيرٍ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيهَا قَالَ فَتَتَبَّعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ وَجَاؤُا يُصَلُّونَ بِصَلٰوتِهٖ قَالَ ثُمَّ جَاؤُا لَيْلَةً فَحَضَرُوا وَأَبْطَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْهُمْ قَالَ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا الْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُغْضَبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلٰوةِ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ خَيْرَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهٖ إِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوبَةَ))

[1825]۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چٹائی کا ایک چھوٹا سا حجرہ بنایا اور رسول اللہ ﷺ اس میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لائے، لوگوں نے اس تک آپ کا پیچھا کیا اور آ کر آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے، پھر ایک اور رات آئے اور جمع ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس آنے میں تاخیر کر دی اور ان کے پاس تشریف نہ لائے، صحابہ کرام نے اپنی آوازیں بلند کیں، تاکہ آپ آوازیں سن کر تشریف لے آئیں، اور دروازے پر کنکر مارے، رسول اللہ ﷺ غصہ کی حالت میں ان کی طرف گھر سے نکلے اور انہیں فرمایا: تم مسلسل یہ کام کرتے رہے، حتی کہ مجھے خیال ہوا کہ یہ نماز تم پر لازم قرار دے دی جائے گی، تم اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو، کیونکہ فرض نماز کے سوا انسان کی وہی نماز بہتر ہے جو گھر میں پڑھے۔

[1825] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: صلاة الليل برقم (۷۳۱) وفي الادب باب: ما يجوز من الغضب والشدة لامر الله تعالى برقم (۶۱۱۳) وفي الاعتصام بالكتاب والسنة، باب: ما يكره من كثرة السوال ومن تكلف ما لا يعنيه برقم (۷۲۹۰) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: صلاة الرجل التطوع في بيته برقم (۱۰۴۴) وفي باب فضل التطوع في البيت برقم (۱۴۴۷) والترمذي في (جامعه) في باب: ما جاء في فضل صلاة التطوع في البيت برقم (۴۵۰) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: الحث على الصلاة في البيوت والفضل في ذلك ۳/ ۱۹۸۔ انظر (التحفة) برقم (۳۶۹۸)

مفردات الحدیث ❶ خصفة: کھجور کے پتے، حصیر چٹائی جو کھجور کے پتوں ہی سے بنائی جاتی ہے، اور آپ نے ایک محفوظ اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل اپنے کے لیے مسجد میں ایک طرف چٹائی کا احاطہ بنایا، تا کہ اس کے اندر کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔ ❷ تتبع اليه رجال: تلاش وجستجو سے لوگ وہاں تک پہنچ گئے، اور ایک گروہ جمع ہو گیا۔

فائدہ:...... حضرت زید رضی اللہ عنہ کی روایت میں اختصار کے ساتھ آپ کی نماز تراویح کا ذکر ہے، جس پر بحث گزر چکی ہے۔

[1826] ٢١٤-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِيهَا لَيَالِيَ حَتَّى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ ((وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ))

[1826]۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں چٹائی سے ایک حجرہ بنایا اور اس میں چند راتیں نماز پڑھی، حتی کہ آپ کے پاس لوگ جمع ہو گئے، پھر مذکورہ بالا روایت بیان کی اور اس میں یہ اضافہ کیا، آپ نے فرمایا: ''اگر تم پر نماز فرض کر دی گئی تو تم سب اس کی پابندی نہیں کر سکو گے۔''

٣٠...... بَاب: فَضِيلَةِ الْعَمَلِ الدَّآئِمِ

باب ٣٠: دائمی عمل کی فضیلت

[1827] ٢١٥-(٧٨٢) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

[1826] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٢٢)

[1827] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الاذان، باب صلاة الليل برقم (٧٣٠) وفى اللباس باب: الجلوس لى الحصير ونحوه برقم (٥٨٦١) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: ما يومر به من القصر فى الصلاة برقم (١٣٦٨) والنسائى فى (المجتبى) فى القبلة، باب: المصلى يكون بينه وبين الامام سترة ٢/ ٦٨ و ٦٩ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما يستر المصلى برقم (٩٤٢) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٢٠)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَصِيرٌ وَكَانَ يُحَجِّرُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُصَلِّي فِيهِ فَجَعَلَ النَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلٰوتِهِ وَيَبْسُطُهُ بِالنَّهَارِ فَثَابُوا ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوا وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ مَا دُووِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ)) وَكَانَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ إِذَا عَمِلُوا عَمَلًا أَثْبَتُوهُ

[1827] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک چٹائی تھی اور آپ اس کو رات کو حجرہ بنا کر اس میں نماز پڑھتے تو صحابہ کرام بھی آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے اور آپ دن کو اس کو بچھا لیتے تھے، ایک رات لوگ کثرت کے ساتھ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! اتنے اعمال کی پابندی کرو، جتنے کی تمہیں قدرت حاصل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ (اجر وثواب دینے سے) نہیں اکتائے گا۔ تم ہی (عمل سے) اکتاؤ گے، اور اللہ کے نزدیک محبوب عمل وہ ہے جس پر دوام وہمیشگی کی جائے، اگرچہ وہ تھوڑا ہی ہو'' اور آل محمد کا رویہ یہی تھا جب وہ کوئی عمل کرتے، اس کو ہمیشہ برقرار رکھتے۔

مفردات الحدیث ❶ **ثابوا:** لوگ جمع ہو گئے۔ ❷ **ماتطیقون:** جس کی طاقت رکھتے ہو۔ ❸ **فإن اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حتى تملُّوا:** اللہ تعالیٰ بدلہ وجزا دینے سے نہیں اکتائے گا، تم ہی عمل کرنے سے اکتاؤ گے، عربی محاورہ ہے۔ فلان لَا يَنْقَطِعُ حتى تنقطِع خصومة: فلاں انسان بحث وتمحیص سے نہیں تھکتا، اس کا فریق مخالف ہی تھک ہار کر بس کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ملل یا سآمه لفظ محض لفظی مشابہت کے طور پر استعمال ہوا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ تھکنے یا اکتانے سے پاک ہے۔

فائدہ :...... جب انسان کوئی نیک کام کرنا شروع کرے تو وہ اپنی مقدرت و طاقت کا لحاظ رکھے کہ میں یہ کام ہمیشہ کس حد تک کر سکتا ہوں، کیونکہ وہ کام جس پر ہمیشگی اور دوام کیا جائے، وہ اس کام سے بڑھ جاتا ہے جو زیادہ ہو اور چند دن کے بعد تھک ہار کر اس کو چھوڑ دیا جائے اور ظاہر ہے ایسے عمل سے مراد نفلی عمل ہے، جس کو انسان ذاتی اور شخصی طور پر اپنے ظروف واحوال کے مطابق اپناتا ہے وہ اعمال جو فرض ہیں، ان میں کمی وبیشی تو انسان کے اختیار سے باہر ہے، وہ تو شریعت کے مقرر کردہ طریقہ کے مطابق ہی کیے جائیں گے، اس لیے نفلی نماز کو انفرادی طور پر گھر میں پڑھنا بہتر اور افضل قرار دیا گیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت عام افراد کی سہولت اور آسانی کے لیے شروع کروائی، لیکن بہتر اور پسندیدہ عمل اس کو قرار دیا گیا کہ اس انسان انفرادی طور پر رات کے آخری حصہ میں پڑھے۔

[1828] ۲۱۶-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ ((أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ))

[1828] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس پر ہمیشگی کی جائے اگرچہ کم ہو۔''

[1829] ۲۱۷-(۷۸۳) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ قَالَ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَيْفَ كَانَ عَمَلُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْأَيَّامِ قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيمَةً وَأَيُّكُمْ يَسْتَطِيعُ مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَطِيعُ

[1829] ۔علقمہ بیان کرتے ہیں، میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ اے مومنوں کی امی جان! رسول اللہ ﷺ کا عمل کیسے ہوتا تھا؟ کیا آپ (عمل کے لیے) کچھ ایام مخصوص فرماتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں! آپ کا عمل دائمی ہوتا تھا، اور تم میں سے کس میں اس قدر استطاعت ہے جس قدر استطاعت رسول اللہ ﷺ میں موجود تھی؟

فائدہ:...... رسول اللہ ﷺ رمضان میں خصوصاً اس کے آخری عشرے میں قیام کا زیادہ اہتمام فرماتے، بلکہ بعض اوقات ساری رات بیدار رہتے، حدیث میں سوال سے مراد یہ ہے کہ ہفتے کے سات دنوں میں سے کسی دن مثلاً جمعرات کو آپ کوئی خاص عمل زیادہ کرتے تھے؟ تو ام المومنین نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کسی نفلی عبادت کے لیے ایام کی تخصیص نہیں کرتے تھے کہ آپ انہیں دنوں وہ کام کریں اور دوسرے دنوں میں وہ کام نہ کریں، تاکہ یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ یہ کام انہیں دنوں کے ساتھ خاص ہے۔ اس لیے کسی اچھے اور نیک کام کے لیے اپنی طرف سے دن مخصوص کر لینا، اور پھر ہر صورت اس کی پابندی کرنا اور لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دلانا، دین میں اپنی طرف سے اضافہ ہے اور ایجاد بندہ ہے، جس کی دین میں گنجائش نہیں ہے۔

[1828] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الرقاق، باب: القصد والمداومة على العمل برقم (٦٤٦٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٧١٨)

[1829] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الرقاق، باب: القصر والمداومة على العمل برقم (٦٤٦٦) وفي الصوم باب: هل يخفى شيئا من الايام برقم (١٩٨٧) وابو داود في (سننه) في ما نومر به من القصر في الصلاة برقم (١٣٧٠) انظر (التحفة) برقم (١٧٤٠٦)

[1830] ۲۱۸۔(. . .)وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ)) قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ إِذَا عَمِلَتِ الْعَمَلَ لَزِمَتْهُ

[1830]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین کام وہ ہے جس پر دوام کیا جائے، اگرچہ وہ قلیل مقدار میں ہو۔'' قاسم بن محمد کہتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب کوئی عمل شروع کرتیں تو اس کی پابندی کرتیں اور اس کو لازم کر لیتیں۔

۳۱...... بَابُ: أَمْرِ مَنْ نَعَسَ فِي صَلَاتِهِ أَوِ اسْتَعْجَمَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ أَوِ الذِّكْرُ بِأَنْ يَرْقُدَ أَوْ يَقْعُدَ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ ذٰلِكَ

باب ۳۱: جسے نماز میں اونگھ آئے یا قرآن پڑھنا دشوار ہو جائے یا اسے ذکر کی قدرت نہ رہے اسے یہ حکم ہے کہ وہ سو جائے یا اس کیفیت کا خاتمہ تک بیٹھ جائے۔

[1831] ۲۱۹۔(۷۸٤) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَحَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوا لِزَيْنَبَ تُصَلِّي فَإِذَا كَسِلَتْ أَوْ فَتَرَتْ أَمْسَكَتْ بِهِ فَقَالَ ((حُلُّوهُ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَإِذَا كَسِلَ أَوْ فَتَرَ قَعَدَ)) وَفِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ ((فَلْيَقْعُدْ))

[1831]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور دو ستونوں کے درمیان رسی لٹکی ہوئی تھی تو آپ نے پوچھا، ''یہ کیا ہے؟'' صحابہ کرام نے عرض کیا، زینب کی رسی ہے وہ نماز پڑھتی رہتی ہیں، جب سست پڑتی ہیں یا تھک جاتی ہیں تو اس کو پکڑ لیتی ہیں، اس پر آپ نے فرمایا: ''اسے کھول دو، ہر شخص اس وقت تک نماز پڑھے، جب تک چست اور ہشاش بشاش رہے، جب سست پڑ جائے یا تھک جائے تو بیٹھ رہے۔'' زہیر کی روایت میں قَعَدَ کی بجائے فَلْيَقْعُدْ ہے یعنی ماضی کی بجائے امر کا صیغہ ہے۔

[1830] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷٤٥٦)

[1831] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: النعاس فی الصلاة برقم (۱۳۱۲)

[1832] وحَدَّثَنَاهُ شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

[1832] یہی حدیث مصنف نے اپنے دوسرے استاد سے بیان کی ہے۔

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ نے دین کے اندر سہولت اور آسانی رکھی ہے اور انسان کو اس کی وسعت و مقدرت کے مطابق مکلف ٹھہرایا ہے، اس لیے نفلی عبادت میں انسان کو اس وقت تک ہی مشغول رہنا چاہیے، جب تک وہ چاک و چوبند ہو اور بشاشت و بشاشت اور سہولت کے ساتھ اس کو کر سکتا ہو، جب اس میں سستی، کاہلی اور فتور و تھکن پیدا ہو جائے تو آرام کرے، جب سستی اور تھکن دور ہو جائے اور اس کے پاس فرصت اور موقع ہو تو پھر عمل کر لے۔

[1833] ۲۲۰۔(۷۸۵) و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ الْحَوْلَاءَ بِنْتَ تُوَيْتِ بْنِ حَبِيبِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى مَرَّتْ بِهَا وَعِنْدَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ هٰذِهِ الْحَوْلَاءُ بِنْتُ تُوَيْتٍ وَزَعَمُوا أَنَّهَا لَا تَنَامُ اللَّيْلَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَنَامُ اللَّيْلَ ((خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَوَاللَّهِ لَا يَسْأَمُ اللَّهُ حَتَّى تَسْأَمُوا))

[1833]۔عروہ بن زبیر کو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ حولاء بنت تویت بن حبیب بن اسد بن عبدالعزیٰ ان کے پاس سے گزری جبکہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس موجود تھے تو میں نے عرض کیا، یہ حولہ بنت تویت ہے، اور لوگوں کا خیال ہے، یہ رات بھر نہیں سوتی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات بھر نہیں سوتی! اتنا عمل اپناؤ، جس کی تم طاقت رکھتے ہو، اللہ کی قسم! اللہ نہیں اکتائے گا، تم ہی اکتا جاؤ گے۔''

[1834] ۲۲۱۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي

[1832] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی التهجد باب: ما یکره من التشدید فی العبادة برقم (۱۱۵۰) والنسائی فی (المجتبی) فی قیام اللیل وتطوع النهار، باب: الاختلاف علی عائشة فی احیاء اللیل ۳/ ۲۱۹ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: ما جاء فی المصلی اذا نعس برقم (۱۳۷۱) انظر (التحفة) برقم (۱۰۳۳)

[1833] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۶۷۳۰)

[1834] طریق ابی بکر بن ابی شیبة اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الزهد، باب:المداومة ←

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ فَقَالَ ((مَنْ هٰذِهِ)) فَقُلْتُ امْرَأَةٌ لَا تَنَامُ تُصَلِّي قَالَ ((عَلَيْكُمْ مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَوَاللّٰهِ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوا)) وَكَانَ أَحَبَّ الدِّيْنِ إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ أَنَّهَا امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ

[1834]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میرے پاس ایک عورت موجود تھی تو آپ نے پوچھا، ''یہ کون ہے؟'' اس پر میں نے کہا، یہ ایک عورت ہے جو رات بھر نہیں سوتی، آپ نے فرمایا، اتنا عمل اختیار کرو جو تمہارے بس میں ہو، اللہ کی قسم! اللہ ثواب دینے سے نہیں اکتائے گا تم ہی عمل سے اکتا جاؤ گے، اللہ کو وہی اطاعت پسند ہے، جس پر عمل کرنے والا مداومت کرے۔'' ابو اسامہ کی روایت میں ہے، یہ بنو اسد کی عورت ہے۔

[1835] ۲۲۲۔(۷۸٦) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُوأُسَامَةَ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ))

[1835]۔امام صاحب مختلف اساتذہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں اونگھنے لگے تو وہ سو جائے حتی کہ اس کی نیند دور ہو جائے، کیونکہ جب تم میں کوئی شخص اونگھ کی حالت میں نماز پڑھتا ہے تو ممکن ہے وہ دعا اور استغفار کرنے کی بجائے اپنے آپ کو برا بھلا کہنے لگے۔''

فائدہ:......انسان جب نماز پڑھتا ہے اور اس پر نیند غالب ہونا شروع ہوتی ہے تو اسے یہ معلوم نہیں رہتا،

← على العمل برقم (٤٢٣٨) وبرقم (١٦٨١) وطريق زهير بن حرب اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الايمان، باب احب الدين الى وادومه برقم (٤٣) والنسائی فی (المجتبى) فی قيام الليل وتطوع النهار، باب: الاختلاف على عائشة فی احياء الليل ٣/ ٢١٨ وفی الايمان وشرائعه، باب: احب الدين الى الله عزوجل ٨/ ١٢٢۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٣٠٧)

[1835] طريق ابی بكر بن ابی شيبة وطريق ابن نمير اخرجهما ابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء فی المصلى اذا نعس برقم (١٣٧٠) انظر (التحفة) برقم (١٦٩٨٣) وطريق ابن كريب، تفرد به مسلم: انظر (التحفة) برقم (١٦٨٤٠) وطريق قتيبة ←

میرے منہ اور زبان سے کیا نکلا ہے اور اس وجہ سے کسی نقطہ کی کمی وبیشی ہو جاتی ہے جیسا کہ معروف اردو شعر ہے:

ہم دعا لکھتے رہے وہ دغا پڑھتے رہے
ایک نقطہ نے ہمیں محرم سے مجرم بنا دیا

انسان دعا کرتا ہے، اللھم اغفرلی اے اللہ! مجھے معاف فرما، اگر اس کی جگہ یہ کہہ دے اللھم اعفرلی! تو اس کا معنی ہوگا اے اللہ! مجھے زمین میں دھنسا دے، یا مجھے زمین پر پٹخ دے۔

[1836] ٢٢٣۔(٧٨٧) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلٰى لِسَانِهِ فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ فَلْيَضْطَجِعْ))

[1836]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص رات کو قیام کرے اور اس کی زبان پر قرأت مشکل ہو جائے، زبان پر قرأت جاری نہ رہے (کیونکہ نیند آ رہی ہے) اور اسے پتہ نہ چلے وہ کیا کہہ رہا ہے تو اسے لیٹ جانا چاہیے۔''

مفردات الحدیث ✲ **استعجم القرآن**: قرأت میں بندش اور رکاوٹ پیدا ہو یا زبان میں روانی نہ رہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیند کے غلبہ کی صورت میں، نماز پڑھنا بند کر دینا چاہیے، جب نیند کر لے تو پھر نماز پڑھ لے اور غلبہ نیند کا یہ مقصد ہے کہ زبان پر جاری ہونے والے الفاظ کا پتہ نہ رہے کہ میں نے کون سا لفظ پڑھا ہے، معنی کا جاننا لازم نہیں ہے، اگرچہ بہتر یہی ہے کہ انسان کم از کم نماز کی دعاؤں اور عام طور پر پڑھے جانے والی سورتوں کا معنی سیکھے تاکہ نماز کے اندر خشوع وخضوع پیدا ہو اور معانی ومطالب کی طرف دھیان کی وجہ سے اس کا ذہن ادھر ادھر نہ بھٹکے۔

نوٹ:...... عجمی نسخوں میں فضائل القرآن سے نئی کتاب شروع ہوگئی ہے لیکن عربی نسخہ میں ابھی کتاب صلاۃ المسافرین کے ابواب چل رہے ہیں۔

← اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الوضوء، باب: الوضوء من النوم ومن لم یر من النعسة والنعستین او الخفقة وضوءا برقم (٢١٢) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: النعاس فی الصلاة برقم (١٣١٠) انظر (التحفة) برقم (١٧١٤٧)

[1836] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی النعاس فی الصلاة برقم (١٣١١) انظر (التحفة) برقم (١٤٧٢١)

دعا کے تمام مسائل پر سب سے جامع کتاب

کتاب الدعا

مؤلف: ابو عبدالرحمٰن جیلانی بن خضر عروسی
مترجم: الشیخ حافظ مبشر حسین

ہر انسان کی زندگی میں کچھ لمحات اور واقعات ایسے درپیش ہوتے ہیں کہ وہ دنیاوی ذرائع اور وسائل کی کثرت کے باوجود اپنے آپ کو بے بس اور مجبور محض محسوس کرتا ہے۔ اس عالمِ بے ساختہ میں اس کے ہاتھ دعا کے لیے اُٹھتے ہیں اور اُسکی زبان پر چند دعائیہ کلمات ادا ہوتے ہیں۔ اس صورت حال میں اپنے سے کسی بالاتر ہستی کو پکارنا، دعا اور مناجات کے زمرے میں شامل ہے۔ دنیا کے ہر مذہب میں دعا کا یہ تصور موجود رہا ہے مگر اسلام نے دعا کی حقیقت کو مستقل عبادت کا درجہ عطا کیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود دعا ہی کو عبادت قرار دیا ہے۔ قرآن مجید از آغاز تا اختتام مستقل دعاؤں سے عبارت ہے۔ سورۂ فاتحہ سے بہتر آداب اور دعا کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ اور آخری دو سورتوں (معوذتین) سے بہتر استعاذہ اور مدد کے لیے کیا اذکار ہو سکتے ہیں۔ المختصر اسلام سے بہتر حقیقتِ دعا کو کسی دوسرے مذہب نے پیش نہیں کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کسی نے اس کے آداب وضوابط اور کلمات عطا نہیں فرمائے۔ مگر افسوس کہ آج علم کے بازار میں دعا کے نام پر ایسے مشرکانہ اور جہل آمیز کلمات ملتے ہیں جن کی ادائیگی سے پریشانیاں دور ہونے اور مصیبتیں ٹلنے کی بجائے ہمارے نامۂ اعمال کی سیاہی میں کچھ اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

اس کتاب کے مطالعے سے دعا اور اس سے متعلقہ مسائل، آداب، ضوابط اور قبولیت وعدم قبولیت، دعا کے تمام مسائل سمٹ آئے ہیں۔ گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ دعا کے ساتھ منسوب غیر شرعی تصورات جن میں توسّل وغیرہ کو بہت گمراہ کن انداز میں پیش کیا جاتا ہے، ان کی علمی اور شرعی دلائل کے ساتھ تردید کی گئی ہے۔ مسنون دعا ایک بندۂ مومن کو عرش الٰہی کے قریب تر اور قبولیت و استجابت کے مقام پر فائز کر دیتی ہے اور دعاؤں کا غیر مسنون طریق اسے شرک وبدعت کے تحت الثریٰ میں گرا دیتا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کے مطالعے کے بعد ہمیں قبولیت دعا کا وہ خزانہ مل جائے گا جس سے زیادہ اس دنیا میں ہماری کوئی اور ضرورت نہیں ہے۔ آیئے اس کتاب کے مطالعے سے ہم استجابت کے خزانوں کو حاصل کریں اور ہر نوع کی پریشانیوں سے نجات حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ اس علمی اور تحقیقی کاوش کو عامتہ الناس میں مقبول بنائے (آمین)

پروفیسر عبدالجبار شاکر
بیت الحکمت، لاہور (یکم ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ)
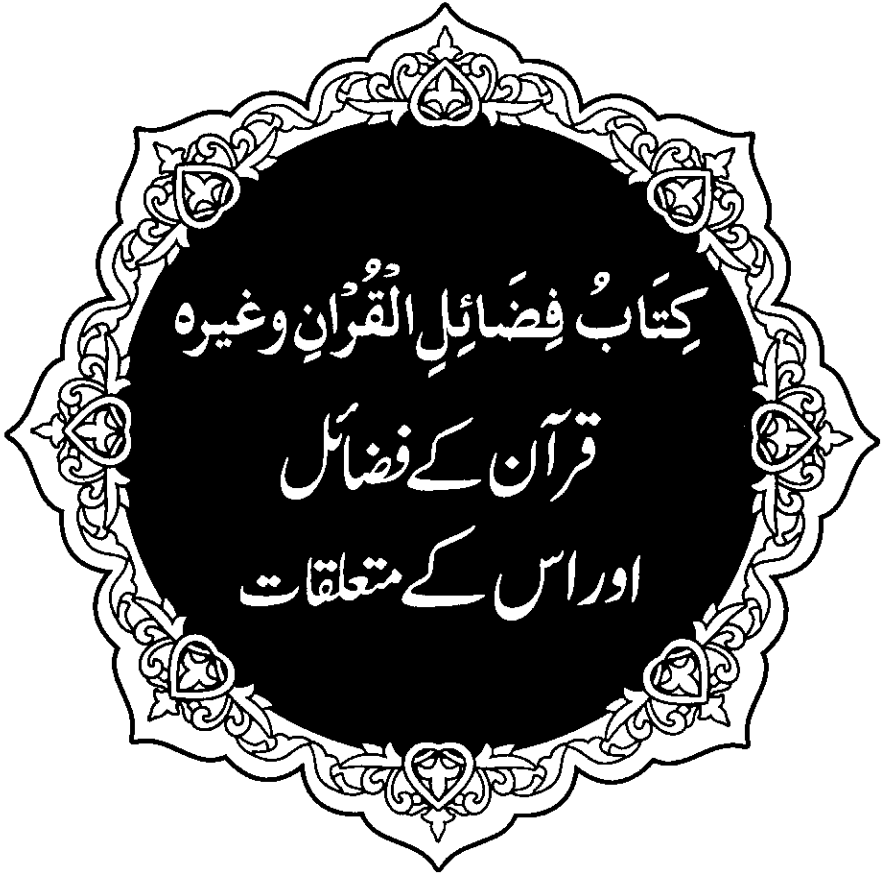
حدیث نمبر 1837 سے 1950 تک

۷...... كِتَابُ فِضَائِلِ الْقُرْآنِ وغيره

۷. قرآن کے فضائل اور اس کے متعلقات

۱...... بَاب: الْأَمْرِ بِتَعَهُّدِ الْقُرْآنِ وَكَرَاهَةِ قَوْلِ نَسِيتُ آيَةَ كَذَا

باب ۱: قرآن کی نگہداشت کا حکم اور یہ کہنا میں نے فلاں آیت بھلا دی ہے (بھول گیا ہوں) ناپسندیدہ ہے (اور یہ کہنا جائز ہے، میں آیت بھلا دیا گیا ہوں)

[1837] ۲۲۴-(۷۸۸) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ ((يَرْحَمُهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أُسْقِطْتُهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا))

[1837]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کو ایک آدمی کی قرأت سنی تو فرمایا: اللہ اس انسان پر رحم فرمائے! اس نے مجھے فلاں فلاں آیت یاد دلا دی، جسے میں فلاں فلاں سورت سے چھوڑ چکا تھا۔"

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآنی آیات کی تبلیغ وکتابت کے بعد کسی آیت کو بھول بھی جاتے تھے، لیکن یہ بھولنا عارضی ہوتا تھا، بعض دفعہ وہ آیت خود ہی دوبارہ ذہن میں آ جاتی تھی، اور بعض دفعہ دوسرے سے سن کر اس لیے آپ نے فرمایا تھا، انسٰی کَمَا تَنْسَوْنَ ، بشری حیثیت سے میں بھی تمہاری طرح بھول جاتا ہوں۔

[1838] ۲۲۵-(...) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا عَبْدَةُ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

[1837] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی فضائل القرآن، باب: نسيان القرآن وهل يقول نسيت آية كذا وكذا برقم (۵۰۳۸) انظر (التحفة) برقم (۱٦۸۰۷)

[1838] حديث عبدة اخرجه البخاری فی كتاب الدعوات باب قوله تعالى: ﴿وصل عليهم﴾ ومن خص اخاه بالدعاء دون نفسه (٦۳۳۵) التحفة برقم (۱۷۰٤٦) وحديث ابی معاوية انفرد به مسلم (التحفة) برقم (۱۷۲۱۳)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَمِعُ قِرَاءَةَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ ((رَحِمَهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي آيَةً كُنْتُ أُنْسِيتُهَا))

[1838] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں ایک آدمی کی قراءت پر کان دھرے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: اللہ اس پر رحم فرمائے، اس نے مجھے فلاں آیت یاد دلا دی ہے جو مجھے بھلا دی گئی تھی۔"

فائدہ:...... نبی اکرم ﷺ نے اپنے گھر میں رات کو تہجد پڑھنے والے دو آدمیوں کی آواز مسجد سے سنی، ایک آواز پہچان لی کہ یہ عباد بن بشر رضی اللہ عنہ ہیں، ان کو بھی دعا دی اور دوسرے صحابی عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ کی آواز بھی سنی، لیکن ان کو پہچان نہیں سکے، آیت یاد دلانے والے یہی تھے، ان کے حق میں بھی دعا فرمائی اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رات کو مسجد میں بلند آواز سے قراءت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ یہ ریاء وسمع یا خود پسندی کے لیے نہ ہو، اور دوسروں کے لیے تکلیف یا ان کی عبادت میں خلل اندوزی کا باعث نہ بنے۔

[1839] ۲۲۶۔(۷۸۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ))

[1839] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حافظ قرآن کی مثال ان اونٹوں کی طرح ہے، جس کا پاؤں رسی سے باندھا گیا ہے، اگر اس نے ان کی نگہداشت کی تو وہ قابو میں رکھے گا، اور اگر انہیں چھوڑ دے گا تو وہ بھاگ جائیں گے۔

مفردات الحدیث ❶ **الابل المُعَقّلة**: بندھے ہوئے اونٹ۔ **معقّلہ**: عقال سے ماخوذ ہے۔ عِقَال رسی کو کہتے ہیں۔ ❷ **ان عَاهَدَ عليها اَمْسَكَهَا**: اگر وہ (مالک) اونٹ کا خیال و دھیان رکھے گا اور رسی قائم رہے گی تو اونٹ اس کے قبضہ میں رہیں گے۔ ❸ **وان اَطْلَقَهَا ذهبت**: اگر انہیں رسی سے آزاد کر دے گا تو وہ چلے جائیں گے۔

فائدہ:...... اونٹ ایسا حیوان ہے جو بہت بھگوڑا ہے، وہ بھاگ کھڑا ہو تو رسی کو قابو کرنا آسان نہیں ہوتا، اس لیے رسی کو قابو رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی رسی میں بندھا رہے، کیونکہ رسی کھول دی یا ٹوٹ گئی تو وہ نکل کھڑا ہوگا، اسی طرح قرآن مجید کو یاد رکھنے کی صورت اور اس کی عقال، اس کی تلاوت وقراءت پر استمرار ودوام ہے، اگر انسان اس کی ہمیشہ تلاوت نہیں کرے گا تو وہ اس کے ذہن سے نکل جائے گا اور اسے دوبارہ یاد کرنے کی محنت وکوشش

[1839] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل القرآن، باب: استذكار القرآن وتعاهده برقم (۵۰۳۱) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: جامع ما جاء في القرآن ۲/ ۱۵۴۔ انظر (التحفة) برقم (۸۳۶۸)

برداشت کرنی پڑے گی، اس کے بغیر یاد نہیں ہوگا۔

[1840] ۲۲۷۔(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا نَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِى شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِى كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللهِ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِى عُمَرَ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ يَعْنِى ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِىُّ قَالَ نَا أَنَسٌ يَعْنِى ابْنَ عِيَاضٍ جَمِيعًا عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنٰى حَدِيثِ مَالِكٍ وَزَادَ فِى حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ **((وَإِذَا قَامَ صَاحِبُ الْقُرْآنِ فَقَرَأَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ذَكَرَهُ وَإِذَا لَمْ يَقُمْ بِهِ نَسِيَهُ))**

[1840]۔ یہی روایت امام صاحب نے اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کی ہے، موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے: ''اگر حامل قرآن، رات اور دن کو اس کے پڑھنے کا فریضہ سرانجام دیتا ہے تو وہ اسے یاد رکھے گا، اور جب اس فریضہ کو سرانجام نہیں دے گا تو وہ اسے بھول جائے گا۔''

[1841] ۲۲۸۔(۷۹۰) و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِى شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِى وَائِلٍ

عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ **((بِئْسَمَا لِأَحَدِهِمْ يَقُولُ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ اسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ فَلَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ بِعُقُلِهَا))**

[1841]۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انتہائی نازیبا بات ہے کہ کوئی انسان یہ کہے، میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں، بلکہ وہ بھلا دیا گیا ہے، قرآن مجید کی تلاوت پر مداومت و ہمیشگی کرو، کیونکہ وہ لوگوں کے سینے سے، بندھے ہوئے جانوروں سے (اونٹوں سے) سے زیادہ بھاگنے والا ہے۔''

[1840] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۹۱۲) وبرقم (۸۱۹۲) وبرقم (۸٤۷۳) الا حديث ابن ابى عمر اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الادب، باب: ثواب القرآن برقم (۳۷۸۳) انظر (التحفة) برقم (۷٥٤٦)

[1841] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى فضائل القرآن، باب: استذكار القرآن وتعاهده برقم (٥٠۳۲) وفى باب: نسيان القرآن هل يقول: نسيت آية كذا وكذا برقم (٥٠۳۹) والترمذى فى (جامعه) فى القرأت، باب: نسيان القرآن هل يقول: نسيت آية كذا وكذا برقم (٥٠۳۹) والترمذى فى (جامعه) فى القرأت باب: (۱۰۰) برقم (۲۹٤۲) والنسائى فى (المجتبى) فى الافتتاح، باب: جامع ما جاء فى القرآن برقم (۲/ ۱٥٤ و ۱٥٥۔ انظر (التحفة) برقم (۹۲۹٥)

فائدہ :...... نَسِیْتُ آیَۃَ کَذا و کذا کہنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے بھولنے میں اس کا اپنا دخل ہے، اس نے قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے تکرار کرنے سے غفلت اور کوتاہی برتی اور اس کی بے دھیانی اور بے خیالی کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ قرآن مجید کا کچھ حصہ بھول گیا تو اس کا یہ غفلت برتنا اور قرآن مجید کی تلاوت سے کوتاہی برتنا، اس کی نگہداشت اور محافظت نہ کرنا انتہائی ناپسندیدہ حرکت ہے، اس لیے اصل مقصود اس لفظ کے استعمال کی کراہت و ناپسندیدگی نہیں ہے بلکہ اصل مقصود ان اسباب و وجوہ کی مذمت ہے، جن کی بنا پر یہ لفظ کہنے کی ضرورت پڑی، اور بَلْ هُوَ نُسِّيَ کا معنی یہ ہے کہ یہ اس کے جرم وقصور یا تلاوت قرآن کی محافظت ونگہداشت نہ کرنے کی سزا ہے، اگر وہ اس میں کوتاہی اور غفلت کا مرتکب نہ ہوتا تو یہ سزا نہ ملتی، جس طرح اونٹ اپنی رسی اور عقال کو تڑوانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اسے بھاگ دوڑ کا موقع ملے، اس طرح قرآن مجید اپنی تلاوت کی نگہداشت اور مواظبت چاہتا ہے وگرنہ حافظ کے سینہ سے نکل بھاگتا ہے، جس طرح اونٹ کا مالک پوری کوشش کرتا ہے کہ اونٹ کی رسی ٹوٹ نہ جائے، اسی طرح حافظ کی پوری کوشش ہونی چاہیے کہ تلاوت قرآن کی محافظت و مداومت میں رخنہ پیدا نہ ہو اور یہ تسلسل و رابطہ ٹوٹ نہ جائے۔

[1842] ٢٢٩-(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي وَأَبُومُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

عَنْ شَقِيقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُاللهِ تَعَاهَدُوا هَذِهِ الْمَصَاحِفَ وَرُبَّمَا قَالَ الْقُرْآنَ فَلَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقُلِهِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ))

[1842] ۔حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا، ان مصاحف کے ساتھ تجدید عہد کرتے رہا کرو یعنی ان کی تلاوت کی پابندی کرو اور بعض دفعہ انہوں نے مصاحف کی بجائے قرآن کہا، کیونکہ وہ انسانوں کے سینوں سے، اونٹوں کے اپنی رسیوں سے بڑھ کر بھاگنے والا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: تم میں سے کسی کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں، بلکہ وہ بھلا دیا گیا ہے۔''

مفردات الحديث ❶ اَشَدُّ تَفَصِّيا: وہ زیادہ بھاگتا ہے یا زیادہ نکل کھڑا ہوتا ہے۔ ❷ عُقُل: عقال کی جمع ہے، زانو بند، جس رسی سے اونٹ کے پاؤں کو باندھا جاتا ہے۔ ❸ تَعَاهَدُوا: تجدید عہد کرو، اس سے تعلق ہر وقت قائم رکھو یعنی اس کی تلاوت کی پابندی کرو، درمیان میں زیادہ وقفہ نہ ہو۔

[1842] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٩٢٦٧)

[1843] ٢٣٠-(...) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ

عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((بِئْسَمَا لِلرَّجُلِ أَنْ يَقُولَ نَسِيتُ سُورَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ أَوْ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ))

[1843] ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہت بری بات ہے کہ آدمی کہے کہ میں فلاں فلاں سورت بھول گیا، یا فلاں فلاں آیت بھول گیا، بلکہ وہ بھلایا گیا ہے۔''

[1844] ٢٣١-(٧٩١) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((تَعَاهَدُوا هٰذَا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقُلِهَا)) وَلَفْظُ الْحَدِيثِ لِابْنِ بَرَّادٍ۔

[1844] ۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس قرآن کی تلاوت کا اہتمام کرو، اس ذات کی قسم جس کی مٹھی میں محمد کی جان ہے! یہ اونٹوں کے اپنی رسیوں سے بڑھ کر بھاگنے والا ہے۔''

٢...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ تَحْسِينِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ

باب ٢: قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنا پسندیدہ ہے

[1845] ٢٣٢-(٧٩٢) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ))

[1843] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل القرآن، باب: استذكار القرآن وتعاهده برقم (٥٠٣٢) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (٩٢٨٥)

[1844] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل القرآن، باب: استذكار القرآن وتعاهده برقم (٥٠٣٣) انظر (التحفة) برقم (٩٠٦٢)

[1845] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل القرآن، باب: من لم يتقن بالقرآن برقم (٥٠٢٤) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح باب: تزيين القرآن بالصوت ٢/ ١٨٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٥١٤٤)

[1845] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی چیز پر اس قدر کان نہیں دھرتا (انتہائی توجہ سے سنتا) جس طرح نبی کی آواز پر جو خوش الحانی سے قراءت کر رہا ہو، کان دھرتا ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ اَذِنَ لِشَيْءٍ: کان دھرنا، اہتمام سے سننا، یعنی استماع کرنا، اور اللہ تعالیٰ کا استماع بھی اس کی ذاتی صفات کی طرح اس کے شایان شان ہے، اس کی کیفیت وصورت کو نہیں جانا جا سکتا، اس لیے یہ تاویل کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اس کی بنا پر نبی کو قرب بخشتا ہے، یا اس پر اجر جزیل اور وافر ثواب عنایت فرماتا ہے۔ ❷ يَتَغَنّٰى بالقرآن: وہ اپنی کتاب کی خوش الحانی اور حسن صوت کے ساتھ قراءت کرتا ہے، قرآن سے مراد یا تو مصدری معنی ہے قراءت کرنا یا مقروء مراد ہے یعنی جس کتاب کی وہ تلاوت قراءت کرتا ہے۔

فائدہ:......قرآن مجید کو خوش آوازی اور خوش الحانی سے پڑھنا چاہیے لیکن اس کو گانا اور تجوید کے اصول وضوابط کو نظر انداز کر کے ترنم پیدا کرنا پسندیدہ نہیں ہے اور یہ بھی تصنع اور بناوٹ سے پاک ہو، تکلف اور تصنع اللہ کے ہاں پسندیدہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قل ما اسئلکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین﴾ ''اے نبی! کہہ دے کہ میں تم سے اس پر مزدوری کا سوال نہیں کرتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں سے ہوں۔''

بعض حضرات نے یتغنی کا معنی وہ کیا ہے جو گھوڑوں کے رکھنے والے کے اجر وثواب والی حدیث میں تغنّیا کا ہے یعنی قرآن یا اپنی کتاب کو باعث استغناء سمجھتا ہے، اس کے مقابلہ میں کسی اور کتاب کی ضرورت واحتیاج نہیں سمجھتا یا کسی انسان کا اپنے آپ کو محتاج نہیں سمجھتا۔

یہ معنی اگرچہ اپنی جگہ درست ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیے لیکن اس حدیث میں مقصد خوش الحانی ہی ہے، جیسا کہ دوسری حدیث ہے زینوا القرآن باصواتکم، قراءت کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔

[1846] (. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو كِلَاهُمَا

عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ ((كَمَا يَأْذَنُ لِنَبِيٍّ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ))

[1846] مصنف یہی حدیث اپنے دوسرے استاد سے بیان کی ہے، لیکن اس میں ما اَذِن نبی کے بجائے کما یأذَنُ لِنَبِیّ کے الفاظ ہیں۔

[1847] ۲۳۳۔(. . .) حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا يَزِيدُ وَهُوَ ابْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

[1846] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢٢٩) وبرقم (١٥٣٤٢)

[1847] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی التوحید، باب: قول النبی ﷺ (الماهر بالقرآن مع ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ ((مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ))

[1847]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی چیز پر کان نہیں دھرتا جس قدر کان اس نبی کی خوش الحانی پر دھرتا ہے جو قرأت خوش الحانی سے کرتا ہے، اس کو بلند آواز سے پڑھتا ہے۔''

فائدہ:...... حسن الصوت نبی کی آواز پر کان دھرنا جب کہ وہ بلند آواز سے قرأت کرتا ہے، اس بات کی دلیل ہے کہ یتغنی بالقرآن سے مراد خوش الحانی اور بلند آوازی سے پڑھنا ہے، بے نیازی اور تکلف مراد نہیں ہے۔

[1848] (. . .) وحَدَّثَنِي ابْنُ أَخِي ابْنِ وَهْبٍ قَالَ نَا عَمِّي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مَالِكٍ وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ

عَنِ ابْنِ الْهَادِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ سَوَآءً وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعَ

[1848] مصنف نے یہی حدیث اپنے دوسرے استاد سے بھی بیان کی ہے، لیکن سمع رسول اللہ ﷺ کی بجائے اِن رسول اللّٰہ ہے۔

[1849] ٢٣٤۔(. . .) وحَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ نَا هِقْلٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ كَأَذْنِهِ لِنَبِيٍّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ))

[1849]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی چیز پر کان نہیں دھرتا جیسے وہ نبی پر کان دھرتا ہے جو خوش الحانی سے قرأت کرتا ہے، اس کے لیے آواز بلند کرتا ہے۔''

[1850] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو

← السفرة الكرام البررة وزينوا القرآن باصواتكم) برقم (٧٥٤٤) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: استحباب الترتيل في القرآن برقم (١٤٧٣) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: تزيين القرآن بالصوت ٢/ ١٨٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٩٩٧)

[1848] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٤٤)

[1849] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٣٩٤)

[1850] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٠٠٥)

عَنْ أَبِی سَلَمَةَ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَبِی كَثِيرٍ غَيْرَ أَنَّ ابْنَ أَيُّوبَ قَالَ فِی رِوَايَتِهِ ((كَإِذْنِهِ))

[1850] مصنف یہی حدیث اپنے دوسرے اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، صرف اس فرق کے ساتھ کہ پہلی جگہ أَذِنِہ تھا اور اس جگہ اِذْنِہ ہے، اس صورت میں معنی اجازت دینا ہوگا، پہلی صورت میں معنی کان دھرنا تھا۔ اس لیے بقول قاضی عیاض، اس میں، اس کام پر آمادہ کرنا اور حکم دینے کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔''

[1851] ٢٣٥-(٧٩٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِی شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِی حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَهُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ

عَنْ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ أَوِ الْأَشْعَرِيَّ أُعْطِيَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ))

[1851]۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عبد اللہ بن قیس یا اشعری کو آل داوٗد کی خوش الحانی میں سے حصہ ملا ہے۔''

مفردات الحدیث ✲ مزمار: بانسری کو کہتے ہیں لیکن یہاں مراد حسن صوت اور خوش الحانی ہے۔
آل داوٗد سے مراد، داوٗد علیہ السلام ہیں، ان کا حسن صوت ضرب المثل ہے، کیونکہ ان کی آواز انتہائی خوبصورت تھی، اور عبد اللہ بن قیس، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔

[1852] ٢٣٦-(. . .) وحَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا طَلْحَةُ عَنْ أَبِی بُرْدَةَ عَنْ أَبِی مُوسٰی قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِی مُوسٰی ((لَوْ رَأَيْتَنِی وَأَنَا أَسْتَمِعُ قِرَائَتَكَ الْبَارِحَةَ لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ))

[1852]۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوموسیٰ کو فرمایا: ''اگر تم مجھے کل رات دیکھتے جب میں تمہاری قرأت کو انتہائی توجہ سے سن رہا تھا، (تو تم بہت خوش ہوتے) تمہیں داوٗد علیہ السلام کی خوش الحانی سے حسن آواز نصیب ہوئی ہے۔''

فائدہ...... اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو انتہائی شیریں آواز بخشی تھی، اور ان کی آواز میں قرآن سننے میں بڑا لطف آتا تھا، اس لیے ابوموسیٰ اشعری اپنے گھر میں تلاوت کر رہے تھے، وہاں سے حضور اکرم ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا گزر ہوا تو دونوں میاں بیوی ان کی قرأت سننے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ یہی واقعہ ایک رات دوسری ازواج مطہرات کے ساتھ

[1851] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٩٩٩)
[1852] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٩١٠١)

پیش آیا، حضرت ابوموسیٰ کو معلوم ہوا تو کہنے لگے اگر اس وقت مجھے پتہ چلتا تو میں حسن صوت میں مزید حسن پیدا کر دیتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، قاری کا حسن صوت قرآن کی لذت اور مٹھاس میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔

٣...... بَابُ: ذِكْرِ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ سُورَةَ الْفَتْحِ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ

باب ۳: فتح مکہ کے دن نبی اکرم ﷺ کی سورۃ فتح کی تلاوت کا تذکرہ

[1853] ٢٣٧-(٧٩٤) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ إِدْرِيسَ وَوَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ

عَبْدَاللهِ بْنَ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيَّ يَقُوْلُ قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فِي مَسِيرٍ لَهُ سُورَةَ الْفَتْحِ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَرَجَّعَ فِي قِرَائَتِهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ يَجْتَمِعَ عَلَيَّ النَّاسُ لَحَكَيْتُ لَكُمْ قِرَائَتِهِ

[1853]۔ حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ والے سال، راستہ میں اپنی سواری پر سورۃ فتح کی تلاوت فرمائی اور اپنی قرأت میں آواز کو دہرایا، معاویہ بن قرۃ کہتے ہیں، اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ میرے گرد جمع ہو جائیں گے تو میں تمہیں آپ کی قرأت کی نقل اتار کر سناتا۔

فائدہ:...... ترجیع، تکرار یا دہرانے کو کہتے ہیں، چونکہ آپ سواری پر تھے، اس لیے آواز میں زیروبم پیدا ہوتا تھا، سواری کی حرکت سے آواز میں لرزش پیدا ہوتی ہے، جس کی وجہ حسن صوت میں اضافہ ہوتا ہے اور سننے والے کو لذت و سرور حاصل ہوتا ہے، آپ کی آواز اور ترجیع سے عجیب کیفیت پیدا ہوئی تھی۔

[1854] ٢٣٨-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ سمعت

عَبْدَاللهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَتِهِ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ قَالَ فَقَرَأَ ابْنُ مُغَفَّلٍ وَرَجَّعَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لَوْلَا النَّاسُ لَأَخَذْتُ لَكُمْ بِذٰلِكَ الَّذِي ذَكَرَهُ ابْنُ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

[1853] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی المغازی، باب: اين ركز النبی ﷺ الراية يوم الفتح برقم (٤٢٨١) وفی التفسير سورت الفتح، باب ﴿انا فتحنا لك فتحا مبينا﴾ برقم (٤٨٣٥) وفی التوحيد، باب: ذكر النبی ﷺ وروايته عن ربه برقم (٧٥٤٠) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة: باب استحباب الترتيل فی القرآن برقم (١٤٦٧) انظر (التحفة) برقم (٩٦٦٦)

[1854] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٨٥٠)

[1854] ۔حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن اپنی اونٹنی پر بیٹھے ہوئے سورہ فتح پڑھتے ہوئے دیکھا، عبداللہ بن مغفل کے شاگرد کہتے ہیں کہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ قرأت میں ترجیع کی یعنی گنگناہٹ پیدا کی، معاویہ کہتے ہیں اگر مجھے لوگوں (کے اجتماع) کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تمہارے لیے وہی طریقہ اپناتا جو ابن مغفل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کیا تھا، یعنی اس طرح قرأت کر کے سناتا۔

فائدہ:......حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے آپ کی قرأت کی حکایت ونقل کرتے ہوئے آواز کو کھینچا تھا جیسے آ آ آ۔

[1855] ۲۳۹۔(. . .) وحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَا نَا

شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ عَلَى رَاحِلَةٍ يَسِيرُ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ

[1855] ۔امام صاحب نے دوسرے استاد سے یہی روایت نقل کی ہے، اور خالد بن حارث کی روایت یہی ہے کہ آپ چلتی ہوئی سواری پر سورۃ فتح کی تلاوت فرمارہے تھے۔

۴...... بَاب: نُزُوْلِ السَّكِينَةِ لِقِرَائَةِ الْقُرْآنِ

باب ٤: قرآن مجید کی تلاوت پر سکینت اترنا

[1856] ۲٤۰۔(۷۹۵) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَعِنْدَهُ فَرَسٌ مَرْبُوطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدُورُ وَتَدْنُو وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ ((تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ))

[1856] ۔حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی سورۃ کہف کی تلاوت کر رہا تھا اور اس کے پاس دو لمبی رسیوں میں بندھا ہوا گھوڑا کھڑا تھا، اسے ایک بدلی نے ڈھانپ لیا اور وہ بدلی گھومنے اور قریب آنے لگی اور اس

[1855] تقدم تخریجه برقم (۱۸۵۰)

[1856] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی فضائل القرآن، باب: فضل الكهف برقم (۵۰۱۱) انظر (التحفة) برقم (۱۸۳۶)

کا گھوڑا اس سے بدکنے لگا، جب صبح ہوئی تو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو یہ ماجرا سنایا، آپ نے فرمایا: ''یہ سکینت تھی، جو قرآن کی قرأت کی بنا پر اتری۔''

مفردات الحدیث ⁕ شَطَن: طویل اور لمبی رسی کو کہتے ہیں، جس سے گھوڑا باندھا جاتا ہے۔

فائدہ: ......سکینت، اطمینان قلب اور دلی سکون کو کہتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت کا نتیجہ ہے اور قرآن کی قرأت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے، اور اس حدیث میں اس کو ایک شکل دی گئی ہے، اس لیے امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے، سکینہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے، جو طمانیت اور رحمت کا باعث بنتی ہے اور اس کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں۔

[1857] ٢٤١۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَانَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ

الْبَرَاءَ يَقُوْلُ قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ دَآبَّةٌ فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ فَنَظَرَ فَإِذَا ضَبَابَةٌ أَوْ سَحَابَةٌ قَدْ غَشِيَتْهُ قَالَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((اقْرَأْ فُلَانُ فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ عِنْدَ الْقُرْآنِ أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ))

[1857]۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سورۃ کہف کی قرأت شروع کی، اور گھر میں ایک چوپایہ تھا، وہ بدکنے لگا، اس نے دیکھا، کہ جانور کو دھند یا بدلی نے ڈھانپا ہوا ہے، اس نے یہ واقعہ نبی اکرم ﷺ کو بتایا، آپ نے فرمایا: ''اے شخص! پڑھتے رہتے، یہ تو سکینت تھی جو قرأت کے وقت اتری یا قرآن کی خاطر نازل ہوئی۔''

[1858] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَأَبُو دَاوُدَ قَالَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ فَذَكَرَا نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُمَا قَالَا تَنْقُزُ

[1858] امام صاحب نے اپنے دوسرے استاد سے روایت بیان کی ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں تَنْفِرُ کی بجائے تَنْقُزُ ہے۔ تنفر کا معنی بدکنا ہے اور تنقز کا اچھلنا کودنا کہ وہ کودنے لگا یا اچھلنے لگا۔

[1859] ٢٤٢۔(٧٩٦) وحَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ

[1857] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی المناقب، باب: علامات النبوة فی الاسلام برقم (٣٦١٤) والترمذی فی (جامعه) فی فضائل القرآن، باب: ما جاء فی فضل سورت الکهف برقم (٢٨٨٥) انظر (التحفة) برقم (١٨٧٢)

[1858] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٨٥٤)

[1859] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤١٠٠)

قَالَا نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ خَبَّابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ بَيْنَمَا هُوَ لَيْلَةً يَقْرَأُ فِي مِرْبَدِهِ إِذْ جَالَتْ فَرَسُهُ فَقَرَأَ ثُمَّ جَالَتْ أُخْرٰى فَقَرَأَ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا قَالَ أُسَيْدٌ فَخَشِيتُ أَنْ تَطَأَ يَحْيٰى فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فَوْقَ رَأْسِي فِيهَا أَمْثَالُ السُّرُجِ عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ حَتّٰى مَا أَرَاهَا قَالَ فَغَدَوْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَيْنَمَا أَنَا الْبَارِحَةَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ أَقْرَأُ فِي مِرْبَدِي إِذْ جَالَتْ فَرَسِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اقْرَأْ ابْنَ حُضَيْرٍ)) قَالَ فَقَرَأْتُ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اقْرَأْ ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَقَرَأْتُ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اقْرَأْ ابْنَ حُضَيْرٍ)) قَالَ فَانْصَرَفْتُ وَكَانَ يَحْيٰى قَرِيبًا مِنْهَا خَشِيتُ أَنْ تَطَأَهُ فَرَأَيْتُ مِثْلَ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ السُّرُجِ عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ حَتّٰى مَا أَرَاهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ كَانَتْ تَسْتَمِعُ لَكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَرَاهَا النَّاسُ مَا تَسْتَتِرُ مِنْهُمْ))

[1859]۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ایک رات اپنے کھلیان میں قرأت کر رہے تھے کہ اچانک ان کا گھوڑا یا گھوڑی کودنے لگی، وہ پڑھتے رہے، پھر وہ دوبارہ کودنے لگی، وہ پڑھتے رہے وہ پھر گردش کرنے لگی، اسید کہتے ہیں، مجھے خوف پیدا ہوا کہ (وہ میرے بیٹے) یحییٰ کو روند ڈالے گی، میں اٹھ کر گھوڑی کے پاس گیا تو اچانک میرے سر پر سائبان جیسی کوئی چیز تھی، اس میں چراغوں جیسی چیزیں تھیں، وہ سائبان فضا میں چڑھ گیا تھا حتی کہ مجھے نظر آنا بند ہو گیا، میں صبح رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اس اثنا میں کہ میں کل آدھی رات اپنے کھلیان میں قرأت کر رہا تھا کہ اچانک میری گھوڑی چکر لگانے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن حضیر! پڑھتے رہتے۔'' میں نے کہا میں نے قرأت جاری رکھی، پھر وہ گھومی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن حضیر! پڑھتے رہتے۔'' میں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے کہا اے ابن حضیر پڑھتے رہتے میں نے کہا، میں ہٹ گیا، قرأت سے باز آ گیا۔ (میرا بیٹا) یحییٰ اس کے قریب تھا، میں ڈر گیا کہ وہ اسے روند دے گی تو میں نے سائبان جیسی چیز دیکھی، اس میں چراغوں جیسی چیزیں تھیں، وہ فضا میں چڑھنے لگی حتی کہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ فرشتے تھے، تیری قرأت سن رہے تھے، اور اگر تم پڑھتے رہتے تو لوگ صبح ان کو دیکھ لیتے، وہ ان سے اوجھل نہ ہوتے۔''

فائدہ:...... بعض حضرات نے سورہ کہف پڑھنے والا، حضرت اسید رضی اللہ عنہ کو قرار دیا ہے، لیکن بخاری شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسید رضی اللہ عنہ سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے، حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے

ساتھ بھی یہ واقعہ پیش آیا ہے، لیکن وہ بھی سورۃ بقرہ پڑھ رہے تھے، اس لیے سورۃ کہف پڑھنے والا کوئی تیسرا صحابی ہے یا انہوں نے بقرہ کے بعد سورہ کہف پڑھی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، فرشتوں کو دیکھنا ممکن ہے، محال نہیں ہے۔

٥..... بَابُ: فَضِيلَةِ حَافِظِ الْقُرْآنِ

باب٥: حافظ قرآن کی فضیلت

[1860] ٢٤٣ـ(٧٩٧) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ قُتَيْبَةُ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ))

[1860]۔ حضرت موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس مومن کی مثال جو قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے، نارنگی کی سی ہے، اس کی خوشبو عمدہ اور اس کا ذائقہ خوشگوار ہے اور وہ مومن جو قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتا، اس کی مثال کھجور کی سی ہے، اس کی خوشبو نہیں اور اس کا ذائقہ شیریں ہے، اور وہ منافق جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے اس کی مثال ریحانہ کے پھول کی ہے۔ اس کی خوشبو عمدہ ہے اور ذائقہ کڑوا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن (تمے) کی طرح ہے، اس کی خوشبو نہیں ہوتی اور اس کا ذائقہ کڑوا ہے۔''

فائدہ:...... ایمان ایک اعلیٰ اور عمدہ وصف ہے، جو مستقل طور پر ایک کمال اور خوبی ہے، اگر اس کے ساتھ قرآن مجید کا حق تلاوت ادا کیا جائے یعنی قرآن مجید کی تلاوت کی پابندی کی جائے اور اس پر عمل کیا جائے، جیسا بعض روایات میں عمل کی صراحت موجود ہے تو یہ نور علی نور ہے۔ ایمان کے حسن و کمال میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اس کو چار

[1860] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل القرآن، باب: فضل القرآن على سائر الكلام برقم (٥٠٢٠) وفي باب: من رايا بقراة القرآن، او تاكل به او فخره به۔ برقم (٥٠٥٩) وفي التوحيد، باب: قرآة الفاجر والمنافق واصواتهم وتلاوتهم لا تجاوز حناجرهم برقم (٧٥٦٠) وابو داود في (سننه) في الادب، باب: من يومر ان يجالس برقم (٤٨٣٠) والترمذي في (جامعه) في الامثال، باب: ما جاء في مثل المومن القاري للقرآن وغير القارئ برقم (٢٨٦٥) وابن ماجه في (سننه) في المقدمة باب: فضل من تعلم القرآن وعلمه برقم (٢١٤) انظر (التحفة) برقم (٨٩٨١)

چاند لگ جاتے ہیں، لیکن اگر قرآن مجید کا حق ادا نہ کیا جائے، اس کی تلاوت نہ کی جائے یا اس پر عمل نہ کیا جائے تو اس کا حسن وکمال ماند پڑ جاتا ہے، نفاق ایک بد خصلت ہے، لیکن ظاہری طور پر اس میں خوبی ہے اور باطنی طور پر خباثت ہے، اس لیے تلاوت قرآن اور اس پر سچا جھوٹا عمل بظاہر ایک خوبی ہے لیکن اگر منافق قرآن کی تلاوت نہ کرے اور اس پر کچھ نہ کچھ عمل بھی نہ کرے تو ظاہری خوبی بھی ماند پڑ جاتی ہے اور اندر کا خبث نمایاں ہو جاتا ہے، اس لیے بعض روایات میں لیس لها ريح کی بجائے ريحها مر ہے کہ اس کی کڑواہٹ سونگھی جاسکتی ہے، اس کے تلخ ذائقہ کا اثر اس کی بو پر بھی پڑتا ہے۔

[1861] (. . .) وحَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا هَمَّامٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ كِلَاهُمَا

عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ هَمَّامٍ بَدَلَ الْمُنَافِقِ الْفَاجِرِ

[1861] امام صاحب اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی یہی روایت بیان کرتے ہیں، جس میں ہمام کی روایت میں منافق کی جگہ فاجر (بدکار) کا لفظ ہے۔

٦...... باب: فَضْلِ الْمَاهِرِ بِالْقُرْآنِ وَالَّذِي يَتَتَعْتَعُ فِيهِ لَهُ أَجْرَانِ

باب٦: ماہر قرآن کی فضیلت اور جو اس میں اٹکتا ہے اس کا اجر

[1862] ٢٤٤ـ(٧٩٨) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ))

[1862]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قرآن مجید میں مہارت پیدا کر لی، (اور اس کی بنا پر قرآن کو بے تکلف رواں پڑھنے لگا) وہ معزز اور فرمانبردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو انسان قرآن مجید پڑھتا ہے اور (مہارت نہ ہونے کی وجہ سے زحمت اور مشقت کے ساتھ) اس میں اٹکتا ہے اور دشواری محسوس کرتا ہے اس کو دو اجر ملیں گے۔''

[1861] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٥٧)

[1862] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير باب: سورت (عبس) برقم (٤٩٣٧) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في ثواب قراة القرآن برقم (١٤٥٤) والترمذي في (جامعه) في فضائل القرآن باب: ما جاء في فضل قاري القرآن برقم (٢٩٠٤) وقال هذا حديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (١٦١٠٢)

مفردات الحدیث ❶ الماهر بالقرآن: جو قرآن مجید کے لفظ اور پڑھنے میں ماہر اور پختہ ہو۔ حفظ واتقان کی وجہ سے قرأت کرنے میں لکنت اور زحمت نہیں ہوتی۔ ❷ السفرة الكرام البررة: سفرة، سافر کی جمع ہے مسافر، رسول اور ایلچی کو کہتے ہیں یا لکھنے والے اور اس سے مراد فرشتے ہیں۔ ❸ الكِرَام كريم کی جمع ہے، معزز ومحترم، البَرَرة، بار کی جمع ہے خوب کار و وفادار اور اطاعت شعار۔ ❹ يَتَتَعْتَعُ فيه: اس میں اٹکتا ہے، توقف کرتا ہے، عدم مہارت کی بنا پر روانی پیدا نہیں ہوتی۔

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ کے جو بندے قرآن کو اللہ کا کلام یقین کرتے ہوئے، اس سے شغف و تعلق رکھتے ہیں، اگر کثرت تلاوت اور اس کے اہتمام کی وجہ سے اس میں مہارت حاصل کر کے بے تکلف رواں پڑھتے ہیں، اس کے مطالب و معانی پر غور وفکر کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو معزز ومحترم حامل وحی فرشتوں کی رفاقت ومعیت کی سعادت حاصل ہوگی، لیکن جو بندے ایمان کے تقاضے کی بنا پر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، لیکن صلاحیت ومہارت کی کمی کی وجہ سے تکلف کے ساتھ اٹک اٹک کر پڑھتے ہیں اور اجر وثواب کے حصول کی خاطر، پڑھنے میں زحمت ومشقت برداشت کرتے ہیں، ان کو بھی دل برداشتہ یا شکستہ دل ہونے کی ضرورت نہیں ہے، ان کو تلاوت کے اجر وثواب کے ساتھ زحمت ومشقت اٹھانے کا الگ ثواب ملتا ہے۔

[1863] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ

عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ و قَالَ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ ((وَالَّذِي يَقْرَأُ وَهُوَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ لَهُ أَجْرَانِ))

[1863] امام صاحب اپنے دوسرے اساتذہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، وکیع کے الفاظ یہ ہیں، ''جو قرأت کرتا ہے اور وہ اس کے لیے گراں اور مشقت کا باعث ہے، اس کے لیے دو اجر ہیں۔''

٧...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ قِرَائَةِ الْقُرْآنِ عَلٰى أَهْلِ الْفَضْلِ وَالْحُذَّاقِ فِيهِ وَإِنْ كَانَ الْقَارِئُ أَفْضَلَ مِنَ الْمَقْرُوءِ عَلَيْهِ

باب ٧: قرآن مجید اہل فضل اور اس میں مہارت وحذاقت رکھنے والوں کو سنانا بہتر ہے، اگرچہ پڑھنے والا سننے والے سے افضل و برتر ہے

[1864] ٢٤٥-(٧٩٩) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا هَمَّامٌ قَالَ نَا قَتَادَةُ

[1863] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٥٩)

[1864] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير، باب: سورت ﴿لم يكن﴾ برقم ٤٩٦٠ ←

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِأُبَيٍّ ((إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ)) قَالَ آللّٰهُ سَمَّانِي لَكَ قَالَ اللّٰهُ ((سَمَّاكَ لِي)) قَالَ فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِي

[۱۸۶۴] ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن سناؤں۔'' انہوں نے پوچھا، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرا نام لے کر فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرا نام لے کر فرمایا ہے۔'' تو حضرت ابی رونے لگے۔

فائدہ :...... اہل علم اور صاحب کمال کی قدردانی کے لیے اس کو ایک اعلیٰ اور افضل شخصیت کا قرآن سنانا ایک پسندیدہ طرز عمل ہے، جس سے اس کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور اس کو شرف و سعادت نصیب ہوتا ہے۔

حضرت ابی بن کعب کو ان کے قرآن میں مہارت و شغف کی بنا پر یہ بلند مقام نصیب ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام لے کر اپنے رسول کو ان کو قرآن مجید سنانے کی سعادت سے مشرف فرمانے کا حکم دیا، تاکہ آئندہ بھی کوئی استاد اپنے شاگرد کو قرآن سنانے میں عار محسوس نہ کرے اور تاکہ شاگرد اپنے استاد کا لہجہ اور طرز اور اچھی طرح محفوظ کرے اور آگے اپنے شاگردوں کو اسی طرح پڑھائے اور حضرت ابی بن کعب کو اس دوہری سعادت کے حصول پر اس قدر فرحت و مسرت حاصل ہوئی کہ وہ اس کا حق شکر ادا نہ کر سکتے تھے، اس لیے رو پڑے کہ میں کیا، میری حیثیت کیا، اور کہاں اتنا شرف کہ رب کائنات نام لے کر، اپنے رسول کو مجھے یہ شرف عنایت فرمانے کا حکم صادر فرمائے۔

[1865] ۲۴۶ ـ (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ((إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا)) قَالَ وَسَمَّانِي لَكَ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ فَبَكٰى

[1865] ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں سورۃ لم یکن الذین کفروا سناؤں۔'' انہوں نے پوچھا، اللہ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ یا آپ کو میرا نام بتایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں'' تو وہ رونے لگے۔

← ومسلم فی (صحیحه) فی فضائل الصحابة، باب: من فضائل ابی بن کعب وجماعة من الانصار، رضی الله عنهم جمیعا برقم (٦٢٩٢) انظر (التحفة) برقم (١٤٠٠)

[1865] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی مناقب الانصار باب: مناقب ابی بن کعب رضی الله عنه برقم (٣٨٠٩) وفی التفسیر، باب: سورت ﴿لم یکن﴾ برقم (٤٩٥٩) ومسلم فی (صحیحه) فی فضائل الصحابة باب؛ من فضائل ابی بن کعب وجماعة من ←

فائدہ: ......سورۃ لم یکن الذین کفروا ایک مختصر سورت ہے جس میں دین کے اصول و مبادی اور اہم ارکان کو بیان کیا گیا ہے۔ کافر و مشرک لوگوں کا انجام و مقام اور ایمان و عمل صالح سے متصف لوگوں کا شرف و قدر اور بدلہ بیان کیا گیا ہے۔

[1866] (. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأُبَيٍّ بِمِثْلِهِ

[1866] امام صاحب نے اپنے دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کی ہے۔

٨...... بَاب: فَضْلِ اسْتِمَاعِ الْقُرْآنِ وَطَلَبِ الْقِرَائَةِ مِنْ حَافِظِهِ لِلاسْتِمَاعِ وَالْبُكَاءِ عِنْدَ الْقِرَائَةِ وَالتَّدَبُّرِ

باب ۸: قرآن مجید سننے کی فضیلت اور حافظ قرآن سے سننے کے لیے پڑھنے کی فرمائش کرنا اور قرأت کے وقت رونا اور اس پر غور و فکر کرنا

[1867] ٢٤٧-(٨٠٠) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ حَفْصٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ)) قَالَ فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ ((إِنِّي أَشْتَهِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)) فَقَرَأْتُ النِّسَاءَ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا رَفَعْتُ رَأْسِي أَوْ غَمَزَنِي رَجُلٌ إِلَى جَنْبِي فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ دُمُوعَهُ تَسِيلُ

← الانصار رضي الله عنهم برقم (٦٢٩٣) انظر (التحفة) برقم (١٢٤٧)

[1866] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٦٢)

[1867] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل القرآن، باب من احب ان يستمع القرآن من غيره برقم (٥٠٤٩) وفي باب؛ قول المقرى للقارى حسبك برقم (٥٠٥٠) وفي باب: البكاء عند قراءة القرآن برقم (٥٠٥٥) وبرقم (٥٠٥٦) وفي التفسير، سورت النساء باب ﴿فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هولاء شهيدا﴾ برقم (٤٥٨٢) وابو داود في (سننه) في العلم، باب: في القصص برقم (٣٦٦٨) والترمذي في (جامعه) في التفسير باب: ومن سورت النساء برقم (٣٠٢٤) وبرقم (٣٠٢٥) انظر (التحفة) برقم (٩٤٠٢)

[1867] ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''مجھے قرآن مجید سناؤ۔'' تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کو سناؤں؟ آپ پر تو اترا ہے؟ آپ نے فرمایا: میری خواہش ہے کہ میں اسے دوسرے سے سنوں۔'' تو میں نے سورہ نساء پڑھنی شروع کی، جب میں اس آیت پر پہنچا ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ (النساء:۴۱) ''اس وقت کیا حال ہوگا، جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ بنا کر لائیں گے۔'' میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا، یا میرے پہلو میں موجود آدمی نے مجھے دبایا تو میں نے اپنا سر اٹھایا، میں نے دیکھا، آپ کے آنسو جاری تھے۔

فائدہ:...... آپ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو خود قرآن مجید سنایا تھا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید دوسروں کو سنانا یا دوسروں سے سننا دونوں ہی عمدہ اور اعلیٰ کام ہیں اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب سورہ نساء کی اس آیت پر پہنچے، جس میں آپ کے بلند و بالا مرتبہ کا بیان ہے کہ آپ اپنی امت کے لوگوں پر گواہ ہوں گے یا سب امتوں کے گواہوں کی تصدیق فرمائیں گے تو آپ کو قیامت کے احوال میدان حشر کی شدت و وحشت اور اپنی امت پر شفقت و رحمت نے رلا دیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کو غور و فکر اور تدبر و تفکر سے سننا چاہیے تاکہ انسان اس کے مضامین سے متاثر ہو اور اس میں سوز و گداز اور رقت قلبی پیدا ہو، جس کا اظہار رونے کی صورت میں ہی ہو سکتا ہے۔

[1868] (. . .) حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَمِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ جَمِيعًا عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ
عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ هَنَّادٌ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ((اقْرَأْ عَلَيَّ))

[1868] امام صاحب نے یہ روایت دوسرے اساتذہ سے بیان کی ہے اور ہناد کی روایت میں جو اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جبکہ آپ منبر پر تھے، فرمایا: ''مجھے قرآن سناؤ۔''

[1869] ۲۴۸۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنِي مِسْعَرٌ وَقَالَ أَبُو كُرَيْبٍ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ اقْرَأْ عَلَيَّ قَالَ أَقْرَأُ عَلَيْكَ

[1868] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٦٤)

[1869] تقدم تخريجه برقم (١٨٦٤)

وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي قَالَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ النِّسَاءِ إِلَى قَوْلِهِ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا فَبَكَى قَالَ مِسْعَرٌ فَحَدَّثَنِي مَعْنٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مَا دُمْتُ فِيهِمْ أَوْ مَا كُنْتُ فِيهِمْ)) شَكَّ مِسْعَرٌ

[1869]۔ ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مجھے قرآن مجید سناؤ۔" انہوں نے کہا، کیا میں آپ کو سناؤں جبکہ قرآن تو آپ ہی پر اترا ہے؟ آپ نے فرمایا: "میں اسے اپنے غیر سے سننا پسند کرتا ہوں۔" ابراہیم کہتے ہیں کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ سورہ نساء ابتدا سے اس آیت تک سنائی، اس وقت کیا حال ہوگا، جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ بنا کر لائیں گے۔" تو آپ اس آیت پر رو پڑے، مسعر نے ایک دوسری سند سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں ان پر گواہ اس وقت تھا جب تک میں ان میں رہا۔" مسعر کو شک ہے ما دمت فیھم کہا یا ما کنتُ فیھم کہا۔

[1870] ۲۴۹۔(۸۰۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ بِحِمْصَ فَقَالَ لِي بَعْضُ الْقَوْمِ اقْرَأْ عَلَيْنَا فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمْ سُورَةَ يُوسُفَ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَاللّٰهِ مَا هٰكَذَا أُنْزِلَتْ قَالَ قُلْتُ وَيْحَكَ وَاللّٰهِ لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي ((أَحْسَنْتَ)) فَبَيْنَمَا أَنَا أُكَلِّمُهُ إِذْ وَجَدْتُ مِنْهُ رِيحَ الْخَمْرِ قَالَ فَقُلْتُ أَتَشْرَبُ الْخَمْرَ وَتُكَذِّبُ بِالْكِتَابِ لَا تَبْرَحُ حَتّٰى أَجْلِدَكَ قَالَ فَجَلَدْتُهُ الْحَدَّ

[1870]۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حمص میں تھا تو مجھے کچھ لوگوں نے کہا، ہمیں قرآن مجید سنائیں تو میں نے انہیں سورۃ یوسف سنائی تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا، اللہ کی قسم! یہ اس طرح نہیں اتری، میں نے کہا، تم پر افسوس، اللہ کی قسم! میں نے یہ سورت رسول اللہ ﷺ کو سنائی تھی تو آپ نے مجھے فرمایا: "تو نے خوب پڑھا۔" اس اثنا میں کہ میں اس سے گفتگو کر رہا تھا کہ اچانک میں نے اس سے شراب کی بدبو محسوس کی تو میں نے کہا کیا تو شراب پی کر کتاب اللہ کی تکذیب کرتا ہے؟ تو یہاں سے جا نہیں سکتا، حتی کہ میں تجھے کوڑے لگواؤں، پھر میں نے اسے حد لگوائی۔

[1870] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی فضائل القرآن، باب القراء من اصحاب النبی ﷺ ←

[1871] (. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ جَمِيعًا
عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لِي ((أَحْسَنْتَ))

[1871] امام صاحب نے یہی حدیث دوسرے اساتذہ سے بیان کی ہے، لیکن ابو معاویہ کی روایت میں، فقال لی (احسنت) کے الفاظ نہیں ہے کہ آپ نے مجھے فرمایا: ''تو نے بہت اچھا پڑھا۔''

فائدہ :......قرآن مجید کی کسی ایک آیت کی تکذیب کفر وارتداد ہے، اس آدمی نے محض آپ کے اسلوب قرات کا انکار کیا تھا۔ سورۃ کا انکار نہیں کیا تھا، لیکن چونکہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ سورہ اس اسلوب و انداز میں حضور اکرم ﷺ کو سنائی تھی، اس لیے انہوں نے اس کو کتاب اللہ کی تکذیب سے تعبیر کیا، اور پھر یہ حرکت اس نے شراب نوشی کی حالت میں کی تھی جس میں انسان کے ہوش وحواس قائم نہیں رہتے، اس لیے آپ نے اس حرکت پر گرفت نہیں کی، محض شراب نوشی پر امیر شہر سے حد لگوائی یا اس کی اجازت سے حد لگوائی، کیونکہ حد امیر یا قاضی کی اجازت کے بغیر نہیں لگائی جا سکتی۔

۹...... بَاب: فَضْلِ قِرَائَةِ الْقُرْآنِ فِي الصَّلٰوةِ وَتَعَلُّمِهِ

باب ۹: نماز میں قرآن مجید پڑھنے اور اس کے سیکھنے کی فضیلت

[1872] ۲۵۰-(۸۰۲) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا نَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ أَنْ يَجِدَ فِيهِ ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَثَلَاثُ آيَاتٍ يَقْرَأُ بِهِنَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوتِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ))**

[1872] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرتا ہے کہ جب اپنے گھر واپس آئے تو اس میں تین حاملہ بڑی بڑی فربہ اونٹنیاں پائے؟'' ہم نے عرض کیا، جی ہاں

← برقم (۵۰۰۱) انظر (التحفة) برقم (۹۴۲۳)
[1871] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (۱۸۶۷)
[1872] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الادب، باب: ثواب القرآن برقم (۳۷۸۲) انظر (التحفة) برقم (۱۲۴۷۱)

آپ نے فرمایا: تین آیات جنہیں تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں پڑھتا ہے، وہ اس کے لیے تین حاملہ بھاری بھرکم اور موٹی تازی اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔''

مفردات الحدیث ❶ **خَلِفَات:** خَلِفَة کی جمع ہے، اس حاملہ اونٹنی کو کہتے ہیں جس کی آدمی مدت حمل گزر چکی ہو۔ ❷ **عِظَام:** عظیم کی جمع ہے، قدو قامت میں بڑی، سِمان، سَمِین کی جمع فربہ، موٹی تازی۔

فائدہ:...... ایک مسلمان انسان کے لیے جو اللہ اور اس کے رسول کے وعدوں پر یقین رکھتے ہوئے، نماز پڑھتا ہے اور اس میں انتہائی احترام وعقیدت سے قرأت کرتا ہے، ایک آیت کا اجر و ثواب ایک موٹی تازی اور بھاری بھر کم حاملہ اونٹنی کے مل جانے سے بہتر ہے، اور اہل عرب کے ہاں اونٹ ہی سب سے اعلیٰ وعمدہ اور قیمتی سواری تھے، جو ان کے سفر وحضر، امن و جنگ کا ساتھی تھا، گویا ایک مسلمان کے لے سب سے قیمتی سامان اور اعلیٰ ثروت نیکیاں ہیں جو آخرت کی لازوال زندگی میں کام آنے والی ہیں، یہ دنیا کا عارضی وفانی مال نہیں چاہے وہ کتنا ہی قیمتی اور عمدہ کیوں نہ ہو۔ آخر فانی ہے۔

[1873] ٢٥١ ـ (٨٠٣) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ فَقَالَ ((أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ إِلَى بُطْحَانَ أَوْ إِلَى الْعَقِيقِ فَيَأْتِيَ مِنْهُ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِي غَيْرِ إِثْمٍ وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ)) فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ نُحِبُّ ذٰلِكَ قَالَ ((أَفَلَا يَغْدُو أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمُ أَوْ يَقْرَأُ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ وَثَلَاثٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثٍ وَأَرْبَعٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَرْبَعٍ وَمِنْ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ))

[1873]۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ ہم چبوترے پر تھے تو آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کون شخص پسند کرتا ہے کہ روزانہ صبح بُطحان یا عقیق کی وادی میں جائے، اور وہاں سے بغیر کسی کی حق تلفی اور قطع رحمی کے دو بڑے بڑے کوہان والی اونٹنیاں لائے'' تو ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہم سب کو یہ بات پسند ہے، آپ نے فرمایا: ''تو پھر تم میں سے کوئی شخص صبح مسجد میں کیوں نہیں جاتا کہ وہ اللہ کی کتاب کی دو آیتیں سیکھے یا ان کی قرأت کرے یا دوسرے کو سکھائے تو یہ اس کے لیے دو اونٹنیوں کے ملنے سے بہتر ہے اور تین آیات، تین سے بہتر اور چار اس کے لیے چار سے بہتر، اس طرح جتنی آیات سیکھے

[1873] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في ثواب قراءة القرآن برقم (١٤٥٦) انظر (التحفة) برقم (٩٩٤٢)

سکھائے یا پڑھے گا، وہ اتنی تعداد میں اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔"

مفردات الحدیث ❊ وادی بطحان اور وادی عقیق: مدینہ منورہ کے قریبی مقامات ہیں اور صفہ آپ کے دور میں مسجد نبوی کا ایک چبوترہ تھا، جس پر سائبان تھا اور باہر سے آنے والے طلبہ اور ضرورت مند افراد اس میں ٹھہرتے تھے، جن کی تعداد کم و بیش ہوتی رہتی تھی۔ کوماوین، کوماء کا تثنیہ ہے، بہت بڑی کوہان والی اونٹنی۔

١٠...... بَاب: فَضْلِ قِرَائَةِ الْقُرْآنِ وَسُورَةِ الْبَقَرَةِ

باب ١٠: قرآن مجید، خاص کر سورۃ بقرہ پڑھنے کی فضیلت

[1874] ٢٥٢-(٨٠٤) حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ نَا أَبُو تَوْبَةَ وَهُوَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ عَنْ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي

أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((اقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ اقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُورَةَ آلِ عِمْرَانَ فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا اقْرَءُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ))

قَالَ مُعَاوِيَةُ بَلَغَنِي أَنَّ الْبَطَلَةَ السَّحَرَةُ

[1874]۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے، "قرآن پڑھا کرو، کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے سے تعلق و ربط رکھنے والوں کا سفارشی بن کر آئے گا۔" دو روشن نورانی سورتیں بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو، کیونکہ وہ قیامت کے دن اس طرح آئیں گی گویا کہ وہ دو بادل یا دو سائبان یا گویا کہ وہ پرندوں کی صف باندھے ہوئے دو قطاریں ہیں، اور اپنے سے تعلق و ربط رکھنے والوں کی طرف سے مدافعت کریں گی، سورۃ بقرہ پڑھا کرو، کیونکہ اس کی تلاوت پر مواظبت اور غور و فکر کرنا باعث برکت ہے اور اس کو نظر انداز کرنا باعث حسرت ہے، اور اہل بطالت اس کی طاقت نہیں رکھتے۔" معاویہ بیان کرتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے۔

مفردات الحدیث ❊ ① زہراوین: زہراء کا تثنیہ ہے، روشن، چمکیلا، اپنی ہدایت و روشنی اور اجر عظیم کی بنا پر سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کو یہ نام ملا۔ ② غمامتان: غمامة بادل کو کہتے ہیں اور غیاتیان، غیایة سائبان

[1874] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٩٣١)

کو کہتے ہیں۔ ❸ فِرْقَان: فِرق، ٹولی، گروہ۔ ❹ صَوَاف، صافة: پر پھیلائے ہوئے۔ ❺ بطلة سے مراد سحرۃ (ساحر کی جمع) یعنی جادوں گر ہیں۔

فائدہ :...... رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید پڑھنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ قرآن اپنے اصحاب کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش کرے گا، اصحاب قرآن سے وہ لوگ مراد ہیں، جو قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہوئے، اس سے تعلق اور شغف کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت کا ذریعہ خیال کر کے، اس کی تلاوت کریں، اس میں تدبر وتفکر کریں، اس کے احکام وہدایات پر عمل پیرا ہونے کا اہتمام کریں، یا اس کی تعلیم وہدایت کو عام کرنے اور پھیلانے کے لیے تعلیم وتدریس، تبلیغ وتصنیف کی صورت میں جدوجہد کریں، یہ سب لوگ قرآن کی سفارش کے حقدار ہوں گے، اس حدیث میں آپ نے قرآن مجید کی قرأت وتلاوت کی عمومی ترغیب کے بعد سورۃ بقرہ اور سورہ آل عمران کی قرأت کی مخصوص ترغیب دی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ قیامت میں اور حشر میں جب ہر شخص سایہ کا بہت ہی حاجت مند ہوگا، یہ دونوں سورتیں بادل یا سایہ دار چیز کی طرح یا پرندوں کے پروں کی طرح اپنے سے تعلق وشغف رکھنے والوں پر سایہ فگن ہوں گی اور ان کی طرف سے مدافعت اور جواب دہی کریں گی، اور آخر میں مزید فرمایا: سورۃ بقرہ کے سیکھنے اور پڑھنے میں بڑی برکت ہے اور اس سے محرومی میں بڑا خسارہ ہے اور اہل بطالت سست وکاہل لوگ اس کی پابندی اور تلاوت کی طاقت نہیں رکھتے اور اس حدیث کے راوی معاویہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ بَطَلَة سے مراد سَحَرہ جادوگر ہیں۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جس گھر میں سورۃ بقرہ کی تلاوت کا معمول ہوگا، اس گھر پر کسی جادوگر کا جادو نہیں ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سورۃ بقرہ پڑھنے کی خاصیت اور تاثیر یہ بتائی ہے کہ جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے، شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔

[1875] (. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ انَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ ((وَكَأَنَّهُمَا)) فِي كِلَيْهِمَا وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ مُعَاوِيَةَ بَلَغَنِي

[1875] امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں او کانّھما کی جگہ وکانّھما ہے اور معاویہ کا قول کہ بطلہ کا معنی سحرہ ہے، بیان نہیں کیا گیا۔

[1876] ۲۵۳۔(۸۰۵) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ اَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهٖ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْجُرَشِيِّ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ

[1875] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٩٣١)

[1876] اخرجه الترمذي في (جامعه) في فضائل القرآن: باب: ما جاء في سورت آل عمران برقم (٢٨٨٣) انظر (التحفة) برقم (١١٧١٣)

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِيِّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ((يُؤْتَى بِالْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَهْلِهِ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ تَقْدُمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَآلُ عِمْرَانَ وَضَرَبَ لَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَمْثَالٍ مَا نَسِيتُهُنَّ بَعْدُ قَالَ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ أَوْ كَأَنَّهُمَا حِزْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا))

[1876]۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''قیامت کے دن قرآن کو اور ان قرآن والوں کو لایا جائے گا جو اس پر عمل کرتے تھے، سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران وہ پیش پیش ہوں گی۔'' رسول اللہ ﷺ نے ان سورتوں کے لیے تین مثالیں بیان فرمائیں جن کو میں آج تک نہیں بھولا، آپ نے فرمایا: ''گویا کہ وہ دو بادل ہیں یا دو سیاہ سائبان ہیں، جن کے درمیان روشنی اور نور ہے یا گویا کہ وہ دو صف باندھے ہوئے پرندوں کی قطاریں ہیں، وہ اپنے سے تعلق و رشتہ رکھنے والوں کی طرف سے وکالت و مدافعت کریں گی۔

مفردات الحدیث ❶ تَقْدُمُهُ: قرآن کے آگے آگے ہوں گی۔ ❷ شَرْق: روشنی، نور۔ ❸ حِزْقَان: دو گروہ، دو قطاریں۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اہل قرآن یا اصحاب قرآن وہی لوگ ہوں گے، جو قرآن کی محض قرأت و تلاوت پر کفایت نہیں کرتے، بلکہ اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور بار بار تلاوت کا اصلی مقصد یہی ہے کہ قرآنی ہدایات و احکامات ہر وقت پیش نظر رہیں اور سورۃ بقرہ اور سورہ آل عمران میں زندگی گزارنے کے بارے میں تمام سورتوں سے زیادہ اصول وضوابط اور ہدایات و تعلیمات ملتی ہیں۔

۱۱...... بَاب: فَضْلِ الْفَاتِحَةِ وَخَوَاتِيمِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَالْحَثِّ عَلَى قِرَائَةِ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ الْبَقَرَةِ

باب ۱۱: فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت اور بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھنے کی ترغیب

[1877] ۲۵۴۔(۸۰۶) وَحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَأَحْمَدُ بْنُ جَوَّاسٍ الْحَنَفِيُّ قَالَا نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عِيسَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَقِيضًا مِنْ فَوْقِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ هٰذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ وَقَالَ أَبْشِرْ

[1877] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۵۵٤۱)

بِنُورَيْنِ أُوتِيتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيتَه

[1877] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اس اثناء میں انہوں نے اوپر سے آواز سنی اور اپنا سر اوپر اٹھایا اور کہا: ''آسمان کا یہ دروازہ آج ہی کھولا گیا ہے، آج کے سوا کبھی نہیں کھلا تو اس سے ایک فرشتہ اترا تو جبرائیل سے کہا یہ ایک فرشتہ زمین پر اترا ہے، آج سے پہلے کبھی نہیں اترا، اس فرشتہ نے سلام عرض کیا اور آپ سے کہا، آپ کو دو نوروں کی بشارت ہو، جو آپ ہی کو دیئے گئے ہیں، آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے، ایک فاتحہ الکتاب اور دوسرا سورہ بقرہ کی آخری آیات، آپ ان میں سے جو جملہ بھی پڑھیں گے، اس میں مانگی ہوئی چیز آپ کو ملے گی۔

فائدہ:......سورہ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات کو نور سے تعبیر کیا گیا ہے، جس کی روشنی میں انسان اپنا سفر طے کرتا ہے، سورۃ فاتحہ دین جو ضابطہ حیات اور روشن زندگی کا نام ہے، میں اس کا خلاصہ اور نچوڑ بیان کیا گیا ہے، اور اس کی روشنی میں چل کر ہی انسان کامیابی اور کامرانی سے صراط مستقیم پر گامزن ہو کر مقصود زندگی حاصل کر سکتا ہے۔اسی طرح سورۃ بقرہ کی آخری آیات میں ارکان ایمان کا بیان ہے، اور اپنی کامیابی و کامرانی کے لیے دعا ہے، اور ہر مطلوب و محبوب چیز کا سوال ہے۔

[1878] ٢٥٥۔(٨٠٧) وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ لَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ عِنْدَ الْبَيْتِ فَقُلْتُ حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ فِي الْآيَتَيْنِ فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((الْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ))

[1878] ۔عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں، بیت اللہ کے پاس میری ملاقات حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے کہا، مجھے آپ کی بیان کردہ، سورۃ بقرہ کی دو آیتوں کے بارے میں حدیث پہنچی ہے تو انہوں نے کہا، ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں جو شخص ان کو رات کو پڑھ لے گا، وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔''

[1878] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: تحزيب القرآن برقم (١٣٩٧) والترمذي في (جامعه) في فضائل القرآن، باب: ما جاء في آخر سورت البقرة برقم (٢٨٨١) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: فيما يرجى ان يكفى من قيام الليل برقم (١٣٦٨) انظر (التحفة) برقم (٩٩٩٩)

فائدہ :......سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات سے مراد، آمن الرسول سے لے کر خاتم سورۃ مراد ہے اور کفتاہ کا مقصد ہے، وہ رات کے قیام سے کفایت کریں گی، شیطان کے شر وفساد سے اس کی حفاظت کریں گی، اور ہر قسم کی آفتوں اور مصائب سے تحفظ فراہم کریں گی، ان کا اجر وثواب انسان کے لیے کافی ہوگا۔

[1879] (. . .) وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا جَرِيرٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا
عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1879] امام صاحب نے یہی حدیث اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی بیان کی ہے۔

[1880] ٢٦٥-(٨٠٨) وَحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ
عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قَرَأَ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ)) قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَلَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

[1880] ۔حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رات کو سورۃ بقرہ کی یہ دو آخری آیات پڑھیں، وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔'' علقمہ کے شاگرد عبدالرحمن کہتے ہیں، میں براہ راست ابو مسعود کو ملا جبکہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے اور ان سے پوچھا تو انہوں نے مجھے نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت بیان کی۔

[1881] (. . .) وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ أَنَا عِيسٰى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1881] امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے یہ روایت بیان کرتے ہیں۔

[1882] (. . .) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

[1879] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٧٥)
[1880] تقدم تخريجه برقم (١٨٧٥)
[1881] تقدم تخريجه برقم (١٨٧٥)
[1882] تقدم تخريجه برقم (١٨٧٥)

عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1882] ایک اور استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

۱۲...... بَابُ: فَضْلِ سُورَةِ الْكَهْفِ وَآيَةِ الْكُرْسِيِّ

باب ۱۲: سورۃ کہف اور آیت الکرسی کی فضیلت

[1883] ۲۵۷-(۸۰۹) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْغَطَفَانِيِّ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ))

[1883]۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو انسان سورہ کہف کی پہلی دس آیات یاد کرے گا وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

فائدہ: ...... سورۃ کہف کی ابتدائی دس آیات میں جو تمہیدی مضمون ہے اور اس کے ساتھ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، اس میں ہر دجالی فتنہ کا توڑ ہے کیونکہ اس میں زمین اور اس کے ساز وسامان کی رنگینی اور دلکشی کا نقشہ کھینچ کر اس کے عارضی اور فنا پذیر ہونے کا دلنشین انداز میں تذکرہ کیا گیا ہے اور جس دل کو ان آیات میں بیان کردہ حقائق اور مضامین کا یقین نصیب ہو جائے گا وہ دل کسی دجالی فتنہ سے متاثر نہ ہوگا، اس طرح جو مسلمان ان آیات کی اس خاصیت اور برکت پر یقین رکھتے ہوئے ان کو اپنے دل ودماغ میں جگہ دے گا اور ان کی تلاوت کرتا رہے گا، وہ (اصحاب کہف) کی طرح محفوظ رہے گا۔

[1884] (...) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا هَمَّامٌ جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ شُعْبَةُ مِنْ آخِرِ الْكَهْفِ وَقَالَ هَمَّامٌ مِنْ أَوَّلِ الْكَهْفِ كَمَا قَالَ هِشَامٌ

[1884] امام صاحب نے اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی یہ روایت نقل کی ہے، جس میں شعبہ کی حدیث میں آخری دس آیات کہا گیا ہے اور ہمام نے ہشام کی طرح ابتدائی دس آیات کہا ہے۔

[1883] اخرجه ابو داود في (سننه) في الملاحم، باب: خروج الدجال رقم (٤٣٢٣) والترمذي في (جامعه) في فضائل القرآن، باب: ما جاء في فضل سورت الكهف برقم (٢٨٨٦) انظر (التحفة) برقم (١٠٩٦٣)

[1884] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٨٠)

[1885] ۲۵۸-(۸۱۰) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي السَّلِيلِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيِّ

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا أَبَا الْمُنْذِرِ أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ أَعْظَمُ)) قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((يَا أَبَا الْمُنْذِرِ أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ أَعْظَمُ)) قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ قَالَ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي وَقَالَ ((وَاللّٰهِ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ))

[1885] ۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوالمنذر! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے پاس کتاب اللہ کی کون سی آیت، سب سے عظیم ہے؟ میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول کو ہی خوب علم ہے، آپ نے فرمایا: ''اے ابوالمنذر! کیا تم جانتے ہو، اللہ کی کتاب کی کون سی آیت تمہارے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟'' میں نے عرض کیا: ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ تو آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''ابوالمنذر! تمہیں علم مبارک ہو۔''

فائدہ :......قرآن مجید کی آیات کلام الٰہی ہونے کے اعتبار سے یکساں حیثیت اور مقام کی حامل ہیں، لیکن اپنے مضامین ومطالب کے اعتبار سے ان کے اجر وثواب میں فرق ہے، مثلاً ایک طرف سورہ لہب ہے جس میں ابولہب کی بدانجامی اور بدکاری کا تذکرہ ہے اور دوسری طرف سورہ اخلاص ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی صفات وحدانیت کا ذکر ہے تو ان دونوں کے مضامین میں زمین وآسمان کا فرق ہے، اس لیے ان کا اجر وثواب کیسے یکساں ہوسکتا ہے؟ اس طرح قرآن مجید کی تمام آیات سے آیت الکرسی میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا سب سے زیادہ (سترہ دفعہ) تذکرہ ہے اور یہ تمام آیات قرآن کی سردار ہے۔

۱۳...... بَاب :فَضْلِ قِرَائَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ

باب۱۳: قل هو اللّٰه احد کی فضیلت

[1886] ۲۵۹-(۸۱۱) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ زُهَيْرٌ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ

[1885] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة: باب ما جاء في آية الكرسي برقم (١٤٦٠) انظر (التحفة) برقم (٣٨)

[1886] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٠٩٦٦)

عَنْ أَبِی الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ((أَیَعْجِزُ أَحَدُکُمْ أَنْ یَقْرَأَ فِی لَیْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآنِ))
قَالُوا وَکَیْفَ یَقْرَأُ قَالَ ((قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ))

[1886]۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ رات کو تہائی قرآن کی تلاوت کرے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا، وہ تہائی قرآن کی تلاوت کیسے کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ قرآن مجید کے تہائی حصہ کے برابر ہے۔

فائدہ :...... قرآن مجید کے مضامین اور مطالب کو تین عنوانات کے تحت سمیٹا جاتا ہے (اگرچہ ایک اعتبار سے بقول شارح عقیدہ طحاویہ پورا قرآن مجید توحید کے گرد گھومتا ہے) توحید، رسالت (شریعت کے احکام) اور معاد (قیامت) یا بقول قاضی عیاض، صفات الٰہیہ، قصص اور احکام، اس سورۃ میں صفات الٰہیہ، توحید کا تذکرہ ہے، اس لیے یہ تہائی قرآن ہے، یا اللہ تعالیٰ نے اسے یہ شرف اور خاصہ عنایت فرمایا ہے کہ اس کا اجر وثواب، تہائی قرآن کے برابر ہے۔

[1887] ۲۶۰۔(...) وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِیمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَکْرٍ قَالَ نَا سَعِیدُ بْنُ أَبِی عَرُوبَةَ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَکْرِ بْنُ أَبِی شَیْبَةَ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ نَا أَبَانُ الْعَطَّارُ جَمِیعًا عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِی حَدِیثِهِمَا مِنْ قَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ جَزَّأَ الْقُرْآنَ ثَلَاثَةَ أَجْزَآءٍ فَجَعَلَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ جُزْءًا مِّنْ أَجْزَآءِ الْقُرْآنِ))

[1887]۔ امام صاحب اپنے دوسرے اساتذہ سے قتادہ ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے تین اجزا (حصے) کیے ہیں، اور قرآن مجید کے اجزاء میں سے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کو ایک جز قرار دیا ہے۔'' اگرچہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے علوم قرآن پانچ قرار دیے ہیں۔

فائدہ :...... اس حدیث سے قرآن مجید کے مطالب مضامین کی تین عنوانات کے تحت تقسیم کی تائید ہوتی ہے۔

[1888] ۲۶۱۔(۸۱۲) وَحَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَیَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِیمَ جَمِیعًا عَنْ یَحْیٰی قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ نَا یَحْیَی بْنُ سَعِیدٍ قَالَ نَا یَزِیدُ بْنُ کَیْسَانَ قَالَ نَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ احْشُدُوا فَإِنِّی سَأَقْرَأُ عَلَیْکُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ

[1887] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۰۹۶۶)

[1888] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی فضائل القرآن، باب: ما جاء فی سورت الاخلاص برقم (۲۹۰۰) انظر (التحفة) برقم (۱۳۴۴۱)

فَحَشَدَ مَنْ حَشَدَ ثُمَّ خَرَجَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ثُمَّ دَخَلَ فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ إِنِّی أُرٰی هٰذَا خَبَرٌ جَائَهُ مِنَ السَّمَآءِ فَذَاكَ الَّذِی أَدْخَلَهُ ثُمَّ خَرَجَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((إِنِّی قُلْتُ لَكُمْ سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ أَلَا إِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ))

[1888]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمع ہو جاؤ، کیونکہ میں تمہیں تہائی قرآن مجید سناؤں گا۔'' جو لوگ جمع ہو سکتے تھے، وہ جمع ہو گئے، پھر نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور آپ نے، سورة ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ سنائی، پھر گھر میں چلے گئے تو ہم نے ایک دوسرے سے کہا، آپ کے پاس شاید آسمان سے کوئی اہم خبر آئی، جس کی وجہ سے آپ اندر تشریف لے گئے ہیں، پھر نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ''میں نے تمہیں کہا تھا، میں ابھی تمہیں تہائی قرآن (قرآن کا تیسرا حصہ) سناؤں گا، خبردار یہ سورت قرآن کے تیسرے حصہ کے برابر ہے۔'' اُحْشُدُوا، جمع ہو جاؤ۔

[1889] ۲۶۲۔(. . .) وَحَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ نَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَشِيرٍ أَبِی إِسْمٰعِيلَ عَنْ أَبِی حَازِمٍ

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((أَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)) فَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ حَتّٰی خَتَمَهَا

[1889]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا میں تمہیں تہائی قرآن سناتا ہوں تو آپ ﷺ نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ کو آخر تک پڑھا۔

[1890] ۲۶۳۔(۷۱۳) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ نَا عَمِّی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِی هِلَالٍ أَنَّ أَبَا الرِّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَتْ فِی حَجْرِ

عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰی سَرِيَّةٍ وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِی صَلٰوتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوا ذُكِرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((سَلُوهُ لِأَیِّ شَیْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ)) فَسَأَلُوهُ فَقَالَ لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُ

[1889] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۳۹٤)

[1890] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی التوحيد، باب: ما جاء فی دعاء النبی ﷺ امته الی ←

[1890] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو لشکر کا امیر مقرر فرمایا اور وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا تھا، اور قراءت کے آخر میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتا تھا۔ جب لشکر واپس آیا تو اس بات کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا گیا، اس پر آپ نے فرمایا: ''اسے پوچھو، وہ ایسا کس مقصد کی خاطر کرتا ہے؟'' صحابہ کرام نے اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا، (میں اس لیے ایسا کرتا ہوں کہ) اس میں اللہ (رحمٰن) کی صفت بیان کی گئی ہے، اس بنا پر اس کو پڑھنا پسند کرتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے بتادو! اللہ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔''

فائدہ:...... اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور صفات کا بیان انتہائی مؤثر انداز میں کیا گیا ہے تو اس سورۃ کا بار بار تکرار سے پڑھنا، اس بات کی علامت ہے کہ اس انسان کو اللہ اور اس کی صفات سے محبت و پیار ہے۔ کیونکہ ((مَنْ اَحَبَّ شَيْئاً اَكْثَرَ ذِكْرَهُ)) کسی عمل سے محبت و پیار اس کو بار بار کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ کسی شخص سے محبت و پیار اس کو بار بار یاد کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور جزاء وفاقا، بدلہ عمل کے مناسب ملتا ہے، اس لیے اللہ سے محبت، اس کی محبت کا باعث بنتی ہے اور وہ بھی اپنے محب کو اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

۱۴...... بَاب: فَضْلِ قِرَائَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ

باب ١٤: معوذتین پڑھنے کی فضیلت

[1891] ٢٦٤-(٨١٤) و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَلَمْ تَرَ آيَاتٍ أُنْزِلَتْ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ

[1891]۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ آج رات جو آیات مجھ پر اتاری گئی ہیں، ان کے مثل کبھی نہیں دیکھی گئیں؟ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾''

فائدہ:...... یہ دونوں سورتیں، اس لحاظ سے بے مثال ہیں کہ ان میں ابتدا سے انتہا تک یعنی اول سے آخر تک تعوذ ہے اللہ تعالیٰ سے ہر قسم کے شرور چاہے ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے، پناہ طلب کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ

← توحيد الى الله تبارك و تعالى برقم (٧٣٧٥) والنسائى فى (المجتبى) فى الافتتاح باب: الفضل فى قرأة: ﴿قل هو الله احد﴾ ٢/ ١٧١ ـ انظر (التحفة) برقم (١٧٩١٤) (٦/ ٣١٥)(١٤٧٨ـ

[1891] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى فضائل القرآن، برقم (٢٩٠٢) والنسائى فى (المجتبى) فى الافتتاح فى باب: الفضل فى قراة المعوذتين ٢/ ١٥٨ ـ انظر (التحفة) برقم (٩٩٤٨)

نے ان سورتوں میں شرور سے حفاظت کی بے پناہ تاثیر رکھی ہے، اس طرح یہ ہر قسم کے شرور سے محفوظ رہنے کے لیے ہیں، حصن حصین (مضبوط قلعہ) ہیں اور دونوں اختصار کے باوجود اپنے مضمون میں انتہائی جامع اور کافی وشافی ہیں۔

[1892] ٢٦٥-(. . . .) وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أُنْزِلَ أَوْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ الْمُعَوِّذَتَيْنِ))

[1892]۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''مجھ پر ایسی آیات نازل کی گئی ہیں کہ ان کی مثل کبھی نہیں دیکھی گئیں یعنی معوذتین۔''

[1893] (. . .) وَ حَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ وَكَانَ مِنْ رُفَعَاءِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ

[1893] امام صاحب اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی یہی روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بلند مرتبہ ساتھیوں میں سے تھے۔

١٥...... بَاب: فَضْلِ مَنْ يَقُومُ بِالْقُرْآنِ وَيُعَلِّمُهُ وَفَضْلِ مَنْ تَعَلَّمَ حِكْمَةً مِّنْ فِقْهٍ أَوْغَيْرِهِ فَعَمِلَ بِهَا وَعَلَّمَهَا

باب١٥: اس انسان کی فضیلت جو قرآن کے ساتھ لگا رہتا ہے اور اسے سکھاتا ہے، اور اس انسان کی فضیلت جو فقہ وغیرہ کی صورت میں حکمت سیکھتا ہے، اس پر عمل کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے

[1894] ٢٦٦-(٨١٥) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ نَا الزُّهْرِيُّ

[1892] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٨٨)

[1893] تقدم تخريجه برقم (١٨٨٨)

[1894] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التوحيد، باب: قول النبي ﷺ رجل اتاه الله القرآن فهو يقوم به اناء الليل واناء النهار، ورجل يقول: لو اوتيت مثل ما اوتي هذا فعلت كما يفعل برقم (٧٥٢٩) والترمذي في (جامعه) في البر والصلة، باب: ما جاء في الحسد برقم (١٩٣٦) وابن ماجه في (سننه) في الزهد، باب: الحسد برقم (٤٢٠٩) انظر (التحفة) برقم (٦٨١٥)

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ))

[1894]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''صرف دو خوبیاں قابل رشک ہیں، ایک اس آدمی کی خوبی جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی نعمت عنایت فرمائی پھر وہ دن رات کے اوقات میں اس کے حق کو ادا کرنے میں لگا رہتا ہے اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا ہے اور وہ دن، رات کے اوقات میں اسے (شریعت کے مطابق) خرچ کرتا رہتا ہے۔''

فائدہ:...... دن اور رات کے اوقات میں قرآن پاک میں مشغول ہونے یا اس کے حق کی ادائیگی میں لگے رہنے کی مختلف صورتیں ہیں، ایک صورت تو یہ ہے کہ وہ اس کے درس و تدریس، پڑھنے پڑھانے یا سیکھنے سکھانے میں مصروف رہتا ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اس کی تبلیغ و اشاعت میں مشغول رہتا ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ وہ پورے فکر اور اہتمام کے ساتھ اس کی تعلیمات و ہدایات کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہے، چوتھی صورت یہ ہے کہ اسے جب بھی فرصت میسر آتی ہے، نماز میں یا اس کے بغیر اس کی تلاوت میں لگا رہتا ہے اور مال کے خرچ کرنے کی صورت یہ ہے کہ وہ ہر جائز ضرورت کے وقت اس کا تعلق اس کی شخصیت، خاندان سے ہو یا عزیز و اقارب سے، یا دین کی نشر و اشاعت سے ہو یا اس کے تحفظ و دفاع سے یا مسلمانوں کی شخصی اور اجتماعی ضرورت سے، ہر موقعہ اور محل پر بے دریغ خرچ کرتا رہتا ہے۔

[1895] ۲٦٧۔(. . .) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ هٰذَا الْكِتَابَ فَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَتَصَدَّقَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ))

[1895]۔ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو شخصوں کے علاوہ کسی پر رشک جائز نہیں، ایک وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب عنایت فرمائی، اور وہ دن رات کے اوقات میں اس میں لگا رہتا ہے اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال و ثروت سے نوازا اور وہ دن، رات کے اوقات میں اس سے صدقہ کرتا رہتا ہے۔''

[1895] تفرد به مسلم: انظر التحفة برقم (۷۰۱۰)

مفردات الحدیث ❶ حسد: اس کی دوصورتیں ہیں (ا) حقیقی، جس میں حسد کرنے والا، صاحب نعمت سے، اسے حاصل شدہ نعمت کے زائل ہونے اور چھننے کی تمنا کرتا ہے کہ اس سے چھن جائے پھر مجھے ملے یا نہ ملے بہرحال اس کے پاس نہ رہے۔ ❷ مجازی: جس کو غبطہ اور رشک بھی کہتے ہیں، جس میں دوسرے سے نعمت کے زائل ہونے یا چھننے کی آرزو اور خواہش نہیں ہوتی، بلکہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ مجھے بھی یہ نعمت حاصل ہوتا کہ میں بھی یہ کام کرسکوں، پہلی صورت بالاتفاق منع ہے اور دوسری صورت قابل قدر ہے۔'' اور اس حدیث میں یہی مقصود ہے۔

[1896] ٢٦٨-(٨١٦) وَ حَدَّثَنِی أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِی شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِی وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ

عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِی وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا حَسَدَ إِلَّا فِی اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰی هَلَكَتِهِ فِی الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِی بِهَا وَيُعَلِّمُهَا

[1896]۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو چیزوں کے علاوہ کسی پر رشک جائز نہیں، ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے بہت مال دیا ہے اور اسے حق کی راہ میں بے دریغ خرچ کرنے کی توفیق دی ہے، دوسرا وہ انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے، حکمت (دین کا صحیح فہم) دیا اور وہ اس کے مطابق (اپنے اور دوسروں کے) فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔''

فائدہ:...... حکمت، کا معنی ہے، ہر چیز کو اس کے موقع اور محل پر رکھنا اور غیر صحیح محل سے روکنا اور اشیاء کی صحیح اور اصل حقیقت کو جاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا، عادلانہ اور منصفانہ فیصلہ کرنا۔

[1896] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی العلم، باب: الاغتباط فی العلم والحکمة برقم (٧٣) وفی الزکاة، باب: انفاق المال فی حقه برقم (١٤٠٩) وفی الاحکام، باب: اجر من قضی بالحکمة لقوله تعالی: ﴿من لم یحکم بما انزل الله فاولئك هم الفاسقون﴾ برقم (٧١٤١) وفی الاعتصام بالکتاب، والسنة، باب: ما جاء فی اجتهاد القضاة بما انزل الله تعالی لقوله: ﴿ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئك هم الظالمون﴾ ومدح النبی ﷺ صاحب الحکمة حین یقضی بها ویعلمها ولا یتکلف من قبله مشاورة الخلفاء وسوالهم اهل العلم برقم (٧٣١٦) وابن ماجه فی (سننه) فی الزهد، باب: الحسد برقم (٤٢٠٨) انظر (التحفة) برقم (٩٥٣٧)

[1897] ٢٦٩ـ(٨١٧) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ أَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِالْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ ﷺ بِعُسْفَانَ وَكَانَ عُمَرُ ﷺ يَسْتَعْمِلُهُ عَلَى مَكَّةَ فَقَالَ مَنِ اسْتَعْمَلْتَ عَلَى أَهْلِ الْوَادِي فَقَالَ ابْنَ أَبْزَى قَالَ وَمَنِ ابْنُ أَبْزَى قَالَ مَوْلًى مِنْ مَوَالِينَا قَالَ فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمْ مَوْلًى قَالَ إِنَّهُ قَارِءٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى وَإِنَّهُ عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ قَالَ عُمَرُ ﷺ أَمَا إِنَّ نَبِيَّكُمْ ﷺ قَدْ قَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ))

[1897] ۔ عامر بن واثلہ بیان کرتے ہیں کہ نافع بن عبد الحارث کی عسفان کے مقام پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مکہ کا گورنر مقرر کیا ہوا تھا، اس لیے حضرت عمر نے ان سے پوچھا کہ آپ نے اہل وادی یعنی مکہ کے لوگوں پر اپنا نائب کس کو بنایا ہے؟ نافع نے جواب دیا، اَبزیٰ کے بیٹے کو تو پوچھا، اَبْـزی کا بیٹا کون ہے؟ کہنے لگے ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک آزاد کردہ غلام ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، تم نے ان پر ایک غلام کو اپنا جانشین بنا ڈالا؟ تو نافع نے جواب دیا، اللہ کی کتاب پڑھنے والا ہے اور وہ فرائض کا علم رکھتا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں تمہارے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ اس کتاب مجید کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو اونچا کرے گا اور بہت سوں کو نیچے گرائے گا۔''

فائدہ: ......قرآن مجید انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا دستور حیات اور ضابطۂ زندگی ہے اور اس کا فرمان اور عہد نامہ ہے۔ اس کی وفاداری اور تابعداری اللہ تعالیٰ کی وفاداری اور اطاعت کیشی ہے اور اس نظام حیات اور دستور العمل سے انحراف اور بغاوت اللہ تعالیٰ سے انحراف اور سرکشی ہے، اور اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے جو فرد اور جو قوم اس کو اپنا دستور زندگی سمجھ کر اپنے کاروبار حیات کو اس کا مطیع و فرمان بردار بنائے گی، اللہ تعالیٰ اس کو سرفراز و سربلند فرمائے گا اور اس کے برعکس جو قوم اور امت اس سے انحراف اور سرکشی اختیار کرے گی اور اس پر ایمان لانے کے بعد اس پر عمل پیرا نہیں ہو گی تو وہ کبھی بھی عروج اور ترقی کی منازل طے نہیں کر سکے گی۔ اس اصول اور ضابطہ کے مطابق مسلمانوں کے عروج اور ترقی کے دور میں ان لوگوں کو ہی آگے لایا جاتا تھا اور انہیں عہدے اور مناصب ملتے تھے جو قرآنی علوم میں ماہر ہوتے تھے، اپنے علم قرآن کے بل بوتے پر ایک آزاد کردہ غلام مکہ کے گورنر کا جانشین بنا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر اعتراض کو واپس لے لیا اور رسول اکرم ﷺ کی یہ حدیث سنائی، لیکن حدیث میں ((اقواما))

[1897] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في المقدمة باب فضل من تعلم القرآن وعلمه برقم (٢١٨) انظر (التحفة) برقم (١٠٤٧٩)

کا لفظ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ عروج وزوال کے اس الٰہی فیصلہ اور قانون کا تعلق افراد واشخاص سے نہیں ہے بلکہ قوموں اور امتوں سے ہے اور اسلام اور مسلمانوں کی پوری تاریخ اس حدیث کی صداقت کی آئینہ دار ہے کہ جب مسلمانوں نے اپنا تعلق اور رابطہ مجموعی طور پر دین سے جوڑا، انہیں سرفرازی اور عروج ملا، اور جب ان کا تعلق بحیثیت امت وقوم دین سے ٹوٹا تو وہ انحطاط اور زوال کا شکار ہوئے، جس کا آج ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

[1898] (. . .) وَحَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَا أَنَا أَبُوالْيَمَانِ قَالَ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِالْحَارِثِ الْخُزَاعِيَّ لَقِيَ

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بِعُسْفَانَ بِمِثْلِ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

[1898] امام صاحب نے یہی حدیث اپنے دوسرے اساتذہ سے نقل کی ہے۔

١٦...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ وَبَيَانِ مَعْنَاهَا

باب١٦: قرآن کے سات حروف پر ہونے کا بیان اور اس کے مفہوم کی وضاحت

[1899] ٢٧٠-(٨١٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَقْرَأَنِيهَا فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتّٰى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَرْسِلْهُ اقْرَأْ)) فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((هٰكَذَا أُنْزِلَتْ)) ثُمَّ قَالَ لِي ((اقْرَأْ)) فَقَرَأْتُ فَقَالَ ((هٰكَذَا أُنْزِلَتْ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ))

[1898] تقد تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٨٩٤)

[1899] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الخصومات، باب: كلام الخصوم بعضهم فى بعض برقم (٢٤١٩) وفى فضائل القرآن، باب: انزل القرآن على سبعة احرف برقم (٤٩٩٢) وفى باب؛ من لم ير باسا ان يقول سورت البقرة و سورت كذا وسورت كذا برقم (٥٠٤١) وفى: استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب: ما جاء فى المتاولين برقم (٦٩٣٦) وفى ←

[1899] ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ہشام بن حکیم بن حزام کو سورہ فرقان اپنے انداز میں پڑھتے سنا، جو میرے اسلوب قرأت سے الگ تھا، حالانکہ یہ سورت مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی تھی تو قریب تھا کہ میں (اس کے مواخذہ و گرفت میں) جلد بازی سے کام لوں، لیکن میں نے اس کو مہلت دی حتی کہ انہوں نے سلام پھیر دیا، پھر میں اس کی چادر ان کے گلے میں ڈال کر کھینچتا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا، اور میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں نے اس اسلوب و انداز کے سوا سورہ فرقان پڑھتے سنا ہے جو آپ نے مجھے پڑھایا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو، (اور اسے فرمایا) پڑھو۔'' تو اس نے اس اسلوب اور لہجہ میں پڑھا، جس میں، میں نے اسے پڑھتے سنا تھا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسے ہی نازل ہوا ہے۔'' پھر آپ نے مجھے فرمایا: ''پڑھو۔'' میں نے پڑھا، اس پر بھی آپ نے فرمایا: ''ایسے ہی اترا ہے یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے، پس ان میں سے جو تمہارے لیے آسان ہو، اس طریقے سے پڑھ لو۔''

مفردات الحدیث

❋ ❶ **لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِه: میں نے اس کے گلے میں، اس کی چادر ڈال کر کھینچا۔ ❷ کدت ان اَعْجَلَ علیه: قریب تھا کہ میں جلدی سے اس پر پل پڑوں، قرأت کے دوران ہی اسے پکڑ لوں۔**

[1900] ۲۷۱۔(. . .) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلٰوةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ

[1900] ۔ مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن عبد القاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہشام بن حکیم کو سورہ فرقان پڑھتے سنا...... آگے مذکورہ بالا واقعہ بیان کیا، اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ قریب تھا کہ میں اس پر نماز میں پل پڑوں میں نے بڑی مشکل سے صبر کیا، یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا۔

← التوحید باب: قول اللہ تعالی ﴿فاقرءوا ما تیسر منه﴾ برقم (۷۵۵۰) وابو داود فی (سننه) فی الصلاۃ باب: انزل القرآن علی سبعة احرف برقم (۱٤۷۵) والترمذی فی (جامعه) فی القرآت باب: ماجاء انزل القرآن علی سبعة برقم (۲۹٤۳) والنسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب: جامع ما جاء فی القرآن ۲/ ۱۵۰ـ ۱۵۲ـ انظر (التحفة) برقم (۱۰۹۵۱)

[1900] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۱۸۹٦)

مفردات الحدیث ✻ اُسَاوِرُهُ: میں اس پر حملہ کروں۔

[1901] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَرِوَايَةِ يُونُسَ بِإِسْنَادِهِ

[1901] مصنف نے یہی حدیث اپنے دوسرے استاد سے بیان کی ہے۔

فائدہ :...... قرآن مجید سات حروف پر نازل ہوا ہے، سات حروف سے کیا مراد ہے، یہ ایک انتہائی معرکۃ الاراء اور طویل بحث ہے، جس کو علوم قرآن کے مشکل ترین مباحث میں سے شمار کیا جاتا ہے، علامہ عبدالعظیم زرقانی نے اپنی کتاب، (مناھل العرفان ج،۱) میں اس پر بڑی مفصل بحث کی ہے اور چالیس کے قریب اقوال بتائے ہیں، میں ان میں سے صرف اس قول کو نقل کرتا ہوں، جسے انہوں نے دلائل کی روشنی میں راجح ترین قول قرار دیا ہے، کہ سات حروف سے مراد، اختلاف قرأت کی سات نوعتیں ہیں، علامہ ابن قتیبہ، امام ابوالفضل رازی، امام ابوبکر باقلانی اور محقق ابن الجزری نے اسے ہی اختیار کیا ہے، اور سب سے پہلے امام مالک رحمہ اللہ نے اس کو اختیار کیا ہے، لیکن ان نوعیتوں کی تعیین میں ان حضرات میں تھوڑا تھوڑا فرق ہے، لیکن ان سب میں ابوالفضل رازی رحمہ اللہ کا استقرا، سب سے زیادہ جامع اور مانع ہے، اس لیے ہم اسے ہی بیان کرتے ہیں۔

۱۔ اسماء کا اختلاف: یعنی افراد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث کا اختلاف۔

۲۔ افعال کا اختلاف: یعنی کسی قرأت میں ماضی کا صیغہ ہے، کسی میں مضارع کا اور کسی میں امر ہے۔

۳۔ وجوہ اعراب کا اختلاف: یعنی مختلف قرأتوں میں اعراب یا حرکات مختلف ہیں۔

۴۔ الفاظ کی کمی وبیشی کا اختلاف: یعنی ایک قرأت میں کوئی لفظ کم ہے اور دوسری میں زیادہ ہے۔

۵۔ تقدیم وتاخیر کا اختلاف: یعنی ایک قرأت میں کوئی لفظ پہلے ہے اور دوسری میں بعد میں ہے۔

۶۔ بدلیت کا اختلاف: ایک قرأت میں ایک لفظ ہے اور دوسری میں اس کی جگہ دوسرا لفظ ہے، لیکن اسلام کے شروع شروع میں ایک لفظ کی جگہ دوسرے لفظ کا ہونا بکثرت تھا، لیکن رفتہ رفتہ جب اہل عرب قرآنی زبان سے پوری طرح مانوس ہو گئے تو یہ قسم دن بدن کم ہوتی گئی، یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ رمضان میں اپنی زندگی کا جبریل کے ساتھ آخری دور کیا، جسے عرضۂ اخیرہ کا نام دیا جاتا ہے، اس میں اس قسم کا اختلاف بہت کم رہ گیا، اس لیے موجودہ قرأت میں اس قسم کا اختلاف بہت کم ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس اختلاف کی طرف ہی اشارہ ہے، کہ جب معاملہ سات حروف تک پہنچ گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہر ایک شافی کافی ہے تاوقتیکہ آپ عذاب کی آیت کو رحمت سے یا رحمت کی آیت کو عذاب سے مخلوط نہ کر دیں، جیسے آپ کہتے ہیں، تَعَالِ، أَقْبِلْ،

[1901] تقدم تخرجه برقم (۱۸۹۶)

هَلُمَّ، اِذْهَبْ، اَسْرِعْ، عَجِّلْ، یعنی ان الفاظ کو ایک دوسرے کی جگہ استعمال کرنا درست تھا۔

۷۔ لہجوں کا اختلاف: یعنی تفخیم، ترقیق، امالہ، قصر، مد، اظہار اور ادغام کے اختلافات۔

[1902] ۲۷۲۔(۸۱۹) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ فَيَزِيدُنِي حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ بَلَغَنِي أَنَّ تِلْكَ السَّبْعَةَ الْأَحْرُفَ إِنَّمَا هِيَ فِي الْأَمْرِ الَّذِي يَكُونُ وَاحِدًا لَا يَخْتَلِفُ فِي حَلَالٍ وَّلَا حَرَامٍ

[1902]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام نے مجھے قرآن ایک حرف پر پڑھایا، میں نے ان سے زیادہ کے لیے گفتگو کی، میں زیادہ کا تقاضا کرتا رہا اور وہ میرے لیے حروف میں اضافہ کرتے گئے، یہاں تک کہ بات سات حروف تک پہنچ گئی۔'' امام ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ان سات حروف میں معاملہ یعنی مقصد و مطلب ایک ہی ہوتا ہے، حلال وحرام کے اعتبار سے کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوتا۔

[1903] (. . .) وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1903] امام صاحب یہی روایت ایک دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں۔

تنبیہ:...... یاد رہے کہ سبعہ احرف سے مراد موجودہ سات قراءتیں نہیں بلکہ یہ تو مصحف عثمان رضی اللہ عنہ کی ہی روایات ہیں جو سات بلکہ دس یا اس سے بھی زیادہ قاری حضرات سے مروی ہیں۔

[1904] ۲۷۳۔(۸۲۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عِيسَى بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ جَدِّهِ

[1902] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی فضائل القرآن، باب: انزل القرآن علی سبعة احرف برقم (٤٩٩١) انظر (التحفة) برقم (٥٨٤٤)

[1903] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٨٩٩)

[1904] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: انزل القرآن علی سبعة احرف برقم (١٤٧٨) والنسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب: جامع ما جاء فی القرآن ٢/ ١٥٢ و ١٥٣ بمعناه۔ انظر (التحفة) برقم (٦٠)

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَقَرَأَ قِرَائَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ قِرَائَةً سِوٰى قِرَائَةِ صَاحِبِهِ فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلٰوةَ دَخَلْنَا جَمِيعًا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ إِنَّ هٰذَا قَرَأَ قِرَائَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ سِوٰى قِرَائَةِ صَاحِبِهِ فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَآ فَحَسَّنَ النَّبِيُّ ﷺ شَأْنَهُمَا فَسَقَطَ فِي نَفْسِي مِنَ التَّكْذِيبِ وَلَا إِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا رَاٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَدْ غَشِيَنِي ضَرَبَ فِي صَدْرِي فَفِضْتُ عَرَقًا وَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَرَقًا فَقَالَ لِي ((يَا أُبَيُّ أُرْسِلَ إِلَيَّ أَنْ اقْرَأْ الْقُرْآنَ عَلٰى حَرْفٍ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلٰى أُمَّتِي فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّانِيَةَ اقْرَأْهُ عَلٰى حَرْفَيْنِ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلٰى أُمَّتِي فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّالِثَةَ اقْرَأْهُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْئَلَةٌ تَسْأَلُنِيهَا فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِي اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِي وَأَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتّٰى إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ))

[1904] ۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں تھا کہ ایک آدمی آ کر نماز پڑھنے لگا اور اس نے ایسی قرأت کی جو میرے لیے غیر مانوس اور اجنبی تھی، پھر ایک اور آدمی آیا، اس نے ایسے انداز سے قرأت کی، جو پہلے آدمی سے جدا تھی، جب ہم سب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے عرض کیا، اس نے ایسے لہجے اور انداز سے قرأت کی جو میرے لیے غیر مانوس اور اجنبی تھی، اور دوسرا آیا تو اس نے اپنے ساتھی سے الگ انداز میں قرأت کی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا، ان دونوں نے قرأت کی، اس پر نبی اکرم ﷺ نے ان کے معاملہ اور حالت کی تحسین فرمائی تو میرے دل میں آپ کی تکذیب (جھٹلانا) کا داعیہ (شک و شبہ کی صورت میں) اس زور سے پیدا ہوا کہ اتنا شدید داعیہ جاہلیت کے دور میں بھی میرے اندر نہ تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے میری اس کیفیت و حالت کو دیکھا جو مجھ پر طاری تھی، تو میرے سینہ پر ہاتھ مارا، جس سے میں پسینہ پسینہ ہو گیا، اور مجھے محسوس ہوا کہ میں ڈر کے مارے گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں، اور آپ نے مجھے فرمایا: ”مجھے حکم بھیجا گیا، کہ میں قرآن ایک حرف پر پڑھوں تو میں نے اللہ کے حضور گزارش کی، کہ میری امت کے لیے آسانی فرمایئے تو مجھے دوبارہ حکم ملا، اسے دو حرف پر پڑھیے، میں نے پھر اس کے سامنے عرض کیا، کہ میری امت کے لیے آسانی فرمایئے تو مجھے سہ بارہ حکم ملا کہ اسے سات حروف پر پڑھیے، اور تیرے لیے، تیری ہر گذارش پر، جس کا تمہیں جواب ملا ہے، ایک دعا مانگنے کی اجازت ہے تو میں نے عرض کیا: ”اے میرے اللہ! میری امت کو بخش دے، اے میرے اللہ! میری امت کو بخش دے، اور تیسری دعا میں نے اس دن کے لیے مؤخر کر لی ہے، جس دن تمام مخلوق حتی کہ ابراہیم علیہ السلام بھی میری طرف راغب ہوں گے۔

مفردات الحدیث ❶ **سُقِطَ في نفسي من التكذيب ولا إذ كنت في الجاهلية:** جب آپ نے دونوں آدمیوں کی قرأت کی تحسین فرمائی تو میرے دل میں شیطان نے آپ کی تکذیب کا اس شدت اور زور سے وسوسہ پیدا کیا کہ اتنا شدید وسوسہ جاہلیت کے دور میں بھی میرے دل میں پیدا نہیں ہوا تھا۔ ❷ **ضَرَبَ فی صدری:** (جب آپ نے میرے چہرے سے میرے دل کی کیفیت بھانپ لی، تو میرے دل سے شیطانی وسوسے اورحق کے بارے میں اس کے پیدا کردہ شک وشبہ کو دور کرنے کے لیے) میرے سینہ پر ہاتھ مارا، تاکہ مجھے اطمینان اور تسکین حاصل ہو جائے۔ ❸ **ففضتُ عرقاً:** تو میں اللہ کے ڈر اور خوف سے پسینہ سے شرابور ہو گیا، اور میری تمام حیرت اور پریشانی ختم ہوگئی اور میرا دل آپ کی حقانیت پر جم گیا۔ ❹ **مسألةٌ تسألنيها:** اپنی ہر عرض اور ہر درخواست پر ایک ایک دعا مانگ سکتے ہو، جس کی قبولیت قطعی اور یقینی ہے، آپ نے تین دفعہ درخواست کی تھی۔ اس لیے دو دفعہ اپنی امت کے لیے مغفرت کی دعا کی اور تیسری عرض کی دعا کو قیامت کے لیے شفاعت کبریٰ کے لیے محفوظ کر لیا۔

فائدہ:...... اس حدیث میں پہلی دفعہ کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، کیونکہ اس میں جبریل آئے تھے اور بعد میں آپ کے سوال کرنے پر، جا کر پوچھ کر آتے رہے ہیں، آگے اس دفعہ کو شمار کیا گیا تو چوتھی دفعہ آنے کا تذکرہ کیا۔

[1905] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِيخَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عِيسٰى عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ أَخْبَرَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَقَرَأَ قِرَائَةً وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ

[1905]۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی اندر داخل ہوا، اور نماز شروع کر دی، اس نے ایک اسلوب میں قرأت کی، اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

[1906] ٢٧٤۔(٨٢١) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ أَضَاةِ بَنِي غِفَارٍ قَالَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلٰى حَرْفٍ فَقَالَ ((أَسْأَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ

[1905] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٩٠١)

[1906] تقدم تخريجه برقم (١٩٠١)

أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ)) ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلٰى حَرْفَيْنِ فَقَالَ ((أَسْأَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ)) ثُمَّ جَاءَهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلٰى حَرْفَيْنِ فَقَالَ ((أَسْأَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ)) ثُمَّ جَاءَهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَؤُا عَلَيْهِ فَقَدْ أَصَابُوا

[1906]۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنوغفار کے تالاب کے پاس تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ اپنی امت کو ایک حرف پر قرآن پڑھائیں، آپ نے فرمایا: ”میں اللہ تعالیٰ سے اس کے حضور عفو اور بخشش کا سوال کرتا ہوں، اور میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔“ پھر جبریل علیہ السلام، آپ کے پاس دوبارہ آیا اور کہا، اللہ تعالیٰ کی تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اپنی امت کو قرآن دو حرفوں پر پڑھائیے، آپ نے کہا: ”میں اللہ تعالیٰ سے اس کے حضور عفو و بخشش کا خواستگار ہوں، اور میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔“ پھر جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس تیسری دفعہ آئے، اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں، کہ آپ اپنی امت کو قرآن تین حرفوں پر پڑھائیں، آپ نے فرمایا: ”میں اللہ تعالیٰ سے اس کے عفو و درگذر اور مغفرت کا سوال کرتا ہوں، اور یہ میری امت کے بس میں نہیں ہے۔“ پھر جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس چوتھی مرتبہ آئے اور کہا، اللہ تعالیٰ کا آپ کو حکم ہے کہ آپ اپنی امت کو قرآن سات حرفوں پر پڑھائیں، وہ جس حرف پر بھی پڑھیں گے، صحیح پڑھیں گے۔

[1907] قَالَ مُسْلِمٌ وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِيْ قَالَ نَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1907] امام صاحب یہی حدیث دوسری سند سے لائے ہیں۔

۱۷...... بَاب: تَرْتِيلِ الْقِرَاءَةِ وَاجْتِنَابِ الْهَذِّ وَسُورَتَيْنِ فَأَكْثَرَ فِي رَكْعَةٍ

باب۱۷: قرأت آہستہ آہستہ کرنا، ھذ یعنی تیزی میں حد سے بڑھ جانے سے اجتناب (پرہیز) برتنا اور ایک رکعت میں دو اور اس سے زیادہ سورتوں کے پڑھنے کا جواز

[1908] ۲۷۵۔(۸۲۲) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ

[1907] تقدم تخریجه برقم (۱۹۰۱)

[1908] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی فضائل القرآن باب: تالیف القرآن برقم (٤٩٩٦)

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ نَهِيكُ بْنُ سِنَانٍ إِلَى عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ كَيْفَ تَقْرَأُ هٰذَا الْحَرْفَ أَلِفًا تَجِدُهُ أَمْ يَاءً مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ أَوْ مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ يَاسِنٍ قَالَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ رضی اللہ عنہ وَكُلَّ الْقُرْآنِ قَدْ أَحْصَيْتَ غَيْرَ هٰذَا قَالَ إِنِّي لَأَقْرَأُ الْمُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ إِنَّ أَقْوَامًا يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ وَلٰكِنْ إِذَا وَقَعَ فِي الْقَلْبِ فَرَسَخَ فِيهِ نَفَعَ إِنَّ أَفْضَلَ الصَّلٰوةِ الرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ إِنِّي لَأَعْلَمُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ سُورَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ثُمَّ قَامَ عَبْدُاللّٰهِ فَدَخَلَ عَلْقَمَةُ فِي أَثْرِهٖ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ قَدْ أَخْبَرَنِي بِهَا قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَتِهٖ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي بَجِيلَةَ إِلَى عَبْدِاللّٰهِ وَلَمْ يَقُلْ نَهِيكُ ابْنُ سِنَانٍ

[**1908**]۔ ابو وائل سے روایت ہے کہ نہیک بن سنان نامی ایک آدمی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا، اے ابوعبدالرحمٰن! آپ اس کلمہ کو کیسے پڑھتے ہیں، آپ اسے الف سمجھتے ہیں یا ء "من ماءٍ غیر آسن ہے یا من ماءٍ غیر یاسنٍ" (پانی جس کا ذائقہ اور رنگ بدلا نہیں ہوگا۔) تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا، اس لفظ کے سوا تمام قرآن مجید کی تحقیق تم نے کر لی ہے؟ اس نے کہا میں تمام مفصل سورتیں ایک رکعت میں پڑھتا ہوں، اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، شعروں کی سی تیز رفتاری سے پڑھتے ہو؟ کچھ لوگ قرآن مجید پڑھتے ہیں اور وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترتا، اور لیکن وہ جب دل پر پڑتا ہے اور اس میں راسخ ہو جاتا ہے تو نفع دیتا ہے۔ بہترین نماز وہ ہے جس میں رکوع اور سجدہ کو اہمیت حاصل ہے اور میں ان ملتی جلتی سورتوں کو جانتا ہوں، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو دو ملا کر ایک رکعت میں پڑھتے تھے، پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ اٹھ کر چلے گئے اور علقمہ بھی ان کے پیچھے اندر چلے گئے، پھر واپس آئے اور کہا، مجھے انہوں نے وہ سورتیں بتا دی ہیں۔

مفردات الحدیث ❶ **آسِنٌ**: وہ پانی جس کا ذائقہ اور رنگ بدل جائے اس کو ماءٌ آسِنٌ یا ماءٌ یاسِنٌ کہتے ہیں۔ ❷ **هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ**: جس طرح اشعار کو جلدی جلدی بلا سوچے سمجھے یاد کیا جاتا ہے اور نقل کیا جاتا ہے، اس طرح تم نے بلا سوچے سمجھے ایک رکعت میں اتنی سورتیں پڑھ ڈالیں، شعروں کی نقل و روایت میں تیزی ہوتی ہے لیکن مجمع میں پڑھتے وقت ترنم اور خوش الحانی کی جاتی ہے۔ ❸ **لا يجاوز تراقيهم**: ترقوة ہنسلی کو کہتے ہیں، یعنی قرأت دل تک نہیں پہنچتی اور اس کو متاثر نہیں کرتی، محض زبان پر رواں رہتی ہے، یا اوپر نہیں اٹھتی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت حاصل نہیں کر پاتی۔

← والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما ذکر فی قراة سورتین فی رکعة برقم (٦٠٢) والنسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب: قراة سورتین فی رکعة ٢/ ١٧٥ ـ انظر (التحفة) برقم (٩٢٤٨)

فائدہ: ...... قرآن مجید کی پہلی سات سورتوں کو طوال کہتے ہیں اور بعد والی وہ سورتیں جن کی آیات سو سے اوپر ہیں، مئین کہلاتی ہیں اور ان کے بعد والی جن کی آیات سو سے کم ہیں، مثانی کہلاتی ہیں اور اس کے بعد سورۃ حجرات سے شروع ہونے والی سورتیں مفصل کہلاتی ہیں، حجرات سے سورۂ بروج تک طوال مفصل اس سے آگے ﴿لم یکن الذین کفروا﴾ تک اوساط مفصل اور اس سے آگے آخر تک قصار مفصل ہیں، گویا کہ نہیک نامی انسان نے آخری منزل ایک رکعت میں پڑھی تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا، تم نے ٹھہر ٹھہر کر، غور و فکر اور تدبر کے ساتھ قراءت نہیں کی اور ابن نمیر کی روایت میں نہیک بن سنان کا نام نہیں ہے، بلکہ بنو بجیلہ کے ایک آدمی کی آمد کا ذکر ہے۔

[1909] ٢٧٦-(. . .) وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِاللّٰهِ يُقَالُ لَهُ نَهِيكُ بْنُ سِنَانٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكِيعٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَجَاءَ عَلْقَمَةُ لِيَدْخُلَ عَلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ سَلْهُ عَنِ النَّظَائِرِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي رَكْعَةٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَسَأَلَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ عِشْرُونَ سُورَةً مِّنَ الْمُفَصَّلِ فِي تَأْلِيفِ عَبْدِاللّٰهِ

[1909]۔ امام صاحب ایک دوسرے استاد سے نقل کرتے ہیں کہ ابو وائل نے بتایا کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا، جسے نہیک بن سنان کہا جاتا تھا۔ اس کے آخر میں ہے کہ علقمہ آئے تاکہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں تو ہم نے اس سے کہا، عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ان باہم ملتی جلتی سورتوں کے نام پوچھنا جنہیں رسول اللہ ﷺ ایک رکعت میں پڑھتے تھے، وہ ان کے پاس اندر چلے گئے اور ان سے ان سورتوں کے بارے میں پوچھا، پھر ہمارے پاس تشریف لائے اور بتایا، وہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ترتیب کے مطابق مفصل کی (تقریباً) بیس سورتیں ہیں۔

[1910] ٢٧٧-(. . .) وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمَا وَقَالَ إِنِّي لَأَعْرِفُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ يَقْرَأُ بِهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اثْنَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ عِشْرِينَ سُورَةً فِي عَشْرِ رَكَعَاتٍ

[1910]۔ امام صاحب یہی روایت ایک دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں، اس میں ہے کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں ان باہم متشابہ سورتوں کو جانتا ہوں جنہیں رسول اللہ ﷺ دو دو ملا کر ایک رکعت میں پڑھتے تھے یعنی بیس سورتیں دس رکعات میں۔

[1909] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٩٠٥)

[1910] تقدم تخريجه برقم (١٩٠٥)

[1911] ۲۷۸ـ(. . .) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ نَا وَاصِلٌ الْأَحْدَبُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ غَدَوْنَا عَلَى عَبْدِاللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ يَوْمًا بَعْدَ مَا صَلَّيْنَا الْغَدَاةَ فَسَلَّمْنَا بِالْبَابِ فَأَذِنَ لَنَا قَالَ فَمَكَثْنَا بِالْبَابِ هُنَيَّةً قَالَ فَخَرَجَتِ الْجَارِيَةُ فَقَالَتْ أَلَا تَدْخُلُونَ فَدَخَلْنَا فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ يُسَبِّحُ فَقَالَ مَا مَنَعَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا وَقَدْ أُذِنَ لَكُمْ فَقُلْنَا لَا إِلَّا أَنَّا ظَنَنَّا أَنَّ بَعْضَ أَهْلِ الْبَيْتِ نَائِمٌ قَالَ ظَنَنْتُمْ بِآلِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ غَفْلَةً قَالَ ثُمَّ أَقْبَلَ يُسَبِّحُ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّ الشَّمْسَ قَدْ طَلَعَتْ فَقَالَ يَا جَارِيَةُ انْظُرِي هَلْ طَلَعَتْ قَالَ فَنَظَرَتْ فَإِذَا هِيَ لَمْ تَطْلُعْ فَأَقْبَلَ يُسَبِّحُ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّ الشَّمْسَ قَدْ طَلَعَتْ قَالَ يَا جَارِيَةُ انْظُرِي هَلْ طَلَعَتْ فَنَظَرَتْ وَإِذَا هِيَ قَدْ طَلَعَتْ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَقَالَنَا يَوْمَنَا هَذَا فَقَالَ مَهْدِيٌّ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلَمْ يُهْلِكْنَا بِذُنُوبِنَا قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَةَ كُلَّهُ قَالَ فَقَالَ عَبْدُاللَّهِ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ إِنَّا لَقَدْ سَمِعْنَا الْقَرَائِنَ وَإِنِّي لَأَحْفَظُ الْقَرَائِنَ الَّتِي كَانَ يَقْرَؤُهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِنَ الْمُفَصَّلِ وَسُورَتَيْنِ مِنْ آلِ حٰمٓ

[1911] ۔ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم صبح کی نماز پڑھنے کے بعد عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے دروازے پر ٹھہر کر السلام علیکم کہا، انہوں نے ہمیں اجازت دے دی، اور ہم کچھ وقت کے لیے دروازہ پر رک گئے تو ایک لونڈی آئی اور اس نے آ کر کہا داخل کیوں نہیں ہوتے؟ تو ہم اندر چلے گئے، اور وہ بیٹھے تسبیحات پڑھ رہے تھے اور انہوں نے پوچھا، جب میں نے تمہیں اجازت دے دی تھی تو پھر تمہارے لیے داخلہ میں کون سی چیز رکاوٹ بنی؟ ہم نے عرض کیا، رکاوٹ تو کوئی نہیں تھی، ہم نے سوچا شاید بعض گھر کے افراد سوئے ہوئے ہیں، انہوں نے فرمایا: تم نے ام عبد کے بیٹے کے گھر والوں کے متعلق غفلت کا گمان کیا؟ پھر وہ تسبیح کرنے میں مشغول ہو گئے حتی کہ انہوں نے خیال کیا کہ سورج نکل آیا ہے تو فرمایا، اے لونڈی! دیکھو! کیا سورج نکل آیا ہے؟ اس نے دیکھا، ابھی سورج نہیں نکلا تھا، وہ پھر تسبیح میں مشغول ہو گئے، حتی کہ انہوں نے

[1911] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل القرآن، باب: الترتيل في القراة وقوله تعالى: ﴿ورتل القرآن ترتيلا﴾ وقوله تعالى: ﴿وقرآنا فرقناه لنقراه على الناس على مكث﴾ برقم (٥٠٤٣) انظر (التحفة) برقم (٩٣١٢)

خیال کیا کہ سورج طلوع ہو گیا ہے تو کہا، اے لونڈی! دیکھو، کیا سورج طلوع ہو گیا ہے، اس نے دیکھا کہ سورج طلوع ہو چکا ہے تو انہوں نے کہا، شکریہ کے لائق اللہ ہے جس نے یہ دن لوٹا دیا، مہدی کہتے ہیں میرے خیال میں انہوں نے یہ بھی کہا، ہمارے گناہوں کی پاداش میں ہمیں ہلاک نہیں کیا۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا، میں نے کل رات تمام مفصل سورتوں کی تلاوت کی، اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا، تیز جس طرح شعر تیزی سے نقل کیے جاتے ہیں، ہم نے ملتی جلتی سورتیں نقل کی ہیں اور مجھے وہ جوڑے یاد ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے، مفصل میں سے اٹھارہ سورتیں اور حمٓ والی دو۔

فائدہ: ...... **صبح کی نماز سے سورج کے طلوع تک کے وقت کو غفلت اور لاپرواہی میں نہیں گزارنا چاہیے، اس میں اپنے آپ کو ذکر و اذکار میں مصروف رکھنا چاہیے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے تمام افراد خانہ کو بیدار رکھتے تھے، کیونکہ یہ اس کا فضل و کرم ہے کہ اس نے ہمیں مہلت بخشی اور ہماری زندگی کا خاتمہ نہیں کر دیا۔ اس لیے اس کا شکر گزار ہونا چاہیے اور دن کے ابتدائی وقت کو غفلت اور نیند میں نہیں گزارنا چاہیے۔**

[1912] ٢٧٩۔(. . .) وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي بَجِيلَةَ يُقَالُ لَهُ نَهِيكُ بْنُ سِنَانٍ إِلَى عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ إِنِّي أَقْرَأُ الْمُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ لَقَدْ عَلِمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِنَّ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ

[1912]۔ شقیق بیان کرتے ہیں، بنو بجیلہ کا ایک آدمی جسے نہیک بن سنان کہا جاتا تھا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا، میں مفصل سورتیں ایک رکعت میں پڑھتا ہوں تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تیزی ہے، جیسے شعروں کے لیے تیزی کی جاتی ہے؟ مجھے وہ نظائر باہمی ملتی جلتی سورتیں معلوم ہیں، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت میں دو دو کر کے پڑھتے تھے۔

[1913] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنهما فَقَالَ إِنِّي قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ كُلَّهُ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ فَقَالَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ قَالَ فَذَكَرَ عِشْرِينَ سُورَةً مِّنَ الْمُفَصَّلِ سُورَتَيْنِ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ

[1912] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٩٣٠٩)

[1913] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: الجمع بین السورتین فی الرکعة ←

[1913] وائل بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے آج رات مفصل سورتیں ایک رکعت میں پڑھی ہیں تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شعروں کی سی تیزی کے ساتھ؟ اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے وہ نظائر معلوم ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملا کر پڑھا کرتے تھے، انہوں نے مفصل سورتوں میں سے بیس سورتیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو دو ملا کر ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔

فوائد :...... ❶ شقیق: ابو وائل کا نام ہے اور ام عبد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ ❷ سورتوں کے جوڑے جوڑے حضرت عبد اللہ بن مسعود کے نسخہ کی رو سے یہ ہیں۔ (۱) رحمن، نجم (۲) اقتربت الساعة اور الحاقه (۳) طور اور زاریات (۴) واقعه اور نون (۵) سأل سائلٌ اور نازعات (۶) ویل للمطففین اور عبس (۷) مدثر اور مزمل (۸) هل أتى اور لا اقسم (۹) عم اور مرسلات (۱۰) دخان اور اذا الشمس كوّرت، ان میں حم والی سورت صرف دخان ہے اور تغلیباً اذا الشمس کو آل حیم میں شمار کیا گیا ہے۔ ❸ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر، معانی و مطالب پر غور و فکر کرتے ہوئے پڑھنا چاہیے جو انسان ایک رکعت میں ایک منزل پا لیتا ہے، وہ اس پر غور و فکر نہیں کر سکتا، اس لیے جو انسان قرآن مجید کے معانی سے آگاہ نہیں ہے، وہ جس قدر چاہے پڑھ سکتا ہے، بعض صحابہ کرام سے ایک رکعت میں قرآن مکمل طور پر پڑھنا ثابت ہے کیونکہ اس وقت وہ صرف قرأت کرتے تھے، الفاظ کے معانی اور مطلب پر غور و فکر کو دوسرے اوقات میں اٹھا رکھتے تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو تین راتوں سے کم میں قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ (بخاری)

۱۸...... بَاب: مَا يَتَعَلَّقُ بِالْقِرَائَةِ

باب ۱۸: قرأت کے متعلقات

[1914] ۲۸۰۔(۸۲۳) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا سَأَلَ الْأَسْوَدَ بْنَ يَزِيدَ وَهُوَ يُعَلِّمُ الْقُرْآنَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ كَيْفَ تَقْرَأُ هٰذِهِ الْآيَةَ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ أَدَالًا أَمْ ذَالًا قَالَ بَلْ دَالًا سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((مُدَّكِرٍ)) دَالًا

← برقم (۷۷۵) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: قراة سورتين في ركعة ۲/ ۱۷۵۔ انظر (التحفة) برقم (۹۲۸۸)

[1914] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير، سورت اقتربت الساعة، باب: ﴿تجرى باعيننا جزاء لمن كان كفر ولقد تركناها آية فهل من مدكر﴾ برقم (۴۸۶۹) وفي باب: ﴿ولقد ←

[1914] ۔ ابو اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا، اس نے (اسود بن یزید سے جبکہ وہ مسجد میں قرآن کی تعلیم دے رہے تھے، سوال کیا، تم اس آیت کو کیسے پڑھتے ہو؟ ﴿فھل من مدکر﴾ دال پڑھتے ہو یا ذال؟ انہوں نے جواب دیا، کہ دال پڑھتا ہوں، میں نے عبداللہ بن مسعود سے سنا، وہ بتا رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مدّکر دال کے ساتھ سنا ہے۔

فائدہ :...... عربی کے صرفیقاعدہ کی رو سے، اس کو دونوں طرح پڑھنا جائز ہے، اگرچہ ہماری قرأت میں دال ہے، لیکن بعض قاریوں نے یہاں "ذال" پڑھا ہے۔

[1915] ۲۱۸۔(. . .) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِى إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ هٰذَا الْحَرْفَ ((فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ))

[1915] ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کلمہ کو ﴿ھل من مدکر﴾ پڑھتے تھے، یعنی دال پڑھتے تھے۔

[1916] ۲۸۲۔(۸۲٤) وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِى شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِى بَكْرٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ عَلْقَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَدِمْنَا الشَّامَ فَأَتَانَا أَبُو الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ فِيكُمْ أَحَدٌ يَقْرَأُ عَلٰى قِرَاءَةِ عَبْدِاللّٰهِ فَقُلْتُ نَعَمْ أَنَا قَالَ فَكَيْفَ سَمِعْتَ عَبْدَاللّٰهِ يَقْرَأُ هٰذَا الْآيَةَ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى قَالَ سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى قَالَ وَأَنَا وَاللّٰهِ هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُهَا وَلٰكِنْ هٰؤُلَاءِ يُرِيدُونَ أَنْ أَقْرَأَ وَمَا خَلَقَ فَلَا أُتَابِعُهُمْ

[1916] ۔ علقمہ سے روایت ہے کہ ہم شام گئے تو ہمارے پاس ابو درداء رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے پوچھا،

← یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر﴾ برقم (٤٨٧٠) وفی باب ﴿اعجاز نخل منقعر۔ فکیف کان عذابی ونذر﴾ برقم (٤٨٧١) وفی باب: ﴿ولقد صبحھم بکرۃ عذاب مستقر فذوقوا عذابی ونذر﴾ برقم (٤٨٧٢) وبرقم (٤٨٧٤) وفی احادیث الانبیاء، باب: قول اللہ عزوجل ﴿والی عاد اخاھم ھودا قال یا قوم اعبدوا اللہ﴾ برقم (٣٣٤٥) وابو داود فی (سننہ) فی الحروف والقرأت باب (١) برقم (٣٩٩٤) والترمذی فی (جامعہ) فی القرأت، باب: ومن سورت القمر برقم (٢٩٣٧) انظر (التحفۃ) برقم (٩١٧٩)

[1915] تقدم تخریجہ فی الحدیث السابق برقم (١٩١١)

[1916] اخرجہ البخاری فی (صحیحہ) فی التفسیر سورت ﴿واللیل اذا یغشی﴾ باب ﴿والنھار ←

کیا تم میں سے کوئی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں پڑھتا ہے؟ میں نے کہا، جی ہاں، میں پڑھتا ہوں، انہوں نے پوچھا تو نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ آیت کیسے پڑھتے ہوئے سنا ہے؟ ﴿والليل اذا يغشىٰ﴾ میں نے کہا ﴿والليل اذا يغشىٰ والذكر والانثىٰ﴾ انہوں نے کہا، اور میں نے بھی اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی پڑھتے سنا ہے، لیکن یہ حضرات چاہتے ہیں کہ ﴿وما خلق الذكر والانثىٰ﴾ پڑھوں، میں ان کے پیچھے نہیں چلوں گا۔''

فائدہ:...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کی قرأت میں وما خلق کا لفظ نہیں تھا، لیکن دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی قرأت میں یہ لفظ تھا، اس لیے مصحف عثمانی میں، صحابہ کرام کی اکثریت کی قرأت کو اختیار کیا گیا ہے، گویا وَمَا خَلَقَ کا لفظ بعد میں اترا۔

[1917] ٢٨٣-(. . .) وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَى عَلْقَمَةُ الشَّامَ فَدَخَلَ مَسْجِدًا فَصَلَّى فِيهِ ثُمَّ قَامَ اِلَى حَلْقَةٍ فَجَلَسَ فِيهَا قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَعَرَفْتُ فِيهِ تَحَوُّشَ الْقَوْمِ وَهَيْئَتَهُمْ قَالَ فَجَلَسَ اِلَى جَنْبِي ثُمَّ قَالَ أَتَحْفَظُ كَمَا كَانَ عَبْدُاللّٰهِ يَقْرَأُ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ

[1917]۔ علقمہ شام آئے اور ایک مسجد میں داخل ہو گئے، اس میں نماز پڑھی، پھر لوگوں کے حلقہ میں جا کر بیٹھ گئے، ایک آدمی آیا تو میں نے محسوس کیا وہ لوگوں سے کچھ انقباض رکھتا ہے اور ان کی کیفیت و ہیئت سے ناراض ہے، وہ میرے پہلو میں بیٹھ گیا، پھر اس نے پوچھا، کیا تمہیں یاد ہے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کیسے پڑھتے تھے؟ آگے مذکورہ بالا حدیث ہے۔

فائدہ:...... اگر قوم سے مراد صحابہ کرام ہوں تو معنی یہ ہوگا، میں نے اس میں صحابہ کرام جیسا عام مجلسوں سے پرہیز دیکھا، اور انہیں جیسے ان کے طور و اطوار دیکھے اور قوم سے مراد حلقہ والے لوگ ہوں تو معنی ہوگا، میں نے دیکھا، انہوں نے ان میں بیٹھنا پسند نہیں کیا اور ان کے طور وطریقہ کو اچھا خیال نہیں کیا، اس لیے ایک طرف بیٹھے ان کے اندر داخل نہیں ہوئے۔

[1918] ٢٨٤-(. . .) وَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ

← اذا تجلى﴾ برقم (٤٩٤٣) وفي باب ﴿وما خلق الذكر والانثى﴾ برقم (٤٩٤٤) والترمذى فى (جامعه) فى القرأت، باب: ومن سورت الليل برقم (٢٩٣٩) انظر (التحفة) برقم (١٠٩٥٥)

[1917] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم

[1918] تقدم تخريجه برقم (١٩١٣)

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ لِي مِمَّنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ مِنْ أَيِّهِمْ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ هَلْ تَقْرَأُ عَلَى قِرَاءَةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاقْرَأْ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى قَالَ فَقَرَأْتُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى قَالَ فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَؤُهَا

[1918] ۔علقمہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو ملا، انہوں نے مجھ سے پوچھا، تم کن لوگوں سے ہو؟ میں نے کہا، اہل عراق سے، انہوں نے پوچھا، ان کے کن لوگوں سے؟ میں نے کہا، اہل کوفہ سے، انہوں نے پوچھا، کیا تم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق پڑھتے ہو؟ میں نے کہا، ہاں، انہوں نے کہا، ﴿واللیل اذا یغشی﴾ پڑھو، میں نے پڑھا، ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى﴾ وہ ہنس پڑے، پھر کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی پڑھتے سنا ہے۔

فائدہ:...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اہل کوفہ کی تعلیم کے لیے وہاں بھیجا تھا، اس لیے کوفہ کے اہل علم آپ کے شاگرد تھے اور آپ کی قرأت کے مطابق پڑھتے تھے، اور اہل شام کی قرأت اور تھی۔

[1919] (. . .) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ نَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ أَتَيْتُ الشَّامَ فَلَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ

[1919] علقمہ سے روایت ہے کہ میں شام آیا، اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کو ملا، آگے ابن علیہ (اسماعیل بن ابراہیم) کی مذکورہ بالا حدیث کی طرح بیان کیا۔

۱۹...... بَاب: الْأَوْقَاتِ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيهَا

باب۱۹: وہ اوقات جن میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے۔

[1920] ۲۸۵۔(۸۲۵) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

[1919] تقدم تخريجه برقم (١٩١٣)

[1920] اخرجه النسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب النهى عن الصلاة بعد الصبح ١/ ٢٧٦۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٦٦)

[1920]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور صبح کے بعد نماز سے منع فرمایا ہے حتی کہ سورج طلوع ہو جائے۔

[1921] ۲۸۶۔(۸۲۶) وَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ وَإِسْمٰعِيلُ بْنُ سَالِمٍ جَمِيعًا عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ دَاوُدُ نَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنَا مَنْصُورٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ أَنَا أَبُو الْعَالِيَةِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَكَانَ أَحَبَّهُمْ إِلَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ

[1921]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی ساتھیوں سے (یعنی بہت سے صحابہ سے) سنا ہے، ان میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی داخل ہیں، جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک اور عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

[1922] ۲۸۷۔(. . .) وَ حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ نَا سَعِيدٌ ح وَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي كُلُّهُمْ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سَعِيدٍ وَهِشَامٍ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَشْرُقَ الشَّمْسُ

[1922]۔ یہی حدیث امام صاحب اپنے اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، سعید اور ہشام کی حدیث میں ہے، صبح کے بعد حتی کہ سورج روشن ہو جائے یا سورج بلند اور روشن ہو جائے۔

فوائد: ...... ❶ اگر تشرق (ن) کو مجرد باب سے پڑھیں تو معنی ہوگا، حتی کہ سورج نکل آئے، یعنی طلوع ہونے کے معنی میں ہوگا، اگر اس کو مزید فیہ باب سے پڑھیں تو معنی ہوگا سورج روشن اور بلند ہو جائے، یعنی یہ طلوع

[1921] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی مواقیت الصلاة، باب: الصلاة بعد الفجر حتی ترتفع الشمس برقم (٥٨١) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من رخص فیهما اذا كانت الشمس مرتفعة برقم (١٢٧٦) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی كراهية الصلاة بعد العصر وبعد الفجر برقم (١٨٣) والنسائی فی (المجتبى) فی المواقیت، باب: النهی عن الصلاة بعد الصبح ١/ ٢٧٦ و ٢٧٧۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: النهی عن الصلاة بعد الفجر وبعد العصر برقم (١٢٥٠) انظر (التحفة) برقم (١٠٤٩٢)

[1922] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٩١٨)

کی تفسیر اور وضاحت کر دی گئی ہے کہ محض سورج کا نکل آنا کافی نہیں ہے بلکہ اس کا بلند اور اونچا ہو جانا مقصود ہے۔ ❷ وہ اوقات جن میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے، وہ تفصیلی طور پر پانچ ہیں (۱) جب سورج نکل رہا ہو (۲) جب سورج غروب ہو رہا ہو (۳) نصف النہار کے وقت جب سورج ڈھلنے کے قریب ہو (۴) صبح کے بعد (۵) عصر کے بعد۔ اجمالی طور پر یہ اوقات تین ہیں۔ (۱) صبح کی نماز کے بعد سے سورج نکلنے تک (۲) جب سورج ٹھہرا ہوا ہو یعنی نصف النہار کے وقت (۳) نماز عصر کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک۔

صبح کے سلسلہ میں کچھ اختلاف ہے، احناف کے نزدیک، اور حنبلیوں کے مشہور قول کے مطابق، طلوع فجر سے سورج نکلنے تک صبح کی سنتوں اور نماز فجر کے سوا کوئی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور جمہور کے نزدیک صبح کی نماز کے بعد سورج کے بلند ہونے تک نفلی نماز جائز نہیں ہے اور صبح کی سنتیں اگر پہلے نہ پڑھی ہوں تو ان کو پڑھا جا سکتا ہے۔

ان کے اوقات میں نماز پڑھنے کے بارے میں ائمہ کا اختلاف: (۱) ظاہریہ کے نزدیک ان اوقات میں نماز پڑھنا جائز ہے اور احادیث نہی منسوخ ہیں (۲) احناف، مالکیہ اور حنابلہ کے ایک قول کے مطابق طواف کی رکعات کے سوا، ہر قسم کے نوافل پڑھنا ناجائز ہے، احناف کے نزدیک ان اوقات میں (طلوع، غروب اور استواء) فرائض کی قضائی بھی درست نہیں ہے، لیکن غروب شمس کے وقت اس دن کی عصر پڑھی جا سکتی ہے، فجر کے بعد عصر کے بعد فرض نماز کی قضائی جائز ہے، لیکن، مالک، شافعی، اسحاق وغیرہم کے نزدیک ان تمام اوقات میں فرائض کی قضائی جائز ہے۔ (۳) امام شافعی کے نزدیک اور امام احمد کے ایک قول کی رو سے جسے حافظ ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہما اللہ نے پسند کیا ہے، ان اوقات میں سببی نماز یعنی جس نماز کا سبب اور علت موجود ہو، جیسے فوت شدہ نماز کی قضاء، تحیۃ الوضوء، تحیۃ المسجد، سجود التلاوۃ، صلاۃ الکسوف اور صلوۃ الجنائز یہ جائز ہیں، اور صحیح موقف یہی ہے، لیکن سورج کے نکلتے وقت، سورج کے غروب ہوتے وقت اور سورج کے استواء کے وقت شعوری طور پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ چند منٹ انتظار کر لینا کوئی مشکل نہیں ہے، ہاں اس دن کی نماز فجر اگر ایک رکعت سورج نکلنے سے پہلے پڑھ سکتا ہو، اس طرح اس دن کی عصر اگر سورج کے غروب سے ایک رکعت پہلے پڑھ سکتا ہو تو پھر ان کا پڑھنا صحیح احادیث کی رو سے جائز ہے۔ امام مالک کے نزدیک سورج کے استواء کے وقت نماز پڑھنا جائز ہے۔ وہ اس کو منھی عنہ اوقات میں شمار نہیں کرتے، لیکن باقی ائمہ کے نزدیک صحیح مسلم کی روایت کے مطابق یہ بھی ممنوع اوقات میں داخل ہے۔

علامہ سعیدی احناف کا موقف ان الفاظ میں لکھتے ہیں، ''طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور آفتاب کا استواء، جس کو عرف عام میں زوال کہتے ہیں، ان اوقات میں نماز پڑھنا ناجائز ہے، خواہ نماز فرض ہو یا نفل، اداء یا قضاء، اور طلوع فجر سے طلوع شمس تک اور نماز عصر کے بعد سے غروب شمس تک ان اوقات میں نفل پڑھنا مکروہ ہے، قضاء نماز، نماز جنازہ، سجدہ تلاوت اور نماز طواف ان اوقات میں بلا کراہت جائز ہیں۔'' (شرح صحیح مسلم، ج ۲، ص ۶۱۱)

[1923] ۲۸۸-(۸۲۷) وَ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّهُ

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ))

[1923] ۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز عصر کے بعد سے غروب شمس تک کوئی نماز نہیں ہے اور نماز فجر سے طلوع شمس تک کوئی نماز نہیں ہے۔"

فائدہ :......جس طرح ظہر، شام اور عشاء کے بعد شریعت نے سنن راتبہ مقرر کی ہیں، اس طرح کوئی نماز فجر اور عصر کے بعد مقرر نہیں کی، لیکن فجر کی سنتیں آپ کے سامنے پڑھی گئیں اور آپ نے منع نہیں فرمایا، اسی طرح عصر کے بعد آپ نے خود ظہر کے بعد والی سنتیں پڑھی ہیں، جس سے معلوم ہوا اگر ان اوقات میں نماز کا سبب پیدا ہو جائے تو پھر یہی نماز جائز ہے، ہاں بلا سبب اور بلا وجہ، محض نفل کے شوق میں پڑھنا درست نہیں ہے۔

[1924] ۲۸۹-(۸۲۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَا يَتَحَرّٰى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا))

[1924] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت نماز پڑھنے کا قصد نہ کرے۔"

فائدہ :......انسان فجر کے بعد یا عصر کے بعد شعور اور ارادہ سے بیٹھا رہے اور جب سورج نکلنے لگے یا ڈوبنے لگے تو اٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دے تو یہ جائز نہیں ہے، لیکن اگر کسی سبب کی بنا پر تاخیر ہو گئی، مثلاً وہ ان اوقات میں بیدار ہوا اور اس نے غیر شعوری طور پر ان اوقات میں عصر یا فجر کی نماز پڑھنی شروع کر دی تو وہ اپنی نماز مکمل کر سکے گا۔ بشرطیکہ طلوع اور غروب سے پہلے ایک رکعت پڑھ سکتا ہو۔

[1923] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: لا يتحرى الصلاة قبل غروب الشمس برقم (٥٨٦) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: النهي عن الصلاة بعد العصر ١/ ٢٧٨۔ انظر (التحفة) برقم (٤١٥٥)

[1924] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس برقم (٥٨٢) وفي باب: لا يتحرى الصلاة قبل غروب الشمس برقم (٥٨٥) انظر (التحفة) برقم (٨٣٧٥)

[1925] ۲۹۰۔(...) وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالُوْا جَمِيعًا نَا هِشَامٌ

عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَحَرَّوْا بِصَلٰوتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بِقَرْنَيْ شَيْطَانٍ))

[1925]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی نماز کے لیے طلوع شمس کا قصد نہ کرو اور نہ اس کے غروب کا، کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔''

فائدہ:...... جب سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے تو آفتاب کے پجاری اس کی عبادت کرتے ہیں، اس لیے شیطان اور اس کے چیلے چانٹے ان اوقات میں سورج کے مقابل اپنا سر کھڑا کر کے بزعم خویش، خوش ہوتے ہیں کہ ہماری عبادت ہو رہی ہے، اس لیے ان اوقات میں کفار کی مشابہت سے بچانے کے لیے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان اوقات میں نماز پڑھنے سے گریز کریں اور شیطان کو خوشی اور مسرت کا موقع فراہم نہ کریں۔

[1926] ۲۹۱۔(۸۲۹) وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي وَابْنُ بِشْرٍ قَالُوْا جَمِيعًا نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَبْرُزَ وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيبَ))

[1926]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سورج کا کنارہ نکل آئے تو نماز مؤخر کر دو، حتی کہ وہ پورا نمایاں ہو جائے یعنی بلند ہو جائے اور جب سورج کا کنارہ غروب ہو جائے تو نماز مؤخر کر دو حتی کہ پوری طرح غروب ہو جائے۔''

[1927] ۲۹۲۔(۸۳۰) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ خَيْرِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هُبَيْرَةَ عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ

[1925] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی مواقیت الصلاة، باب: الصلاة بعد الفجر حتی ترتفع الشمس برقم (٥٨٢) وفی بدء الخلق، باب: صفة ابلیس وجنوده برقم (٣٢٧٢) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب: النهی عن الصلاة بعد العصر ١/ ٢٧٩۔ انظر (التحفة) برقم

[1926] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٩٢٢)

[1927] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی المواقیت باب: تاخیر المغرب ١/ ٢٥٩ و ٢٦٠۔ انظر (التحفة) برقم (٣٤٤٥)

عَنْ أَبِی بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْعَصْرَ بِالْمُخَمَّصِ فَقَالَ ((إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ عُرِضَتْ عَلٰى مَنْ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوهَا فَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَهَا حَتّٰى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ)) وَالشَّاهِدُ النَّجْمُ

[1927] ۔حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخمص نامی جگہ میں عصر کی نماز پڑھائی، اور فرمایا: ''یہ نماز تم سے پہلے لوگوں پر پیش کی گئی تو انہوں نے اسے ضائع کر دیا، اس لیے جو بھی اس کی نگہداشت اور محافظت کرے گا اس کو دوگنا اجر ملے گا اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، یہاں تک کہ شاہد یعنی ستارہ طلوع ہو جائے۔''

فائدہ:...... **فضیّعوھا کا مقصد یہ ہے کہ پہلی امتوں نے اس کا اہتمام اور پابندی نہیں کی اور حق ادا نہیں کیا، اور تم اس کی پابندی اور اہتمام کا بھی ثواب حاصل کرو، اور اس کے پڑھنے کا اجر بھی پاؤ، اور ستارہ کے طلوع کا مقصود سورج کا بالکل غروب ہو جانا ہے، کیونکہ سورج کی روشنی میں ستاروں کی روشنی نظر نہیں آتی۔**

[1928] (. . .) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ خَيْرِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ هُبَيْرَةَ السَّبَائِيِّ وَكَانَ ثِقَةً عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْعَصْرَ بِمِثْلِهِ

[1928] مصنف اپنے دوسرے استاد سے بھی یہی روایت بیان کرتے ہیں کہ ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی، آگے اوپر والی روایت ہے۔

[1929] ۲۹۳۔(۸۳۱) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ

عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ رضی اللہ عنہ يَقُولُ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتّٰى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتّٰى تَغْرُبَ

[1928] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۱۹۲٤)

[1929] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: الدفن عند طلوع الشمس وعند غروبها برقم (۳۱۹۲) والترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی کراهية الصلاة على الجنازة عند طلوع الشمس وعند غروبها برقم (۱۰۳۰) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقیت ←

[1929] ۔حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین اوقات ہیں جن میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے سے روکتے تھے اور اس سے بھی کہ ہم ان اوقات میں اپنے مردوں کو قبر میں داخل کریں، جب سورج روشن ہو کر طلوع ہو رہا ہو حتی کہ وہ بلند ہو جائے، اور جب دو پہر کو ٹھہرنے والا ٹھہر جاتا ہے یعنی زوال کے وقت حتی کہ سورج ڈھل جائے اور جب سورج غروب کے لیے جھکتا ہے حتی کہ وہ مکمل غروب ہو جائے۔

فائدہ:...... طلوع شمس، غروب شمس اور زوال شمس ان تین اوقات میں جس طرح نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اس طرح میت کو دفن کرنا بھی درست نہیں ہے۔

٢٠...... باب: إِسْلَامِ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ

باب ٢٠: عمرو بن عبسہ کا مسلمان ہونا۔

[1930] ٢٩٤ ـ (٨٣٢) وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ جعْفَرِ الْمَعْقِرِيُّ قَالَ نَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَدَّادُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ أَبُو عَمَّارٍ وَيَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ عِكْرِمَةُ وَلَقِيَ شَدَّادٌ أَبَا أُمَامَةَ وَوَاثِلَةَ وَصَحِبَ أَنَسًا إِلَى الشَّامِ وَأَثْنَى عَلَيْهِ فَضْلًا وَخَيْرًا عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ السُّلَمِيُّ رضی اللہ عنہ كُنْتُ وَأَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَظُنُّ أَنَّ النَّاسَ عَلَى ضَلَالَةٍ وَأَنَّهُمْ لَيْسُوا عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَعْبُدُونَ الْأَوْثَانَ قَالَ سَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ يُخْبِرُ أَخْبَارًا فَقَعَدْتُ عَلَى رَاحِلَتِي فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُسْتَخْفِيًا جُرَاءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ فَتَلَطَّفْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لَهُ مَا أَنْتَ قَالَ ((أَنَا نَبِيٌّ)) فَقُلْتُ وَمَا نَبِيٌّ قَالَ ((أَرْسَلَنِي اللّٰهُ)) فَقُلْتُ وَبِأَيِّ شَيْءٍ أَرْسَلَكَ قَالَ ((أَرْسَلَنِي بِصِلَةِ الْأَرْحَامِ وَكَسْرِ الْأَوْثَانِ وَأَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكُ بِهِ شَيْءٌ)) قُلْتُ لَهُ فَمَنْ مَعَكَ عَلَى هٰذَا قَالَ ((حُرٌّ وَعَبْدٌ)) قَالَ وَمَعَهُ يَوْمَئِذٍ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ رضی اللہ عنہما مِمَّنْ آمَنَ بِهِ فَقُلْتُ إِنِّي مُتَّبِعُكَ قَالَ ((إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ يَوْمَكَ هٰذَا أَلَا تَرَى حَالِي وَحَالَ النَّاسِ وَلٰكِنِ ارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ فَإِذَا سَمِعْتَ بِي قَدْ ظَهَرْتُ فَأْتِنِي)) قَالَ

← باب: الساعات التی ينهی عن الصلاة فيها برقم ١/ ٢٧٥ وفی باب: النهی عن الصلاة نصف النهار ١/ ٢٧٧ وفی الجنائز: باب الساعات التی نهی عن اقبار الموتی فيهن ٤/ ٨٢ وابن ماجه فی (سننه) فی الجنائز، باب: ماجاء فی الاوقات التی لا يصلی فيها علی الميت ولا يدفن برقم (١٥١٩) انظر (التحفة) برقم (٩٩٣٩)

[1930] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٧٥٩)

فَذَهَبْتُ إِلَى أَهْلِي وَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَكُنْتُ فِي أَهْلِي فَجَعَلْتُ أَتَخَبَّرُ الْأَخْبَارَ وَأَسْأَلُ النَّاسَ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ حَتَّى قَدِمَ عَلَيَّ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ يَثْرِبَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَقُلْتُ مَا فَعَلَ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَقَالُوا النَّاسُ سِرَاعٌ وَقَدْ أَرَادَ قَوْمُهُ قَتْلَهُ فَلَمْ يَسْتَطِيعُوا ذَلِكَ فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَعْرِفُنِي قَالَ ((نَعَمْ أَنْتَ الَّذِي لَقِيتَنِي بِمَكَّةَ)) قَالَ فَقُلْتُ بَلَى فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ وَأَجْهَلُهُ أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلوٰةِ قَالَ ((صَلِّ صَلوٰةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلوٰةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلوٰةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلوٰةِ فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلوٰةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلوٰةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ)) قَالَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَالْوُضُوءَ حَدِّثْنِي عَنْهُ قَالَ ((مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوءَهُ فَيَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ وَفِيهِ وَخَيَاشِيمِهِ ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلَّى فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلَّهِ إِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)) فَحَدَّثَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ أَبَا أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ أَبُو أُمَامَةَ يَا عَمْرُو بْنَ عَبَسَةَ انْظُرْ مَا تَقُولُ فِي مَقَامٍ وَاحِدٍ يُعْطَى هَذَا الرَّجُلُ فَقَالَ عَمْرٌو يَا أَبَا أُمَامَةَ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي وَرَقَّ عَظْمِي وَاقْتَرَبَ أَجَلِي وَمَا بِي حَاجَةٌ أَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللَّهِ وَلَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا حَتَّى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ مَا حَدَّثْتُ بِهِ أَبَدًا وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ

[1930] ۔عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب جاہلیت میں تھا تو میں یہ سمجھتا تھا کہ لوگ گمراہ ہیں اور ان کے دین کی کوئی حیثیت نہیں ہے، جبکہ وہ بتوں کی عبادت کرتے ہیں، میں نے مکہ کے ایک آدمی کے

بارے میں سنا کہ وہ بہت سی باتیں بتاتا ہے تو میں اپنی سواری پر بیٹھا اور اس کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ چھپے ہوئے ہیں اور آپ کی قوم آپ ﷺ کے خلاف دلیر اور جری ہے تو میں ایک چارہ (بہانہ) کر کے آپ کی خدمت میں مکہ میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ سے پوچھا، آپ کی حیثیت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں نبی ہوں۔'' اس پر میں نے پوچھا، نبی کی حقیقت اور صفت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے اللہ نے بھیجا ہے۔'' تو میں نے کہا، آپ کو کیا دے کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے صلہ رحمی، بتوں کے توڑنے اور اللہ تعالیٰ کو ایک قرار دینے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانے کا حکم دے کر بھیجا ہے۔'' میں نے آپ سے پوچھا تو آپ کے ساتھ کس نے اس پیغام کو قبول کیا ہے، آپ نے فرمایا: ''آزاد اور غلام۔'' راوی بتاتے ہیں کہ اس وقت آپ پر ایمان لانے والوں میں ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما تھے، میں نے کہا، میں آپ کا پیروکار ہوں، آپ نے فرمایا: ''اور تم اس وقت اس کی طاقت نہیں رکھتے، کیا تم میری حالت اور لوگوں کی حالت نہیں دیکھ رہے؟'' کہ لوگ میرے ساتھ کیا رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں، لیکن اس وقت اپنے گھر لوٹ جاؤ، اور جب میرے بارے میں سنو کہ میں غالب آ گیا ہوں تو میرے پاس آ جانا۔'' تو میں اپنے گھر والوں کے پاس چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے آئے، اور میں اپنے گھر میں ہی آپ کے بارے میں حالات معلوم کرتا رہتا تھا، اور لوگوں سے پوچھتا رہتا جبکہ آپ مدینہ آ چکے تھے، حتی کہ میرے پاس اہل یثرب یعنی مدینہ کے کچھ لوگ آئے تو میں نے پوچھا، یہ مدینہ میں آنے والے آدمی کا کیا بنا؟ انہوں نے کہا، لوگ تیزی سے اس کی طرف مائل ہو رہے ہیں، یعنی اس کے دین کو قبول کر رہے ہیں۔ آپ کی قوم نے آپ کو قتل کرنا چاہا تھا لیکن وہ ایسا نہ کر سکے، اس پر میں مدینہ آیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے پہنچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! تو وہی ہے، جو مجھے مکہ میں ملا تھا۔'' تو میں نے کہا، ہاں، اور پوچھا، اے اللہ کے نبی! مجھے بتایئے، جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے اور میں اس سے ناواقف ہوں، مجھے نماز کے بارے میں بتایئے تو آپ نے فرمایا: ''صبح کی نماز پڑھ اور پھر نماز سے رک جا حتی کہ سورج نکل کر بلند ہو جائے، کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر اس (سورج) کو سجدہ کرتے ہیں، پھر نماز پڑھ کیونکہ نماز کی گواہی دی جاتی ہے اور اس کے لیے فرشتے حاضر ہوتے ہیں، یہاں تک کے نیزہ کا سایہ اس کے برابر ہو جائے'' پھر نماز سے رک جا، کیونکہ اس وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے، اور پھر جب سایہ پھیلنا شروع ہو جائے (سورج ڈھل جائے) تو نماز پڑھ کیونکہ نماز کے لیے فرشتے گواہی دیتے ہیں اور حاضر ہوتے ہیں، حتی کہ عصر سے فارغ ہو جاؤ، پھر نماز سے باز آ جاؤ یہاں تک کہ سورج پوری طرح غروب ہو جائے، کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں میں غروب ہوتا

ہے اور اس وقت کافر اس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔'' اس پر میں نے پوچھا، اے اللہ کے نبی! تو وضوء؟ مجھے اس کے بارے میں بھی بتایے، آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص بھی وضو کے لیے پانی لاتا ہے، اور کلی کرتا ہے اور ناک میں پانی کھینچ کر اس کو جھاڑتا ہے تو اس سے اس کے چہرے، منہ اور ناک کے نتھنوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ پھر جب وہ اپنے چہرہ کو اللہ کے حکم کے مطابق دھوتا ہے تو اس کی داڑھی کے اطراف سے پانی کے ساتھ اس کے چہرے کے گناہ گر جاتے ہیں، پھر وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ اس کے پوروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں، پھر وہ سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ اس کے بالوں کے اطراف سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے دونوں قدم ٹخنوں سمیت دھوتا ہے تو اس کے دونوں پاؤں کے گناہ، اس کے پوروں سے پانی کے ساتھ نکل جاتے ہیں، پھر اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے، اللہ کی حمد و ثناء اور اس کے شایان شان بزرگی بیان کرتا ہے اور اپنے دل کو اللہ کے لیے (ہر قسم کے خیالات و تصورات سے) خالی کر لیتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکلتا ہے، جس طرح اس کی ماں نے اسے (ہر قسم کے گناہوں سے پاک) جنا ہوتا ہے۔'' عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو سنائی تو ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا، اے عمرو بن عبسہ! سوچو، تم کیا کہہ رہے ہو، ایک ہی جگہ آدمی کو اتنا کچھ مل جاتا ہے؟ اس پر عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا، اے ابو امامہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں، میری ہڈیاں بھی سن رسیدہ ہو گئی ہیں، (کمزور ہو گئی ہیں) اور میری موت کا وقت بھی قریب آ چکا ہے اور مجھے اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں جھوٹ بولنے کی بھی ضرورت نہیں ہے اگر میں نے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک یا دو یا تین حتی کہ سات دفعہ گنا (شمار کیا) نہ سنا ہوتا تو میں اس حدیث کو کبھی بھی بیان نہ کرتا۔ لیکن میں نے تو آپ سے اس سے بھی زیادہ دفعہ سنا ہے۔

فوائد:...... ❶ بت پرستی ایک ایسا قبیح فعل ہے کہ اگر انسان عقل و شعور رکھتا ہو تو وہ جاہلیت کے دور میں بھی اس کی ضلالت و گمراہی اور بے دینی کو سمجھ سکتا ہے اور ایک انسان معاشرے کے عام چال چلن کے خلاف کتنی ہی اعلیٰ اور عمدہ بات کرے اور کتنا ہی باکردار اور بلند اخلاق ہو لوگ اس کی مخالفت کے درپے ہو جاتے ہیں، اور اس کو اپنے مشن کے لیے جان جوکھوں میں ڈال کر عزم و حوصلہ اور استقلال و پامردی سے اپنا راستہ نکالنا پڑتا ہے اور آخر کار فتح حق کو ہی حاصل ہوتی ہے۔ بشرطیکہ اس کے لیے جدوجہد مسلسل اور پیہم ہو اور اس کے لیے کسی قسم کی مداہنت یا کمزوری نہ دکھائی جائے اور نبی کی حقیقت یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فرستادہ ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام فرماتا ہے۔ ❷ نمازوں کے اوقات میں نمازیوں کی گواہی دینے کے لیے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور ان کے ایمان کی گواہی دیتے ہیں۔ ❸ زوال کا وقت چونکہ جہنم کے بھڑکائے جانے کا وقت ہے، اس لیے اس وقت میں انسان پوری طرح جمعیت خاطر اور حاضر دماغی سے کام نہیں لے سکتا اور اللہ کے

حضور راز و نیاز میں یکسوئی اور اطمینان قلبی کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔ اس لیے اس وقت میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ④ وضو اطمینان اور سکون سے کرنے کی صورت میں اعضائے وضو کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں اور اگر انسان اس اثنا میں توبہ کرے اور آخر میں دعائے توبہ پڑھے تو انسان ہر قسم کے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور نومولود بچے کی طرح توبہ کی بنا پر پاک وصاف ہو جاتا ہے، اگر توبہ نہ کرے تو صرف صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔

۲۱......بَابُ: لَا تَتَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا

باب ۲۱: طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت قصداً نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

[1931] ۲۹۵-(۸۳۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ وَهِمَ عُمَرُ رضي الله عنه إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُتَحَرَّى طُلُوعُ الشَّمْسِ وَغُرُوبِهَا

[1931]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہم لاحق ہوا ہے (کہ وہ عصر کے بعد نماز پڑھنے سے روکتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بس اس بات سے منع فرمایا ہے کہ انسان سورج کے طلوع یا اس کے غروب کے وقت نماز پڑھنے کا قصد کرے۔

فائدہ:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نظریہ یہ تھا کہ عصر کے بعد نماز پڑھنا جائز ہے، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں عصر کے بعد دو رکعات پڑھا کرتے تھے اور غروب کے وقت قصد و ارادہ سے اور عمداً نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے کیونکہ وہ فرماتے تھے، اگر اس وقت لوگوں کو اجازت دے دی گئی تو وہ غروب کے وقت میں نماز پڑھنے لگیں گے۔

[1932] ۲۹۶-(...) وَحَدَّثَنَا حَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ لَمْ يَدَعْ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَالَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ((لَا تَتَحَرَّوْا طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا فَصَلُّوا عِنْدَ ذٰلِكَ))

[1931] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب النهی عن الصلاة بعد العصر ۱/ ۲۷۸۔ انظر (التحفة) برقم (۱۶۱۵۸)

[1932] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۶۱۶۰)

[1932]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعت پڑھنا کبھی بھی نہیں چھوڑا، اور رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''سورج کے طلوع ہونے اور اس کے غروب ہونے کا قصد نہ کرو کہ اس وقت نماز پڑھنا شروع کر دو۔''

۲۲......بَابُ: مَعْرِفَةِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ يُصَلِّيهِمَا النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ الْعَصْرِ

باب ۲۲: ان دو رکعتوں کی معرفت (شناخت) جو نبی اکرم ﷺ عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے

[1933] ۲۹۷-(۸۳۴) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ

عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَزْهَرَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہم أَرْسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيعًا وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَقُلْ إِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّينَهُمَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهُمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَكُنْتُ أَضْرِبُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ كُرَيْبٌ فدخلت عليها وَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي بِهِ فَقَالَتْ سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ فَأَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُونِي بِهِ إِلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْهَا ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيهِمَا أَمَّا حِينَ صَلَّاهُمَا فَإِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَصَلَّاهُمَا فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُومِي بِجَنْبِهِ فَقُولِي لَهُ تَقُولُ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَسْمَعُكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِي عَنْهُ قَالَ فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ **((يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِنَّهُ أَتَانِي أُنَاسٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ))**

[1933] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی السهو، باب: اذا كلم وهو يصلی فاشار بيده واستمع برقم (۱۲۲۳) وفی المغازی، باب: وفد بنی حنيفة، وحديث ثمامة بن آثال برقم (۴۳۷۲) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة باب: الصلاة بعد العصر برقم (۱۲۷۳) انظر (التحفة) برقم (۱۸۲۰۷)

[1933] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کریب سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس، عبدالرحمن بن ازھر اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم نے مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور سب نے مجھے کہا، کہ ہم سب کی طرف سے انہیں سلام عرض کرنا اور ان سے عصر کے بعد کی دو رکعت کے بارے میں سوال کرنا، اور ان سے پوچھنا ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ آپ دو رکعتیں پڑھتی ہیں، جبکہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ ان سے روکتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر لوگوں ان سے (پھیرنے کے لیے) ان کے پڑھنے پر مارتا تھا، کریب کہتے ہیں کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان حضرات نے جو پیغام دے کر مجھے بھیجا تھا میں نے ان تک پہنچایا، انہوں نے (عائشہ) جواب دیا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھیے، میں ان حضرات کے پاس واپس آیا اور انہیں ان کے جواب سے آگاہ کیا، ان حضرات نے مجھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف اس پیغام کے ساتھ بھیجا، جس کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تھا۔ اس پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ ان دو رکعت سے روکتے تھے، پھر میں نے آپ کو یہ رکعات پڑھتے دیکھا، ہاں آپ نے ان کو اس وقت پڑھا جب آپ عصر کی نماز پڑھ چکے تھے، پھر عصر پڑھ کر آپ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس انصار کے قبیلہ بنو حرام کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں، آپ نے ان دو رکعتوں کو پڑھنا شروع کیا تو میں نے آپ کے پاس خادمہ بھیجی اور میں نے کنیز سے کہا، آپ کے پہلو میں جا کر کھڑی ہو جانا اور آپ سے عرض کرنا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا، آپ سے پوچھتی ہیں، اے اللہ کے رسول! میں نے آپ سے سنا ہے، آپ ان دو رکعتوں کے پڑھنے سے منع فرما رہے تھے، اور اب آپ کو پڑھتے ہوئے دیکھ رہی ہوں؟ اگر آپ ہاتھ کے اشارہ سے پیچھے ہٹائیں تو ہٹ جانا تو اس لونڈی نے ایسے ہی کیا، آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ آپ سے پیچھے ہٹ گئی، جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: اے ابو امیہ کی بیٹی! تو نے عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا ہے، صورت حال یہ ہے کہ میرے پاس عبد القیس خاندان کے کچھ افراد اپنی قوم کے اسلام لانے کی اطلاع دینے کے لیے آئے اور انہوں نے مجھے ظہر کے بعد کی دو رکعتوں کے پڑھنے سے مشغول رکھا، ہر یہ وہ دو رکعتیں ہیں۔''

فوائد:...... ❶ انسان کی فطرت اور مزاج میں یہ بات داخل ہے کہ جب وہ کسی کے قول وفعل میں تضاد دیکھتا ہے تو چاہے یہ کام کرنے والی شخصیت کتنی ہی عظیم اور محبوب ہو وہ خلجان میں پڑ جاتا ہے اور اس کے قول وفعل کے تضاد کے سبب کو معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جن کے باپ کا نام ابوامیہ حذیفہ ہے، اس بنا پر آپ سے سوال کیا تھا۔ ❷ نماز ظہر کے بعد کی سنتیں اگرچہ فرض نہیں ہیں، لیکن چونکہ آپ ہمیشہ ان کی پابندی کرتے تھے، اس لیے آپ نے اس عادت کو برقرار رکھنے کے لیے سنتوں کی قضائی دی۔ امام شافعی، امام احمد کے نزدیک

سنتوں کی قضائی پسندیدہ ہے اور امام محمد کا قول بھی یہی ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے ایک قول کے مطابق نہیں ہے اور دوسرے قول کی انسان کو اختیار ہے، جیسے چاہے کر لے۔ ❸ عصر کے بعد سنتوں کی قضائی دینے سے معلوم ہوا کہ عصر کے بعد سببی نماز پڑھنا جائز ہے، اس بنا پر فرض نماز کی قضاء، نماز جنازہ اور نماز طواف کے بعد سب کے نزدیک جائز ہے تو پھر تحیۃ المسجد کیوں جائز نہیں ہے۔

[1934] ٢٩٨-(٨٣٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابو سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيهِمَا قَبْلَ الْعَصْرِ ثُمَّ أَنَّهُ شُغِلَ عَنْهُمَا أَوْ نَسِيَهُمَا فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ ثُمَّ أَثْبَتَهُمَا وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلٰوةً أَثْبَتَهَا قَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي دَاوَمَ عَلَيْهَا

[1934]۔ ابوسلمہ کی روایت ہے کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ان دو رکعتوں کے بارے میں جو رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، آپ انہیں (ظہر کے بعد) عصر سے پہلے پڑھتے تھے، پھر ایک دن ان سے مشغول ہو گئے یا انہیں بھول گئے تو آپ نے انہیں عصر کے بعد پڑھا، پھر آپ نے انہیں ہمیشہ پڑھا، کیونکہ جب آپ کوئی نماز شروع کرتے تو اس پر دوام فرماتے تھے۔ اسماعیل کہتے ہیں، اثبتها کا معنی ہے داوم علیها آپ اس پر ہمیشگی کرتے۔

[1935] ٢٩٩-(. . .) عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ وَ مَسْرُوقٍ قَالَ نَشْهَدُ عَلَى عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِي قَطُّ

[1935]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاں عصر کے بعد کی دو رکعتیں کبھی نہیں چھوڑیں۔

[1936] ٣٠٠-(. . .) وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ أَنَا أَبُو إِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ

[1934] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی المواقیت، باب: الرخصة فی الصلاة بعد العصر برقم (٥٧٧) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٥٢)

[1935] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٧٢) وبرقم (١٦٩٩٦)

[1936] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی مواقیت الصلاة، باب: ما یصلی بعد العصر من الفوائت ونحوها برقم (٥٩٢) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب: الرخصة فی الصلاة بعد العصر ١/ ٢٧٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٠٠٩)

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ صَلَاتَانِ مَا تَرَكَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي بَيْتِي قَطُّ سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

[1936] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دونمازیں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کبھی بھی میرے ہاں چھپے اور کھلے ترک نہیں کیا، فجر سے پہلے دو رکعت اور عصر کے بعد دو رکعت۔

[1937] ۳۰۱۔(...) وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ

عَنِ الْأَسْوَدِ وَمَسْرُوقٍ قَالَا نَشْهَدُ عَلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ مَا كَانَ يَوْمُهُ الَّذِي كَانَ يَكُونُ عِنْدِي إِلَّا صَلَّاهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي بَيْتِي تَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

[1937] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جس دن بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری میرے ہاں ہوتی، آپ میرے ہاں دو رکعت یعنی عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔

فائدہ:...... ان احادیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزانہ عصر کے بعد دو رکعت پڑھنا ثابت ہوتا ہے جب کہ دوسری احادیث میں آپ نے عصر کے بعد نماز سے منع فرمایا ہے۔ ان احادیث کی تطبیق سنن ابی داؤد کی صحیح حدیث سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد نماز سے منع فرمایا مگر اس حال میں کہ سورج بلند ہو اس سے معلوم ہوا کہ عصر کے بعد جب تک سورج بلند رہے نوافل خصوصا دو رکعتیں پڑھ سکتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادا کیا کرتے تھے۔ ہاں جب سورج بلند نہ رہے تو پھر نماز پڑھنا منع ہے، صرف وہ نمازیں پڑھ سکتا ہے جن کا کوئی سبب ہو مثلاً قضاء، تحیۃ الوضوء، تحیۃ المسجد، صلوٰۃ الکسوف، صلوٰۃ طواف وغیرہ۔ بلا سبب نوافل جائز نہیں، عصر کے بعد مطلق نماز سے منع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ کہیں ناواقف لوگ سورج کے نیچے چلنے جانے کے بعد بھی نفلی نماز نہ پڑھتے رہیں۔

۲۳...... بَاب: اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ

باب۲۳: نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنا مستحب (پسندیدہ) ہے

[1938] ۳۰۲۔(۸۳۶) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ

[1937] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی مواقیت الصلاة، باب: ما یصلی بعد العصر من الفوائت ونحوها برقم (۵۹۳) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر برقم (۱۲۷۹) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب الرخصة فی الصلاة بعد العصر ۱/ ۲۸۱۔ انظر (التحفة) برقم (۱۶۰۲۸)

[1938] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة باب: الصلاة قبل المغرب برقم (۱۲۸۲) انظر (التحفة) برقم (۱۵۷۶)

عَنْ مُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ﷺ عَنِ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ عُمَرُ ﷺ يَضْرِبُ الْأَيْدِي عَلَى صَلٰوةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكُنَّا نُصَلِّي عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهُ أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَّاهُمَا قَالَ كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَانَا

[1938] ۔مختار بن فلفل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک ﷺ سے عصر کے بعد نفلی نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے کہا، حضرت عمر ﷺ عصر کے بعد نماز پڑھنے پر ہاتھوں پر مارتے تھے، اور ہم نبی اکرم ﷺ کے دور میں سورج کے غروب ہو جانے کے بعد نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے تو میں نے ان سے پوچھا، میں نے کہا، رسول اللہ ﷺ یہ دو رکعت پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا، آپ ہمیں پڑھتا دیکھتے تھے۔ آپ نے نہ حکم دیا اور نہ روکا۔

فائدہ :......دوسری روایات سے آپ کا حکم دینا ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا تھا، ((صَلُّوا قبل المغرب)) ''اور مغرب سے پہلے نماز پڑھو۔'' (بخاری)

[1939] ۳۰۳-(۸۳۷) وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَيَرْكَعُونَ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبُ أَنَّ الصَّلٰوةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا

[1939] ۔حضرت انس بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں، ہماری مدینہ میں عادت تھی کہ جب مؤذن مغرب کی اذان دیتا تو صحابہ ستونوں کی طرف لپکتے تھے اور دو دو رکعتیں پڑھتے تھے، حتی کہ ایک مسافر مسجد میں آتا تو یہ سمجھتا کہ مغرب کی نماز ہو چکی ہے کیونکہ لوگ کثرت سے یہ رکعتیں پڑھتے تھے۔

فائدہ :......نبی اکرم ﷺ عہد مبارک میں نیکی کا شوق اور آخرت کی فکر بہت زیادہ تھی، اس لیے صحابہ کرام نفلی نمازوں کا بھی اہتمام کرتے تھے، جیسے جیسے دنیوی مال و دولت کی رغبت بڑھتی گئی اور لوگوں کے مشاغل و مصروفیات میں اضافہ ہوتا گیا، اس قدر نوافل کا اہتمام کم ہوتا گیا، اس لیے بعد کے ادوار میں مغرب سے پہلے کی دو رکعتوں کو نظر انداز کر دیا گیا اور اس ترک عمل کا یہ نتیجہ نکلا کہ بعض حضرات نے تو ان کو بدعت قرار دے دیا، اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ بھی ان کو سنت نہیں سمجھتے، حالانکہ لوگوں کے ترک کر دینے سے آپ کی سنت تو منسوخ نہیں ہو جاتی، جب یہ دو رکعت صحیح احادیث سے ثابت ہیں اور آپ کا صحیح حکم بھی موجود ہے تو ان کے استحباب میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

[1939] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۰۵۸)

٢٤......بَابٌ: بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ

باب ۲٤: ہر اذان اور تکبیر کے درمیان نفل نماز ہے

[1940] ٣٠٤-(٨٣٨) وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ وَوَكِيعٌ عَنْ كَهْمَسٍ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ

[1940]۔حضرت عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر اذان اور تکبیر کے درمیان نماز ہے۔'' آپ نے تین دفعہ فرمایا، اور تیسری دفعہ فرمایا: ''جو چاہے۔''

فائدہ:...... بخاری شریف کی حضرت عبد اللہ مزنی رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا کہ آپ نے یہ بات خصوصی طور پر مغرب کے بارے میں فرمائی تھی۔

[1941] (. . .) وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ ((لِمَنْ شَآءَ))

[1941] مصنف صاحب اپنے دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، مگر اس میں یہ ہے کہ آپ نے چوتھی مرتبہ فرمایا: ((لمن شاء)) جو چاہے (پڑھے)۔

فائدہ:...... جس طرح مغرب کے سوا چاروں نمازوں میں، اذان اور تکبیر کے درمیان سنن موکدہ یا نوافل ہیں، اسی طرح مغرب کی نماز سے پہلے بھی دو رکعت نفل ہیں۔

[1940] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: كم بين الاذان والاقامة ومن ينتظر الاقامة برقم (٦٢٤) وفي باب: بين كل اذانين صلاة لمن شاء برقم (٦٢٧) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب الصلاة قبل المغرب برقم (١٢٨٣) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الصلاة قبل المغرب برقم (١٨٥) والنسائي في (المجتبى) في الاذان، باب: الصلاة بين الاذان والاقامة ٢/ ٢٨ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في الركعتين قبل المغرب برقم (١١٦٢) انظر (التحفة) برقم (٩٦٥٨)

[1941] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٩٣٧)

۲۵...... بَاب: صَلٰوةِ الْخَوْفِ

باب ۲۵: نماز خوف یعنی جنگ میں نماز

[1942] ۳۰۵-(۸۳۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْخَوْفِ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً وَالطَّآئِفَةُ الْأُخْرٰى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوا وَقَامُوا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ مُقْبِلِينَ عَلَى الْعَدُوِّ وَجَاءَ أُولٰئِكَ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَضٰى هٰؤُلَاءِ رَكْعَةً وَهٰؤُلَاءِ رَكْعَةً

[1942]۔ حضرت ابن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف پڑھائی، دو گروہوں میں سے ایک کو ایک رکعت پڑھائی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے کھڑا تھا، پھر آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والے پلٹ گئے اور اپنے ساتھیوں کی جگہ جا کھڑے ہوئے، دشمن کی طرف رخ کر کے، اور وہ لوگ آئے پھر نبی اکرم ﷺ نے انہیں ایک رکعت پڑھا دی، پھر نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیر دیا اور ان گروہوں نے اپنی اپنی رکعت پڑھ لی۔

فوائد:...... ❶ نماز خوف کی مشروعیت کے بارے میں اختلاف ہے کہ کب شروع ہوئی؟ بعض حضرات کے نزدیک سب سے پہلے غزوہ ذات الرقاع میں جو جمادی الاولیٰ ۴ھ میں ہوا نماز خوف پڑھی گئی، اور جنگ خندق میں اس لیے نہیں پڑھی گئی کہ جنگ کی نماز کا تعلق سفر سے ہے حضر سے نہیں، اور جنگ خندق مدینہ منورہ میں ہوئی، اس لیے اس میں نماز خوف نہیں پڑھی گئی اور بعض حضرات کے نزدیک اس کی اجازت غزوہ عسفان میں ملی، جو جنگ خندق کے بعد اور بقول امام ابن العربی آپ نے نماز خوف چوبیس دفعہ پڑھی ہے، اور اس کی سولہ صورتیں اور حافظ عراقی کے نزدیک سترہ ہیں، ابن حزم کے نزدیک چودہ اور حافظ ابن قیم کے نزدیک چھ صورتیں ہیں۔ ❷ آپ نے ہر گروہ کو ایک ایک رکعت پڑھائی ہے اور دوسری رکعت ہر گروہ نے اپنے طور پر پڑھی ہے، ابن مسعود کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے گروہ نے آپ کے سلام کے بعد اپنی دوسری رکعت پڑھ لی اور سلام پھیر کر دشمن کے سامنے چلا گیا پھر پہلے گروہ نے آ کر اپنی نماز پوری کر لی۔

[1942] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی المغازی، باب: غزوة ذات الرقاع برقم (٤١٣٣) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من قال: يصلی بكل طائفة ركعة ثم يسلم فيقوم كل صف فيصلون لانفسهم ركعة برقم (١٢٤٣) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی صلاة الخوف برقم (٥٦٤) والنسائی فی (المجتبى) فی صلاة الخوف باب (١) ٣/ ١٧١۔ انظر (التحفة) برقم (٦٩٣١)

[1943] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْخَوْفِ وَيَقُولُ صَلَّيْتُهَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِهٰذَا الْمَعْنٰى

[1943] امام صاحب نے یہی حدیث دوسری سند سے بیان کی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی نماز خوف کو بیان کرتے تھے، اور فرماتے میں نے یہ نماز آپ کے ساتھ پڑھی ہے، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے۔

[1944] ٣٠٦ـ(. . .) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ فَقَامَتْ طَآئِفَةٌ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ذَهَبُوا وَجَاءَ الْآخَرُونَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَضَتِ الطَّآئِفَتَانِ رَكْعَةً رَكْعَةً قَالَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما فَإِذَا كَانَ خَوْفٌ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَلِّ رَاكِبًا أَوْ قَآئِمًا تُومِيْ إِيمَآءً

[1944] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض ایام جنگ میں نماز خوف پڑھائی، ایک جماعت آپ کے ساتھ نماز کے لیے کھڑی ہوگئی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ میں، آپ نے اپنے ساتھ کھڑے ہونے والوں کو ایک رکعت پڑھا دی پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلہ میں چلے گئے اور دوسری جماعت کے لوگ آ گئے، آپ نے ان کو بھی ایک رکعت پڑھا دی، پھر ان دونوں جماعتوں نے اپنی اپنی رکعت ادا کر لی، نافع کہتے ہیں، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا، اگر خوف اس سے بڑھ کر ہو (صف بندی ممکن نہ ہو) تو نماز سواری پر یا پیدل اشارے سے پڑھ لیجیے۔

[1945] ٣٠٧ـ(٨٤٠) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَآءٍ

[1943] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٩٠٣)

[1944] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الخوف باب: صلاة الخوف رجالا اور كبانا برقم (٩٤٣) والنسائی فی (المجتبى) فی صلاة الخوف باب: (١) ٣/ ١٧٣۔ انظر (التحفة) برقم (٨٤٥٦)

[1945] اخرجه النسائی فی (المجتبى) فی صلاة الخوف باب: (١) برقم (١٥٤٦) انظر (التحفة) برقم (٢٤٤١)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَصَفَّنَا صَفَّيْنِ صَفٌّ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ ﷺ وَكَبَّرْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ السُّجُودَ وَقَامَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ وَقَامُوا ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ وَتَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ ثُمَّ رَكَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ الَّذِي كَانَ مُؤَخَّرًا فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نُحُورِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ السُّجُودَ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ فَسَجَدُوا ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وَسَلَّمْنَا جَمِيعًا قَالَ جَابِرٌ رضی اللہ عنہ كَمَا يَصْنَعُ حَرَسُكُمْ هٰؤُلَاءِ بِأُمَرَائِهِمْ

[1945]۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف میں شریک تھا، آپ نے ہماری دو صفیں بنائیں، ایک صف رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھی (اور دوسری ان کے پیچھے) اور دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے تکبیر (تحریمہ) کہی اور ہم سب نے بھی تکبیر کہی، پھر آپ نے رکوع کیا اور ہم سب نے رکوع کیا، پھر آپ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو ہم سب نے بھی اٹھایا، پھر آپ سجدہ کے لیے جھک گئے اور آپ سے متصل صف نے بھی سجدہ کیا، اور پچھلی صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی، جب آپ نے دونوں سجدے کر لیے اور آپ سے متصل صف (سجدے کر کے) آپ کے ساتھ کھڑی ہو گئی تو پچھلی صف نے سجدے کیے اور کھڑی ہو گئی۔ پھر پچھلی صف آگے آ گئی اور اگلی صف پیچھے چلی گئی، پھر آپ نے رکوع کیا اور ہم سب نے بھی رکوع کیا، پھر آپ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا اور ہم سب نے بھی اٹھایا، پھر آپ اور آپ سے متصل صف نے جو پہلی رکعت میں پیچھے تھی، سجدے کے لیے اور پچھلی صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی، جب نبی اکرم ﷺ اور آپ سے متصل صف دونوں سجدوں سے فارغ ہوئی، پچھلی صف سجدے کے لیے جھکی، انہوں نے دونوں سجدے کیے، پھر نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیرا اور ہم سب نے بھی سلام پھیر دیا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بتایا، جس طرح تمہارے محافظ آج اپنے امیروں کی حفاظت کے لیے کرتے ہیں۔

مفردات الحدیث ❶ ازاء، نحر، نحور: سب کا معنی، مقابلہ میں یعنی سامنے ہے۔ ❷ حَرَس: حارس کی جمع ہے، محافظ، باڈی گارڈ۔

[1946] ٣٠٨-(...) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَوْمًا مِنْ جُهَيْنَةَ فَقَاتَلُونَا قِتَالًا شَدِيدًا فَلَمَّا صَلَّيْنَا الظُّهْرَ قَالَ الْمُشْرِكُونَ لَوْ مِلْنَا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً لَاقْتَطَعْنَاهُمْ فَأَخْبَرَ جِبْرِيلُ علیہ السلام رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِكَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَقَالُوا إِنَّهُ سَتَأْتِيهِمْ صَلٰوةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنَ الْأَوْلَادِ فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ قَالَ صَفَّنَا صَفَّيْنِ وَالْمُشْرِكُونَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ قَالَ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَكَبَّرْنَا وَرَكَعَ فَرَكَعْنَا ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الْأَوَّلُ فَلَمَّا قَامُوا سَجَدَ الصَّفُّ الثَّانِي ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الْأَوَّلُ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الثَّانِي فَقَامُوا مَقَامَ الْأَوَّلِ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَكَبَّرْنَا وَرَكَعَ فَرَكَعْنَا ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الثَّانِي ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ ثُمَّ خَصَّ جَابِرٌ أَنْ قَالَ كَمَا يُصَلِّي أُمَرَاؤُكُمْ هٰؤُلَاءِ

[1946]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہینہ قبیلہ کے لوگوں سے جنگ لڑی۔ انہوں نے ہمارے ساتھ بڑی شدید جنگ کی، جب ہم نے ظہر کی نماز پڑھی تو مشرکوں نے کہا، اے کاش ہم ان پر یکبارگی حملہ کر کے ان کو ختم کر دیتے، جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو اس بات سے آگاہ کر دیا، اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتا دیا، اور ان لوگوں نے کہا، ابھی ان کی ایک اور نماز کا وقت آنے والا ہے، جو انہیں اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہے تو جب عصر کا وقت آیا، آپ نے ہماری دو صفیں بنائیں کیونکہ مشرک ہمارے اور قبیلہ کے درمیان تھے، رسول اللہ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہی اور ہم نے بھی تکبیر کہی، آپ نے رکوع کیا اور ہم نے بھی رکوع کیا، پھر آپ نے سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ پہلی صف والوں نے سجدہ کیا، جب یہ حضرات کھڑے ہو گئے تو دوسری صف والوں نے سجدے کیے، پھر پہلی صف پیچھے آ گئی اور دوسری آگے بڑھ گئی اور پہلی صف والوں کی جگہ کھڑی ہو گئی، پھر رسول اللہ ﷺ نے (رکوع کے لیے) تکبیر کہی اور ہم نے بھی تکبیر کہی اور آپ نے رکوع کیا، ہم نے بھی رکوع کیا، پھر آپ نے سجدہ کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ پہلی صف نے سجدہ کیا اور دوسری

[1946] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٧٢٧)

کھڑی رہی، جب دوسری صف نے سجدے کر لیے اور پھر سب بیٹھ گئے اور آپ نے سب کے ساتھ سلام پھیرا، ابوزبیر کہتے ہیں، پھر جابر نے خصوصی طور پر فرمایا، جس طرح تمہارے یہ گورنر نماز پڑھاتے ہیں۔

فائدہ :...... جب دشمن سامنے قبلہ رخ ہو تو پھر نماز خوف کا طریقہ یہی ہے کہ تمام فوج کی دو صفیں بنائی جائیں گی، اور تمام فوج نماز میں مشغول ہوگی، رکوع کرنے تک تمام شریک رہیں گے، پھر سجدے صرف پہلی صف امام کے ساتھ کرے گی اور ان کے کھڑے ہونے کے بعد دوسری صف سجدے کرے گی، پھر دوسری رکعت میں پہلی صف دوسری کی جگہ آ جائے گی اور دوسری پہلی صف کی جگہ لے گی اور پہلی رکعت کی طرح نماز پڑھیں گے اور پھر تشہد میں تمام فوج بیٹھ جائے گی، دشمن سامنے نظر آ رہا ہوگا، پھر تمام فوج سلام پھیرے گی۔

دشمن کی گفتگو کی اطلاع جبرائیل نے جنگ عسفان میں دی تھی، اس لیے کہا جاتا ہے، نماز خوف کی اجازت، اس جنگ میں ملی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہ تھے ورنہ جبرائیل علیہ السلام کو اطلاع دینے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

[1947] ٣٠٩-(٨٤١) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى بِأَصْحَابِهِ فِي الْخَوْفِ فَصَفَّهُمْ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ فَصَلّٰى بِالَّذِينَ يَلُونَهُ رَكْعَةً ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى صَلَّى الَّذِينَ خَلْفَهُمْ رَكْعَةً ثُمَّ تَقَدَّمُوا وَتَأَخَّرَ الَّذِينَ كَانُوا قُدَّامَهُمْ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَعَدَ حَتّٰى صَلَّى الَّذِينَ تَخَلَّفُوا رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ

[1947] اخرجه البخاري في (صحيحه في (صحيحه) في المغازي، باب: غزوة ذات الرقاع برقم (٤١٢٩) وبرقم (٤١٣١) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من قال: يقوم صف مع الامام وصف وجاه العدو فيصلي بالذين يلونه ركعة ثم يقوم قائما حتى يصلي الذين معه ركعة اخرى ثم ينصرفون فيصفون وجاه العدو وتجئ الطائفة الاخرى فيصلي بهم ركعة ويثبت جالسا فيتمون لانفسهم ركعة اخرى ثم يسلم بهم جميعا برقم (١٢٣٧) وفي باب: من قال: اذا صلى ركعة وثبت قائما اتموا لانفسهم ركعة ثم سلموا ثم انصرفوا فكانوا وجاه العدو واختلف في السلام برقم (١٢٣٨) وبرقم (١٢٣٩) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في صلاة الخوف برقم (٥٦٥) والنسائي في (المجتبى) في صلاة الخوف باب (١) ٣/ ١٧٠ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في صلاة الخوف برقم (١٢٥٩) انظر (التحفة) برقم (٤٦٤٥)

[1947] ۔ حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو نماز خوف پڑھائی اور انہیں اپنے پیچھے دو صفوں میں کھڑا کیا، اور اپنے سے قریبی صف کو ایک رکعت پڑھائی، پھر آپ کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہی رہے یہاں تک کہ پچھلوں نے رکعت پڑھ لی، پھر یہ آگے آ گئے اور ان سے اگلے پیچھے چلے گئے، پھر آپ نے ان کو ایک رکعت پڑھا دی، پھر بیٹھ گئے حتی کہ پیچھے ہونے والوں نے رکعت پڑھ لی، پھر سلام پھیر دیا۔

[1948] ٣١٠-(٨٤٢) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ رضی اللہ عنہ عَنْ مَنْ صَلّٰى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلٰوةَ الْخَوْفِ أَنَّ طَآئِفَةً صَفَّتْ وَصَلَّتْ مَعَهٗ وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّذِينَ مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَآئِمًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَائَتِ الطَّآئِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ

[1948] ۔ صالح بن خوات اس صحابی سے نقل کرتے ہیں، جس صحابی نے غزوۂ ذات الرقاع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نماز خوف پڑھی تھی، ایک گروہ آپ کے ساتھ صف بندی کیے ہوئے تھا، اور دوسرا دشمن کے سامنے تھا، آپ نے اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھائی، پھر آپ کھڑے رہے اور انہوں نے اپنے طور پر دوسری رکعت پڑھ کر نماز مکمل کر لی (اور سلام پھیر کر) چلے گئے اور دشمن کے سامنے صف بند ہو گئے اور دوسرا گروہ آ گیا۔ آپ نے وہ رکعت جو رہتی تھی ان کو پڑھا دی، پھر بیٹھے رہے اور ان لوگوں نے اپنے طور پر دوسری رکعت پڑھ کر، نماز مکمل کر لی تو آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

فائدہ :...... پہلا گروہ آپ کے ساتھ تکبیر تحریمہ اور پہلی رکعت میں شریک تھا، دوسری رکعت اور سلام اپنے طور پر پھیرا، اور دوسرا گروہ آپ کے ساتھ آپ کی دوسری رکعت میں اور سلام پھیرنے میں شریک ہوا، اور ایک رکعت اپنے طور پر پڑھی، اور صالح بن خوات نے یہ روایت اپنے باپ خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے جیسا کہ امام ابن مندہ کی تصریح بلوغ المرام میں موجود ہے۔

[1949] ٣١١-(٨٤٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ انا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

[1948] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٩٤٤)

[1949] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي باب غزوة بني المصطلق من خزاعة ←

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ قَالَ كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَسَيْفُ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَأَخَذَ سَيْفَ نَبِيِّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاخْتَرَطَهُ فَقَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَتَخَافُنِي قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّي قَالَ ((**اللّٰهُ يَمْنَعُنِي مِنْكَ**)) قَالَ فَتَهَدَّدَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَغْمَدَ السَّيْفَ وَعَلَّقَهُ قَالَ فَنُودِيَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرَ فَصَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ قَالَ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ

[1949] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے حتی کہ ہم ذات الرقاع نامی پہاڑ تک پہنچے، ہماری عادت تھی کہ جب ہم کسی سایہ دار جگہ پر پہنچتے تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھوڑ دیتے، ایک مشرک آدمی آیا، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار درخت پر لٹکائی گئی تھی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار پکڑ لی اور اسے میان سے نکال لیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنے لگا، کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا، ''نہیں۔'' اس نے کہا تو آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مجھے تجھ سے محفوظ رکھے گا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے اسے ڈرایا دھمکایا، اس نے تلوار میان میں ڈالی اور اسے لٹکا دیا، اس کے بعد نماز کے لیے اذان دی گئی تو آپ نے ایک گروہ کو دو رکعت نماز پڑھائی، پھر وہ گروہ پیچھے چلا گیا، اور آپ نے دوسرے گروہ کو بھی دو رکعت پڑھائی، اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعات اور لوگوں نے دو رکعت نماز پڑھی۔

فوائد :...... (1) اس حدیث میں غورث بن حارث نامی مشرک کا واقعہ انتہائی اختصار سے بیان کیا گیا ہے، پورا واقعہ اس طرح ہے کہ جب آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مجھے بچائے گا تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور بقول ابن اسحاق جبریل علیہ السلام نے اس کو دھکا دیا تو تلوار گر گئی، آپ نے تلوار پکڑ کر اسے پوچھا، اور فرمایا: اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے کہا، آپ اچھے پکڑنے والے بنیے، کیونکہ تیرے سوا کوئی نہیں بچا سکتا، آپ نے فرمایا: ''تم شہادت دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے کہا، میں عہد کرتا ہوں کہ میں آپ سے لڑائی نہیں لڑوں گا اور نہ آپ سے لڑنے والوں کا ساتھ دوں گا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے ساتھیوں کو آواز

← وهي غزوة المريسيع برقم (٤١٣٩) ومسلم في (صحيحه) في الفضائل باب: توكله على الله تعالى وعصمة الله تعالى له من الناس برقم (٥٩١١) انظر (التحفة) برقم (٣١٥٦)

دی، ساتھی پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک اعرابی آپ کے پاس بیٹھا ہے۔ آپ نے ساتھیوں کو واقعہ سے آگاہ فرمایا، اس کے بعد اسے چھوڑ دیا، اس نے واپس جا کر اپنی قوم کو اس واقعہ سے آگاہ کیا اور آپ کی تعریف کی، بعد میں وہ مسلمان ہو گیا۔ ❷ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ نے ہر گروہ کو الگ الگ دو رکعت نماز پڑھائی، اس طرح آپ کا دوسرا دوگانہ نفل تھا لیکن دوسرے گروہ کا فرض تھا تو معلوم ہوا نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ ❸ مصنف نے نماز کی جتنی صورتیں بیان کی ہیں، موقع محل کے مطابق سب صورتیں جائز ہیں، جس طرح بھی ممکن ہو نماز پڑھی جائے گی، اس کو چھوڑا نہیں جائے گا۔ امام مالک اور امام شافعی نے سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث والے طریقہ کو پسند کیا ہے، امام احمد نے حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام ابو حنیفہ نے جابر رضی اللہ عنہ والے طریقہ کو یعنی حدیث نمبر ۳۰۸ کو۔

[1950] ۳۱۲۔(. . .) وَحَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ أَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنِي

أَبُو سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَّصَلّٰى بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ

[1950] ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی، رسول اللہ ﷺ نے پہلے ایک گروہ کو دو رکعت نماز پڑھائی، پھر دوسرے گروہ کو دو رکعت نماز پڑھائی، اس طرح رسول اللہ ﷺ نے چار رکعات پڑھیں اور ہر گروہ کو دو رکعات پڑھائی ہیں۔

[1950] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٩٤٦)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو شرعی احکام کو نازل کرنے والا ہے حلال وحرام کو تفصیل سے بیان کرنے والا ہے جس نے اللہ کی رضا کی خاطر اس کی پیروی اختیار کی اسے وہ سلامتی کے راستے دکھلانے والا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اللہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ ایسی توحید کا حامل ہے جو تقریر میں محکم انفظام اور اخلاص میں وافر الاقسام ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ان پر افضل واکمل درود وسلام پھر ان کی پاکیزہ اور معزز آل پر اور ان کے صحابہ کرام پر جو ہدایت کے ستارے ہیں۔

یہ علم حدیث کی ایک مختصر کتاب ہے جسے میں نے پوری ذمے داری سے صحیح احادیث پر مشتمل مرتب کیا اور اس کی تالیف اور احادیث کے انتخاب میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ جس نے اس کتاب کے مقصد کو سمجھ لیا اس کا رابطہ اس کے ساتھ اور مضبوط ہو گیا۔ گویا اس نے اسے یوں اپنی گرفت میں لیا جیسے کوئی بخیل مال کو اپنی گرفت میں لیتا ہے اور اس نے اس کتاب کو بڑی محبت اور عقیدت سے اس کے اعلیٰ مقام ومرتبہ کے پیش نظر اپنے دل میں اتار لیا۔ اور میں نے اس کتاب کا نام "کتاب الالمام باحادیث الاحکام" رکھا ہے میں نے اس کتاب میں وہی حدیث درج کی ہے جسے محدثین اور باریک بین آئمہ جرح وتعدیل اور فقیہان ذی وقار نے ثقہ اور صحیح قرار دیا ہے محدثین وفقہاء میں سے ہر ایک کا مرکزی نکتہ ہوتا ہے جس کو وہ ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھتا ہے اور اس کے علاوہ کسی بھی دوسرے راستے پر چلنے سے وہ پہلو تہی اختیار کرتا ہے ایسا طرز عمل اختیار کرنے میں خیر وبرکت ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے التجا ہے کہ وہ ہمیں اس کتاب کے ذریعے دین ودنیا کے لحاظ سے نفع بہم پہنچائے، اور اس کتاب کو ہمارے لیے نور بنا دے جو ہمارے سامنے افشاں وفروزاں رہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کے پڑھنے والوں کو اسے زبانی یاد کرنے کی توفیق عطا کرے اور ہمیں اس کتاب کی برکت کے ذریعے اعلیٰ وارفع مقام پر پہنچائے۔

بلاشبہ ہمارا رب بند عقدے کھولنے والا اور دلوں کے بھید جاننے والا ہے وہ غنی اور کریم ہے۔

وصلی اللہ علی النبی محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم

ابن دقیق العید عفی عنہ

حدیث نمبر 1951 سے 2043 تک

٨......كِتَابُ الْجُمُعَةِ

٨. جمعہ کے متعلق احکام ومسائل

[1951] ١-(٨٤٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَا أَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ))

[1951]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: تم میں سے کوئی شخص جب جمعہ کے لیے آنے کا ارادہ کرے تو وہ غسل کرے۔“

[1952] ٢-(...) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ ((مَنْ جَاءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ))

[1952]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: ”تم میں سے جو جمعہ کے لیے آئے وہ غسل کرے۔“

[1953] (...) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِهِ

[1953] امام صاحب نے اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا حدیث بیان کی ہے۔

[1951] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٨٣٠٧)

[1952] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب ما جاء فی الاغتسال فی الجمعة برقم (٤٩٣) والنسائی فی (المجتبی) فی الجمعة باب: حض الامام فی خطبته یوم الجمعة ٣/ ١٠٦ انظر (التحفة) برقم (٧٢٧٠) وبرقم (٦٨٧٤)

[1953] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٩٤٩)

[1954] (. . .) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بِمِثْلِهِ

[1954] مصنف نے اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔

فائدہ:...... اہل ظاہر کا موقف یہ ہے کہ جمعہ کے لیے غسل کرنا فرض ہے، امام مالک اور امام احمد کا ایک قول یہی ہے۔ حافظ ابن حجر کا خیال ہے جمعہ کی صحت کے لیے غسل شرط نہیں ہے بلکہ یہ ایک مستقل فرض ہے، حافظ ابن قیم کا نظریہ ہے کہ اگر انسان کو پسینہ آتا ہو، جو دوسروں کے لیے تکلیف کا باعث بنتا ہو، یعنی کام کاج کرنے والے لوگ، جن کے بدن سے بدبو اٹھ سکتی ہے، ان کے لیے غسل کرنا فرض ہے، بہر حال آداب واخلاق اور جمعہ کے احترام کا تقاضا یہی ہے کہ جمعہ کے لیے غسل کیا جائے، اگرچہ جمہور کے نزدیک غسل کرنا سنت مستحبہ ہے، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ کا موقف یہی ہے، امام مالک، امام لیث اور امام اوزاعی کے نزدیک غسل جمعہ کے لیے جاتے وقت کرنا چاہیے، ابن عمر کی حدیث کا تقاضا یہی ہے اور جمہور کے نزدیک صبح کے بعد جب چاہے غسل کر سکتا ہے۔

[1955] ۳-(۸۴۵) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي

سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمْعَةِ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَنَادَاهُ عُمَرُ أَيَّةُ سَاعَةٍ هَذِهِ فَقَالَ إِنِّي شُغِلْتُ الْيَوْمَ فَلَمْ أَنْقَلِبْ إِلَى أَهْلِي حَتَّى سَمِعْتُ النِّدَاءَ فَلَمْ أَزِدْ عَلَى أَنْ تَوَضَّأْتُ قَالَ عُمَرُ وَالْوُضُوءَ أَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ

[1955]- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن لوگوں کو خطاب فرما رہے تھے کہ اس اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی داخل ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو آواز دی، کہ یہ آنے کا کون سا وقت ہے؟ اس نے جواب دیا، میں آج مصروف تھا، میں نے گھر لوٹتے ہی اذان سنی تو میں صرف وضو کر کے حاضر ہو گیا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، صرف وضو ہی کیا ہے، حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کا حکم دیتے تھے؟

فائدہ:...... یہ حاضر ہونے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے، مصروفیت کی بنا پر وقت کا احساس نہ ہو سکا، جب گھر پہنچے تو اس وقت اذان ہو گئی اور وہ وضو کر کے مسجد میں حاضر ہو گئے۔ غسل کے متعلق انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے اعتراض کا

[1954] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۷۰۰۹)

[1955] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجمعة- باب: فضل الغسل یوم الجمعة برقم (۸۷۷) انظر (التحفة) برقم (۱۰۵۱۹)

کوئی عذر پیش نہیں کیا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہوں نے غسل نہیں کیا تھا، کیونکہ صحیح مسلم میں حمران سے روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کوئی دن نہیں گذرتا تھا جس میں غسل نہ کرتے ہوں، عذر نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ جمعہ کو جاتے وقت غسل نہ کر سکے تھے جو کہ افضل تھا۔ (فتح الباری، حدیث ۸۷۸)

[1956] ٤۔(. . .) حَـدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي

سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَعَرَّضَ بِهِ عُمَرُ فَقَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَتَأَخَّرُونَ بَعْدَ النِّدَاءِ فَقَالَ عُثْمَانُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا زِدْتُ حِينَ سَمِعْتُ النِّدَاءَ أَنْ تَوَضَّأْتُ ثُمَّ أَقْبَلْتُ فَقَالَ عُمَرُ وَالْوُضُوءَ أَيْضًا أَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ))

[1956]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ اس اثناء میں، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف تعریض کرتے ہوئے کہا، لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اذان کے بعد دیر لگاتے ہیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا، اے امیر المومنین! میں نے اذان سننے کے بعد وضو کرنے سے زائد کوئی کام نہیں کیا، پھر آ گیا ہوں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، صرف وضو ہی کیا ہے، کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں سنا کہ ''جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو وہ غسل کرے۔''

فائدہ:...... حضرت عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایت کا ظاہری تقاضا یہی ہے کہ غسل جمعہ کے لیے آتے وقت کرنا چاہیے، اور جمعہ کے لیے غسل شرط نہیں ہے، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو واپس نہیں لوٹایا۔

١...... بَابُ: وُجُوبِ غُسْلِ الْجُمُعَةِ عَلَى كُلِّ بَالِغٍ مِنَ الرِّجَالِ وَبَيَانِ مَا أُمِرُوا بِهِ

باب ۱: جمعہ کے لیے غسل کرنا ہر بالغ مرد کے لیے ضروری ہے اور جس چیز کا لوگوں کو حکم دیا گیا ہے اس کا بیان

[1957] ٥۔(٨٤٦) حَـدَّثَـنِـي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ

[1956] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة باب (٥) برقم (٨٨٨) وابو داود في (سننه) في الطهارة باب: في الغسل يوم الجمعة برقم (٣٤٠) انظر (التحفة) برقم (١٠٦٦٧)

[1957] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم ←

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ))

[1957] ۔حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جمعہ کے دن ہر بالغ کے لیے غسل کرنا لازم ہے۔‘‘

فائدہ :......اس حدیث کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ جمعہ کے احترام وعظمت کے لیے غسل کرنا ضروری ہے۔

[1958] ٦۔(٨٤٧) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدِ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَمِنَ الْعَوَالِي فَيَأْتُونَ فِي الْعَبَاءِ وَيُصِيبُهُمُ الْغُبَارُ فَتَخْرُجُ مِنْهُمُ الرِّيحُ فَأَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِنْسَانٌ مِنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا))

[1958] ۔حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ لوگ عوالی سے اپنے گھروں سے جمعہ کے لیے آتے تھے، اور وہ اونی چادروں میں آتے تھے، (راستہ میں) ان پر گردوغبار پڑتی تھی، جس کی وجہ سے ان سے بدبو پھوٹتی تھی، ان میں سے ایک انسان رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ میرے ہاں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اے کاش! تم آج کے دن کے لیے پاکیزگی اور صفائی حاصل کرلیا کرو۔‘‘

[1959] (. . .) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ أَهْلَ عَمَلٍ وَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ كُفَاةٌ فَكَانُوا يَكُونُ لَهُمْ تَفَلٌ فَقِيلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

← الغسل والطهور وحضورهم الجماعة والعيدين والجنائز وصفوفهم (٨٥٧) باب: هل على من لم يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم برقم (٨٩٥) وفى الشهادات، باب: بلوغ الصبيان وشهادتم برقم (٢٦٦٥) وابو داود فى (سننه) فى الطهارة، باب: فى الغسل يوم الجمعة برقم (٣٤١) والنسائى فى (المجتبى) فى الجمعة، باب: ايجاب الغسل يوم الجمعة برقم (١٣٧١) وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فى الغسل يوم الجمعة برقم ٣/ ٩٤ انظر (التحفة) برقم (٤١٦١)

[1958] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الجمعة، باب: من اين توتى الجمعة وعلى من تجب برقم (٩٠٢) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة باب: اللبس للجمعة برقم (١٠٧٨) انظر (التحفة) برقم (١٦٨٣)

[1959] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الجمعة، باب: وقت الجمعة اذا زالت الشمس ←

[1959] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، لوگ کام کاج کرتے تھے، ان کے نوکر چاکر نہیں تھے، ان سے بدبو اٹھتی تھی تو ان سے کہا گیا، اے کاش! تم جمعہ کے دن نہا لیا کرو۔

مفردات الحدیث ❶ **ینتابون الجمعة:** وہ یکے بعد دیگرے جمعہ کے لیے آتے تھے، اس لیے باری باری آنے کا یہ معنی نہیں ہے کہ کبھی کچھ آتے اور کبھی دوسرے آتے، کیونکہ نسائی شریف کی روایت میں یحضرون کا لفظ ہے اور من منازلھم، اپنے گھروں سے آتے تھے، بھی اس کا قرینہ ہے۔ ❷ **عوالی:** مدینہ کے ان مضافات کو کہتے ہیں، جو بلند تھے، اور تین، چار سے سات، آٹھ میل تک واقع تھے۔ ❸ **العباء:** عباءة کی جمع ہے اونی چادر کو کہتے ہیں، اس وقت لوگ اونٹ کے بالوں سے بناتے تھے۔ ❹ **کُفاۃٌ:** کافِ کی جمع ہے، نوکر چاکر جو انسان کو کام کاج کے لیے کفایت کرتے ہیں۔ ❺ **تفل:** بدبو، کام کاج کے کپڑے، جب پسینہ آتا ہے تو ان سے بدبو محسوس ہوتی ہے۔

فائدہ ...... اس حدیث میں جمعہ کے لیے غسل کرنے کا پس منظر اور سبب بتایا گیا ہے، اس لیے جمہور علماء اس پس منظر کی بناء پر غسل کو ضرورت پر محمول کرتے ہیں، اس کو جمعہ کے لیے ہر ایک کے لیے لازم قرار نہیں دیتے۔ لیکن جس طرح حج میں رمل مشرکین کے سامنے قوت کے اظہار کے لیے کیا گیا تھا، لیکن اس کے بعد اس کو باقی رکھا گیا۔ اسی طرح شروع میں تو سبب یہی تھا لیکن بعد میں آپ نے حکم عام دے دیا، جیسا کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

٢...... بَابُ: الطِّيبِ وَالسِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب ٢: جمعہ کے دن خوشبو لگانا اور مسواک کرنا

[1960] ٧-(٨٤٦) وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ الْعَامِرِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي هِلَالٍ وَبُكَيْرَ بْنَ الْاَشَجِّ حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَسِوَاكٌ وَيَمَسُّ مِنَ الطِّيبِ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ)) إِلَّا أَنَّ بُكَيْرًا لَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ وَقَالَ فِي الطِّيبِ وَلَوْ مِنْ طِيبِ الْمَرْأَةِ

← برقم (٩٠٣) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في الرخصة في ترك الغسل يوم الجمعة برقم (٣٥٢) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٣٥)

[1960] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة، باب الطيب للجمعة برقم (٨٨٠) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: الغسل يوم الجمعة برقم (٣٤٤) والنسائي في (المجتبى) في الجمعة، باب: الامر بالسواك يوم الجمعة برقم ٣/ ٩٣ وفي باب: الهياة للجمعة۔ انظر (التحفة) برقم (٤١١٦)

[1960]۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کے دن غسل ہر بالغ پر ہے اور مسواک کرنا، اور حسب استطاعت خوشبو استعمال کرنا۔''
بکیر کی روایت میں عبدالرحمٰن کا ذکر نہیں ہے اور خوشبو کے بارے میں ہے اگر چہ عورت کی خوشبو ہی ہو۔

[1961] ۸۔(۸٤۸) حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ ذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ طَاوُسٌ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَيَمَسُّ طِيبًا أَوْ دُهْنًا إِنْ كَانَ عِنْدَ أَهْلِهِ قَالَ لَا أَعْلَمُهُ

[1961]۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، انہوں نے جمعہ کے دن کے غسل کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان کیا، طاؤس کہتے ہیں: ''میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، وہ خوشبو یا تیل استعمال کرے اگر اس کے گھر میں موجود ہو؟ انہوں نے جواب دیا، میرے علم میں نہیں ہے۔

فائدہ :...... غسل کا مقصد میل کچیل سے صاف ہونا ہے تاکہ لوگوں کو اس کے پسینہ سے تکلیف نہ ہو، اس لیے منہ کی بدبو کے ازالہ کے لیے مسواک کرنی چاہیے، امام اسحٰق، امام داؤد اور ابن حزم کے نزدیک جمعہ کے لیے مسواک ضروری ہے، بلکہ امام اسحاق کے نزدیک ہر نماز کے لیے مسواک لازم ہے، اگر انسان عمداً مسواک نہیں کرتا تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ ابن حزم کے نزدیک جمعہ کے سوا باقی نمازوں کے لیے مسواک کرنا سنت ہے اور اکثر اہل علم کے نزدیک جمعہ ہو یا غیر جمعہ، نماز کے لیے مسواک کرنا سنت ہے لازم یا فرض نہیں ہے۔

[1962] (. . .) وَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح وَ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1962] مصنف نے مذکورہ بالا حدیث ایک دوسری سند سے بھی بیان کی ہے۔

[1963] ۹۔(۸٤۹) وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

[1961] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة باب: الدهن للجمعة برقم (۸۸۵) انظر (التحفة) برقم (٥٦٩٢)

[1962] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۱۹۵۸)

[1963] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة، باب: هل على من لم يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم (۸۹٦) وفي احاديث الانبياء باب: ٥٤۔ برقم (۳٤۸٦)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ))

[1963] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ہر مسلمان پر حق ہے کہ وہ ہر ہفتہ میں ایک بار نہائے، اپنے سر اور اپنے جسم کو دھوئے۔''

[1964] ١٠۔(٨٥٠) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ))

[1964] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت کیا، پھر مسجد چلا گیا تو اس نے گویا ایک اونٹ قربان کیا، اور جو دوسری ساعت میں گیا تو گویا اس نے ایک گائے قربان کی، اور جو تیسری گھڑی میں گیا، گویا اس نے ایک سینگوں والا مینڈھا قربان کیا، اور جو چوتھی ساعت میں گیا، اس نے گویا کہ مرغ قربان کیا، اور جو پانچویں گھڑی میں گیا، اس نے گویا کہ ایک انڈہ صدقہ کیا کیونکہ جب امام نکل آتا ہے تو فرشتے خطبہ (یاد دہانی) سننے کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں۔''

فوائد :...... ❶ جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت کیا، سے مراد اکثر علماء کے نزدیک یہ ہے کہ غسل جنابت کی طرح پورے اہتمام سے اچھی طرح غسل کیا جائے، لیکن بعض تابعین کے نزدیک اس سے مراد تعلقات کے بعد غسل کرنا مراد ہے، امام احمد کا ایک قول یہی ہے، امام قرطبی نے بھی اس کو ترجیح دی ہے۔ ❷ الساعة الاولى سے مراد، نماز فجر یا طلوع شمس کے بعد کی ساعات ہیں، کہ امام کے خطبہ جمعہ کے لیے آنے تک کے وقت کو فجر سے شروع کر

← والنسائی فی (المجتبی) فی الجمعة، باب ایجاب الجمعة ٣/ ٨٧ انظر (التحفة) برقم (١٣٥٢٢) وبرقم (١٣٦٨٣)

[1964] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجمعة برقم (٨٨١) وابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: فی الغسل یوم الجمعة برقم (٣٥١) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی التبكير الى الجمعة برقم (٤٩٩) والنسائی فی (المجتبی) فی الجمعة، باب وقت الجمعة ٣/ ٩٩۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٥٦٩)

کے پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، پہلے حصہ میں آنے والے اس قدر ثواب حاصل کریں گے۔ گویا کہ انہوں نے اونٹ قربان کیا ہے، اس طرح دوسرے حصہ میں آنے والے بقرہ کے صدقہ کا ثواب پائیں گے۔ اور ساعات کے ابتداء اور انتہاء اس طرح درمیان کے اعتبار سے یہ جانور بھی قد وقامت اور چھوٹے بڑے ہونے میں منقسم ہوں گے یعنی جو پہلی ساعت کے آغاز میں آئے گا اس کا اونٹ قد وقامت اور قیمت میں زیادہ ہوگا اور اس ساعت کے آخر میں آنے والے کا اونٹ قد وقامت اور قیمت میں کم ہوگا، جمہور علماء کا یہی موقف ہے۔ لیکن امام مالک کے نزدیک یہ پانچ ساعات سورج ڈھلنے سے لے کر امام کی آمد تک شمار ہوں گی، متاخرین میں سے امام ابوالحسن سندھی اور امام محمد حیات سندھی نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے، لیکن دلائل کی رو سے جمہور کا موقف مضبوط ہے۔ ③ امام کی آمد کے بعد، فضیلت والا ثواب ختم ہو جاتا ہے، صرف جمعہ کا ثواب حسب آمد ملتا ہے، کیونکہ خطیب کی آمد پر زائد ثواب کا رجسٹر بند ہو جاتا ہے، اور اس کے حامل فرشتے خطبہ کے سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

٣...... بَابُ: فِي الْإِنْصَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْخُطْبَةِ

باب ٣: جمعہ کے دن خطبہ میں خاموشی اختیار کرنا۔

[1965] ١١-(٨٥١) وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ ابْنُ رُمْحٍ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ))

[1965]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نے جمعہ کے دن اپنے ساتھی کو کہا، چپ رہ، جبکہ امام خطبہ دے رہا ہے، تو تو نے لغو (بے جا) کام کیا۔''

مفردات الحدیث

✲ **لغوت:** باب ناقص ہے اور نَصَرَ ہے، اور دوسری حدیث میں لَغِيْتَ ہے یہ لَغِيَ يَلْغَى (س) ہے معنی دونوں کا ایک ہے، بے جا، باطل اور مردود بات کرنا یا بے مقصد، فضول کام کرنا۔

فائدہ:...... امام کی آمد پر جب اذان کے بعد خطبہ شروع ہو جاتا ہے تو اس کو غور وتوجہ کے ساتھ سننا ضروری ہے۔

[1965] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة، باب: الانصات يوم الجمعة والامام يخطب برقم (٣٩٤) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في كراهية الكلام والامام يخطب برقم (٥١٢) والنسائي في (المجتبى) في الجمعة باب: الانصاف للخطبة يوم الجمعة ٣/ ١٠٣ و ٣/ ١٠٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٢٠٦)

حتیٰ کہ اگر کوئی انسان اس کی مخالفت کرتے ہوئے گفتگو کر رہا ہو تو اس کو روکنا بھی درست نہیں ہے، یہ بھی غلط اقدام ہے، ائمہ اربعہ کا یہی موقف ہے، پس اگر انسان کو خطبہ کی آواز نہ پہنچ رہی ہو تو جمہور کے نزدیک پھر بھی خاموشی ضروری ہے، امام احمد اور امام شافعی کے ایک قول کی رو سے ایسی صورت میں خاموشی ضروری نہیں ہے۔

[1966] (. . .) وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مِثْلَهُ۔

[1966] امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1967] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَارِظٍ

[1967] امام صاحب ایک اور سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، سند کے ایک راوی کے نام میں تھوڑا سا فرق ہے، کہ اس سے پہلی روایت میں عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ کہا گیا تھا اور اس میں ابراہیم بن عبداللہ بن قارظ آیا ہے۔

[1968] ۱۲۔(. . .) وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((**إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغِيتَ**)) قَالَ أَبُو الزِّنَادِ هِيَ لُغَةُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَإِنَّمَا هُوَ فَقَدْ لَغَوْتَ

[1968]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نے اپنے ساتھی کو جمعہ کے دن جبکہ امام خطبہ دے رہا ہے، کہا، چپ رہ تو تو نے بے جا اور غلط کام کیا۔''
ابوزناد کہتے ہیں، اصل لغت، فقد لغوت ہے لیکن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی لغت، فقد لغِيتَ ہے۔

فائدہ: ......اگرچہ فصیح اور عام لغت کی رو سے یہ باب نصر ینصر سے ہے، لیکن قرآن مجید سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

[1966] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٩٦٢)
[1967] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢١٨١)
[1968] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٨١٠)

والی لغت کی تائید ہوتی ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ کافروں نے کہا قرآن مجید نہ سنو بلکہ والغوا فیہ، اس میں بے جا باتیں کرو، شوروشغب ڈالو تو اگر یہ نصر سے ہوتا تو غین پر پیش آنا چاہیے تھا، جبکہ قرآن میں زبر ہے۔

۴......بَابُ: فِي السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب ٤: جمعہ کے دن آنے والی ساعت

[1969] ١٣-(٨٥٢) وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ ح وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ ((فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ)) زَادَ قُتَيْبَةُ فِي رِوَايَتِهِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا

[1969]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، ''اس میں ایک ساعت ہے، جسے مسلمان بندہ نماز کی حالت میں پالے تو وہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگے گا اس کو مل جائے گا۔'' قتیبہ نے اپنی روایت میں اضافہ کیا کہ آپ نے ہاتھ کے اشارے سے اس ساعت کی قلت کو بیان کیا۔

[1970] ١٤-(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَقَالَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا يُزَهِّدُهَا

[1970]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ میں ایک گھڑی ہے جسے مسلمان نماز میں کھڑا پالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے جس خیر کا سوال کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے وہی دے دیتا ہے۔'' اور آپ نے ہاتھ سے اس کی قلت اور تھوڑا ہونے کو بیان کیا۔

مفردات الحدیث ❊ **یقللها یزهدها**: دوسرا لفظ اپنے لفظ کی تاکید ہے کیونکہ تزھید کا معنی بھی تقلیل ہے، کیونکہ کم اور حقیر چیز سے وہ انسان بے رغبتی اور پرہیز کرتا ہے۔

[1969] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة باب: الساعة التي في يوم الجمعة برقم (٩٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٣٨٠٨)

[1970] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الدعوات، باب: الدعاء في الساعة التي في يوم الجمعة برقم (٦٤٠٠) والنسائي في (المجتبى) في الجمعة، باب: ذكر الساعة التي يستجاب فيها الدعاء يوم الجمعة ٣/ ١١٦ انظر (التحفة) برقم (١٤٤٠٦)

[1971] (. . .) وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِى عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1971] امام وہ ایک اور استاد سے مذکور روایت بیان کرتے ہیں۔

[1972] (. . .) وحَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَاهِلِيُّ قَالَ نَا بِشْرٌ يَعْنِى ابْنَ مُفَضَّلٍ قَالَ نَا سَلَمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1972] امام صاحب ایک اور سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

[1973] ۱۵۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ قَالَ نَا الرَّبِيعُ يَعْنِى ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ فِى الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ قَالَ وَهِىَ سَاعَةٌ خَفِيفَةٌ

[1973] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ میں ایک ساعت ہے جسے مسلمان اللہ تعالیٰ سے خیر کا سوال کرتے ہوئے پاتا ہے تو اسے اس کا سوال مل جاتا ہے۔“ اور یہ ایک خفیف اور چھوٹی سی ساعت ہے۔“

[1974] (. . .) وَحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ وَهِىَ سَاعَةٌ خَفِيفَةٌ

[1974] مصنف صاحب یہی روایت ایک دوسری سند سے لائے ہیں لیکن اس میں ساعة خفيفة کا ذکر نہیں ہے۔

[1975] ۱۶۔(۸۵۳) وحَدَّثَنِى أَبُو الطَّاهِرِ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ بُكَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَنَا مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِى بُرْدَةَ بْنِ أَبِى مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ لِى عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَسَمِعْتَ أَبَاكَ

[1971] تقدم

[1972] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٤٧١)

[1973] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٧٢)

[1974] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٤٩)

[1975] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: الاجابة، اية ساعة هى فى يوم الجمعة برقم (١٠٤٩) انظر (التحفة) برقم (٩٠٧٨)

يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلٰوةُ))

[1975]۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابو بردہ کی روایت ہے کہ مجھ سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا: کیا تو نے اپنے باپ سے، جمعہ کی ساعت کے بارے میں حدیث سنی ہے؟ میں نے کہا، ہاں، میں نے ان سے یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''یہ امام کے بیٹھنے سے لے کر نماز کے پڑھنے تک ہے۔''

فائدہ:...... ساعت کے جمعہ کے بارے میں بہت اختلافات ہیں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے چالیس سے زائد اقوال نقل کیے ہیں، لیکن صحیح ترین قول دو ہیں جو احادیث سے ثابت ہیں، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز کے اختتام تک ہے، اور مسند احمد اور سنن میں مختلف صحابہ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عصر کے بعد ہے، اس لیے بعض نے مسلم شریف کی روایت کو ترجیح دی ہے اور اکثریت کے نزدیک یہ عصر کے بعد ہے، حافظ ابن قیم نے دلائل سے ترجیح عصر کے بعد کی ساعت کو دی ہے لیکن یہ بھی لکھا ہے کہ لوگوں کے اجتماع، ان کی نماز، ان کی اللہ کے حضور عاجزی اور تضرع اور گڑگڑانا کو بھی دعا کی قبولیت میں داخل ہے، اس لیے حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کو ان دونوں اوقات میں دعا اور اللہ کے سامنے گڑگڑانے کی ترغیب دی ہے اور اس کا شوق و آمادگی دلائی ہے۔ لیکن یہ دونوں اوقات ایسے ہیں کہ ان میں انسان نماز نہیں پڑھ سکتا، اس لیے قائم يصلي، کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے، میں تاویل کی ضرورت ہے، اس کا یا تو یہ معنی کرنا ہوگا، کہ قیام سے مراد مواظبت اور پابندی ہے اور صلوۃ سے مراد دعا ہے کہ وہ دعا پر مواظبت اور پابندی کرتا ہے یا انتظار صلوٰۃ مراد ہوگا کہ وہ نماز کا منتظر ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اس ساعت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے۔ میں نے اعتراض کیا، ((تلك الساعة لا يصلي فيها)) اس گھڑی میں نماز نہیں پڑھی جاتی تو انہوں نے جواب دیا کہ کیا نبی اکرم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو انسان نماز کے انتظار میں بیٹھا ہے فهو في صلوٰة، وہ نماز ہی پڑھ رہا ہے۔ تو میں نے کہا، ہاں، انہوں نے کہا، بس یہی بات ہے، اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ ہے کہ یہ سوال حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا تو آپ نے انہیں یہی جواب دیا تھا، خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ ساعت تو عصر کے بعد ہی ہے لیکن مطلوب دونوں جگہ دعا کرنا ہے، اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خطبہ کے دوران دعا مانگنا انصات اور خاموشی کے منافی نہیں ہے (کیونکہ علامہ شامی کے بقول تو یہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر فراغت نماز تک ہے، شرح صحیح مسلم، علامہ سعیدی، ج ۲، ص ۶۴۸)

۵...... بَابُ: فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب ۵: جمعہ کے دن کی فضیلت

[1976] ۱۷ - (۸۵۴) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هريره يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((**خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا**))

[1976] - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے، اور اسی میں جنت میں داخل کیے گئے اور اسی میں اس سے نکالے گئے۔

[1977] ۱۸ - (. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((**خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ**))

[1977] - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان سارے دنوں میں جن میں سورج نکلتا ہے (یعنی ہفتہ بھر کے دنوں میں) سب سے بہترین دن جمعہ کا ہے، اس میں آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، اور اسی میں جنت میں داخل کیے گئے اور اس میں اسی سے نکالے گئے، اور قیامت بھی جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی۔

فائدہ:...... **وقت کی فضیلت اور برتری کا انحصار ان بڑے بڑے اہم واقعات پر ہے جو اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے واقع ہوتے ہیں یا واقع ہوں گے یا اللہ تعالیٰ کے انعامات وعنایات پر ہے جو اس دن انسانوں پر ہوتے ہیں، جمعہ کے دن کی برتری کا باعث بھی یہی امور ہیں کہ اس میں نسل انسانی کے جد اعلیٰ کو پیدا کیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے محل میں ان کو عارضی طور پر رکھا گیا تاکہ ان کے دل میں اس کی محبت اور اس کے حصول کی لگن پیدا ہو، پھر ان کو نسل انسانی کا سلسلہ شروع کرنے کے لیے دنیا میں بھیجا گیا تاکہ دنیا میں آکر وہ اور ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دستور زندگی کے مطابق زندگی گزار کر جنت میں دائمی طور پر رہنے کی صلاحیت کا اظہار کر کے اس کے حصول**

[1976] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الجمعة، باب: ذكر فضل يوم الجمعة ۳/ ۹۰- انظر (التحفة) برقم (۱۳۹۵۹)

[1977] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى فضل يوم الجمعة برقم (۴۸۸) انظر (التحفة) برقم (۱۳۸۸۲)

کا استحقاق پیدا کریں اور فرشتوں کے سامنے دنیا میں خلافت کے نظام کے کمالات وخوبیوں کا ظہور ہو جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے انی اعلم مالا تعلمون، میں اشارہ فرمایا ہے اور آخر کار قیامت برپا کر کے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق زندگی گزارنے والوں کو انعام واکرام سے نوازا جائے، اس نے جمعہ میں پیش آنے والے تمام امور اللہ تعالیٰ کی حکمت وقدرت اور رحمت کے ظہور کا باعث ہونے کی بنا پر اس دن کی فضیلت اور برتری کا سبب ہیں۔ آدم علیہ السلام کا جنت سے اخراج بھی درحقیقت جنت میں مستقل اور دائمی رہائش کا پیش خیمہ ہونے کی بنا پر نعمت ہے کیونکہ جنت میں ان کا داخلہ عارضی تھا۔ ان کو پیدا تو خلافت ارضی ہی کے لیے کیا گیا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿انی جاعل فی الارض﴾

٦...... بَابُ: هِدَايَةِ هَذِهِ الْأُمَّةِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب ٦: جمعہ کے دن کے لیے اس امت کی رہنمائی

[1978] ١٩ـ(٨٥٥) وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَحْنُ الْآخِرُونَ وَنَحْنُ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّ كُلَّ أُمَّةٍ أُوتِيَتِ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْنَا هَدَانَا اللّٰهُ لَهُ فَالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ الْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ))

[1978]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم سب سے آخر میں آنے والے ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے اس لیے کہ ہر امت کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی، اور ہمیں وہ ان کے بعد دی گئی۔ پھر یہ دن جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ضروری ٹھہرایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ہماری رہنمائی فرمائی، لوگ اس کے اعتبار سے ہمارے تابع (پیچھے) ہیں، یہود کی عبادت کا دن جمعہ کے اگلا یعنی ہفتہ کا دن ہے اور نصاریٰ کا دن اس کے بعد کا ہے، یعنی اتوار ہے۔

[1979] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَحْنُ الْآخِرُونَ وَنَحْنُ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمِثْلِهِ))

[1979] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم سب کے بعد آنے والے ہیں

[1978] تقدم تخريجه برقم (١٩٦٠)

[1979] تقدم تخريجه برقم (١٩٦٠)

اور قیامت کے دن ہم سب سے آگے ہوں گے۔ آگے مذکورہ بالا حدیث ہے۔

فائدہ: ...... آدم علیہ السلام سے نسل انسانی کا سلسلہ شروع ہوا اور ان کے لیے آسمانی ہدایات کا انتظام کیا گیا، اور ہر دور میں اپنے اپنے وقت پر انسانوں کی رہنمائی کے لیے نبی اور رسول آتے رہے اور ان کی امتیں بنتی گئیں۔ ان میں تین امتیں سب سے برتر ہیں اور ان کے انبیاء اولوالعزم رسول ہیں، اور سب سے آخر میں آنے والی امت، امت مسلمہ ہے جس کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ وہ خیر الامم ہونے کی بنا پر قیامت کے دن ہر معاملہ میں پیش پیش ہوگی۔ بید کے معنی تین بن سکتے ہیں۔ اس کا معنی اگر غیر کریں تو نص ہوگا کہ پہلی امتوں کو یہ جزوی فضیلت اور برتری حاصل ہے کہ ان کو اللہ کی کتاب ہم سے پہلے ملی، اور اگر اس کا معنی علی یا مع کریں تو معنی ہوگا اس کے باوجود کہ وہ دنیا میں کتاب پہلے دیئے گئے۔ ہمیں آخرت میں ان پر سبقت اور تقدم حاصل ہوگا، اگر اس کا معنی اجل لیں تو معنی ہوگا ہم اس لیے آخر میں ہیں کیونکہ انہیں کتاب ہم سے پہلے عنایت کی گئی۔ ہفتہ میں ایک دن، اجتماع و مسرت اور عید کا ہوتا ہے۔ اس میں ہمیں بڑی امتوں یہود و نصاریٰ پر تقدم حاصل ہے۔ یہودیوں کے اجتماع اور عید کا دن ہفتہ ہے اور عیسائیوں کا اتوار جبکہ ہمارا عید کا دن یا ہفتہ وار اجتماع اور عبادت کا دن جمعہ ہے جو ان سے پہلے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل و کرم اور اس کی ہدایت و توفیق کا نتیجہ ہے کہ ہم نے ہفتہ واری عید اور اجتماع کے لیے اس دن کا انتخاب کیا۔ اور یہود و نصاریٰ کی طرح اللہ تعالیٰ کے اس مطلوب اور محبوب دن کو نظر انداز نہیں کیا۔

[1980] ٢٠-(...) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَحْنُ الْآخِرُونَ الْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَنَحْنُ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَاخْتَلَفُوا فَهَدَانَا اللّٰهُ لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ فَهٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ هَدَانَا اللّٰهُ لَهُ قَالَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فَالْيَوْمَ لَنَا وَغَدًا لِلْيَهُودِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى))

[1980]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم آخر میں ہیں اور قیامت کے دن اوّل ہوں گے اور ہم جنت میں داخل ہونے والوں میں اوّل ہوں گے۔ ہاں یہ بات ہے انہیں کتاب ہم سب سے پہلے دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی، اور انہوں نے (اجتماع کے دن میں) اختلاف کیا اور ہماری اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی اس حق کے سلسلہ میں، جس میں انہوں نے اختلاف کیا تھا۔ یہ (جمعہ کا دن) وہ دن ہے جو ان کے لیے مقرر کیا گیا تھا اور انہوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں (یعنی جمعہ کے دن کے لیے) ہماری رہنمائی فرمائی۔ آج کا دن ہمارا ہے اور اگلا دن یہود کا ہے اور اس سے اگلا دن عیسائیوں کا ہے۔

[1980] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٣٤٥)

فائدہ :...... امام ابن بطال اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہفتہ میں ایک دن اجتماع وعبادت کے لیے مقرر کرنے کا اختیار یہود کو بھی دیا گیا اور عیسائیوں کو بھی۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ وہ اس مقصد کے لیے جمعہ کے دن کا انتخاب کریں، لیکن وہ اس انتخاب میں ناکام ہو گئے۔ یہود نے ہفتہ کا دن منتخب کر لیا اور عیسائیوں نے اتوار کا، اور بقول امام نووی ان کے لیے جمعہ کا دن معین تھا لیکن انہوں نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا کہ کیا ہمارے لیے اس کو تبدیل کرنے کی گنجائش ہے یا نہیں، پھر یہ سمجھ کر کہ تبدیل کرنا جائز ہے۔ انہوں نے اس دن کو بدل ڈالا، اگلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لیے جمعہ کا دن ہی مقرر تھا لیکن انہوں نے حسب عادت اپنے پیغمبروں کی مخالفت کرتے ہوئے اس کو تبدیل کر ڈالا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو توفیق دی انصار نے ہجرت سے پہلے ہی حضرت سعد بن زرارہ کی سرکردگی میں اس دن جمع ہونا شروع کر دیا تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلا جمعہ بنو سالم بن عوف میں پڑھا تھا۔ مسجد نبوی کی تعمیر بعد میں ہوئی تھی۔

[1981] ٢١-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَخِي وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا

ابو هريره عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ وَهٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فُرِضَ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ فَهُمْ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ فَالْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ))

[1981]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم آخر میں ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے، اس لیے کہ ان لوگوں کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی۔ اور یہ ان کا وہی دن ہے جو ان پر فرض کیا گیا تھا اور انہوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا، اور اللہ تعالیٰ نے ہماری اس کے بارے میں رہنمائی فرمائی، اس لیے وہ لوگ اس سلسلہ میں ہمارے پیچھے ہیں، یہود کا آئندہ کل ہے اور نصاریٰ کا پرسوں ہے۔

[1982] ٢٢-(٨٥٦) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَا نَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَضَلَّ

[1981] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥٦)

[1982] اخرجه مسلم فی (صحیحه) فی الایمان، باب: ادنی اهل الجنة منزلة فیها برقم ←

اللّٰهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا فَكَانَ لِلْيَهُودِ يَوْمُ السَّبْتِ وَكَانَ لِلنَّصَارٰى يَوْمُ الْأَحَدِ فَجَآءَ اللّٰهُ بِنَا فَهَدَانَا اللّٰهُ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ وَالْأَحَدَ وَكَذٰلِكَ هُمْ تَبَعٌ لَنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَحْنُ الْآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ)) وَفِي رِوَايَةِ وَاصِلٍ الْمَقْضِيُّ بَيْنَهُمْ

[1982]۔حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے لوگوں کو جمعہ بھلا دیا (جمعہ سے پھیر دیا) اس لیے یہود کے لیے ہفتہ کا دن ہے اور نصاریٰ کے لیے اتوار کا دن ہے۔ ان کے بعد اللہ ہمیں لایا، تو جمعہ کے بارے میں ہمیں ہدایت دی (اس طرح عظمت و تعظیم کے) دن جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو ٹھہرایا۔ (جس طرح وہ اس سلسلہ میں پیچھے ہیں) اسی طرح قیامت کے دن وہ ہمارے پیچھے ہوں گے۔ اہل دنیا میں ہم سب کے بعد کی امت ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے جن کا فیصلہ تمام لوگوں سے پہلے کیا جائے گا۔''

واصل کی روایت میں المقضی لهم کی جگہ المقضی بينهم ہے۔ ان کے باہمی فیصلے سب سے پہلے ہوں گے۔

[1983] ٢٣۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ نَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ حَدَّثَنِي رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((هُدِينَا إِلَى الْجُمُعَةِ وَأَضَلَّ اللّٰهُ عَنْهَا مَنْ كَانَ قَبْلَنَا)) فَذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ ابْنِ فُضَيْلٍ

[1983]۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہماری جمعہ کے بارے میں رہنمائی کی گئی اور ہم سے پہلے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اس سے پھسلا (بہکا) دیا۔'' آگے اوپر والی روایت کے ہم معنی روایت ہے۔

٧...... بَابُ: فَضْلِ التَّهْجِيرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب ٧: جمعہ کے دن جلد جانے کی فضیلت

[1984] ٢٤۔(٨٥٠) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ نَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْدِاللّٰهِ الْأَغَرُّ أَنَّهُ سَمِعَ

←(٣٢٩) والنسائي في (المجتبى) في الجمعة، باب: ايجاب الجمعة ٣/ ٨٧۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: في فرض الجمعة برقم (١٠٨٣) انظر (التحفة) برقم (٣٣١١)

[1983] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٩٧٩)

[1984] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة، باب: الاستماع الى الخطبة برقم (٩٢٩) وفي بدء الخلق باب ذكر الملائكة برقم (٣٢١١) والنسائي في (المجتبى) في الجمعة ←

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ وَجَاؤُوا يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي الْبَدَنَةَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي بَقَرَةً ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الْكَبْشَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الدَّجَاجَةَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الْبَيْضَةَ))

[1984]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے دروازوں میں سے ہر دروازہ پر فرشتے آنے والوں کی ترتیب سے پہلے پھر پہلے کا نام لکھتے ہیں اور جب خطیب منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اعمال نامے لپیٹ دیتے ہیں اور وعظ ونصیحت (تذکیر ویاددہانی) سننے لگتے ہیں اور جلد آنے والے کی مثال اس انسان کی ہے جو اونٹ قربان کرتا ہے پھر اس کی طرح جو گائے قربان کرتا ہے، بعد والا اس کی طرح جو مینڈھا قربان کرتا ہے، پھر اس کے بعد والا اس کی طرح جو مرغی قربان کرتا ہے پھر اس کی طرح جو انڈا صدقہ کرتا ہے۔

[1985] (. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1985] امام صاحب ایک اور سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

[1986] ۲۵۔(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((عَلٰى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَكٌ يَكْتُبُ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ مَثَّلَ الْجَزُورَ ثُمَّ نَزَّلَهُمْ حَتّٰى صَغَّرَ إِلٰى مَثَلِ الْبَيْضَةِ فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ وَحَضَرُوا الذِّكْرَ))

[1986]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد کے دروازوں میں سے ہر دروازہ پر فرشتہ پہلے آنے والے پھر پہلے آنے والے کا نام لکھتا ہے، آپ نے اونٹ کی مثال بیان کی، پھر ان

← باب التبكير الى الجمعة ۳/ ۹۷ و ۹۸۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳٤٦٥)

[1985] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجمعة، باب؛ التبكير الى الجمعة برقم ۳/ ۹۸ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في التهجير الى الجمعة برقم (۱۰۹۲) انظر (التحفة) برقم (۱۳۱۳۸)

[1986] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۱۲۷۷۰)

کے درجات ومنازل کو بتدریج کم کر کے آخر میں انڈے کی مثال دی اور جب امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو وہ رجسٹر (اعمال نامے) لپیٹ دیتے ہیں اور ذکر (یاد دہانی) سننے کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں۔"

٨...... بَابُ: فَضْلِ مَنِ اسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ فِي الْخُطْبَةِ

باب ٨: خطبہ میں خاموش رہنے اور سننے والے کی فضیلت

[1987] ٢٦-(٨٥٧) وحَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ قَالَ نَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ قَالَ نَا رَوْحٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلَّى مَا قُدِّرَ لَهُ ثُمَّ أَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَعَهُ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى وَفَضْلُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ))

[1987]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے غسل کیا، پھر جمعہ کے لیے آ گیا اور اس کے مقدر میں جتنی نماز تھی پڑھی۔ پھر چپ رہا حتی کہ خطیب اپنے خطبہ سے فارغ ہو گیا، پھر اس کے ساتھ نماز میں شرکت اختیار کی۔ اس کے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور تین دن کے زائد۔"

[1988] ٢٧-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَ يَحْيٰى أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا))

[1988]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے وضو کیا اور وضو اچھی طرح کیا۔ پھر جمعہ کے لیے آیا۔ خطبہ پر کان دھرے اور چپ رہا، اس کے اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے درمیان کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور تین دن زائد کے، اور جو کنکریوں سے کھیلا اس نے لغو اور فضول کام کیا۔"

[1987] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٤٥)

[1988] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: فضل الجمعة برقم (١٠٥٠) والترمذي في (جامعه) باب: ما جاء في الوضوء يوم الجمعة برقم (٤٩٨) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في الرخصة في ذلك برقم (١٠٩٠) انظر (التحفة) برقم (١٢٥٠٤)

فائدہ :...... ہر نیکی کا ثواب کم از کم دس گنا ہے۔اس لیے جو انسان بڑے اہتمام کے ساتھ غسل کر کے، خطبہ سے پہلے جمعہ کے لیے آتا ہے اور مقدور بھر نفل ونوافل پڑھتا ہے اور خطبہ شروع ہونے پر توجہ کے ساتھ، خاموشی سے خطبہ سنتا ہے۔تو اس کے دس دن کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور باقی اجر وثواب الگ ہے۔

٩...... بَابُ: صَلَاةِ الْجُمُعَةِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ

باب ٩: جمعہ کی نماز سورج کے ڈھلنے پر ہے

[1989] ٢٨-(٨٥٨) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ نَا حَسَنُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنُرِيحُ نَوَاضِحَنَا قَالَ حَسَنٌ فَقُلْتُ لِجَعْفَرٍ فِي اَيِّ سَاعَةٍ تِلْكَ قَالَ زَوَالَ الشَّمْسِ

مترجم اردو [1989]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے پھر واپس آ کر اپنے پانی لادنے کے اونٹوں کو آرام پہنچاتے تھے،حسن کہتے ہیں میں نے جعفر سے پوچھا، یہ کس وقت کی بات ہے؟ اس نے کہا: سورج کے ڈھلنے کے وقت کی۔

[1990] ٢٩-(. . .) وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ح و حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَا جَمِيعًا نَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ اَنَّهُ سَأَلَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ مَتٰى كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ قَالَ كَانَ يُصَلِّي ثُمَّ نَذْهَبُ اِلٰى جِمَالِنَا فَنُرِيحُهَا زَادَ عَبْدُاللّٰهِ فِي حَدِيثِهٖ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ يَعْنِي النَّوَاضِحَ

[1990]۔جعفر کے باپ محمد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا، رسول اللہ ﷺ جمعہ کس وقت پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا۔آپ جمعہ پڑھاتے، پھر ہم اپنے پانی لادنے کے اونٹوں کے پاس جاتے اور انہیں آرام پہنچاتے۔عبداللہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے،جس وقت سورج ڈھل جاتا۔جمال سے مراد نواضح ہے مراد پانی لادنے والے اونٹ ہیں۔

[1989] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الجمعة، باب: وقت الجمعة ٣/ ١٠٠ انظر (التحفة) برقم (٢٦٠٢)

[1990] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٩٨٦)

[1991] ٣٠-(٨٥٩) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا وقَالَ الْآخَرَانِ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ زَادَ ابْنُ حُجْرٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1991]۔حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم قیلولہ اور کھانا جمعہ کے بعد کھاتے تھے۔ابن حجر کی روایت میں اضافہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں۔

[1992] ٣١-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا أَنَا وَكِيعٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ الْحَارِثِ الْمُحَارِبِيِّ

عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ نَرْجِعُ نَتَتَبَّعُ الْفَيْءَ

[1992]۔حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ آفتاب کے زوال پر پڑھتے تھے۔پھر واپس لوٹتے اور سایہ تلاش کرتے تھے۔

[1993] ٣٢-(. . .)وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ قَالَ نَا يَعْلَى بْنُ الْحَارِثِ

عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْجُمُعَةَ فَنَرْجِعُ وَمَا نَجِدُ لِلْحِيطَانِ فَيْئًا نَسْتَظِلُّ بِهِ

[1993]۔حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھتے اور واپس لوٹتے تو دیواروں کا سایہ اس قدر نہ ہوتا کہ ہم ان کے سایہ میں چل سکتے۔

فائدہ:......روایات مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز جلد پڑھتے تھے۔اور خطبہ لمبا چوڑا

[1991] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة باب: قول الله تعالى: ﴿فاذا قضيت الصلاة فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله﴾ برقم (٩٣٩) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في وقت الجمعة برقم (١٠٩٩) انظر (التحفة) برقم (٤٧٠٦)

[1992] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي، باب غزوة الحديبية برقم (٤١٦٨) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في وقت الجمعة برقم (١٠٨٥) والنسائي في (المجتبى) في الجمعة، باب: وقت الجمعة ٣/ ١٠٠۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في وقت الجمعة برقم (١١٠٠) انظر (التحفة) برقم (٤٥١٢)

[1993] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٩٨٩)

نہیں دیتے تھے۔ کیونکہ نماز جمعہ کے بعد دیواروں کا سایہ بہت نہیں پھیلا ہوتا تھا کہ انسان اس کی آڑ میں آرام سے چل سکے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جمعہ زوال آفتاب سے پہلے شروع کرتے تھے۔ اور امام احمد اور امام اسحاق کا موقف یہی ہے اور مختلف روایات کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بعض دفعہ جمعہ زوال سے پہلے شروع کیا ہے۔ لیکن آپ کی عام عادت مبارکہ یہی تھی کہ آپ جمعہ زوال کے بعد شروع کرتے تھے لیکن وقت زیادہ نہیں لگاتے تھے۔ لیکن مولانا صفی الرحمان ؒ کے بقول مدینہ منورہ میں ہیں زوال کے وقت سایہ بہت کم ہوتا ہے یعنی آدھی بالشت سے بھی کم ہوتا ہے اس لئے اگر جمعہ زوال کے فوراً بعد شروع کر دیا جائے تو جمعہ کے بعد دیواروں کے سایہ اس قدر نہیں ہوتا کہ اس میں چلا جا سکے۔

۱۰...... بَابُ: ذِكْرِ الْخُطْبَتَيْنِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَمَا فِيهِمَا مِنَ الْجَلْسَةِ

باب ۱۰: نماز جمعہ سے پہلے دو خطبے ہیں اور ان کے درمیان بیٹھا جائے گا

[1994] ۳۳-(۸۶۱) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ جَمِيعًا عَنْ خَالِدٍ قَالَ أَبُو كَامِلٍ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ نَا عُبَيْدُاللهِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ قَالَ كَمَا يَفْعَلُونَ الْيَوْمَ

[1994]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہو جاتے، جیسا کہ آج کل کرتے ہو۔

[1995] ۳۴-(۸۶۲) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا أَبُوالْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ

[1995]۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ دو خطبے دیتے تھے، ان کے درمیان بیٹھتے تھے، قرآن پڑھتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے۔

[1994] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجمعة، باب الخطبة قائما برقم (۹۲۰) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الجلوس بين الخطبتين برقم (۵۰۶) انظر (التحفة) برقم (۷۸۷۹)

[1995] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الخطبة قائما برقم (۱۰۹۴) انظر (التحفة) برقم (۲۱۶۹)

فائدہ:...... خطبہ جمعہ کا اصل مقصد قرآن کے ذریعہ لوگوں کو تذکیر، یاد دہانی ہے کہ انہیں ان کا مقصد زندگی یاد دلایا جائے۔

[1996] ٣٥-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ أَنْبَأَنِي جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ نَبَّأَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ فَقَدْ وَاللّٰهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَيْ صَلٰوةٍ

[1996]۔ سماک حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ کھڑے ہو کر دیتے تھے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے، اس لیے جس نے تمہیں یہ بتایا ہے کہ آپ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے، اس نے جھوٹ بولا، اللہ کی قسم! میں نے آپ کے ساتھ دو ہزار سے زائد نمازیں پڑھی ہیں۔

فائدہ:...... جمعہ کے لیے دو خطبے ہیں، جن کے درمیان بیٹھا جائے گا۔ اور خطبہ کھڑے ہو کر دینا سنت ہے اور بیٹھ کر خطبہ دینا خلاف سنت ہے۔

١١...... بَابٌ: فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا

باب ١١: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جب تجارت یا کوئی مشغلہ دیکھتے ہیں، تو تجھے کھڑا چھوڑ کر اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں

[1997] ٣٦-(٨٦٣) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ عُثْمَانُ نَا جَرِيرٌ قَالَ عُثْمَانُ نَا جَرِيرٌ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَجَائَتْ عِيرٌ مِنَ

[1996] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: الخطبة قائما برقم (١٠٩٣) انظر (التحفة) برقم (٢١٥٦)

[1997] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الجمعة، باب: اذا نفر الناس عن الامام فى صلاة الجمعة فصلاة الامام ومن بقى جائزة برقم (٩٣٦) وفى البيوع باب: قول الله عزوجل: ﴿واذا راوا تجارة او لهوا انفضوا اليها وتركوك قائما﴾ برقم (٢٠٥٨) وفى باب: ﴿واذا راوا تجارة او لهوا انفضوا اليها﴾ برقم، (٤٨٩٩) والترمذى فى (جامعه) فى التفسير باب: ومن سورت الجمعة برقم (٣٣١١) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (٢٢٣٩)

الشَّامِ فَانْفَتَلَ النَّاسُ إِلَيْهَا حَتّٰى لَمْ يَبْقَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْجُمُعَةِ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَانِ انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا

[1997] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے کہ شام سے غلہ کا قافلہ آ گیا۔ لوگ اس کی طرف چلے گئے، حتی کہ پیچھے صرف بارہ آدمی رہ گئے۔ تو سورہ جمعہ کی یہ آیت نازل کی گئی: ''اور جب تجارت یا کھیل، مشغلہ دیکھتے ہیں تو اس کی طرف بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔''

[1998] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ وَلَمْ يَقُلْ قَائِمًا

[1998] امام صاحب یہی روایت دوسرے استاد سے اسی سند سے بیان کرتے ہیں اس میں ہے رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ قائما کھڑے ہو کر کا ذکر نہیں ہے۔

[1999] ۳۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْوَاسِطِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي الطَّحَّانَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ وَأَبِي سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدِمَتْ سُوَيْقَةٌ قَالَ فَخَرَجَ النَّاسُ إِلَيْهَا فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا أَنَا فِيهِمْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَانِ انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

[1999] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک چھوٹا سا قافلہ آ گیا۔ تو لوگ نکل کر اس کی طرف چلے گئے، صرف بارہ آدمی رہ گئے میں بھی ان میں تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری: ''اور جب انہوں نے تجارت یا کھیل ومشغلہ دیکھا تو اس کی طرف بھاگ گئے اور آپ کو کھڑا چھوڑ گئے۔'' پوری آیت اتری۔

[2000] ۳۸۔(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ سَالِمٍ قَالَ أَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنَا حُصَيْنٌ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ وَسَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ قَائِمٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَدِمَتْ عِيرٌ إِلَى

[1998] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٩٩٤)

[1999] تقدم تخريجه برقم (١٩٩٤)

[2000] تقدم تخريجه برقم (١٩٩٤)

الْمَدِينَةِ فَابْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مَعَهُ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فِيهِمْ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا

[2000]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اس اثنا میں کہ نبی اکرم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک غلہ کا قافلہ مدینہ آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی اس کی طرف لپکے حتی کہ آپ کے ساتھ صرف بارہ آدمی رہ گئے۔ ان میں ابوبکر اور عمر بھی موجود تھے، اور یہ آیت اتری: ''اور جب انھوں نے تجارت یا مشغلہ دیکھا، اس کی طرف دوڑ گئے۔''

فائدہ:......ان احادیث میں ابتدائی دور کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے، جبکہ مدینہ میں غلہ کی قلت تھی اچانک جمعہ کے دوران ایک غلہ کا قافلہ پہنچا ضرورت کی بنا پر صحابہ کرام غلہ خریدنے کے لیے چلے گئے کہ تاخیر کی بنا پر ہم کہیں محروم نہ رہ جائیں، اور بعض مرسل روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک جمعہ کا خطبہ نماز جمعہ کے بعد ہوتا تھا، نیز صحابہ کرام نے یہ خیال کیا کہ ہم جلد ہی غلہ کی خریداری سے فارغ ہو کر واپس آ جاتے ہیں، تو دونوں کام ہو جائیں گے، اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف تنبیہ اتری تو آئندہ کے لیے وہ حضرات محتاط ہو گئے اور پھر کبھی یہ واقعہ پیش نہیں آیا۔ اور صحابہ کرام نے ہر کام اور ہر مشغلہ پر نماز کو ترجیح دی۔

[2001] ٣٩-(٨٦٤) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ أُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَالَ انْظُرُوا إِلَى هٰذَا الْخَبِيثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا

[2001]۔حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں آئے جبکہ عبدالرحمٰن بن ام الحکم بیٹھ کر خطبہ دے رہا تھا، تو انہوں نے فرمایا: ''اس خبیث کو دیکھو، بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور جب انہوں نے تجارت یا مشغلہ دیکھا، اس کی طرف دوڑ گئے اور تمہیں کھڑے چھوڑ دیا۔''

فائدہ:......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوئی خلاف سنت کام دیکھ کر برداشت نہیں کرتے تھے ایسا کام کرنے والے کو فوراً تنبیہ کرتے تھے۔ اس لیے جب حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن ام الحکم کو بیٹھ کر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا، تو برملا کہا۔ اس خبیث کو دیکھو، یعنی اس کو خبیث کے نام سے پکارا۔

[2001] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجمعة باب: قيام الامام في الخطبة برقم ٣/ ١٠٢۔ انظر (التحفة) برقم (١١١٢٠)

۱۲...... بَابُ: التَّغْلِيْظِ فِيْ تَرْكِ الْجُمُعَةِ

باب ۱۲: جمعہ چھوڑنے پر شدت وسختی

[2002] ٤٠-(٨٦٥) وحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا أَبُوتَوْبَةَ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي أَخَاهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ قَالَ حدثني الْحَكَمُ بْنُ مِينَاءَ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَلٰى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ))

[2002]۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ منبر کے اوپر فرما رہے تھے کہ جمعہ چھوڑنے والے لوگ یا تو اپنی اس حرکت سے باز آجائیں یا یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ (ان کے گناہ کی پاداش میں) ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا۔ پھر وہ غافلوں ہی میں سے ہو جائیں گے۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے جمعہ کی غیر معمولی اہمیت ثابت ہوتی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معصیات ومنکرات کا عادی ہو جانے کی صورت میں انسان اللہ تعالیٰ کی نظر کرم سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان نیکی وخیر کی صلاحیت اور استعداد سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کو نیکی کی توفیق نہیں ملتی۔

۱۳...... بَابُ: تَخْفِيْفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ

باب ۱۳: نماز جمعہ اور خطبہ میں تخفیف

[2003] ٤١-(٨٦٦) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَانَا أَبُوالْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَتْ صَلٰوتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا

[2002] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجمعة باب؛ التشدید فی التخلف عن الجماعة برقم ٣/ ٨٩۔ وابن ماجه فی (سننه) فی المساجد والجماعات، باب: التغليظ فی التخلف عن الجماعة برقم (٧٩٤) انظر (التحفة) برقم (٦٦٩٦)

[2003] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی قصد الخطبة برقم (٥٠٧) والنسائی فی (المجتبی) فی العيدين باب: القصد فی الخطبة ٣/ ١٩١۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٦٧)

[2003]۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتا تھا آپ کی نماز درمیانی تھی اور آپ کا خطبہ درمیانہ تھا۔

[2004] ٤٢۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَانَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا زَكَرِيَّاءُ حَدَّثَنِي سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الصَّلَوَاتِ فَكَانَتْ صَلٰوتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ زَكَرِيَّاءُ عَنْ سِمَاكٍ

[2004]۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نمازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھتا تھا آپ کی نماز بھی درمیانی تھی اور آپ کا خطبہ بھی درمیانہ تھا۔

فائدہ:...... اسلام کا اصل کمال اور خوبی یہی ہے کہ اس میں اعتدال وتوسط اور درمیانہ روی ہے کسی جگہ بھی افراط وتفریط نہیں ہے اس اصول اور ضابطہ کے مطابق آپ کی نماز اور خطبہ میں نہ بہت طول ہوتا اور نہ بہت اختصار بلکہ دونوں کی مقدار معتدل اور متوسط ہوتی تھی۔ اس لیے خطبہ میں اعتدال خطیب کی سوجھ بوجھ اور عقل ودانش کی علامت ہے۔

[2005] ٤٣۔(٨٦٧) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيدِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُولُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ وَيَقُولُ ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ)) وَيَقْرُنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَيَقُولُ أَمَّا بَعْدُ ((فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرُ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ وَعَلَيَّ))

[2005]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تھے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہوجاتی تھیں، آواز بلند ہوجاتی تھی اور سخت غصہ اور جلال کی کیفیت طاری ہوجاتی تھی حتی کہ ایسے

[2004] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٥٤)

[2005] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی العيدين، باب كيف الخطبة برقم ٣/ ١٨٨ و ١٨٩۔ وابن ماجه فی (المقدمة) باب: اجتناب البدع والجدل برقم (٤٥) انظر (التحفة) برقم (٢٥٩٩)

محسوس ہوتا تھا کہ گویا کہ آپ لشکر سے ڈرا رہے ہیں۔ فرماتے تھے کہ ''صبح حملہ آور ہوگا یا شام کو'' اور فرماتے تھے کہ ''میری بعثت اور قیامت کی آمد ان دو انگلیوں کی طرح ہے اور آپ اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا لیتے تھے۔'' اور فرماتے: ''حمد وصلاۃ کے بعد، بلاشبہ بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ یا بہترین ارشاد ورہنمائی محمد ﷺ کا طریقہ (طرز عمل) یا آپ کی رہنمائی ہے اور بدترین کام، نئے کام ہیں اور ہر نیا کام گمراہی ہے۔'' پھر فرماتے: ''میں ہر شخص کی جان پر (اس کے معاملات کے سلسلہ میں) اس سے زیادہ حقدار ہوں۔ جس شخص نے مال چھوڑا وہ تو اس کے وارثوں کا ہے اور جس نے قرض یا اہل وعیال چھوڑا، ان کی پرورش میری طرف ہے اور میں ان کا ذمہ دار ہوں۔

فوائد: ...... ❶ آپ کا خطبہ انتہائی پرجوش اور پرجلال خطبہ ہوتا تھا۔ آنکھوں میں جلال اتر آتا تھا۔ آواز بلند ہوجاتی تھی تاکہ آپ کی آواز سب تک پہنچ جائے اور آپ کے غصہ میں اضافہ ہوجاتا تھا۔ تاکہ لوگ پورے اہتمام اور چوکسی کے ساتھ بات سنیں اور ان کو اہمیت دیں، اور ظاہر ہے یہ حال ہر خطبہ میں نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ خطیب کی کیفیت اور اس کی حرکات وسکنات اور اس کا اسلوب بیان خطبہ کے مضمون کے مطابق ہوتا ہے یعنی حال اور قال میں مطابقت ویکسانیت ہے۔ یہ اس صورت میں ہوتا تھا جبکہ آپ قیامت کی ہولناکیوں اور اس کی تباہی وبربادی سے ڈراتے تھے۔ یا انسانوں کو ان کے افعال بد اور گناہوں کی پاداش سے ڈراتے تھے۔ دشمن کی تباہ کاری سے ڈرا کر اس سے اپنے بچاؤ اور حفاظت پر آمادہ کرتے تھے۔ اور انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر اس طرف اشارہ فرماتے تھے۔ جس طرح یہ دونوں قریب قریب ہیں۔ اور ان کے درمیان کوئی انگلی نہیں ہے۔ اسی طرح میری بعثت کے بعد قیامت بھی قریب ہے۔ اب میرے درمیان اور قیامت کے درمیان کوئی اور رسول یا نبی آنے والا نہیں ہے۔ میری ہی بعثت کے دور میں قیامت آنی ہے۔ اس لیے اس کی تیاری اور اہتمام کرلو۔ ❷ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے بلند وبالا ہے اسی طرح اس کا کلام بھی سب سے اشرف اور اعلیٰ ہے اور دین ودنیا کی تمام ضروری ہدایات وتعلیمات پر مشتمل ہے۔ ❸ اگر لفظ ہدی ھاء کے زبر اور دال کے سکون کے ساتھ ہو تو معنی ہوگا طریقہ، رویہ، طرز عمل، سیرت اور اگر ھا کے پیش اور دال کے زبر کے ساتھ ہو تو معنی ہوگا دلالت وارشاد یعنی رہنمائی ہوگا۔ مقصد یہ ہے کہ انسان کے لیے آپ کا رویہ اور طرز عمل ہی اسوہ اور نمونہ ہے اور آپ کی رہنمائی میں چلنا ہی کامیابی وکامرانی کا ضامن ہے۔ ❹ کل بدعة ضلالة: یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ہر محدث دین یعنی دین میں نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اس لیے بدعت کی اقسام بنانا غلط ہے۔ امام شاطبی نے تفصیل سے اس کی تردید کی ہے۔ اور بدعت کا تعلق صرف دینی امور اور اعتقادات وعبادات سے ہے جن میں تغیر وتبدل کی ضرورت نہیں ہے۔ نئے نئے پیش آمدہ مسائل جو کتاب وسنت کی نصوص کی روشنی میں حل کیے جاتے ہو یا استنباط اور اجتہاد

سے تعلق رکھتے ہیں وہ بدعت نہیں ہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا: من احدث فی امرنا هذا، جس نے دین میں نئی بات نکالی مالیس منه جس کی دینی نصوص کی رو سے گنجائش نہیں ہے فهو رد وہ مردود ہے۔ لہٰذا وہ امور جن کی نصوص سے اجازت یا ضرورت ثابت ہوتی ہے وہ بدعت نہیں ہیں۔ 5 انا اولی بکل مومن من نفسه: میرا ہر مومن پر اس کے نفس سے زیادہ حق ہے۔ اس لیے اس کے تمام امور میں میرا فیصلہ اور میرا حکم نافذ العمل ہوگا، وہ اپنی زندگی کے معاملات میں میری ہدایات وتعلیمات یا میرے احکام وفرامین کو نظر انداز کر کے اپنے طور پر طے نہیں کرسکتا۔ اگر وہ مومن ہے تو وہ میری ہی ہر معاملہ میں اطاعت وفرمانبرداری بجالائے گا۔ 6 من ترك مالا فلا هله: مرنے والا اپنے پیچھے جو ترکہ چھوڑتا ہے وہ اس کے ورثاء کا حق ہے اس میں کوئی ان کا حصہ دار یا شریک نہیں ہے۔ 7 من ترك دينا او ضياعا فالیّ وعلیّ: جو مومن مقروض فوت ہوجاتا ہے اور اس کے ترکہ میں، قرض کی ادائیگی ممکن نہیں ہے تو وہ میں ادا کروں گا یعنی مسلمانوں کا بیت المال۔ اس کا ذمہ دار ہے لہٰذا قرض خواہ میرے پاس آئے اور بیت المال سے اپنا قرض وصول کرلے۔ اب یہ ذمہ داری اسلامی حکومت کی ہے۔ اور اگر وہ پیچھے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑتا ہے جو اپنا انتظام خود نہیں کرسکتے تو ان کی پرورش اور خرچ میرے ذمہ ہے۔ یہ فریضہ میں سرانجام دوں گا۔ اور اب یہ ذمہ داری ایک اسلامی حکومت کی ہے کہ وہ یتیموں کی کفالت کرے۔

[2006] ٤٤-(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ كَانَتْ خُطْبَةُ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَحْمَدُ اللّٰهَ وَيُثْنِي عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ عَلٰى إِثْرِ ذٰلِكَ وَقَدْ عَلَا صَوْتُهُ ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ

[2006] ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن نبی اکرم ﷺ کا خطبہ یہ تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتے، پھر اس کے بعد بلند آواز سے فرماتے اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

[2007] ٤٥-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ يَحْمَدُ اللّٰهَ وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ يَقُولُ ((مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَخَيْرُ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ)) ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ

[2006] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٠٠٢)

[2007] تقدم تخريجه برقم (٢٠٠٢)

[2007]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو خطبہ دیتے، اور اس کی شان کے مطابق اس کی حمد وثنا کرتے، پھر فرماتے جسے اللہ راہِ راست پر چلائے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور بہترین بات اللہ کی کتاب ہے۔ آگے ثقفی کی مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت بیان کی۔

فائدہ:...... ہدایت کی توفیق اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اور وہ اپنے مقررہ اصول یهدى اليه من اناب ''جو رجوع کرتے ہیں انہیں اپنے تک پہنچنے کی توفیق دیتا ہے'' کے مطابق انہیں لوگوں کو ہدایت دیتا ہے جو اس کے اہل اور حقدار ہوتے ہیں اور انہیں ہدایت سے محروم کر کے گمراہی میں رہنے دیتا ہے، جو اپنے اندر اس کی صلاحیت اور استعداد پیدا نہیں کرتے۔

[2008] ٤٦-(٨٦٨) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي عَبْدُ الْاَعْلٰى وَهُوَ أَبُو هَمَّامٍ قَالَ نَا دَاوُدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ أَزْدِ شَنُوئَةَ وَكَانَ يَرْقِي مِنْ هٰذِهِ الرِّيحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يَقُولُونَ إِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُونٌ فَقَالَ لَوْ أَنِّي رَأَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيهِ عَلٰى يَدَيَّ قَالَ فَلَقِيَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَرْقِي مِنْ هٰذِهِ الرِّيحِ وَإِنَّ اللّٰهَ يَشْفِي عَلٰى يَدِي مَنْ شَاءَ فَهَلْ لَكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم **((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ))** أَمَّا بَعْدُ قَالَ فَقَالَ أَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَأَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ نَاعُوسَ الْبَحْرِ قَالَ فَقَالَ هَاتِ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلَى الْإِسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم **((وَعَلٰى قَوْمِكَ))** قَالَ وَعَلٰى قَوْمِي قَالَ فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَرِيَّةً فَمَرُّوا بِقَوْمِهِ فَقَالَ صَاحِبُ السَّرِيَّةِ لِلْجَيْشِ هَلْ أَصَبْتُمْ مِنْ هٰؤُلَاءِ شَيْئًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَصَبْتُ مِنْهُمْ مِطْهَرَةً فَقَالَ رُدُّوهَا فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمُ ضِمَادٍ

[2008] اخرجه النسائي في (المجتبى) في النكاح، باب: ما يستحب من الكلام عند النكاح برقم ٦/ ٨٩، ٩٠ وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: خطبة النكاح برقم (١٨٩٣) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (٥٥٨٦)

[2008]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ از دشنوءہ قبیلہ کا فرد ضماد مکہ آیا وہ آسیب کا دم کرتا تھا اس نے مکہ کے بے وقوف اور کم عقل لوگوں سے سنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دیوانہ ہے۔تو اس نے دل میں کہا، اگر میں اس آدمی کو دیکھ لوں تو شاید اللہ تعالیٰ اسے میرے ہاتھوں شفا بخش دے،اس کے لیے وہ آپ سے ملا اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں جنات کے اثر کو زائل کرنے کے لیے دم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے میرے ہاتھوں شفا بخشتا ہے،تو کیا آپ اس کی خواہش رکھتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ حمد وشکر کا حقدار اللہ ہے، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے مدد کے طالب ہیں جس کو اللہ راہِ راست پر چلا دے، اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہ چھوڑ دے اسے کوئی راہِ راست پرنہیں چلا سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے کہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے حمد وشہادت کے بعد! اس (ضماد) نے کہا، مجھے اپنی یہ کلمات دوبارہ سنائیں۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات اسے تین دفعہ سنائے یا ان کلمات کا اس کے سامنے تین دفعہ اعادہ کیا،تو اس نے کہا میں نے کاہنوں کا قول، جادوگروں کا قول اور شاعروں کا قول (سب کو) سنا ہے۔ میں نے تیرے ان کلمات جیسا قول نہیں سنا۔ یہ تو دریائے بلاغت کی تہہ تک پہنچ گئے ہیں اور کہنے لگا ہاتھ بڑھایئے میں آپ کے ساتھ اسلام کی خاطر بیعت کرتا ہوں۔تو اس نے آپ کی بیعت کرلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیری قوم کی طرف سے بھی بیعت لیتا ہوں۔'' اس نے کہا: اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں اس کے بعد آپ نے ایک سریہ (چھوٹا لشکر) بھیجا، وہ ضماد کی قوم کے پاس سے گزرے،تو امیر لشکر نے کہا۔کیا تم نے ان لوگوں کی کوئی چیز لی ہے؟ ایک لشکری نے کہا، میں نے ان کا ایک لوٹا لیا ہے۔تو اس نے کہا اسے واپس کردو کیونکہ یہ لوگ ضماد کی قوم ہیں۔

فوائد:...... ❶ آپ کے خطبہ کے کلمات اس قدر جامع اور پر تاثیر ہیں کہ ایک صاحب دانش وبینش، ان کلمات کو سن کر ہی آپ کے دین کی حقانیت اور آپ کی صداقت کا قائل ہو جاتا ہے، بشرطیکہ وہ ان کلمات کے معانی اور مطالب کو سمجھتا ہو اور صاحب فکر اور اہل نظر ہو۔ ❷ ضماد کا تصور یہ تھا کہ جنون ودیوانگی آسیبی مرض ہے، جو جنات کی چھوت سے پیدا ہوتا ہے، اس لیے اس نے کہا: انی ارقی من هذا الريح ''میں جنات کے اثر کو دم سے زائل کرتا ہوں۔'' اگر آپ رغبت اور خواہش رکھتے ہوں تو میں آپ کو بھی دم کر دیتا ہوں، تو آپ نے اسے خطبہ کے کلمات سنائے، تاکہ اسے پتہ چل سکے کہ اس افواہ میں حقیقت کتنی ہے اور افسانہ کتنا ہے۔ اس نے یہ کلمات سن کر تجزیہ وتحلیل کر کے بتا دیا کہ فن گفتگو کا کوئی ماہر اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچتا۔ ناموس البحر سمندر کی تہہ اور اس کی گہرائی کو کہتے ہیں کہ میں آپ کے کلام میں تو کمال درجہ کی فصاحت وبلاغت ہے۔ اس درجہ تک تو اس میدان کا کوئی شاہسوار نہیں پہنچ سکتا۔ ❸ جاہلیت کے دستور اور اصول کے مطابق کہ ہر قبیلہ اور ہر قوم اپنے سردار کے پیچھے چلتا آپ نے ضماد کے اسلام لانے کو پوری قوم کے اسلام لانے کا پیش خیمہ قرار دیا۔ اور اس کی قوم کی طرف سے

بھی اسلام لانے کی بیعت لے لی۔

[2009] ٤٧-(٨٦٩) حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبْجَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَاصِلِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ قَالَ أَبُو وَائِلٍ خَطَبَنَا عَمَّارٌ فَأَوْجَزَ وَأَبْلَغَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَا أَبَا الْيَقْظَانِ لَقَدْ أَبْلَغْتَ وَأَوْجَزْتَ فَلَوْ كُنْتَ تَنَفَّسْتَ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ طُولَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ فَأَطِيلُوا الصَّلٰوةَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا))

[2009]۔ ابووائل بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عمار رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔ انتہائی مختصر اور انتہائی بلیغ (مؤثر) تو جب وہ منبر سے اترے ہم نے کہا اے ابو یقظان! آپ نے انتہائی بلیغ (پر تاثیر) اور انتہائی مختصر خطبہ دیا ہے۔ اے کاش آپ کچھ لمبا خطبہ دیتے، انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''انسان کی نماز کی طوالت اور اس کے خطبہ کا چھوٹا ہونا اس کی فقاہت (سوجھ بوجھ) کی علامت ہے۔ اس لیے نماز کو طویل کرو اور خطبہ چھوٹا دو اور بلاشبہ بعض بیان جادو کی تاثیر رکھتے ہیں۔''

مفردات الحدیث ❶ **تنفست**: آپ سانس لیتے، یعنی خطبہ کچھ لمبا کرتے تو یہ بہتر ہوتا۔ ❷ **مئنة**: میم پر زبر ہے اور ہمزہ پر زیر ہے اور نون مشدد ہے۔ علامت، جس سے کسی چیز کی پہچان اور شناخت ہوتی ہے۔ ❸ **ان من البیان سحرا**: بعض بیان جادو اثر ہوتے ہیں، یعنی جس طرح جادو فوری طور پر اثر کرتا ہے اسی طرح بعض بیان اس قدر بلیغ اور مؤثر ہوتے ہیں کہ سامع ان کا فوری اثر قبول کرتا ہے اور اس کا دل خطیب کی گرفت میں ہوتا ہے وہ جدھر چاہے اسے مائل کر دے۔ اس خطیب نے یہ کام احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے کیا تو قابل تعریف ہے اور اگر حق کے خلاف باطل کی تائید میں کیا ہے تو قابل مذمت ہے۔ بہر حال وہ جادو کی طرح مؤثر ہر صورت میں ہے۔

فوائد:...... ❶ طوالت نماز: نماز کا تعلق اپنے خالق اور مالک سے ہے جو اس کی یاد اور اس سے راز و نیاز پر مشتمل ہے۔ اس لیے اس میں ہر انسان فرداً فرداً حصہ لیتا ہے اور اس میں ہر ایک کی دلچسپی کا سامان ہے۔ اس لیے اس میں طمانیت اور تسکین واعتدال کی ضرورت ہے اور نماز میں طوالت کی ضرورت ہے لیکن اس قدر نہیں کہ مقتدیوں کے لیے مشقت اور کلفت کا باعث بنے۔ ❷ خطبہ میں اختصار: خطبہ کا تعلق لوگوں سے ہے، خطیب ان کو مخاطب کرتا ہے۔ ہر انسان کا اس میں دخل نہیں ہے اور خطیب کی خوبی اور کمال یہ ہے کہ اس کی بات جامع، مؤثر اور مختصر ہو۔ اس میں طول بیانی سے کام نہ لیا گیا ہے۔ لیکن اصل وضع کے اعتبار سے چونکہ خطیب اس میں اپنی طلاقت لسانی اور زور بیان کا اظہار کرتا ہے اس لیے یہ طویل اور لمبا ہوتا ہے۔ اس لیے جمعہ کا خطبہ عام خطبوں سے مختصر رکھا گیا

[2009] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٣٥٣)

ہے کیونکہ اس کے کچھ مخصوص آداب اور احکام ہیں جن کی پابندی عام خطبوں میں نہیں ہے۔ اس لیے یہ ان کے مقابلہ میں مختصر ہونا چاہیے تاکہ لوگوں کے لیے اس کے پورے آداب اور احکام کا ملحوظ رکھنا اور انتہائی توجہ اور غور سے سننا ممکن ہو سکے۔ طول بیانی میں انہماک اور توجہ کا برقرار رکھنا ممکن نہیں ہوتا اور نہ ہی آداب و احکام کی پابندی آسان ہوتی ہے۔

[2010] ٤٨-(٨٧٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَانَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ رَجُلًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**بِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ قُلْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فَقَدْ غَوِيَ**))

[2010]۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں خطاب کیا اور اس میں کہا: جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اس نے رشد و ہدایت پالی۔ اور جو ان کی نافرمانی کرے گا یا جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ بھٹک گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو بہت برا خطیب ہے، یوں کہو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی (وہ گمراہ ہوا)۔“

ابن نمیر کی روایت میں غَوِیَ کی واؤ پر زیر ہے۔

مفردات الحدیث ✻ غوی کی واؤ پر زیر اور زیر دونوں پڑھے گئے اور فصیح لغت کی رو سے زبر صحیح ہے اور اس کا معنی ہے برائی اور شر میں انہماک و مشغولیت۔

فائدہ :...... خطبہ میں تعلیم کے مقابلہ میں طوالت ہوتی ہے اور اس میں ہر قسم کے لوگ ہیں۔ اس لیے وضاحت کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے خطیب کو اللہ اور رسول کے لیے الگ الگ ضمیر لانی چاہیے، نیز معصیت میں ضمیر کو اکٹھا کرنے کی صورت میں یہ وہم لاحق ہو سکتا ہے کہ نافرمانی وہ ہے جو بیک وقت دونوں کی نافرمانی ہو، حالانکہ نافرمانی اللہ اور اس کے رسول کی الگ الگ بھی ہو سکتی ہے جس طرح اللہ کی نافرمانی جرم اور گناہ ہے۔ اسی طرح اللہ کے رسول کی نافرمانی بھی الگ طور پر گناہ اور جرم ہے۔ ہاں ان کی اطاعت اور محبت میں دوئی ممکن نہیں ہے۔ ایک کی محبت و اطاعت دوسرے کی اطاعت و محبت کو مستلزم ہے، اس لیے ادب و احترام اور تعظیم و توقیر کا تقاضا یہی ہے کہ اللہ اور

[2010] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب الرجل يخطب على قوس برقم (١٠٩٩) وفي الادب باب: (٨٥) برقم (٤٩٨١) والنسائي في المجتبى في النكاح باب مايكره من الخطبة ٦/ ٩٠ انظر التحفة برقم (٩٨٥٠)

رسول کا معصیت کے سلسلہ میں الگ الگ تذکرہ ہو، ہاں تعلیم کے موقع پر یا ایسے محل میں جہاں غلط فہمی پیدا ہونے کا خطرہ نہ ہو۔ تو پھر مفرد ضمیر (دونوں کے لیے ایک ضمیر) لانا جائز ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے خطبہ حاجۃ کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا تھا: ومن يعصهما فلا يضر الا نفسه ولا يضر الله شيئا: جوان دونوں کی نافرمانی کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ یہ اسلوب آپ نے تعلیم کے موقع پر اختیار فرمایا۔ اور ایسے لوگوں کو مخاطب بنایا جو اللہ اور رسول کے بارے میں کسی بدعقیدگی یا غلط فہمی کا شکار نہیں ہو سکتے تھے۔

[2011] ٤٩۔(٨٧١) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ الْحَنْظَلِيُّ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قُتَيْبَةُ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ عَطَآءَ يُخْبِرُ

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا يَامَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ

[2011] ۔صفوان بن یعلیٰ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر نادوا یا مالك پڑھتے ہوئے سنا۔

[2012] ٥٠۔(٨٧٢) وحَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ أَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أُخْتٍ لِعَمْرَةَ قَالَتْ أَخَذْتُ قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِهَا عَلَى الْمِنْبَرِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ

[2012] ۔عمرہ بنت عبد الرحمٰن کی بہن بیان کرتی ہیں کہ میں نے سورۃ ق والقرآن المجید جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سن کر یاد کی ہے۔ آپ اسے ہر جمعہ منبر پر پڑھا کرتے تھے۔

[2013] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ أَبُوالطَّاهِرِ قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ

[2011] اخرجه البخاري في (صحيحه) في بدء الخلق، باب: اذا قال احدكم آمين والملائكة في السماء فوافقت احداهما الاخرى غفرله ما تقدم من ذنبه برقم (٣٢٣٠) وفي باب: صفة النار وانها مخلوقة برقم (٣٢٦٦) وفي التفسير باب: (ونادوا يا مالك ليقضى علينا ربك) برقم (٤٨١٩) وابو داود في (سننه) في الحروف والقرأت باب: (١) برقم (٣٩٩٢) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في القراة على المنبر برقم (٥٠٨) انظر (التحفة) برقم (١١٨٣٨)

[2012] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الرجل يخطب على قوس برقم (١١٠٠) وبرقم (١١٠٢) وبرقم (١١٠٣) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: القراة في الصبح بقاف ٢/ ١٥٧۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٣٦٣)

[2013] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٠٩)

يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ أُخْتٍ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ كَانَتْ أَكْبَرَ مِنْهَا بِمِثْلِ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ

[2013] مصنف نے یہی روایت دوسری سند سے بیان کی ہے اور بتایا ہے کہ عمرہ کی بہن اس سے بڑی تھی۔

[2014] ۵۱۔(۸۷۳) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْنٍ

عَنْ بِنْتٍ لِحَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ مَا حَفِظْتُ قٓ إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ بِهَا كُلَّ جُمُعَةٍ قَالَتْ وَكَانَ تَنُّورُنَا وَتَنُّورُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَاحِدًا

[2014]۔ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی روایت ہے کہ میں نے سورۃ ق رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سن کر یاد کی ہے۔ آپ ہر جمعہ میں اس کے ذریعہ خطاب فرماتے تھے اور ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کا تنور ایک ہی تھا۔

[2015] ۵۲۔(. . .) وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ

عَنْ أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ تَنُّورُنَا وَتَنُّورُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَاحِدًا سَنَتَيْنِ أَوْ سَنَةً وَبَعْضَ سَنَةٍ وَمَا أَخَذْتُ قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ إِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَؤُهَا كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذَا خَطَبَ النَّاسَ

[2015]۔ ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کا تنور دو یا ڈیڑھ سال ایک ہی رہا ہے اور میں نے سورۃ ق والقرآن المجید رسول اللہ ﷺ کی زبان ہی سے سن کر یاد کی ہے۔ آپ ہر جمعہ میں جب لوگوں کو خطبہ دیتے تو اسے منبر پر پڑھتے تھے۔

فائدہ:...... سورۃ ق ایک انتہائی جامع صورت ہے، اس میں انتہائی مؤثر وعظ وتذکیر ہے، اس لیے آپ خطبہ جمعہ میں اس کے مضامین کو جمعہ کے خطبہ کا موضوع بناتے تھے اور وقتاً فوقتاً اس کی مختلف آیات کے ذریعہ وعظ ونصیحت فرماتے اس طرح مختلف خطبات جمعہ میں یہ مکمل ہوئی کہ عورتوں نے اس کو تھوڑا تھوڑا سن کر یاد کرلیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ آیات قرآنیہ کو ہی جمعہ کے خطبہ میں موضوع سخن بناتے تھے اور آپ کا خطبہ انہیں کے گرد گھومتا تھا۔

[2014] تقدم تخريجه برقم (۲۰۰۹)

[2015] تقدم تخريجه برقم (۲۰۰۹)

[2016] ۵۳-(۸۷۴) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُؤَيْبَةَ قَالَ رَاٰى بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ رَافِعًا يَدَيْهِ فَقَالَ قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَا يَزِيدُ عَلَى أَنْ يَقُولَ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ

[2016] ۔حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ نے بشر بن مروان کو منبر پر دونوں ہاتھ بلند کرتے دیکھا تو کہا اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو بگاڑے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس سے زیادہ اشارہ نہیں کرتے تھے اور اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔

[2017] (...) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ رَأَيْتُ بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ يَوْمَ جُمُعَةٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَقَالَ عُمَارَةُ بْنُ رُؤَيْبَةَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

[2017] حصین بن عبد الرحمٰن کی روایت ہے کہ میں نے جمعہ کے دن بشر بن مروان کو دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھا۔تو عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

فائدہ :......رسول اللہ ﷺ دعائے استسقاء (بارش کی دعا) کرتے وقت خطبہ جمعہ میں دونوں ہاتھ بلند فرماتے تھے۔لیکن جمعہ کے خطبہ میں لوگوں کو متوجہ کرنے کے لیے صرف انگشت شہادت سے اشارہ فرماتے تھے اور جب بشر بن مروان نے آپ کے اس معمول کی مخالفت کی تو سیدنا عمارہ رضی اللہ عنہ اتنی سی بات کو برداشت نہ کر سکے اور اس سے نفرت و کراہت کا اظہار کرتے ہوئے اس کو بددعا دی، لیکن آج ہم نے آپ کے اسلوب و انداز کو نظر انداز کر کے کتنے نئے نئے طریقے نکال لیے ہیں۔ اور ہمیں آپ کی مخالفت کا احساس تک نہیں ہے اور اگر کوئی متنبہ کرے تو کوئی اس کی بات کو سننا گوارا نہیں کرتا۔

۱۴...... بَابُ: التَّحِيَّةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

باب ۱۴: دوران خطبہ تحیۃ المسجد پڑھنا

[2018] ۵۴-(۸۷۵) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرٍو

[2016] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب رفع اليدين على المنبر برقم (۱۱۰۴) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی كراهية رفع الايدى على المنبر برقم (۵۱۵) انظر (التحفة) برقم (۱۰۳۳۷)

[2017] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (۲۰۱۳)

[2018] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجمعة، باب: اذا رای الامام رجلا جاء ←

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((أَصَلَّيْتَ يَا فُلَانُ)) قَالَ لَا قَالَ ((قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ)).

[2018] ۔سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ اس دوران ایک آدمی آیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا: اے فلاں! کیا تو نے نماز پڑھ لی ہے؟'' اس نے کہا، نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھو اور دو رکعت نماز پڑھو۔''

[2019] (. . . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَمَا قَالَ حَمَّادٌ وَلَمْ يَذْكُرِ الرَّكْعَتَيْنِ

[2019] مصنف دوسری سند سے یہی روایت لائے ہیں اور اس میں دو رکعت کا ذکر نہیں ہے۔

[2020] ۵۵۔(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُتَيْبَةُ نَا وَقَالَ إِسْحٰقُ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ ((أَصَلَّيْتَ)) قَالَ لَا قَالَ ((قُمْ فَصَلِّ الرَّكْعَتَيْنِ)) وَفِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ ((صَلِّ رَكْعَتَيْنِ))

[2020] ۔سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے، تو آپ نے پوچھا: ''کیا تو نے نماز پڑھ لی ہے؟'' اس نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اٹھو اور دو رکعت پڑھو'' قتیبہ کی حدیث میں فَصَلِّ پس نماز پڑھو کی جگہ صَلِّ ہے یعنی فا نہیں ہے۔

[2021] ۵۶۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ

← وهو يخطب امره ان يصلى ركعتين برقم (٩٣٠) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: اذا دخل الرجل والامام يخطب برقم (١١١٥) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى الركعتين اذا جاء الرجل والامام يخطب برقم (٥١٠) والنسائى فى (المجتبى) فى الجمعة، باب: مخاطبة الامام رعيته وهو على المنبر برقم (٣/ ١٠٧۔ انظر (التحفة) برقم (٢٥١١)

[2019] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٥٠٥)

[2020] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الجمعة، باب: من جاء والامام يخطب صلى ركعتين خفيفتين برقم (٩٣١) وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ماجاء فيمن دخل المسجد والامام يخطب برقم (١١١٢) انظر (التحفة) برقم (٢٥٣٢)

[2021] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الجمعة باب: الصلاة يوما لجمعة لمن جاء ←

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهُ ((أَرَكَعْتَ رَكْعَتَيْنِ)) قَالَ لَا فَقَالَ ((ارْكَعْ))

[2021] ۔سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آیا جبکہ نبی پاک ﷺ منبر پر جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے، تو آپ نے اس سے پوچھا: ''کیا تم نے دو رکعت پڑھ لی ہیں؟'' اس نے کہا، نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پڑھو۔''

[2022] ٥٧۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ فَقَالَ ((إِذَا جَآءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَدْ خَرَجَ الْإِمَامُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ))

[2022] ۔سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ میں فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن اس حال میں آئے کہ امام آ چکا ہے تو وہ دو رکعت پڑھے۔''

[2023] ٥٨۔(. . .) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ جَآءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَعَدَ سُلَيْكٌ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((أَرَكَعْتَ رَكْعَتَيْنِ)) قَالَ لَا قَالَ ((قُمْ فَارْكَعْهُمَا))

[2023] ۔سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلیک غطفانی جمعہ کے دن اس وقت آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے ہوئے تھے، تو سلیک نماز پڑھے بغیر بیٹھ گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تم نے دو رکعت پڑھ لی ہیں؟'' اس نے کہا، نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھ کر دو رکعت پڑھ۔''

← والامام يخطب برقم ٣/ ١٠٣ ـ انظر (التحفة) برقم (٢٥٥٧)

[2022] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی التهجد، باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنی برقم (١١٦٦) والنسائی فی (المجتبی) فی الجمعة باب: الصلاة يوم الجمعة لمن جاء وقد خرج الامام برقم ٣/ ١٠١ ـ انظر (التحفة) برقم (٢٥٤٩)

[2023] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٩٢١) وفی (التحفة) والنبی ﷺ يخطب۔ ولم يذكر الهيئة۔

[2024] ٥٩-(. . .) و حدثنا اسحق بن إبراهيم وعلي بن خشرم كلاهما عن عيسى بن يونس قال ابن خشرم أنا عيسى عن الأعمش عن أبي سفيان

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ فَجَلَسَ فَقَالَ لَهُ ((يَا سُلَيْكُ قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ فِيهِمَا ثُمَّ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا))

[2024]۔سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سلیک غطفانی جمعہ کے دن اس وقت آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے، تو وہ بیٹھ گیا، آپ نے اس سے فرمایا: ''اے سلیک اٹھ کر دو مختصر رکعت پڑھو۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن اس وقت پہنچے جبکہ امام خطبہ دے رہا ہے تو وہ دو رکعت پڑھے اور ان میں تخفیف واختصار کرے۔''

فائدہ:...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ کا سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کو تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم دینا ایک شخص یا جزئی واقعہ نہیں ہے بلکہ آپ نے بطور اصول اور ضابطہ فرمایا: اذا جاء احدکم یوم الجمعة والامام یخطب فلیرکع رکعتین ولیتجوز فیهما کہ جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن اس وقت پہنچے جبکہ امام خطبہ دے رہا ہے تو وہ دو مختصر رکعت پڑھے۔ اب اس صریح اور صحیح روایت کی موجودگی میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے یا تو انسان کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ وہ خطیب کے منبر پر بیٹھنے سے اس قدر پہلے پہنچے کہ وہ کم از کم دو رکعت پڑھ لے اور بہتر صورت یہی ہے۔ وگرنہ اگر وہ خطبہ کے دوران آیا ہے تو وہ دو مختصر رکعت پڑھ لے۔ امام شافعی، امام احمد اور تمام محدثین کا موقف اس حدیث کے مطابق ہے اور مالکیوں اور احناف کے نزدیک اس صورت میں تحیۃ المسجد پڑھنا جائز نہیں ہے وہ اس کی خاطر حدیث کی ناقابل قبول توجیہات کرتے ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ کی ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ ''قاعد علی المنبر'' اور دوسری میں ہے ''رسول الله ﷺ یخطب'' مطلب ہے کہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے اور خطبہ دینے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔ یعنی خطبہ دینا چاہ رہے تھے اور پھر آپ نے اٹھ کر اس کو مخاطب فرمایا۔

[2024] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب اذا دخل الرجل والامام یخطب برقم (١١١٦) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: ما جاء فیمن دخل المسجد والامام یخطب برقم (١١١٤) انظر (التحفة) برقم (٢٢٩٤)

۱۵...... بَابُ: حَدِيثِ التَّعْلِيمِ فِي الْخُطْبَةِ

باب ۱۵: خطبہ کے دوران (دین کی) تعلیم دینا یعنی دین سکھانا

[2025] ٦٠-(٨٧٦) وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ نَا حُمَيْدُ بْنَ هِلَالٍ قَالَ قَالَ أَبُو رِفَاعَةَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَجُلٌ غَرِيبٌ جَاءَ يَسْأَلُ عَنْ دِينِهِ لَا يَدْرِي مَا دِينُهُ قَالَ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَتَرَكَ خُطْبَتَهُ حَتّٰى انْتَهٰى إِلَيَّ فَأُتِيَ بِكُرْسِيٍّ حَسِبْتُ قَوَائِمَهُ حَدِيدًا قَالَ فَقَعَدَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَجَعَلَ يُعَلِّمُنِي مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ أَتٰى خُطْبَتَهُ فَأَتَمَّ آخِرَهَا

[2025]۔حضرت ابو رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس اس وقت پہنچا جبکہ آپ خطبہ دے رہے تھے۔تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ایک پردیسی آدمی اپنے دین کے بارے میں پوچھنے آیا ہے اسے معلوم نہیں ہے اس کا دین کیا ہے۔تو رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور اپنا خطبہ چھوڑ کر میرے پاس پہنچ گئے۔ایک کرسی لائی گئی میرے خیال میں اس کے پائے لوہے کے تھے تو رسول اللہ ﷺ اس پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو کچھ سکھایا تھا، اس میں سے مجھے سکھانے لگے۔پھر اپنے خطبہ کے لیے بڑھے اور اس کو پورا کیا۔

فائدہ:......اس حدیث سے معلوم ہوا جو اجنبی اور ناواقف انسان دین کے بارے میں جاننا چاہتا ہو یا اسلام لانا چاہتا ہے تو اس کو دین کی تعلیم دینا اور مسلمان کرنا اتنا اہم اور ضروری ہے کہ اس کی خاطر خطبہ جمعہ جو تمام حاضرین کے لیے ہے۔اس کو کچھ وقت کے لیے بند کیا جاسکتا ہے اور دین کی تعلیم اور مسلمان کرنے کے بعد خطبہ جمعہ مکمل کیا جائے گا۔

۱۶...... بَابُ: مَا يُقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

باب ۱۶: نماز جمعہ میں کون سی سورتیں پڑھی جائیں گی

[2026] ٦١-(٨٧٧) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ وَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ

[2025] اخرجه النسائي فى (المجتبى) فى الزينة باب الجلوس على الكراسى ٣/ ١٠١- انظر (التحفة) برقم (١٢٠٣٥)

[2026] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: ما يقرا به فى الجمعة برقم (١١٢٤)←

فَصَلّٰی لَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ بَعْدَ سُورَةِ الْجُمُعَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ إِذَا جَائَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالَ فَأَدْرَكْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ حِينَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ

[2026] ۔ ابورافع کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ مروان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا جانشین یا قائم مقام مقرر کیا اور خود مکہ چلا گیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی اور دوسری رکعت میں (سورہ جمعہ پہلی رکعت میں پڑھنے کے) بعد اذا جاء ك المنافقون، پڑھی، جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جمعہ سے لوٹے تو میں انہیں ملا اور ان سے کہا، آپ نے وہ دو سورتیں پڑھی ہیں جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کوفہ میں پڑھا کرتے تھے۔ تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمعہ کے دن یہ سورتیں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

[2027] (. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا نَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ كِلَاهُمَا عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ أَبَا هُرَيْرَةَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي رِوَايَةِ حَاتِمٍ فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ فِي السَّجْدَةِ الْأُولٰى وَفِي الْآخِرَةِ إِذَا جَائَكَ الْمُنَافِقُونَ وَرِوَايَةُ عَبْدِ الْعَزِيزِ مِثْلُ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ

[2027] حضرت عبید اللہ بن ابی رافع بیان کرتے ہیں کہ مروان رحمہ اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو قائمقام گورنر بنایا۔ آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔ اتنا فرق ہے کہ حاتم کی روایت میں ہے۔ انہوں نے پہلی رکعت میں سورۃ جمعہ پڑھی اور دوسری رکعت میں اذا جاء ك المنافقون پڑھی۔ عبدالعزیز کی روایت، سلیمان بن بلال کی طرح ہے۔

فائدہ:...... آپ بعض دفعہ جمعہ کی پہلی رکعت میں سورہ جمعہ پڑھتے تھے کیونکہ اس میں جمعہ کے لیے اہتمام اور اس کے لیے کوشش کا حکم ہے اور دین ودنیا میں کامیابی کا نسخہ بتایا ہے اور دوسری رکعت میں اذا جاء ك المنافقون

← والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في القراة في صلاة الجمعة برقم (٥١٩) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في القراة في الصلاة يوم الجمعة برقم (١١١٨) انظر (التحفة) برقم (١٤١٠٤)

[2027] تقدم تخريجه في الحديث السابقبرقم (٢٠٢٣)

پڑھتے تاکہ امت کو نفاق کی مہلک بیماری سے ڈرائیں اور مال ودولت کی محبت میں گرفتار ہو کر اللہ کی یاد اور نماز جمعہ سے غافل ہو کر ناکام ونامراد نہ ہوں بلکہ مال ودولت کو صرف کر کے آخرت کی فکر اور اہتمام کریں۔

[2028] ٦٢-(٨٧٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ مَوْلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَّاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضًا فِي الصَّلٰوتَيْنِ

[2028]۔حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ میں سبح اسم ربك الاعلیٰ اور هل اتاك حديث الغاشيه پڑھتے تھے اور اگر عید اور جمعہ ایک ہی دن اکٹھے ہو جاتے تو آپ دونوں نمازوں میں ہی انہیں پڑھتے۔

فائدہ:......ان دو سورتوں کے پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں انسان کے لیے درس عبرت ہے۔ سورہ اعلیٰ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں تدریج اور ترتیب ہے۔ اس لیے اپنے رب پر بھروسہ رکھو، جلد وہ وقت آئے گا جب تمہاری محنت وکوشش بارآور ہوگی اور تمہاری سعی بامراد ہوگی۔ پیغمبر اور مبلغ کا کام سنانا ہے اور سنیں گے صرف وہی لوگ جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور کامیابی انہیں خوش بختوں کے لیے ہے جنہوں نے اپنے آپ کو پاک کیا۔ اپنے رب کو یاد کیا اور نماز پڑھی جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی لذت کو جو عارضی اور فانی ہے۔ آخرت پر جو بہتر اور پائیدار ہے ترجیح دیتے ہیں۔ وہ کامیابی اور کامرانی سے ہم کنار نہیں ہو سکتے۔ دین کی پابندی ان کے بس کا روگ نہیں ہے اور سورہ غاشیہ میں بتایا گیا ہے جو لوگ قیامت سے بے فکر ہو کر زندگی گزارتے ہیں۔ ان کو قیامت کے دن کن حالات سے سابقہ پیش آئے گا اور جو لوگ قیامت سے ڈرتے ہوئے زندگی گزار دیں گے۔ ان کو کس قسم کی کامیابی نصیب ہوگی۔

[2028] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب ما يقرا به في الجمعة برقم (١١٢٢) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في القراة في العيدين برقم (٥٣٣) والنسائي في (المجتبى) في الجمعة باب: ذكر الاختلاف على النعمان بن بشير في القراة في صلاة الجمعة ٣/ ١١٢۔ وفي صلاة العيدين، باب: القراة في العيدين۔ ﴿سبح اسم ربك الاعلى﴾ ←

[2029] (. . .) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[2029] یہی روایت امام صاحب نے ایک دوسری سند سے بیان کی ہے۔

[2030] ٦٣۔(. . .) و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَتَبَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يَسْأَلُهُ أَيَّ شَيْءٍ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سِوٰى سُورَةِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ هَلْ أَتَاكَ

[2030] ۔ضحاک بن قیس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے خط لکھ کر پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن سورۃ جمعہ کے علاوہ کون سی سورت پڑھتے تھے۔انہوں نے جواب دیا: هل اتاك حديث الغاشية پڑھتے تھے۔

١٧...... بَابُ: مَايُقْرَأُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب ١٧: جمعہ کے دن (فجر کی نماز میں) کون سی سورت پڑھی جائے گی

[2031] ٦٤۔(٨٧٩) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخَوَّلِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمٓ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ وَهَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ سُورَةَ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِينَ

← و﴿هل اتاك حديث الغاشية﴾ برقم ٣/ ١٨٤ وفى باب اجتماع العيدين وشهودهما برقم ٣/ ١٩٤۔ وابن ماجه فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فى القراة فى صلاة العيدين برقم (١٢٨١) انظر (التحفة) برقم (١١٦١٢)

[2029] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٠٢٥)

[2030] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، برقم (١١٢٣) والنسائى فى (المجتبى) فى الجمعة، باب ذكر الاختلا على النعمان بن بشير فى القراة فى صلاة الجمعة ٣/ ١١٢۔ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، برقم (١١١٩) انظر (التحفة) برقم (١١٦٣٤)

[2031] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: ما يقرا فى صلاة الصبح يوم الجمعة برقم (١٠٧٤) وبرقم (١٠٧٥) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى ما يقرا به ←

[2031] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز میں جمعہ کے دن الم تنزیل السجدہ اور هل اتى على الانسان حين من الدهر پڑھتے تھے۔اور نبی اکرم ﷺ جمعہ کی نماز میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ منافقون پڑھتے تھے۔

[2032] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي ح و قَالَ نَا أَبُوكُرَيْبٍ قَالَ نَا وَكِيعٌ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[2032] امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے بیان کی ہے۔

[2033] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مُخَوَّلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ فِي الصَّلٰوتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا كَمَا قَالَ سُفْيَانُ

[2033] امام صاحب نے ایک اور سند سے دونوں نمازوں کے بارے میں، سفیان کی طرح روایت بیان کی ہے۔

[2034] ٦٥۔(٨٨٠) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمّٓ تَنْزِيلُ وَهَلْ أَتٰى

[2034] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز میں، جمعہ کے دن، الم تنزیل اور هل اتى پڑھتے تھے۔

← في صلاة الصبح يوم الجمعة برقم (٥٢٠) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: القراة في الصبح يوم الجمعة ٢/ ١٥٩ وفي الجمعة، باب: القراة في صلاة الجمعة بسورة الجمعة والمنافقين برقم ٣/ ١١٢۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب القراة في صلاة الفجر يوم الجمعة برقم (٨٢١) انظر (التحفة) برقم (٥٦١٣)

[2032] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٢٨)

[2033] تقدم تخريجه برقم (٢٠٢٨)

[2034] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة، باب: ما يقرا في صلاة الفجر من الجمعة برقم (٨٩١) وفي سجود القرآن باب: سجدة تنزيل السجدة برقم (١٠٩٨) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح باب القراة في الصبح يوم الجمعة ٢/ ١٥٩۔ وابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب القراة في صلاة الفجر يوم الجمعة برقم (٨٢٣) انظر (التحفة) برقم (١٣٦٤٧)

[2035] ٦٦-(. . .) حَدَّثَنِي أَبُوالطَّاهِرِ قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِ الم تَنْزِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَفِي الثَّانِيَةِ هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا

[2035]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز میں، جمعہ کے دن، پہلی رکعت میں الم تنزیل اور دوسری رکعت میں هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا پڑھتے تھے۔

فائدہ :...... ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ہمیشہ سورۃ سجدہ اور سورہ دہر کی تلاوت فرماتے تھے۔ کیونکہ قیامت جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی اور سورہ سجدہ میں قرآنِ مجید کی حقانیت وصداقت، دنیا کی تخلیق کی حکمت وغایت اور انسان کی پیدائش اور اس کی صلاحیت کا تذکرہ کر کے منکرین قیامت کے شبہات کا جواب اور ان کا انجام بیان کیا گیا ہے۔ پھر مومنوں کی صفات اور ان کا انجام اور کافروں کا انجام بتایا ہے اور سورہ دہر میں انسان کی تخلیق کے مختلف مراحل اور اطوار بیان کیے گئے ہیں۔ پھر یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سننے اور سمجھنے کی قوت عنایت کر کے اس کو خیر وشر کا امتیاز بخش کر کس طرح امتحان میں ڈالا ہے اور قیامت کے دن اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی کی صورت میں کیا نتائج برآمد ہوں گے، اس لیے احناف کا بیجا تاویل کر کے ان کی قرأت سے گریز کرنا، مناسب نہیں ہے۔

١٨......بَابُ: الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

باب ١٨: جمعہ کے بعد نماز

[2036] ٢٧-(٨٨١) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا))

[2036]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جمعہ پڑھ چکو، تو اس کے بعد چار رکعات پڑھو۔''

[2035] تقدم تخريجه برقم (٢٠٣١)

[2036] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢٦٣٥)

[2037] ٦٨-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا نَا عَبْدُاللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا صَلَّيْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوا أَرْبَعًا)) زَادَ عَمْرٌو فِي رِوَايَتِهِ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ سُهَيْلٌ فَإِنْ عَجِلَ بِكَ شَيْءٌ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَكْعَتَيْنِ إِذَا رَجَعْتَ

[2037]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جمعہ کے بعد نماز پڑھو تو چار رکعات پڑھو'' عمرو کی روایت میں ہے سہیل نے کہا اگر تمہیں کس وجہ سے جلدی ہو۔تو دو رکعت مسجد میں پڑھ لو اور دو رکعت واپس جا کر (گھر میں) پڑھ لو۔

[2038] ٦٩-(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا)) وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ ((مِنْكُمْ))

[2038]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی جب جمعہ کے بعد نماز پڑھنا چاہے تو چار رکعت پڑھے۔'' جریر کی حدیث میں منکم (تم میں سے) کا لفظ نہیں ہے۔

فائدہ:......ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے بعد چار رکعات پڑھنی چاہیے۔امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا یہی نظریہ ہے۔امام اسحاق کا قول ہے مسجد میں پڑھے تو چار پڑھے اور اگر گھر میں پڑھے تو دو پڑھ لے، شاہ ولی اللہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔لیکن امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک جمعہ کی سنتوں کو گھر میں پڑھنا افضل ہے۔دو پڑھ لے یا چار۔

[2039] ٧٠-(٨٨٢) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا نَا اللَّيْثُ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ

[2037] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فی الصلاة بعد الجمعة برقم (١١٣٢) انظر (التحفة) برقم (١٢٦٨٧)

[2038] طريق زهير بن حرب اخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الجمعة باب: عدد الصلاة بعد الجمعة فی المسجد ٣/ ١١٣- انظر (التحفة) برقم (١٢٥٩٧) وطريق عمرو الناقد وابی كريب تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢٦٦٤)

[2039] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب ما جاء فی الصلاة قبل الجمعة وبعدها ←

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ انْصَرَفَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ

[2039]۔ نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب جمعہ پڑھ لیتے تو واپس جا کر اپنے گھر میں دو رکعت پڑھتے پھر انہوں نے (ابن عمر) بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کرتے تھے۔

[2040] ۷۱۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ وَصَفَ تَطَوُّعَ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَكَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ قَالَ يَحْيٰى أَظُنُّنِي قَرَأْتُ فَيُصَلِّي أَوْ أَلْبَتَّةَ

[2040]۔ نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کی نفلی نماز کو بیان کیا، اور کہا کہ آپ جمعہ کے بعد گھر جا کر ہی دو رکعت پڑھتے تھے۔ یحییٰ کہتے ہیں ظن ہے یا یقین ہے کہ میں نے امام مالک کے سامنے فیصلی کا لفظ پڑھا۔

[2041] ۷۲۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ زُهَيْرٌ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ نَا عَمْرٌو عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ

[2041]۔ حضرت سالم اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔

← برقم (۵۲۲) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في الصلاة بعد الجمعة برقم (۱۱۳۰) انظر (التحفة) برقم (۸۲۷٦)

[2040] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجمعة، باب: الصلاة بعد الجمعة وقبلها برقم (۹۳۷) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة باب تفريع ابواب التطوع وركعات السنة برقم (۱۲۵۲) والنسائی فی (المجتبى) فی الامامة، باب: الصلاة بعد العصر ۲/ ۱۱۹ وفی الجمعة، باب: صلاة الامام بعد الجمعة برقم ۳/ ۱۱۳۔ انظر (التحفة) برقم (۸۳۴۳)

[2041] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الصلاة قبل الجمعة وبعدها برقم (۵۲۱) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فی الصلاة بعد الجمعة برقم ۲/ ۲۲۳۔ انظر (التحفة) برقم (٦٩٠١)

[2042] ٧٣-(٨٨٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَآءِ بْنِ أَبِي الْخُوَارِ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّآئِبِ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَآهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُورَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قُمْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلٰوةٍ حَتّٰى تَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنَا بِذٰلِكَ أَنْ لَا تُوصَلَ صَلٰوةٌ بِصَلٰوةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ

[2042] ۔عمر بن عطاء بن ابی خوار سے روایت ہے کہ نافع بن جبیر نے اسے سائب ابن اخت نمر کے پاس بھیجا وہ ان سے اس چیز کے بارے میں پوچھتے، جو ان کی نماز میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیکھی تھی، سائب نے کہا۔ ہاں، میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ، مقصورہ میں پڑھا تو جب امام نے سلام پھیرا تو میں نے اٹھ کر اپنی جگہ نماز پڑھی تو جب معاویہ رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے تو مجھے بلوایا اور کہا جو کام تو نے کیا ہے آئندہ نہ کرنا۔ جب تم جمعہ پڑھ لو، تو اس کے ساتھ دوسری کوئی نماز نہ ملاؤ یہاں تک کہ گفتگو کرلو یا اس جگہ سے نکل جاؤ۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ کوئی نماز دوسری نماز سے نہ ملائی جائے حتی کہ ہم گفتگو کرلیں یا اس جگہ سے نکل جائیں۔

[2043] (. . .) وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَآءٍ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّآئِبِ بْنِ يَزِيدَ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا سَلَّمَ قُمْتُ فِي مَقَامِي وَلَمْ يَذْكُرِ الْإِمَامَ

[2043] امام صاحب نے یہی حدیث دوسری سند سے بیان کی ہے۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ سائب نے کہا: جب سلام پھیرا تو میں اپنی جگہ کھڑا ہوگیا۔ سَلَّمَ کے بعد امام کا لفظ بیان نہیں کیا۔

[2042] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الصلاة بعد الجمعة برقم (١١٢٩) انظر (التحفة) برقم (١١٤١٤)

[2043] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٣٩)

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز پڑھنے کے بعد فوراً بلا وقفہ اس جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ الا یہ کہ نماز کے بعد ذکر واذکار کر لے، کسی سے کوئی ضروری بات چیت کر لے یا جگہ بدل دے۔ اگرچہ بہتر یہی ہے کہ گھر جا کر پڑھے۔ علامہ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ اصل مقصد، فرض اور نفل میں فصل وامتیاز کرنا ہے تاکہ یہ شبہ لاحق نہ ہو یہ ابھی فرض پڑھ رہا ہے۔ ❷ مقصورہ سے مراد وہ کمرہ ہے جو قبلہ کی دیوار میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خارجی کے حملہ کے بعد اپنے تحفظ کے لیے بنوایا تھا۔ اور اس کو بند کر کے اس میں نماز پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر 2044 سے 2069 تک

۹...... كِتَابُ صَلاةِ الْعِيْدَيْنِ

۹. کتاب عیدین (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی نماز

[2044] ١-(٨٨٤) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ انا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ صَلٰوةَ الْفِطْرِ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ قَالَ فَنَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتّٰى جَاءَ النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا فَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَغَ مِنْهَا ((أَنْتُنَّ عَلٰى ذٰلِكَ)) فَقَالَتْ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا مِنْهُنَّ نَعَمْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَا يُدْرٰى حِينَئِذٍ مَنْ هِيَ قَالَ ((فَتَصَدَّقْنَ)) فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ ثُمَّ قَالَ هَلُمَّ فِدًى لَكُنَّ أَبِي وَأُمِّي فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ رضی اللہ عنہ

[2044]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نماز فطر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ حاضر ہوا ہوں، یہ سب نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے، پھر خطبہ دیتے ایک دفعہ آپ بلندی سے نشیب میں آئے۔ گویا کہ میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنے ہاتھ سے لوگوں کو (مردوں کو) بٹھا رہے ہیں

[2044] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی العيدين، باب: الخطبة بعد العيد برقم (٩٦٢) وفی باب: موعظة الامام للنساء يوم العيد برقم (٩٧٩) وفی التفسير باب: ﴿اذا جاءك المومنات يبايعنك﴾ برقم (٤٨٩٥) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ترك الاذان فی العيد برقم (١١٤٧) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فی صلاة العيدين برقم (١٢٧٤) انظر (التحفة) برقم (٥٦٩٨)

پھر ان کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے، حتی کہ عورتوں کے پاس آ گئے اور بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے آیت پڑھی: ''اے نبی! جب آپ کے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کے لیے آئیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں بنائیں گی۔'' سورۃ ممتحنہ، آیت: ۱۲، پ: ۲۸ آپ مکمل آیت پڑھ کر فارغ ہوئے تو پھر فرمایا: ''تم اس پر قائم ہو۔'' تو ایک عورت نے کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے علاوہ ان میں سے کسی نے جواب نہیں دیا۔ ہاں اے اللہ کے نبی! اس وقت پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ کون ہے۔ آپ نے فرمایا: ''صدقہ کرو'' تو بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا دیا۔ پھر کہا، لاؤ تم پر میرے ماں باپ قربان۔ تو وہ اپنے چھلے اور انگوٹھیاں اتار کر بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

[2045] ۲-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ نَا أَيُّوبُ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ سَمِعْتُ

ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ ثُمَّ خَطَبَ فَرَاٰى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَأَتَاهُنَّ فَذَكَّرَهُنَّ وَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ وَبِلَالٌ قَائِلٌ بِثَوْبِهِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْخَاتَمَ وَالْخُرْصَ وَالشَّيْءَ

[2045] ۔عطاء کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ نے نماز عید خطبہ سے پہلے پڑھی۔ پھر آپ نے خطبہ دیا پھر آپ نے خیال کیا کہ آپ کی آواز عورتوں نے نہیں سنی۔ تو ان کے پاس آئے اور ان کو تذکیر (یاددہانی) کی اور انہیں نصیحت کی اور انہیں صدقہ کا حکم دیا اور بلال رضی اللہ عنہ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے۔ عورتیں، انگوٹھی، بالی، چھلا اور دوسری چیزیں ڈالنے لگیں۔

[2046] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ ح و حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[2046] امام صاحب ایک دوسری سند سے ایوب کے واسطہ سے ہی ایسی روایت لائے ہیں۔

[2045] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: العرض في الزكاة برقم (١٤٤٩) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الخطبة يوم العيد برقم (١١٤٢) وبرقم (١١٤٣) وبرقم (١١٤٤) والنسائي في (المجتبى) في العيدين باب: الخطبة في العيدين بعد الصلاة برقم ٣/ ١٨٤ و ١٨٥ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في صلاة العيدين برقم (١٢٧٣) انظر (التحفة) برقم (٥٨٨٣)

[2046] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٤٢)

[2047] ٣-(٨٨٥) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَآءٌ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ وَأَتَى النِّسَآءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ يُلْقِينَ النِّسَآءُ صَدَقَةً قُلْتُ لِعَطَآءٍ زَكٰوةَ يَوْمِ الْفِطْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ صَدَقَةً يَتَصَدَّقْنَ بِهَا حِينَئِذٍ تُلْقِي الْمَرْأَةُ فَتَخَهَا وَيُلْقِينَ وَيُلْقِينَ قُلْتُ لِعَطَآءٍ أَحَقًّا عَلَى الْإِمَامِ الْآنَ أَنْ يَأْتِيَ النِّسَآءَ حِينَ يَفْرُغُ فَيُذَكِّرَهُنَّ قَالَ إِي لَعَمْرِي إِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ لَا يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ

[2047]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ عید الفطر کے دن نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور خطبہ سے پہلے نماز سے ابتدا کی، پھر لوگوں کو خطاب فرمایا، تو جب نبی اکرم ﷺ خطبہ سے فارغ ہوئے (تو اتر کر اونچائی سے) عورتوں کے پاس آئے۔ انہیں تذکیر و نصیحت کی اور آپ بلال رضی اللہ عنہ کا سہارا لیے ہوئے تھے، یا ان کے ہاتھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے اور بلال رضی اللہ عنہ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے، عورتیں اس میں صدقہ ڈال رہی تھیں۔ ابن جریج نے عطاء سے پوچھا، صدقہ فطر ڈال رہی تھیں؟ انہوں نے کہا، نہیں۔ اس وقت نیا صدقہ کر رہی تھیں۔ عورتیں چھلے (بڑی انگوٹھیاں) ڈال رہی تھیں۔ اس طرح یکے بعد دیگرے ڈال رہی تھیں۔ ابن جریج کہتے ہیں، میں نے عطاء سے پوچھا، کیا اب بھی امام کے لیے لازم ہے کہ (مردوں کے خطبہ سے) فارغ ہو کر عورتوں کے پاس جائے اور انہیں تلقین اور نصیحت کرے؟ انہوں نے کہا، ہاں۔ میری جان کی قسم! یہ ان کے لیے لازم ہے انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ یہ کام نہیں کرتے؟

[2048] ٤-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَآءٍ

[2047] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی العیدین، باب المشی والرکوب الی العید بغیر اذان ولا اقامة برقم (٩٥٨) وفی باب موعظة الامام للنساء یوم العید برقم (٩٧٨) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة باب: الخطبة یوم العید برقم (١١٤١) انظر (التحفة) برقم (٢٤٤٩)

[2048] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی العیدین، باب: قیام الامام فی الخطبة متوکئا علی انسان ٣/ ١٨٦۔ انظر (التحفة) برقم (٢٤٤٠)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الصَّلٰوةَ يَوْمَ الْعِيدِ فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلٰى بِلَالٍ فَأَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَحَثَّ عَلٰى طَاعَتِهٖ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى أَتَى النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ فَقَالَ ((تَصَدَّقْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ)) فَقَامَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سِطَةِ النِّسَآءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ لِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((لِأَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكْوَةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ)) قَالَ فَجَعَلْنَ يَتَصَدَّقْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ يُلْقِينَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ مِنْ أَقْرِطَتِهِنَّ وَخَوَاتِمِهِنَّ

[2048]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کے دن نماز میں حاضر ہوا آپ نے خطبہ سے پہلے اذان اور تکبیر کہے بغیر نماز سے ابتدا کی۔ پھر بلال کا سہارا لے کر کھڑے ہوئے۔ اللہ کی حدود کی پابندی کا حکم دیا۔ اس کی اطاعت پر آمادہ فرمایا اور لوگوں کو نصیحت کی اور انہیں یاد دہانی (تذکیر) کی۔ پھر چل پڑے حتی کہ عورتوں کے پاس آ گئے۔ انہیں وعظ وتذکیر کی اور فرمایا: ''صدقہ کرو کیونکہ تمہاری اکثریت جہنم کا ایندھن ہے، عورتوں کے درمیان سے ایک سیاہ رخساروں والی عورت کھڑی ہوئی، اس نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول! کیوں؟ آپ نے فرمایا: ''تم شکوہ شکایت بہت کرتی ہو اور اپنے رفیق زندگی کی ناشکری کرتی ہو۔'' جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، وہ اپنے زیورات سے صدقہ کرنے لگیں، وہ بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں اپنی بالیاں اور اپنی انگوٹھیاں ڈال رہی تھیں۔ (اقرط، قرط کی جمع ہے بالیاں جو کانوں میں ڈالتی ہیں۔)

مفردات الحدیث ❶ **سطة**: اگر یہ وسط سے ہو تو معنی ہو گا عورتوں کے درمیان سے۔ **اسفع**، کی تانیث **سَفْعَاءُ** ہے، سیاہی مائل کو کہتے ہیں۔ ❷ **حلی**: حلی کی جمع ہے زیورات۔ ❸ **تکفرن العشیر**: عشیر۔ ساتھی اور رفیق کو کہتے ہیں مراد خاوند ہے اور یہ **تکثرن الشکاة** کی توضیح وتفسیر ہے کہ تم خاوند کی احسان فراموش ہو، ان کا شکوہ وشکایت ہی کرتی رہتی ہو۔ قرط اور خرص ہم معنی ہیں: بالیاں۔

[2049] ۵-(۸۸۶) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَا لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحٰى ثُمَّ سَأَلْتُهُ بَعْدَ حِينٍ عَنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرَنِي قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ

[2049] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العيدين، باب: المشي والركوب الى العيد بغير اذان ولا اقامة برقم (٩٥٩) وبرقم (٩٦٠) انظر (التحفة) برقم (٢٤٥٦)

الْأَنْصَارِيُّ أَنْ لَا أَذَانَ لِلصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِينَ يَخْرُجُ الْإِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ وَلَا إِقَامَةَ وَلَا نِدَاءَ وَلَا شَيْءَ لَا نِدَاءَ يَوْمَئِذٍ وَلَا إِقَامَةَ

[2049]۔ حضرت ابن عباس اور حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، عید الفطر کے دن اذان نہیں دی جاتی تھی اور نہ ہی عید الاضحیٰ کے دن۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد اس کے بارے میں عطاء سے پھر پوچھا تو انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت سنائی کہ عید الفطر کے دن اذان نہیں ہے۔ امام کے نکلتے وقت اور نہ ہی نکلنے کے بعد، نہ تکبیر ہے نہ پکار وصدا اور نہ کوئی اور چیز، نہ اس دن اذان اور نہ اقامت۔

فوائد: ...... ❶ عیدین کی نماز حنابلہ کے نزدیک فرض کفایہ ہے۔ مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے اور احناف کے نزدیک واجب ہے لیکن جمعہ کی طرح شہر والوں پر واجب ہے دیہات والوں پر نہیں۔ ❷ عیدین کی نماز کے لیے اذان اور تکبیر نہیں ہے اور عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ سمیت سات تکبیریں ہیں اور شوافع کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے بغیر سات تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قیام میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں ہیں۔ احناف کے نزدیک پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے تکبیر تحریمہ کے بعد تین تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تین تکبیریں ہیں اور چوتھی تکبیر رکوع کے لیے ہے۔ راجح یہی ہے کہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات تکبیریں کہی جائیں۔ ❸ عیدین کا خطبہ جمعہ کے برعکس نماز کے بعد ہے۔ اور اس میں موقع ومحل کے مطابق وعظ ونصیحت اور تذکیر وتلقین ہے۔ اگر عورتوں تک آواز نہ پہنچے کیونکہ وہ الگ مردوں کے پیچھے ذرا ہٹ کر عیدین میں شریک ہوتی ہیں۔ تو ان کو مردوں کے بعد خصوصی ان کے ظروف واحوال کے مطابق وعظ ونصیحت کی جائے گی اور ان کو خصوصی طور پر صدقہ کی ترغیب دی جائے گی۔ اور وہ اپنے زیورات سے خاوند کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنے کی مجاز ہیں۔ آج کل لاؤڈ سپیکر کی بنا پر الگ وعظ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ ❹ عیدین کے لیے اذان، اقامت یا اعلان وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسلمانوں کو اس تہوار اور جشن مسرت میں خود اپنے طور اہتمام کر کے شرکت کرنی ہوگی۔

[2050] ٦-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ أَوَّلَ مَا بُويِعَ لَهُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ لِلصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ فَلَا تُؤَذِّنْ لَهَا قَالَ فَلَمْ يُؤَذِّنْ لَهَا ابْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَهُ وَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ إِنَّمَا الْخُطْبَةُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَإِنَّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ قَالَ فَصَلَّى ابْنُ الزُّبَيْرِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

[2050] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٤٦)

[2050] ۔عطاء بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو آغاز ہی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ واقعہ یہ ہے کہ عید الفطر کے دن نماز کے لیے اذان نہیں دی جاتی تھی، تو آپ اس کے لیے اذان نہ کہلوائیں تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس دن اذان نہ کہلوائی۔ اور اس کے ساتھ یہ پیغام بھی بھیجا کہ خطبہ نماز کے بعد ہے اور ایسے ہی کیا جاتا تھا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے نماز خطبہ سے پہلے پڑھائی۔

فائدہ:...... عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے ہے جیسا کہ آج کل متبعین سنت کا معمول ہے۔ لیکن بنو امیہ کے دور میں بعض شہروں میں خطبہ پہلے دیا جاتا تھا اور نماز بعد میں پڑھی جاتی تھی۔ آج کل بھی اکثر لوگ عید کی نماز سے پہلے خطبہ شروع کر دیتے ہیں اور اس کا نام اردو تقریر رکھ لیتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن سب سے پہلا کام جو ہم کرتے ہیں وہ نماز ہے۔ اس لیے نماز سے پہلے نظمیں نعتیں پڑھنا یا تقریر کرنا سنت کے خلاف ہے۔ تقریر خطبہ نماز کے بعد ہونا چاہیے۔

[2051] ٧-(٨٨٧) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْعِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَّلَا إِقَامَةٍ

[2051] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عیدین کی نماز ایک دو دفعہ نہیں کئی مرتبہ بلا اذان اور اقامت کے پڑھی ہے۔

[2052] ٨-(٨٨٨) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَأَبُوأُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يُصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

[2052] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نماز عیدین خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔

[2051] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة باب: ترك الاذان في العيد برقم (١١٤٨) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء ان صلاة العيدين بغير اذان ولا اقامة برقم (٥٣٢) انظر (التحفة) برقم (٢١٦٦)

[2052] طريق عبدة بن سليمان اخرجه النسائي في (المجتبى) في العيدين، باب: صلاة العيدين قبل الخطبة برقم (١٥٦٣) انظر (التحفة) برقم (٨٠٤٥) وطريق ابو اسامة اخرجه البخاري في (صحيحه) في العيدين، باب الخطبة بعد العيد برقم (٩٦٣) والترمذي في (صحيحه) في الصلاة باب: ما جاء في صلاة العيدين قبل الخطبة برقم (٥٣١) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في صلاة العيدين برقم (١٢٧٦) انظر (التحفة) برقم (٧٨٢٣)

[2053] ۹-(۸۸۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلٰوةِ فَإِذَا صَلّٰى صَلٰوتَهُ وَسَلَّمَ قَامَ فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِي مُصَلَّاهُمْ فَإِنْ كَانَ لَهُ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ أَوْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذٰلِكَ أَمَرَهُمْ بِهَا وَكَانَ يَقُولُ ((تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا)) وَكَانَ أَكْثَرَ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَآءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ فَخَرَجْتُ مُخَاصِرًا مَرْوَانَ حَتّٰى أَتَيْنَا الْمُصَلّٰى فَإِذَا كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ قَدْ بَنٰى مِنْبَرًا مِنْ طِينٍ وَلَبِنٍ فَإِذَا مَرْوَانُ يُنَازِعُنِي يَدَهُ كَأَنَّهُ يَجُرُّنِي نَحْوَ الْمِنْبَرِ وَأَنَا أَجُرُّهُ نَحْوَ الصَّلٰوةِ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ مِنْهُ قُلْتُ أَيْنَ الْاِبْتِدَآءُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ لَا يَا أَبَا سَعِيدٍ قَدْ تُرِكَ مَا تَعْلَمُ قُلْتُ كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَأْتُونَ بِخَيْرٍ مِمَّا أَعْلَمُ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ انْصَرَفَ

[2053] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ کے دن اور عید الفطر کے دن نکلتے تھے تو نماز سے آغاز فرماتے اور جب نماز پڑھ لیتے اور سلام پھیرتے۔ تو کھڑے ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو جاتے جبکہ وہ اپنی نماز گاہ ہی میں بیٹھے رہتے، اگر آپ کو کسی لشکر کے بھیجنے کی ضرورت ہوتی تو اس کا لوگوں سے تذکرہ فرماتے اور اگر اس کے سوا کوئی اور ضرورت ہوتی تو انہیں اس کا حکم دیتے اور فرمایا کرتے صدقہ کرو، صدقہ کرو، زصدقہ کرو اور زیادہ صدقہ عورتیں دیا کرتی تھیں، پھر واپس آ جاتے۔ اور یہی معمول قائم رہا۔ حتی کہ مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کا دور آ گیا۔ تو میں اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر نکلا، حتی کہ ہم عید گاہ میں پہنچ گئے تو دیکھا وہاں کثیر بن صلت نے مٹی اور اینٹوں سے منبر بنایا ہوا تھا۔ تو مروان مجھ سے اپنا ہاتھ چھڑوانے لگا گویا کہ وہ مجھے منبر کی طرف کھینچ رہا ہے، اور میں اسے نماز کی طرف کھینچ رہا ہوں، جب میں نے اس کا یہ فعل دیکھا تو میں نے کہا۔ نماز سے آغاز کا عمل کہاں گیا؟ تو اس نے کہا۔ اے ابوسعید! ایسے نہیں ہے۔ آپ جو جانتے ہیں اسے ترک کر دیا گیا ہے۔ میں نے کہا ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جو میں جانتا ہوں تم اس سے بہتر طریقہ نہیں نکال سکتے۔ تین دفعہ کہا اور پھر ہٹ گئے۔ (مخاصرا، ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلنا۔)

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مروان بن حکم کی گورنری کے دور سے پہلے تک خطبہ سے عید کی نماز پہلے پڑھنے کا معمول جاری تھا، اس نے مدینہ میں نماز سے خطبہ پہلے دینے کا عمل شروع کیا، لیکن حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

[2053] تقدم تخريجه في الايمان باب: بيان نقصان الايمان بنقص الطاعات برقم (٢٣٩)

نے برملا اس کو روکا اور کہا۔ حضور اکرم ﷺ کے طریقہ سے بہتر طریقہ نکالنا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے تمہارا یہ طرزِ عمل درست نہیں ہے لیکن مروان نے ان کی بات نہیں مانی۔ تو انہوں نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند نہیں کیا۔ اس کو صحیح بات سمجھانے پر اکتفا کیا۔ اور اس کے بعد اس کی اقتداء میں عید پڑھ لی، اور نماز کے بعد دوبارہ اس مسئلہ میں ان سے گفتگو کی۔

١...... بَابُ: ذِكْرِ إِبَاحَةِ خُرُوْجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيْدَيْنِ إِلَى الْمُصَلّٰى وَشُهُوْدِ الْخُطْبَةِ مُفَارِقَاتٌ لِلرِّجَالِ

باب ١: عیدین کے دن عورتوں کا عید گاہ کی طرف جانا اور خطبہ میں حاضر ہونا جائز ہے، وہ مردوں سے جدا ہوں گی

[2054] ١٠-(٨٩٠) حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَمَرَنَا تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ أَنْ نُخْرِجَ فِي الْعِيدَيْنِ الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ وَأَمَرَ الْحُيَّضَ أَنْ يَعْتَزِلْنَ مُصَلَّى الْمُسْلِمِينَ

[2054]۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عیدین میں بالغہ، پردہ نشین عورتوں کو لے جایا کریں اور آپ نے حیض والی عورتوں کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کی نماز گاہ سے الگ رہیں۔

مفردات الحدیث

❶ **عواتق**: عاتق کی جمع ہے اور ان عورتوں کو کہتے ہیں جو بالغہ ہیں یا قریب البلوغت ہیں یا شادی کے قابل ہیں، یا گھر والوں کے نزدیک معزز ہیں، یا انہیں کام کاج کے لیے گھر سے نکلنے کی مشقت سے آزادی مل چکی ہے۔ ❷ **ذوات الخدور**: خدور، خدر کی جمع ہے۔ گھر میں پردہ نشین۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام عورتوں کو عیدین کے لیے نکلنا چاہیے حتی کہ حائضہ عورتیں جو نماز نہیں پڑھ سکتیں وہ بھی حاضر ہوں گی اور لوگوں کے ساتھ عیدین میں شرکت کے باوجود نماز گاہ سے الگ رہیں گی تاکہ نماز میں صفیں نہ ٹوٹیں، یا دوسری عورتوں کے لیے تکلیف کا باعث نہ بنیں۔ لیکن انہیں بناؤ سنگھار اور میک اپ کر کے نہیں جانا چاہیے۔ لیکن عجیب بات احناف حضرات کہتے ہیں کہ آج کل حالات کے تغیر اور عورتوں کے بن ٹھن کر نکلنے کی بنا پر ان کا جمعہ، نماز اور عیدین میں جانا جائز نہیں ہے، جبکہ ان مواقع میں خطرات کم ہیں اور عام حالات میں

[2054] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العيدين باب خروج النساء والحيض الى المصلى برقم (٩٧٤) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: خروج النساء في العيد برقم (١١٣٦) وبرقم (١١٣٧) والنسائي في (المجتبى) في العيدين، باب: اعتزال الحيض مصلى الناس ٣/ ١٨١ - وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في خروج النساء في العيدين برقم (١٣٠٨) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٩٥)

پبلک کے مقامات میں جانا زیادہ خطرناک ہے، اس سے نہیں روکتے۔ وہ ہر جگہ بلا روک ٹوک بن ٹھن کر دعوت نظارہ دیتی ہوئی آتی جاتی ہیں۔ لیکن ان نیکی اور خیرات کے کاموں سے محروم رہتی ہیں۔

[2055] ۱۱۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُؤْمَرُ بِالْخُرُوجِ فِي الْعِيدَيْنِ وَالْمُخْبَأَةُ وَالْبِكْرُ قَالَتِ الْحُيَّضُ يَخْرُجْنَ فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ يُكَبِّرْنَ مَعَ النَّاسِ

[2055]۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہمیں عیدین کے لیے نکلنے کا حکم دیا جاتا تھا۔ پردہ نشین اور دوشیزہ کو بھی، وہ بتاتی ہیں کہ حیض والی عورتیں بھی نکلیں گی اور لوگوں کے پیچھے رہیں گی اور لوگوں کے ساتھ تکبیر کہیں گی۔

فائدہ:...... عیدگاہ کی طرف جاتے آتے وقت تکبیریں کہی جائیں گی اور یہ تکبیریں عورتیں بھی کہیں گی، لیکن ان کی آواز بلند نہیں ہوگی۔

[2056] ۱۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ قَالَ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى الْعَوَاتِقَ وَالْحُيَّضَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلٰوةَ وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِحْدَانَا لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ ((**لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا**))

[2056]۔ حضرت امّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں جوان، حائضہ اور پردہ نشین عورتوں کو لے کر جائیں، لیکن حائضہ جائے نماز سے دور رہیں گی۔ وہ نیک کاموں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں گی۔ میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! ہم میں سے بعض کے پاس چادر نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا: اس کی بہن اس کو اپنی چادر پہنا دے۔''

مفردات الحدیث ✲ جلباب: کھلی چادر، یعنی وہ دوسری عورت سے عاریتاً چادر لے لے، یا یہ ممکن نہ ہو تو دونوں ایک چادر اوڑھ لیں۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو وعظ و نصیحت اور علمی مجالس میں شرکت کرنی چاہیے اور ذکر و فکر اور دعاؤں میں شریک ہونا چاہیے۔

[2055] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی العیدین، باب التکبیر ایام منی واذا غدا الی عرفة برقم (۹۷۱) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: خروج النساء فی العبد برقم (۱۱۳۸) انظر (التحفة) برقم (۱۸۱۲۸)

[2056] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة باب: ما جاء فی خروج النساء فی العیدین برقم (۵۴۰) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسعة فیها، باب: ما جاء فی خروج ←

٢...... بَابُ: تَرْكِ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا فِي الْمُصَلَّى

باب ٢: عیدگاہ میں نماز سے پہلے اور بعد میں نماز نہیں ہے۔

[2057] ١٣ـ(٨٨٤) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ انا أَبِي قَالَ شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ اَضْحٰى أَوْ فِطْرٍ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا وَتُلْقِي سِخَابَهَا

[2057]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے دن باہر نکلے اور دو رکعت نماز پڑھائی اور اس سے پہلے یا بعد میں نماز نہیں پڑھی، پھر عورتوں کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے اور عورتوں کو صدقہ کا حکم دیا۔عورتیں اپنی بالیاں، چھلے اور ہار (بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں) ڈالنے لگیں۔

فائدہ:......رسول اللہ ﷺ کا عام معمول یہی تھا کہ آپ عیدین کے لیے مدینہ طیبہ کی آبادی سے باہر نکلتے تھے اور میدان میں نماز پڑھتے تھے جس کو آپ نے بطور عیدگاہ منتخب فرما لیا تھا۔اس لیے عیدین کی نماز، محلّہ یا گاؤں یا اگر ممکن ہو تو قصبہ سے باہر پڑھی جائے اور بڑے بڑے شہروں میں اب باہر نکلنا ممکن نہیں ہے۔اس لیے کسی پارک، سکول یا کالج وغیرہ میں پڑھی جائے (اور سخاب یہ ہار تھا جو خوشبو وغیرہ سے بنایا جاتا تھا۔)

[2058] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا ابْنُ إِدْرِيسَ ح وحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ غُنْدَرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[2058]۔مصنف صاحب نے یہی حدیث ایک اور سند سے بھی بیان کی ہے۔

← النساء فی العیدین برقم (١٣٥٧) انظر (التحفة) برقم (١٨١٣٦)

[2057] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی العیدین، باب: الخطبة بعد العید برقم (٩٦٤) وفی باب الصلاة قبل العید وبعدها برقم (٩٨٩) وفی الزكاة التحريض على الصدقة والشفاعة فيها برقم (١٤٣١) وفی اللباس باب القلائد والسخاب للنساء برقم (٥٨٨١) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الصلاة بعد صلاة العيد برقم (١١٥٩) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة با ما جاء لا صلاة قبل العيد ولا بعدها الحدیث (٥٣٧) والنسائی فی (المجتبی) فی العیدین، باب: الصلاة قبل العیدین وبعدها برقم ٣/ ١٩٣ـ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: ما جاء فی الصلاة قبل صلاة العید وبعدها برقم (١٢٩١) انظر (التحفة) برقم (٥٥٥٨)

[2058] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٢٠٥٤)

٣...... بَابُ: مَايُقْرَأُ بِهِ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

باب ۳: نماز عیدین میں کون سی سورت پڑھی جائے گی

[2059] ١٤ـ(٨٩١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدِ الْمَازِنِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَاقِدِ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِقَ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ

[2059] ۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کیا قرأت فرماتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ اور آپ ان میں سورۃ ق والقرآن المجید اور سورہ اقتربت الساعۃ وانشق القمر پڑھا کرتے تھے۔

[2060] ١٥ـ(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا أَبُوعَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ نَا فُلَيْحٌ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ سَأَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَمَّا قَرَأَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي يَوْمِ الْعِيدِ فَقُلْتُ بِاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ

[2060] ۔حضرت ابوواقد لیثی بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز میں کیا پڑھا تھا؟ تو میں نے کہا اقتربت الساعۃ اور ق والقرآن المجید کی قرأت کی تھی۔

فائدہ: ......رسول اللہ ﷺ عیدین میں سورۃ اعلیٰ اور سورۃ غاشیہ کی بجائے کبھی سورۃ ق اور سورۃ اقتربت الساعۃ بھی پڑھا کرتے تھے کیونکہ سورۃ ق میں قرآن مجید کی عظمت کے ذکر کے بعد مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے کو ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ لوگوں کے اعمال واقوال کا ریکارڈ محفوظ رکھنے کے لیے ہوشیار اور حاضر باش فرشتے مقرر ہیں اور اس کے لیے ایک رجسٹر ہے جس میں ان کا اندراج ہو رہا ہے، قیامت کی تصویر کشی ہے۔ مکذبین کے حالات کی

[2059] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما یقرا فی الاضحی والفطر برقم (١١٥٤) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی القراة فی العیدین برقم (٥٣٤) وبرقم (٥٣٥) والنسائی فی (المجتبی) فی العیدین، باب: القراة فی العیدین بقاف واقتربت ٣/ ١٨٣ و ١٨٤۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: ما جاء فی القراة فی العیدین برقم (١٢٨٢) انظر (التحفة) برقم (١٥٥١٣)

[2060] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٢٠٥٦)

تفصیل ہے اور ایمانداروں کی سرفرازی کا بیان ہے۔قوموں کے عروج وزوال کی داستان ہے۔رسول کی ذمہ داری کا بیان اور اس کے لیے جس صبر واستقامت کی ضرورت ہے اس کے حصول کے لیے نماز کی تلقین ہے۔اس طرح یہ سورۃ انتہائی عبرت انگیز اور سبق آموز ہے۔

اسی طرح سورۃ اقتربت الساعۃ میں مختلف قوموں کے حالات وواقعات بیان کر کے ان کے انجام سے سبق لینے کی ہدایت ہے اور بتایا گیا ہے کہ قرآنِ مجید عبرت ونصیحت اور یاد دہانی حاصل کرنے کے لیے ہر پہلو سے آراستہ ہے اس لیے تم اس سے فائدہ اٹھا کر اپنا انجام اچھا بنالو۔

۴...... بَابُ: الرُّخْصَةِ فِيْ اللَّعِبِ الَّذِيْ لَا مُعْصِيَةَ فِيْهِ فِيْ أَيَّامِ الْعِيْدِ

باب ٤: عید کے دنوں میں ایسے کھیل کی اجازت ہے جو گناہ کا باعث نہ بنے

[2061] ١٦-(٨٩٢) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَـنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ أَبُوبَكْرٍ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الْأَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ بِمَـا تَـقَاوَلَتْ بِهِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ قَالَتْ وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ أَبِمَزْمُورِ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَذٰلِكَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَهٰذَا عِيدُنَا))

[2061] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے جبکہ انصار کی بچیوں میں سے دو بچیاں، انصار نے جنگ بعاث کے وقت جو اشعار ایک دوسرے کے مقابلہ میں کہے تھے گا رہی تھیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ کوئی باقاعدہ فنکارہ نہ تھیں اور گانا ان کا پیشہ نہ تھا۔تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا رسول اللہ ﷺ کے گھر میں شیطانی ساز آواز؟ اور یہ عید کا دن تھا۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! ہر قوم کے لیے ایک مسرت اور شادمانی کا دن ہے اور یہ ہمارا تہوار یا جشن مسرت ہے۔"

[2062] (...) وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوكُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِيهِ جَارِيَتَانِ تَلْعَبَانِ بِدُفٍّ

[2062] امام صاحب ایک دوسری سند سے یہی روایت لائے ہیں اور اس میں ہے کہ دو بچیاں دف بجا رہی تھیں۔

[2061] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العيدين، باب: سنة العيدين لاهل الاسلام برقم (٩٥٢) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: الغناء والدف برقم (١٨٩٧) انظر (التحفة) برقم (١٦٨٠١)

[2062] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧٢١١)

[2063] ١٧-(...) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ انا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامِ مِنًى تُغَنِّيَانِ وَتَضْرِبَانِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُسَجًّى بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا أَبُوبَكْرٍ فَكَشَفَ رَسُولُ اللّٰهِ عَنْهُ وَقَالَ ((دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيدٍ)) وَقَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُونَ وَأَنَا جَارِيَةٌ فَاقْدِرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْعَرِبَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ

[2063]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابوبکر میرے ہاں تشریف لائے جبکہ ایام منی (عید کے دن) میں میرے پاس دو بچیاں گا رہی تھیں اور دف بجا رہی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کپڑا اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنا کپڑا ہٹا کر فرمایا: اے ابوبکر! انہیں چھوڑیئے، کیونکہ یہ خوشی کے دن ہیں۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ مجھے اپنی چادر سے چھپائے ہوئے ہیں اور میں حبشیوں کو کھیلتا ہوا دیکھ رہی ہوں اور میں کم سن تھی، ذرا اندازہ لگاؤ اس بچی کا جو کھیل کی شوقین اور کم سن یا نو عمر تھی (کہ وہ کس قدر کھیل دیکھے گی۔)

مفردات الحدیث ❶ **جارية:** نوخیز لڑکی۔ ❷ **تقاولت الانصار:** وہ اشعار جو اوس اور خزرج نے ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنی جرأت و بسالت اور تفوق و برتری کے اظہار کے لیے کہے تھے۔ بعاث، اوس کے قلعہ کا نام ہے اور یوم بعاث سے مراد وہ وقت ہے جبکہ انصار کے دونوں قبیلوں اوس اور خزرج کے درمیان جاہلیت کے دور میں معرکہ برپا ہوا تھا اور اس میں قبیلہ اوس غالب رہا تھا۔ ❸ **ليست بمغنتين:** گانا بجانا ان کا فن یا عادت نہ تھی کہ وہ نفسانی خواہشات و جذبات کو بھڑکاتیں، اور شہوت انگیز اشعار اور عورتوں کے حسن و جمال کے تذکرہ سے خواہشات کو مشتعل کرتیں اور حرام کاری کی تحریک پیدا کرتیں۔ ❹ **مزمور:** زمیر سے ماخوذ ہے۔ حسن صوت سریلی آواز اور خوش الحانی کو کہتے ہیں۔ اور عربی زبان میں خوش الحانی سے شعر پڑھنے کو بھی غنا گانا سے تعبیر کرتے ہیں۔ دف، ڈفلی: جو چمڑے سے بنائی جاتی ہے اور ڈھولکی کی طرح اس کو بجاتے ہیں، لیکن وہ ایک طرف سے کھلی ہوتی ہے۔ اس لیے اس سے زیادہ آواز پیدا نہیں ہوتی۔ ایام منیٰ: اس سے مراد ایام تشریق گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ کے دن ہیں۔ ❺ **فاقدروا:** اندازہ لگاؤ، قیاس کرو۔ ❻ **العربة:** کھیل کی شوقین اور اس میں انتہائی دلچسپی لینے والی۔

فوائد: ...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خوشی اور مسرت و شادمانی کے موقع پر بچیاں جو پیشہ ور مغنیہ نہ ہوں اور وہ جسم کے مختلف پوز بنا کر اپنے جسمانی شہوت انگیز اعضاء کو عریاں نہ کر رہی ہوں اور وہ نفس میں ہیجان

[2063] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٥٧٤)

پیدا کرنے والے اور جذبات کو بھڑکانے والے فحش اشعار نہ پڑھ رہی ہوں، تو ایسے اشعار جو کسی کی مدح وتوصیف پر مشتمل ہوں ان میں کوئی گناہ نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ بچیاں جنگی اشعار جن میں اپنے قومی مفاخر اور کارنامے بیان کیے گئے تھے یا اپنی قوم کی شجاعت وبہادری اور ان کے ظہور وغلبہ کا تذکرہ تھا پڑھ رہی تھیں۔ اور اس کے باوجود آپ ﷺ نے اپنا منہ دوسری طرف کر کے چادر اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے، جس سے معلوم ہوتا تھا یہ کام جائز تو ہے پسندیدہ نہیں ہے وگرنہ آپ اس میں دلچسپی اور رغبت کا اظہار کرتے۔ اس لیے ائمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق گانے گانا ناجائز ہے۔ اس طرح آلات موسیقی، معازف کی صورت میں ہوں جن کو ہاتھ سے بجایا جاتا ہے یا مزامیر کی شکل میں جن کو منہ سے بجانا ہے کا سننا حرام ہے۔ ہاں نکاح، عید اور ولیمہ کے وقت دف بجانے کی اجازت ہے۔ اس لیے ائمہ اربعہ دف کو ان تین مواقع پر ہی بجانے کی اجازت دیتے ہیں یہ اجازت عام نہیں ہے۔ اور اس سے یہ بات خود بخود ثابت ہوتی ہے، جہاں جہاں آلاتِ موسیقی کا عمل دخل ہے وہ سب کام حرام ہیں، مثلاً ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر اور اس قسم کے دوسرے آلات۔ خاص کر جب کہ یہ پروگرام عورتیں ننگے منہ اور ننگے سر کرتی ہیں اور یہ پروگرام عموماً مغرب اخلاق اور عریانی وفحاشی، رہزنی اور دہشت گردی کی تعلیم دیتے ہیں اور نوجوانوں کے اخلاق اور ان کی سیرت وکردار کو تباہ کر رہے ہیں۔ اس لیے ان آلات کا کاروبار کرنا، خرید وفروخت کرنا اور ان کا سننا سب شرعاً حرام ہیں۔ ❷ حبشیوں کے کھیل کا واقعہ ۷ ہجری میں پیش آیا جبکہ حبشہ سے وفد آیا تھا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آلات جنگ کے ساتھ کھیلنا اور جنگی آلات کے کرتب دکھانا جائز ہے۔ کیونکہ یہ ہتھیار اور آلات جنگ میں کام آتے ہیں اور ان کے کھیل اور کرتب سے ان کے استعمال میں مہارت اور ٹریننگ حاصل ہوتی ہے اس لیے فوج اور مجاہدین کا فوجی اور جہادی مظاہرے کرنا درست ہے تاکہ دوسروں کے دلوں میں بھی ان کی تربیت لینے کا شوق اور ولولہ پیدا ہو۔ فوج اور مجاہدین کی تربیت میں بھی کمال اور ہنرمندی پیدا ہو۔

[2064] ۱۸-(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَتْ

عَائِشَةُ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُومُ عَلَى بَابِ حُجْرَتِي وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ بِحِرَابِهِمْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ لِكَيْ أَنْظُرَ إِلَى لَعِبِهِمْ ثُمَّ يَقُومُ مِنْ أَجْلِي حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّتِي أَنْصَرِفُ فَاقْدِرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ حَرِيصَةً عَلَى اللَّهْوِ

[2064] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة باب: اصحاب الحراب في المسجد برقم (٤٥٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٧١٠)

[2064]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ میرے کمرہ کے دروازہ پر کھڑے ہیں اور حبشی اپنے بھالوں سے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں مشقیں کر رہے ہیں اور آپ مجھے اپنی چادر سے اوٹ کیے ہوئے ہیں تاکہ میں ان کے کرتب دیکھوں، پھر آپ میری خاطر کھڑے رہے حتی کہ میں ہی واپس پلٹی تو اندازہ کرلو نوعمر لڑکی جو کھیل کی شوقین ہو وہ کتنی دیر تک کھڑی رہی ہوگی۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگی ہتھیاروں کا کھیل و کرتب یا ان کی ٹریننگ اور مشقوں کا مظاہرہ ضرورت کے تحت مسجد کی چار دیواری میں بھی ہوسکتا ہے اور اس مظاہرہ کے قریب کے گھروں کی عورتیں، پردہ کی اوٹ میں اس جہادی مظاہرہ کو دیکھ سکتی ہیں۔ مقصد یہ جنگی مشقیں دیکھنا ہو مردوں کے خدوخال دیکھنا نہ ہو۔ لیکن گھر میں سے پردہ کی اوٹ میں جنگی ہتھیاروں کے مظاہرہ کے دیکھنے سے ہاکی، کرکٹ یا اس قسم کے اور کھیلوں کو کھیل کے میدان میں بن ٹھن کر بے حجاب دیکھنے اور کھلاڑیوں کے ساتھ اٹھکیلیاں کرنے کا جواز کیسے پیدا ہوسکتا ہے جہاں کھیل کی بجائے اپنی نمائش کا مظاہرہ زیادہ ہوتا ہے اور شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ کر حیا سوز کام کیے جاتے ہیں۔

[2065] ١٩-(...) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰى وَاللَّفْظُ لِهَارُونَ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ انَا عَمْرٌو أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ فَدَخَلَ أَبُوبَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((دَعْهُمَا)) فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا وَكَانَ يَوْمَ عِيدٍ يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَإِمَّا سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَإِمَّا قَالَ ((تَشْتَهِينَ تَنْظُرِينَ)) فَقُلْتُ نَعَمْ فَأَقَامَنِي وَرَآئَهُ خَدِّيْ عَلٰى خَدِّهِ وَهُوَ يَقُولُ ((دُونَكُمْ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ)) حَتّٰى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ ((حَسْبُكِ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((فَاذْهَبِي))

[2065]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تشریف لائے جبکہ میرے پاس دو بچیاں جنگ بعاث کے اشعار بلند آواز سے پڑھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ بستر پر لیٹ گئے اور اپنا چہرہ پھیر لیا۔ اور

[2065] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العيدين باب الحراب والدرق يوم العيد برقم (٩٤٩) وفي الجهاد والسير باب الدرق برقم (٢٩٠٦) انظر التحفة برقم ١٦٣٩١ و برقم (١٦٥٧٤)

ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے مجھے سرزنش کی اور کہا شیطانی آواز رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''انہیں چھوڑ یئے'' جب ان کی توجہ ہٹی تو میں نے ان کو اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں۔ اور عید کا دن تھا، حبشی ڈھالوں اور بھالوں کے کرتب دکھا رہے تھے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی یا آپ ﷺ نے خود ہی فرمایا: ''دیکھنے کی خواہش رکھتی ہو؟'' میں نے کہا، جی ہاں۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کرلیا، میرا رخسار آپ کے رخسار کو لگ رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے: ''ارے ارفدہ کے بیٹو! اپنا مظاہرہ جاری رکھو'' حتی کہ جب میں اکتا گئی آپ ﷺ نے فرمایا: ''بس'' میں نے کہا، جی ہاں۔ فرمایا: ''چلی جاؤ''

مفردات الحدیث ❶ **درق، درقۃ** کی جمع ہے چمڑے کی ڈھال، **حراب، حربۃ** کی جمع بھالا، چھوٹا نیزہ۔

❷ **بنو ارفدہ:** حبشیوں کا لقب ہے۔

[2066] ٢٠-(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَآءَ حَبَشٌ يَزْفِنُونَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعْتُ رَأْسِي عَلَى مَنْكِبِهِ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ حَتَّى كُنْتُ أَنَا الَّتِي أَنْصَرِفُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهِمْ

[2066]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عید کے دن حبشی مسجد میں اچھل کود کرتے یعنی ہتھیاروں کا مظاہرہ کرنے آئے تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور میں نے اپنا سر آپ ﷺ کے کندھے پر رکھا اور ان کا کھیل (کرتب) دیکھنے لگی حتی کہ میں خود ہی ان کے کھیل کے دیکھنے سے واپس پلٹ گئی۔

مفردات الحدیث **یزفنون:** اچھل کود رہے تھے۔

[2067] (. . .) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرَا فِي الْمَسْجِدِ

[2067] مصنف ایک دوسری سند سے روایت لائے ہیں اس میں مسجد کا ذکر نہیں ہے۔

[2068] ٢١-(. . .) وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي عَاصِمٍ وَاللَّفْظُ لِعُقْبَةَ قَالَ نَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ أَخْبَرَتْنِي

[2066] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٧٧)
[2067] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢٩٨)
[2068] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٢٧)

عَائِشَةُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلَعَّابِينَ وَدِدْتُ أَنِّي أَرَاهُمْ قَالَتْ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقُمْتُ عَلَى الْبَابِ أَنْظُرُ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ عَطَآءٌ فُرْسٌ أَوْ حَبَشٌ قَالَ وَقَالَ لِي ابْنُ عَتِيقٍ بَلْ حَبَشٌ

[2068] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ انہوں نے کھیلنے والوں کے بارے میں کہا، ان کا کھیل دیکھنا چاہتی ہوں تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے، اور میں دروازہ پر کھڑی ہو کر آپ ﷺ کے کانوں اور کندھوں کے درمیان سے دیکھ رہی تھیں اور وہ مسجد میں کھیل رہے تھے۔ عطاء نے کہا وہ ایرانی تھے یا حبشی اور مجھے ابن عتیق یعنی عبید بن عمیر نے بتایا وہ حبشی تھے۔

[2069] ۲۲۔(۸۹۳) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِحِرَابِهِمْ إِذْ دَخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَهْوٰى إِلَى الْحَصْبَاءِ يَحْصِبُهُمْ بِهَا فَقَالَ لَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ دَعْهُمْ يَا عُمَرُ

[2069] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جبکہ حبشی رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بھالوں سے کھیل رہے تھے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پہنچ گئے اور کنکریاں اٹھانے کے لیے جھکے تا کہ ان سنگریزوں سے انہیں ماریں، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: اے عمر! انہیں چھوڑیئے۔ ''انہیں کچھ نہ کہیں۔''

[2069] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجهاد والسير باب: اللهو بالحراب ونحوها برقم (۲۹۰۱) انظر (التحفة) برقم (۱۳۲۷۵)
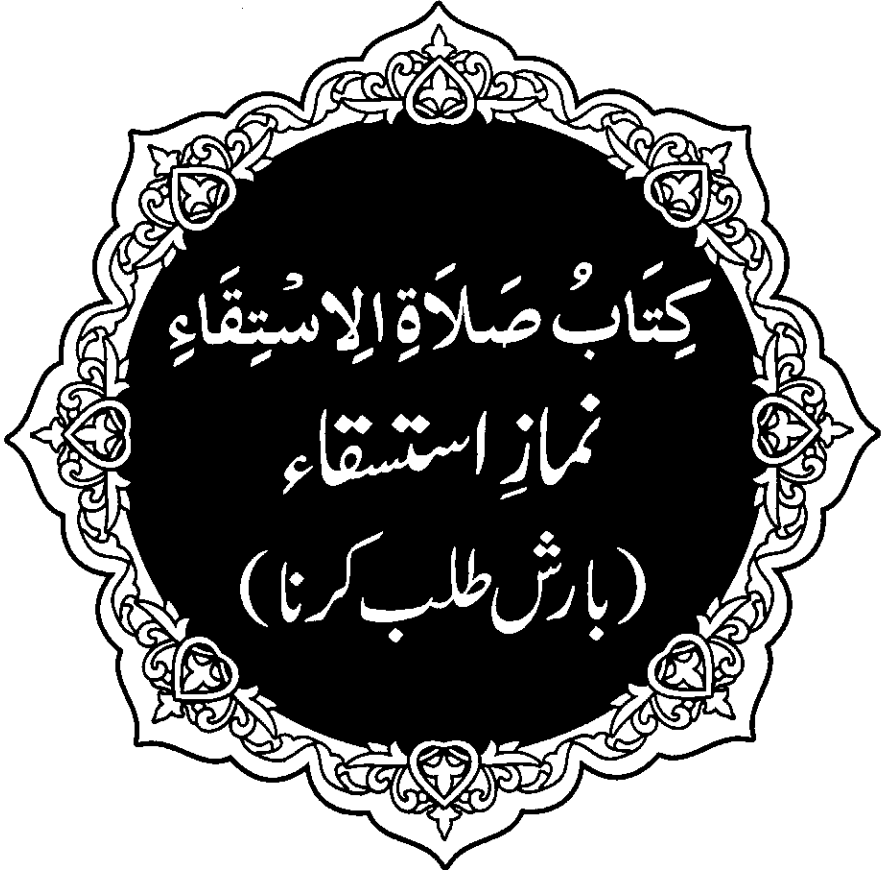
حدیث نمبر 2070 سے 2088 تک

۱۰...... كِتَابُ صَلَاةِ الِاسْتِقَاءِ

۱۰. نمازِ استسقاء (بارش طلب کرنا)

[2070] ۱ ـ (۸۹٤) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ الْمَازِنِيَّ يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمُصَلّٰى فَاسْتَسْقٰى وَحَوَّلَ رِدَآئَهُ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ

[2070] ـ حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدگاہ گئے اور بارش کی دعا کی اور قبلہ رخ ہوکر اپنی چادر کو پلٹا۔

[2070] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاستسقاء باب تحويل الرداء فی الاستسقاء برقم (۱۰۱۱) وبرقم (۱۰۱۲) وفی باب الاستسقاء وخروج النبی ﷺ فی صلاة الاستسقاء برقم (۱۰۰۵) وفی باب: الدعاء فی الاستسقاء قائما برقم (۱۰۲۳) وفی باب الجهر بالقراة فی الاستسقاء برقم (۱۰۲٤) وفی باب: كيف حول النبی ﷺ ظهره الی الناس برقم (۱۰۲۵) وفی باب: صلاة الاستسقاء ركعتين برقم (۱۰۲٦) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی ای وقت يحول رداه اذا استسقی برقم (۱۱٦۱) وبرقم (۱۱٦۲) وبرقم (۱۱٦٤) وبرقم (۱۱٦٦) وبرقم (۱۱٦۷) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی صلاة الاستسقاء برقم (۵۵٦) والنسائی فی (المجتبی) فی الاستسقاء، باب: خروج الامام الی المصلی للاستسقاء ۳/ ۱۵۵ و ۱۵٦ وفی باب: الحال التی يستحب للامام ان يكون عليها اذا خرج برقم ۳/ ۱۵٦ وفی باب: تحويل الامام ظهره الی الناس عند الدعاء فی الاستسقاء ۳/ ۱۵۷ وفی باب: تقليب الامام الرداء عند الاستسقاء ۳/ ۱۵۷ وفيباب: متی يحول الامام رداه ۳/ ۱۵۷ وفی باب: رفع الامام يده ۳/ ۱۵۸ وفی باب: الصلاة بعد الدعاء ۳/ ۱٦۳ وباب : كم صلاة الاستسقاء ۳/ ۱٦۳ ـ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فی صلاة الاستسقاء برقم (۱۲٦۷) انظر (التحفة) برقم

[2071] ۲-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمُصَلّٰى فَاسْتَسْقٰى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَآئَهُ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

[2071]۔عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید گاہ گئے اور بارش کی دعا کی، اور قبلہ رخ ہو کر اپنی چادر پلٹی اور دو رکعت نماز پڑھی۔

[2072] ۳-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِي وَأَنَّهُ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَآئَهُ

[2072]۔حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بارش کی دعا کرنے کے لیے عید گاہ گئے اور جب آپ نے دعا کرنے کا ارادہ فرمایا، قبلہ کی طرف رخ کر لیا اور اپنی چادر پلٹی۔

[2073] ٤-(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ الْمَازِنِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عَمَّهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا يَسْتَسْقِي فَجَعَلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ يَدْعُو اللّٰهَ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَآئَهُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

[2073]۔عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے سنا اور وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھیوں میں سے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن بارش کی دعا مانگنے کے لیے نکلے۔ اپنی پشت لوگوں کی طرف کر کے اللہ سے دعا مانگتے رہے اور رخ قبلہ کی طرف تھا اور اپنی چادر پلٹی، پھر دو رکعت نماز ادا کی۔

فوائد:...... ❶ بارش طلب کرنے کی تین صورتیں ہیں: (۱) انفرادی یا اجتماعی طور پر دعا کی جائے (۲) خطبہ جمعہ کے دوران دعا کرنا یا فرض نماز کے بعد دعا کرنا (۳) باہر کھلے میدان میں نکل کر خطبہ دینا اور تمام لوگوں کے ساتھ مل کر

[2071] تقدم تخريجه برقم (٢٠٦٧)
[2072] تقدم تخريجه برقم (٢٠٦٧)
[2073] تقدم تخريجه برقم (٢٠٦٧)

دعا کرنا۔ ❷ جب کھلے میدان میں نکل کر نماز استقاء پڑھیں گے، تو جمہور علماء کا نظریہ یہ ہے کہ پہلے نماز پڑھیں گے، پھر خطبہ دیا جائے گا۔ شوافع اور مالکیہ کے نزدیک خطبے دو ہیں اور امام محمد کا نظریہ بھی یہی ہے، حنابلہ کے نزدیک خطبہ ایک ہے اور امام ابو یوسف کا موقف بھی یہی ہے۔ اور دعا خطبہ میں امام قبلہ رخ ہو کر کرے گا، اس میں ہاتھ اٹھائے گا مقتدی بھی اس کے ساتھ شریک ہوں گے۔ اور آخر میں امام اور مقتدی اپنی اپنی چادر پلٹیں گے اور خطبہ نماز سے پہلے بھی ہو سکتا ہے۔ اس میں توبہ واستغفار اور صدقہ وخیرات کی تلقین ہوگی اور دعا بہر حال خطبہ میں ہی ہوگی اور چادر بھی یہیں پلٹی جائے گی۔ خطبہ نماز سے پہلے ہو یا بعد میں ہو۔ ❸ امام مالک امام شافعی اور امام احمد اور صاحبین کے نزدیک نماز استقاء سنت ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک استقاء کے لیے نماز نہیں ہے۔ صرف کھلے میدان میں نکل کر دعا کی جائے گی اور چادر بھی نہیں پلٹی جائے گی۔ ❹ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک نماز استقاء عیدین کی طرح ہے یعنی پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ اور جمہور علماء کے نزدیک نماز فجر کی طرح ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک انفرادی طور پر نمازِ استقاء پڑھی جا سکتی ہے اور قرأت کے بلند ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

١...... بَابُ: رَفْعِ الْيَدَيْنِ بِالدُّعَاءِ فِي الإِسْتِسْقَاءِ

باب ١: نمازِ استقاء کے لیے ہاتھ اٹھانا

[2074] ٥-(٨٩٥) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ

[2074]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا حتی کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

[2075] ٦-(٨٩٦) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الِاسْتِسْقَاءِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ غَيْرَ أَنَّ عَبْدَ الْأَعْلٰى قَالَ يُرٰى بَيَاضُ إِبْطِهِ أَوْ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ

[2074] اخرجه النسائي في قيام الليل، باب: ترك رفع اليدين في الدعاء في الوتر ٣/ ٢٤٩۔ انظر (التحفة) برقم (٤٤٤)

[2075] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاستسقاء، باب: رفع الامام يده في الاستسقاء ←

[2075]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نمازِ استقاء کے سوا کسی اور موقع پر دعا میں اس قدر ہاتھ بلند نہیں کرتے تھے کہ جس سے آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دے۔عبدالاعلیٰ کی روایت میں ہے یری بیاض ابطه ''آپ کی بغل کی سفیدی'' یابیاض ابطیه دونوں بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔

[2076] ۷۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَعَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ

[2076] مصنف ایک اور سند سے اسی طرح کی روایت بیان کرتے ہیں۔

[2077] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْقٰى فَأَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ إِلَى السَّمَآءِ

[2077]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بارش کے لیے دعا فرمائی اور ہاتھوں کی پشت سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

فوائد:...... ❶ حضور اکرم جس قدر ہاتھ دعائے استقاء میں بلند کرتے تھے، عام طور پر دعا میں اتنے مبالغہ سے بلند نہیں کرتے تھے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگے۔اس لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ مقصد نہیں ہے کہ آپ ﷺ دعائے استقاء کے سوا کسی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔کیونکہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کی حدیثیں تو معناً متواتر ہیں اور تقریباً تیس صحابہ کرام سے ثابت ہیں۔نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اپنا مشاہدہ ہے جبکہ دوسرے صحابہ سے اور جگہ بھی یہ طریقہ ثابت ہے۔ ❷ عام طور پر دعا میں ہتھیلیاں اوپر ہوتی ہیں لیکن دعائے استقاء میں جس طرح حالات کی تبدیلی کی خواہش اور نیک شگون کے لیے چادر پلٹی جاتی ہے اسی طرح ہتھیلیوں کی بجائے ان کی پشت آسمان کی طرف کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ خشک سالی اور قحط کو خوش حالی میں تبدیل فرمادے۔

← برقم (١٠٣١) وفي المناقب، باب: صفة النبي ﷺ برقم (٣٥٦٥) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب رفع اليدين في الاستسقاء برقم (١١٧٠) والنسائي في (المجتبى) في الاستسقاء، باب كيف يرفع ٣/ ١٥٩۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: من كان يرفع يديه في القنوت برقم (١١٨٠) انظر (التحفة) برقم (١١٦٨)

[2076] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٧٢)

[2077] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب رفع اليدين في الاستسقاء برقم (١١٧١) انظر (التحفة) برقم (٣٢٣)

۲...... بَابُ: الدُّعَاءِ فِي الِاسْتِسْقَاء

باب ۲: بارش طلب کرنے کے لیے دعا کرنا

[2078] ۸-(۸۹۷) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ جُمُعَةٍ مِنْ بَابٍ كَانَ نَحْوَ دَارِ الْقَضَاءِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُغِثْنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا)) قَالَ أَنَسٌ وَلَا وَاللّٰهِ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةٍ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ قَالَ فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ قَالَ فَلَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا قَالَ ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِّنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكْهَا عَنَّا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((**اَللّٰهُمَّ حَوَلَنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ**)) فَانْقَلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ قَالَ شَرِيكٌ فَسَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَهُوَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ قَالَ لَا أَدْرِي

[2078]۔ حضرت انس بن مالک ﷛ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن ایک آدمی دارالقضاء کی طرف والے دروازہ سے مسجد میں داخل ہوا، اور رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منہ کیا، پھر کہا: اے اللہ کے رسول! مویشی ہلاک ہو رہے ہیں اور راستے بند ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہمیں بارش سے نوازے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھا دیے۔ پھر کہا: اے اللہ!

[2078] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاستسقاء باب: الدعاء اذا کثر المطر: حوالینا ولا علینا برقم (۱۰۲۱) والنسائی فی (المجتبی) فی الاستسقاء، باب ذکر الدعاء ۳/ ۱۶۱۔ انظر (التحفة) برقم

ہمیں بارش عنایت فرما، اے اللہ! ہمارے لیے بارش نازل فرما، اے اللہ! ہمیں بارش سے نواز۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم آسمان میں نہ کوئی گھٹا دیکھتے تھے اور نہ بدلی یا بادل کا کوئی ٹکڑا۔ ہمارے اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی گھر یا محلہ نہ تھا۔ پھر اس کے پیچھے سے ڈھال جیسی چھوٹی سی بدلی اٹھی، جب آسمان کے وسط (درمیان) میں پہنچی تو پھیل گئی۔ پھر اس نے بارش برسائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! ہم نے ہفتہ بھر سورج نہ دیکھا۔ پھر اگلے جمعہ اسی دروازہ سے ایک آدمی داخل ہوا جبکہ رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ اس نے کھڑے ہو کر آپ کی طرف رخ کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مویشی ہلاک ہو گئے راستے بند ہو گئے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہم سے بارش روک لے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھا دیئے پھر کہا: اے اللہ! بارش ہمارے اردگرد برسا۔ ہم پر نہ برسا۔ اے اللہ! پہاڑیوں پر، ٹیلوں پر، وادیوں کے اندر (ندیوں میں) اور جنگلات پر برسا۔'' بادل چھٹ گیا اور ہم دھوپ میں چلتے مسجد سے نکلے۔ شریک کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا وہ پہلا آدمی ہی تھا، انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔

مفردات الحدیث

❶ **دار القضاء**: اس سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گھر ہے۔ جس کے بارے میں انہوں نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے قرض کی ادائیگی کی خاطر اسے فروخت کر دیا جائے۔ چونکہ یہ قرض کے چکانے کے لیے بیچا گیا تھا۔ اس لیے اس کا نام دار القضا پڑ گیا۔ ❷ **هلكت الاموال**: بارش کی بندش کی بنا پر، سبزہ اور چارہ کم پڑ گیا، اس لیے خوراک کی کمی کی بنا پر مویشی مرنے لگے۔ ❸ **انقطعت السبل**: خشک سالی کی بنا پر مویشی کمزور ہو گئے اور راستوں میں سبزہ اور چارہ کے نہ ملنے کی وجہ سے مویشیوں اور قافلوں کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ ❹ **یغثنا**: اغاثہ مدد کرنا اور معونت دینا سے ماخوذ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہماری فریاد رسی فرماتے ہوئے بارش سے نوازے۔ ❺ **قزعة**: بادلی، بادل کا ٹکڑا۔ ❻ **سبت**: ہفتہ بھر، سات دن تک۔ ❼ **هلكت الاموال و انقطعت السبل**: بارش کی کثرت کی بنا پر مویشیوں کو چرانے کے لیے باہر لے جانا اور ان کا چلنا پھرنا مشکل ہو گیا۔ پہلے بارش کے نہ ہونے سے یہ کام ہوا تھا اور اب اس کی کثرت نے یہ کام کر دکھایا۔ ❽ **آکام**: اکمة کی جمع ہے، پہاڑی۔ ❾ **ظراب**: ظرب کی جمع ہے۔ چھوٹے ٹیلے، بلند جگہ۔ ❿ **انقلعت**: بادل چھٹ گیا، بارش بند ہو گئی۔

فوائد:...... ❶ بارش کے لیے خطبہ جمعہ میں امام منبر پر جب خطبہ دے رہا ہو اس سے بارش کے لیے دعا کرنے کی اپیل کی جا سکتی ہے اور اسے چاہیے کہ وہ درخواست کو قبول کرتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر، منبر پر ہی دعا، تکرار کے ساتھ کرے۔ ❷ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی دعا کو اسی قدر جلد شرف قبولیت بخشا ہے کہ بارش کے لیے کسی قسم کے نشانات نہیں تھے۔ آسمان بالکل صاف شفاف تھا، بادل کا کوئی معمولی ٹکڑا بھی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے فوراً ایک

چھوٹی سی گول بدلی اٹھائی، جو پھیل کر گھٹا بن گئی اور ہر طرف جل تھل ایک ہوگیا۔ ❸ ہفتہ بھر مسلسل بارش ہوتی رہی، کسی نے بارش کے بند ہونے کی درخواست نہ کی، ہفتہ کے بعد پھر وہی اعرابی آیا جیسا کہ بعض دفعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ اس نے دوبارہ بندش کی اپیل کی، تو آپ نے بارش کے بند ہونے کی بجائے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ ان جگہوں میں نازل فرما جہاں بارش کی ضرورت ہے، اور ہم سے بارش کو روک دے۔ جس سے معلوم ہوا بارش کی بندش کی دعا بھی محدود پیمانہ پر منبر کے اوپر ہی کی جاسکتی ہے اور یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا فوراً قبول فرمائی، مدینہ کے اوپر بارش برسنا بند ہوگئی اور اردگرد برستی رہی۔

[2079] ۹۔(. . .) وحَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَبَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَاهُ وَفِيهِ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا)) قَالَ فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى نَاحِيَةٍ إِلَّا تَفَرَّجَتْ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَدِينَةَ فِي مِثْلِ الْجَوْبَةِ وَسَالَ وَادِي قَنَاةَ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا أَخْبَرَ بِجَوْدٍ

[2079]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگ خشک سالی کا شکار ہوگئے۔ جب رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن منبر پر لوگوں کو خطاب فرما رہے تھے تو ایک بدوی کھڑا ہوا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول! مویشی ہلاک ہوگئے، بال بچے بھوک سے مرنے لگے، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے۔ اور اس میں ہے آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے اردگرد، ہمارے اوپر نہیں۔'' اور آپ جس طرف اشارہ کرتے، بادل چھٹ جاتے حتی کہ میں نے مدینہ منورہ کو گڑھا کی طرح دیکھا، اور وادیٔ قناۃ ایک ماہ تک بہتی رہی، اور جدھر سے بھی کوئی شخص آیا اس نے بارش برسنے کی اطلاع دی۔

مفردات الحدیث ❶ **سنة**: قحط، خشک سالی۔ ❷ **تفرجت**: بادل چھٹ گئے، آسمان صاف ہوگیا۔ ❸ **مثل الجوبة**: مدینہ گڑھا کی طرح ہوگیا کہ مدینہ کے اوپر سے بادل چھٹ گئے، اور گولائی میں اردگرد برسنے لگے۔ ❹ **جود**: موسلا دھار بارش۔

[2079] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة، باب: الاستسقاء في الخطبة يوم الجمعة برقم (۹۳۳) وفي باب: من تمطر في المطر حتى يتحادر على لحيته برقم (۱۰۳۳) وفي باب: ما قيل ان النبي ﷺ لم يحول رداه في الاستسقاء يوم الجمعة برقم (۱۰۱۸) والنسائي في (المجتبى)←

[2080] ١٠-(. . .) وحَدَّثَنِي عَبْدُالاَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالاَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَصَاحُوا وَقَالُوا يَانَبِيَّ اللّٰهِ قَحَطَ الْمَطَرُ وَاحْمَرَّ الشَّجَرُ وَهَلَكَتِ الْبَهَائِمُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ مِنْ رِوَايَةِ عَبْدِ الاَعْلَى فَتَقَشَّعَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ فَجَعَلَتْ تُمْطِرُ حَوَالَيْهَا وَمَا تُمْطِرُ بِالْمَدِينَةِ قَطْرَةً فَنَظَرْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَإِنَّهَا لَفِي مِثْلِ الْإِكْلِيلِ

[2080]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ لوگ کھڑے ہو کر آپ کے سامنے پکارنے لگے، اے اللہ کے نبی! بارش بند ہو گئی۔ پودے سرخ ہو گئے یا درختوں کے پتے سوکھ گئے، اور مویشی مرنے لگے، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے اور عبد الاعلیٰ کی روایت میں ہے، مدینہ سے بادل چھٹ گئے اور اس کے اردگرد بارش برسانے لگے اور مدینہ میں ایک قطرہ بھی نہیں برس رہا تھا۔ میں نے مدینہ کو دیکھا وہ ایک دائرہ یا ٹوپی کی طرح اندر سے بارش سے محفوظ تھا۔

مفردات الحدیث ❶ **قحط المطر**: بارش رک گئی۔ ❷ **احمر الشجر**: بارش نہ ہونے سے پتے خشک ہو گئے یا ہریالی ختم ہو گئی۔ کیونکہ شجر کا اطلاق ہر قسم کی نباتات پر ہو جاتا ہے۔ ❸ **تقشعت**: بادل چھٹ گئے۔ مطلع صاف ہو گیا۔ ❹ **اکلیل**: پٹی، کسی چیز کو ہر طرف سے گھیرنے والی۔ اس لیے ٹوپی اور تاج پر اس کا اطلاق ہو جاتا ہے۔ جس طرح سر پر تاج، ہیٹ یا ٹوپی ہو تو وہ بارش سے محفوظ ہوتا ہے۔ اسی طرح مدینہ بارش سے محفوظ ہو گیا۔

[2081] ١١-(. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ بِنَحْوِهِ وَزَادَ فَأَلَّفَ اللّٰهُ بَيْنَ السَّحَابِ وَمَكَثْنَا حَتّٰى رَأَيْتُ الرَّجُلَ الشَّدِيدَ تَهُمُّهُ نَفْسُهُ أَنْ يَأْتِيَ اَهْلَهُ

[2081]۔ امام صاحب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہی روایت ایک اور سند سے لائے ہیں۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بادلوں کو جوڑ دیا اور ہم رک گئے۔ اور میں نے دیکھا کہ قوی اور مضبوط آدمی کو بھی گھر پہنچنے کی پریشانی اور فکر تھی۔

← في الاستسقاء، باب: رفع الامام يديه عند مسالة امساك المطر ٣/ ١٦٦ و ١٦٧ انظر (التحفة) برقم

[2080] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاستسقاء، باب: الدعاء اذا كثر المطر: حوالينا ولا علينا برقم (١٠٢١) والنسائي في (المجتبى) في الاستسقاء، باب: ذكر الدعاء ٣/ ١٦٠ و ١٦١- انظر (التحفة) برقم (٤٥٦)

[2081] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٤١٥)

[2082] ١٢-(. . .) وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدِ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ أَنَّ حَفْصَ بْنَ عُبَيْدِاللهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَزَادَ فَرَأَيْتُ السَّحَابَ يَتَمَزَّقُ كَأَنَّهُ الْمُلَاءُ حِينَ يُطْوٰى

[2082] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو جمعہ کے دن جبکہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تھے آپ کے پاس آیا اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی اور اس میں یہ اضافہ کیا میں نے بادلوں کو اس طرح پھٹتے دیکھا، گویا وہ ایک بڑی چادر تھی، جس کو لپیٹ دیا گیا۔

فائدہ :...... **عام روایات میں بارش کی اپیل ایک بدو نے کی ہے۔ لیکن ایک روایت میں ہے کہ سب لوگ پکارنے لگے۔ تو اس کی وجہ ہے کہ درخواست ایک ہی فرد نے کی تھی۔ اس لیے اصل محرک اور داعی وہی تھا۔ دوسرے لوگوں نے تو صرف اس کی تائید میں آواز بلند کی تھی۔ اس لیے اپیل کی نسبت اسی کی طرف کی گئی ہے جبکہ خواہش مند اور تائید کنندہ سب تھے۔**

[2083] ١٣-(٨٩٨) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ أَصَابَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَطَرٌ قَالَ فَحَسَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَوْبَهُ حَتّٰى اَصَابَهُ مِنَ الْمَطَرِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا قَالَ ((**لِاَنَّهُ حَدِيثُ عَهْدٍ بِرَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ**))

[2083] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ بارش ہم پر برسنے لگی، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا کپڑا بدن سے اٹھا دیا، حتی کہ بارش آپ کے بدن پر گرنے لگی۔ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسے کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: کیونکہ وہ اپنے رب کے حکم سے اس کے پاس سے نئی نئی آ رہی ہے۔"

فائدہ :...... **اس حدیث سے معلوم ہوا بارش کا بند کرنا اور اس کا برسانا اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ وہ جب چاہے روک لے کہ جب چاہے برسا دے، خواہ اس کے ظاہری اسباب کچھ ہی ہوں، اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے، کیونکہ آپ نے فرمایا: اپنے رب کے پاس سے نئی نئی آ رہی ہے اور بارش اوپر سے آتی ہے۔ اس لیے اس سے برکت حاصل کرنا پسندیدہ ہے۔**

[2082] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥٤٧)

[2083] اخرجه ابو داود في (سننه) في الادب، باب: ما جاء في المطر برقم (٥١٠٠) انظر (التحفة) برقم (٢٦٣)

٣...... بَابُ: التَّعَوُّذِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الرِّيحِ وَالْغَيْمِ وَالْفَرَحِ بِالْمَطَرِ

باب ۳: ہوا اور بادل کو دیکھ کر پناہ مانگنا اور بارش برسنے سے فرحت اور خوشی کا اظہار کرنا

[2084] ١٤ـ(٨٩٩) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ جَعْفَرٍ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ سَمِعَ

عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمُ الرِّيحِ وَالْغَيْمِ عُرِفَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ فَإِذَا مَطَرَتْ سُرَّ بِهِ وَذَهَبَ عَنْهُ ذٰلِكَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ((إِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عَذَابًا سُلِّطَ عَلٰى أُمَّتِي)) وَيَقُولُ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ ((رَحْمَةٌ))

[2084]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب آندھی یا بادل ہوتا تو اس وقت آپ کے چہرے پر (خوف کی کیفیت) نمایاں ہوتی (اضطراب کی بنا پر) کبھی آگے جاتے اور کبھی پیچھے ہٹتے اور جب بارش برسنا شروع ہو جاتی تو اس سے آپ خوش ہوتے اور خوف کی کیفیت دور ہو جاتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے آپ ﷺ سے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے جواب دیا: ''مجھے خطرہ پیدا ہو جاتا ہے کہ میری امت پر عذاب ہی مسلط نہ کر دیا گیا ہو۔'' اور بارش کو دیکھ کر فرماتے: ''رحمت ہے۔''

[2085] ١٥ـ(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيحُ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ)) قَالَتْ وَإِذَا تَخَيَّلَتِ السَّمَاءُ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ وَخَرَجَ وَدَخَلَ وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ فَإِذَا مَطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ فَعَرَفْتُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ ((لَعَلَّهُ يَا عَائِشَةُ كَمَا قَالَ قَوْمُ عَادٍ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا الخ))

[2084] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٣٧٦)

[2085] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الدعوات، باب: ما یقول اذا هاجت الريح برقم (٣٤٤٩) وابن ماجه فی (سننه) فی الدعاء باب: ما یدعو به الرجل اذا رای السحاب والمطر برقم (٣٨٩١) انظر (التحفة) برقم (١٧٣٨٥)

[2085]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی عادت تھی، جب تیز ہوا چلتی دعا کرتے: ''اے اللہ! میں تجھ سے اس کی خیر و بھلائی کا طالب ہوں اور جو اس میں ہے اس کی خیر کا اور جس چیز کو اس میں بھیجا گیا ہے اس کی خیر مانگتا ہوں اور اس کے شر سے اور جو اس میں ہے اس کے شر سے اور جو اس میں بھیجا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' بیان فرماتی ہیں جب آسمان پر بادل گرجتے تو آپ کا رنگ بدل جاتا، اور آپ (اضطراب اور ڈر سے) کبھی اندر آتے اور کبھی باہر نکل جاتے، کبھی آگے بڑھتے اور کبھی پیچھے ہٹتے اور جب بارش ہو جاتی آپ کی یہ کیفیت ختم ہو جاتی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب مجھے اس کیفیت کا پتہ چلا تو میں نے اس کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! ہوسکتا ہے یہ وہی صورت ہو جیسے عاد کی قوم نے دیکھ کر کہا تھا: ''جب انہوں نے اسے (عذاب کو) بادل کی طرح اپنی بستیوں کی طرف آتے دیکھا تو کہا یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا۔'' (الاحقاف: ۲۴)

[2086] ۱۶۔(. . .) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ قَالَ انا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ انا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ انا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰى أَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ قَالَتْ وَكَانَ إِذَا رَاٰى غَيْمًا أَوْ رِيحًا عُرِفَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَى النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الْغَيْمَ فَرِحُوا رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْمَطَرُ وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهُ عَرَفْتُ فِي وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ. فَقَالَ ((يَا عَائِشَةُ مَا يُؤَمِّنُنِي أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ قَدْ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيحِ وَقَدْ رَاٰى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا))

[2086] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير باب: فلما راوه عارضا مستقبل اوديتهم قالوا: (هذا عارض ممطرنا بل هو ما استعجلتم به ريح فيها عذاب اليم) برقم (٤٨٢٨) وبرقم (٤٨٢٩) وفي الادب باب: التبسم والضحك برقم (٦٠٩٢) وابو داود في (سننه) في الادب، باب: ما يقول اذا هاجت الريح برقم (٥٠٩٨) انظر (التحفة) برقم (١٦١٣٦)

[2086]۔ نبی اکرم ﷺ کی اہلیہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کبھی آپ ﷺ کو پوری طرح کھل کر ہنستے نہیں دیکھا کہ میں آپ کا کوا دیکھ لوں۔ آپ صرف مسکرایا کرتے تھے اور آپ جب بادل یا آندھی (تند وتیز ہوا) دیکھتے تو اس کا اثر آپ کے چہرے پر ظاہر ہو جاتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں لوگوں کو دیکھتی ہوں جب وہ بادل دیکھتے ہیں، خوش ہو جاتے ہیں اسی امید پر کہ بارش ہوگی اور میں آپ کو دیکھتی ہوں آپ جب بادل دیکھتے ہیں تو میں آپ کے چہرے پر ناخوشی محسوس کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! میں اس بات سے بے خوف نہیں ہوتا کہ کہیں اس میں عذاب ہو۔ ایک قوم آندھی کے عذاب کا شکار ہوئی تھی، ایک قوم نے عذاب دیکھ کر کہا یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کا درجہ ومرتبہ کتنا ہی بلند وبالا کیوں نہ ہو، وہ اللہ کے عذاب سے بے خوف نہیں ہوسکتا۔ اس لیے ایسی چیز دیکھ کر جو تباہی وبربادی کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ اللہ سے پناہ طلب کرنی چاہیے اور تند وتیز ہوا یا آندھی کے وقت حدیث میں گزرنے والی دعا پڑھنی چاہیے۔

۴...... بَابٌ: فِي رِيحِ الصَّبَا وَالدَّبُورِ

باب ٤: صبا اور دبور (مشرقی اور مغربی ہوا)

[2087] ١٧-(٩٠٠) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَانَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((**نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ**))

[2087]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میری باد صبا (مشرقی ہوا) سے مدد کی گئی ہے اور عادیوں کو باد دبور (مغربی ہوا) سے ہلاک کیا گیا۔

[2088] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَانَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و

[2087] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاستسقاء، باب: قول النبي ﷺ (نصرت بالصبا) برقم (١٠٣٥) وفي بدء الخلق، باب ما جاء في قوله (وهو الذي يرسل الرياح بشرا بين يدي رحمته) برقم (٣٢٥) وفي احاديث الانبياء، باب قوله تعالى: ﴿والى عاد اخاهم هودا﴾ قال: ﴿يا قوم اعبدوا الله﴾ برقم (٣٣٤٣) وفي المغازي باب: غزوة الخندق برقم (٤١٠٥) انظر (التحفة) برقم (٦٣٨٦)

[2088] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٥٦١١)

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبَانَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مَسْعُودِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[2088] امام صاحب کا ایک دوسری سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... اس تمام کائنات کا مالک اور مدبر ومنتظم اللہ تعالیٰ ہے اور جب انسان اس کا ہو جاتا ہے، تو وہ اس کی جس طرح چاہے مدد کر سکتا ہے تو اس کے عروج وزوال کا پس منظر یہی ہے کہ جو قوم اللہ کی فرمانبردار اور اطاعت کیش بن جاتی ہے اللہ تعالیٰ کائناتی قوتوں کو اس کی مدد پر مامور فرما دیتا ہے اور جب کوئی قوم اللہ کی مخالفت وطغیان میں آخری حدود کو پھلانگنے لگتی ہے تو تکوینی قوتوں سے اس کو تباہ وبرباد کر دیتا ہے۔

حدیث نمبر 2089 سے 2122 تک

۱۱...... کِتَابُ الْکُسُوفِ

۱۱. سورج اور چاند گرہن کا بیان

۱...... بَاب: صَلٰوةِ الْکُسُوفِ

باب ۱: نماز کسوف

[2089] ۱-(۹۰۱) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ جِدًّا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ جِدًّا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ **((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَكَبِّرُوا وَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ إِنْ مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَّلَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ وَفِي رِوَايَةِ مَالِكٍ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ))**

[2089] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الکسوف باب الصدقة فی الکسوف برقم (۱۰۴۴) والنسائی فی (المجتبی) فی الکسوف باب: نوع آخر منه عن عائشة ۳/ ۱۳۲ ـ انظر (التحفة) برقم (۱۷۱۴۸)

[2089]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج بے نور ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی طویل قیام فرمایا۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور انتہائی طویل رکوع کیا۔ پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور انتہائی طویل قیام کیا اور یہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور بہت لمبا رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر آپ نے سجدے کیے۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور بہت لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر اپنا سر اٹھایا اور قیام کیا اور لمبا قیام کیا اور یہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدے کیے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا جبکہ سورج روشن ہو چکا تھا۔ اور لوگوں کو خطاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں اور وہ کسی کی موت وحیات سے بے نور نہیں ہوتے، جب تم انہیں اس حالت میں دیکھو تو تکبیریں کہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو، اے امت محمدیہ! اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو اس بات پر غیرت نہیں آتی کہ اس کا کوئی بندہ یا لونڈی زنا کرے۔ اے امت محمد! اللہ کی قسم! اگر تم ان باتوں کو جان لو، جن کو میں جانتا ہوں، تو تم بہت روؤ اور بہت کم ہنسو، یعنی روتے رہو اور ہنسنا بند کر دو۔ کیا میں نے پہنچا دیا۔ اور امام مالک کی روایت میں ہے کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی قدرت وکاریگری کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔

فوائد:...... ❶ لغوی طور پر کسف، انکسف اور خسف انخسف اور احادیث کی رو سے ہم معنی ہیں اور شمس وقمر دونوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ اگرچہ بعض نے (فقہاء نے) شمس کے لیے کسوف اور قمر کے لیے خسوف کا لفظ استعمال کیا ہے کیونکہ کسوف کا معنی سیاہی مائل ہونا ہے اور خسوف کا کم ہونا، گھٹنا، ان کی روشنی مکمل طور پر بھی ختم ہو سکتی ہے اور جزوی طور پر بھی۔ ❷ اہل ہیئت کے نزدیک عام طور پر سورج کو گہن ۲۸، ۲۹ قمری تاریخ کو لگتا ہے اور چاند کو ۱۳، ۱۴ قمری تاریخ کو اور اصولی طور پر ہر چھ ماہ بعد سورج کو گرہن لگنا ممکن ہے اور قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے اپنے چھوٹے بھائی وکیل صاحب یعنی قاضی عبد الرحمٰن کے حوالہ سے جو علم ہیئت کے بہت بڑے ماہر تھے۔ یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیئس سالہ دور نبوت میں ۱۹ دفعہ کسوف شمس ہوا ہے۔ اور بقول بعض خسوف قمر صرف دو دفعہ اور بقول امام ابن حبان آپ نے ۵ ہجری میں نماز خسوف قمر پڑھی ہے اور سورج گرہن پہلی دفعہ ۹ راپریل ۶۰۹ء بمطابق ۲۸ ربیع الآخر ۴۰ میلادنبوی میں اور آخری دفعہ ۲۷ جنوری ۶۳۲ء بمطابق ۲۹ شوال ۱۰ ہجری بروز سوموار اور ہندوستان میں اس وقت ۲۸ شوال تھا۔ اور یہ وہ دن ہے جس میں آپ کے لخت جگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات ہوئی ہے اور بقول بعض اس وقت دن کے ساڑھے آٹھ بجے تھے۔ اس طرح ہجرت کے بعد سورج کو گرہن دس دفعہ لگا، لیکن گرہن لگنے سے اس کا ہر جگہ نظر آنا ضروری نہیں ہے، اس لیے نماز خسوف میں

اختلاف ہے، امام مالک، شافعی اور احمد ؒ کے نزدیک صلاۃ الکسوف دو رکعتیں طویل قیام، طویل رکوع اور طویل سجود کے ساتھ ہیں اور ہر رکعت میں دو رکوع اور سجدے ہیں۔ ③ اور پہلے رکوع سے اٹھ کر فاتحہ پڑھ کر قراءت شروع کی جائے گی اور احناف کے نزدیک صلاۃ الکسوف بھی عام نوافل کی طرح ہیں، یعنی ایک رکعت میں ایک ہی رکوع ہے لیکن صحیح مسلم کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے ایک رکعت میں بعض دفعہ دو، بعض دفعہ تین اور بعض دفعہ چار رکوع کیے۔ اور سنن ابی داؤد میں پانچ رکوع بھی آئے ہیں۔ اس لیے امام اسحٰق، ابن جریر اور ابن المنذر وغیرہم کے نزدیک تمام صورتیں جائز ہیں اور بقول امام نووی دلیل کی رو سے یہی مذہب قوی ہے اگر صلاۃ کسوف میں تکرار ثابت ہو جائے، جیسا کہ کسوف کی کثرت کا اور حدیثوں کے اختلاف کا تقاضا ہے تو اس صورت میں تمام صورتوں کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہے۔ لیکن اگر نماز میں تکرار ثابت نہ ہو، جیسا کہ ائمہ اربعہ کا موقف ہے تو پھر احادیث کو ایک دوسرے پر ترجیح دیئے بغیر چارہ نہیں ہے، جیسا کہ امام بخاری ایک رکعت میں صرف دو رکوع والی روایات ہی مختلف صحابہ سے لائے ہیں، لیکن اس صورت میں بلاوجہ صحیح احادیث کو راجح اور مرجوح قرار دینا پڑے گا۔ ④ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد ؒ کے نزدیک صلاۃ الکسوف سنت مؤکدہ ہے اور احناف کے مختلف اقوال ہیں۔ واجب، سنت مؤکدہ، سنت غیرہ مؤکدہ اور امام ابوعوانہ کے نزدیک واجب ہے اور یہی دلیل کا تقاضا ہے۔ ⑤ شوافع کے نزدیک صلاۃ الکسوف کے لیے کوئی وقت متعین نہیں ہے۔ کیونکہ سورج کے گرہن لگنے کا کوئی متعین وقت نہیں ہے اس لیے جب سورج گہنائے گا اس وقت نماز پڑھی جائے گی اور یہی صحیح موقف ہے احناف اور حنابلہ کے نزدیک اوقات کراہت میں نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ اور مالکیہ کے نزدیک اس کا وقت چاشت سے لے کر سورج ڈھلنے تک ہے۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں، سورج کو آخری گہن اس وقت لگا، جس دن آپ کے شیر خوار صاحبزادے ابراہیم علیہ السلام تقریباً ڈیڑھ سال کی عمر کے تھے اور عربوں میں زمانہ جاہلیت کے توہمات میں سے ایک وہم وخیال یہ بھی تھا کہ بڑے لوگوں کی موت وحیات پر سورج کو گہن لگتا ہے اور آپ کے صاحبزادے کی وفات کے دن سورج کے گہن میں آجانے سے اس توہم پرستی اور غلط عقیدہ کو تقویت پہنچ سکتی تھی اور بعض لوگوں نے اس کا اظہار بھی کیا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس موقعہ پر غیر معمولی خشیت اور انتہائی فکر مندی کا اظہار کیا۔ لوگوں کو خصوصی طور پر صلاۃ کسوف کے لیے مسجد میں الصلاۃ جامعۃ کے الفاظ کے ذریعہ جمع کیا، اور نماز میں آپ نے قیام، رکوع اور سجدے بھی بہت طویل کیے۔ اثنائے نماز میں دعا بھی بہت اہتمام اور ابتہال کے ساتھ کی، نماز کے بعد خطبہ دیا اور اس میں خصوصی طور پر اس خیال کی پرزور تردید کی کہ سورج یا چاند کو گہن کسی بڑے آدمی کی حیات یا موت کی وجہ سے لگتا ہے یہ تو دراصل اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، قدرت اور صنعت، اس کی سطوت وہیبت اور اس کے جلال وجبروت کی نشانی ہے، جس کا مقصد لوگوں کو ان کے گناہوں اور جرائم سے باز رکھنا ہے کہ اس ذات کی پکڑ سے بچو، جو سورج اور چاند کو بھی بے نور کر سکتا ہے۔ جن کی روشنی سے دنیوی زندگی کا کاروبار چل رہا ہے۔ اس لیے آپ خطبہ میں توبہ واستغفار اور صدقہ وخیرات کرنے کی تلقین فرماتے اور آپ نے فرمایا:

یخوف الله بها عباده، اس کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔

[2090] ۲۔(۔ ۔ ۔) وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ قَالَ **((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ))** وَزَادَ أَيْضًا ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ **((اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ))**

[2090]۔مصنف صاحب مذکورہ بالا روایت ایک دوسری سند سے لائے ہیں۔اس میں یہ اضافہ ہے پھر آپ نے فرمایا: حمد وصلاۃ کے بعد، سورج اور چاند اللہ کی قدرت وکاریگری کی نشانیوں میں سے ہیں۔'' اور یہ بھی اضافہ ہے۔ پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ''اے اللہ! کیا میں نے بات پوری طرح پہنچا دی یعنی اپنا فرض ادا کر دیا۔

[2091] ۳۔(۔ ۔ ۔) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ وَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَآئَهُ فَاقْتَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قِرَائَةً طَوِيلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ **((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ))** ثُمَّ قَامَ فَاقْتَرَأَ قِرَائَةً طَوِيلَةً هِيَ اَدْنَى مِنَ الْقِرَائَةِ الْاُولٰى ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ اَدْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ **((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ))** ثُمَّ سَجَدَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو الطَّاهِرِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ حَتَّى اسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ **((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا**

[2090] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷۲۲۰)

[2091] اخرجه البخاری فی (الکسوف) باب: خطبة الامام فی الکسوف برقم (۱۰۴۶) او فی العمل فی الصلاة باب: اذا انفلتت الدابة فی الصلاة برقم (۱۲۱۲) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة باب، من قال: اربع رکعات برقم (۱۱۸۰) والنسائی فی (المجتبی) فی الکسوف، باب نوع آخر منه عن عائشة ۳/ ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها باب: ما جاء فی صلاة الکسوف برقم (۱۲۶۳) انظر (التحفة) برقم (۱۶۶۹۲)

فَافْزَعُوا لِلصَّلٰوةِ)) وَقَالَ أَيْضًا ((فَصَلُّوا حَتّٰى يُفَرِّجَ اللّٰهُ عَنْكُمْ))وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُمْ حَتّٰى لَقَدْ رَأَيْتُنِي أُرِيدُ أَنْ آخُذَ قِطْفًا مِّنَ الْجَنَّةِ حِينَ رَأَيْتُمُونِي جَعَلْتُ أُقَدِّمُ و قَالَ الْمُرَادِيُّ أَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ وَرَأَيْتُ فِيهَا عَمْرَ ابْنَ لُحَيٍّ وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَائِبَ)) وَانْتَهٰى حَدِيثُ أَبِي الطَّاهِرِ عِنْدَ قَوْلِهِ ((فَافْزَعُوا لِلصَّلٰوةِ)) وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

[2091]۔ نبی اکرم ﷺ کی اہلیہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لے آئے۔ نماز کے لیے کھڑے ہوگئے اور تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھ لی۔ رسول اللہ ﷺ نے طویل قرأت کی۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر طویل رکوع کیا۔ پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد کہا اور پھر کھڑے ہوگئے اور طویل قرأت کی جو پہلی سے کم تھی۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر طویل رکوع کیا جو پہلے سے کم تھا۔ پھر سمع الله لمن حمده ربنا لك الحمد کہا پھر سجدے کیے اور ابوطاہر نے سجدہ کا ذکر نہیں کیا۔ پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا حتی کہ چار رکوع اور چار سجدے مکمل کر لیے آپ کے سلام پھیرنے سے پہلے سورج روشن ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان اس کی ثناء بیان کی۔ پھر فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ (کی قدرت قاہرہ اور اس کے جلال و جبروت کی) نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، وہ کسی کی موت کی وجہ سے گہناتے ہیں نہ کسی کی پیدائش پر، جب تم انہیں گرہن میں دیکھو تو نماز کی پناہ لو۔ اور فرمایا: ''نماز پڑھو، حتی کہ اللہ تمہاری مصیبت دور کر کے تمہارے لیے کشادگی کر دے۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنی اس جگہ پر وہ چیز دیکھ لی، جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے، حتی کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں جنت کا ایک گچھا لینا چاہتا ہوں، جس وقت تم نے مجھے دیکھا کہ میں اپنے آپ کو آگے بڑھا رہا ہوں حرملہ نے اقدم کہا اور مرادی نے اتقدم، آگے بڑھ رہا ہوں) اور میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا ایک حصہ، دوسرے حصہ کو ریزہ ریزہ کر رہا ہے۔ جس وقت تم نے مجھے دیکھا کہ میں پیچھے ہٹا، اور میں نے جہنم میں ابن لحی کو دیکھا جس نے سب سے پہلے سائبہ کو چھوڑا۔ ابوطاہر کی روایت فافزعوا الی الصلاۃ ''فوراً نماز کی پناہ لو، پر ختم ہوگئی۔'' اس نے بعد والا حصہ بیان نہیں کیا۔

مفردات الحدیث ❊ سوائب: سائبة کی جمع ہے۔ اس سے مراد وہ اونٹ ہے جس کو بتوں کی نذر کر کے چھوڑ دیا جاتا تھا اور اس سے کسی قسم کا کام نہیں لیا جاتا۔ وہ صرف مجاوروں کے لیے وقف ہو جاتا تھا۔

فائدہ:......اس حدیث میں جنت اور دوزخ کے دیکھنے کا تذکرہ کیا گیا ہے اور یہ نظارہ آپ نے ان مادی اور ظاہری آنکھوں سے کیا تھا۔ اگر آج سائنس اس قدر ترقی کر سکتی ہے کہ ایک انسان ایک جگہ کھڑے ہو کر تقریر کر رہا ہے اور لوگ ہر جگہ اپنے اپنے ملک اور اپنے اپنے گھر میں اس کی تقریر سن رہے ہیں اور اس کو دیکھ رہے ہیں تو جو ذات تمام کائنات کی خالق اور مالک ہے اور سائنسدان اس کی ایک ادنیٰ مخلوق ہیں، تو وہ اگر اپنے نبی ﷺ کو اپنی جگہ، جنت اور دوزخ کا حقیقتاً نظارہ کرا دے تو یہ کیوں نہیں ہو سکتا؟ لیکن اس سے یہ ثابت کرنا کہ آپ ﷺ جب دیکھنا چاہیں دیکھ سکتے ہیں۔ سات آسمان آپ کے لیے حجاب نہیں بنتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ زمین پر رہتے ہوئے جنت میں تصرف کر سکتے ہیں اور جنت کی اشیاء آپ کے دست تصرف کی زد میں ہیں، یہ سب باتیں محض سینہ زوری ہیں۔ اگر آپ جب چاہیں دیکھ سکتے ہیں تو مقامی هذا کی قید لگانے کی کیا ضرورت تھی، اور یہ کام صرف واقعہ کسوف میں ہی کیوں پیش آیا۔ جو ان حضرات کے نزدیک صرف ایک دفعہ آپ کے شیر خوار بیٹے کی وفات پر ۱۰ہجری میں پیش آیا اور اپنے بیٹے کو موت سے کیوں نہیں بچا لیا۔ لیکن عجیب بات ہے کہ آخر میں لکھا ہے لیکن یہ تمام کمالات اللہ تعالیٰ کی اجازت اور عطا کے ساتھ مقید ہیں۔ شرح صحیح مسلم، ج:۲،ص: ۷۳۹ جب صورت حال یہ ہے تو پھر اس کی کیا حقیقت رہی ''کہ اللہ تعالیٰ نے جنت آپ ﷺ کی ملک کر دی ہے جس طرح چاہتے ہیں اس میں تصرف کرتے ہیں۔''

اسی طرح اس واقعہ سے آپ کے علم غیب کو کشید کرنے کی لاحاصل بحث کی ہے اور اس کے تحت متضاد باتیں لکھی ہیں۔ اس میں فیصلہ کن بات وہی جو علامہ آلوسی کی تفسیر سے قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله کی آیت کی تفسیر سے نقل کی ہے۔

[2092] ٤۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ أَبُوعَمْرٍو وَغَيْرُهُ سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابِ الزُّهْرِيَّ يُخْبِرُ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَبَعَثَ مُنَادِيًا ((الصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ)) فَاجْتَمَعُوا وَتَقَدَّمَ فَكَبَّرَ وَصَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ

[2092]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں سورج کو گہن لگ گیا، تو آپ نے ایک منادی کرنے والے کو بھیجا کہ وہ اعلان کرے ''نماز کے لیے حاضر ہو جاؤ'' لوگ جمع ہو گئے۔ آپ نے آگے بڑھ کر تکبیر تحریمہ کہی اور دو رکعت میں چار رکوع اور چار سجدے کیے۔

[2092] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الکسوف، باب: الجهر بالقراة فی الکسوف برقم (١٠٦٦) والنسائی فی (المجتبی) فی الکسوف، باب: الامر بالنداء لصلاة الکسوف ٩/ ١٢٧ وفی باب: نوع آخر منه عن عائشة برقم (١٤٧٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٥١١)

[2093] ٥-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ انَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يُخْبِرُ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَهَرَ فِي صَلوٰةِ الْخُسُوفِ بِقِرَائَتِهٖ فَصَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ

[2093] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے صلاۃ خسوف میں قرأت بلند آواز سے کی۔ دو رکعت نماز چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ ادا کی۔

[2094] (٩٠٢) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَرْبٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ

[2094] ۔ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے دو رکعت نماز میں چار رکوع اور چار سجدے کیے۔

[2095] (. . .) وَحَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ صَلوٰةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَا حَدَّثَ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ

[2095] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی نماز کسوف اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ جس طرح عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں۔

[2093] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الكسوف، باب: الجهر بالقراة في الكسوف برقم (١٠٦٥) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ينادي فيها بالصلاة برقم (١١٩٠) والنسائي في (المجتبى) في الكسوف، باب: الجهر بالقراة في صلاة الكسوف ٣/ ١٤٦ و ١٤٧ وفي باب التشهد والتسليم في صلاة الكسوف برقم (١٤٩٦) مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٥٢٨)

[2094] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الكسوف باب: خطبة الامام في الكسوف برقم (١٠٤٦) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من قال اربع ركعات برقم (١١٨١) والنسائي في (المجتبى) في الكسوف، باب نوع آخر من صلاة الكسوف عن ابن عباس ٣/ ١٢٩۔ انظر (التحفة) برقم (٦٣٣٥)

[2095] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٩١)

[2096] ٦-(٩٠١) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ سَمِعْتُ

عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي مَنْ أُصَدِّقُ حَسِبْتُهُ يُرِيدُ عَائِشَةَ أَنَّ الشَّمْسَ انْكَسَفَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ قِيَامًا شَدِيدًا يَقُومُ قَائِمًا ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ وَّأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ فَانْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ وَكَانَ إِذَا رَكَعَ قَالَ ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ)) ثُمَّ يَرْكَعُ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَكْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ كُسُوفًا فَاذْكُرُوا اللّٰهَ حَتّٰى يَتَجَلَّيَا))

[2096] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں سورج کو گہن لگ گیا، تو آپ ﷺ نے بڑا پر مشقت یعنی طویل قیام کیا۔ سیدھے کھڑے ہوتے، پھر رکوع میں چلے جاتے، پھر کھڑے ہوتے پھر رکوع کرتے، پھر کھڑے ہوتے پھر رکوع کرتے۔ دو رکعت میں (ہر رکعت میں) تین رکوع اور چار سجدے کیے۔ اس وقت سلام پھیرا جبکہ سورج روشن ہو چکا تھا۔ رکوع کے وقت اللہ اکبر کہتے اور جب سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے، پھر خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: ''سورج اور چاند کسی کی موت پر بے نور نہیں ہوتے اور نہ کسی کی ولادت پر، لیکن وہ اللہ کی (وحدانیت اور ربوبیت کے) نشانات میں سے ہیں، ان کو بے نور کر کے وہ اپنے بندوں کو (اپنی قوت وطاقت اور غضب سے) ڈراتا ہے۔ جب تم ان کو گہن لگا دیکھو تو اللہ کو یاد کرو حتی کہ وہ روشن ہو جائیں۔''

فائدہ :...... جب سورج یا چاند کو گہن لگے تو یہ دیکھا جائے گا کہ ان کا کس قدر حصہ بے نور ہوا ہے اور اس کے مطابق نماز کسوف اور نماز خسوف پڑھی جائے گی۔ اگر مکمل گہن لگا ہے تو طویل قیام میں تین یا چار یا پانچ رکوع ہر رکعت میں کیے جائیں گے اور ہر بعد والا قیام اور رکوع پہلے سے کم ہوگا۔ اس طرح دو رکعت کو اس قدر لمبا کیا جائے گا کہ فراغت کے وقت تک سورج اور چاند روشن ہو چکے ہوں۔ اور اس کے لیے الصلاة جامعة کے الفاظ سے لوگوں کو جمع ہونے کی دعوت دی جائے گی اور نماز میں قرأت بلند ہوگی۔

[2096] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة باب: صلاة الكسوف برقم (١١٧٧) والنسائی فی (المجتبی) باب: نوع آخر من صلاة الكسوف ٣/ ١٢٩ و ١٣٠ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٢٣)

[2097] ٧-(...) وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا نَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ
عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ صَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ

[2097]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ نے نماز (کسوف) میں چھ رکوع اور چار سجدے کیے۔

٢...... بَابُ: ذِكْرِ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي صَلَاةِ الْخُسُوفِ

باب ٢: نماز خسوف میں عذابِ قبر کا ذکر

[2098] ٨-(٩٠٣) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ أَنَّ يَهُودِيَّةً أَتَتْ عَائِشَةَ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ أَعَاذَكِ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يُعَذَّبُ النَّاسُ فِي الْقُبُورِ قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَائِذًا بِاللَّهِ ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَخَرَجْتُ فِي نِسْوَةٍ بَيْنَ ظَهْرَيِ الْحُجَرِ فِي الْمَسْجِدِ فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَرْكَبِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مُصَلَّاهُ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ فَقَامَ وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ ذَلِكَ الرُّكُوعِ ثُمَّ رَفَعَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ **((إِنِّي قَدْ رَأَيْتُكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ كَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ))** قَالَتْ عَمْرَةُ فَسَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ فَكُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

[2098]۔عمرہ بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی عورت، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس مانگنے کے لیے آئی، اور اس نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب قبر سے پناہ میں رکھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے کہا اے اللہ کے

[2097] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الكسوف باب: نوع آخر من صلاة الكسوف ٣/ ١٢٩ و ١٣٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٢٥)

[2098] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الكسوف باب: التعوذ من عذاب القبر في الكسوف برقم (١٠٤٩) وبرقم (١٠٥٠) وفي باب: صلاة الكسوف في المسجد برقم (١٠٥٥) والنسائي في (المجتبى) في الكسوف، باب: نوع آخر منه عن عائشة ٣/ ١٣٣ و ١٣٤ وفي باب القعود على المنبر بعد صلاة الكسوف ٣/ ١٤٦۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٩٣٦)

رسول! لوگوں کو قبر میں عذاب ہوگا، عمرہ کہتی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ ایک صبح کسی سواری پر سوار ہو کر نکلے اور سورج کو گہن لگ گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں بھی عورتوں کے ساتھ حجروں کے پیچھے سے مسجد میں آئی، اور رسول اللہ ﷺ اپنی سواری سے اتر کر، اپنی نماز گاہ جہاں نماز پڑھاتے تھے، تک پہنچے، اور کھڑے ہوگئے، اور لوگ بھی آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، آپ نے دیر تک قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر اٹھے (رکوع سے سر اٹھایا) اور طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے چھوٹا تھا، پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے چھوٹا تھا، پھر رکوع سے سر اٹھایا (نماز سے فارغ ہوئے تو) سورج روشن ہو چکا تھا۔ پھر آپ نے خطاب فرمایا: ''میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ تم قبروں میں دجال کے فتنہ کی طرح ابتلا اور آزمائش میں ڈالے جاؤ گے۔'' عمرہ کہتی ہیں، میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو سنتی تھی کہ آپ آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔

[2099] (. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ

[2099] مصنف نے مذکورہ بالا روایت ایک دوسری سند سے بھی بیان کی ہے۔

٣...... بَابُ: مَاعُرِضَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ مِنْ أَمْرِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

باب ٣: نماز کسوف میں نبی اکرم ﷺ کے سامنے جنت اور دوزخ کے حالات پیش کیے جانا

[2100] ٩-(٩٠٤) وحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ قَالَ نَا أَبُو الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِأَصْحَابِهِ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى جَعَلُوا يَخِرُّونَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ

[2099] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٩٥)

[2100] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة باب: من قال اربع ركعات برقم (١١٧٩) والنسائي في (المجتبى) في الكسوف، باب: نوع آخر ٣/ ١٣٦ مختصرا انظر (التحفة) برقم (٢٩٧٦)

فَصَنَعَ نَحْوًا مِّنْ ذَاكَ فَكَانَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ ثُمَّ قَالَ ((اَنَّهٗ عُرِضَ عَلَيَّ كُلُّ شَيْءٍ تُولَجُونَهٗ فَعُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوْ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا أَخَذْتُهٗ أَوْ قَالَ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا فَقَصُرَتْ يَدِي عَنْهُ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَرَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ تُعَذَّبُ فِي هِرَّةٍ لَهَا رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ وَرَأَيْتُ أَبَا ثُمَامَةَ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِي النَّارِ وَإِنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ وَّإِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ يُرِيكُمُوهُمَا فَإِذَا خَسَفَا فَصَلُّوا حَتّٰى تَنْجَلِيَ))

[2100] ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں، ایک انتہائی گرمی کے دن سورج کو گہن لگ گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا لمبا قیام کیا کہ کچھ لوگ گرنے لگے، پھر آپ نے رکوع کیا، اور طویل رکوع کیا، پھر رکوع سے اٹھے، اور طویل قیام کیا، پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے، پھر دو سجدے کیے، پھر دوسری رکعت کے لیے اٹھے، اور تقریباً پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت پڑھی۔ اس طرح چار رکوع اور چار سجدے ہوگئے۔ پھر آپ نے فرمایا: مجھ پر وہ تمام چیزیں (جنت، دوزخ، حشر، نشر) جن میں تم داخل ہوگے (گزرو گے) پیش کی گئیں، مجھ پر جنت پیش کی گئی، حتی کہ اگر میں اس کے گچھے کو لینا چاہتا تو پکڑ لیتا یا آپ نے فرمایا میں نے ایک گچھا لینا چاہا، تو میرا ہاتھ اس تک نہ پہنچا، اور مجھ پر آگ پیش کی گئی، تو میں نے اس میں ایک اسرائیلی عورت دیکھی، جسے ایک بلی کی بنا پر عذاب دیا جا رہا تھا۔ اس نے اسے باندھ رکھا، اور اسے کچھ نہ کھلایا پلایا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی اور میں نے ابوثمامہ عمرو بن مالک کو دیکھا کہ وہ آگ میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا تھا۔ اور لوگ کہا کرتے ہیں، سورج اور چاند صرف کسی عظیم شخصیت کی موت پر ہی بے نور ہوتے ہیں حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو وہ تمہیں دکھاتا ہے۔ جب وہ (کبھی) بے نور ہوں تو اس وقت تک نماز پڑھتے رہو کہ وہ روشن ہو جائیں۔

مفردات الحدیث

❶ **تولجونه:** تم اس میں داخل کیے جاؤ گے، یعنی قیامت کے بعد تمام مراحل، جن سے انسان کو گزرنا پڑے گا اور تفصیل کرنے والی روایات سے معلوم ہوتا ہے مراد صرف جنت اور دوزخ اور ان کے بعض مناظر ہیں۔ ❷ **خشاش الارض:** زمین پر چلنے والے کیڑے مکوڑے یا چھوٹے پرندے اور چوہے وغیرہ۔ ❸ **قُصب:** قَصَب کی جمع ہے انتڑیاں۔

[2101] (. . .) وحَدَّثَنِیهِ أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِیُّ قَالَ نَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهٗ إِلَّا أَنَّهٗ قَالَ ((وَرَأَيْتُ فِي النَّارِ امْرَأَةً حِمْيَرِيَّةً سَوْدَآءَ طَوِيلَةً وَلَمْ يَقُلْ مِنْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ))

[2101] یہی روایت امام صاحب ایک دوسری سند سے بیان کرتے ہیں، ہاں یہ فرق اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے آگ میں ایک حمیری سیاہ لمبی عورت دیکھی۔'' یہ نہیں کہا کہ (وہ اسرائیلی تھی۔)

فوائد:...... ❶ آپ ﷺ کو جنت اور دوزخ کے مختلف مناظر دکھائے گئے، اور آپ نے جنت کا ایک گچھا توڑنا چاہا۔ لیکن چونکہ جنت کی اشیاء دنیا میں نہیں آ سکتیں۔ اس لیے آپ ﷺ کو محسوس ہوگیا کہ میں اس گچھا کو نہیں توڑ سکتا۔ اور اس حدیث میں اس کو یوں بیان کیا گیا ہے: ''میرا ہاتھ اس تک نہ پہنچ سکا، اس لیے بعض احادیث کے الفاظ کو دیکھ کر یہ کہہ دینا کہ جنت آپ کے تصرف اور ملکیت میں دے دی گئی، محض تحکم اور سینہ زوری ہے۔ ❷ جانوروں پر ظلم وستم کرنا، ان کو کھانے پینے سے محروم رکھنا عذاب کا باعث بن سکتا ہے۔ ❸ عمرو بن لحی، عمرو بن مالک، عمرو بن عامر خزاعی ایک ہی شخص ہے۔ ❹ کسوف شمس کا یہ واقعہ ۱۳/ اگست ۶۳۰ء بمطابق ۲۸ ربیع الاول ۹ ہجری کو پیش آیا اور عرب میں اگست کے مہینہ میں گرمی شدید ہوتی ہے، کیونکہ وہاں بارش بہت کم پڑتی ہے اور اسی حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ نماز کسوف حضرت ابراہیم کی وفات پر نہیں پڑھی گئی، کیونکہ وہ تو جنوری میں واقع ہوئی، جو گرمی کا مہینہ نہیں ہے۔

[2102] ۱۰۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عَبْدُالْمَلِكِ عَنْ عَطَآءٍ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ النَّاسُ إِنَّمَا انْكَسَفَتْ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ بَدَأَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَرَأَ قِرَاءَةً دُونَ الْقِرَاءَةِ الْأُولٰى ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَرَأَ قِرَاءَةً دُونَ الْقِرَاءَةِ الثَّانِيَةِ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ أَيْضًا

[2101] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲۰۹۷)

[2102] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من قال: اربع رکعات برقم (۱۱۷۸) انظر (التحفة) برقم (۲٤۳۸)

ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَيْسَ فِيهَا رَكْعَةٌ إِلَّا الَّتِي قَبْلَهَا أَطْوَلُ مِنَ الَّتِي بَعْدَهَا وَرُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ سُجُودِهِ ثُمَّ تَأَخَّرَ وَتَأَخَّرَتِ الصُّفُوفُ خَلْفَهُ حَتَّى انْتَهَيْنَا وَقَالَ أَبُوبَكْرٍ حَتَّى انْتَهَى إِلَى النِّسَاءِ ثُمَّ تَقَدَّمَ وَتَقَدَّمَ النَّاسُ مَعَهُ حَتَّى قَامَ فِي مَقَامِهِ فَانْصَرَفَ حِينَ انْصَرَفَ وَقَدْ آضَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَقَالَ أَبُوبَكْرٍ لِمَوْتِ بَشَرٍ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَصَلُّوا حَتَّى تَنْجَلِيَ مَا مِنْ شَيْءٍ تُوعَدُونَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي صَلٰوتِي هٰذِهِ لَقَدْ جِيءَ بِالنَّارِ وَذٰلِكُمْ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ مَخَافَةَ أَنْ يُصِيبَنِي مِنْ لَفْحِهَا وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ فَإِنْ فُطِنَ لَهُ قَالَ إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِي وَإِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ الَّتِي رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا ثُمَّ جِيءَ بِالْجَنَّةِ وَذٰلِكُمْ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَقَدَّمْتُ حَتَّى قُمْتُ فِي مَقَامِي وَلَقَدْ مَدَدْتُ يَدِي وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَتَنَاوَلَ مِنْ ثَمَرِهَا لِتَنْظُرُوا إِلَيْهِ ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ لَا أَفْعَلَ فَمَا مِنْ شَيْءٍ تُوعَدُونَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي صَلٰوتِي هٰذِهِ))

[2102]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں، جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم فوت ہوئے۔ سورج کو گہن لگ گیا، تو بعض لوگوں نے کہا، سورج کو گہن تو بس ابراہیم کی موت کی وجہ سے لگ گیا ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگوں کو چھ رکوع، چار سجدوں کے ساتھ (دو رکعت نماز) پڑھائی۔ تکبیر تحریمہ سے آغاز کیا، پھر قراءت کی اور طویل قراءت کی، پھر قیام کے قریب رکوع کیا، پھر رکوع سے اپنا سر اٹھایا اور قراءت کی جو پہلی قراءت سے کم تھی، پھر قیام کے بعد رکوع کیا، پھر رکوع سے اپنا سر اٹھایا، اور قراءت کی جو دوسری قراءت سے کم تھی۔ پھر رکوع کیا جو قیام کے قریب تھا۔ پھر رکوع سے اپنا سر اٹھایا، پھر سجدہ کے لیے جھکے اور دو سجدے کیے۔ پھر کھڑے ہوئے اور اس دوسری رکعت میں بھی تین رکوع کیے اور اس میں بھی ہر پہلا رکوع بعد والے رکوع سے طویل تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع تقریباً سجدے کے برابر تھا۔ پھر آپ پیچھے ہٹے اور آپ کے پیچھے والی صفیں بھی پیچھے ہٹ گئیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے آپ عورتوں تک پہنچ گئے، پھر آپ آگے بڑھے اور آپ کے ساتھ لوگ بھی آگے بڑھ گئے۔ حتی کہ آپ اپنی جگہ پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ نماز سے اس وقت فارغ ہوئے کہ سورج پہلی حالت کی طرف لوٹ چکا تھا یعنی روشن ہو چکا تھا۔ پھر آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: ''اے لوگو! سورج اور چاند تو بس اللہ کی قدرت (کاریگری) کی نشانیوں میں سے دو

نشانیاں ہیں، اور یہ کسی انسان کی موت کی بنا پر بے نور نہیں ہوتے (ابوبکر نے موت بشر کہا) جب تم ان میں سے کسی کی یہ صورت حال دیکھو، تو اس کے روشن ہونے تک نماز پڑھو، اور تم سے جس چیز کا بھی وعدہ کیا گیا ہے، میں اسے اپنی اس نماز میں دیکھ چکا ہوں، آگ لائی گئی اور یہ اس وقت کی بات ہے، جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں اس ڈر سے پیچھے ہٹ رہا ہوں کہ میں اس کی لپیٹ میں نہ آ جاؤں یا مجھے اس کی بو نہ لگ جائے، حتی کہ میں نے اس میں ایک طرف سے مڑی ہوئی لاٹھی والے کو دیکھا۔ وہ آگ میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا ہے وہ اپنی اسی ایک طرف سے مڑی ہوئی لاٹھی کے ذریعہ حاجیوں کی چوری کرتا تھا۔ اگر پتہ چل جاتا تو کہہ دیتا یہ کپڑا میری لاٹھی کی ساتھ اٹک گیا تھا اور اگر پتہ نہ چلتا۔ وہ چیز لے کر چلتا بنتا اور حتی کہ میں نے اس میں (دوزخ میں) بلی والی عورت کو دیکھا، جس نے اسے باندھ رکھا، نہ اسے خود کھلایا پلایا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ حشرات الارض سے کھا لیتی۔ حتی کہ وہ بھوک سے مر گئی۔ پھر جنت کو لایا گیا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا حتی کہ میں اپنی اس جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور میں چاہتا تھا کہ میں اس کے پھل میں سے کچھ پکڑ لوں تا کہ تم اسے دیکھ سکو، پھر مجھے یہ حقیقت کھلی کہ مجھے یہ کام نہیں کرنا چاہیے، جس چیز کا بھی تم سے وعدہ کیا جاتا ہے میں اپنی اس نماز میں دیکھ چکا ہوں۔''

فائدہ:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم کی موت کے دن والے سورج گہن کے لیے نماز میں ہر رکعت میں تین رکوع کیے تھے اور یہ واقعہ ۲۷ جنوری ۶۳۲ء بمطابق ۲۹ شوال ۱۰ ہجری بروز سوموار پیش آیا اور چونکہ فتح مکہ کے بعد لوگ جوق در جوق مسلمان ہو رہے تھے۔ اس لیے یہاں بھی آپ نے وہی باتیں دہرائیں، جو پہلے بتا چکے تھے، اور آپ کو یہاں بھی جنت اور دوزخ کا نظارہ تقریباً اسی طرح کرایا گیا۔ ہاں پہلے حدیث میں، صاحب مجن کا واقعہ نہیں ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **اضت الشمس**: سورج پہلی کیفیت کی طرف لوٹ آیا۔ ❷ **لفح**: لپٹ، یا لو اور تپش۔ ❸ **محجن**: ایک طرف سے مڑی ہوئی لاٹھی۔

[2103] ١١-(٩٠٥) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ نَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ

[2103] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العلم باب: من اجاب الفتيا بإشارة اليد والراس برقم (٨٦) وفي الوضوء باب: من لم يتوضا الا من الغشي المثقل برقم (١٨٤) وفي باب: من قال في الخطبة بعد الثناء اما برقم (٩٢٢) وفي السهو باب: الاشارة في الصلاة برقم (١٢٣٥) وفي الاعتصام بالكتاب والسنة باب: الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ برقم (٧٢٨٧) وفي الكسوف، باب: صلاة النساء مع الرجال في الكسوف برقم (١٠٥٣) انظر (التحفة) برقم (١٥٧٥٠)

عَنْ أَسْمَآءَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ يُصَلُّونَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى السَّمَآءِ فَقُلْتُ آيَةٌ قَالَتْ نَعَمْ فَأَطَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْقِيَامَ جِدًّا حَتّٰى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ فَأَخَذْتُ قِرْبَةً مِنْ مَآءٍ إِلٰى جَنْبِي فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلٰى رَأْسِي أَوْ عَلٰى وَجْهِي مِنَ الْمَآءِ قَالَتْ فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((**أَمَّا بَعْدُ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ رَأَيْتُهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَإِنَّهُ قَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا أَوْ مِثْلَ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ**)) لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَآءُ ((**فَيُؤْتٰى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ**)) لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَآءُ ((**فَيَقُولُ هُوَ مُحَمَّدٌ هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ جَآءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَأَجَبْنَا وَأَطَعْنَا ثَلَاثَ مِرَارٍ فَيُقَالُ لَهُ نَمْ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ لَتُؤْمِنُ بِهِ فَنَمْ صَالِحًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ**)) لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَآءُ فَيَقُولُ ((**لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُ**))

[**2103**]۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج کو گہن لگ گیا، تو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کہ پاس آئی وہ نماز پڑھ رہی تھی، میں نے پوچھا لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں؟ تو انہوں نے اپنے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، تو میں نے پوچھا، کوئی نشانی ظاہر ہوئی ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں، اور رسول اللہ ﷺ نے بہت ہی طویل قیام کیا، حتی کہ مجھ پر غشی طاری ہوگئی۔ میرے پہلو میں مشک پڑی ہوئی تھی میں نے وہ لے لی اور اپنے سر یا اپنے چہرے پر پانی ڈالنے لگی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نماز سے اس وقت فارغ ہوئے جبکہ سورج روشن ہو چکا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی ثناء بیان کی۔ پھر فرمایا: ''اما بعد! کوئی چیز ایسی نہیں جس کا میں نے مشاہدہ نہیں کیا تھا۔ مگر اب میں نے اپنی اس جگہ اس کا مشاہدہ کرلیا ہے۔ حتی کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مجھ پر یہ وحی کی گئی ہے کہ تم قبروں میں مسیح دجال کے فتنہ وامتحان کے برابر یا اس کے قریب آزمائے جاؤ گے، راوی کہتا ہے مجھے معلوم نہیں۔ اسماء نے ان میں سے کون سا لفظ کہا، اور تم میں سے ہر ایک کے پاس فرشتے آ کر پوچھیں گے، تیری اس انسان کے بارے میں کیا معلومات ہیں؟ رہا مومن یا موقن (یقین رکھنے والا) مجھے معلوم نہیں اسماء نے کون سا لفظ ان میں سے کہا۔ تو

وہ جواب دے گا: یہ محمد ﷺ ہیں۔ اور یہ اللہ کے رسول ہیں۔ ہمارے پاس کھلے دلائل اور ہدایت لے کر آئے۔ ہم نے ان کی بات کو قبول کیا اور اطاعت کی۔ تین دفعہ سوال وجواب ہوگا۔ اسے کہا جائے گا۔ سو جاؤ۔ ہمیں خوب علم ہے کہ تیرا ان پر ایمان ہے، مزے سے سوجا، اور رہا منافق یا شک وشبہ میں مبتلا شخص، معلوم نہیں اسماء رضی اللہ عنہا نے ان میں سے کون سا لفظ کہا، تو وہ کہے گا۔ لوگوں کو میں نے کچھ کہتے ہوئے سنا وہی میں نے کہہ دیا۔

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورج گرہن لگنے کا یہ واقعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دونوں واقعات سے الگ ہے اور یہاں خطبہ کا مضمون بھی جدا ہے۔ لیکن یہاں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کی کیفیت کیا تھی۔ ❷ اس حدیث میں ما علمك بهذا الرجل ہے اور بعض حدیثوں میں آگے لِمُحَمَّدٍ کے الفاظ ہیں اور بعض احادیث میں آیا ہے الذی بعث فیکم اور اس کے لیے آپ کا وہاں ہونا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ نام سے اور وصف بتا کر پوچھا جائے گا۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسا کہ ہرقل نے قافلہ والوں سے کہا تھا۔

انی سائل هذا، عن هذا الرجل: کہ میں ابوسفیان سے اس آدمی کے بارے میں پوچھنے والا ہوں، اور اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ آپ کی شکل نظر آئے گی تو پھر بھی بعید نہیں۔ آج ٹی وی پر ہر روز اس صورت کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ تو اللہ کے لیے یہ کیا مشکل ہے۔ اس لیے اس تاویل کی ضرورت نہیں کہ آپ کی مثل صورت پیش کی جائے گی۔ ❸ آپ ﷺ کی رسالت ونبوت کی گواہی وہی شخص دے سکے گا۔ جو آپ پر دل کی گہرائی سے ایمان لایا تھا۔ اور جس نے محض سن سنا کر دوسروں کی دیکھا دیکھی گواہی دی اور خود تحقیق کر کے دل سے تصدیق نہ کی، وہ جواب نہیں دے سکے گا۔

[2104] ١٢-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ وَإِذَا هِيَ تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ

[2104] حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی، لوگ نماز میں کھڑے تھے اور وہ بھی نماز پڑھ رہی تھیں، تو میں نے پوچھا، لوگوں کو کیا ہوا؟ پھر مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

[2105] ١٣-(. . .) عَنْ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى قَالَ اَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ لَا تَقُلْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ وَلٰكِنْ قُلْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ

[2104] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢١٠٠)

[2105] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٩٠١٧)

[2105] ۔عروہ کہتے ہیں سورج کے لیے کسوف کا لفظ نہ کہو۔ خسوف کا لفظ استعمال کرو۔

فائدہ :...... احادیث میں سورج کے لیے کسوف اور خسوف دونوں لفظ آئے ہیں۔ اس لیے دونوں درست ہیں اور قرآنِ مجید میں چاند کے لیے خسف القمر آیا ہے۔

[2106] ١٤ ۔(٩٠٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّهٖ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ فَزِعَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا قَالَتْ تَعْنِي يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَأَخَذَ دِرْعًا حَتّٰى أُدْرِكَ بِرِدَائِهٖ فَقَامَ لِلنَّاسِ قِيَامًا طَوِيْلًا لَوْ أَنَّ إِنْسَانًا أَتٰى لَمْ يَشْعُرْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكَعَ مَا حَدَّثَ أَنَّهُ رَكَعَ مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ

[2106] ۔حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ گھبرا گئے یعنی اس دن جس وقت سورج کو گہن لگا تھا (اس گھبراہٹ کی بنا پر، جلد بازی میں) آپ ﷺ نے اپنی کسی بیوی کی قمیص اٹھالی اور چل پڑے حتی کہ آپ کو آپ کی چادر لا کر دی گئی، آپ نے لوگوں کے ساتھ انتہائی طویل قیام کیا۔ حتی کہ اگر ایسا انسان آتا جس کو یہ پتا نہ ہو کہ آپ (قیام کے بعد) رکوع کر چکے ہیں، تو اس کو (رکوع کے بعد) کے طویل قیام سے یہ پتہ نہ چل سکتا کہ آپ رکوع کر چکے ہیں۔

[2107] ١٥ ۔(. . .) وحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ قَالَ أَبِيْ قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ قِيَامًا طَوِيْلًا يَقُوْمُ ثُمَّ يَرْكَعُ وَزَادَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى الْمَرْأَةِ أَسَنَّ مِنِّيْ وَإِلَى الْأُخْرٰى هِيَ أَسْقَمُ مِنِّيْ

[2107] ۔امام صاحب دوسرے استاد سے ابن جریج ہی کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔ اس میں ہے آپ نے طویل قیام کیا۔ قیام کرتے پھر رکوع میں چلے جاتے۔ اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ میں (بیٹھنے کا ارادہ کرتی تو) ایک ایسی عورت پر نظر پڑتی جو مجھ سے عمر رسیدہ ہے اور دوسری کو دیکھتی جو مجھ سے بڑھ کر بیمار ہے۔

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کبھی انسان کے لیے اس سے عمر رسیدہ یا کمزور انسان اس کے حوصلہ کو بڑھانے کا سبب بنتا ہے اور ان کو دیکھ کر انسان ہمت نہیں ہارتا اور کام میں مصروف رہتا ہے۔

[2106] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٧٤١)

[2107] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٧٤١)

[2108] ١٦-(. . .) وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا حَبَّانُ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا مَنْصُورٌ عَنْ أُمِّهِ

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَفَزِعَ فَأَخْطَأَ بِدِرْعٍ حَتَّى أُدْرِكَ بِرِدَائِهِ بَعْدَ ذَلِكَ قَالَتْ فَقَضَيْتُ حَاجَتِي ثُمَّ جِئْتُ وَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا فَقُمْتُ مَعَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى رَأَيْتُنِي أُرِيدُ أَنْ أَجْلِسَ ثُمَّ أَلْتَفِتُ إِلَى الْمَرْأَةِ الضَّعِيفَةِ فَأَقُولُ هَذِهِ أَضْعَفُ مِنِّي فَأَقُومُ فَرَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى لَوْ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ خُيِّلَ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَمْ يَرْكَعْ

[2108]۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج کو گہن لگ گیا اور آپ اس قدر خوف زدہ ہوگئے (حتی کہ جلد بازی سے) غلطی سے کسی بیوی کی کرتی (قمیص) اٹھا لی، حتی کہ آپ کو پیچھے سے آپ کی چادر لا کر دی گئی، میں اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد آئی اور مسجد میں داخل ہوگئی، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو قیام میں دیکھا اور آپ کے ساتھ کھڑی ہوگئی۔ آپ نے بہت لمبا قیام کیا حتی کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں بیٹھنا چاہتی ہوں، پھر میں کمزور عورت کی طرف دھیان کرتی اور جی میں کہتی یہ تو مجھ سے زیادہ کمزور ہے۔ تو کھڑی رہتی، پھر آپ نے رکوع کیا اور طویل رکوع کیا۔ پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور طویل قیام کیا۔ حتی کہ اگر کوئی آدمی اس حالت میں آتا تو اسے خیال ہوتا کہ ابھی تک آپ نے رکوع نہیں کیا۔

[2109] ١٧-(٩٠٧) حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا قَدْرَ نَحْوِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا

[2108] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٧٤١)

[2109] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الکسوف، باب صلاة الکسوف جماعة برقم (١٠٥٢) وفی النکاح، باب: کفران العشیر برقم (٥١٩٧) وفی الایمان باب: کفران العشیر وکفر دون کفر برقم (٢٩) وفی الصلاة، باب: من صلی وقدامه تنور ادنار او شی مما یعبد فاراد به الله برقم (٤٣١) وفی الاذان، باب: رفع البصر الی الامام فی الصلاة برقم (٧٤٨) وفی بدء ←

ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدِ انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ((**إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ**)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ كَفَفْتَ فَقَالَ ((**إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ**)) قَالُوا بِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((**بِكُفْرِهِنَّ**)) قِيلَ أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ ((**بِكُفْرِ الْعَشِيرِ وَبِكُفْرِ الْإِحْسَانِ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلٰى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ**))

[**2109**]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ساتھ لے کر نماز پڑھی، اور آپ نے اس قدر طویل قیام کیا کہ وہ سورۂ بقرہ کے بقدر تھا۔ پھر آپ نے بہت طویل رکوع کیا، پھر آپ نے سر اٹھایا اور طویل قیام کیا، اور وہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر آپ نے طویل رکوع کیا، اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر آپ نے سجدے کیے، پھر آپ نے طویل قیام کیا، اور وہ (اپنے سے) پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر آپ نے طویل رکوع کیا اور وہ اپنے سے پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سر اٹھایا اور طویل قیام کیا اور وہ اپنے سے پہلے قیام سے کم تھا اور پھر آپ نے طویل رکوع کیا، جو اپنے سے پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر آپ نے سجدے کیے پھر آپ نے سلام پھیرا جبکہ سورج روشن ہو چکا تھا۔ اور آپ نے فرمایا: ''آفتاب اور ماہتاب اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ وہ کسی کی موت پر بے نور نہیں ہوتے اور نہ ہی کسی کی

← الخلق: باب صفة الشمس والقمر برقم (٣٢٠٢) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: القراة في صلاة الكسوف برقم (١١٨٩) والنسائي في (المجتبى) في الكسوف باب قدر القراة في صلاة الكسوف ٣/ ١٤٦ و ١٤٧ و ١٤٨ ـ انظر (التحفة) برقم (٥٩٧٧)

حیات سے، جب تم ان کو اس طرح دیکھو تو اللہ کو یاد کرو (نماز پڑھو)۔'' لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو دیکھا، آپ نے اپنی اس جگہ کوئی چیز پکڑنے کی کوشش کی ہے پھر ہم نے دیکھا کہ آپ رک گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے جنت کو دیکھا، اور میں نے اس سے گچھا پکڑنا چاہا، اور اگر میں اس کو پکڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے، اور میں نے آگ کو دیکھا، تو میں نے آج جیسا منظر کبھی نہیں دیکھا، اور میں نے دیکھا، اس کے رہنے والوں میں عورتوں کی کثرت ہے۔'' لوگوں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا: ''ان کی ناشکری کی وجہ سے۔'' پوچھا گیا کہ وہ اللہ کی ناشکری ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''رفیق زندگی کی ناشکری کی وجہ سے اور احسان کی ناقدری کی وجہ سے، اگر انسان ان کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک کرتا رہے، پھر وہ اس سے کسی دن کوئی ناگوار بات دیکھے تو کہہ اٹھے گی میں نے تو تم سے کبھی کوئی خیر نہیں دیکھی۔''

[2110] (. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا إِسْحٰقُ يَعْنِي ابْنَ عِيسٰى قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ

[2110] مصنف نے اپنے دوسرے استاد سے زید بن اسلم کی سند سے ہی مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔ صرف یہ فرق ہے کہ اس میں کففت کی جگہ تکعکعت ہے۔ اس کا معنی بھی توقف کرنا اور باز رہنا ہے۔

٤...... بَابُ: ذِكْرِ مَنْ قَالَ إِنَّهُ رَكَعَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ فِيْ أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ

باب ٤: ان راویوں کی روایت جو کہتے ہیں آپ نے چار سجدوں کے ساتھ آٹھ رکوع کیے

[2111] ١٨-(٩٠٨) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَعَنْ عَلِيٍّ مِثْلُ ذٰلِكَ

[2111] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب آفتاب کو گہن لگا تو آپ ﷺ نے چار سجدوں کے ساتھ آٹھ رکوع کیے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

فائدہ: ...... مسند بزار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فعل منقول ہے کہ انہوں نے ایک رکعت میں پانچ رکوع کیے۔ اور سنن ابی داؤد میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک رکعت میں پانچ رکوع کیے۔

[2110] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢١٠٦)

[2111] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة باب: من قال اربع ركعات برقم (١١٨٣) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى صلاة الكسوف برقم (٥٦٠) والنسائى فى ←

[2112] ١٩ ـ(٩٠٩) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ نَا حَبِيبٌ

عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ صَلّٰى فِى كُسُوفٍ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ قَالَ وَالْاُخْرٰى مِثْلُهَا

[2112] ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے کسوف کی نماز پڑھائی قرأت کی، پھر رکوع کیا، پھر قرأت کی پھر رکوع کیا، پھر قرأت کی پھر رکوع کیا، پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر سجدے کیے اور دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھی۔''

٥...... بَابُ: ذِكْرِ النَّدَاءِ بِصَلَاةِ الْكُسُوفِ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ

باب ٥: نماز کسوف کے لیے اعلان کرنا کہ الصلوة جامعة

[2113] ٢٠ ـ(٩١٠) حَدَّثَنِى مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا أَبُوالنَّضْرِ قَالَ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ وَهُوَ شَيْبَانُ النَّحْوِيُّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِى سَلَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِى كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِى أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ خَبَرِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهُ قَالَ لَمَّا انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نُودِىَ الصَّلٰوةَ جَامِعَةً فَرَكَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ فِى سَجْدَةٍ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِى سَجْدَةٍ ثُمَّ جُلِّىَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَكَعْتُ رُكُوعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتُ سُجُودًا قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهُ

[2113] ـ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج کو گہن لگا تو

← (المجتبى) فى الصلاة باب: كيف صلاة الكسوف ٣/ ١٢٩ ـ انظر (التحفة) برقم (٥٦٩٧)

[2112] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢١٠٨)

[2113] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الكسوف باب طول السجود فى الكسوف برقم (١٠٥١) وفى باب النداء بالصلاة جامعة فى الكسوف برقم (١٠٤٥) والنسائى فى (المجتبى) فى الكسوف باب: نوع آخر ٣/ ١٣٦ انظر (التحفة) برقم (٨٩٦٣)

الصلوٰۃ جامعۃ کے ذریعہ اعلان کیا گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت میں دو رکوع کیے۔ پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے اور ایک رکعت میں دو رکوع کیے، پھر سورج روشن ہو گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ میں نے نہ اس سے کبھی لمبا رکوع کیا اور نہ کبھی اس سے لمبا سجدہ کیا۔

[2114] ٢١۔(٩١١) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انا هُشَيْمٌ عَنْ اِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِى حَازِمٍ عَنْ أَبِى مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهٗ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوا وَادْعُوا اللّٰهَ حَتّٰى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ))**

[2114]۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی (قدرت اور جلال و جبروت کی) نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بے نور کر کے (اپنی ربوبیت اور قدرت و سطوت کا اظہار کر کے) اپنے بندوں کو (اپنی نافرمانی سے) ڈراتا ہے، اور یہ دونوں لوگوں میں سے کسی کی موت پر بے نور نہیں ہوتے، اور جب ان میں سے کوئی نشانی دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ تعالیٰ کو پکارو حتی کہ تمہاری یہ مصیبت دور کر دی جائے، یعنی گہن دور ہو جائے۔''

[2115] ٢٢۔(...) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ وَيَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَا نَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ

عَنْ أَبِى مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ **((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيْسَ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَقُومُوا فَصَلُّوا))**

[2115]۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند کو لوگوں میں سے کسی کے مرنے پر گہن نہیں لگتا، لیکن وہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، اور جب تم یہ نشانی دیکھو تو اٹھو اور نماز پڑھو۔''

[2114] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الكسوف باب: الصلاة في كسوف الشمس برقم (١٠٤١) وفي باب: لا تنكسف الشمس لموت احد ولا لحياته برقم (١٠٥٧) وفي بدء الخلق، باب صفة الشمس والقمر برقم (٣٢٠٤) والنسائي في (المجتبى) في الكسوف، باب: الامر بالصلاة عند كسوف القمر ٣/ ١٢٦۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في صلاة الكسوف برقم (٢١٦١) انظر (التحفة) برقم (١٠٠٠٣)

[2115] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢١١١)

[2116] ٢٣ـ(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ وَأَبُوأُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ ح وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا جَرِيرٌ وَوَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ وَمَرْوَانُ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ وَوَكِيعٍ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ فَقَالَ النَّاسُ انْكَسَفَتْ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ

[2116]۔ امام صاحب اپنے بہت سے اساتذہ سے اسماعیل کی اس سند سے روایت بیان کرتے ہیں۔ سفیان اور وکیع کی روایت میں ہے کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت کے دن سورج کو گہن لگا، تو لوگوں نے کہا، سورج کو گہن ابراہیم کی موت کی وجہ سے لگا ہے۔

[2117] ٢٤ـ(٩١٢) حَدَّثَنَا أَبُوعَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ فَزِعًا يَخْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ فَقَامَ يُصَلِّي بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ مَا رَأَيْتُهُ يَفْعَلُهُ فِي صَلٰوةٍ قَطُّ ثُمَّ قَالَ ((**إِنَّ هٰذِهِ الْآيَاتِ الَّتِي يُرْسِلُ اللّٰهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُرْسِلُهَا يُخَوِّفُ بِهَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَافْزَعُوا إِلٰى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ**)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ الْعَلَاءِ كَسَفَتِ الشَّمْسُ وَقَالَ ((**يُخَوِّفُ عِبَادَهُ**))

[2117]۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج کو گہن لگ گیا تو آپ خوف زدہ ہو کر اس طرح اٹھے کہ آپ کو قیامت قائم ہو جانے کا ڈر ہو، حتی کہ مسجد میں آ گئے، اور آپ نے انتہائی طویل قیام، رکوع اور سجدہ کے ساتھ نماز پڑھی میں نے آپ کو کسی نماز میں کبھی ایسے کرتے نہیں دیکھا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''یہ نشانیاں جو اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے، یہ کسی کی موت وحیات کی بنا پر نہیں ہوتیں، لیکن اللہ ان کو اپنے بندوں کی تخویف (ڈرانا) کے لیے بھیجتا ہے۔ تو جب تم ان میں سے کوئی نشانی دیکھو، تو فوراً اس کے ذکر، دعا اور استغفار کی پناہ لو'' ابن العلاء کی روایت میں ہے، کسفت الشمس یعنی خسفت کی جگہ اور کہا یخوف عباده، یعنی یخوف بها عباده کی جگہ۔

[2116] تقدم تخريجه برقم (٢١١١)

[2117] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الكسوف، باب: الذكر في الكسوف برقم (١٠٥٩) ←

[2118] ٢٥-(٩١٣) وحَدَّثَنِي عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ انَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ انَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَرْمِي بِأَسْهُمِي فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهُنَّ وَقُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى مَا يَحْدُثُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي انْكِسَافِ الشَّمْسِ الْيَوْمَ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَدْعُو وَيُكَبِّرُ وَيَحْمَدُ وَيُهَلِّلُ حَتّٰى جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَرَأَ سُورَتَيْنِ وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ

[2118]۔حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسی اثنا میں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اپنے تیر چلا رہا تھا کہ سورج کو گہن لگ گیا۔تو میں نے ان کو پھینک دیا اور جی میں کہا، کہ میں آج دیکھوں گا کہ سورج گہن کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کیا نیا کام کرتے ہیں، میں آپ کے پاس اس حال میں پہنچا کہ آپ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے، دعا تکبیر، تحمید اور تہلیل کہہ رہے تھے حتیٰ کہ سورج روشن ہوگیا اور آپ نے دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعت نماز ادا کی۔

[2119] ٢٦-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُنْتُ أَرْتَمِي بِأَسْهُمٍ لِي بِالْمَدِينَةِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهَا فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى مَا حَدَثَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الصَّلٰوةِ رَافِعٌ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يُسَبِّحُ وَيَحْمَدُ وَيُهَلِّلُ وَيُكَبِّرُ وَيَدْعُو حَتّٰى حُسِرَ عَنْهَا قَالَ فَلَمَّا حُسِرَ عَنْهَا قَرَأَ سُورَتَيْنِ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

[2119]۔حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اپنے تیروں سے

← والنسائی فی (المجتبی) فی الکسوف، باب: الامر بالاستغفار فی الکسوف ٣/ ١٥٣ و ١٥٤۔ انظر (التحفة) برقم (٩٠٤٥)

[2118] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من قال: یرکع رکعتین برقم (١١٩٥) والنسائی فی (المجتبی) فی الکسوف باب التسبیح والتکبیر والدعاء عند کسوف الشمس ٣/ ١٢٤ و ١٢٥۔ انظر (التحفة) برقم (٩٦٩٦)

[2119] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٢١١٥)

تیر اندازی کر رہا تھا کہ اچانک آفتاب گہن میں آ گیا، تو میں نے اپنے تیر پھینک دیئے اور جی میں کہا، اللہ کی قسم! میں چل کر دیکھوں گا کہ سورج کے گہن کے اس وقت میں رسول اللہ ﷺ پر کیا نئی کیفیت طاری ہوتی ہے یا آپ کیا نیا کام کرتے ہیں۔ میں آپ کے پاس آیا تو آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے، آپ تسبیح، تحمید، تہلیل، تکبیر کے ساتھ دعا کرنے لگے، (اور یہ دعا و نماز کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہا حتی کہ سورج کا گہن چھٹ گیا اور وہ روشن ہو گیا) اور جب سورج روشن ہو گیا، آپ نے دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعت نماز ادا کی۔

فائدہ:......اس حدیث سے کسوف شمس کے وقت آپ ﷺ کا ایک اور اسلوب سامنے آتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے، سورج کو گہن زیادہ نہیں لگا تھا۔ آپ نے نماز شروع کی، اس میں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید اور تہلیل و تکبیر کرتے رہے، یعنی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کے تکرار کے ساتھ دعا کرتے رہے، اور آپ نے معمول کے مطابق عام نماز کی طرح دو رکعت نماز پڑھائی، اور ہر رکعت میں ایک رکوع کیا، اس لیے ہر رکعت میں ایک سورت پڑھی، اور آپ نے دوسری رکعت سورج کے روشن ہونے کے بعد پڑھی، یا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ جب سورج روشن ہوا آپ دو سورتیں اور دو رکعت پڑھ چکے تھے، یہ معنی نہیں ہے کہ آپ نے سورج کے روشن ہونے کے بعد نماز شروع کی، جیسا کہ حدیث کے ظاہر سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس صورت حدیث کے ابتدائی حصہ اور آخری حصہ میں تضاد پیدا ہوگا۔ شروع میں تو ہے کہ جب میں پہنچا تو آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، یہ کسوف مذکورہ بالا کسوفوں سے جدا ہے، اور یہ بھی کسوفوں کے متعدد ہونے کی دلیل ہے۔

[2120] ٢٧-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ قَالَ انَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ قَالَ اَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا اَتَرَمّٰى بِأَسْهُمٍ لِي عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمَا

[2120]۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اس اثنا میں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اپنے تیروں سے نشانہ بازی کر رہا تھا کہ اچانک سورج کو گہن لگ گیا، پھر مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

[2120] تقدم تخريجه برقم (٢١١٥)

[2121] ۲۸-(۹۱۴) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدِ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيقِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((**إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَةٌ مِّنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا**))

[2121] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند کسی شخص کی موت وحیات کے سبب بے نور نہیں ہوتے۔لیکن وہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں پس جب تم ان کو بے نور دیکھو تو نماز پڑھو۔''

[2122] ۲۹-(۹۱۵) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا نَا مُصْعَبٌ وَهُوَ ابْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ نَا زَائِدَةُ قَالَ نَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ قَالَ زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوا حَتّٰى تَنْكَشِفَ**))

[2122] ۔حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، سورج کو گہن لگ گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شمس وقمر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں (جن کے گہن سے اللہ تعالیٰ کی قدرت قاہرہ اور اس کی سطوت وشوکت کا اظہار ہوتا ہے) ان کو گہن نہ کسی کی موت سے لگتا ہے اور نہ کسی کی حیات کے سبب، پس جب تم ان کو (گہن لگا) دیکھو تو اللہ سے دعا کرو اور نماز پڑھو، حتی کہ وہ روشن ہو جائیں۔''

[2121] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الكسوف، باب: فی صلاة كسوف الشمس برقم (١٠٤٢) وفی بدء الخلق باب: صفة الشمس والقمر برقم (٣٢٠١) والنسائی فی (المجتبى) فی الكسوف باب: الامر بالصلاة عند كسوف الشمس ٣/ ١٢٥ـ انظر (التحفة) برقم (٧٣٧٣)

[2122] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الكسوف باب: الصلاة فی كسوف الشمس برقم (١٠٤٣) وفی باب: الدعاء فی الخسوف برقم (١٠٦٠) وفی الادب باب: من سمى باسماء الانبياء برقم (٦١٩٩) انظر (التحفة) برقم (١١٤٩٩)

حدیث نمبر 2123 سے 2262 تک

۱۲...... كِتَابُ الْجَنَائِزِ
۱۲. جنازے کا بیان

۱...... بَابُ: تَلْقِيْنَ الْمَوْتَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ

باب ۱: مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنا

[2123] ۱۔(۹۱۶) وحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلِ الْجَحْدَرِيُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ بِشْرٍ قَالَ أَبُو كَامِلٍ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ نَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سعيد

الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ))

[2123]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کہنے کی تلقین کیا کرو۔''

[2124] (. . .) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ ح و قَالَ نَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ جَمِيعًا بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[2124] مصنف نے اپنے کئی اور اساتذہ سے یہی حدیث بیان کی ہے۔

[2123] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز باب: في التلقين برقم (۳۱۱۷) والترمذي في (جامعه) في الجنائز باب ما جاء في تلقين المريض عند الموت والدعاء عنده برقم (۹۷۶) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز باب: تلقين الميت ٤/ ٥۔ وابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في تلقين الميت لا اله الا الله برقم (١٤٤٥) انظر (التحفة) برقم (٤٤٠٣)

[2124] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۱۲۰)

[2125] ۲۔(۹۱۷) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ وَعُثْمَانُ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ ح و حَدَّثَنِي عَمْرُو النَّاقِدُ قَالُوا جَمِيعًا نَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ))

[2125]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کہنے کی تلقین کرو۔''

فائدہ: ......موتیٰ سے مراد وہ لوگ ہیں، جو مر رہے ہوں، یعنی ایسے لوگ جن کی موت کے آثار نمایاں ہو چکے ہوں اب چونکہ وہ دنیا کو چھوڑ کر آخرت کو سدھار رہے ہیں اور آخرت میں کام آنے والی چیز توحید ہی ہے، اس لیے مرنے والے کے سامنے، لا الہ الا اللہ پڑھنا چاہیے تاکہ وہ بھی اس کلمہ کو پڑھے اور اس کا خاتمہ، اس کلمہ پر ہو اور وہ جنت کا حقدار ٹھہرے، اور اگر وہ دوسروں کے پڑھنے سے اس طرف متوجہ نہ ہو، اور کلمہ اخلاص نہ پڑھے تو پھر اس کو لا الہ الا اللہ پڑھنے کے لیے کہا جائے گا، اور جب اس نے لا الہ الا اللہ پڑھ لیا ہے، تو پھر بار بار اس کو پڑھنے کے لیے نہیں کہا جائے۔ کہیں خدانخواستہ وہ بیماری کی شدت اور گھبراہٹ کی بنا پر جھنجھلا کر یہی نہ کہہ دے میں نہیں پڑھتا۔ اعاذنا اللہ منہ.

۲...... بَابُ: مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ

باب ۲: مصیبت کے وقت کیا کہا جائے

[2126] ۳۔(۹۱۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ نَا إِسْمٰعِيلُ أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنِ ابْنِ سَفِينَةَ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا)) إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا قَالَتْ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ إِنِّي قُلْتُهَا فَأَخْلَفَ

[2125] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی تلقین المیت لا اله الا الله برقم (١٤٤٤) انظر (التحفة) برقم (١٣٤٤٨)

[2126] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٢٤٨)

اللّٰهُ لِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ أَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَاطِبَ بْنَ أَبِي بَلْتَعَةَ يَخْطُبُنِي لَهُ فَقُلْتُ إِنَّ لِي بِنْتًا وَأَنَا غَيُورٌ فَقَالَ ((أَمَّا ابْنَتُهَا فَنَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يُغْنِيَهَا عَنْهَا وَأَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يَذْهَبَ بِالْغَيْرَةِ))

[2126] ۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ (وہ کلمات کہے جن کے کہنے کا اللہ نے حکم دیا ہے یعنی وہ کہے، ہم اللہ کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر عنایت فرما اور اس کی جگہ اس سے بہتر عطا فرما، تو اللہ تعالیٰ اسے اس کا بہتر بدل عطا فرماتا ہے۔'' ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب (میرے خاوند) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے، تو میں نے اپنے جی میں کہا، ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کون سا مسلمان بہتر ہوسکتا ہے وہ پہلا کنبہ ہے، جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی، پھر میں نے یہ کلمات کہہ ہی ڈالے، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی جگہ رسول اللہ ﷺ عنایت فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے پیغام دینے کے لیے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بھیجا تو میں نے کہا، میری ایک بیٹی ہے اور میں بہت ہی غیرت مند ہوں، تو آپ نے فرمایا: ''اس کی بیٹی کے بارے میں ہم اللہ سے دعا کریں گے، کہ وہ اس کو اس سے بے نیاز کردے، اور میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ اس کی (بیجا) غیرت ختم کردے۔''

مفردات الحدیث ❶ **آجرنی** (ن۔ض) مجھے (میرے صبر میں اور مصیبت کے غم پر) اجر اور صلہ دے۔ ❷ **اخلف لی**: مجھے اس کا جانشین اور بدل دے، **غیور**: حمیت وغیرت۔ جو مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے بارے میں ہوتی ہے۔

[2127] ٤۔(. . . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ سَفِينَةَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ

أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَجَرَهُ اللّٰهُ فِي مُصِيبَتِهِ وَأَخْلَفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا)) قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوسَلَمَةَ قُلْتُ كَمَا أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْلَفَ اللّٰهُ لِي خَيْرًا مِنْهُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

[2127] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٢٤٨)

[2127]۔ نبی اکرم ﷺ کی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''کوئی بندہ جسے کوئی مصیبت پہنچے اور وہ کہے کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اے اللہ! میری مصیبت میں مجھے صلہ دے اور (مجھ سے چھن جانے والی چیز سے) اس کا بہتر بدل دے، تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی مصیبت میں اجر دیتا ہے اور اسے اس سے بہتر جانشین عنایت فرماتا ہے۔'' ام سلمہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ جب (میرے خاوند) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے، تو میں نے اسی طرح کہا۔ جس طرح مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بہتر جانشین رسول اللہ ﷺ عنایت فرمائے۔

[2128] ٥-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ عَنِ ابْنِ سَفِينَةَ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَزَادَ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ مَنْ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ عَزَمَ اللّٰهُ لِي فَقُلْتُهَا قَالَتْ فَتَزَوَّجْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[2128]۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جو نبی اکرم ﷺ کی اہلیہ ہیں، وہ بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جیسا کہ ابواسامہ کی مذکورہ بالا روایت ہے، اور اس میں اضافہ ہے کہ جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں نے دل میں سوچا، رسول اللہ ﷺ کے صحابی، ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں عزم پیدا کر لیا، تو میں نے اس دعا کو پڑھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے شادی کر لی۔

فائدہ:...... جب مسلمان انسان مصیبت میں صبر کرتا ہے، اور چھن جانے والی چیز کے بارے میں یہ تصور کرتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ چیز تھی اور وہی اس کا مالک تھا، بلکہ میرا مالک بھی وہی ہے، جب چاہے مجھے بلا سکتا ہے اور وہی چھننے والی چیز کا بہتر بدل عطا کر سکتا ہے۔ اس عقیدہ اور نظریہ کے تحت نبی اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اجر وثواب کے ساتھ ساتھ اس کا مادی یا معنوی طور پر بہتر جانشین عنایت فرماتا ہے۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تصور تھا کہ میرے حق میں میرے مرنے والے خاوند سے کون بہتر ہو سکتا ہے۔ جو ایک جلیل القدر صحابی تھے، لیکن رسول اللہ ﷺ کی بات پر یقین کرتے ہوئے آپ کی بتائی دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی اکرم ﷺ کی زوجیت کا شرف بخشا اور آپ کی دعا سے ان کے دل میں پیدا ہونے والے خدشات غیرت اور بیٹی کا مسئلہ بھی دور فرما دیئے۔

[2128] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٢٤٨)

٣...... بَابُ: مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَرِيضِ وَالْمَيِّتِ

باب ٣: بیمار اور مرنے والے کے پاس کیا کہا جائے؟

[2129] ٦-(٩١٩) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوِ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ**)) قَالَتْ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ قَالَ ((**قُولِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبَى حَسَنَةً**)) قَالَتْ فَقُلْتُ فَأَعْقَبَنِي اللَّهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِي مِنْهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[2129]۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم بیمار یا مرنے والے کے پاس حاضر ہو، تو اچھی اور بہتر بات کہو، کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو، فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔'' آپ بیان کرتی ہیں کہ جب (میرے خاوند) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ابوسلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم یوں کہو، اے اللہ! مجھے اور اسے معاف فرما دے، اور مجھے اس کے عوض، اس سے بہتر بدل عطا فرما۔'' تو میں نے یہ دعائیہ کلمات کہے، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے بدل، ایسی شخصیت عطا فرمائی، جو میرے لیے ان سے بہتر ہے، یعنی محمد ﷺ۔

فائدہ:...... **مریض یا مرنے والے کے پاس، زبان سے کلمات خیر ہی کہنے چاہئیں، جس سے نہ مریض اور مرنے والے کے جذبات کو ٹھیس پہنچے اور نہ ہی ان سے جزع اور فزع یا سوء ظن کا اظہار ہو، کیونکہ وہاں موجود فرشتے، حاضرین کی باتوں پر آمین کہتے ہیں۔ جس کی بنا پر، ان کی قبولیت اور اثرات کا امکان بڑھ جاتا ہے، نیز جب وہ مرجائے، تو اس کے ورثاء کو یہ مسنون دعا پڑھنی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ جو ہر چیز پر قادر ہے، اس کے لیے کوئی بات ناممکن نہیں۔ وہ انہیں اس کا نعم البدل عنایت فرمائے۔**

[2129] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: ما يستحب ان يقال عند الميت من الكلام برقم (٣١١٥) والترمذي في (جامعه) في الجنائز، باب: ما جاء في تلقين المريض عند الموت والدعاء له عنده برقم (٩٧٧) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز باب: كثرة ذكر الموت ٤/ ٥۔ وابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء فيما يقال عند المريض اذا حضر برقم (١٤٤٧) انظر (التحفة) برقم (١٨١٦٢)

٤...... بَابُ: فِي إِغْمَاضِ الْمَيِّتِ وَالدُّعَاءِ لَهُ إِذَا حُضِرَ

باب ٤: مرنے والے کی آنکھیں بند کرنا اور جب اس کی موت کا وقت آ جائے تو اس کے حق میں دعا کرنا

[2130] ٧-(٩٢٠) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ نَا أَبُوإِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ)) فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ ((لَا تَدْعُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلٰى مَا تَقُولُونَ)) ثُمَّ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ))

[2130]۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ جبکہ (موت کے بعد) ان کی آنکھیں اوپر کو کھلی ہوئی تھیں، تو آپ ﷺ نے ان کو بند کر دیا پھر فرمایا: ''جب روح قبض کر لی جاتی ہے (روح جسم سے نکال لی جاتی ہے) تو نظر اس کا پیچھا کرتی ہے۔ (اس لیے آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں) آپ کی بات سن کر) ان کے گھر کے لوگ چلا چلا کر رونے لگے (رنج اور صدمہ کی حالت میں ان کی زبان سے ایسی باتیں نکلنے لگیں جو خود ان کے حق میں بد دعا تھیں) تو آپ نے فرمایا: ''تم اپنے نفسوں کے حق میں خیر اور بھلائی کی دعا کرو، کیونکہ تم جو کچھ کہہ رہے فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔'' پھر آپ نے خود اس طرح دعا فرمائی: ''اے اللہ! ابو سلمہ کی مغفرت فرما، اور اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں ان کا درجہ بلند فرما، اور اس کا جانشین بن جا (اس کے بجائے تو ہی سرپرستی اور نگرانی فرما) اس کے پس ماندگان کی، اور اے کائنات کے مالک! بخش دے ہمیں اور اس کو، اور اس کی قبر کو اس کے لیے وسیع اور روشن و منور فرما۔''

فوائد:...... ❶ انسان کی روح، جب اس کے بدن سے نکل جاتی ہے۔ تو اس کی آنکھیں اس کا تعاقب کرتی ہیں، اس لیے اوپر کو کھلی رہ جاتی ہیں، اس لیے میت کی آنکھیں بند کر دینی چاہیے۔ ❷ بیمار اور مرنے والے کے پاس فرشتے موجود ہوتے ہیں اس لیے اس کی وفات پر ایسے کلمات نہیں کہنے چاہئیں، جو خود انسان کے اپنے حق میں بد

[2130] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: تغميض الميت برقم (٣١١٨) وابن ماجه في (سننه) باب: ما جاء في تغميض الميت برقم (١٤٥٤) انظر (التحفة) برقم (١٨٢٠٥)

دعا بنتے ہوں، کیونکہ ان پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ ❸ اہل علم اور اصحاب فضل کو اپنے دوست واحباب کے گھر ایسے مواقع پر پہنچنا چاہیے تا کہ ایسے حالات میں ان کی صحیح رہنمائی کر سکیں، ان کو غلط کاموں سے روکیں، اور مرنے والے کے حق میں دعائے مغفرت کریں۔ اور پس ماندگان کے لیے بھی دعائے خیر کریں، اور ان کو دعا کرنے کا طریقہ اور آداب عمل سے سکھائیں۔ اور ملک میں مروجہ مجالس ماتم کی ضرورت نہ رہے، جو شریعت سے ثابت نہیں ہیں۔

[2131] ٨-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ نَا الْمُثَنَّى بْنُ مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ نَا

خَالِدٌ الْحَذَّاءِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((وَاخْلُفْهُ فِي تَرِكَتِهِ)) وَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ أَوْسِعْ لَهُ فِي قَبْرِهِ)) وَلَمْ يَقُلْ ((افْسَحْ لَهُ)) وَزَادَ قَالَ خَالِدٌ الْحَذَّاءُ وَدَعْوَةٌ أُخْرٰى سَابِعَةٌ نَسِيتُهَا

[2131]۔ امام صاحب خالد حذاء کی سند سے ہی یہ روایت اپنے دوسرے استاد سے روایت کرتے ہیں۔ اس میں یہ الفاظ ہیں (واخلفه فی ترکته) اس کے پس ماندگان کے لیے تو نگہبان اور محافظ بن کر اس کر جانشینی فرما اور افسح له کی جگہ اوسع له اس کے لیے وسیع فرما اور خالد حذاء کہتے ہیں، ایک ساتویں دعا بھی کی جو میں بھول گیا ہوں۔

فائدہ: ...... شق بصره: آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں، نظر اوپر کو اٹھ گئی۔ یہی معنی شَخَصَ بَصَرُہٗ کا ہے۔ تبعه البصر یا یتبع بصره نفسه: اس کی بینائی، اس کی روح کا پیچھا اور تعاقب کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی نکل جاتی ہے۔ فی عقبه فی الغابرین: پیچھے رہ جانے والی اس کی اولاد اور یہی معنی ترکته کا ہے۔
اوپر جو دعا گزری ہے اللهم اغفر لابی سلمه سے نور له فیه تک چھ کلمات ہیں یا چھ دعائیں ہیں ساتواں کلمہ یا دعا راوی کو بھول گئی۔

٥...... بَابٌ: فِيْ شُخُوصِ بَصَرِ الْمَيِّتِ يَتْبَعُ نَفْسَهُ

باب ٥: میت کی بینائی کا (آنکھوں کا) اس کی روح کے تعاقب کی بنا پر اوپر کو اٹھ جانا

[2132] ٩-(٩٢١) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ ا نَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلَمْ تَرَوْا الْإِنْسَانَ إِذَا مَاتَ شَخَصَ بَصَرُهُ)) قَالُوا بَلٰى قَالَ ((فَذٰلِكَ حِينَ يَتْبَعُ بَصَرُهُ نَفْسَهُ))

[2132]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہیں معلوم نہیں، تم دیکھ نہیں

[2131] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٢٧)
[2132] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٠٨٤)

رہے کہ جب انسان مرجاتا ہے، تو اس کی آنکھیں (نظر) اوپر کو اٹھ جاتی ہیں؟'' ساتھیوں نے کہا، کیوں نہیں، آپ نے فرمایا: ''یہ اس وقت کی بات ہے، جب اس کی بینائی، اس کی روح کا تعاقب کرتی ہے۔''

[2133] وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِى الدَّرَاوَرْدِىَّ عَنِ الْعَلَاءِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[2133] امام صاحب اسی سند سے، اپنے دوسرے استاد کی روایت اسی طرح بیان کرتے ہیں۔

٦...... بَابُ: الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

باب ٦: میت پر رونا

[2134] ١٠۔(٩٢٢) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِى شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِى نَجِيحٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ لَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ غَرِيبٌ وَفِى أَرْضِ غُرْبَةٍ لَأَبْكِيَنَّهُ بُكَاءً يُتَحَدَّثُ عَنْهُ فَكُنْتُ قَدْ تَهَيَّأْتُ لِلْبُكَاءِ عَلَيْهِ إِذْ أَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الصَّعِيدِ تُرِيدُ أَنْ تُسْعِدَنِى فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ ((**أَتُرِيدِينَ أَنْ تُدْخِلِى الشَّيْطَانَ بَيْتًا أَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْهُ**)) مَرَّتَيْنِ فَكَفَفْتُ عَنِ الْبُكَاءِ فَلَمْ أَبْكِ

[2134]۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے، تو میں نے دل میں سوچا، پردیسی پردیس میں فوت ہوگیا، میں اس پر اتنا گریہ کروں گی کہ اس کا چرچا ہوگا۔ اس لیے میں نے ان پر رونے اور گریہ کرنے کی تیاری کرلی، کہ اچانک مدینہ کے بالائی علاقہ سے میرا ساتھ دینے اور مجھے مدد دینے کے لیے ایک عورت آئی اور اسے سامنے رسول اللہ ﷺ مل گئے، اور آپ نے فرمایا: ''کیا تم یہ چاہتی ہو کہ جس گھر سے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو نکال دیا ہے، اس میں شیطان کو پھر داخل کردو؟'' آپ نے دوبار فرمایا۔ تو میں رونے سے رک گئی اور نہ روئی۔

فائدہ:...... اس رونے سے مراد، بین کرنا اور نوحہ کرنا ہے، جس میں چیخا چلایا جاتا ہے اور سینہ کوبی ہوتی ہے اور سر اور رخسار پیٹے جاتے ہیں۔ سر پر خاک ڈالی جاتی ہے اور گریبان چاک کیا جاتا ہے۔

[2135] ١١۔(٩٢٣) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِىُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ يَعْنِى ابْنَ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِى عُثْمَانَ النَّهْدِىِّ

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِىِّ ﷺ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ إِحْدٰى بَنَاتِهِ تَدْعُوهُ وَتُخْبِرُهُ

[2133] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٠٦٠)
[2134] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨١٩٥)
[2135] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الجنائز۔ باب: قول النبى ﷺ (يعذب الميت ←

أَنَّ صَبِيًّا لَهَا أَوِ ابْنًا لَهَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُولِ ((ارْجِعْ إِلَيْهَا فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)) فَعَادَ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّهَا قَدْ أَقْسَمَتْ لَتَأْتِيَنَّهَا قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمْ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا فِي شَنَّةٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ مَا هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ))

[2135]۔حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں موجود تھے کہ آپ کی بیٹیوں میں سے ایک نے آپ کو بلانے کے لیے آپ کے پاس پیغام بھیجا اور آپ کو اطلاع دی کہ ان کا بچہ یا بیٹا قریب المرگ ہے، (مر رہا ہے) تو آپ نے پیغام بر سے فرمایا: ''ان کے پاس واپس جا کر، ان کو بتاؤ، اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا، اور اسی کا ہے جو کچھ اس نے دیا ہے، اور ہر چیز کے لیے اس کے ہاں وقت مقرر ہے، اس لیے ان سے کہو وہ صبر کریں اور ثواب کی نیت کریں۔'' پیغام بر دوبارہ آیا، اور اس نے کہا، انہوں نے آپ کو قسم دی ہے کہ آپ ان کے پاس ضرور پہنچیں، اس پر نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے، اور آپ کے ساتھ سعد ابن عبادہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا، آپ کو بچہ پیش کیا گیا اور اس کا سانس اکھڑا ہوا تھا، گویا کہ وہ پرانی مشک میں ہے (اور اس سے آواز پیدا ہو رہی ہے) تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یہ کیا ہے؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے جواب دیا: ''یہ رحمت وشفقت ہے، جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور اللہ بھی اپنے انہی بندوں پر رحم فرماتا ہے، جو رحم دل اور مہربان ہیں۔''

← ببعض بكاء اهله) برقم (١٢٨٤) وفى المرض، باب: عيادة الصبيان برقم (٥٦٥٥) وفى القدر باب (وكان امر الله قدا مقدورا) برقم (٦٦٠٢) وفى الايمان والنذور، باب: قول الله تعالى: ﴿واقسموا بالله جهد ايمانهم﴾ برقم (٦٦٥٥) وفى التوحيد، باب: قول الله تبارك وتعالى: ﴿قل ادعوا الله او ادعوا الرحمن ايا ما تدعوا فله الاسماء الحسنى﴾ برقم (٧٣٧٧) وفى باب ما جاء فى قول الله تعالى: ﴿ان رحمة الله قريب من المحسنين﴾ برقم، (٧٤٤٨) وابو داود فى (سننه) فى الجنائز، باب: فى البكاء على الميت برقم (٣١٢٥) والنسائى فى (المجتبى) فى الجنائز، باب: الامر بالاحتساب والصبر عند نزول المصيبة ٢١٨٤۔ وابن ماجه فى (سننه) فى الجنائز باب: ما جاء فى البكاء على الميت برقم (١٥٨٨) انظر (التحفة) برقم (٩٨)

[2136] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا ابْنُ فُضَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِيْشَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ جَمِيعًا عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ حَمَّادٍ أَتَمُّ وَأَطْوَلُ

[2136]۔ اور امام صاحب اپنے بعض دوسرے اساتذہ سے، مذکورہ سند سے ہی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس کے مقابلہ میں حماد کی مذکورہ روایت، کامل اور طویل ہے۔

[2137] ١٢۔(٩٢٤) حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدَفِيُّ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ قَالَا أَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْصَارِيِّ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اشْتَكٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوٰى لَهُ فَأَتٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعُودُهُ مَعَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهُ فِي غَشِيَّةٍ فَقَالَ ((**أَقَدْ قَضٰى**)) قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَبَكٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَآءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَكَوْا فَقَالَ ((**أَلَا تَسْمَعُونَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا**)) وَأَشَارَ إِلٰى لِسَانِهِ ((**أَوْ يَرْحَمُ**))

[2137]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ بیمار ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی معیت میں ان کی عیادت کے لیے آئے، آپ جب ان کے پاس اندر تشریف لائے، تو انہیں سخت تکلیف میں دیکھا، یا انہیں گھر والوں کی بھیڑ میں دیکھا، تو آپ نے پوچھا، کیا ختم ہو چکے؟ لوگوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! نہیں ابھی فوت نہیں ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ (ان کی کیفیت دیکھ کر) رونے لگے، جب لوگوں نے آپ کو روتے دیکھا تو وہ بھی رو پڑے، تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم سن نہیں رہے؟ یعنی اچھی طرح سن لو اور سمجھ لو، اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے رنج و غم پر تو سزا نہیں دیتا، لیکن اس کی (غلط روی پر، یعنی زبان سے نوحہ اور ماتم کرنے پر) سزا بھی دیتا ہے اور اس کے (انا للہ پڑھنے پر اور دعاء و استغفار کرنے پر) رحمت بھی فرماتا ہے۔ اور آپ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔

مفردات الحدیث ❶ **ان للہ ما اخذ**: یہ بچہ جو اللہ لے رہا ہے، جس کی اس نے جان نکال لی ہے، وہ اسی

[2136] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢١٣٢)

[2137] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: البكاء عند المريض برقم (١٣٠٤) انظر (التحفة) برقم (٧٠٧٠)

کا ہے، تمہارا نہیں ہے۔ اس لیے جب اس نے اپنی ہی چیز لی ہے تمہاری چیز نہیں لی، تو تمہیں اس پر جزع فزع کرنے کا کیا حق حاصل ہے۔ کیا اگر کوئی اپنی ودیعت کردہ یا امانت میں دی چیز واپس لے، تو امین کو اس پر اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے؟ اس لیے صبر وسکینت سے کام لو۔ ❷ **ولہ ما اعطی:** اس نے تمہیں کچھ بھی عنایت فرمایا ہے وہ اسی کا ہے، اس کی ملکیت سے نکل نہیں گیا ہے۔ اور اسے حق حاصل ہے کہ اپنی ملکیت میں جو چاہے تصرف کرے۔ ❸ **کل شیء عندہ باجل مسمی:** اس نے جو کچھ بھی عنایت فرمایا ہے اس کے لیے وقت اور مدت بھی متعین فرمائی ہے، جب وہ مدت پوری ہو جائے گی اور اس کا وقت آ جائے گا تو وہ اس کو واپس لے لے گا۔ لہٰذا اپنا وقت پورا کرنے کے بعد جو چیز تم سے چلی گئی ہے اس میں تقدیم وتاخیر نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لیے تمہارا شکوہ شکایت بے جا ہے اگر انسان آپ کے ان کلمات جامعہ پر غور فرما لے تو اس کے لیے کسی چیز سے محروم ہونے کے بعد، اللہ تعالیٰ کی قضا اور اس کے فیصلہ وتقدیر پر راضی اور مطمئن ہونا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اور اس کے لیے صبر وتسلیم کا مرحلہ طے کرنا بڑا آسان ہے۔ ❹ **نفسہ تقعقع:** اس کی جان نکلنے سے گلے میں آواز پیدا ہو رہی تھی جیسا کہ شن، پرانی اور بوسیدہ مشک میں پانی ڈالنے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ غشیة: غین پر زبر ہے اور شین پر زیر ہے اور یاء مشدد ہے مصیبت وتکلیف کی سختی بھی مراد ہو سکتی ہے اور جمع ہونے والے اعزہ واقارب کا اژدہام اور بھیڑ بھی۔

فوائد: ...... ❶ کسی کی موت پر شدت غم سے اس کے اعزہ واقارب اور دوست واحباب کا رنجیدہ اور غمگین ہونا اور اس کے نتیجہ میں ان کی آنکھوں سے آنسو بہنا اور اسی طرح گریہ کے دوسرے آثار کا ظاہر ہونا ایک بالکل فطرتی بات ہے اور اس بات کی علامت ہے کہ اس آدمی کے دل میں محبت وشفقت اور دردمندی کا جذبہ موجود ہے، جو انسانیت کا ایک قیمتی اور پسندیدہ اثاثہ ہے۔ اس لیے شریعت نے اس پر قدغن یا پابندی عاید نہیں کی بلکہ ایک حد تک اس کی تحسین اور حوصلہ افزائی کی ہے۔ اس لیے آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے انہیں بندوں پر رحم فرماتا ہے جن کے دلوں میں دوسروں کے لیے رحم اور دردمندی کا جذبہ موجود ہے۔ ❷ اگر انسان زبان سے غلط کام لینے کی بجائے (جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے) زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہے، دعا اور استغفار کرتا ہے اور ایسی باتیں کرتا ہے جو اللہ کی رحمت اور اس کے فضل وکرم کے حصول کا وسیلہ بنیں تو اس کا اعزہ واقارب اور میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ❸ حدیث میں آپ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بچی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کی شدید بیماری کا تذکرہ ہے۔ حتی کہ ان کی والدہ کو ان کے چل بسنے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ان کو شفا حاصل ہو گئی اور وہ آپ کے بعد تک زندہ رہی، حتی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد، ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی۔ اور یہی صورت حال حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ وہ بھی آپ کی دعا کی برکت سے اس سخت بیماری سے صحت یاب ہو گئے تھے اور آپ کے بعد عہد صدیقی میں یا عہد فاروقی میں فوت ہوئے۔

٧...... بَابٌ: فِي عِيَادَةِ الْمَرْضَى

باب ۷: بیماروں کی عیادت و بیمار پرسی

[2138] ١٣-(٩٢٥) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَارَةَ يَعْنِي ابْنَ غَزِيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَلّٰى

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَدْبَرَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**يَا أَخَا الْأَنْصَارِ كَيْفَ أَخِي سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ**)) فَقَالَ صَالِحٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**مَنْ يَعُودُهُ مِنْكُمْ**)) فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ وَنَحْنُ بِضْعَةَ عَشَرَ مَا عَلَيْنَا نِعَالٌ وَلَا خِفَافٌ وَلَا قَلَانِسُ وَلَا قُمُصٌ نَمْشِي فِي تِلْكَ السِّبَاخِ حَتّٰى جِئْنَاهُ فَاسْتَأْخَرَ قَوْمُهُ مِنْ حَوْلِهِ حَتّٰى دَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ الَّذِينَ مَعَهُ

[2138]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک انصاری آدمی نے آ کر آپ کو سلام عرض کیا اور پھر پشت پھیر کر چل دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے انصاری! میرے بھائی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہے؟'' اس نے عرض کیا، بہتر ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون اس کی عیادت کے لیے جائے گا؟'' پھر آپ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم دس سے زائد افراد تھے۔ ہمارے پاس جوتے تھے اور نہ ہی موزے نہ ٹوپیاں تھیں اور نہ ہی قمیصیں۔ اس طرح شوریلی زمین پر چل کر ان کے پاس پہنچ گئے۔ اور ان کی قوم کے لوگ ان کے اردگرد سے ہٹ گئے، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ جانے والے قریب ہو گئے۔

فائدہ:...... دوست واحباب اور اعزہ واقارب کی عیادت کرنا کارِ ثواب اور سنت نبوی ہے۔

٨...... بَابٌ: فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولٰى

باب ۸: مصیبت پر صبر پہلی چوٹ پر ہی کرنا چاہیے

[2139] ١٤-(٩٢٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ نَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ

[2138] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٠٧٢)

[2139] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجنائز، باب: قول الرجل للمراة عند القبر: اصبری برقم (١٢٥٢) وفی باب: زیارة القبور برقم (١٢٨٣) وفی باب الصبر عند الصدمة ←

أَنَس بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى))

[2139] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبر وہی ہے جو پہلی چوٹ کے وقت کیا جائے۔

فائدہ:...... انسان پر جب مصیبت ٹوٹتی ہے یا وہ کسی پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے، تو اس وقت اپنا حوصلہ قائم رکھنا اور صبر کرنا مشکل ہوتا ہے، آہستہ آہستہ غم خود بخود غلط ہو جاتا ہے اور پریشانی کم ہوتے ہوتے ختم ہو جاتی ہے۔اس لیے بعد میں صبر کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔اس لیے آپ نے فرمایا: اصل صبر جو اجر و ثواب اور فضیلت کا سبب ہے وہ تو وہی ہے جو پہلی چوٹ، اور پہلے صدمہ کے وقت کیا جائے، جزع و فزع کے بعد صبر لا حاصل ہے۔

[2140] ١٥ـ(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَتٰى عَلٰى امْرَأَةٍ تَبْكِي عَلٰى صَبِيٍّ لَهَا فَقَالَ لَهَا اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي فَقَالَتْ وَمَا تُبَالِي بِمُصِيبَتِي فَلَمَّا ذَهَبَ قِيلَ لَهَا إِنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخَذَهَا مِثْلُ الْمَوْتِ فَأَتَتْ بَابَهُ فَلَمْ تَجِدْ عَلٰى بَابِهِ بَوَّابِينَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَمْ أَعْرِفْكَ فَقَالَ ((إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ أَوْ قَالَ عِنْدَ أَوَّلِ الصَّدْمَةِ))

[2140] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے پاس آئے، جو اپنے بچے پر رو رہی تھی، تو آپ نے ان سے فرمایا: ''اللہ سے ڈر کر صبر کر۔'' تو اس نے کہا، تمہیں میری مصیبت کی کیا پرواہ ہے۔ جب آپ چلے گئے تو اسے بتایا گیا، تجھے نصیحت کرنے والے تو اللہ کے رسول تھے، تو اس پر موت جیسی کیفیت طاری ہوگئی (وہ ڈر سے سہم گئی) وہ آپ کے دروازہ پر آئی، تو آپ کے دروازہ پر کوئی دربان نہ تھا۔ (وہ اندر چلی گئی) اور کہنے لگی، اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔آپ نے فرمایا: (''صبر وہی ہے جو چوٹ پڑتے ہی یا پہلی چوٹ پر کیا جائے۔''

[2141] (. . .) وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح وحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ قَالَ نَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو ح وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ

← الاولى برقم (١٣٠٢) وفى الاحكام باب: ما ذكر ان النبى ﷺ لم يكن له بواب برقم (٧١٥٤) وابو داود فى (سننه) فى الجنائز، باب: الصبر عند الصدمة برقم (٣١٢٤) والترمذى فى (جامعه) فى الجنائز، باب: ما جاء فى ان الصبر فى الصدمة الاولى برقم (٩٨٨) والنسائى فى (المجتبى) فى الجنائز، باب: الامر بالاحتساب والصبر عند نزول المصيبه ٤/ ٢٢ انظر (التحفة) برقم (٤٣٩)

[2140] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢١٣٦)

[2141] تقدم تخريجه برقم (٢١٣٦)

إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالصَّمَدِ قَالُوا جَمِيعًا نَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ بِقِصَّتِهِ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الصَّمَدِ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ

[2141] امام صاحب یہی روایت شعبہ ہی کی سند سے اپنے کئی اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔ عبد الصمد کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک قبر کے پاس بیٹھی ہوئی عورت کے پاس سے گزرے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا رہن سہن اور بود و باش اور لباس عام ساتھیوں کی طرح تھا، آپ کا کوئی مخصوص اور امتیازی لباس نہ تھا، نہ دنیا کے چوہدریوں کی طرح، آپ کے دروازے پر دربان بیٹھتے تھے، اس لیے ناواقف آپ کو پہچان نہیں سکتا تھا۔

۹...... بَابُ: الْمَيِّتِ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ

باب ۹: میت کے لیے اس کے گھر والوں کا رونا عذاب کا باعث بنتا ہے۔

[2142] ۱۶-(۹۲۷) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ بِشْرٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَا نَافِعٌ

عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ حَفْصَةَ بَكَتْ عَلَى عُمَرَ فَقَالَ مَهْلًا يَا بُنَيَّةُ أَلَمْ تَعْلَمِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ((قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ))

[2142]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حفصہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہما (کی حالت کو دیکھ کر ان کی زندگی سے مایوس ہو کر) ان پر رونے لگیں، تو انہوں نے کہا، اے میری بیٹی! رک جاؤ، کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ''میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب عذاب دیا جاتا ہے۔''

[2143] ۱۷-(...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ

[2142] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: النهي عن البكاء على الميت ٤/ ١٥۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٥٥٦)

[2143] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: ما يكره من النياحة على الميت برقم (١٢٩٢) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب النياحة على الميت ٤/ ١٦ و ١٧ وابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في الميت يعذب بما نيح عليه برقم (١٩٥٣) انظر (التحفة) برقم (١٠٥٣٦)

[2143] ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میت کو اس کی قبر میں، اس پر نوحہ کیے جانے کے سبب عذاب ہوتا ہے۔''

[2144] (. . .) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قال ((الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ))

[2144] یہ امام صاحب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت اپنے دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میت کو اس کی قبر میں، اس پر نوحہ کیے جانے کے سبب عذاب پہنچتا ہے۔''

[2145] ۱۸۔(. . .) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَصِيحَ عَلَيْهِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَمَا عَلِمْتُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ))

[2145] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا اور وہ بیہوش ہو گئے تو ان پر چیخ وچلا کر رویا گیا، جب انہیں ہوش آیا، تو انہوں نے کہا، کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''میت کو اس پر اس کے خاندان یا زندہ کے رونے کے سبب عذاب ہوتا ہے۔''

[2146] ۱۹۔(. . .) حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا أُصِيبَ عُمَرُ جَعَلَ صُهَيْبٌ يَقُولُ وَا أَخَاهْ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا صُهَيْبُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ))

[2146] ۔حضرت ابوبردہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کہنے لگے، ہائے میرے بھائی! تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا، اے صہیب! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''میت کو اس پر زندہ کے رونے کے سبب عذاب ہوتا ہے۔''

[2144] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢١٤٠)

[2145] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٥١٧)

[2146] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: قول النبي ﷺ (يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه اذا كان النوح من سننه) برقم (١٢٩٠) انظر (التحفة) برقم (٩٠٩٤) وبرقم (١٠٥٨٥)

فائدہ:...... حی کا معنی زندہ بھی ہوتا ہے اور خاندان وقبیلہ بھی۔ اہل کی مناسبت سے اس کا معنی قبیلہ ہی ہوگا۔

[2147] ۲۰۔(. . .) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا شُعَيْبُ بْنُ صَفْوَانَ أَبُو يَحْيٰى عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوْسٰى

عَنْ أَبِي مُوْسٰى قَالَ لَمَّا أُصِيبَ عُمَرُ أَقْبَلَ صُهَيْبٌ مِنْ مَنْزِلِهِ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى عُمَرَ فَقَامَ بِحِيَالِهِ يَبْكِي فَقَالَ عُمَرُ عَلَامَ تَبْكِي أَعَلَيَّ تَبْكِي قَالَ إِي وَاللّٰهِ لَعَلَيْكَ أَبْكِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**مَنْ يُبْكٰى عَلَيْهِ يُعَذَّبُ**)) قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُوسَى بْنِ طَلْحَةَ فَقَالَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ إِنَّمَا كَانَ أُوْلٰئِكَ الْيَهُودَ

[2147]۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تو صہیب رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے آئے حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اندر چلے گئے اور ان کے سامنے کھڑے ہو کر رونے لگے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، کیوں رو رہے ہو؟ کیا مجھ پر روتے ہو؟ کہا، ہاں، اللہ کی قسم! اے امیر المومنین! آپ ہی کی خاطر رو رہا ہوں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم! تمہیں خوب علم ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس پر رویا جاتا ہے، اسے عذاب ہوتا ہے، راوی کا بیان ہے۔ یہ حدیث میں نے موسیٰ بن طلحہ کو سنائی، تو اس نے کہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں، اس سے مراد تو بس یہود تھے۔ (ان کو کفر کی بنا پر عذاب ہوتا ہے، جبکہ گھر والے رو رہے ہوتے ہیں۔)

[2148] ۲۱۔(. . .) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لَمَّا طُعِنَ عَوَّلَتْ عَلَيْهِ حَفْصَةُ فَقَالَ يَا حَفْصَةُ أَمَا سَمِعْتِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((**الْمُعَوَّلُ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ**)) وَعَوَّلَ عَلَيْهِ صُهَيْبٌ فَقَالَ عُمَرُ يَا صُهَيْبُ أَمَا عَلِمْتَ ((**أَنَّ الْمُعَوَّلَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ**))

[2148]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی کر دیئے گئے، تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ان پر بآواز بلند رونے لگیں، تو انہوں نے کہا، اے حفصہ! کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ جس پر بآواز بلند رویا جائے، اسے عذاب ملتا ہے، اور ان پر صہیب رضی اللہ عنہ بآواز بلند رونے لگے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اے صہیب! کیا تمہیں علم نہیں، جس پر بآواز بلند رویا جائے، اسے عذاب دیا جاتا ہے۔''

[2147] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢١٤٣)

[2148] تقدم تخريجه

[2149] ٢٢ـ(٩٢٨)حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ نَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِىْ مُلَيْكَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا اِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ جَنَازَةَ أُمِّ أَبَانَ بِنْتِ عُثْمَانَ وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ فَجَآءَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْدُهُ قَائِدٌ فَأُرَاهُ أَخْبَرَهُ بِمَكَانِ ابْنِ عُمَرَ فَجَآءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى جَنْبِى فَكُنْتُ بَيْنَهُمَا فَإِذَا صَوْتٌ مِنَ الدَّارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كَأَنَّهُ يَعْرِضُ عَلَى عَمْرٍو أَنْ يَقُومَ فَيَنْهَاهُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ)) قَالَ فَأَرْسَلَهَا عَبْدُاللّٰهِ مُرْسَلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنَّا مَعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ نَازِلٍ فِى ظِلِّ شَجَرَةٍ فَقَالَ لِى اذْهَبْ فَاعْلَمْ لِى مَنْ ذَاكَ الرَّجُلُ فَذَهَبْتُ فَإِذَا هُوَ صُهَيْبٌ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ إِنَّكَ أَمَرْتَنِى أَنْ أَعْلَمَ لَكَ مَنْ ذَاكَ وَإِنَّهُ صُهَيْبٌ قَالَ مُرْهُ فَلْيَلْحَقْ بِنَا فَقُلْتُ إِنَّ مَعَهُ أَهْلَهُ قَالَ وَإِنْ كَانَ مَعَهُ أَهْلُهُ وَرُبَّمَا قَالَ أَيُّوبُ مُرْهُ فَلْيَلْحَقْ بِنَا فَلَمَّا قَدِمْنَا لَمْ يَلْبَثْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ أُصِيبَ فَجَآءَ صُهَيْبٌ يَقُولُ وَا أَخَاهْ وَا صَاحِبَاهْ فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ تَعْلَمْ أَوَ لَمْ تَسْمَعْ قَالَ أَيُّوبُ أَوْ قَالَ أَوَ لَمْ تَعْلَمْ أَوَ لَمْ تَسْمَعْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ)) قَالَ فَأَمَّا عَبْدُاللّٰهِ فَأَرْسَلَهَا مُرْسَلَةً وَأَمَّا عُمَرُ فَقَالَ بِبَعْضٍ فَقُمْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَحَدَّثْتُهَا بِمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ مَا قَالَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَطُّ ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَحَدٍ وَلٰكِنَّهُ قَالَ إِنَّ الْكَافِرَ يَزِيدُهُ اللّٰهُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَذَابًا وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ)) أُخْرٰى قَالَ أَيُّوبُ قَالَ ابْنُ أَبِى مُلَيْكَةَ حَدَّثَنِى الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ لَمَّا بَلَغَ عَائِشَةَ قَوْلُ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ قَالَتْ إِنَّكُمْ لَتُحَدِّثُوْنِى عَنْ غَيْرِ كَاذِبَيْنِ وَلَا مُكَذَّبَيْنِ وَلٰكِنَّ السَّمْعَ يُخْطِئُ

[2149]۔عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا اور ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام ابان کے جنازہ کے منتظر تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس عمرو بن عثمان بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو آگے سے پکڑ کر ایک آدمی لے کر آ گیا، میرے خیال میں اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ابن عمر رضی اللہ عنہ کی موجودگی کے بارے میں بتایا، تو وہ آ کر میرے پہلو میں بیٹھ گئے، تو میں ان دونوں کے درمیان تھا

[2149] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجنائز، باب: قول النبی ﷺ (يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه) برقم (١٢٨٦)

کہ اچانک گھر سے آواز بلند ہوئی، تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا...... گویا کہ وہ عمرو کو اٹھ کر انہیں روکنے کا اشارہ کر رہے ہیں...... میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''بلاشبہ، میت کو اس کے گھر والوں کے رونے پر عذاب دیا جاتا ہے۔'' راوی کا قول ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس قول کو بالکل بلا قید بیان کیا یعنی میت کے یہودی ہونے یا بعض رونے کی قید نہیں لگائی۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، ہم امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، حتی کہ ہم جب مقام بیداء پر پہنچے، تو انہوں نے اچانک ایک آدمی کو ایک درخت کے سایہ میں اترا ہوا دیکھا، انہوں نے مجھے کہا جاؤ اور معلوم کر کے مجھے بتاؤ وہ کون آدمی ہے، میں گیا، تو میں نے دیکھا وہ صہیب رضی اللہ عنہ ہیں، میں ان کے پاس واپس آیا اور میں نے بتایا، آپ نے مجھے حکم دیا تھا، میں آپ کو اس کا پتہ کر کے بتاؤں کہ وہ کون ہے۔ وہ صہیب رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے کہا، جا کر اسے کہو وہ ہمارے پاس آ جائے، میں نے کہا، ان کے ساتھ اس کی اہلیہ بھی ہے، انہوں نے کہا، چاہے اس کے ساتھ اس کی اہلیہ بھی ہے، بسا اوقات (ایوب نے کہا، انہیں کہو ہمارے ساتھ آ ملیں) تو جب ہم (مدینہ) پہنچے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد امیر المومنین زخمی کر دیئے گئے، تو صہیب رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے آئے، ہائے میرا بھائی! ہائے میرا ساتھی، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا تمہیں معلوم نہیں یا تم نے سنا نہیں (ایوب نے کہا، یا انہوں نے، الم تعلم، او لم تسمع کی بجائے، اولم تعلم او لم تسمع کہا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''میت کو اس کے گھر والوں کے بعض رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔'' راوی نے بتایا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بکاء کو مطلق، بلا قید کہا اور (ان کے باپ) عمر رضی اللہ عنہ نے بکاء کے ساتھ بعض کی قید لگائی۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں، میں ان کے پاس سے اٹھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول سنایا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا نہیں، اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں فرمایا کہ ''میت کو کسی کے رونے پر عذاب دیا جاتا ہے۔'' اور لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب میں اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے اضافہ کر دیتا ہے۔'' بے شک اللہ ہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں، مجھے قاسم بن محمد بن بتایا، جب عائشہ رضی اللہ عنہا تک عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول پہنچا۔ تو انہوں نے کہا۔ تم مجھے ایسے شخصوں کی بات سناتے ہو وہ جھوٹے نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی انہیں جھوٹا قرار دیتا ہے۔ لیکن سننے میں غلطی ہو جاتی ہے (حدیث کا صحیح مفہوم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اعتراض کا جواب ہم آخر میں بیان کریں گے۔)

[2150] ٢٣-(٩٢٨) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

[2150] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٤٦)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ تُوُفِّيَتْ ابْنَةٌ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِمَكَّةَ قَالَ فَجِئْنَا لِنَشْهَدَهَا قَالَ فَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ وَإِنِّي لَجَالِسٌ بَيْنَهُمَا قَالَ جَلَسْتُ إِلَى أَحَدِهِمَا ثُمَّ جَآءَ الْآخَرُ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِي فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَهُوَ مُوَاجِهُهُ أَلَا تَنْهَى عَنِ الْبُكَاءِ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ كَانَ عُمَرُ يَقُولُ بَعْضَ ذٰلِكَ ثُمَّ حَدَّثَ فَقَالَ صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ مِنْ مَكَّةَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ إِذَا هُوَ بِرَكْبٍ تَحْتَ ظِلِّ شَجَرَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ هٰؤُلَاءِ الرَّكْبُ فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ صُهَيْبٌ قَالَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ادْعُهُ لِي قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى صُهَيْبٍ فَقُلْتُ ارْتَحِلْ فَالْحَقْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا أَنْ أُصِيبَ عُمَرُ دَخَلَ صُهَيْبٌ يَبْكِي يَقُولُ وَا أَخَاهُ وَا صَاحِبَاهُ فَقَالَ عُمَرُ يَا صُهَيْبُ أَتَبْكِي عَلَيَّ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ**)) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ عُمَرَ لَا وَاللّٰهِ مَا حَدَّثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**إِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُكَاءِ أَحَدٍ**)) وَلٰكِنْ قَالَ ((**إِنَّ اللّٰهَ يَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ**)) قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ حَسْبُكُمُ الْقُرْآنُ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِنْدَ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ أَضْحَكَ وَأَبْكٰى قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ فَوَاللّٰهِ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ مِنْ شَيْءٍ

[2150] عبداللہ بن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا مکہ میں انتقال ہوگیا، تو ہم اس کے جنازہ میں شرکت کے لیے آئے، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم بھی آ گئے۔ میں ان کے درمیان بیٹھا ہوا تھا، کیونکہ میں ان میں سے ایک (ابن عمر رضی اللہ عنہما) کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ دوسرا آ کر میرے پہلو میں بیٹھ گیا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرو بن عثمان کو کہا، اور وہ ان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، کیا تم رونے سے نہیں روکو گے؟ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا ہے: ''میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو بعض رونا کہا کرتے تھے، پھر انہوں نے بتایا، کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے واپس لوٹا، حتی کہ ہم جب مقام بیداء پر پہنچے تو اچانک ان کی نظر ایک درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھے قافلہ پر پڑی، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، جاؤ دیکھو! یہ سوار کون ہیں؟ میں نے جا کر دیکھا تو وہ صہیب رضی اللہ عنہ تھے، میں نے آ کر انہیں بتایا، تو انہوں نے کہا، اسے میرے پاس بلاؤ، تو میں صہیب رضی اللہ عنہ کی طرف

لوٹ گیا، اور انہیں کہا، چلو، امیر المومنین سے جا ملو! تو جب عمر رضی اللہ عنہ زخمی کر دیے گئے صہیب رضی اللہ عنہ روتے ہوئے ان کے پاس آئے اور کہنے لگے، ہائے افسوس میرا بھائی! ہائے میرا ساتھی! تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اے صہیب! کیا تم مجھ پر روتے ہو؟ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں: ''میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر بعض گریہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، جب عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے، تو میں نے اس قول کا تذکرہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے، نہیں، اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ ''اللہ مومن کو کسی کے رونے پر عذاب دیتا ہے۔'' لیکن آپ نے تو فرمایا تھا: ''اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب میں اس کے گھر والوں کے اس پر رونے سے زیادتی کر دیتا ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، (حقیقت کو جاننے کے لیے) تمہارے لیے قرآن کافی ہے کہ کوئی گناہ کا بوجھ اٹھانے والی جان، کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ (فاطر، آیت: ۱۸) اور اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، اور اللہ ہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے۔ ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں، اللہ کی قسم (ابن عمر رضی اللہ عنہ نے (ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بات کے جواب میں) کچھ نہیں کہا۔

[2151] (. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو عَنِ ابْنِ أَبِى مُلَيْكَةَ كُنَّا فِى جَنَازَةِ أُمِّ أَبَانَ بِنْتِ عُثْمَانَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَنُصَّ رَفْعَ الْحَدِيثِ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم كَمَا نَصَّهُ أَيُّوبُ وَابْنُ جُرَيْجٍ وَحَدِيثُهُمَا أَتَمُّ مِنْ حَدِيثِ عَمْرٍو

[2151] عمرو، ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام ابان کے جنازہ میں حاضر تھے۔ اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی، لیکن عمرو نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کو صراحتاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کیا، جبکہ ایوب اور ابن جریج نے آپ کی طرف نسبت کی صراحت کی ہے اور ان دونوں کی حدیث، عمرو کی حدیث سے کامل ہے۔

[2152] ۲۴۔(۹۳۰) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ))

[2152]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میت کو خاندان کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔''

[2151] تقدم تخريجه برقم (٢١٤٦)

[2152] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٧٨٦)

[2153] ٢٥۔(٩٣١) وحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ خَلَفٌ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَتْ رَحِمَ اللّٰهُ أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ سَمِعَ شَيْئًا فَلَمْ يَحْفَظْهُ إِنَّمَا مَرَّتْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ وَهُمْ يَبْكُونَ عَلَيْهِ فَقَالَ ((أَنْتُمْ تَبْكُونَ وَاَنَّهُ لَيُعَذَّبُ))

[2153] ۔عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول بیان کیا گیا کہ میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ ابوعبدالرحمٰن پر رحم فرمائے، انہوں نے ایک چیز سنی لیکن پوری طرح محفوظ نہیں کی، بات صرف اتنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک یہودی کا جنازہ گزرا، اور وہ رو رہے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم رو رہے ہو اور اسے سزا مل رہی ہے۔'' عذاب دیا جارہا ہے۔

[2154] ٢٦۔(٩٣٢) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ

عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ)) فَقَالَتْ وَهِلَ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيئَتِهِ أَوْ بِذَنْبِهِ وَإِنَّ اَهْلَهُ لَيَبْكُونَ عَلَيْهِ الْآنَ)) وَذَاكَ مِثْلُ قَوْلِهِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْقَلِيبِ يَوْمَ بَدْرٍ وَفِيهِ قَتْلٰى بَدْرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَهُمْ مَا قَالَ ((إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُونَ مَا أَقُولُ)) وَقَدْ وَهِلَ إِنَّمَا قَالَ ((إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ حَقٌّ)) ثُمَّ قَرَأَتْ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ يَقُولُ حِينَ تَبَوَّؤُا مَقَاعِدَهُمْ مِنَ النَّارِ

[2154] ۔عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا گیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کا

[2153] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی المغازی، باب: قتل ابو جهل برقم (٣٩٧٨) وابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: فی النوح (٣١٢٩) والنسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: النیاحة علی المیت ٤/ ١٧ انظر (التحفة) برقم (٧٣٢٤)

[2154] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی المغازی، باب: قتل ابو جهل برقم (٣٩٧٩) وبرقم (٣٩٨٠) وبرقم (٣٩٨١) والنسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: ارواح المومنین وغیرهم ٤/ ١١٠ و ١١١۔ انظر (التحفة) برقم (٧٣٢٣) وبرقم (١٦٨١٨)

یہ فرمان بیان کرتے ہیں کہ "میت کو اس کی قبر میں اس کے گھر والوں کے اس پر رونے کے سبب عذاب دیا جاتا ہے۔" تو انہوں نے کہا، ابن عمر رضی اللہ عنہ غلطی کر گئے (بھول کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بس یہ فرمایا تھا: "اسے اس کی غلطی یا گناہ کے سبب عذاب دیا جا رہا ہے۔ اور اس کے گھر والے اب اس پر رو رہے ہیں۔" اور یہ ان کے اس قول کی طرح ہے کہ آپ بدر کے دن، اس پرانے کنویں پر کھڑے ہوئے جس میں بدر میں قتل ہونے والے مشرکوں کی لاشیں تھیں، تو آپ نے انہیں جو بات کہی (یعنی هل وجدتم ما وعدتم، جس چیز کی تمہیں دھمکی دی جاتی تھی اس کو پالیا) یہ نہیں کہا کہ "میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، یہ سن رہے ہیں۔" اور آپ کی بات بتانے میں ابن عمر رضی اللہ عنہ غلطی کر گئے، آپ نے تو بس یہ کہا تھا (انہوں نے جان لیا ہے، میں انہیں جو کچھ بتایا کرتا تھا وہ حق ہے۔" پھر عائشہ رضی اللہ عنہا آیت پڑھی: "آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔" (نحل، آیت: ۸۰) "اور آپ قبر والوں کو نہیں سنا سکتے۔" (فاطر، آیت: ۲۲) آپ اس وقت کی خبر دے رہے ہیں جبکہ وہ آگ میں اپنے ٹھکانے بنا چکے ہیں۔

[2155] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَحَدِيثُ أَبِي أُسَامَةَ أَتَمُّ

[2155] یہی حدیث امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں لیکن ابواسامہ کی مذکورہ بالا حدیث زیادہ مکمل ہے۔

[2156] ۲۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِأَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهُ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى يَهُودِيَّةٍ يُبْكَى عَلَيْهَا فَقَالَ **((إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا))**

[2155] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢٨١)

[2156] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجنائز، باب: قول النبی ﷺ یعذب المیت ببعض بکاء اهله علیه برقم (١٢٨٩) والترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی الرخصة فی البکاء علی المیت برقم (١٠٠٦) والنسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: النیاحة علی المیت ٤/ ١٧ و ١٨ انظر (التحفة) برقم (١٧٩٤٨)

[2156] ۔عمرہ بنت عبدالرحمٰن بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، جبکہ انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول بتایا گیا کہ میت کو زندہ کے رونے کے سبب عذاب دیا جاتا ہے۔تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اللہ ابوعبد الرحمٰن کو معاف فرمائے۔ یقیناً انہوں نے جھوٹ نہیں بولا، لیکن وہ بھول گئے یا چوک گئے، بات صرف اتنی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی عورت جس پر رویا جا رہا تھا، کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ لوگ اس پر رو رہے ہیں، اور اسے قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔''

[2157] ۲۸۔(۹۳۳) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ الطَّائِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ أَوَّلُ مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ بِالْكُوفَةِ قَرظَةُ بْنُ كَعْبٍ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

[2157] ۔علی بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ کوفہ میں سب سے پہلے قرظہ بن کعب پر نوحہ کیا گیا، تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس پر نوحہ کیا گیا، قیامت کے دن اسے اس پر نوحہ کیے جانے کے سبب عذاب دیا جائے گا۔''

[2158] (. . .) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ الْأَسْدِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْأَسْدِيِّ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَهُ

[2158] مصنف نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث دوسرے استاد سے نقل کی ہے۔

[2159] (. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ ثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَهُ

[2159] امام صاحب نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث ایک اور استاد سے بیان کی ہے۔

فوائد :...... ❶ میت پر گھر والوں کے رونے کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں: (ا) پہلا قول یہ ہے کہ میت پر مطلقاً، بلا قید، عمومی طور پر رونا حرام ہے، جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول سے معلوم ہوتا ہے، یا اس

[2157] تقدم تخريجه في (المقدمة) باب: تغليظ الكذب على فانه من يكذب على يلج النار برقم (٥)

[2158] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢١٥٤)

[2159] تقدم تخريجه برقم (١٢٥٤)

صورت میں ممنوع ہے، جبکہ مرنے والے کے سامنے اس پر رویا جاتا ہے اور وہ روکنے کی قدرت کے باوجود نہیں روکتا، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضرت صہیب اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کو روکنے سے معلوم ہوتا ہے۔ (۲) دوسرا قول یہ ہے کہ رونا مطلقاً، میت کے لیے عذاب کا باعث نہیں بنتا کیونکہ یہ اس کا فعل نہیں ہے۔ دوسروں کے فعل کا اس سے کیسے مواخذہ کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے: ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہی تھا، بعض شوافع کا خیال بھی یہی ہے اور حضرت عائشہ کا خیال بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔اس لیے حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما نے بطورِ دلیل یہ آیت بھی پیش کی کہ الله اضحك وابكى ، اللہ ہی نے ہنسایا اور رلایا ہے، لیکن جمہور امت اور ائمہ کے نزدیک، حضرت عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی احادیث اور معارضہ میں پیش کی جانے والی آیات میں تضاد نہیں ہے، اور یہ روایت اور بھی کئی صحابہ سے ثابت ہے۔

اس لیے صحیح بات یہ ہے جیسا کہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مختلف روایات سے ثابت ہوتا ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایات بھی اس کی تصدیق کرتی ہیں کہ میت پر اس کے اعزہ واقارب اور دوست واحباب کا شدت غم وحزن کے سبب رنجیدہ اور غمگین ہونا اور اس کے نتیجہ میں ان کی آنکھوں سے آنسو بہنا اور اسی طرح گریہ کے بے اختیار دوسرے آثار کا نمودار ہونا ایک فطرتی امر ہے۔ اس پر مواخذہ نہیں ہے لیکن اس پر نوحہ اور ندبہ وعویل کرنا قابل مواخذہ ہے۔اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بعض جگہ ببعض البكاء ، بعض رونوں کا ذکر ہے بعض جگہ بمانیح علیہ ہے جواس پر نوحہ کیا گیا اور بعض جگہ يعول عليه حفصه و عول عليه صهيب کہ حفصہ اور صہیب ان پر بلند آواز سے روئے، تو حضرت عمر نے کہا المعول عليه يعذب ، جس پر چیخا ہے اور چلایا گیا ہے، اس کو عذاب ہوگا۔ گویا عذاب کا تعلق رونے سے نہیں یہ فطری چیز ہے، ممانعت کا تعلق زبان سے ہے کہ اس سے غلط قسم کے کلمات اور آواز نکلتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے زبان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تھا کہ ان الله لا يعذب بدمع العين و لا بحزن القلب ، کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے رنج وغم پر سزا نہیں دیتا۔ کیونکہ اس پر بندہ کا اختیار اور قابو نہیں۔ ولكن يعذب بهذا، زبان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ اس کی غلط روی، نوحہ دماتم، چیخ وپکار اور واویلا یا ندبہ دیتا ہے یا يرحم ، اس کی سلامت روی، دعا واستغفار امہ الترجاع (انا للہ پڑھنا) پر رحمت فرماتا ہے۔ ❷ جمہور امت کے نزدیک میت پر بین اور نوحہ کرنا، گریبان چاک کرنا، رخسار پیٹنا، سر پر خاک ڈالنا، میت کے عذاب میں اضافہ کا سبب تب بنتے ہیں جب میت کا ان میں دخل ہو یا وہ ان کا باعث اور سبب ہو یا داعیہ اور محرک ہو، جیسا کہ حضرت عائشہ کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے۔ ان الله يزيد الكافر عذابًا ببكاء اهله عليه کہ اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب میں اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب اضافہ کرتا ہے۔ کیونکہ کافر اس کا محرک یا باعث وسبب ہوتا ہے، اس کو قرآنِ مجید میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: ﴿وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ

﴿وَأَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ﴾ اور یہ لوگ اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ بھی۔
اور آپ نے ہرقل کو لکھا تھا: فان تولیت فانما علیك اثم الاریسیین . اگر تو نے ایمان لانے سے اعراض کیا تو تیری قوم کا گناہ بھی تجھ پر ہوگا۔ اس لیے امام بخاری کا نظریہ، یہ ہے کہ حضرت عمر، ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اقوال میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ ان باپ بیٹا کا تعلق اس میت سے ہے جس نے اپنے اہل وعیال کے لیے غلط نمونہ اور غلط طرز عمل چھوڑا کہ کان النوح من سنته ، کہ نوحہ کرنا، بین کرنا یا چیخنا چلانا اس کا وطیرہ اور رویہ تھا۔ اہل وعیال نے اس سے سیکھ کر یہ کام کیا، جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ قابیل کو ہر قتل کے گناہ سے حصہ ملتا ہے لانـه اول من سن القتل کہ قتل کا طریقہ سب سے پہلے اس نے نکالا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ جب اہل وعیال کے غلط طور طریقہ اور غلط وطیرہ میں، میت کا دخل نہیں ہے تو لا تــزر وازرة وزر اخـرى کے اصول کے مطابق، میت کو عذاب کیسے دیا جائے گا۔ اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا، وہ غلطی کر گئے یا بھول گئے یا انہوں نے مکمل حدیث نہیں سنی، بقول امام قرطبی درست نہیں ہے۔ کیونکہ دونوں اقوال میں تعارض نہیں۔ (۲) لیکن اکثر علماء کا خیال ہے کہ عذاب اس صورت میں ہے جبکہ مرنے والا خود رونے اور نوحہ وماتم کرنے کی وصیت کر گیا ہو، جیسا کہ عربوں میں اس کا رواج تھا۔ (۳) بعض حضرات کا خیال ہے عذاب اس صورت میں ہوگا، جب اس کے خاندان اور قوم وقبیلہ میں مرنے والے پر نوحہ اور ماتم کرنے کا رواج ہو اور اس نے کبھی ان کو اس کام سے روکا نہ ہو، یعنی ان کی تعلیم وتربیت میں کوتاہی کی ہو، اور نہ ہی مرتے وقت انہیں اس کام سے روکا ہو۔ (۴) گھر والے جن افعال یا محاسن اور خوبیوں کو یاد کر کے رو رہے ہیں، وہی افعال اور کارنامے اس کے عذاب کا باعث بنتے ہیں، کیونکہ جاہلیت کے دور میں لوگ قتل وغارت، اغواء، اور دہشت گردی کا ارتکاب کرتے تھے اور رونے والے انہیں برے افعال کا نام لے کر اس پر روتے تھے، یعنی وہ ریاست وسرداری جس کے بل بوتے پر لوگوں پر ظلم وستم ڈھایا تھا اور وہ شجاعت وبسالت جس کی بنا پر لوگوں کی عزت ومال لوٹا کرتا تھا، وہ محاسن اور خوبیاں شمار کر کے نوحہ کیا جاتا تھا۔ (۵) تعذیب سے مراد، گھر کے افراد کے ندبہ کرنے پر فرشتوں کا سرزنش اور توبیخ کرنا مراد ہے، کہ جب نوحہ کرنے والی کہتی ہے، واعضداہ ہائے میرے بازو، وانـا صراہ ہائے میرے معاون ومددگار واکـا سیاہ ہائے مجھے لباس پہنانے والے تو فرشتے میت سے کہتے ہیں کیوں جناب آپ ایسے ہی تھے؟ (۶) جب مرنے والے کے احباب اور رشتہ دار، میت پر روتے پیٹتے اور نوحہ، بین کرتے ہیں، تو میت کو ان کے انہیں غلط کاموں سے تکلیف اور اذیت پہنچتی ہے۔ قاضی عیاض اور ابن قیم وغیرہا نے اس توجیہ کو پسند کیا ہے۔ ❸ بدر کے کنویں میں مشرکوں کی لاشوں کا آپ کی بات سننا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما غلطی کھا گئے ہیں یا بھول گئے ہیں۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا۔ انهـم یسمعون ما اقول کہ میری بات سن رہے ہیں۔ لیکن جمہور امت نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے کیونکہ دوسرے صحابہ سے بھی یہ مروی ہے حضرت خود

تسلیم کر رہے ہیں آپ نے فرمایا "یعلمون ما اقول" گویا "یسمعون" کے الفاظ نہیں فرمایا اور انك لا تسمع الموتی کا مطلب ہے کہ آپ کے سنانے کا اب ان کو کوئی فائدہ نہیں ہے، کیونکہ وہ دار العمل سے نکل چکے ہیں اور آپ کا تبلیغ ووعظ کا ان سے تعلق ختم ہو چکا ہے، اس لیے صحابہ کرام نے آپ سے عرض کیا تھا، یا رسول اللہ تخاطب قوما قد جیفوا، اے اللہ کے رسول آپ ایسے لوگوں سے مخاطب ہیں جو لاشیں بن چکے ہیں، اور ظاہر بات ہے اسباب عادیہ یا وسائل طبیعہ کی رو سے کسی انسان کے بس میں نہیں ہے کہ وہ مردوں کو اپنی بات سنا سکے، لیکن اللہ تعالیٰ اسباب ظاہریہ اور عادیہ کا پابند نہیں ہے وہ مسبب الاسباب ہے، وہ پوشیدہ اور باطنی اسباب پیدا کر لیتا ہے جو عام اسباب کے خلاف ہوتے ہیں اس لیے قانون اور ضابطہ یہی ہے کہ ہم مردوں کو نہیں سنا سکتے، لیکن ان اللہ یسمع من یشاء اللہ تعالیٰ جسے چاہے سنا سکتا ہے اور وما انت بمسع من فی القبور، آپ قبر والوں کو نہیں سنا سکتے، اور یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی بات سنا دی۔ وہ تو آسمان وزمین کو بات سنا دیتا ہے، اور اس نے تمام انسانوں کو اس دنیا میں آنے سے پہلے اپنی بات سنا دی تھی، وہ مردوں کو زندوں کے جوتوں کی آہٹ سنا دیتا ہے، اگر اس نے اپنے رسول کی بات سنا دی تو اس میں کیا استحالہ ہے اس لیے قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر کے اپنے نبی کی بات سنا دی، اس لیے آپ نے صحابہ کرام کو جواب دیا تھا۔

ما انتم باسمع لما اقول منھم: تم میری بات ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو، اس لیے خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی طرح یہ الفاظ مروی ہیں کہ ما انتم باسمع لما اقول منھم، اس لیے قرآن مجید نے سنانے کی نفی کی ہے سننے کی نفی نہیں کی۔ لیکن مردوں سے استغاثہ کرنا ان کو پکارنا اور ان سے دعا کی اپیل کرنا جائز نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ تو ہمارے کام ہیں اللہ کا فعل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سنانے سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ وہ ہماری بات بھی سنتے ہیں، کیونکہ ہمارا نہ سنا سکنا ایک اصول اور ضابطہ ہے، جس سے استثناء بغیر کسی دلیل اور نص کے ممکن نہیں ہے بس جس چیز کے اللہ کے سنانے کی صراحت ہے وہ مان لیں گے۔

۱۰...... بَابُ: التَّشْدِيدِ فِي النِّيَاحَةِ

باب ۱۰: نوحہ کرنے کے بارے میں سختی

[2160] ۲۹-(۹۳۴) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ نَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ ح و حَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَاللَّفْظُ لَهُ أَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ نَا أَبَانُ قَالَ نَا يَحْيَى أَنَّ زَيْدًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَّامٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا

[2160] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۱۶۸)

مَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُونَهُنَّ الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالْاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ وَالنِّيَاحَةُ)) وَقَالَ النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ

[2160] ۔حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں چار عادتیں جاہلیت کے کاموں میں سے ہیں، جن کو وہ ترک نہیں کریں گے، حسب ونسب پر فخر کرنا، دوسروں کے نسب پر طعن کرنا، ستاروں کے سبب بارش ماننا اور نوحہ کرنا۔'' اور آپ نے فرمایا: ''اگر بین کرنے والی، اپنی موت سے پہلے توبہ نہیں کرے گی تو قیامت کے دن اسے اس حالت میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر گندھک کا پیرہن اور کھجلی (خارش) کی قمیص ہوگی۔

فائدہ :...... امت میں چار عادات واطوار، جاہلیت کے اطوار وعادات سے کسی نہ کسی شکل میں باقی رہیں گی مجموعی حیثیت سے تمام لوگ ان سے باز نہیں آئیں گے، اگرچہ بہت سے لوگ ان سے بچ جائیں گے، اور آپ کی یہ پیش گوئی، حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔ لوگ اپنے حسب ونسب پر فخر کرتے ہیں اور دوسرے کے حسب ونسب پر طعن کرتے ہیں۔ حالانکہ کسی خاندان میں پیدا ہونا انسان کا ذاتی اور اکتسابی کمال یا خوبی نہیں ہے، اگر دنیوی طور پر اللہ تعالیٰ نے کسی کو اعلیٰ خاندان میں پیدا کر دیا ہے تو یہ اس کا احسان وکرم ہے جو شکر وسپاس کا تقاضا کرتا ہے نہ کہ فخر وگھمنڈ کے لائق ہے، اور بہت سی قوموں میں یہ عقیدہ موجود ہے کہ فلاں ستارہ فجر کے وقت مغرب میں ڈوبتا ہے اور اس کے مقابلہ میں دوسرا مشرق میں طلوع ہوتا ہے، اور یہ اس کے طلوع وغروب کا نتیجہ ہے کہ بارش اترتی ہے۔ حالانکہ بارش کے نزول میں اس کا کوئی دخل نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اسے ایک علامت قرار دیا جاسکتا ہے جس سے بارش کا ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ اس طرح بعض خاندانوں میں نوحہ کرنا اور سینہ کوبی کرنا یا ندبہ کرنا عام ہے، بلکہ دینی گھرانے بھی اس لعنت سے محفوظ نہیں ہیں، جبکہ اس کی سزا اس قدر سنگین ہے کہ نوحہ کرنے والی کے تمام جسم پر خارش اور کھجلی مسلط کی جائے گی۔ اعاذنا الله منها.

[2161] (...) و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ أَنَّهَا سمعت

[2161] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: ما ينهى من النوح والبكاء والزجر عن ذلك برقم (١٣٠٥) وفي باب: من جلس عند المصيبة يعرف فيه الحزن برقم (١٢٩٩) وفي المغازي، باب: غزوة موتة من ارض الشام برقم (٤٢٦٣) وابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: الجلوس عند المصيبة برقم (٣١٢٢) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: النهي عن البكاء على الميت ٤/ ١٤ و ١٥ ـ انظر (التحفة) برقم (١٧٩٣٢)

عَائِشَةَ تَقُولُ لَمَّا جَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعْرَفُ فِيهِ الْحُزْنُ قَالَتْ وَأَنَا أَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ شَقِّ الْبَابِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَائَهُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَذْهَبَ فَيَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ فَأَتَاهُ فَذَكَرَ أَنَّهُنَّ لَمْ يُطِعْنَهُ فَأَمَرَهُ الثَّانِيَةَ أَنْ يَذْهَبَ فَيَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ غَلَبْنَنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ قَالَتْ فَزَعَمَتْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اذْهَبْ فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ)) قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ أَرْغَمَ اللّٰهُ أَنْفَكَ وَاللّٰهِ مَا تَفْعَلُ مَا أَمَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْعَنَاءِ

[2161]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر پہنچی، تو رسول اللہ ﷺ اس طرح بیٹھے کہ آپ پر غم کے آثار محسوس ہو رہے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں دروازے کی دراڑ یا جھری سے دیکھ رہی تھی، تو آپ کے پاس ایک آدمی آ کر کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! جعفر کے خاندان کی عورتیں رو رہی ہیں، آپ نے فرمایا: ''جاؤ جا کر انہیں روکو۔'' وہ گیا اور واپس آ کر کہنے لگا، وہ اس کی بات نہیں مان رہی ہیں، آپ نے اسے دوبارہ حکم دیا کہ ''جا کر انہیں منع کرو۔'' وہ گیا اور پھر واپس آ کر کہا، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! وہ تو ہم پر غالب آ گئی ہیں (بات مان نہیں رہی ہیں۔) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیال ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور ان کے منہ میں مٹی ڈال دو۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں نے خود کلامی کی کہ اللہ تعالیٰ تیری ناک خاک آلود کرے (تمہیں ذلیل وخوار کرے) اللہ کی قسم! تم وہ کام کر نہیں سکتے ہو، جس کا رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دے رہے ہیں، اور آپ کو بار بار بتا کر) آپ کو مشقت میں ڈالنے سے باز نہیں آتے ہو۔

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جعفر کی رشتہ دار عورتیں، فطرتی اور طبعی رونے سے بلند آواز سے رو رہی تھیں اور شدت غم وحزن کی بنا پر انہیں اس کا احساس نہیں ہو رہا تھا۔ اس لیے وہ دوسرے کے روکنے پر بھی باز نہیں آ رہی تھیں، اور آپ شدت غم کے باوجود، اللہ تعالیٰ کی مشیت پر راضی تھے اور اپنے تین عزیز اور محبوب ساتھیوں کی شہادت پر دینی اور شرعی امور کی پاسداری فرما رہے تھے، در آخر کار بتانے والے کو قوت کے استعمال کا حکم دیا کہ انہیں زبردستی روکو، ان کے منہ میں مٹی ڈال دو، لیکن وہ اس قدر جرأت اور ہمت نہیں کر سکتا تھا، اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواہش کی کہ وہ آپ کو بار بار بتانے سے باز آ جائے، جس سے معلوم ہوتا ہے، وہ صرف آواز ہی بلند کر رہی تھیں، بین وغیرہ نہیں کر رہی تھیں، وگرنہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کو روکتے، اور اس آدمی کا مقصد سد ذریعہ تھا کہ یہ کہیں بین ہی نہ شروع کر دیں۔

[2162] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ ح و حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالصَّمَدِ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَمَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْعِيِّ

[2162] امام صاحب نے مذکورہ بالا حدیث اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی بیان کی ہے، جس میں ایک راوی عبدالعزیز من العناء کی بجائے من العی کہتا ہے، معنی ایک ہی ہے (عناء مشقت اور تکان کو کہتے ہیں اور عی کا معنی بھی یہی ہے یعنی تم رسول اللہ ﷺ کو مشقت اور تھکاوٹ میں ڈالنے سے باز نہیں آئے۔)

[2163] ۳۱-(۹۳۶) حَدَّثَنِي أَبُوالرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ الْبَيْعَةِ أَلَّا نَنُوحَ فَمَا وَفَتْ مِنَّا امْرَأَةٌ إِلَّا خَمْسٌ أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ امْرَأَةُ مُعَاذٍ أَوْ ابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ

[2163]۔حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت کے ساتھ یہ عہد بھی لیا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی لیکن ہم میں کسی عورت نے پانچ عورتوں، ام سلیم، ام العلاء، معاذ رضی اللہ عنہ کی بیوی ابوسبرہ کی بیٹی معاذ کی بیوی، یا ابوسبرہ کی بیٹی اور معاذ رضی اللہ عنہ کی بیوی کے سوا کسی نے اس عہد کا حق ادا نہیں کیا۔

فائدہ:......ابوسبرۃ کی بیٹی الگ عورت ہے۔ کیونکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی بیوی کا نام تو ام عمرو بنت خلاد رضی اللہ عنہا ہے، اور پانچویں عورت خود ام عطیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ام عطیہ کے ساتھ بیعت کرنے والی عورتوں میں سے انہیں پانچ نے اس عہد کا پورا پورا حق ادا کیا۔ اور ان کے علاوہ اور بے شمار مسلمان عورتوں نے بھی نوحہ ترک کر دیا تھا۔ لیکن کچھ عورتیں ان میں کچھ کمزوری تھی۔

[2164] ۳۲-(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا أَسْبَاطٌ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْبَيْعَةِ أَلَّا تَنُحْنَ فَمَا

[2162] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢١٥٨)

[2163] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: ما ينهى من النوح والبكاء والزجر عن ذلك برقم (١٣٠٦) والنسائي في (المجتبى) في البيعة، باب: بيعة النساء ٧/ ١٤٩ مختصرا انظر (التحفة) برقم (١٨٠٩٧)

[2164] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٨١٤٠)

وَفَتْ مِنَّا غَيْرُ خَمْسٍ مِنْهُنَّ أُمُّ سُلَيْمٍ

[2164] ۔حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت میں یہ عہد بھی لیا تھا کہ ہم بین نہیں کریں گی، مگر ہم میں سے پانچ کے سوا، جن میں ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی داخل ہیں، کسی اور عورت نے اس کا صحیح حق ادا نہیں کیا۔ (مراد بیعت کرنے والی عورتوں میں سے پانچ ہیں، کل پانچ عورتیں مراد نہیں ہیں۔)

[2165] ۳۳۔(۹۳۷) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ نَا عَاصِمٌ عَنْ حَفْصَةَ

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ قَالَتْ كَانَ مِنْهُ النِّيَاحَةُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِلَّا آلَ فُلَانٍ فَإِنَّهُمْ كَانُوا أَسْعَدُونِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا بُدَّ لِي مِنْ أَنْ أُسْعِدَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِلَّا آلَ فُلَانٍ))

[2165] ۔حضرت امّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورۃ ممتحنہ کہ یہ آیت اتری: ''عورتیں آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، اور آخر میں ہے اور کسی نیک کام میں آپ کی مخالفت نہیں کریں گی۔'' (آیت: ۱۲) وہ بتاتی ہیں (باز رہنے والی چیزوں میں) نوحہ بھی داخل تھا۔ تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول! فلاں خاندان کے سوا، کیونکہ انہوں نے جاہلیت کے دور میں نوحہ کرنے میں میرے ساتھ تعاون کیا تھا۔ اس لیے میرے لیے ان کے تعاون کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فلاں شخص کا خاندان مستثنیٰ ہے۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض کام ناجائز ہوتے ہیں لیکن اللہ کا رسول چونکہ اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے اس لیے وہ اللہ کی منشا اور مرضی کے مطابق، بعض لوگوں کو وقتی طور پر اس کام کے کرنے کی اجازت دے دیتا ہے اور اس وقتی اجازت کے بعد وہ انسان بھی دوسروں کے ساتھ اس حکم میں شریک ہوتا ہے، لیکن اس وقتی اجازت کا یہ معنی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مستقل طور پر یہ اختیار دے دیا ہے کہ آپ عمومی احکام میں سے جس فرد کو چاہیں خاص کرلیں، بلکہ یہ کام آپ ﴿لتحكم بين الناس بما اراك الله﴾ (النساء: ۱۰۵) تاکہ آپ لوگوں میں اس کے مطابق فیصلہ کریں، جو بات اللہ تعالیٰ نے آپ کو سوجھائی ہے اصول کے مطابق کرتے ہیں اس لیے اگر آپ کا کوئی فیصلہ یا حکم اللہ تعالیٰ کی منشاء ومرضی کے مطابق نہ ہوتا، تو فوراً آپ کو آگاہ کردیا جاتا تھا۔

[2165] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۸۱۲۹)

اور اللہ کا رسول اللہ تعالیٰ کا فرستادہ اور نمائندہ ہوتا ہے، اس لیے اس کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم متصور ہوتا ہے۔ اس لیے فرمایا: ﴿من یطع الرسول فقد اطاع الله﴾ (النساء: ۸۰) ''جو رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔'' اس لیے آپ نے بعض احکام قرآن سے زائد اور مستقل دیئے ہیں۔ جن کا بعض حضرات نے حیلوں بہانوں سے انکار کیا ہے۔ مثلاً آپ کا ایک شاہد (گواہ) کی موجودگی میں مدعی سے قسم لینا، دودھ روکے ہوئے جانور کو دو صاع کھجور دے کر، جانور کے مالک کو واپس کرنا، آپ کا نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا وغیرہ بے شمار احادیث ہیں، جن کو یہ حضرات ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

۱۱...... بَابُ: نَهْيِ النِّسَاءِ عَنْ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

باب ۱۱: عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانے سے منع کرنا

[2166] ۳۴۔(۹۳۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ انَا أَيُّوبُ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ كُنَّا نُنْهٰى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا

[2166]۔ حضرت امّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمیں جنازہ کے ساتھ جانے سے منع کیا جاتا تھا۔ مگر اس کی تاکید نہیں کی جاتی تھی۔

[2167] ۳۵۔(. . .) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ ح وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا

[2167]۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے روکا گیا، لیکن ہمیں تاکید نہیں کی گئی، سختی سے نہیں روکا گیا۔

فائدہ:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں حکم ونہی کا فیصلہ آپ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے عورتوں کو جنازوں سے روکنے کا فرمان آپ نے ہی صادر فرمایا۔ لیکن ممانعت کی اصل وجہ یہ ہے کہ جنازوں کو لے جانا اور دفن کرنا، طاقت وہمت اور حوصلہ کے کام ہیں۔ عورتیں نرم دل اور صنف نازک ہونے کی وجہ سے یہ کام نہیں کر سکتیں، نیز مردوں کے ساتھ اگر انہیں جانے کی اجازت ہو، تو پھر اس میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط اور میل جول ہوگا، جو

[2166] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۸۰۹۸)

[2167] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيض، باب: الطيب للمراة عند غسلها من المحيض برقم (۳۱۳) بلفظ قريب منه۔ وابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في اتباع الجنائز برقم (۱۵۷۷) انظر (التحفة) برقم (۱۸۱۳۹)

شریعت کے احکام اوراس کی حدود کے منافی ہے۔اس لیے عورتوں کو جنازوں کے ساتھ جانے سے روک دیا گیا، ہاں اگر بعض باہمت اور حوصلہ مند عورتیں، کسی مجبوری کے سبب، یا جزع فزع اور اختلاط سے بچ کر کبھی چلی جائیں، تو اس کی گنجائش ہے۔لیکن اس سے سب کے جانے کی اجازت کشید نہیں کی جائے گی اور سب کو جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

۱۲...... بَابُ: فِيْ غَسْلِ الْمَيِّتِ

باب ۱۲: میت کوغسل دینا

[2168] ۳۶-(۹۳۹) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ ((اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقٰى إِلَيْنَا حَقْوَهُ فَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ))

[2168]۔حضرت امّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، جبکہ ہم آپ کی صاحبزادی کوغسل دے رہی تھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا اگر تم اس سے زائد بار مناسب سمجھو، پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری بار میں کافور ڈال دینا یا کچھ کافور ڈال دینا اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرنا اور جب ہم فارغ ہوگئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع دی، تو آپ نے ہمیں اپنی تہبند دی اور فرمایا اس کو اس کے جسم کا شعار بناؤ یعنی جسم کے گرد لپیٹ دو۔

فوائد:...... ❶ جمہور کے نزدیک میت کوغسل دینا فرض ہے، کوفیوں، اہل ظاہر اور امام مزنی کے نزدیک تین دفعہ غسل دینا واجب ہے اور اس سے زائد، پانچ یا سات دفعہ ضرورت کے تحت ہے۔اکثر ائمہ کے نزدیک غسل ایک تعبدی حکم ہے، جس کی فلاسفی اور حکمت معلوم نہیں ہے، یا نظافت اور صفائی ستھرائی کے لیے ہے۔میت نجس (پلید)

[2168] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: غسل الميت ووضوئه بالماء والسدر برقم (۱۲۵۳) وفي باب: ما يستحب ان يغسل وترا برقم (۱۲۵٤) وباب: يجعل الكافور في الاخيرة برقم (۱۲۵۸) وباب نقض شعر المراة برقم (۱۲٦۰) وابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: كيف غسل الميت برقم (۳۱٤۲ و ۳۱٤٦) والنسائي في (المجتبى من السنن) ٤/ ۲۸-۲۹ في الجنائز، باب: غسل الميت بالماء والسدر ٤/ ۳۱- وفي باب غسل الميت اكثر من خمس ٤/ ۳۱- وفي باب: غسل الميت اكثر من سبعة ٤/ ۳۱- وفي باب: الكافور في غسل الميت ٤/ ۳۲- وفي باب الاشعار ٤/ ۳۳- وابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في غسل الميت برقم (۱٤۵۸) وفي باب: ما جاء في غسل الميت برقم (۱٤۵۹) انظر (التحفة) برقم (۱۸۰۹٤)

نہیں ہوتی، وگرنہ پانی اور بیری کے پتوں سے پاکیزگی اور طہارت حاصل نہ ہوتی، لیکن احناف کے نزدیک موت سے انسان پلید ہوگیا، جس طرح وہ تمام حیوانات جن میں خون ہے۔ مرنے سے پلید ہوجاتے ہیں۔ لیکن یہ بات صحیح حدیث کے خلاف ہے کیونکہ آپ کا فرمان ہے: "المومن لا ینجس" (بخاری) ❷ میت کو آخری غسل دیتے وقت پانی میں کافور ڈالا جائے گا، یا غسل سے فراغت کے وقت اس پر کافور چھڑک دیا جائے گا۔ ❸ آپ ﷺ نے غسل سے فراغت کے بعد اپنے جسم اطہر سے تہبند اتار کر دی تاکہ اس کو میت کے جسم پر لپیٹ دیا جائے۔ اس سے آثار صالحین سے تبرک حاصل کرنے پر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے سوا کسی کے آثار سے تبرک حاصل نہیں کیا، وگرنہ آپ کے بعد کم از کم خلفائے راشدین کے آثار سے ہی صحابہ کرام تبرک حاصل کرتے، اس لیے یہ آپ ہی کا خاصہ اور امتیاز ہے، اس لیے آپ کے ساتھ خاص ہے۔

[2169] ٣٧-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ

[2169]۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے آپ کی صاحبزادی کے بالوں کی تین چوٹیاں کردیں۔

[2170] ٣٨-(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ح وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا حَمَّادٌ ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ كُلُّهُمْ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تُوُفِّيَتْ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَتْ أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتْ ابْنَتُهُ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ

[2170]۔ امام صاحب یہی روایت اپنے کئی دوسرے اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ امّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی فوت ہوگئی، ام عطیہ کی روایت میں ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم آپ ﷺ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں اور امام مالک کی روایت میں ہے، وہ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے جس وقت آپ کی بیٹی فوت ہوگئی جیسا کہ یزید بن زریع کی حدیث ہے۔

[2169] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: کیف غسل المیت برقم (٣١٤٣) والنسائی فی (المجتبی) ٣/ فی الجنائز، باب: الکافور فی غسل المیت ٤/ ٣٢۔ انظر (التحفة) برقم (١٨١٣٣)

[2170] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق (٢١٦٥)

[2171] ۳۹۔(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ بِنَحْوِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ)) إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ وَجَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ

[2171] ۔امام صاحب نے ایک دوسری سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے، جس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ یا اگر تم مناسب خیال کرو تو اس سے زیادہ دفعہ۔'' ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ہم نے اس کے سر کی تین زلفیں کر دیں۔

[2172] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ وَأَنَا أَيُّوبُ قَالَ وَقَالَتْ حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا قَالَ وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ

[2172] حضرت امّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں (آپ ﷺ نے فرمایا) اسے طاق مرتبہ غسل دو، تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم نے اس کے بالوں میں کنگھی کر کے ان کے تین مجموعے بنا دیئے۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا غسل طاق مرتبہ دینا بہتر ہے۔ اگرچہ ضرورت کے مطابق وہ تین دفعہ یا پانچ دفعہ سے زائد ہی ہو۔

[2173] ۴۰۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ عَمْرٌو نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ أَبُومُعَاوِيَةَ قَالَ نَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا وَّاجْعَلْنَ فِي الْخَامِسَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُورٍ فَإِذَا غَسَلْتُنَّهَا فَأَعْلِمْنَنِي)) قَالَتْ فَأَعْلَمْنَاهُ فَأَعْطَانَا حَقْوَهُ وَقَالَ ((أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ))

[2171] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجنائز، باب: ما يستحب ان يغسل وترا برقم (١٢٥٤) وفی باب: من يجعل الكافور فی الاخير (١٢٥٨) وابن ماجه والنسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: ما جاء فی غسل الميت (١٤٥٩) انظر (التحفة) برقم (١٨١١٥)

[2172] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجنائز، باب: ما يستحب ان يغسل وترا برقم (١٢٥٤) بلفظ قريب منه، وفی باب: يجعل الكافور فی آخره برقم (١٢٥٩) مختصرا۔ وفی باب: نقض شعر المراة برقم (١٢٦٠) والنسائی فی (المجتبی) ٤/ ٣٠ فی باب: نقض راس الميت وفی باب: الكافور فی غسل الميت ٤/ ٣٢ انظر (التحفة) برقم (١٨١١٦)

[2173] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨١٣٠)

[2173]۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی (بڑی) بیٹی زینب رضی اللہ عنہا فوت ہوگئیں، تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''اسے طاق مرتبہ غسل دو، تین دفعہ یا پانچ دفعہ اور پانچویں دفعہ اس میں کافور یا کافور کا کچھ حصہ ڈال دینا، اور جب تم غسل دے چکو تو مجھے اطلاع دینا۔'' ہم نے آپ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ نے ہمیں اپنی تہبند دی اور فرمایا: ''اس کو اس کے جسم کے ساتھ ملا دو۔''

[2174] ٤١۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ انا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ إِحْدٰى بَنَاتِهِ فَقَالَ ((اغْسِلْنَهَا وِتْرًا خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ)) بِنَحْوِ حَدِيثِ أَيُّوبَ وَعَاصِمٍ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قَالَتْ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ أَثْلَاثٍ قَرْنَيْهَا وَنَاصِيَتَهَا

[2174]۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جبکہ ہم آپ کی کسی ایک بیٹی کو غسل دے رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے طاق مرتبہ غسل دو، پانچ دفعہ یا اس سے زائد۔'' جیسا کہ ایوب اور عاصم کی حدیث ہے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ ہم نے اس کے بالوں کے تین حصے کر دیے، دونوں کنپٹیوں کی طرف اور ایک پیشانی کی طرف۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے بالوں کے تین گیسو بنا کر، دو سر کے دونوں طرف اور ایک سامنے ڈال دیا جائے گا۔ لیکن بخاری شریف کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی دوسری بیٹی کے تینوں گیسو پیچھے ڈالے گئے تھے۔ اس لیے امام شافعی، اور احمد کے نزدیک تینوں گیسو پیچھے ڈالے جائیں گے اور بقول حافظ ابن حجر احناف کے نزدیک بال کھلے چھوڑ کر سامنے اور پیچھے منتشر طور پر ڈالے جائیں گے اور بقول امام عینی دو گیسو کر کے سامنے سینے پر ڈالے جائیں گے۔ لیکن یہ دونوں قول صریحاً حدیث کے خلاف ہیں۔

[2175] ٤٢۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ

[2174] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: يلقى شعر المراة خلفها برقم (١٢٦٣) والترمذي في (جامعه) في الجنائز، باب: ما جاء في غسل الميت برقم (٩٩٠) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: غسل الميت وترا (٤/ ٣٠) انظر (التحفة) برقم (١٨١٣٥)

[2175] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: التيمن في الوضوء والغسل برقم (١٦٧) وفي الجنائز، باب: ابدوا في ميامن الميت برقم (١٢٥٥) وباب: مواضع الوضوء من ←

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَيْثُ أَمَرَهَا أَنْ تَغْسِلَ ابْنَتَهُ قَالَ لَهَا ((ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا))

[2175] ۔حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے آپ ﷺ کی بیٹی کو غسل دینے کا حکم دیا تو فرمایا: ''دائیں طرف سے اور وضو کی جگہوں سے غسل دینا شروع کرنا۔''

[2176] ۴۳۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ حَفْصَةَ

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُنَّ فِي غَسْلِ ابْنَتِهِ ((ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا))

[2176] ۔حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کے غسل کے وقت فرمایا تھا: ''اس کے دائیں اطراف اور وضوء کی جگہوں سے آغاز کرنا۔''

فائدہ:......میت کو غسل دیتے وقت، سب سے پہلے اسے وضو کرایا جائے گا۔ اور وضو کے لیے عام طور پر استنجا کی ضرورت بھی ہوتی ہے اس لیے پیٹ صاف کر کے، استنجا کروانے کے بعد وضو کرایا جائے گا اور نہلاتے وقت بھی دائیں طرف سے شروع کیا جائے گا اور پھر اسے حسب ضرورت طاق دفعہ غسل دیا جائے گا۔

۱۳...... بَابٌ: فِي كَفَنِ الْمَيِّتِ

باب: ۱۳ میت کا کفن

[2177] ۴۴۔(۹۴۰) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُوكُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَ يَحْيٰى أَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ

← الميت برقم (۱۲۵٦) وابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: كيف غسل الميت برقم (۳۱٤٥) والترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی غسل الميت برقم (۹۹۰) والنسائی فی (المجتبى) فی الجنائز، باب: ميامن الميت ومواضع الوضوء منه ٤/ ۳۰ انظر (التحفة) برقم (۱۸۱۲٤)

[2176] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (۲۱۷۲)

[2177] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجنائز، باب: اذا لم يجد كفنا الا ما يوارى راسه او قدميه غطى راسه برقم (۱۲۳٦) واخرجه فی مناقب الانصار، باب: هجرة النبی ﷺ واصحابه الى المدينة برقم (۳۸۹۷) وبرقم (۳۹۱٤) وفی المغازی، باب غزوة احد برقم ←

عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ نَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ شَيْءٌ يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا نَمِرَةٌ فَكُنَّا إِذَا وَضَعْنَاهَا عَلَى رَأْسِهِ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا وَضَعْنَاهَا عَلَى رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((ضَعُوهَا مِمَّا يَلِي رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ الْإِذْخِرَ)) وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدُبُهَا

[2177]۔حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ کی راہ میں اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہجرت کی، اور ہمارا اجر وثواب اللہ کے ذمہ ثابت ہوگیا، اور ہم میں سے کچھ لوگ اگلے جہاں اس حال میں گئے کہ انہوں نے (دنیا میں) اپنا کچھ اجر حاصل نہیں کیا، یعنی ان کے دور میں فتوحات کے نتیجہ میں مال و دولت اور آرام وآسائش میسر نہ تھی انہیں میں مصعب بن عمیر بھی ہیں، وہ احد کے دن شہید ہوئے اور انہیں کفن دینے کے لیے ایک دھاری دار چادر کے سوا کچھ نہ ملا اور ہم جب اس چادر کو ان کے سر پر رکھتے، ان کے پاؤں کھل جاتے اور جب ہم اسے ان کے پیروں پر رکھتے تو سر کھل جاتا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اس کے سر کے قریب رکھو، اور اس کے پیروں پر اذخر گھاس ڈال دو۔''
اور ہم میں سے بعض کے پھل پک چکے ہیں، (انہیں مال و دولت کی فراوانی حاصل ہے) اور وہ انہیں (پھلوں کو) چن رہا ہے، اسے ہر قسم کی سہولت وآسائش حاصل ہے۔

فائدہ:......اگر حالات کی تنگی وترش کی بنا پر کپڑوں کے حصول میں دقت ہو، تو ضرورت اور مجبوری کے تحت ایک کپڑے کا کفن درست ہے اور وہ کپڑا بھی اگر تنگ ہو تو سر کو ڈھانپا جائے گا اور پاؤں کی طرف کوئی گھاس پھوس ڈال دیا جائے گا۔ ہجرت کے ابتدائی دور میں مسلمان تنگ دست اور مفلوک الحال تھے، بعد میں فتوحات کی برکات کے نتیجہ میں مال و دولت اور خدم وحشم کی ریل پیل ہوگئی اور مسلمانوں کو ہر قسم کی سہولتیں اور آسائش میسر آ گئیں اور یہ جہاد کی دنیوی برکت تھی۔ اور آخرت میں یقیناً اجر وثواب اس سے کئی گنا زیادہ ہوگا۔

←(٤٠٤٧) واخرجه فی باب: من قتل من المسلمین یوم احد برقم (٤٠٨٢) وفی الرقاق، باب: ما یحذر من زهرة الدنیا والتنافس فیها برقم (٦٤٣٢) وفی باب: فضل الفقر برقم (٦٤٤٨) وابو داود فی (سننه) فی الوصایا، باب: ما جاء فی الدلیل علی ان الکفن من جمیع المال برقم (٢٨٧٦) والترمذی فی (جامعه) فی المناقب، باب: فی مناقب مصعب بن عمیر رضی اللّٰه عنه برقم (٣٨٥٣) والنسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: القمیص فی الکفن ٤/ ٣٩ انظر (التحفة) برقم (٣٥١٤)

[2178] (. . .) وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح و حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[2178] امام صاحب نے یہی روایت اپنے کئی دوسرے اساتذہ سے بیان کی ہے۔

[2179] ٤٥-(٩٤١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُفِّنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ أَمَّا الْحُلَّةُ فَإِنَّمَا شُبِّهَ عَلَى النَّاسِ فِيهَا أَنَّهَا اشْتُرِيَتْ لَهُ لِيُكَفَّنَ فِيهَا فَتُرِكَتِ الْحُلَّةُ وَكُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ فَأَخَذَهَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَأَحْبِسَنَّهَا حَتّٰى أُكَفَّنَ فِيهَا نَفْسِي ثُمَّ قَالَ لَوْ رَضِيَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ لَكَفَّنَهُ فِيهَا فَبَاعَهَا وَتَصَدَّقَ

[2179]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سحول بستی کی بنی ہوئی تین سفید سوتی چادروں میں کفن دیا گیا، ان کپڑوں میں نہ قمیص (کرتا) تھی اور نہ عمامہ (پگڑی) اور رہا حلہ (چادروں کا جوڑا) تو اس کے بارے میں لوگوں کو اشتباہ پیدا ہوگیا، آپ ﷺ کے کفن کے لیے اسے خریدا گیا تھا۔ پھر حلہ چھوڑ دیا گیا اور آپ کو تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا اور اس حلہ کو عبداللہ بن ابی بکر نے لے لیا اور کہا میں اس کو اپنے کفن کے لیے روک کر رکھوں گا۔ پھر کہنے لگا، اگر اللہ تعالیٰ اسے اپنے نبی کے لیے پسند فرماتا تو آپ کو اس کا کفن دیتا، اس لیے انہوں نے اسے بیچ کر اس کی قیمت صدقہ کر دی۔

فوائد: ...... ❶ سحولية: سین پر زبر اور پیش دونوں آئے ہیں اگر سین پر زبر پڑھیں تو سفید یا سوتی کپڑے مراد ہوں گے، اور اس کو ایک بستی کی طرف منسوب کرنا ہی بہتر ہے یعنی سحولی کپڑے۔ ❷ امام شافعی، احمد اور محدثین کے نزدیک مرد کے کفن میں، تین چادریں ہیں، ان میں قمیص اور عمامہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر ان کو داخل کیا جائے تو کپڑے پانچ بنیں گے۔ اور امام مالک کا موقف یہی ہے، احناف کے نزدیک تین کپڑے ہیں ان میں ایک کپڑا قمیص ہے، یعنی قمیص، چادر اور لفافہ لیکن ان تین کپڑوں میں قمیص کو داخل کرنا صریح روایت کے خلاف ہے۔

[2178] تقدم تخرجه في الحديث السابق برقم (٢١٧٤)
[2179] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧٢١٠)

[2180] ٤٦-(. . .) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُدْرِجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حُلَّةٍ يَمَنِيَّةٍ كَانَتْ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ نُزِعَتْ عَنْهُ وَكُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سُحُولٍ يَمَانِيَةٍ لَيْسَ فِيهَا عِمَامَةٌ وَلَا قَمِيصٌ فَرَفَعَ عَبْدُاللّٰهِ الْحُلَّةَ فَقَالَ أُكَفَّنُ فِيهَا ثُمَّ قَالَ لَمْ يُكَفَّنْ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأُكَفَّنُ فِيهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا

[2180] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ایک یمنی حلہ (جوڑے) میں لپیٹا گیا، پھر آپ ﷺ سے حلہ اتار دیا گیا اور آپ کو تین سفید یمانی کپڑوں کا کفن دیا گیا، جن میں نہ کرتا تھا اور نہ ہی پگڑی، عبداللہ نے وہ جوڑا اٹھا لیا اور کہا مجھے اس میں کفنایا جائے گا، پھر کہا، رسول اللہ ﷺ کو اس میں کفنایا نہیں گیا، تو مجھے اس میں کفن کیوں دیا جائے اور اسے صدقہ کر دیا۔

[2181] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَابْنُ إِدْرِيسَ وَعَبْدَةُ وَوَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ قِصَّةُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ

[2181] مصنف صاحب نے یہی روایت اپنے دو اور اساتذہ سے بیان کی ہے، مگر ان کی حدیث میں عبداللہ بن ابی بکر کا واقعہ کا ذکر ہے۔

[2182] ٤٧-(. . .) وحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ لَهَا فِي كَمْ كُفِّنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سَحُولِيَّةٍ

[2180] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢١٠)

[2181] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (برقم (١٦٩٣٢) و (١٦٩٦٧) و (١٧٠٣٥) و (١٧٢٨٠) واخرج حديث يحيى بن يحيى ابو داود فى (سننه) فى الجنائز، باب: فى الكفن برقم (٣١٥٢) والترمذى فى (جامعه) فى الجنائز، باب: ما جاء فى كفن النبى ﷺ برقم (٩٩٦) والنسائى فى (المجتبى) فى الجنائز، باب: كفن النبى ﷺ برقم (٤/ ٣٦) وابن ماجه فى (سننه) فى الجنائز، باب: ما جاء فى كفن النبى ﷺ برقم (١٤٦٩) انظر (التحفة) برقم (١٦٧٨٦)

[2182] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧٤٤)

[2182]۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، میں نے ان سے کہا، رسول اللہ ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا؟ انہوں نے کہا، تین سفید سحولی کپڑوں میں۔

۱۴...... بَابٌ: تَسْجِيَةِ الْمَيِّتِ

باب : ١٤ میت کو ڈھانپنا

[2183] ٤٨-(٩٥٢) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنِي وقَالَ الْآخَرَانِ نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ

عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ سُجِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ مَاتَ بِثَوْبِ حِبَرَةٍ

[2183]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو آپ کو یمنی دھاری دار چادر میں ڈھانپ دیا گیا۔

[2184] (. . .) وحَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ ح وحَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ سَوَآءً

[2184] مصنف نے اپنے دوسرے دو اساتذہ سے بھی یہی روایت نقل کی ہے۔

فائدہ :...... انسان کی وفات کے بعد اس کے پورے جسم پر کپڑا ڈال کر اسے ڈھانپ دیا جائے گا۔

۱۵...... بَابٌ: فِي تَحْسِيْنِ كَفَنِ الْمَيِّتِ

باب : ١٥ میت کو اچھا کفن دینا

[2185] ٤٩-(٩٤٣) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَانَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

[2183] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی اللباس، باب: البرود والحبر والشملة برقم (٥٨١٤) وابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: فی الميت يسجی برقم (٣١٢٠) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٦٥)

[2184] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢١٨٠)

[2185] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: الكفن برقم (٣١٤٨) والنسائی فی ←

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ يَوْمًا فَذَكَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ قُبِضَ فَكُفِّنَ فِي كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ وَقُبِرَ لَيْلًا فَزَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُقْبَرَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يُضْطَرَّ إِنْسَانٌ إِلٰى ذٰلِكَ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ))

[2185] ۔ ابوزبیر بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور اپنے ساتھیوں میں سے ایک آدمی کا تذکرہ فرمایا، جسے مرنے کے بعد حقیر سے چھوٹے کپڑے میں کفن دیا گیا، اور رات ہی کو دفن کر دیا گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اس بات پر سرزنش و توبیخ فرمائی کہ کسی آدمی کو جنازہ پڑھے بغیر رات کو دفن کر دیا جائے، الا یہ کہ کوئی انسان ایسا کرنے پر مجبور ہو اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔

فوائد: ...... ❶ میت کی بھلائی اور بہتری کی خاطر اسے ایسے وقت میں دفن کیا جائے جس وقت اس کی نماز میں زیادہ لوگ شریک ہو کر اس کے لیے دعا کر سکیں۔ اور خصوصی طور پر آپ ﷺ کے دور میں، آپ دن کے جنازوں میں شریک ہوتے تھے، اس لیے دن کے جنازہ میں زیادہ لوگ جمع ہو جاتے تھے لیکن اگر رات کے جنازہ میں زیادہ لوگ جمع ہو سکتے ہوں تو رات کو بھی جنازہ پڑھایا جا سکتا ہے، جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بہت سے دوسرے بزرگوں کا جنازہ رات کو پڑھایا گیا۔ لیکن کفن کی خست و حقارت کے سبب اور نماز جنازہ کی پرواہ کیے بغیر رات کو دفن کرنا درست نہیں ہے۔ ❷ کفن صاف ستھرے، سفید اور اچھے کپڑے سے تیار کرنا چاہیے جو میت کو پوری طرح ڈھانپتا ہو، لیکن اچھے کا معنی قیمتی نہیں ہے کہ ریا و سمع کرتے ہوئے بیش قیمت کفن تیار کیا جائے بلکہ عام طور پر مرنے والا جو صاف ستھرا اور اچھا لباس پہنتا تھا، اسی قسم کا کفن ہونا چاہیے۔

۱۶...... بَابُ: الْإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ

باب ۱۶: جنازہ لے جانے میں جلدی کرنا

[2186] ۵۰۔(۹۴۴) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ

← (المجتبی) فی الجنائز، باب: الامر بتحسین الکفن ۳/ ۳۴۔ وفی باب: الساعات التی نهی عن اقبار الموتی فیها برقم (۲۰۱۳) انظر (التحفة) برقم ۲۸۰۵)

[2186] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجنائز، باب: السرعة بالجنازة برقم (۱۳۱۵) وابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: الاسراع بالجنازة برقم (۳۱۸۱) والترمذی فی ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا عَلَيْهِ وَإِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ))

[2186] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (جنازہ کو جلدی لے جاؤ، اگر وہ نیک ہے تو تم اسے خیر کی طرف لے جا رہے ہو اگر وہ اس کے سوا ہے، تو پھر تم شر کو اپنی گردنوں سے اتارو گے۔

[2187] (. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ قَالَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا رَفَعَ الْحَدِيثَ

[2187] مصنف نے اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی یہی روایت نقل کی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ معمر کہتے ہیں، میرے علم میں اس نے اس حدیث کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی ہے۔

[2188] ۵۱۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ هَارُونُ نَا وقَالَ الْآخَرَانِ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَرَّبْتُمُوهَا إِلَى الْخَيْرِ وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ ذٰلِكَ كَانَ شَرًّا تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ))

[2188] ۔مصنف اپنے تین اساتذہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جنازہ جلدی لے جاؤ کیونکہ اگر میت نیک ہے تو تم اسے بھلائی کے قریب کر رہے ہو اور اگر وہ اس کے سوا ہے تو تم شر کو اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔

فائدہ:...... میت نیک ہو یا بد اسے ہر صورت میں تیز رفتاری سے لے جانا چاہیے تاکہ وہ جلد اپنے انجام تک پہنچے اور ہم اپنے فریضہ سے سبکدوش ہوں، اس لیے جنازہ کو جلدی لے جانا بالاتفاق مستحب ہے۔ اور ابن حزم رحمہ اللہ

← (جامعہ) فی الجنائز، باب: ما جاء فی الاسراع بالجنازة برقم (١٠١٥) والنسائی فی (المجتبی) فی شهود الجنائز برقم (١٤٧٧) انظر (التحفة) برقم (١٣١٢٤)

[2187] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٢٤٤) وبرقم (١٣٢٩٣)

[2188] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: السرعة بالجنازة برقم ٤/ ٤٢ انظر (التحفة) برقم (١٢١٨٧)

کے نزدیک فرض ہے۔ جمہور کے نزدیک عام رفتار سے تیزی مراد ہے، بھاگنا جائز نہیں ہے لیکن احناف کے نزدیک زیادہ تیز رفتاری مراد ہے، یعنی بہت تیزی کرنی چاہیے اور آج کل اس بات کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت پر چلنے کی توفیق دے۔

۱۷...... بَابُ: فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَاتِّبَاعِهَا

باب ۱۷: نماز جنازہ پڑھنے اور جنازہ کے ساتھ جانے کی فضیلت

[2189] ۵۲۔(۹۴۵) وحَدَّثَنِي أَبُوالطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَاللَّفْظُ لِهَارُونَ وَحَرْمَلَةَ قَالَ هَارُونُ نَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ الْأَعْرَجُ أَنَّ

أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ قِيلَ وَمَا الْقِيرَاطَانِ))** قَالَ **((مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ انْتَهٰى))** حَدِيثُ أَبِي الطَّاهِرِ وَزَادَ الْآخَرَانِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي عَلَيْهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمَّا بَلَغَهُ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقَدْ ضَيَّعْنَا قَرَارِيطَ كَثِيرَةً

[2189]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنازہ میں حاضر ہوا حتیٰ کہ اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی، تو اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے اور جو اس کے ساتھ رہا حتیٰ کہ اس کو دفن کر دیا گیا، تو اس کے لیے دو قیراط ثواب ہے۔ پوچھا گیا، دو قیراط سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دو بڑے پہاڑوں کی مانند۔'' ابو طاہر کی روایت یہاں پر ختم ہوگئی، دوسرے دو استاد بیان کرتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ بن عمر نے کہا، ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ پڑھ کر لوٹ آتے تھے، تو جب ان تک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پہنچی تو کہنے لگے، ہم نے تو یقیناً بہت سارے قیراط ضائع کر دیئے۔ (ان کے ثواب سے محروم رہ گئے)۔

[2190] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُالْأَعْلٰى ح وحَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

[2189] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: من انتظر حتى تدفن برقم (۱۳۲۵) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: ثواب من صلى على جنازة ٤/ ۷۷۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۹۵۸)

[2190] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: من انتظر حتى تدفن (الحديث ←

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اِلٰی قَوْلِهِ الْجَبَلَیْنِ الْعَظِیمَیْنِ وَلَمْ یَذْکُرَا مَا بَعْدَهٗ وَفِی حَدِیثِ عَبْدِ الْاَعْلٰی حَتّٰی یُفْرَغَ مِنْهَا وَفِی حَدِیثِ عَبْدِالرَّزَّاقِ حَتّٰی تُوضَعَ فِی اللَّحْدِ

[2190] یہی روایت مصنف اپنے چار اور اساتذہ سے دو بڑے پہاڑوں تک بیان کرتے ہیں، اس کے بعد کا حصہ بیان نہیں کرتے، عبدالاعلیٰ کی روایت میں حتی تدفن کی جگہ حتی یفرغ تھا حتیٰ کہ اس سے فارغ ہوا جائے اور عبدالرزاق کی حدیث میں حتی توضع فی اللحد ہے۔ یعنی حتیٰ کہ لحد میں اتار یا رکھ دیا جائے۔

[2191] (. . .) وحَدَّثَنِی عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَیْبِ بْنِ اللَّیْثِ حَدَّثَنِی أَبِی عَنْ جَدِّی قَالَ حَدَّثَنِی عُقَیْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهٗ قَالَ حَدَّثَنِی رِجَالٌ

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِیثِ مَعْمَرٍ وَقَالَ ((وَمَنْ اتَّبَعَهَا حَتّٰی تُدْفَنَ))

[2191] یہی روایت ایک اور استاد سے مروی ہے، اس میں ہے ''جو شخص اس کے دفن ہونے تک اس کے ساتھ رہا۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر مسلمان بھائی کے جنازہ میں صرف نماز جنازہ تک ساتھ رہا جائے تو ایک بڑے پہاڑ کے برابر اجر ملتا ہے، دوسری روایت میں احد پہاڑ کے برابر کا تذکرہ ہے اور اگر آغاز سے لے کر تدفین تک شرکت کی جائے تو دو احد پہاڑ کے بقدر اجر ملتا ہے، لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بخاری شریف میں مروی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر عظیم وجزیل اجر وثواب کا حقدار صرف وہی مسلمان ہے جو ایمان کے تقاضا یا اللہ کے وعدہ پر یقین کرتے ہوئے، محض اجر وثواب اور اللہ کی رضا کی خاطر شرکت کرتا ہے اگر محض، رشتہ دار ہونے یا امیر وکبیر ہونے یا وزیر ومشیر ہونے یا محض دیکھا دیکھی یا لحاظ داری یا کسی اور غرض وسبب کی خاطر شرکت کرتا ہے، تو پھر وہ اس قدر اجر وثواب کا حق دار نہیں ہے، اللہ تعالیٰ خلوص نیت اور حسن نیت کی توفیق بخشے۔

[2192] ٥٣۔(. . .) وحَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نا بَهْزٌ قَالَ نَا وُهَیْبٌ قَالَ نَا سُهَیْلٌ عَنْ أَبِیهِ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ وَلَمْ یَتْبَعْهَا فَلَهٗ قِیرَاطٌ فَإِنْ تَبِعَهَا فَلَهٗ قِیرَاطَانِ)) قِیلَ وَمَا الْقِیرَاطَانِ قَالَ ((أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ))

١/ ١١٠) واخرجه النسائی فی کتاب الجنائز، باب: ثواب من صلی علی جنازة برقم (١٩٩٣) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) باب: ثواب من صلی علی جنازة ومن انتظر دفنها برقم (١٥٣٩) انظر (التحفة) برقم (١٣٢٦٦)

[2191] انظر تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٢١٨٧)

[2192] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٧٦١)

[2192]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز جنازہ ادا کی اور اس کے ساتھ (قبر پر نہیں گیا تھا) تو اسے ایک قیراط اجر ملے گا، پس اگر وہ اس کے ساتھ (قبر پر) گیا (اور دفن تک وہاں رہا) تو اسے دو قیراط ثواب ملے گا، پوچھا گیا، دو قیراط کی حقیقت کیا ہے؟ فرمایا: ان میں سے چھوٹا احد پہاڑ کے مانند ہے۔

[2193] ٥٤۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنِ اتَّبَعَهَا حَتَّى تُوضَعَ فِي الْقَبْرِ فَقِيرَاطَانِ)) قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَمَا الْقِيرَاطُ قَالَ ((مِثْلُ أُحُدٍ))

[2193]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے نماز جنازہ پڑھی اس کے لیے ایک قیراط ہے اور جو اس کے ساتھ گیا، حتیٰ کہ اسے قبر میں رکھ دیا گیا، اس کے لیے دو قیراط ہیں۔'' ابو حازم کہتے ہیں، میں نے پوچھا: اے ابو ہریرہ! قیراط کی مقدار کیا ہے؟ انہوں نے کہا، احد پہاڑ کے مانند۔

[2194] ٥٥۔(. . .) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قِيلَ لِابْنِ عُمَرَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِيرَاطٌ مِّنَ الْأَجْرِ)) فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَكْثَرَ عَلَيْنَا أَبُو هُرَيْرَةَ فَبَعَثَ إِلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا فَصَدَّقَتْ أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ

[2194]۔ نافع بیان کرتے ہیں، ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو جنازہ کے ساتھ (نماز تک رہا) اسے ایک قیراط کے برابر اجر ملے گا۔'' تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا، ابو ہریرہ ہمیں بہت احادیث سناتے ہیں اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیج کر ان سے اس کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے، ہم نے تو یقیناً بہت سے قیراط ضائع کر دیے۔ (قراریط، قیراط کی جمع ہے)

فائدہ :...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو متہم نہیں سمجھتے تھے، ان کا خیال تھا، ایک معمولی کام پر اتنا بڑا اجر، ہمیں اس کا پتہ کیوں نہیں چل سکا، کہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھول چوک تو نہیں ہو گئی، اس لیے جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

[2193] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٤٥٣)

[2194] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: فضل اتباع الجنائز برقم (١٣٢٣) وبرقم (١٣٢٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٧٢)

کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کا پتہ چلا تو وہ خود انہیں پکڑ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے گئے اور انہیں براہ راست حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنوایا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اعتراف کرنا پڑا کہ کنت الزمنا لرسول اللہ ﷺ واعلمنا بحدیثه ، آپ ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے والے اور آپ ہم سے زیادہ آپ کی احادیث جاننے والے ہیں۔

[2195] ٥٦-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي حَيْوَةُ حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ دَاوُدَ بْنَ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ قَاعِدًا عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ إِذْ طَلَعَ خَبَّابٌ صَاحِبُ الْمَقْصُورَةِ فَقَالَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ مِنْ بَيْتِهَا وَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ تَبِعَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ مِنْ أَجْرٍ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ)) وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُحُدٍ فَأَرْسَلَ ابْنُ عُمَرَ خَبَّابًا إِلَى عَائِشَةَ يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ فَيُخْبِرُهُ مَا قَالَتْ وَأَخَذَ ابْنُ عُمَرَ قَبْضَةً مِنْ حَصْبَاءِ الْمَسْجِدِ يُقَلِّبُهَا فِي يَدِهِ حَتّٰى رَجَعَ إِلَيْهِ الرَّسُولُ فَقَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ صَدَقَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَضَرَبَ ابْنُ عُمَرَ بِالْحَصَى الَّذِي كَانَ فِي يَدِهِ الْأَرْضَ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ

[2195] ۔ داود بن عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے باپ عامر بن سعد سے بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ مقصورہ والے خباب آ کر کہنے لگے، اے عبداللہ بن عمر! کیا آپ جو کچھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سنتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص جنازہ کے ساتھ اس کے گھر سے نکلا، اور اس کی نماز جنازہ ادا کی، پھر اس کے ساتھ رہا، حتیٰ کہ اس کو دفن کر دیا گیا، تو اس کو اجر کے دو قیراط ملیں گے، ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے، اور جو جنازہ پڑھ کر واپس لوٹ آیا، اسے ایک احد کے برابر اجر ملے گا۔'' تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خباب کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ وہ ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں پوچھے، پھر انہیں واپس آ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب سے آگاہ کرے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مسجد کی کنکریوں سے مٹھی بھر لی اور ان کو لوٹ پوٹ کرنے لگے حتیٰ کہ فرستادہ نے آ کر بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق کر دی ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما جو کنکریاں ان کے ہاتھ میں

[2195] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجنائز ، باب: فضل الصلاة علی الجنائز وتشییعها برقم (۳۱٦۹) انظر (التحفة) برقم (۱۲۳۰۱)

تھیں زمین پر پھینک دیں، پھر کہا، ہم نے بہت سارے قیراط ضائع کر دیے (ان کے ثواب سے محروم ہو گئے)۔

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقصورہ سے مراد مسجد کے اندر چھوٹا کمرہ ہے جس میں گورنر یا اس کے حاشیہ میں کھڑا ہوتے اور خباب اس کا منتظم تھا ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم کی وسعت وجامعیت اور کمال پر اعتماد تھا، اس لیے اگر انہیں کسی مسئلہ یا حدیث کے بارے میں شک ہوتا تو وہ فوراً ان سے رجوع کر کے اپنی تسلی کر لیتے۔ ❷ جنازہ میں شرکت کے لیے میت کے گھر جانا چاہیے تاکہ ثواب پورا پورا حاصل کیا جا سکے۔

[2196] ٥٧-(٩٤٦) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا يَحْيٰى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ **((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ فَإِنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ الْقِيرَاطُ مِثْلُ أُحُدٍ))**

[2196]۔ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز جنازہ پڑھی، اسے ایک قیراط اجر ملے گا، اور اگر وہ دفن تک حاضر رہا تو اسے دو قیراط اجر ملے گا، اور قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔

[2197] (...) وحَدَّثَنِي ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ نَا أَبَانُ كُلُّهُمْ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ وَهِشَامٍ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْقِيرَاطِ فَقَالَ ((مِثْلُ أُحُدٍ))

[2197] امام صاحب اپنے کئی دوسرے اساتذہ سے یہی روایت نقل کرتے ہیں، سعید اور ہشام کی حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے قیراط کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو آپ نے فرمایا: ''احد کی مثل ہے۔''

١٨...... بَابٌ: مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِائَةٌ شُفِّعُوا فِيهِ

باب ١٨: جس کی نماز جنازہ سو مسلمانوں نے پڑھی ان کی سفارش میت کے بارے میں قبول ہوگی

[2198] ٥٨-(٩٤٧) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ أَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ

[2196] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی ثواب من صلی علی جنازة ومن انتظر دفنها برقم (١٥٤٠) انظر (التحفة) برقم (٢١١٥)

[2197] انظر تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢١٩٣)

[2198] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی الصلاة علی الجنازة ←

عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيعِ عَائِشَةَ

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ)) قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهِ شُعَيْبَ بْنَ الْحِجَابِ فَقَالَ حَدَّثَنِي بِهِ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[2198] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس میت پر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نماز پڑھے جن کی تعداد سو کو پہنچ جائے، وہ سب اللہ کے حضور میں اس میت کے حق میں سفارش کریں (یعنی اس کی مغفرت اور رحمت کی دعا کریں) تو ان کی یہ سفارش ضرور قبول ہوگی۔'' سلام بن ابی مطیع کہتے ہیں میں نے یہ روایت شعیب بن حجاب کو سنائی تو اس نے مجھے یہی روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی اکرم ﷺ سے سنائی۔

فائدہ :......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کے جنازہ میں زیادہ سے زیادہ صحیح العقیدہ (جیسا کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے) مسلمانوں کی شرکت مطلوب ومحبوب ہے اور ان کے دل کی گہرائیوں سے نکلنے والی دعا اور سفارش اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت حاصل کر لیتی ہے۔

١٩......بَابٌ: مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ أَرْبَعُونَ شُفِّعُوا فِيهِ

باب ۱۹: جس مسلمان کی چالیس مسلمان نماز جنازہ پڑھیں، ان کی سفارش میت کے بارے میں قبول ہوگی

[2199] ٥٩۔(٩٤٨) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَالْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ السَّكُونِيُّ قَالَ الْوَلِيدُ حَدَّثَنِي و قَالَ الْآخَرَانِ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ مَاتَ ابْنٌ لَهُ بِقُدَيْدٍ أَوْ بِعُسْفَانَ فَقَالَ يَا كُرَيْبُ انْظُرْ مَا اجْتَمَعَ لَهُ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَخَرَجْتُ فَإِذَا نَاسٌ قَدِ اجْتَمَعُوا لَهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ تَقُولُ

← والشفاعة للميت برقم (١٠٢٩) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: فضل من صلى عليه مائة مرة ٤/ ٧٦۔ انظر (التحفة) برقم (٩١٨) وبرقم (١٦٢٩١)

[2199] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: فضل الصلاة على الجنازة وتشييعها برقم (٣١٧٠) وابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء فيمن صلى عليه جماعة من المسلمين برقم (١٤٨٩) انظر (التحفة) برقم (٦٣٥٤)

هُمْ أَرْبَعُونَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَخْرِجُوهُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللَّهُ فِيهِ)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما

[2199] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت کریب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک بیٹے کا انتقال مقام قدید یا مقام عسفان میں ہوگیا، تو انہوں نے کہا، اے کریب! دیکھو، کس قدر لوگ جمع ہوگئے ہیں، میں باہر نکلا تو دیکھا اس کی خاطر کافی لوگ جمع ہو چکے ہیں، تو میں نے انہیں اس کی اطلاع دی۔ انہوں نے پوچھا: تیرے خیال میں وہ چالیس ہوں گے؟ میں نے کہا، جی ہاں! ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جنازہ باہر نکالو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ''جس مسلمان آدمی کا انتقال ہو جائے اور اس کے جنازے کی نماز ایسے چالیس آدمی پڑھیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں (اور وہ نماز میں اس کے لیے مغفرت ورحمت کی دعا اور سفارش کریں) تو اللہ اس کے حق میں ان کی سفارش کو ضرور قبول فرماتا ہے۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں صرف کثرت ہی مطلوب اور باعث رحمت و برکت نہیں ہے بلکہ جنازہ پڑھنے والے اہل توحید مسلمان ہوں، جو اخلاص نیت کے ساتھ میت کے حق میں دعا اور سفارش کریں۔ اور قدید اور عسفان کے مکہ معظمہ سے کچھ فاصلہ پر رابغ کے آگے اور پیچھے دو مقام ہیں راوی کو شک کہ ان دو مقامات میں سے کس مقام پر یہ حادثہ پیش آیا۔

٢٠...... بَابُ: فِيمَنْ يُثْنَى عَلَيْهِ خَيْرٌ أَوْ شَرٌّ مِنَ الْمَوْتَى

باب۲۰: جس میت کے بارے میں لوگ اچھا یا برا تبصرہ کریں

[2200] ٦٠-(٩٤٩) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ ((وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ)) وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ قَالَ عُمَرُ فِدًى لَكَ أَبِي وَأُمِّي مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرٌ فَقُلْتَ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرٌّ فَقُلْتَ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ((وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ

[2200] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الثناء ٤/ ٥٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٠٤)

لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ أَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ أَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ))

[2200] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ گزرا لوگوں نے اس کی تعریف کی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی واجب ہوگئی ثابت ہوگئی، ایک اور جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی برائی بیان کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ''واجب ہوگئی، ضروری ہوگئی، ثابت ہوگئی۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ پر میرے ماں، باپ قربان! ایک جنازہ گزرا اور اس کی تعریف اور خیر کا تذکرہ کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی، لازم ہوگئی، ضروری ٹھہری اور دوسرا جنازہ گزرا، اس کی برائی اور مذمت بیان کی گئی۔ تب بھی آپ نے فرمایا، واجب ہوگئی، واجب ہوئی، واجب ہوگئی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی تم نے بھلائی اور خیر کا ذکر کیا، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی بیان کی، اس کے لیے آگ واجب ہوگئی، تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو، تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔''

فائدہ :...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے ایک جنازہ کی تعریف اور دوسرے کی برائی بیان کرنے والوں کو زمین پر اللہ کے گواہ قرار دیا ہے اور گواہی صرف اہل خیر اور نیک ومتقی لوگوں کی معتبر ہوتی ہے، جس انسان کی تعریف کی گئی، اس کی اللہ ورسول سے محبت وعقیدت اور اطاعت وفرمانبرداری میں سعی وکوشش کا ذکر ہوا اور جس کی برائی بیان کی گئی، اس کے اعمال، اس کے برعکس بیان کیے گئے، اور انسان کی کامیابی اور ناکامی کا مدار اس کے اعمال وافعال ہی ہیں، اور ظاہر بات ہے کسی کی نیکی کی تعریف، نیک لوگ ہی کرتے ہیں۔ انما یعرف الفضل من الناس ...... اصحاب فضل وخیر ہی فضل وخیر کی معرفت رکھتے ہیں، اس لیے ان ہی لوگوں کی تعریف ومذمت کا اعتبار ہے۔ برے لوگ تو بروں ہی کی تعریف کریں گے کیونکہ کند ہم جنس باہم جنس پرواز، اس لیے برے لوگوں کی بات کا اعتبار نہیں ہے۔

[2201] (...) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ كِلَاهُمَا عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِجَنَازَةٍ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَتَمُّ

[2201] امام صاحب دوسرے اساتذہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

[2201] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الشهادات، باب: تعديل كم يجوز برقم (٢٦٤٢) وابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في الثناء على الميت برقم (١٤٩١) انظر (التحفة) برقم (٢٩٤) وحديث يحيى بن يحيى تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٧٠)

پاس سے جنازہ گزرا، عبدالعزیز کے ہم معنی روایت بیان کی ہے لیکن عبدالعزیز کی روایت اس کے مقابلہ میں کامل ہے۔

٢١...... بَابُ: مَاجَاءَ فِي مُسْتَرِيحٍ وَمُسْتَرَاحٍ مِنْهِ

باب: ٢١ آرام پانے والا کون ہے اور کس سے مخلوق آرام پاتی ہے

[2202] ٦١-(٩٥٠) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ ((مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ)) مِنْهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ فَقَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا **((وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ))**

[2202]۔ ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''آرام پانے والا ہے یا لوگوں کو اس سے آرام (چھٹکارہ) حاصل ہوگیا ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، یارسول اللہ ﷺ! مستریح اور مستراح منہ سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''مومن بندہ دنیا کی تکلیفوں اور مشقتوں سے آرام پاتا ہے اور برے بندہ سے، بندوں، علاقوں اور درختوں اور حیوانات کو آرام مل جاتا ہے۔''

فائدہ:...... برے اور بدکار انسان کے ہاتھ اور زبان سے تمام مخلوق تنگ ہوتی ہے اور اس کی بدعملیوں اور کرتوتوں کی نحوست سے بھی مخلوق کے لیے اذیت اور تکلیف کا باعث بنتی ہے وہ ہر چیز کے خلاف ہاتھ اور زبان استعمال کرتا ہے اس کے گناہوں کے سبب بارش بند ہوتی ہے۔

[2203] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح و قَالَ ا نَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنٍ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِي حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ **((يَسْتَرِيحُ مِنْ أَذَى الدُّنْيَا وَنَصَبِهَا إِلَى رَحْمَةِ اللّٰهِ))**

[2202] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الرقاق، باب: سكرات الموت برقم (٦٥١٢) وبرقم (٦٥١٣) والنسائی فی (المجتبى) فی الجنائز، باب: استراحة المومن بالموت ٤/ ٤٩ وفی باب: الاستراحة من الكفار برقم (١٩٣٠) انظر (التحفة) برقم (١٢١٢٨)

[2203] انظر تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢١٩٩)

[2203] امام صاحب اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی یہی روایت نقل کرتے ہیں، اور یحییٰ بن سعید کی روایت میں ہے کہ ''مومن بندہ دنیا کی تکلیفوں اور مشقتوں سے نجات پا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کر لیتا ہے۔

٢٢...... بَابُ: فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ

باب: ٢٢ جنازہ پہ تکبیریں

[2204] ٦٢-(٩٥١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ

[2204]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس دن نجاشی فوت ہوا، لوگوں کو اس کی موت کی اطلاع دی اور انہیں لے کر نماز گاہ گئے اور جنازہ کے لیے چار تکبیریں کہیں۔

[2205] ٦٣-(. . .) وحَدَّثَنِي عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ نَعَى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ النَّجَاشِيَ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ ((اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَفَّ بِهِمْ بِالْمُصَلَّى فَصَلَّى فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ

[2205]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن شاہ حبشہ، نجاشی فوت ہوا، آپ نے ہمیں اس کی موت کی خبر دی اور فرمایا: ''اپنے بھائی کے لیے بخشش کی دعا کرو۔'' اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بیان کیا کہ آپ

[2204] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: الرجل ينعى الى اهل الميت بنفسه برقم (١٢٤٥) وفي باب: التكبير على الجنازة اربعا برقم (١٣٣٣) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة على المسلم يموت في بلاد الشرك برقم (٣٢٠٤) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الصفوف على الجنازة ٤/ ٧٣ وفي باب: عدد التكبير على الجنازة برقم (١٩٧٩) انظر (التحفة) برقم (١٣٢٣٢)

[2205] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: الصلاة على الجنائز بالمصلى والمسجد برقم (١٣٢٧) وبرقم (١٣٢٨) انظر (التحفة) برقم (١٣٢١١)

نے ہماری عیدگاہ میں صف بندی فرمائی اور نماز جنازہ پڑھی، اور اس پر چار تکبیریں کہیں۔

[2206] (...) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ كَرِوَايَةِ عُقَيْلٍ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا

[2206] امام صاحب نے مذکورہ بالا سندوں سے، اپنے تین اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کی۔

[2207] ٦٤-(٩٥٢) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سَلِيمِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا

[2207] - حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اصحمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔

[2208] ٦٥-(...) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**مَاتَ الْيَوْمَ عَبْدٌ لِلّٰهِ صَالِحٌ أَصْحَمَةُ**)) فَقَامَ فَأَمَّنَا وَصَلّٰى عَلَيْهِ

[2208] - حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''آج ایک نیک انسان، اصحمہ فوت ہوگیا ہے۔''** تو پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر ہماری امامت فرمائی اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

[2209] ٦٦-(...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

[2206] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مناقب الانصار، باب: موت النجاشي برقم (٣٨٨٠) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: (النعى) ٤/ ٢٧ وباب: الامر بالاستغفار للمومنين برقم (٢٠٤١) انظر (التحفة) برقم (١٣١٧٦)

[2207] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: التكبير على الجنازة اربعا برقم (١٣٣٤) وفي مناقب الانصار، باب: موت النجاشي برقم (٣٨٧٩) انظر (التحفة) برقم (٢٢٦٢)

[2208] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: الصفوف على الجنازة برقم (١٣٢٠) ومناقب الانصار، باب: موت النجاشي برقم (٣٨٧٧) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الصفوف على الجنازة ٤/ ٧٠- انظر (التحفة) برقم (٢٤٥٠)

[2209] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الصفوف على الجنازة ٤/ ٧٠- انظر (التحفة) برقم (٢٦٧٠)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ أَخًا لَكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ)) قَالَ فَقُمْنَا فَصَفَّنَا صَفَّيْنِ

[2209]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا بھائی فوت ہو گیا ہے، اٹھواور اس کا جنازہ پڑھو۔'' تو ہم نے اٹھ کر دو صفیں باندھ لیں۔

[2210] ٦٧-(٩٥٣) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ((إِنَّ أَخًا لَكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ)) يَعْنِي النَّجَاشِيَ وَفِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ ((إِنَّ أَخَاكُمْ))

[2210]۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا بھائی فوت ہو چکا ہے، تو اٹھو اور اس کا جنازہ پڑھو۔'' آپ کا مقصد نجاشی تھا، زہیر کی روایت میں اخالکم کی بجائے اخاکم ہے۔(مقصد ایک ہی ہے)۔

فوائد:...... ❶ شاہ حبشہ کا لقب نجاشی ہے اور حبشہ کا ہر بادشاہ نجاشی کہلاتا تھا اور آپ ﷺ کی زندگی میں مسلمان ہو کر مرنے والا نجاشی اصحمہ تھا جس کی وفات رجب ۹ ہجری میں ہوئی۔۲۔اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی ایسا انسان فوت ہوا جس کا امت مسلمہ کے ہاں مقام ومرتبہ، اس کی خوبیوں اور کمالات کی بنا پر، تسلیم شدہ ہو کہ سب لوگ اس کے احسان مند ہوں، تو اس کا غائبانہ جنازہ پڑھا جائے گا، حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم رحمہما اللہ نے اس معتدل موقف کو اختیار کیا ہے۔ائمہ اربعہ کا اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ ❷ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک غائبانہ جنازہ جائز ہے، کیونکہ بقول امام شافعی، صلاۃ جنازہ، دعا ہے اور دعا موجود اور غائب دونوں کے لیے ہو سکتی ہے، حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں، آپ کی زندگی میں، آپ کے بہت سے ساتھی غائبانہ طور پر فوت ہوئے ہیں، لیکن آپ نے کسی کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی، خلاصہ یہی ہے کہ کسی عظیم شخصیت کی خدمات کے اعتراف کے طور پر نماز جنازہ غائبانہ پڑھنا صحیح ہے اور ہر نیک آدمی کے لیے درست نہیں ہے۔ ❸ ائمہ اربعہ کا جنازہ کی چار تکبیرات ہونے پر اتفاق ہے۔

[2210] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الامر بالصلاة على الميت ٤/ ٥٧۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٨٨٦)

۲۳...... بَابُ: الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ

باب: ۲۳ قبر پر جنازہ پڑھنا

[2211] ٦٨-(٩٥٤) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ

عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى عَلَى قَبْرٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا قَالَ الشَّيْبَانِيُّ فَقُلْتُ لِلشَّعْبِيِّ مَنْ حَدَّثَكَ بِهٰذَا قَالَ الثِّقَةُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما هٰذَا لَفْظُ حَدِيثِ حَسَنٍ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ قَالَ انْتَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى قَبْرٍ رَطْبٍ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَصَفُّوا خَلْفَهُ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا قُلْتُ لِعَامِرٍ مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ الثِّقَةُ مَنْ شَهِدَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما

[2211]۔ امام شعبی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر پر (میت کے) دفن کے بعد نماز پڑھی اور اس میں چار تکبیرات کہیں، شیبانی کہتے ہیں، میں نے شعبی سے پوچھا، تمہیں یہ حدیث کس نے سنائی؟ انہوں نے کہا، ایک قابل اعتماد شخصیت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے، یہ حسن کی روایت ہے، اور ابن نمیر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک نئی اور تازہ قبر پر پہنچے، تو آپ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی، لوگوں نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور آپ نے چار تکبیریں کہیں، میں نے (شیبانی نے) عامر (شعبی) سے پوچھا، تمہیں کس نے حدیث بیان کی؟ انہوں نے کہا: قابل اعتماد جو اس جنازہ میں شریک تھا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔

[2211] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: الدفن بالليل برقم (١٣٤٠) واخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والطهور وحضور الجماعة والعيدين والجنائز وصفوفهم برقم (٨٥٧) والجنائز، باب: الاذن بالجنازة برقم (١٢٤٧) بلفظ مقارب، وباب: الصفوف على الجنازة برقم (١٣١٩) وباب: صفوف الصبيان مع الرجال في الجنائز برقم (١٣٢١) بلفظ مقارب، وباب: سنة الصلاة على الجنائز برقم (١٣٢٢) وباب: صلاة الصبيان مع الناس على الجنائز برقم (١٣٢٦) بلفظ مقارب وباب الصلاة على القبر بعد ما يدفن برقم (١٣٣٦) وابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: التكبير على الجنازة برقم (٣١٩٦) بلفظ مقارب والترمذي في (جامعه) في الجنائز، باب: ما جاء في الصلاة على القبر برقم (١١٠٣٧) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الصلاة على القبر ٤/ ٨٥ وابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في الصلاة على القبر برقم (١٥٣٠) بلفظ مقارب- انظر (التحفة) برقم (٥٧٦٦)

[2212] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنَا هُشَيْمٌ ح و حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا نَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ح و اِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ نَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِيْ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا نَا شُعْبَةُ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا

[2212] امام صاحب نے تقریباً سات اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کی ہے لیکن ان میں سے کسی کی روایت میں یہ نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس پر چار تکبیریں کہیں۔

[2213] ۶۹۔(. . .) و حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ جَمِيعًا عَنْ وَهْبِ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ ح و حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الضُّرَيْسِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ كِلَاهُمَا عَنِ الشَّعْبِيِّ

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي صَلٰوتِهِ عَلَى الْقَبْرِ نَحْوَ حَدِيثِ الشَّيْبَانِيِّ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا

[2213]۔ امام صاحب نے اپنے کئی اور اساتذہ سے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نبی اکرم ﷺ کے قبر پر نماز پڑھنے کی حدیث بیان کی ہے، لیکن ان میں سے کسی کی روایت میں نہیں ہے کہ آپ نے چار تکبیرات سے نماز پڑھائی۔

[2214] ۷۰۔(۹۵۵) وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ السَّامِيُّ قَالَ نَا غُنْدَرٌ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ ثَابِتٍ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى عَلٰى قَبْرٍ

[2214]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قبر پر نماز جنازہ پڑھی۔

[2215] ۷۱۔(۹۵۶) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ وَاللَّفْظُ

[2212] انظر تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۲۰۸)

[2213] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۲۰۸)

[2214] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في الصلاة على القبر برقم (۱۵۳۱) انظر (التحفة) برقم (۲۸۳)

[2215] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: كنس المسجد والتقاط الخرق والقذى ←

لِأَبِي كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ أَوْ شَابًّا فَفَقَدَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَ عَنْهَا أَوْ عَنْهُ فَقَالُوا مَاتَ قَالَ ((أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي)) قَالَ فَكَأَنَّهُمْ صَغَّرُوا أَمْرَهَا أَوْ أَمْرَهُ فَقَالَ ((دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ فَدَلُّوهُ فَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُورَ مَمْلُوءَةٌ ظُلْمَةً عَلَى أَهْلِهَا وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلٰوتِي عَلَيْهِمْ))

[2215]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حبشن (حبشی عورت) یا حبشی جوان مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا، اسے رسول اللہ ﷺ نے گم پایا (اس کو نہ دیکھا) تو اس عورت یا مرد کے بارے میں پوچھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا، وہ فوت ہوگیا ہے، آپ نے فرمایا: تم نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی۔'' راوی کا خیال ہے گویا کہ سب نے اس کے معاملہ کو حقیر خیال کیا، تو آپ نے فرمایا: ''مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔'' تو ساتھیوں نے اس کی قبر دکھائی، آپ نے اس انسان کا جنازہ پڑھا، پھر فرمایا: ''یہ قبریں، قبر والوں کے لیے اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ میری ان پر نماز پڑھنے سے، ان کو (قبروں کو) ان کے لیے (اموات کے لیے) روشن اور منور فرما دیتا ہے۔

فوائد:...... ❶ مسجد کی دیکھ بھال اور صفائی کرنا ایک بہت اچھا کام ہے۔ اس کام کو حقیر خیال نہیں کرنا چاہیے۔ ❷ امام کو اپنے مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیے، اگر ان میں سے کوئی غیر حاضر ہو یا نظر نہ آئے، تو اس کے بارے میں ساتھیوں سے معلومات حاصل کرنی چاہیے۔ ❸ قبر پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے جو عام جنازہ کا ہے، جمہور کے نزدیک قبر پر جنازہ پڑھنا جائز ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک صرف میت کا ولی اگر اس نے جنازہ نہ پڑھا ہو، تو قبر پر جنازہ پڑھ سکتا ہے۔ ❹ امام مالک کے نزدیک بھی قبر جنازہ پڑھنا صحیح نہیں ہے، یہ صرف نبی اکرم ﷺ کا خاصہ ہے لیکن یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ آپ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی نماز جنازہ پڑھی تھی۔ ❺ قبر کی ظلمت اور اندھیرا، نیک لوگوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں زائل ہو جاتا ہے اور قبر روشن ہو جاتی ہے۔

[2216] ۷۲-(۹۵۷) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ

← والعيدان برقم (٤٥٨) وباب: الخدم للمسجد برقم (٤٦٠) وفي الجنائز، باب: الصلاة على القبر بعد ما يدفن برقم (١٣٣٧) واخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: الصلاة على القبر برقم (٣٢٠٣) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في الصلاة على القبر برقم (١٥٢٧) انظر (التحفة) برقم (١٤٦٥٠)

[2216] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: التكبير على الجنازة برقم (٣١٩٧) ←

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِی لَیْلٰی قَالَ کَانَ زَیْدٌ یُکَبِّرُ عَلٰی جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا وَاَنَّهٗ کَبَّرَ عَلٰی جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ کَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ یُکَبِّرُهَا

[2216]۔عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں پر چار تکبیرات کہا کرتے تھے، اور انہوں نے ایک جنازہ پر پانچ تکبیریں کہیں تو میں نے ان سے پوچھا، انہوں نے جواب دیا، رسول اللہ ﷺ بھی (بعض دفعہ) ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: ...... نبی اکرم ﷺ عام طور پر جنازہ میں چار تکبیرات کہتے تھے، اور عام طور پر خلفاء راشدین کا بھی یہی طریقہ تھا لیکن بعض اوقات ان سے زائد تکبیریں بھی آپ سے ثابت ہیں یعنی پانچ سے سات تک۔

۲۴...... بَابُ: الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

باب: ۲٤ جنازہ (دیکھ کر) اس کے لیے کھڑے ہونا

[2217] ۷۳۔(۹۵۸) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَکْرِ بْنُ أَبِی شَیْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَیْرٍ قَالُوا نَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِیهِ

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِیعَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((إِذَا رَأَیْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا لَهَا حَتّٰی تُخَلِّفَکُمْ أَوْ تُوضَعَ))**

[2217]۔حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ دیکھو تو اس کی خاطر کھڑے ہو جاؤ، حتیٰ کہ وہ تمہیں پیچھے چھوڑ جائے یا اسے (گردنوں سے اتار) رکھ دیا جائے۔

← واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی التکبیر علی الجنازة برقم (۱۰۲۳) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: عدد التکبیر علی الجنازة برقم (٤/ ۷۲) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الجنائز، باب: ما جاء فیمن کبر خمسا برقم (۱۵۰۵) انظر (التحفة) برقم (۳٦۷۱)

[2217] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجنائز، باب: القیام للجنازة برقم (۱۳۰۷) واخرجه فی الجنائز، باب: متی یقعد اذا قام للجنازة برقم (۱۳۰۸) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: القیام للجنازة برقم (۳۱۷۲) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی القیام للجنازة برقم (۱۰٤۲) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: الامر بالقیام للجنازة برقم (٤/ ٤٤) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی القیام للجنازة برقم (۱۵٤۲) انظر (التحفة) برقم (۵۰٤۱)

[2218] ٧٤-(. . .) وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الْجَنَازَةَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتَّى تُخَلِّفَهُ أَوْ تُوضَعَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُخَلِّفَهُ))

[2218] ۔ امام صاحب بہت سے اساتذہ کی سندوں سے نقل کرتے ہیں، حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک جنازہ دیکھے وہ اگر جنازہ کے ساتھ نہیں جا رہا تو وہ کھڑا ہو جائے، حتی کہ وہ اس سے آگے گزر جائے، یا اس کو پیچھے چھوڑنے سے پہلے ہی (زمین پر) رکھ دیا جائے۔''

[2219] ٧٥-(. . .) وَ حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ قَالَ نَا حَمَّادٌ ح وَ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ جَمِيعًا عَنْ أَيُّوبَ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الْجَنَازَةَ فَلْيَقُمْ حِينَ يَرَاهَا حَتَّى تُخَلِّفَهُ إِذَا كَانَ غَيْرَ مُتَّبِعِهَا))

[2219] ۔ امام صاحب مزید کئی اساتذہ کی اسانید سے لیث بن سعد کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ ابن جریج کی حدیث یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی جنازہ دیکھے۔ تو وہ اسے دیکھتے ہی کھڑا ہو جائے، حتی کہ وہ اسے پیچھے چھوڑ جائے، جبکہ وہ اس کے ساتھ نہ جا سکتا ہو۔''

[2220] ٧٦-(٩٥٩) وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا اتَّبَعْتُمْ جَنَازَةً فَلَا تَجْلِسُوا حَتَّى تُوضَعَ))

[2220] ۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم کسی جنازہ کے ساتھ جاؤ، تو اس وقت تک نہ بیٹھو، جب تک اسے (زمین پر) پر رکھ نہ دیا جائے۔''

[2218] انظر تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٢١٤)

[2219] انظر تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٢١٤)

[2220] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٠٢٥)

[2221] ٧٧-(. . .) وَ حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا مُعَاذُ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ نَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ **((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى تُوضَعَ))**

[2221]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ، اور جو جنازہ کے ساتھ جائے وہ اس کے رکھنے تک نہ بیٹھے۔''

[2222] ٧٨-(٩٦٠) وَ حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ مَرَّتْ جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا يَهُودِيَّةٌ فَقَالَ **((إِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا))**

[2222]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک جنازہ گزرا، تو رسول اللہ ﷺ اس کے لیے کھڑے ہو گئے، اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ یہودن ہے، تو آپ نے فرمایا: ''موت دہشت ناک ہے یا گھبراہٹ کا باعث ہے، اس لیے تم جب جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔''

[2223] ٧٩-(. . .) وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

[2221] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجنائز، باب: من تبع جنازة فلا یقعد حتی توضع عن مناکب الرجال، فان قعد امر بالقیام برقم (١٣١٠) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی القیام للجنازة برقم (١٠٤٣) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: السرعة بالجنازة برقم (٤/ ٤٣) ایضا واخرجه فی الجنائز فی باب: الامر بالقیام للجنازة برقم (٤/ ٤٥) ایضا واخرجه فی باب: الجلوس قبل ان توضع الجنازة برقم (٤/ ٧٧) انظر (التحفة) برقم (٤٤٢٠)

[2222] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجنائز، باب: من قام لجنازة یهودی برقم (١٣١١) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: القیام للجنازة۔ (٣١٧٤) واخرجه النسائی فی الجنائز، باب: القیام الجنازة اهل الشرك (٤/ ٤٦) انظر (التحفة) برقم (٢٣٨٦)

[2223] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: الرخصة فی ترك القیام ←

جَابِراً يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ لِجَنَازَةٍ مَرَّتْ بِهٖ حَتّٰى تَوَارَتْ

[2223] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ کے لیے جو آپ کے پاس سے گزرا کھڑے ہوگئے، حتیٰ کہ وہ نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

[2224] ۸۰۔(. . .) وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَيْضًا أَنَّهُ سَمِعَ

جَابِرَ يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ حَتّٰى تَوَارَتْ

[2224] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھی ایک یہودی کے جنازہ کی خاطر کھڑے ہوگئے حتیٰ کہ وہ نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

[2225] ۸۱۔(۹۶۱) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ

عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ وَسَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہما كَانَا بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرَّتْ بِهِمَا جَنَازَةٌ فَقَامَا فَقِيلَ لَهُمَا إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَقَالَ ((أَلَيْسَتْ نَفْسًا))

[2225] ۔ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حضرت قیس بن سعد اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما قادسیہ کے مقام پر تھے کہ ان کے پاس سے جنازہ گزرا، تو وہ دونوں کھڑے ہوگئے، انہیں بتایا گیا کہ وہ اس زمین کا (کافر) باشندہ ہے۔ تو ان دونوں نے جواب دیا، رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، تو آپ ﷺ کھڑے ہوگئے، آپ کو بتایا گیا، وہ یہودی ہے تو آپ نے فرمایا: ''کیا وہ ذی روح (جاندار) نہیں ہے؟

[2226] (. . .) وَ حَدَّثَنِيهِ الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِيهِ فَقَالَا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَرَّتْ عَلَيْنَا جَنَازَةٌ

[2226] امام صاحب یہی روایت ایک دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں، اس میں ہے کہ ان دونوں نے

← برقم (٤/ ٤٧) انظر (التحفة) برقم (٢٨١٨)

[2224] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٢٢٠)

[2225] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجنائز ، باب: من قام لجنازة يهودی برقم (١٣١٢) وبرقم (١٣١٣) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجنائز ، باب: القيام لجنازة اهل الشرك برقم (٤/ ٤٥) انظر (التحفة) برقم (٤٦٦٢)

[2226] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٢٢٢)

جواب دیا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، تو ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔

۲۵...... بَابُ: نَسْخِ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

باب: ۲۵ جنازہ کے لیے کھڑے ہونا منسوخ ہوگیا

[2227] ۸۲۔(۹۶۲) وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ اَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّهُ قَالَ رَآنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ وَنَحْنُ فِي جَنَازَةٍ قَائِمًا وَقَدْ جَلَسَ يَنْتَظِرُ أَنْ تُوضَعَ الْجَنَازَةُ فَقَالَ لِي مَا يُقِيمُكَ فَقُلْتُ أَنْتَظِرُ أَنْ تُوضَعَ الْجَنَازَةُ لِمَا يُحَدِّثُ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ نَافِعٌ فَإِنَّ مَسْعُودَ بْنَ الْحَكَمِ حَدَّثَنِي عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَعَدَ

[2227] ۔ واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ سے روایت ہے کہ نافع بن جبیر نے مجھے جبکہ ہم ایک جنازہ میں تھے۔ کھڑے دیکھا اور وہ اس انتظار میں بیٹھ چکے تھے کہ اسے قبر میں اتار دیا جائے، تو انہوں نے مجھ سے پوچھا تم کیوں کھڑے ہو؟ میں نے کہا، اس انتظار میں کہ جنازہ رکھ دیا جائے، کیونکہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ یہی بیان کرتے ہیں تو نافع نے کہا، مجھے مسعود بن حکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ اٹھے، پھر بیٹھ گئے۔

[2228] ۸۳۔(...) وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي وَاقِدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَسْعُودَ بْنَ الْحَكَمِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ فِي شَأْنِ الْجَنَائِزِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ ثُمَّ قَعَدَ وَإِنَّمَا حَدَّثَ بِذٰلِكَ لِأَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ رَاٰى وَاقِدَ بْنَ عَمْرٍو قَامَ حَتّٰى وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ۔

[2227] اخرجه ابو داود فی الجنائز (سننه) فی الجنائز، باب: القيام للجنازة برقم (۳۱۷۵) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: الرخصة فی ترك القيام لها برقم (۱۰۴۴) واخرجه النسائی فی (المجتبى) ی الجنائز، باب الوقوف للجنائز برقم (۴/ ۷۸) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی القيام للجنازة برقم (۱۵۴۴) بمعناه انظر (التحفة) برقم (۱۰۲۷۶)

[2228] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (۲۲۲۴)

[2228] ۔مسعود بن حکم انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جنازوں کے بارے میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے، پھر بیٹھ گئے۔ نافع بن جبیر نے یہ روایت اس لیے بیان کی کہ اس نے واقد بن عمرو کو جنازہ کے رکھے جانے تک کھڑے ہوئے دیکھا۔

[2229] (. . .) وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[2229] امام صاحب نے ایک دوسرے استاد سے یہی روایت نقل کی ہے۔

[2230] ٨٣۔(. . .) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ مَسْعُودَ بْنَ الْحَكَمِ يُحَدِّثُ

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ رَأَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَامَ فَقُمْنَا وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا يَعْنِي فِي الْجَنَازَةِ

[2230] ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے دیکھا تو ہم بھی کھڑے ہوگئے، اور آپ بیٹھے تو ہم بھی بیٹھ گئے، یعنی جنازہ میں۔

[2231] (. . .) وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ وَعُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[2231] امام صاحب نے دوسرے دو اساتذہ سے بھی یہی روایت نقل کی ہے۔

فائدہ:.....حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کے بارے میں یہ اختلاف ہے کہ اس کا معنی کیا ہے، امام بیضاوی کہتے ہیں کہ اس کا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوتے، جب گزر جاتا یا نظروں سے اوجھل ہو جاتا تو بیٹھ جاتے، جیسا کہ مذکورہ بالا باب کی روایات میں یہ تصریح موجود ہے، اور امام ملا علی قاری کا خیال ہے کہ اس حدیث کا تعلق قبرستان میں یا قبر میں جنازہ رکھنے سے ہے کہ قبرستان میں جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا صحیح ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے نہیں بیٹھتے تھے، بعد میں بیٹھنے لگ گئے اور بعض کا خیال ہے کہ اس حدیث کا تعلق مطلقاً قیام سے ہے۔ اس لیے اس کے بارے میں صحابہ و تابعین اور ائمہ میں اختلاف ہے، بعض کا خیال ہے کہ یہ استحبابی حکم ہے، کھڑا ہونا اور رکھے جانے تک کھڑے رہنا بہتر ہے اور یہی قول مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کھڑے ہونا بہتر ہے اور بیٹھنا جائز ہے۔ امام احمد، امام اسحاق کے نزدیک اختیار ہے کوئی پابندی نہیں ہے جیسا چاہے کر لے اور حضرت ابو ہریرہ،

[2229] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٢٢٤)
[2230] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٢٢٤)
[2231] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٢٢٤)

ابن عمر، ابن زبیر، ابوسعید خدری، ابوموسیٰ اشعری، حسن بن علی رضی اللہ عنہم، امام اوزاعی، احمد، اسحاق محمد بن حسن رحمہم اللہ کا موقف یہ ہے کہ جب تک قبرستان میں جنازہ رکھ نہ دیا جائے اس وقت تک بیٹھنا درست نہیں ہے لیکن ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور بعض صحابہ وتابعین کی رائے میں جنازہ کے لیے اٹھنا اور قبرستان میں رکھنے تک کھڑے رہنا منسوخ ہے۔

۲۶...... بَابُ: الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ فِي الصَّلَاةِ

باب ۲٦ نماز جنازہ میں میت کے لیے دعا کرنا

[2232] ۸۵-(۹٦۳) وَ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ سَمِعَهُ يَقُولُ سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ)) قَالَ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ أَنَا ذٰلِكَ الْمَيِّتَ

قَالَ: وَحَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرٍ. حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ هٰذَا الْحَدِيثِ اَيْضًا.

[2232]۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پڑھایا تو میں نے آپ ﷺ کی دعا سے یہ الفاظ یاد کر لیے آپ اللہ کے حضور عرض کر رہے تھے، اے اللہ! اسے بخش دے، اور اس پر رحمت فرما، اس کو عافیت دے (عذاب سے بچا) اس کو معاف فرما دے، اس کی باعزت مہمانی فرما، اس کی قبر کو وسیع فرما دے (جہنم کی آگ اور اس کی سوزش وجلن کی بجائے) پانی سے، برف سے اور اولوں سے اسے نہلا دے، اور اسے گناہوں سے اس طرح پاک صاف کر دے، جس طرح تو نے اجلے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف فرما دیا ہے اور اس کو اس کے دنیا کے گھر کے بدلے میں اچھا گھر اور اس کے گھر والوں کے بدلے میں اچھے گھر والے اور اس کی رفیقہ حیات کے بدلہ میں اچھی رفیقہ حیات (بیوی) عطا فرما دے، اور اس کو جنت میں

[2232] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما یقول فی الصلاة علی المیت برقم (۱۰۲۵) بمعناه واخرجه النسائی فی (المجتبیٰ) فی الطهارة، باب: الوضوء بماء البرد برقم (۱/ ۵۱) واخرجه کذلک فی الجنائز، باب: الدعاء برقم (٤/ ۷۳) انظر (التحفة) برقم (۱۰۹۰۱)

داخل فرما، اور اسے عذاب قبر یا آگ کے عذاب سے پناہ دے۔'' (حدیث کے راوی عوف بن مالک کہتے ہیں۔ حضور ﷺ کی یہ دعا سن کر میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش یہ میت میں ہوتا ہے۔

امام صاحب نے اپنے ایک اور استاد سے اس قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

[2233] (. . .) وَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ وَهْبٍ

[2233] مصنف نے ایک اور استاد سے، اہل حدیث کی طرح روایت بیان کی ہے۔

[2234] ٨٦-(. . .) وَ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الْحِمْصِيِّ ح و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي الطَّاهِرِ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ يَقُولُ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهِ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَّثَلْجٍ وَّبَرَدٍ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ)) قَالَ عَوْفٌ فَتَمَنَّيْتُ أَنْ لَوْ كُنْتُ أَنَا الْمَيِّتَ لِدُعَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَيِّتِ

[2234]۔ امام صاحب اپنے کئی اساتذہ سے عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ ایک نماز جنازہ میں یہ دعا سنی آپ فرما رہے تھے: ''اے اللہ! اسے بخش دے، اس پر رحمت فرما، اس سے درگزر فرما، اسے عذاب سے عافیت وسلامتی عطا فرما، اس کی بہترین مہمان نوازی فرما، اس کی قبر کو فراخ کر دے، اور اسے پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال اور اسے گناہوں کی گندگی سے اس طرح صاف فرما، جس طرح سفید اجلا کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے، اور اسے اس کے گھر کے بدلہ میں اس کے گھر سے بہتر گھر دے، اور اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے بدلہ میں دے، اور اس کی بیوی کے

[2233] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٢٩)

[2234] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الجنائز، باب: ما يقول في الصلاة على الميت برقم (١٠٢٥) بمعناه واخرجه النسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: الوضوء بماء البرد برقم (١/ ٥١) واخرجه كذلك في الجنائز، باب: الدعاء برقم (٤/ ٧٣) انظر (التحفة) برقم (١٠٩٠٢)

بدلہ میں اس سے بہتر بیوی عطا فرما، اور اسے قبر کے فتنہ اور آگ کے عذاب سے بچا۔'' حضرت عوف رضی اللہ عنہ کا قول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میت کے حق میں دعا سن کر، میں نے خواہش کی، اے کاش یہ میت میں ہوتا۔

فوائد :...... ❶ امام مسلم رحمہ اللہ نے یہاں صرف حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی دعا نقل فرمائی ہے اور آپ سے اور دعائیں بھی ثابت ہیں۔ نیز مصنف اس دعا کا موقعہ اور محل بھی بیان نہیں فرمایا، صحیح مسلم کے شارح، امام نووی نے ریاض الصالحین میں نماز جنازہ کی کیفیت اس طرح بیان کی ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد تعوذ، سورۂ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھے، دوسری تکبیر کے بعد نماز میں پڑھا جانے والا درود ابراہیم پڑھے، تیسری تکبیر کے بعد میت اور عام مسلمانوں کے لیے دعائیں کریں، اور چوتھی تکبیر کے بعد بھی عام لوگوں کی عادت کے برعکس لمبی دعا کر کے سلام پھیر دے۔ ❷ نماز جنازہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مختلف دعائیں ثابت ہیں، ان سب کو ملا کر یا بعض کو پڑھنا چاہیے اور دعائیں خوب اخلاص اور الحاح سے کرنی چاہییں اور یہ تبھی ممکن ہے جب دعائیں اور ان کا معنی ومفہوم یاد ہو۔ ❸ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے قول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سے ثابت ہوتا ہے، آپ نے یہ دعائیں اونچی آواز سے آہستہ آہستہ (ٹھہر ٹھہر کر) پڑھی تھیں کہ ان کو سن کر یاد ہو گئیں، اس طرح دوسرے صحابہ کی روایت سے بھی نماز جنازہ میں دعائیں بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سے بلند آواز سے دعائیں پڑھتے تھے، نیز کسی حدیث میں یہ ثابت نہیں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیچھے بلند آواز سے آمین کہتے تھے، اس لیے یہ طریقہ یعنی آمین کہنا درست نہیں ہے۔ ❹ نماز جنازہ کے بعد، میت کے دفن تک آپ یا آپ کے خلفاء راشدین سے کوئی دعا ثابت نہیں ہے۔ اس لیے بعد کی سب دعائیں خود ساختہ ہیں، حالانکہ یہ بات مسلم ہے کہ عبادات میں اصل چیز ثبوت ہے، رائے یا قیاس کا یہاں دخل نہیں ہے۔

۲۷...... بَابُ: أَيْنَ يَقُوْمُ الْإِمَامُ مِنَ الْمَيِّتِ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ

باب ۲۷: امام نماز جنازہ کے وقت، میت کے کس مقام کے سامنے کھڑا ہوگا

[2235] ۸۷۔(۹٦٤) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ ذَكْوَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَصَلّٰى عَلٰى أُمِّ كَعْبٍ مَاتَتْ وَهِيَ نُفَسَاءُ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِلصَّلٰوةِ عَلَيْهَا وَسَطَهَا

[2235] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيض، باب: الصلاة على النفساء وسنتها برقم (۳۳۲) بمعناه واخرجه كذلك في الجنائز، باب: الصلاة على النفساء اذا ماتت في نفاسها برقم (۱۳۳۱) بمعناه واخرجه كذلك في باب: اين يقوم من المراة والرجل برقم (۱۳۳۲) ←

[2235] ۔حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز جنازہ پڑھی۔آپ نے ام کعب رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھی تھی، جو نفاس کی حالت میں فوت ہوگئی تھیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ کے لیے، اس کے درمیان کھڑے ہوئے تھے۔

[2236] (. . .) وَ حَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ح و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالْفَضْلُ بْنُ مُوسَى كُلُّهُمْ عَنْ حُسَيْنٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرُوا أُمَّ كَعْبٍ

[2236] مصنف نے اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی اسی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔لیکن انہوں نے ام کعب رضی اللہ عنہا کا نام نہیں لیا۔

[2237] ٨٨۔(. . .) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ قَالَا نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حُسَيْنٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقَدْ كُنْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم غُلَامًا فَكُنْتُ أَحْفَظُ عَنْهُ فَمَا يَمْنَعُنِي مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا أَنَّ هٰهُنَا رِجَالًا هُمْ أَسَنُّ مِنِّي وَقَدْ صَلَّيْتُ وَرَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الصَّلٰوةِ وَسَطَهَا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ فَقَامَ عَلَيْهَا لِلصَّلٰوةِ وَسَطَهَا

[2237] ۔حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نوخیز تھا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو یاد کیا کرتا تھا، اور اب مجھے بات کرنے سے صرف یہی چیز روک رہی ہے کہ یہاں پر بہت سے لوگ مجھ سے عمر میں بڑے (عمر رسیدہ) موجود ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ایک عورت

← بمعناه۔ واخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: اين يقوم الامام من الميت اذا صلى عليه برقم (٣١٩٥) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الجنائز، باب: ما جاء اين يقوم الامام من الرجل والمراة برقم (١٠٣٥) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الحيض، باب: الصلاة على النفساء برقم (١/ ١٩٥) واخرجه كذلك في الجنائز، باب: الصلاة على الجنائز قائما برقم (٤/ ٧١) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في اين يقوم الامام اذا صلى على الجنازة برقم (١٤٩٣) انظر (التحفة) برقم (٤٦٢٥)

[2236] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٣٢)

[2237] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٣٢)

کی جو نفاس کی حالت میں فوت ہوئی تھی، نماز جنازہ پڑھی ہے، رسول اللہ ﷺ اس کی نماز جنازہ میں، اس کے درمیان میں کھڑے ہوئے تھے، عبداللہ بن بریدہ کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ اس کی نماز کے لیے اس کے درمیان کھڑے ہوئے تھے۔

فوائد:...... ❶ نفاس والی عورت اگرچہ اس حالت میں نماز نہیں پڑھ سکتی اور وہ اجر وثواب کے اعتبار سے شہداء کی صف میں داخل ہے، اس کے باوجود اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ ❷ امام صاحب، میت کے جنازہ میں کہاں کھڑا ہوا جائے؟ اس سلسلہ میں صرف عورت کے بارے میں روایت لائے ہیں کہ اس کے جنازہ میں امام درمیان میں کھڑا ہوگا، لیکن مرد کے جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہوگا؟ اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ ائمہ کا اس کے بارے میں اختلاف ہے، امام شافعی، امام احمد، امام ابو یوسف اور ایک روایت کی رو سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہ موقف ہے کہ جنازہ میں امام مرد کے سر کے قریب اور عورت کے درمیان میں کھڑا ہوگا اور حدیث کی رو سے یہی صحیح ہے، علامہ سعیدی لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول چونکہ احادیث اور آثار کے مطابق ہے اس لیے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ (صحیح مسلم: ۲/ ۸۱۱) اے کاش ہر جگہ، صحیح احادیث پر عمل کو ہی ترجیح دیں، قراءت فاتحہ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بخاری شریف میں روایت موجود ہے کہ انہوں نے نماز جنازہ میں بلند آواز سے فاتحہ پڑھی اور فرمایا، یہ میں نے اس لیے کیا ہے تاکہ تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ فاتحہ پڑھنا، آپ ﷺ کا رویہ اور طرز عمل ہے، اور اس کی یہ تاویل کر دی ہے۔ آپ نے بطور دعا اور ثنا پڑھی تھی۔ (ج۲ ص ۸۹۸) حالانکہ اس تاویل کا کوئی قرینہ اور دلیل نہیں ہے اور ایک بات یہ کہی ہے۔ یہ خبر واحد ہے اور خبر واحد سے فرضیت پر استدلال صحیح نہیں ہے، حالانکہ جس طرح قرآن کے حکم سے فرضیت ثابت ہوتی ہے حدیث صحیح سے بھی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔ بخاری اور مسلم کی روایات کو تو امت نے بالاتفاق قبول کیا ہے۔ اس وجہ سے وہ قطعیت اور یقین کا فائدہ دیتی ہیں، ان سے فرضیت کیوں ثابت نہیں ہوگی۔ امام ابن ہمام اور امام طحاوی نے بھی یہی تاویل کی ہے کہ ثناء دعا کے طور پر پڑھی ہے، چلو یہ حضرات دعا و ثنا کے طور پر پڑھ لیا کریں، فاتحہ پڑھا تو کریں، اس جامع دعا سے محروم تو نہ رہیں۔

۲۸...... بَابُ: رُكُوبِ الْمُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ إِذَا انْصَرَفَ

باب۲۸: نماز جنازہ سے واپسی پر (سواری پر) سوار ہونا

[2238] ۸۹-(۹۶۵) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا وَقَالَ يَحْيَى أَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ

[2238] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الركوب بعد الفراغ من الجنازة برقم (٤/ ٨٦) انظر (التحفة) برقم (٢١٩٤)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِفَرَسٍ مُعْرَوْرًى فَرَكِبَ حِينَ انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ نَمْشِي حَوْلَهُ

[2238] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ننگی پیٹھ ایک گھوڑا لایا گیا، تو آپ ابن ابی الدحداح رضی اللہ عنہ کے جنازہ سے واپسی پر اس پر سوار ہو گئے، اور ہم آپ کے اردگرد پیدل چل رہے تھے۔

[2239] (. . .) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى ابْنِ الدَّحْدَاحِ ثُمَّ أُتِيَ بِفَرَسٍ عُرْيٍ فَعَقَلَهُ رَجُلٌ فَرَكِبَهُ فَجَعَلَ يَتَوَقَّصُ بِهِ وَنَحْنُ نَتَّبِعُهُ نَسْعَى خَلْفَهُ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((**كَمْ مِنْ عِذْقٍ مُعَلَّقٍ أَوْ مُدَلًّى فِي الْجَنَّةِ لِابْنِ الدَّحْدَاحِ**)) وَقَالَ شُعْبَةُ ((**لِأَبِي الدَّحْدَاحِ**))

[2239] حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی الدحداح رضی اللہ عنہ کی **نماز جنازہ** پڑھی، پھر آپ کے پاس ننگی پیٹھ والا گھوڑا لایا گیا، تو ایک آدمی نے اسے پکڑ کر روکے رکھا اور آپ اس پر سوار ہو گئے، وہ آپ کو اٹھا کر دلکی چال چلنے لگا (کودتا اچھلتا چل رہا تھا) اور ہم آپ کے پیچھے پیچھے تھے اور دوڑ رہے تھے، قوم (لوگ) میں سے ایک آدمی نے کہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جنت میں ابن ابی الدحداح رضی اللہ عنہ کے لیے کتنے خوشے لٹک رہے ہیں یا جھکے ہوئے ہیں؟'' شعبہ نے ابن الدحداح کی بجائے ابوالدحداح کہا۔

فائدہ: ...... **جنازہ سے واپسی پر بالاتفاق سوار ہونا جائز ہے، جاتے وقت بلا عذر ضرورت درست نہیں ہے۔ کیونکہ چارپائی کو کندھا دینا ہوتا ہے۔**

۲۹...... بَابٌ: فِي اللَّحْدِ وَنَصْبِ اللَّبِنِ عَلَى الْمَيِّتِ

باب: ۲۹ لحد (بغلی قبر) بنانا اور میت پر کچی اینٹیں لگانا

[2240] ۹۰-(۹۶۶) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمِسْوَرِيُّ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ

[2239] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز، برقم (٦١٧٨) واخرجه الترمذي في (سننه) في الجنائز باب: ما جاء في الرخصة في ذلك برقم (١٠١٣) انظر (التحفة) برقم (٢١٨٠)

[2240] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب اللحد والشق برقم (٤/ ٨٠) ←

سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي هَلَكَ فِيهِ الْحَدُوا لِي لَحْدًا وَانْصِبُوا عَلَيَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

[2240]۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی اس بیماری میں جس میں وہ فوت ہو گئے تھے۔ (اپنے لواحقین سے) کہا، میرے لیے لحد بنانا اور مجھ پر اچھے طریقے سے کچی اینٹیں لگانا، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا تھا، یعنی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بنائی گئی تھی۔

فائدہ:...... بالاتفاق لحد بنانا بہتر ہے اور عام قبر بنانا بھی درست ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر کچی اینٹیں لگائی تھیں اور قبر ایک بالشت اونچی بنائی تھی۔

٣٠...... بَابُ: جَعْلِ الْقَطِيْفَةِ فِي الْقَبْرِ

باب: ٣٠ قبر میں چادر رکھنا

[2241] ٩١-(٩٦٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا وَكِيعٌ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ وَوَكِيعٌ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ نَا أَبُو جَمْرَةَ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جُعِلَ فِي قَبْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَطِيفَةٌ حَمْرَاءُ

قَالَ مُسْلِم أَبُو جَمْرَةَ اسْمُهُ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ وَأَبُو التَّيَّاحِ وَاسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ مَاتَا بِسَرَخْسَ

[2241]۔امام صاحب نے مختلف اساتذہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں سرخ چادر رکھ دی گئی تھی۔

امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ابو جمرہ کا نام نصر بن عمران ہے اور ابو التیاح کا نام یزید بن حمید ہے اور دونوں (ایک ہی سال میں) سرخس میں فوت ہوئے۔ (ابو التیاح کا اس حدیث میں ذکر نہیں ہے)۔

فائدہ:...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام نے محض اسی بنا پر یہ چادر قبر میں ڈال دی کہ آپ کے بعد اس کو

← واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في استحباب اللحد برقم (١٥٥٦) انظر (التحفة) برقم (٣٨٦٧)

[2241] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الجنائز، باب: ما جاء في الثوب الواحد يلقى تحت الميت في القبر برقم (١٠٤٨) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: وضع الثوب في اللحد برقم (٤/ ٨١) انظر (التحفة) برقم (٦٥٢٦)

کوئی استعمال نہ کرے لیکن چونکہ یہ بات درست نہ تھی، اس لیے بقول امام ابن عبدالبر اس کو نکال لیا گیا تھا۔ اور جمہور فقہاء نے میت کے نیچے کپڑے بچھانے کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔

٣١...... بَابُ الْأَمْرِ بِتَسْوِيَةِ الْقَبْرِ

باب: ٣١ قبر کو ہموار یا برابر بنانے کا حکم

[2242] ٩٢-(٩٦٨) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ فِي رِوَايَةِ أَبِي الطَّاهِرِ أَنَّ عَلِيَّ الْهَمْدَانِيَّ حَدَّثَهُ وَفِي رِوَايَةِ هَارُونَ أَنَّ ثُمَامَةَ بْنَ شُفَيٍّ حَدَّثَهُ قَالَ كُنَّا مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِأَرْضِ الرُّومِ بِرُودِسَ فَتُوُفِّيَ صَاحِبٌ لَنَا فَأَمَرَ فَضَالَةُ رضی اللہ عنہ بِقَبْرِهِ فَسُوِّيَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَأْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا

[2242]۔ ثمامہ بن شفی بیان کرتے ہیں کہ ہم سرزمین روم کے جزیرہ بردوس میں، فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، تو ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا، حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے کہا ان کی قبر (عام قبروں کے) برابر بنائی جائے۔ یا اس کی قبر ان کے حکم سے عام قبروں کے برابر بنائی گئی، پھر انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ اس کے ہموار عام قبروں کے برابر کرنے کا حکم دیتے تھے۔

[2243] ٩٣-(٩٦٩) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ

[2243]۔ ابو الہیاج اسدی بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا میں تمہیں اس کام

[2242] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: فی تسوية القبر برقم (٣٢١٩) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الجنائز، باب: تسوية القبور اذا رفعت برقم (٤/ ٨٨) انظر (التحفة) برقم (١١٠٢٦)

[2243] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: فی تسوية القبر برقم (٣٢١٨) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی تسوية القبر برقم (١٠٤٩) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الجنائز، باب: تسوية القبور اذا رفعت برقم (٤/ ٨٦) انظر (التحفة) برقم (١٠٠٨٣)

کے لیے نہ بھیجوں جس کام کے لیے مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا؟ کسی مجسمہ اور تصویر کو مٹائے بغیر نہ چھوڑوں اور نہ کسی اونچی یا بلند قبر کو (عام قبروں کے) برابر کیے بغیر چھوڑوں۔

[2244] (. . .) وَ حَدَّثَنِيهِ أَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَ نَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ نَا حَبِيبٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ وَلَا صُورَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا

[2244] مصنف یہی روایت ایک دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں، اس میں ہے کہ تصویر کو مٹائے بغیر نہ چھوڑوں۔ (یعنی تمثال کی جگہ تصویر کا لفظ ہے)

فوائد: ...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی قبر کو عام قبروں سے بلند اور اونچا بنانا جائز نہیں ہے، اگر طاقت وقوت یعنی اقتدار واختیار ہو تو بلند قبروں کو زمین کے قریب کر دینا چاہیے، اس لیے بالاتفاق ایک بالشت سے اونچی قبر گرا کر اس کو عام قبروں کے برابر کر دیا جائے گا، قبر کو صرف عام زمین سے ممتاز کرنے کے لیے کچھ بلند رکھا جاتا ہے، لیکن افسوس آج کل عام طور پر آپ کے اس صریح فرمان کو نظر انداز کر کے قبریں اونچی بنائی جاتی ہیں۔
❷ امام ابوحنیفہ، مالک، احمد ﷭ کے نزدیک قبر اونٹ کی کوہان کی شکل میں بنائی جائے گی اور امام شافعی ﷫ کے نزدیک ہموار اور مسطح یعنی چوکور ہوگی لیکن زمین سے زیادہ بلند کسی کے نزدیک بھی نہیں بنائے جائے گی۔

٣٢...... بَابُ: النَّهْيِ عَنْ تَجْصِيصِ الْقَبْرِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهِ

باب: ٣٢ قبر کو پختہ کرنے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے کی ممانعت

[2245] ٩٤-(٩٧٠) وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ جَابِرٍ ﷜ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُبْنٰى عَلَيْهِ

[2245]۔ حضرت جابر ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا۔

[2244] انظر تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٤٠)
[2245] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: في البناء على القبر برقم (٣٢٢٦) و (٣٢٢٥) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الجنائز، باب: ما جاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها برقم (١٠٥٢) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الزيادة على القبور برقم (٤/ ٨٦) واخرجه كذلك في باب: البناء على القبر برقم (٤/ ٨٧) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في النهي عن البناء على القبور وتجصيصها والكتابة عليها برقم (١٥٦٣) انظر (التحفة) برقم (٢٢٧٤) و (٢٧٩٦)

[2246] (. . .) وَ حَدَّثَنِی هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ح وَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ جَمِیعًا عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِی أَبُو الزُّبَیْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ یَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ بِمِثْلِهٖ

[2246] امام صاحب نے اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی یہی حدیث بیان کی ہے۔

[2247] ۹۵-(. . .) وَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیَی قَالَ أَنَا إِسْمٰعِیلُ ابْنُ عُلَیَّةَ عَنْ أَیُّوبَ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نُهِیَ عَنْ تَقْصِیصِ الْقُبُورِ

[2247]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبر کو پختہ بنانے سے منع کیا گیا ہے۔

فوائد:...... ❶ علامہ تورپشتی حنفی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ قبر کو پختہ بنانا یا اس پر خیمہ گاڑنا دونوں منع ہیں، کیونکہ ان کا فائدہ نہیں ہے اور یہ اہل جاہلیت کا وطیرہ اور عمل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی قبر پر خیمہ لگا دیکھا تو فرمایا، اے غلام! اس کو اکھاڑ دو، میت کا عمل ہی اس کے لیے سایہ فراہم کرتا ہے، اور بعض احناف نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ مال کا ضیاع ہے، اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میں نے مکہ کے ائمہ کو دیکھا وہ عمارت کو گرانے کا حکم دیتے تھے۔ اس لیے یہ کہنا: شروع سے لے کر اب تک امت کے صالحین اور علماء بزرگان دین کے مزارات پر گنبد بناتے چلے آئے ہیں، اس لیے (امت کے اجماع عملی سے گنبد بنانے کا جواز ثابت ہے) خلاف واقعہ ہے۔ اور دعویٰ اجماع غلط ہے۔ نیز وہ اجماع جو خلاف نص ہو قابل قبول نہیں ہے اور نہ ہی نص کے خلاف اجماع ممکن ہے۔ اسی طرح ابن عابدین نے قبر پر لکھنے کے جواز پر اجماع عملی کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ امام ابیّ رحمہ اللہ نے لکھا ہے، ائمۃ المسلمین نے جواز کا فتویٰ نہیں دیا، اور نہ ہی انہوں نے اپنی قبروں پر لکھنے کی وصیت کی ہے۔ بلکہ ان کی اکثریت نے اس کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور اپنی تصانیف میں بھی یہی لکھا ہے۔ (فتح الملہم: ۲/ ۵۰۷)

لہٰذا یہ لوگوں کا غلط عمل ہے اس کو اجماع کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ کیا اب ساری دنیا کے مسلمانوں میں سود کا چال چلن ہے تو یہ جائز ہو جائے گا، نیز ان حضرات نے یہ دعویٰ علماء اور صلحاء کی قبروں کے لیے کیا تھا، اب یہ وبا عام ہو گئی ہے۔ تو کیا اس کو اجماع عملی کا نام دے کر، اس کے جواز کا فتویٰ دیا جائے گا۔ حالانکہ اصل حقیقت حال یہ ہے کہ ہر دور

[2246] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲۲٤۲)

[2247] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: تجصیص القبور برقم (٤/ ٨٤) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی النهی عن البناء علی القبور وتجصیصها والكتابة علیها برقم (۱۵٦۲) انظر (التحفة) برقم (۲٦٦٨)

اور ہر زمانہ میں ائمہ المسلمین میں ایسے لوگ موجود رہے ہیں اور اب بھی ہیں، جو ان غلط کاموں سے روکتے رہتے ہیں۔ یہی حال ان مزارات پر چادریں یا پھول چڑھانے کا ہے، اب لوگ قبروں والوں کو پکار کر، اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے نذر مانتے یا نیاز چڑھاتے ہیں اور یہ کام بالاجماع باطل ہے۔ (شرح صحیح مسلم سعیدی: ۲/ ۸۱۷) تو کیا اب اس عمل کو جائز قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ سب لوگ کر رہے ہیں۔ ❷ جس طرح قبر کو پختہ بنانا اور اس پر عمارت تعمیر کرنا ناجائز ہے، اسی طرح اس پر مجاور بن کر بیٹھنا درست نہیں ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے، قبر پختہ بنانا، اس پر عمارت بنانا اور بیٹھنا منع ہے۔

۳۳...... بَابُ: النَّهْيِ عَنِ الْجُلُوْسِ عَلَى الْقَبْرِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ

باب ۳۳: قبر پر بیٹھنا اور اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا ناجائز ہے

[2248] ۹۶-(۹۷۱) وَ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ))

[2248]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی انگاروں پر بیٹھ جائے اور وہ اس کی کپڑوں کو جلا کر اس کے کھال تک پہنچ جائیں تو یہ اس کے حق میں اس سے بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے۔

[2249] (...) وَ حَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ ح وَ حَدَّثَنِيهِ عَمْرُو النَّاقِدُ قَالَ نَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[2249] امام صاحب نے اپنے دو دوسرے اساتذہ سے بھی، اس سند سے اسی قسم کی روایت نقل کی ہے۔

[2250] ۹۷-(۹۷۲) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ الْبَجَلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ

[2248] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۶۰۴)

[2249] تفرد مسلم بحديث قتيبة بن سعيد انظر (التحفة) برقم (۱۲۷۱۳) واخرج حديث عمرو الناقدا النسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: التشديد فی الجلوس علی القبور برقم (۴/ ۹۵) انظر (التحفة) برقم (۱۲۶۶۲)

[2250] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: كراهية القعود على القبر برقم (۳۲۲۹) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی كراهية المشی على القبور والجلوس عليها والصلاة اليها برقم (۱۰۵۰) و (۱۰۵۱) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی القبلة، باب: النهی عن الصلاة الی القبر برقم (۲/ ۶۷) انظر (التحفة) برقم (۱۱۱۶۹)

عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا))

[2250] ۔حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔

[2251] ۹۸۔(. . .) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ الْبَجَلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ

عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا تُصَلُّوا إِلَى الْقُبُورِ وَلَا تَجْلِسُوا عَلَيْهَا))

[2251] ۔ ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو، اور نہ ہی ان پر بیٹھو۔''

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے جس طرح قبر پر بیٹھنا اس کی تحقیر کا باعث ہے اور ناجائز ہے، اس طرح اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اس کی تعظیم کا باعث ہے یا کم از کم اس سے مشابہت رکھتا ہے، اس لیے ملا علی قاری نے لکھا ہے: اگر یہ حقیقتاً قبر یا صاحب قبر کی تعظیم کے لیے ہے تو تعظیم کرنے والا کافر ہے۔ (فتح الملہم: ج۲ ص۵۰۷) ❷ جب قبر پر بیٹھنا جائز نہیں ہے تو اس پر پیشاب و پاخانہ کرنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے، جو انتہائی نازیبا اور قبیح حرکت ہے۔ امام مالک بیٹھنے کی ممانعت کو اس پر محمول کرتے ہیں۔

۳۴...... بَابُ: الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ

باب ۳٤ : مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا

[2252] ۹۹۔(۹۷۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَاللَّفْظُ لِإِسْحٰقَ قَالَ عَلِيٌّ نَا وَقَالَ إِسْحٰقُ أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ حَمْزَةَ

عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَمَرَتْ أَنْ يَمُرَّ بِجَنَازَةِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْمَسْجِدِ فَتُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَأَنْكَرَ النَّاسُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ مَا أَسْرَعَ مَا نَسِيَ النَّاسُ مَا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى سُهَيْلِ بْنِ الْبَيْضَاءِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ

[2251] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٤٧)

[2252] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الجنائز، باب: ما جاء في الصلاة على الميت في المسجد برقم (١٠٣٣) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الصلاة على الجنازة في المسجد برقم (٤/ ٦٨) انظر (التحفة) برقم (١٦١٧٥)

[2252] ۔عباد بن عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں لانے کا حکم دیا تاکہ وہ بھی ان کا جنازہ پڑھیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر اعتراض کیا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لوگ کس قدر جلد بھول گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں ہی پڑھی تھی۔

[2253] ۱۰۰۔(. . .) وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِالْوَاحِدِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يَمُرُّوا بِجَنَازَتِهِ فِي الْمَسْجِدِ فَيُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ فَفَعَلُوا فَوُقِفَ بِهِ عَلَى حُجَرِهِنَّ يُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ أُخْرِجَ بِهِ مِنْ بَابِ الْجَنَائِزِ الَّذِي كَانَ إِلَى الْمَقَاعِدِ فَبَلَغَهُنَّ أَنَّ النَّاسَ عَابُوا ذٰلِكَ وَقَالُوا مَا كَانَتِ الْجَنَائِزُ يُدْخَلُ بِهَا الْمَسْجِدَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ مَا أَسْرَعَ النَّاسُ إِلَى أَنْ يَعِيبُوا مَا لَا عِلْمَ لَهُمْ بِهِ عَابُوا عَلَيْنَا أَنْ يُمَرَّ بِجَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى سُهَيْلِ بْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي جَوْفِ الْمَسْجِدِ

[2253] ۔عباد بن عبداللہ بن زبیر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ازواج مطہرات نے پیغام بھیجا کہ ان کا جنازہ مسجد میں لایا جائے تاکہ وہ بھی ان کی نماز جنازہ پڑھیں، لوگوں نے ایسے ہی کیا، جنازہ ان کے حجروں کے سامنے رکھ دیا گیا تاکہ وہ نماز جنازہ پڑھ لیں، پھر اسے باب الجنائز سے جو مقاعد (بیٹھنے کی جگہیں) کے قریب تھا، سے نکالا گیا۔ اور انہیں پتہ چلا کہ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے، جنازوں کو مسجد میں نہیں لایا جاتا تھا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک بھی اعتراض پہنچا، تو انہوں نے فرمایا، کس قدر جلدی لوگ اس کام پر اعتراض کرنے لگے ہیں جس کا انہیں علم ہی نہیں ہے۔ ہم پر جنازہ مسجد میں لانے پر عیب (نکتہ چینی) لگایا گیا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء کا جنازہ مسجد کے اندر پڑھا تھا۔

[2254] ۱۰۱۔(. . .) وَ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَا نَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ أَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ

[2253] انظر تخريجه فى الحديث السابق برقم (۲۲۴۹)

[2254] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الجنائز، باب: الصلاة على الجنازة فى المسجد برقم (۳۱۹۰) انظر (التحفة) برقم (۱۷۷۱۳)

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَتْ ادْخُلُوا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتَّى أُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَأُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَأَخِيهِ قَالَ مُسْلِم سُهَيْلُ بْنُ دَعْدٍ وَهُوَ ابْنُ الْبَيْضَاءِ أُمُّهُ بَيْضَاءُ

[2254]۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انہیں مسجد میں لاؤ تاکہ میں بھی نماز جنازہ پڑھوں، تو ان پر اعتراض کیا گیا، اس پر انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دو بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی رضی اللہ عنہما کا جنازہ مسجد میں ہی پڑھا تھا۔ امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں، سہیل بن دعد ہی بیضاء کے بیٹے ہیں۔ بیضاء ماں کا نام ہے، اصل نام دعد ہے، بیضاء کے نام سے معروف تھیں اور دوسرے بیٹے کا نام صفوان ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ جمہور کا موقف یہی ہے، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی تھی، لیکن آپ عام طور پر جنازہ، عیدگاہ میں ہی پڑھتے تھے یا مسجد کے قریب جگہ تھی، جس کی طرف باب الجنائز کھلتا تھا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہی نہیں ہے۔

٣٥...... بَابُ: مَايُقَالُ عِنْدَ دُخُولِ الْقُبُورِ وَالدُّعَاءِ لِأَهْلِهَا

باب ۳۵: قبرستان میں داخل ہوتے وقت اہل قبرستان کے لیے کیا دعا کی جائے گی

[2255] ١٠٢-(٩٨٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَنَا وَ قَالَ الْآخَرَانِ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي نَمِرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقُولُ ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَأَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ غَدًا مُؤَجَّلُونَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ)) وَلَمْ يُقِمْ قُتَيْبَةُ قَوْلَهُ ((وَأَتَاكُمْ))

[2255]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا

[2255] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الامر بالاستغفار للمومنين برقم (٤/ ٩٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٣٩٦)

(عائشہ رضی اللہ عنہا نے) جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری میرے ہاں ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں بقیع (اہل مدینہ کا قبرستان) تشریف لے جاتے اور فرماتے: ''اے مومنوں کے گھر کے باسیو! تم پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی نازل ہو۔ جس کا تم سے وعدہ تھا آچکا، کل تک تمہیں مہلت ہے، اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ بقیع غرقد والوں کو معاف فرما۔'' اور قتیبہ کی روایت میں اتاکم کا لفظ نہیں ہے۔

فائدہ:...... **عـدًا مـؤجـلـون کا مقصد یہ ہے کہ یہاں ابھی مکمل حساب کتاب شروع نہیں ہوا، اس کے لیے قیامت تک ڈھیل اور مہلت ہے۔ یا دنیا میں جس کل کی مہلت دی گئی تھی وہ آچکا ہے، اور غرقد ایک درخت کا نام ہے، جو اہل مدینہ کے قبرستان میں تھا۔**

[2256] ۱۰۳-(...) وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ

مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ أُمِّي قَالَ فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ أُمَّهُ الَّتِي وَلَدَتْهُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قُلْنَا بَلَى قَالَ قَالَتْ لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيهَا عِنْدِي انْقَلَبَ فَوَضَعَ رِدَائَهُ وَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلَى فِرَاشِهِ فَاضْطَجَعَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَ مَا ظَنَّ أَنْ قَدْ رَقَدْتُ فَأَخَذَ رِدَائَهُ رُوَيْدًا وَانْتَعَلَ رُوَيْدًا وَفَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا فَخَرَجَ ثُمَّ أَجَافَهُ رُوَيْدًا فَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ عَلَى اَثَرِهِ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ فَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ ((مَا لَكِ يَاعَائِشُ حَشْيَا رَابِيَةً)) قَالَتْ قُلْتُ لَا شَيْءَ قَالَ ((لَتُخْبِرِينِي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ)) قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ ((فَأَنْتِ السَّوَادُ

[2256] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الجنائز، باب: الامر بالاستغفار للمومنين برقم (٤/ ٩١، ٩٢) واخرجه كذلك فى عشرة النساء، باب: الغيرة برقم (٧/ ٧٣) وبرقم (٤/ ٧٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٥٩٣)

الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي)) قُلْتُ نَعَمْ فَلَهَدَنِي فِي صَدْرِي لَهْدَةً أَوْجَعَتْنِي ثُمَّ قَالَ ((أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ)) قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ نَعَمْ قَالَ ((فَإِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ فَنَادَانِي فَأَخْفَاهُ مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ وَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَكِ وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَتْ)) قُلْتُ كَيْفَ أَقُولُ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((قُولِي السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ من المومنين والمسلمين ويرحم الله الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ))

[2256] ۔محمد بن قیس بن مخرمہ بن مطلب نے ایک دن ساتھیوں سے کہا، کیا میں تمہیں اپنے اور اپنی ماں کے بارے میں بات نہ بتاؤں؟ ساتھیوں نے خیال کیا کہ وہ اپنی وہ ماں مراد لے رہا ہے جس نے اسے جنا ہے، اس نے کہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا میں تمہیں اپنے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب میری وہ رات آئی، جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں ہوتے تھے، آپ گھر لوٹے (مسجد سے گھر آئے) اپنی چادر (چارپائی پر) رکھی اور اپنے جوتے اتار کر، اپنے پاؤں (پینتی) کے پاس رکھے، اور اپنی تہبند کا ایک حصہ اپنے بستر پر بچھا کر لیٹ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اتنی دیر ٹھہرے کہ آپ نے خیال کیا کہ میں سوگئی ہوں تو آپ نے آہستگی (تاکہ میں بیدار نہ ہو جاؤں) سے اپنی چادر اٹھائی اور آہستگی سے اپنا جوتا پہنا اور دروازہ کھول کر نکلے اور اسے آہستگی سے بند کر دیا، اور میں نے بھی اپنی قمیص گلے میں ڈالی، اپنی اوڑھنی کو دوپٹہ بنایا (سر پر رکھا) اور اپنی تہبند باندھ لی، پھر میں آپ کے پیچھے چل نکلی، حتیٰ کہ آپ بقیع (قبرستان) پہنچ گئے اور آپ کافی دیر تک کھڑے رہے، پھر آپ نے تین دفعہ ہاتھ اٹھائے، پھر آپ واپس پلٹے، اور میں بھی واپس لوٹی، آپ تیز ہوگئے، تو میں بھی تیز ہوگئی، آپ نے دوڑ لگائی تو میں بھی دوڑ پڑی، آپ نے تیز دوڑ شروع کی تو میں بھی تیز دوڑ پڑی، اور میں آپ سے پہلے آ گئی اور گھر میں داخل ہو کر لیٹ گئی، اتنے میں آپ بھی گھر داخل ہوگئے۔ اور آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! تمہیں کیا ہوا؟ سانس پھولا ہوا ہے، پیٹ ابھرا ہوا ہے۔'' میں نے کہا، کوئی بات نہیں۔ آپ نے فرمایا: تم بتا دو یا مجھے باریک بین، واقف آگاہ (اللہ تعالیٰ) بتا دے گا۔'' تو میں نے کہا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! اور میں نے صورت حال بتا دی، آپ نے فرمایا: تو وہ شخص جو مجھے اپنے آگے نظر آ رہا تھا؟ میں نے کہا، ہاں۔ آپ نے میرے سینہ کو زور

سے دھکا دیا، جس سے مجھے تکلیف ہوئی۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تو نے یہ خیال کیا کہ تم پر اللہ اور اس کا رسول زیادتی کرے گا؟ تیری باری میں کسی اور کے ہاں چلا جاؤں گا۔ میں نے دل میں کہا، لوگ کتنا ہی چھپائیں، اللہ اسے جانتا ہے (آپ کو بتا دیتا ہے) خود ہی عائشہ رضی اللہ عنہا نے، ہاں کہا۔ (اور اپنے گمان ونظریہ کی تصدیق کی) آپ نے فرمایا: جب تو نے دیکھا، اس وقت میرے پاس جبریل آیا اور اس نے مجھے آواز دی اور اپنی آواز تجھ سے مخفی رکھی، میں نے تجھ سے پوشیدہ رکھ کر، اس کو جواب دیا، اور وہ اندر تیرے پاس نہیں آ سکتا تھا کیونکہ تم کپڑے اتار چکی تھی، (سونے کا لباس پہن لیا تھا) اور میں نے خیال کیا، تم سو چکی ہو۔ اس لیے میں نے تمہیں بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا، اور مجھے خطرہ محسوس ہوا (اگر تم جاگ گئی تو اکیلی) وحشت محسوس کرو گی، جبریل علیہ السلام نے کہا، آپ کے رب کا حکم ہے، اہل بقیع کے پاس جا کر ان کے لیے بخشش کی دعا کرو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں نے آپ سے پوچھا، میں ان کے حق میں کیسے دعا کروں؟ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا، کہو: ''سلام ہو تم پر، اے گھروں والو! مومنوں میں سے اور مسلمانوں میں سے، اور اللہ تعالیٰ ہم میں سے پہلے اور بعد میں آنے والوں پر رحم فرمائے۔ اور ہم اللہ نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں۔''

مفردات الحديث

❶ ريثما: اتنی دیر تک۔ ❷ اجافة: اس کو یعنی دروازہ کو بند کر دیا۔ ❸ رُوَيْدَ: آہستگی سے بند کر دیا۔ ❹ جَعَلْتُ دِرعي في راس: میں نے اپنی کوئی (قمیص) (پہن لی، سر سے جسم وبدن پر ڈال لی۔ اختمرتُ: میں نے خمار (دوپٹہ) اوڑھ لیا، دوپٹہ سے سر ڈھانپ لیا۔ ❺ تَقَنَّعْتُ إِزاري: میں نے اپنی دھوتی باندھ لی، قناع اوڑھنی اور دوپٹہ کو کہتے ہیں، اور تقنع کا معنی ہوا دوپٹہ اوڑھ لیا، اور یہاں یہ معنی ہوا کہ ازار (دھوتی، تہبند) کو جسم کے گرد باندھ لیا۔ ❻ هَرْوَل: دوڑا۔ اور ❼ أَحْضَر تیز دوڑا۔ حضار میں ھرولة سے زیادہ تیزی ہوتی ہے۔ ❽ حشيا: سانس کا پھولنا، دوڑ کی بنا پر اس کا اکھڑ جانا اور اس میں تیزی آنا۔ ❾ رابية: پیٹ کا اونچا اور بلند ہونا۔ پیٹ کا سانس کے پھولنے سے پھول جانا۔ ❿ سواد: شکل وصورت، ڈھانچہ، ہیولیٰ، وجود۔ ⓫ لَهَدَنِي لَهْدَةً: زور سے دھکا دیا۔

فوائد: ...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے، اس لیے آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نیند، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلنے اور پھر آگے آگے آنے کا پتہ نہ چل سکا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی یہی سمجھتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر آپ کو مخفی چیز کا پتہ نہیں چل سکتا، اور اسی لیے آپ نے فرمایا، تم خود بتا دو، یا مجھے اللہ تعالیٰ بتا دے گا۔ ❷ قبرستان جانے کا اصل مقصد یہی ہے کہ مسلمان اموات کے لیے سلامتی اور بخشش کی دعا کی جائے اور ساتھ ہی اپنی موت کو یاد کیا جائے۔ کسی اور مقصد یا غرض کے لیے جانا، درست نہیں ہے۔

❸ قبرستان میں جا کر ہاتھ اٹھا کر طویل وقت تک دعائیں کی جا سکتی ہیں۔

[2257] ١٠٤ - (٩٨٥) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْأَسَدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ فَكَانَ قَائِلُهُمْ يَقُولُ فِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ وَفِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَلَاحِقُونَ أَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ

[2257]۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں تعلیم دیتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو اس طرح جا کر کہیں، ابوبکر کی روایت ہے۔ السلام علی اهل الدیار ، اے گھر والو! سلام ہو۔ اور زہیر کی روایت ہے۔ السلام علیکم اهل الدیار ، اے گھر والو تم پر سلام! مومنوں میں سے اور مسلمانوں میں سے اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت (سکھ، چین اور سکون) کا سوال کرتا ہوں۔

٣٦...... بَابُ: اسْتِئْذَانِ النَّبِيِّ ﷺ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ

باب ٣٦: نبی اکرم ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگنا

[2258] ١٠٥ - (٩٧٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَا نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لِأُمِّي فَلَمْ يَأْذَنْ لِي وَاسْتَأْذَنْتُهُ أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي))

[2257] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز ، باب: الامر بالاستغفار للمومنين برقم (٤/ ٩٤) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الجنائز ، باب: ما جاء في فيما يقال اذا دخل القبر برقم (١٥٤٧) انظر (التحفة) برقم (١٩٣٠)

[2258] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز ، باب: في زيارة القبور برقم (٣٢٣٤) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز ، باب: زيارة قبر المشرك برقم (٤/ ٩٠) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الجنائز ، باب: ما جاء في زيارة قبور المشركين برقم (١٥٧٢) واخرجه كذلك في باب: ما جاء في زيارة القبور برقم (١٥٦٩) انظر (التحفة) برقم (١٣٤٣٩)

[2258] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے اپنے رب سے، اپنی ماں کے لیے استغفار کی اجازت طلب کی، تو اس نے مجھے اجازت نہیں دی، اور میں نے اللہ سے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی، تو اس نے مجھے اجازت دے دی۔

[2259] ۱۰۸۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ زَارَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ فَقَالَ ((اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأُذِنَ لِي فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ))

[2259] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی (اس کی قبر پر گئے) خود بھی روئے اور اپنے اردگرد والوں کو بھی رلایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ میں اس کے لیے بخشش کی درخواست کروں تو مجھے اجازت نہیں دی گئی۔ اور میں نے اس سے اس کی قبر کی زیارت کی اجازت طلب کی تو اس نے مجھے اجازت دے دی، تم قبروں کی زیارت کیا کرو، کیونکہ وہ موت یاد دلاتی ہیں۔

[2260] ۱۰۶۔(۹۷۷) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ وَابْنِ نُمَيْرٍ قَالُوا نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي سِنَانٍ وَهُوَ ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ فَاشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا)) وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ

[2259] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (۲۲۵۵)

[2260] اخرجه مسلم فى (صحيحه) فى الاضاحى، باب: بيان ما كان من النهى عن اكل لحوم الاضاحى بعد ثلاث فى اول الاسلام وبيان نسخه واباحته الى متى شاء برقم (۵۰۸۶) واخرجه كذلك فى الاشربة، باب: النهى عن الانتباذ فى المزفت والدباء والحنتم والنقير وبيان ←

[2260] ۔حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، تو ان کی زیارت کیا کرو، اور میں نے تمہیں تین دن سے زائد قربانیوں کے گوشت رکھنے سے منع کیا تھا، اب تم جب تک چاہو رکھ سکتے ہو، اور میں نے تمہیں مشکیزوں کے سوا چیزوں سے نبیذ پینے سے منع کیا تھا۔ اب تم ہر قسم کے برتنوں میں پی سکتے ہو، لیکن نشہ آور نہ پیو۔''

[2261] (. . .) وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ زُبَيْدِ الْيَامِيِّ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ أُرَاهُ عَنْ أَبِيهِ الشَّكُّ مِنْ أَبِي خَيْثَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهُمْ بِمَعْنٰى حَدِيثِ أَبِي سِنَانَ

[2261] امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت اپنے متعدد اور اساتذہ سے بیان کی ہے۔

فوائد :...... ❶ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ مختار مطلق نہیں تھے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند اور مامور تھے، اور کوئی کام اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر نہیں کرتے تھے۔ ❷ ابن سیرین، ابراہیم نخعی اور امام شعبی رحمہم اللہ مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے زیارت قبور مکروہ سمجھتے تھے لیکن ان کے بعد کے ائمہ کے نزدیک مردوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنا بالاتفاق جائز ہے۔ عورتوں کے بارے میں اختلاف ہے۔ اکثریت کے نزدیک اگر خلاف شرع امور کا ارتکاب نہ کرے، بلکہ موت اور آخرت کی فکر کا احساس پیدا کرنے کا باعث ہو تو جائز ہے، اور آپ نے زیارت قبور کا جو مقصد بیان کیا ہے، اس مقصد کے مرد اور عورت دونوں ہی محتاج ہیں۔ ❸ آپ ﷺ کو اپنی والدہ کی قبر پر جانے کی اجازت تو مل گئی، لیکن استغفار کی اجازت نہیں ملی۔

← انه منسوخ وانه اليوم حلال ما لم يصر مسكرا برقم (٥١٧٥) وبرقم (٥١٧٧) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الاشربة، باب: فی الاوعية برقم (٣٦٩٨) بمعناه۔ واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الجنائز، باب: زيارة القبور برقم (٤/ ٩٤) بمعناه۔ واخرجه كذلك فی الضحايا، باب: الاذن فی ذلك برقم (٧/ ٢٣٥) واخرجه كذلك فی الاشربة، باب: الاذن فی الشئی منها برقم (٨/ ٣١١) انظر (التحفة) برقم (٢٠٠١)

[2261] اخرجه مسلم فی (صحيحه) فی الاضاحی، باب: بيان ما كان فی النهی عن اكل لحوم ←

علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے تو اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ملت اسلام کے سوا کسی اور دین پر مرنے والے کے لیے استغفار کی اجازت نہیں ہے، لیکن کچھ علماء کا خیال ہے کہ استغفار تو اس کے لیے ہے جو غیر معصوم ہو یا گناہ گار ہو، اور آپ کی والدہ سے تو کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا، اس پر سوال یہ ہے کہ اگر معصوم کے لیے استغفار کی ضرورت نہیں ہے، تو پھر حضور اکرم ﷺ کو آخری سورۃ، سورۂ نصر میں استغفار کا حکم کیوں دیا گیا کیا اس سے یہ وہم نہیں پیدا ہوسکتا کہ شاید آپ نے کوئی گناہ کیا ہو، جب کہ اصل حقیقت ہے کہ استغفار رفع درجات کا بھی باعث ہے، بہرحال علامہ سیوطی نے جو آپ کے والدین کے بارے میں، تین نظریات پیش کیے ہیں۔ وہ محل نظر ہیں لیکن جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں، اس مسئلہ کو عام مجالس میں موضوع سخن بنانا درست نہیں ہے۔

٣٧...... بَابُ: تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَاتِلِ نَفْسَهُ

باب ٣٧: خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہ پڑھنا

[2262] ١٠٧-(٩٧٨) حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ الْكُوفِيُّ قَالَ أَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ

[2262]۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا، جس نے اپنے آپ کو ایک چوڑے تیر سے قتل کر ڈالا تھا، تو آپ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔

مفردات الحدیث ✲ مَشَاقِص: مفرد۔ مِشْقَصٌ: چوڑے تیرے۔

←الاضاحی بعد ثلاث فی اول الاسلام وبیان نسخه واباحته الی متی شاء برقم (٢٣٧) واخرجه فی الاشربة، باب: النهی عن الانتباذ فی المزفت والدباء والحنتم والنقیر وبیان انه منسوخ وانه الیوم حلال ما لم یصر مسکرا برقم (٦٤) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی الرخصة فی زیارة القبور برقم (١٠٥٤) وفی الاضاحی، باب: ما جاء فی الرخصة فی اکلها بعد ثلاث برقم (١٥١٠) وفی الاشربة، باب: ما جاء فی الرخصة ان ینبذ فی الظروف برقم (١٨٦٩) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الاشربة، باب: ذکر الاخبار التی اعتل بها من اباح شراب السکر برقم (٨/ ٣٢٠) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الاشربة، باب: ما رخص فیه من ذلك برقم (٣٤٠٥) انظر (التحفة) برقم (١٩٣٢) وتفرد به مسلم فی حدیث ابن ابی عمر ومحمد بن رافع۔ انظر (التحفة) برقم (١٩٨٩)

[2262] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: ترك الصلاة علی من قتل نفسه برقم (٤/ ٦٦) انظر تحفة الاشراف برقم (٢١٥٧)

فائدہ :...... حضرت عمر بن عبدالعزیز اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہما کا موقف یہی ہے کہ قاتل نفس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، لیکن امام حسن، قتادہ، نخعی، مالک، ابوحنیفہ، شافعی اور جمہور علماء کے نزدیک خودکشی کرنے والے مسلمان کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی، آپ نے اس فعل اور حرکت سے باز رکھنے کے لیے توبیخ وسرزنش کے طور پر جنازہ نہیں پڑھا، جیسا کہ نسائی کی روایت میں ہے۔ ما انا فلا اصلی، میں نماز جنازہ نہیں پڑھتا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنازہ پڑھنے سے نہیں روکا، اس لیے معلوم ہوتا ہے قابل احترام اور صاحب عظمت شخصیت کو جس کے نماز میں شریک نہ ہونے سے لوگ متاثر ہوں، نماز نہیں پڑھنی چاہیے اور عام مسلمانوں کو جنازہ پڑھنا چاہیے۔ امام مالک کا ایک قول یہی ہے، اور امام مالک کا ایک قول یہ بھی ہے کہ قاتل نفس، توبہ کا موقع نہیں پاتا، اس لیے اس کی توبہ نہ ہونے کی بنا پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، جس کا مطلب یہ ہوا، اگر اس کو کچھ زندگی ملی، جس میں توبہ کر سکا۔ تو پھر نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہوگی۔

حدیث نمبر 2263 سے 2494 تک

۱۳...... كِتَابُ الزَّكَاةِ

۱۳. زکاۃ کا بیان

۱...... باب: لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ

باب۱: پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں

[2263]۔ (۱) ۹۷۹ وحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَمْرَو بْنَ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ فَأَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ))

[2263]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پانچ وسق سے کم (غلہ) میں صدقہ نہیں ہے اور نہ پانچ سے کم اونٹوں میں صدقہ ہے اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں صدقہ ہے۔

[2264] ۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[2263] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الزكاة، باب: ما ادرى زكاته فليس بكنز برقم (۱٤۰۵). واخرجه كذلك فى باب: زكاة الورق برقم (۱٤٤۷). واخرجه ابوداود فى سنة فى الزكوٰة: باب ماتجب فيه الزكوٰة برقم (۱۵۵۸) واخرجه الترمذى فى المجتبى فى الزكوٰة، باب ماجاء فى صدقة الزرع والتمر والحبوب برقم (٦٤٦)، و (٦٤٧) واخرجه السنائى ۵/ ۳٦ و ۵/ ۳۷ واخرج كذلك فى باب زكوٰة التمر برقم (۵/ ۳۹) واخرجه كذلك فى باب زكوٰة الورق برقم ۵/ ٤۰ واخرجه كذلك فى باب زكوٰة الحبوب برقم ۵۸/ ٤۰ واخرجه كذلك فى باب القدر الذى تجب فيه الصدقة من الاموال برقم ۱۷۹۳۔

[2264] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (۲۲٦۰)۔

[2264] ۔امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے بھی مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں۔

[2265] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ

عَنْ أَبِيهِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ وَأَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ بِكَفِّهِ بِخَمْسِ أَصَابِعِهِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

[2265] حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ہاتھ کی پانچ انگلیوں سے اشارہ کر کے فرما رہے تھے، پھر پہلی حدیث کی طرح حدیث بیان کی۔

[2266] ۳۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُوكَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ نَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ

[2266] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ وسق سے کم میں زکاۃ نہیں ہے اور پانچ سے کم اونٹوں میں زکاۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیہ سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔''

[2267] ٤۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ **((لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ مِنْ تَمْرٍ وَلَا حَبٍّ صَدَقَةٌ))**.

[2267] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ وسق سے کم کھجوروں اور غلہ میں زکاۃ نہیں ہے۔

[2268] ٥۔(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ

[2265] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٦٠)
[2266] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٦٠)
[2267] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٦٠)
[2268] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٦٠)

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ فِي حَبٍّ وَلَا تَمْرٍ صَدَقَةٌ حَتَّى يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ)).

[2268] ۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''غلہ اور کھجوروں میں زکاۃ نہیں ہے حتیٰ کہ وہ پانچ وسق کو پہنچ جائیں اور نہ پانچ سے کم اونٹوں میں زکاۃ ہے اور نہ پانچ سے کم اوقیہ چاندی میں زکاۃ ہے۔

[2269] (. . .) وحَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ نَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ

[2269] امام صاحب نے اپنے ایک اور استاد سے اوپر والی روایت بیان کی ہے۔

[2270] (. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ وَمَعْمَرٌ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ وَيَحْيَى بْنِ آدَمَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ بَدَلَ التَّمْرِ ثَمَرٍ.

[2270] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں تمر کھجور کی جگہ ثمر پھل کا لفظ ہے۔

[2271] ٦ ـ (٩٨٠) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدِ الْأَيْلِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ)).

[2271] ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں صدقہ نہیں ہے اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکاۃ نہیں ہے اور پانچ وسق سے کم کھجوروں میں صدقہ نہیں ہے۔

فوائد: ...... ❶ حضرت ابوسعید خدری اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما کی روایت میں غلہ اور پھلوں کا نصاب پانچ وسق بیان کیا گیا ہے کہ اگر غلہ یا پھل پانچ وسق سے کم ہوں تو ان میں صدقہ (زکاۃ) فرض نہیں ہے، اگر کوئی اپنی خوشی سے نفلی طور پر صدقہ ادا کرے تو اس پر کوئی پابندی نہیں ہے، لیکن ان دونوں صحابہ کی ان روایات میں یہ بیان نہیں

[2269] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٦٠) السابق برقم (٢٢٦٠)

[2270] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٦٠)

[2271] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٢٨٩٩)

ہے کہ صدقہ (زکاۃ) کس مقدار میں یعنی کتنا نکالنا ہوگا۔ اگلے باب کے تحت جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت آ رہی ہے اس میں نکالے جانے والی مقدار کا ذکر موجود ہے اور اس روایت میں نصاب کا تذکرہ نہیں ہے۔ ❷ جمہور امت کا جس میں امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ داخل ہیں۔ اس بات پر اتفاق ہے کہ پانچ وسق سے کم غلہ اور پھلوں پر زکاۃ فرض نہیں ہے، لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے لیے کوئی نصاب مقرر نہیں ہے، جس قدر غلہ یا پھل یا سبزیاں زمین سے برآمد ہوں گی، کم ہوں یا زیادہ، ہر صورت میں اس سے دسواں بیسواں حصہ نکالنا ہوگا۔ پیداوار کی مقدار دس سیر ہو یا دس من یا اس سے کم وبیش، مگر یہ قول صریح حدیث کے خلاف ہے۔

❸ اوسق اور اوساق، وسق کی جمع ہے اور ایک وسق میں بالاتفاق ساٹھ صاع ہوتے ہیں، اس طرح پانچ وسق میں تین سو صاع ہوئے، اور ایک صاع میں ۴ مد ہوتے ہیں، یعنی انسان اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر پھیلائے تو اس میں جس قدر غلہ یا پھل آئے گا، وہ مد کے برابر ہوگا، لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ایک مد میں کس قدر رطل غلہ یا پھل آتا ہے۔ ظاہر ہے صاع، رطل، مد پیائش (ماپ) ہے وزن نہیں اور ان وسائل یا آلات کیل میں جو چیز ڈالی جائے گی۔ اس کے بھاری یا ہلکے ہونے کی بنا پر ان کے وزن میں اختلاف یقیناً پیدا ہوگا۔ احناف کے نزدیک چونکہ ایک مد میں دو رطل ہوتے ہیں، اس لیے ایک صاع میں آٹھ رطل ہوں گے، باقی ائمہ اور امت کے نزدیک ایک ۳/۱/۱ رطل کا ہوتا ہے اور چار مد میں ۳/۱/۵ رطل آتے ہیں، اس لیے پانچ وسق کی مقدار میں اختلاف ہوگا، اور اس اختلاف کی زد صدقۃ الفطر پر پڑے گی اور زکاۃ کا نصاب بھی متاثر ہوگا۔ لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک زکاۃ کے لیے تو نصاب ہی نہیں ہے) بہر حال، صاع کے وزن میں اختلاف ہے، علامہ یوسف قرضاوی نے تحقیقات کی روشنی میں اس کا وزن ۲۱۷۶ گرام نکالا ہے۔ جبکہ عام طور پر اہل حدیث اس کا وزن ۲ سیر ۱۰ چھٹانک تین تولہ اور چار ماشہ بناتے آئے ہیں کیونکہ ایک رطل کا وزن تقریباً آٹھ چھٹانک بنتا ہے، لیکن آج کل بعض اہل حدیث علماء نے وزن سوا دو سیر بنایا ہے۔ اس اعتبار سے پانچ وسق کا وزن ۱۶ من ۳۵ کلو ہوگا۔ کیونکہ ایک وسق کا وزن ۱۳۵ سیر ہوگا، جبکہ اکثر علماء کے نزدیک پانچ وسق کا وزن بیس من غلہ بنتا ہے، اور علامہ قرضاوی کی تحقیق کے مطابق ۶۵۳ کلوگرام یعنی سولہ من تیرہ کلوگرام ہوگا۔ اور یہ وزن گندم کے اعتبار سے ہے اور احناف کے مطابق تیس یا بتیس من ہوگا۔ ❹ پانچ اوقیہ چاندی پر بالاتفاق زکاۃ فرض ہے اور ایک اوقیہ میں چالیس درہم ہوتے ہیں، اس طرح پانچ اوقیہ میں دو سو درہم ہوں گے۔ ان پر بالاتفاق زکاۃ فرض ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ دس درہم کا وزن سات مثقال کے برابر ہے۔ اور ایک مثقال ۲/۱/۴ ماشہ کے برابر ہوتا ہے۔ اس طرح چاندی کا وزن بالاتفاق ساڑھے ۲/۱/۵۲ تولہ ہے۔ علامہ قرضاوی نے جدید تحقیق کی روشنی میں مثقال کا وزن ۴/۱/۴ گرام بنایا ہے۔ اس طرح دو سو درہم میں ایک سو چالیس مثقال ہوں گے اور ان کا وزن پانچ سو پچانویں گرام بنے گا۔ (خیال رہے پینتیس گرام وزن تین تولہ کے برابر ہے) سونے کا وزن اب تک ساڑھے سات تولہ بناتے رہے ہیں جو ساڑھے ستاسی گرام بنتا

ہے۔ کیونکہ سونے کا وزن بیس مثقال ہے اور علامہ یوسف قرضاوی کی تحقیق کے مطابق اس کا وزن پچاسی گرام ہوگا۔ کیونکہ ان کے نزدیک مثقال کا وزن ۴/۱/۴ گرام ہے۔ جبکہ پہلے اس کا وزن ۲/۱/۴ ماشہ بتایا جاتا تھا۔

۲...... باب مَا فِيهِ الْعُشْرُ أَوْ نِصْفُ الْعُشْرِ

باب ۲: دسواں اور بیسواں حصہ کس چیز میں سے ہوگا؟

[2272] ۷-(۹۸۱) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ وَالْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((فِيمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُورُ وَفِيمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ))

[2272]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جن زمینوں کو دریا کا پانی یا بارش کا پانی سیراب کرے، ان میں عشر (دسواں حصہ) ہے اور جن زمینوں کو اونٹوں سے سیراب کیا جائے ان میں نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **الانهار**: نہر کی جمع ہے۔ نہر یعنی دریا کا پانی۔ ❷ **غیم**: بادل، بارش مراد ہے۔ ❸ **عُشور**: عشر کی جمع ہے دسواں حصہ۔ ❹ **سانیة**: اونٹ جس سے کنواں سے پانی نکال کر سیراب کیا جاتا ہے۔

فائدہ: ...... حدیث سے مراد یہ ہے کہ وہ پانی جو قدرتی ہے، اس کو خود زمین سے نکالنا نہیں پڑتا، اس پر دسواں حصہ ہے۔ لیکن اس صورت میں جب پیداوار نصاب یعنی پانچ وسق یا اس سے زائد ہو، اور اگر پانی خود زمین سے نکالا جائے، تو چونکہ اس پر محنت و مشقت زیادہ کرنی پڑتی ہے اس لیے اس پر بیسواں حصہ ہے۔

۳...... بَابُ: لَا زَكَاةَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَفَرَسِهِ

باب ۳: مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکاۃ نہیں ہے

[2273] ۸-(۹۸۲) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ

[2272] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الزكاة، باب: صدقة الزرع برقم (۱۵۹۷) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الزكاة، باب: ما يوجب العشر وما يوجب نصف العشر برقم (۵/ ۴۲) انظر (التحفة) برقم (۲۸۹۵)

[2273] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الزكاة، باب: ليس على المسلم فی فرسه صدقة ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ)).

[2273] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکاۃ نہیں ہے۔

[2274] ۹۔(. . .) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ قَالَ عَمْرٌو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ زُهَيْرٌ يَبْلُغُ بِهِ ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ)).

[2274] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان پر اس کے غلام میں زکاۃ نہیں ہے اور نہ ہی گھوڑے پر زکاۃ ہے۔

[2275] (. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَعِيلَ كُلُّهُمْ عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[2275] مصنف نے اپنے کئی دوسرے اساتذہ سے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔

[2276] ۱۰۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالُوا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سمعت ابا هريرة يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ فِي الْعَبْدِ صَدَقَةٌ إِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ)).

[2276] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "غلام پر صرف صدقۃ الفطر لازم ہے۔"

← برقم (١٤٦٣) واخرجه كذلك فى باب: ليس على المسلم فى عبده صدقة برقم (١٤٦٤) واخرجه ابو داود فى (سننه) فى الزكاة، باب: صدقة الرقيق (١٥٩٤) و (١٥٩٥) واخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الزكاة، باب: ما جاء ليس فى الخيل والرقيق صدقة برقم (٦٢٨) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الزكاة، باب: زكاة الخيل برقم (٥/ ٣٥، ٥/ ٣٦) واخرجه كذلك فى باب: زكاة الرقيق برقم (٥/ ٣٦) واخرجه ابن ماجه فى كتاب الزكاة، باب: صدقة الخيل والرقيق برقم (١٨١٢) انظر (التحفة) برقم (١٤١٥٣)

[2274] تقدم تخريج فى الحديث السابق برقم (٢٢٧٠)

[2275] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٢٧٠)

[2276] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٢٧٠)

فائدہ ...... جمہور علمائے سلف کے نزدیک اپنے گھر کی ضروریات کے لیے رکھے گئے، غلام اور گھوڑے پر صدقہ نہیں ہے۔ اگر تجارت کے لیے ہوں تو پھر ظاہریہ کے سوا، سب کے نزدیک ان کی رقم پر صدقہ ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک گھوڑوں پر زکاۃ ہے، اگر نسل کشی کے لیے نر اور مادہ دونوں ہوں، تو ہر ایک پر سالانہ ایک دینار (۴/۱/۲ ماشہ سونا) ہے اور صرف ایک جنس ہو، تو قیمت پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکاۃ دے یا ہر ایک پر ایک دینار یا دس درہم زکاۃ دے۔

۴...... باب: فِي تَقْدِيمِ الزَّكَاةِ وَمَنْعِهَا

باب ۴: وقت سے پہلے زکاۃ دینا اور زکاۃ کی ادائیگی روک لینا

[2277] ۱۱۔(۹۸۳) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقِيلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَالْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ **((مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللَّهُ وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتَادَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا ثُمَّ قَالَ يَا عُمَرُ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ))**.

[2277]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زکاۃ کی وصولی کے لیے بھیجا، آپ کو بتایا گیا، ابن جمیل، خالد بن ولید اور رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے زکاۃ نہیں دی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن جمیل کو تو صرف یہ غصہ ہے کہ وہ محتاج تھا، اللہ تعالیٰ نے (احسان فرماتے ہوئے) اسے بے نیاز کر دیا (امیر بنا دیا) رہا خالد تو تم اس پر زیادتی کر رہے ہو، اس نے اپنی زر ہیں اور ہتھیار (جنگی ساز وسامان) اللہ کی راہ میں روک رکھا ہے (جہاد کے لیے وقف کر ڈالا ہے) باقی رہے عباس تو اس کی زکاۃ میرے ذمہ ہے اور اتنی اس کے ساتھ اور بھی۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اے عمر! کیا تمہیں معلوم نہیں، انسان کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔''

مفردات الحدیث ① **ما ینقم ابن جمیل**: عربی بلاغت کی رو سے اس کو مذمت بما یشبہ المدح کا نام دیا جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہونے کی بجائے، اس نے ناقدری کی، گویا کہ اس کو یہ غصہ ہوا کہ مجھے مالدار کیوں کر دیا۔ ② **اعتاد**: عتاد کی جمع ہے مراد جنگی آلات ہیں، وہ ہتھیار ہوں یا گھوڑے وغیرہ۔
③ **صِنْوٌ**: جڑ، کھجور کے دو درخت جس جڑ سے نکلتے ہیں، اس کو صنوان کہتے ہیں۔

[2277] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۲۷۰)

فوائد:...... ❶ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے زکاۃ روکنے کی مختلف وجوہ بیان کی جاتی ہیں: (۱) زکاۃ کی وصولی کرنے والوں نے ان کے آلات حرب کو تجارت کا مال سمجھ کر مطالبہ کیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتا دیا کہ وہ تو فی سبیل اللہ وقف ہیں، تم ان سے زکاۃ کا مطالبہ کیوں کرتے ہو۔ (۲) انہوں نے زکاۃ کے مال کو مجاہدین کے لیے آلات واسلحہ خریدنے پر صرف کر دیا تھا۔ (۳) جس نے اس قدر مال فی سبیل اللہ وقف کر رکھا ہے اگر اس کے ذمہ زکاۃ ہوتی تو وہ کیوں نہ دیتا۔ اس لیے تمہارا یہ کہنا اس نے زکاۃ روک لی ہے، اس پر زیادتی ہے۔
❷ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے زکاۃ نہ دینے کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں: (۱) پہلی توجیہ تو یہی ہے جو ترجمۃ الباب میں اختیار کی گئی ہے کہ ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سال کی زکاۃ پہلے وصول کر لی تھی، لیکن جن روایات کے سہارے یہ بات کہی گئی ہے، وہ سب ضعیف ہیں۔ (۲) اس سے دو سال کی زکاۃ کے برابر قرض لیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کو زکاۃ میں شمار کر لیں گے۔ (۳) آپ نے ان کی زکاۃ اپنے ذمہ لے لی کہ وہ میرا چچا ہے اور باپ کی طرح ہے، اس لیے میں ان کی طرف سے ادا کروں گا۔ (۴) آپ نے فرمایا: ہم ان سے دو سال کا صدقہ وصول کریں گے اور ان سے یہ طعن اور الزام دور کریں گے کہ اس نے زکاۃ نہیں دی۔ (۵) ہم اس کو ایک سال کی مہلت دیتے ہیں، اگلے سال دو سالوں کی اکٹھی زکاۃ وصول کر لیں گے۔ اکثر علمائے امت کے نزدیک وقت سے پہلے زکاۃ مالک اپنی مرضی سے ادا کر سکتا ہے، لیکن بعض اہل علم کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔

۵...... بَاب: زَكٰوةِ الْفِطْرِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيرِ

باب ۵: صدقہ فطر مسلمان کھجور اور جو سے ادا کر سکتے ہیں

[2278] ۱۲-(۹۸٤) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكٌ و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

[2278]۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر رمضان کے سبب ہر آزاد، غلام، مذکر اور مونث پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر (فطرانہ) مقرر کیا بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔

[2278] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: صدقة الفطر على العبد وغيره من المسلمين وبرقم (١٥٠٤) واخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: كم يؤدى في صدقة الفطر برقم (١٦١١) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الزكاة، باب: ما جاء في صدقة الفطر ←

[2279] ١٣-(...) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ أَوْ حُرٍّ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ.

[2279] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر، ہر غلام اور آزاد پر اور چھوٹے اور بڑے پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو مقرر فرمایا۔

[2280] ١٤-(...) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَةَ رَمَضَانَ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ قَالَ فَعَدَلَ النَّاسُ بِهِ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ.

[2280] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی زکاۃ، آزاد اور غلام، مذکر اور مونث پر کھجور کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع مقرر کی، اور لوگوں نے گندم کے نصف صاع کو ان (تمر، جو) کے ایک صاع کے مساوی قرار دے دیا۔

[2281] ١٥-(...) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ صَاعٍ مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعٍ مِنْ شَعِيرٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَجَعَلَ النَّاسُ عَدْلَهُ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ.

← برقم (٦٧٦) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: فرض زكاة رمضان على الصغير برقم (٥/ ٤٨) واخرجه كذلك في باب: فرض زكاة رمضان المسلمين دون المعاهدين برقم (٥/ ٤٨) واخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب: صدقة الفطر برقم (١٨٢٦) انظر (التحفة) برقم (٨٣٢١)

[2279] تفرد به مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٨٥١) و (٧٩٦٤)

[2280] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: صدقة الفطر على الحر والمملوك برقم (١٥١١) واخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: كم يؤدي في صدقة الفطر برقم (١٦١٥) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الزكاة، باب: ما جاء في صدقة الفطر برقم (٦٧٥) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: فرض زكاة رمضان برقم (٥/ ٤٧) واخرجه كذلك في باب: فرض زكاة رمضان على المملوك برقم (٥/ ٤٧) انظر (التحفة) برقم (٧٥١٠)

[2281] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: صدقة الفطر صاعا من تمر برقم (١٥٠٧) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الزكاة، باب: صدقة الفطر برقم (١٨٢٥) انظر (التحفة) برقم (٨٢٧٠)

[2281] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ فطر کا حکم دیا، کھجوروں سے ایک صاع یا جو کا ایک صاع، ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں لوگوں نے گندم کے دو مدان کے ایک صاع کے برابر قرار دے لیے۔

[2282] ١٦۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ أَوْ رَجُلٍ أَوِ امْرَأَةٍ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.

[2282] ۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے سبب، ہر مسلمان جان پر آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا، کھجوروں سے ایک صاع یا جو سے ایک صاع فطرانہ لازم ٹھہرایا۔

فوائد:...... ❶ رمضان ۲ ہجری میں فرض ہوا، اسی سال فطرانہ ضروری ٹھہرایا گیا۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک صدقہ الفطر فرض ہے، اور احناف کے نزدیک واجب ہے، امام مالک کے دوسرے قول کے مطابق سنت موکدہ ہے، امام مالک کے ایک قول، امام شافعی کا قول جدید اور امام احمد کے نزدیک صدقہ الفطر عید کی رات کو غروب شمس کے وقت فرض ہوتا ہے، اور امام ابوحنیفہ، امام لیث، امام شافعی رحمہم اللہ قول قدیم اور امام مالک رحمہ اللہ کے دوسرے قول کے مطابق عید کے دن، طلوع فجر کے وقت فرض ہوتا ہے یعنی اس وقت موجود تمام افراد پر لاگو ہوگا۔ ❷ صدقہ الفطر تمام مسلمان افراد پر فرض ہے، اس میں چھوٹے بڑے، آزاد غلام اور مذکر ومونث میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ اور یہ عیدالفطر سے قبل ادا کرنا ہوگا۔ امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ کا موقف یہی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فطرانہ اس شخص پر فرض ہے جو عید کے دن اور اس کے ایک دن بعد کے لیے بھی اپنے اہل وعیال کے لیے کھانے پینے کا سامان رکھتا ہو۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس پر واجب ہے جو عید کے دن صاحب نصاب ہو یعنی اس پر زکاۃ فرض ہو۔ ❸ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک عورت کا فطرانہ خاوند کے ذمہ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک عورت اپنا فطرانہ خود ادا کرے گی۔ ❹ جمہور امت کے نزدیک غلام کا فطرانہ مالک کے ذمہ ہے بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔ ❺ گندم اور انگوروں کے سوا، ہر جنس سے بالاتفاق ایک صاع فطرانہ ادا کرنا ہوگا۔ اور جمہور امت کے نزدیک گندم اور انگوروں سے بھی ایک صاع ادا کرنا ہوگا، کیونکہ آپ ﷺ کے دور میں ہر جنس سے ایک صاع ادا کیا جاتا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے گندم کے بدیسی اور مہنگی ہونے کے سبب اس کا آدھا صاع مقرر کیا تھا۔ جس کا مطلب یہ ہوا اگر ہم ایسی جنس سے فطرانہ ادا کریں جو ہم باہر سے منگواتے ہیں اور ہماری ملکی پیداوار کے مقابلہ میں وہ ہمیں بہت مہنگی پڑتی ہے۔ مثلاً کھجور اور انگور تو ہم نصف صاع

[2282] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٧٠٠)

ادا کر سکتے ہیں، اگرچہ بہتر صورت یہی ہے کہ ہم ہر جنس سے صاع ہی ادا کریں جیسا کہ آگے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث آ رہی ہے لیکن امام ابوحنیفہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک گندم اور منقہ کا نصف صاع ادا کرنا ہوگا۔

[2283] ١٧ ـ (٩٨٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَىٰ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ.

[2283] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم زکاۃ فطر، طعام (خوراک) سے ایک صاع یا جو سے ایک صاع یا کھجوروں سے ایک صاع یا پنیر سے ایک صاع یا منقیٰ کا ایک صاع نکالتے تھے۔

[2284] ١٨ ـ (. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ يَعْنِي ابْنَ قَيْسٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ عَنْ كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ حُرٍّ أَوْ مَمْلُوكٍ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ حَتّٰى قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا فَكَلَّمَ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَانَ فِيمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ أَنْ قَالَ إِنِّي أَرٰى أَنَّ مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ فَأَخَذَ النَّاسُ بِذٰلِكَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَمَا كُنْتُ أُخْرِجُهُ أَبَدًا مَا عِشْتُ.

[2283] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: صدقة الفطر صاعا من طعام برقم (١٥٠٦) واخرجه كذلك في باب: صاع من زبيب برقم (١٥٠٨) واخرجه كذلك في باب: الصدقة قبل العيد برقم (١٥١٠) بمعناه۔ واخرجه كذلك في باب: صاع من شعير برقم (١٥٠٥) واخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: كم يؤدى في صدقة الفطر برقم (١٦١٦) و (١٦١٧) و (١٦١٨) ـ واخرجه الترمذي في (جامعه) في الزكاة، باب: ما جاء في صدقة الفطر برقم (٦٧٣) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: التمر في زكاة الفطر برقم (٥/ ٥١) واخرجه كذلك في باب: الزبيب برقم (٥/ ٥١) ـ واخرجه كذلك في باب: الدقيق برقم (٥/ ٥٢) ـ واخرجه كذلك في باب: الشعير برقم (٥/ ٥٣) ـ واخرجه كذلك في باب: الاقط برقم (٥/ ٥٣) ـ واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الزكاة، باب: صدقة الفطر برقم (١٨٢٩) انظر (التحفة) برقم (٤٢٦٩) ـ

[2284] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٨٠) ـ

[2284] ۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں زکاۃ فطر ہر چھوٹے بڑے، آزاد اور غلام کی طرف سے ایک صاع طعام سے یا پنیر سے یا جو سے یا ایک صاع کھجوروں سے یا ایک صاع کشمش سے نکالتے تھے۔ اور ہم اس طریقہ کے مطابق نکالتے رہے یہاں تک کے ہمارے پاس امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما حج یا عمرہ کے لیے تشریف لائے اور منبر پر لوگوں کو خطاب کیا اور لوگوں سے جو خطاب فرمایا اس میں یہ بھی کہا، کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ شام سے آنے والی گندم کے دو مد (نصف صاع) کھجوروں کے ایک صاع کے برابر ہیں، تو لوگوں نے اس قول کو اپنا لیا۔ (اس پر عمل کرنا شروع کر دیا) ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں تو بہرحال اپنی پوری زندگی اسی پر عمل کرتا رہوں گا۔ یعنی ہمیشہ پہلے کی طرح ایک صاع نکالتا رہوں گا۔ (قیاس پر عمل نہیں کروں گا)۔

[2285] ۱۹۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِينَا عَنْ كُلِّ صَغِيرٍ وَّكَبِيرٍ حُرٍّ وَّمَمْلُوكٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ كَذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ مُعَاوِيَةُ فَرَأَى أَنَّ مُدَّيْنِ مِنْ بُرٍّ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَذٰلِكَ.

[2285] ۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے۔ فطرانہ ہر چھوٹے بڑے اور آزاد غلام کی طرف سے تین جنسوں سے نکالتے تھے۔ کھجوروں سے ایک صاع، پنیر سے ایک صاع، جو کا ایک صاع۔ ہم ہمیشہ اس کے مطابق نکالتے رہے یہاں تک کہ امیر معاویہ کا دور آ گیا، انہوں نے خیال کیا کہ گندم کے دو مد (دو بک) کھجوروں کے ایک صاع کے برابر ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں تو پہلے طریقہ کے مطابق ہی نکالتا رہوں گا۔

[2286] ۲۰۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ ثَلَاثَةِ أَصْنَافِ الْأَقِطِ وَالتَّمْرِ وَالشَّعِيرِ.

[2285] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۲۸۰)۔

[2286] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۲۸۰)۔

[2286] ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم فطرانہ تین جنسوں سے نکالا کرتے تھے۔ پنیر، کھجور اور جو۔

[2287] ۲۱ ـ (. . .) وحَدَّثَنِي عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمَّا جَعَلَ نِصْفَ الصَّاعِ مِنَ الْحِنْطَةِ عَدْلَ صَاعٍ مِنْ تَمْرٍ أَنْكَرَ ذٰلِكَ أَبُو سَعِيدٍ وَقَالَ لَا أُخْرِجُ فِيهَا إِلَّا الَّذِي كُنْتُ أُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ.

[2287] ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے گندم کے آدھے صاع کو کھجوروں کے صاع کے برابر قرار دیا ابو سعید نے اس سے انکار کیا، اور کہا، میں فطرانہ میں وہی چیز نکالتا رہوں گا جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں نکالا کرتا تھا، کھجوروں کا ایک صاع یا منقہ کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع یا پنیر سے ایک صاع۔

٦...... بَاب: الْأَمْرِ بِإِخْرَاجِ زَكَاةِ الْفِطْرِ قَبْلَ الْعِيدِ

باب٦: فطرانہ نمازِ عید سے پہلے نکالنے کا حکم

[2288] ۲۲ ـ (۹۸٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلٰوةِ.

[2288] ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ فطر کے بارے میں یہ حکم دیا کہ اسے لوگوں کے نمازِ عید کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کیا جائے۔

[2289] ۲۳ ـ (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ نَافِعٍ

[2287] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۲۸۰)۔

[2288] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: صدقة قبل العيد برقم (۱۵۰۹) واخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: متى تؤدى برقم (۱٦۱۰). واخرجه الترمذي في (جامعه) في الزكاة، باب: ما جاء تقديمها قبل الصلاة برقم (٦۷۷)۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: الوقت الذي يستحب ان تؤدى صدقة الفطر فيه برقم (٥/ ٥٤) انظر (التحفة) برقم (۸٤٥۲)۔

[2289] تفرد به مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۷٦۹۹)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِإِخْرَاجِ زَكٰوةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلٰوةِ.

[2289] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فطرانہ نکالنے کے بارے میں یہ حکم دیا کہ اسے لوگوں کے عید کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کیا جائے۔

فائدہ:......صدقۃ الفطر کا عید کی نماز سے پہلے نکالنا ضروری ہے اگر بعد میں ادا کرے گا تو وہ صدقۃ الفطر نہیں ہوگا۔ اور آپ کے طرز عمل کا تقاضا یہی ہے کہ ہر جنس سے ایک صاع صدقہ فطر ادا کیا جائے۔

۷...... بَاب: إِثْمِ مَانِعِ الزَّكٰوةِ

باب ۷: زکاۃ نہ دینے والے کا گناہ

[2290] ۲۴-(۹۸۷) وحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ مَيْسَرَةَ الصَّنْعَانِيَّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَالْإِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلَبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ أَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَعَضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ

[2290] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المساقاة، باب: شرب الناس وسقي الدواب من الانهار برقم (۲۳۷۱) وفي الجهاد، باب: الخيل لثلاثة برقم (۲۸۶۰) واخرجه كذلك في المناقب، باب: ۲۸ برقم (۳۶۴۶) ـ ۱۵ واخرجه كذلك في التفسير، باب: قوله: فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره۔ برقم (۴۹۶۲)۔ واخرجه كذلك في باب: ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره۔ برقم (۴۹۶۳) واخرجه كذلك في الاعتصام بالكتاب والسنة، باب: الاحكام التي تعرف بالدلائل برقم (۷۳۵۶) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الخيل، باب: ۱ برقم (۶/ ۲۱۶) انظر (التحفة) برقم (۱۲۳۱۶)

لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْخَيْلُ قَالَ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ فَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَفَخْرًا وَنِوَاءً عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي ظُهُورِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي مَرْجٍ وَرَوْضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذَلِكَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدَ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَكُتِبَ لَهُ عَدَدَ أَرْوَاثِهَا وَأَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدَ آثَارِهَا وَأَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلَى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيدُ أَنْ يَسْقِيَهَا إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْحُمُرُ قَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ)) (الزلزلة: ۸-۷)

[2290]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جو بھی سونے اور چاندی کا مالک، ان میں سے ان کا حق (زکاۃ) ادا نہیں کرتا، تو جب قیامت کا دن ہوگا اس کے لیے آگ سے پرت (سلیٹیں، تختیاں اور پترے) بنائیں جائیں گے، اور انہیں جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور پھر ان سے اس کے پہلو، اس کی پیشانی اور اس کی پشت کو داغا جائے گا، جب بھی وہ (پرت، تختیاں) ٹھنڈی ہو جائیں گی، اس کے لیے انہیں دوبارہ آگ میں تپایا جائے گا۔ اس دن میں یہ عمل مسلسل ہوگا، جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے، حتیٰ کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔ پھر وہ اپنا راستہ، جنت یا دوزخ کی طرف دیکھ لے گا یا اسے ان کا راستہ دکھایا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، اے اللہ کے رسول! اونٹوں کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: اور اونٹوں کا مالک بھی اگر حق ادا نہیں کرے گا اور ان کا حق یہ بھی ہے کہ پانی پلانے کے دن (جب انہیں پانی کی گھاٹ پر لے جایا جاتا ہے) ان کا دودھ ضرورت مندوں (غریبوں، مسکینوں) کے لیے وہیں دوھا جائے تاکہ انہیں دودھ کے حصول میں کوئی دقت نہ ہو، تو جب قیامت کا روز ہوگا تو اسے (مالک کو) ایک کھلے چٹیل میدان میں ان کے

(اونٹوں کے) سامنے بچھایا جائے گا وہ اونٹ اس حال میں آئیں گے کہ وہ انتہائی فربہ اور موٹے ہوں گے۔ اور وہ ان میں سے ایک ٹوڈا (بچہ) بھی گم نہیں پائے گا، وہ اسے اپنے کھروں سے روندیں گے اور اپنے مونہوں سے اسے کاٹیں گے، جب ان کا پہلا اونٹ گزرے گا تو اس پر ان کا آخری لوٹا دیا جائے گا (مقصد یہ کہ مسلسل اس پر گزریں گے، وقفہ نہیں ہوگا، آخری گزرنے پر پہلا پہنچ جائے گا) یا ایک ریوڑ گزرنے پر دوسرا ریوڑ پہنچ جائے گا۔ اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہوگی۔ یہاں تک کے بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔ پھر وہ اپنا راستہ جنت یا دوزخ کی طرف دیکھ لے گا۔ آپ ﷺ سے کہا گیا اے اللہ کے رسول! تو گائیوں اور بکریوں (کے مالکوں کا) کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اور گائیوں اور بکریوں کا جو مالک بھی ان کا حق ادا نہیں کرتا ہے، تو جب قیامت کا دن ہوگا۔ اسے ان کے سامنے وسیع چٹیل میدان میں بچھایا جائے گا (سیدھے یا الٹے منہ لٹایا جائے گا) ان میں سے کسی ایک کو بھی گم نہیں پائے گا۔ ان میں کوئی (گائے یا بکری) نہ مڑے سینگوں والی ہوگی اور نہ بغیر سینگوں کے یا ٹوٹے سینگوں کے، وہ اسے اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے اسے روندیں گی، جب پہلا ریوڑ گزر جائے گا تو ان کا دوسرا ریوڑ لایا جائے گا۔ پچاس ہزار سال کے برابر دن میں یونہی ہوتا رہے گا، حتیٰ کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔ پھر اسے اس کا راستہ جنت یا دوزخ کی طرف دکھایا جائے گا، عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول! تو گھوڑوں (کے مالکوں کا) کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو آدمی کے لیے بوجھ (گناہ کا سبب) ہیں۔ دوسرے وہ جو آدمی کے لیے ستر ہیں (دوسروں سے مانگنے کی ذلت سے بچاتے ہیں) تیسرے وہ ہیں جو آدمی کے لیے اجر وثواب کا باعث ہیں، بوجھ اور گناہ کا باعث وہ گھوڑے ہیں جن کو مالک ریاء، فخر اور مسلمانوں کی دشمنی کے لیے باندھتا ہے۔ دوسرے وہ جو اس کے لیے پردہ پوشی کا باعث ہیں۔ جو اس آدمی کے گھوڑے جنہیں اس نے اللہ کی راہ میں باندھ رکھا ہے، پھر ان کی پشتوں اور گردنوں میں اللہ تعالیٰ کے حق کو نہیں بھولا (ضرورت مندوں کو عارضی طور پر سواری کے لیے دیتا ہے) تو یہ اس کے لیے ستر ہیں (اپنی ضرورت کے لیے دوسروں سے مانگنے کی ذلت سے بچ جاتا ہے) رہے وہ گھوڑے جو اس کے لیے اجر وثواب کا باعث ہیں تو ایسے آدمی کے گھوڑے جس نے انہیں اللہ کی راہ میں اہل اسلام کی خاطر باندھ رکھا ہے کس چراگاہ یا باغیچہ میں، تو یہ گھوڑے اسی چراگاہ یا باغ میں جو کچھ کھائیں گے، تو اس کے لیے کھانے کی اشیاء کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور ان کی لید اور پیشاب کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اگر گھوڑے نے اپنی رسی تڑوا کر ایک دو ٹیلوں کی دوڑ لگائی تو اللہ تعالیٰ اس کے نشانِ

قدم اور لید کی تعداد کے برابر اس کے لیے نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کا مالک جب اسے لے کر کسی نہر پر گزرتا ہے اور وہ اس سے مالک کے ارادہ اور خواہش کے بغیر ہی پانی پی لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ مالک کے لیے جس مقدار میں گھوڑے نے پانی پیا ہے اس کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھ دیتا ہے، عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول! گدھوں کا کیا حکم ہے؟ (ان کے مالکوں سے کیسا سلوک ہوگا) آپ نے فرمایا: مجھ پر گدھوں کے بارے میں اس آیت کے سوا جو یگانہ اور جامع ہے کوئی مستقل اور مخصوص حکم نازل نہیں ہوا، اور جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا اسے (قیامت کے دن) دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا اسے دیکھ لے گا۔ (سورۃ زلزال آیت نمبر ۷، ۸)

مفردات الحدیث ❶ الصفائح: صفیحۃ کی جمع ہے۔ پلیٹ، تختی، یعنی اس کے سونے، چاندی کو سلیٹ یا تختی کی طرح چوڑا کیا جائے گا۔ ❷ من نار: وہ آگ کی طرح گرم ہوں گی۔ ❸ بَرَدَتْ: ان تختیوں کی مدت وتپش میں کمی ہوگی (تو انہی پھر گرم کیا جائے گا) ❹ حتیٰ یقضٰی بین العباد: لوگوں کے حساب، کتاب کے اختتام تک، مانعین زکاۃ کو مسلسل اور پیہم عذاب ہوتا رہے گا۔ ❺ یَریٰ سبیلہ: یری کو معروف اور مجہول دونوں طریقہ سے پڑھا گیا ہے، کہ وہ جنت یا دوزخ کا راستہ اپنے عملوں کے نتیجہ کے طور پر دیکھ لے گا، یا اسے عملوں کی پاداش میں اس کے اختیار وارادہ کے بغیر جنت یا دوزخ کا راستہ دکھا دیا جائے گا۔ ❻ حَلَبُھا: حا اور لام دونوں پر زبر ہے، دودھ دوہنا۔ ❼ یوم ورودھا: جب تیسرے یا چوتھے دن انہیں پانی پلانے کے لیے پانی کے گھاٹ پر لے جایا جاتا ہے۔ ❽ بُطِحَ: انہیں زمین پر بچھایا یا لٹایا جائے گا (اوندھے منہ یا پشت کے بل) ❾ قاع: کھلا میدان، وسیع زمین۔ ❿ قَرْقَر: ہموار اور وسیع میدان یا چٹیل زمین۔ ⓫ اوفر ما کانت: انتہائی تعداد میں اور موٹے، فربہ حالت میں۔ ⓬ فصیل: ٹوڈا، اونٹ کا بچہ۔ ⓭ کلما مرّ علیہ اولاھا رد علیھا اُخرٰھا: بقول قاضی عیاض، امام نووی، امام قرطبی، ان الفاظ میں تقدیم وتاخیر ہوگئی، صحیح ترتیب وہی ہے جو اگلی حدیث میں آرہی ہے کہ کلما مضی علیہ اُخرا ھا رد علیہ اولاھا کہ آخری اونٹ گزرنے کے وقت پہلا اونٹ بھی گزرنے کے لیے واپس آچکا ہوگا، درمیان میں وقفہ نہیں ہوگا، مسلسل چکر کی شکل برقرار رہے گی، یا یہ معنی کرنا پڑے گا کہ جب پہلا اونٹ آخر میں پہنچے گا تو آخری اونٹ شروع سے گزرنا چاہے گا۔ پھر دوسرے چکر میں، جب پہلا آغاز کرے گا تو آخری اونٹ انتہا پر پہنچ کر آغاز کرنے کے لیے آچکا ہوگا۔ ⓮ عَقْصَاء: مڑے ہوئے سینگوں والی۔ ⓯ جَلْحَاءُ: بے سینگوں کے، عَضبا، ٹوٹے سینگوں والی۔ ⓰ اخفاف: اونٹ کا پوڑ، کھر۔ ⓱ اظلاف، ظلف: گائے، بکری اور ہرن وغیرہ کے پاؤں ⓲ سُم: انسان کے لیے قدم، گھوڑے، خچر کے لیے حافِر کا لفظ استعمال ہوتا ہے، نواءً: دشمنی اور عداوت۔ ⓳ مَرَج: چراگاہ۔ ⓴ روضۃ: باغ۔ ㉑ طِوَل: اسی جس کے ساتھ گھوڑے کے پاؤں کو باندھا جاتا ہے، تاکہ گھوڑا کھونٹی کے گرد چلتا پھرتا رہے اور سبزہ چرے لے۔ ㉒ استنت: دوڑا، بھاگا، چکر لگایا۔ شرف: اونچی جگہ، ٹیلہ، مراد شوط (چکر) ہے۔

فوائد: ...... ❶ حقوق کی دو قسمیں ہیں:

ا۔حقوق لازمہ، جن کی ادائیگی کے بغیر چارہ نہیں ہے اور وہ مستقل اور دائمی ہیں، جیسا کہ فرض زکاۃ اور فطرانہ ہے۔۲۔ حقوق منتشرہ: جو وقتی اور عارضی ہوتے ہیں اور حوادث وواقعات سے تعلق رکھتے ہیں جن کو قرآن مجید میں سورۃ بقرہ آیت البر نمبر ۱۷۷ میں وآتی المال علی حبه کے تحت بیان فرمایا ہے اور اس کے بعد ہے وآتی الزکوٰۃ، جب کوئی انسان لاچار اور مضطر ہو اور بھوکا مر رہا ہو تو یہ فرض ولازم ہوں گے، اور عام حالات میں اخلاق حسنہ، فضائل حمیدہ یا مکارم اخلاق شمار ہوں گے مثلاً کسی کو جفتی کے لیے نر دینا، پانی پلانے کے لیے ڈول دینا، کسی کو دودھ پینے کے لیے دودھ دینے والا جانور دینا، اونٹوں کو پانی کے گھاٹ پر دوھنا، یا کسی فقیر مسکین کو مفت دودھ دینا، کس محتاج کو عاریتاً سواری دینا۔ ❷ مانعین زکاۃ کے لیے پچاس ہزار سال کا حساب وکتاب کا دن، عذاب کا دن ہوگا، اگر اتنا عذاب اس کے گناہوں اور جرائم کے لیے کافی ہوگیا۔ تو وہ جنت کا راستہ لے گا اور اگر یہ سزا اور عذاب دوسرے گناہوں کے سبب ناکافی ہوا تو پھر مزید عذاب اور سزا کے لیے دوزخ کی راہ لے گا، اور تکمیل سزا یا شفاعت کے نتیجہ میں جنت میں آجائے گا۔ ❸ عملوں کے ثواب وعقاب میں نیت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، ایک انسان گھوڑا اس لیے رکھتا ہے کہ وہ فخر وغرور یا گھمنڈ وعجب کا اظہار کر سکے یا اپنے مال و دولت کی نمائش کرے یا مسلمانوں کے خلاف اس سے کام لے سکے، تو اس کے لیے یہ گھوڑا گناہ اور سزا کا باعث ہوگا۔ ایک انسان اس لیے گھوڑا پالتا ہے کہ وہ اپنی سفید پوشی کا بھرم قائم رکھ سکے۔ دوسروں سے مانگنے کی ذلت سے بچ سکے، ضرورتمندوں کو بوقت ضرورت عارضی طور پر سواری کے لیے دے سکے، تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہوگا، اور سزا وعذاب سے ستر کا باعث بھی بنے گا، اور اگر انسان اہل اسلام کے تعاون کے لیے اور جہاد میں حصہ لینے یا مجاہدین کو وقف کرنے کے لیے گھوڑا پالتا تھا۔ تو اس کی ہر چیز، کھانا، پینا، بھاگنا، دوڑنا، نیکیوں کے حصول کا باعث بنے گا۔ ❹ جن کاموں کے لیے کسی مخصوص اجر وثواب کی صراحت موجود نہیں ہے وہ تمام امور اور اعمال اس ضابطہ اور اصول کے تحت آتے ہیں کہ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔ ❺ جن اموال اور حیوانات کی محبت میں گرفتار ہو کر زکاۃ دینے سے گریز کیا گیا ہوگا قیامت کے دن وہی مال اور حیوانات اپنی کامل ترین شکل وحالت میں عذاب اور تکلیف کا باعث بنیں گے، اور وہ ان سے جان نہیں چھڑا سکے گا۔

[2291] ۲۵-(...) وحَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلَى الصَّدَفِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ

[2291] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۲۸۷)

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ إِلَى آخِرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا حَقَّهَا وَذَكَرَ فِيهِ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَّاحِدًا وَقَالَ يُكْوٰى بِهَا جَنْبَاهُ وَجَبْهَتُهُ وَظَهْرُهُ.

[2291] ۔ھشام بن سعید بھی زید بن اسلم کی سند سے حفص بن میسرہ کی طرح آخر تک روایت بیان کرتے ہیں۔صرف اتنا فرق ہے کہ وہ کہتے ہیں جو اونٹوں کا مالک ان کا حق ادا نہیں کرتا یعنی لا یودی حقھا کے الفاظ ہیں درمیان میں منھا لفظ نہیں ہے۔ لا یفقد منھا فصیل واحد کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے یکوی بھا جنباہ وجبھتہ وظھرہ جبکہ حفص کی روایت میں ہے تکوی بھا جنبہ وجبینہ وظھرہ۔

[2292] ۲۶۔(...) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يُؤَدِّي زَكٰوتَهُ إِلَّا أُحْمِيَ عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُجْعَلُ صَفَائِحَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبَاهُ وَجَبِينُهُ حَتّٰى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ يَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ وَمَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي زَكٰوتَهَا إِلَّا بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ كَأَوْفَرِ مَا كَانَتْ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ كُلَّمَا مَضٰى عَلَيْهِ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتّٰى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ يَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ وَمَا مِنْ صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكٰوتَهَا إِلَّا بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ كَأَوْفَرِ مَا كَانَتْ فَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ كُلَّمَا مَضٰى عَلَيْهِ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتّٰى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ثُمَّ يَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قَالَ سُهَيْلٌ فَلَا أَدْرِي أَذَكَرَ الْبَقَرَ أَمْ لَا قَالُوا فَالْخَيْلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا أَوْ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا قَالَ سُهَيْلٌ أَنَا أَشُكُّ الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ فَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَّلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَّلِرَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ

[2292] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الجهاد، باب: ارتباط الخيل في سبيل الله برقم (٢٧٨٨) انظر (التحفة) برقم (١٢٧٢٥)

أَجْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَيُعِدُّهَا لَهُ فَلَا تُغَيِّبُ شَيْئًا فِي بُطُونِهَا إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَجْرًا وَلَوْ رَعَاهَا فِي مَرْجٍ مَا أَكَلَتْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا أَجْرًا وَلَوْ سَقَاهَا مِنْ نَهْرٍ كَانَ لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ تُغَيِّبُهَا فِي بُطُونِهَا أَجْرٌ حَتَّى ذَكَرَ الْأَجْرَ فِي أَبْوَالِهَا وَأَرْوَاثِهَا وَلَوْ اسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ تَخْطُوهَا أَجْرٌ وَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا تَكَرُّمًا وَتَجَمُّلًا وَلَا يَنْسَى حَقَّ ظُهُورِهَا وَبُطُونِهَا فِي عُسْرِهَا وَيُسْرِهَا وَأَمَّا الَّذِي عَلَيْهِ وِزْرٌ فَالَّذِي يَتَّخِذُهَا أَشَرًا وَبَطَرًا وَبَذَخًا وَرِيَاءَ النَّاسِ فَذَاكَ الَّذِي هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ قَالُوا فَالْحُمُرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةَ الْجَامِعَةَ الْفَاذَّةَ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ. (الزلزلة:٨،٧)

[2292]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی خزانہ کا مالک اس کی زکاۃ ادا نہیں کرے گا، اس کے خزانہ کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس کی تختیاں بنائی جائیں گی اور ان سے اس کے دونوں پہلوؤں اور پیشانی کو داغا جائے گا، حتیٰ کہ اللہ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دے گا۔ اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ پھر وہ اپنا راستہ جنت یا جہنم کی طرف دیکھ لے گا، اور کوئی بھی اونٹوں کا مالک نہیں ہے جو ان کی زکاۃ ادا نہیں کرتا مگر اسے ان اونٹوں کے سامنے، درآں حالیکہ وہ اپنی پوری تعداد اور جسامت میں ہوں گے چٹیل میدان میں لٹایا جائے گا وہ اس پر دوڑیں گے، جب بھی آخری اونٹ گزرے گا، اس پر پہلا اونٹ دوبارہ لایا جائے گا حتیٰ کہ اللہ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دے گا، اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے، پھر اسے اس کا راستہ جنت یا دوزخ کی طرف دکھایا جائے گا، اور جو بھی بکریوں کا ملک ان کی زکاۃ ادا نہیں کرتا تو اسے ان کے سامنے ان کی انتہائی پوری تعداد اور فربہ حالت میں بچھایا جائے گا ایک وسیع و عریض چٹیل میدان میں وہ اسے اپنے کھروں سے روندیں گی اور اسے اپنے سینگوں سے ماریں گی، ان میں کوئی مڑے سینگوں والی یا بے سینگوں کے نہیں ہوگی، جب آخری بکری گزرے گی اس وقت پہلی دوبارہ پہنچ جائیگی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کردے گا۔ اس دن میں جس کی مقدار تمھارے شمار سے پچاس ہزار سال ہوگی، پھر وہ اپنا راستہ جنت یا دوزخ کی طرف دیکھ لے گا۔ سہیل کا قول ہے، میں نہیں جانتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گائیوں کا تذکرہ فرمایا، یا نہیں۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! گھوڑوں کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانی میں یا فرمایا گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت تک خیر بندھی ہوئی ہے، شک سہیل

کو پیش آیا ہے۔گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ یہ ایک آدمی کے لیے اجر وثواب کا باعث ہیں اور دوسرے کے لیے بوجھ اور گناہ کا سبب ہیں، اور کسی تیسرے آدمی کے لیے ستر (پردہ پوش) ہیں وہ گھوڑے جو انسانوں کے لیے اجر کا سبب ہیں۔تو وہ آدمی جو انہیں فی سبیل اللہ رکھتا ہے اور جہاد کے لیے تیار کرتا ہے۔تو ان کے پیٹ کے اندر جو کچھ غائب ہوتا ہے۔اللہ اس کے لیے اسے اجر لکھتا ہے، اگر وہ انہیں چراگاہ میں چراتا ہے تو وہ جو کچھ کھاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے (کھانے) کے عوض اجر لکھتا ہے، اور اگر وہ انہیں نہر سے پانی پلاتا ہے۔تو ہر وہ قطرہ جو ان کے پیٹ میں گیا ہے۔اس کے عوض اجر لکھتا ہے حتیٰ کہ آپ نے ان کے پیشاب اور لید کے عوض اجر ملنے کا تذکرہ کیا۔اور اگر یہ ایک یا دو ٹیلے دوڑیں تو اس کے لیے ان کے ہر قدم کے عوض جو وہ اٹھاتے ہیں اجر لکھا جاتا ہے۔ یا وہ جس کے لیے وہ ستر ہیں، تو وہ آدمی جو انہیں عزت وشرف اور حسن و جمال کی خاطر رکھتا ہے اور ان کی پشتوں اور پیٹوں میں جو ہے اسے تنگی اور خوشحالی میں نہیں بھولتا۔رہا وہ آدمی جس کے لیے وہ بوجھ ہیں تو وہ جو انہیں اترانے، سرکشی وطغیانی اور شوخی بگھارتے ہیں اور لوگوں کے دکھلاوے کے لیے رکھتا ہے، تو ایسے آدمی کے لیے یہ بوجھ اور گناہ کا باعث ہوں گے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، تو گدھوں کا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے مخصوص طور پر مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں فرمایا مگر یہ جامع اور یگانہ آیت کہ جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھے گا۔اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے دیکھے گا۔

مفردات الحدیث ❶ **نواص:** ناصیة کی جمع ہے، پیشانی۔ ❷ **الخیر:** مال، نیکی وبھتری، مراد اجر و غنیمت ہے۔ ❸ **تکرماً وتجملاً:** دوسروں سے اپنی عزت وشرف کو بچانے کے لیے اور اپنے حسنِ خصال اور خوبی کے اظہار کے لیے کہ سواری کسی سے مانگنی نہ پڑے اور ضرورت کے وقت کسی کو دے سکے۔ ❹ **أشراً:** اترانا۔ ❺ **بطراً:** حق سے سرکشی اور طغیان اختیار کرنا۔ ❻ **البذخ:** فخر وگھمنڈ اور بڑائی کا اظہار کرنا۔

فائدہ :......گھوڑا ایک اعلیٰ اور بہترین سواری ہے اور اس سے جائز و ناجائز ہر قسم کے کام لیے جاسکتے ہیں، اور اس کا سب سے بہتر استعمال یہ کہ اسے جہاد میں استعمال کیا جائے، اور قیامت تک اس کا یہ استعمال برقرار رہے گا، گویا قیامت تک جہاد میں استعمال ہو کر مالک کے لیے اجر وغنیمت کا باعث بنتا رہے گا۔

[2293] (...) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ۔

[2293] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۷۱۲)

[2293] مذکورہ بالا حدیث مصنف اپنے دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں، جو سہیل ہی کی سند سے ہے۔

[2294] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا

حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ بَدَلَ عَقْصَاءُ ((عَضْبَاءُ)) وَقَالَ ((فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَظَهْرُهُ وَلَمْ يَذْكُرْ جَبِينُهُ)).

[2294] مصنف اپنے ایک اور استاد سے سہیل کی سند سے روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں عقصا بڑے سینگوں والی کی جگہ عَضْبَاء ٹوٹے سینگوں والی ہے، اور اس میں ہے فیکوی بھاجنبه وظھره۔ ان سے اس کے پہلو اور پشت کو داغا جائے گا، اور جبینه (اس کی پیشانی) کا ذکر نہیں ہے۔

[2295] (. . .) حدثني هارون بن سعيد الايلي حدثنا ابن وهب: اخبرني عمرو بن الحارث ان بكيرا حدثه عن ذكوان عن ابي هريرة

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِذَا لَمْ يُؤَدِّ الْمَرْءُ حَقَّ اللَّهِ أَوْ الصَّدَقَةَ فِي إِبِلِهِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ.

[2295] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان اپنے اونٹوں سے اللہ کا حق یا زکاۃ ادا نہیں کرتا۔ آگے سہیل کے ہم معنی روایت ہے۔

[2296] ٢٧-(٩٨٨) حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَائَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ قَطُّ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ بِقَوَائِمِهَا وَأَخْفَافِهَا وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَائَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِقَوَائِمِهَا وَلَا صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَائَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَقَعَدَ لَهَا

[2294] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٤٢)

[2295] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: زكاة البقر برقم (١٤٦٠) انظر (التحفة) برقم (١٢٣١٠)

[2296] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٢٨٤٧)

بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا لَيْسَ فِيهَا جَمَّاءُ وَلَا مُنْكَسِرٌ قَرْنُهَا وَلَا صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يَفْعَلُ فِيهِ حَقَّهُ إِلَّا جَاءَ كَنْزُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَتْبَعُهُ فَاتِحًا فَاهُ فَإِذَا أَتَاهُ فَرَّ مِنْهُ فَيُنَادِيهِ خُذْ كَنْزَكَ الَّذِي خَبَأْتَهُ فَأَنَا عَنْهُ غَنِيٌّ فَإِذَا رَأَى أَنْ لَا بُدَّ مِنْهُ سَلَكَ يَدَهُ فِي فِيهِ فَيَقْضَمُهَا قَضْمَ الْفَحْلِ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ هٰذَا الْقَوْلَ ثُمَّ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْإِبِلِ قَالَ حَلَبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا وَإِعَارَةُ فَحْلِهَا وَمَنِيحَتُهَا وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ.

[2296]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جو بھی اونٹوں کا مالک ان کا حق ادا نہیں کرتا ہے، تو وہ قیامت کے دن اپنی زیادہ تعداد کی حالت میں آئیں گے جو کبھی اس کے پاس تھی اور وہ ان اونٹوں کے لیے وسیع چٹیل میدان میں بٹھایا جائے گا، اور وہ اسے اپنے پاؤں اور کھروں سے روندیں گے، اور جو گائیوں کا مالک ان کا حق ادا نہیں کرے گا تو وہ قیامت کے دن اپنی زیادہ تعداد ہونے کی صورت میں آئیں گی اور وہ ان کے سامنے چٹیل میدان میں بٹھایا جائے گا۔ وہ اسے اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے پیروں سے روندیں گی اور جو بکریوں کا مالک ان کا حق ادا نہیں کرتا ہے۔ تو وہ قیامت کے دن اپنی زیادہ سے زیادہ تعداد ہونے کی حالت میں آئیں گی اور وہ ان کے سامنے چٹیل میدان میں بیٹھے گا۔ وہ اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی اور ان میں کوئی بکری بغیر سینگوں کے ہوگی اور نہ ہی ٹوٹے ہوئے سینگوں والی، اور نہ ہی کوئی خزانہ کا مالک ہے جو اس کا حق ادا نہیں کرتا مگر اس کا خزانہ قیامت کے دن گنجے سانپ کی صورت میں آئے گا۔ اور اس کا اپنا منہ کھولے ہوئے تعاقب کرے گا اور جب وہ اس کے پاس پہنچے گا تو وہ اس سے بھاگے گا، تو وہ (سانپ) اسے آواز دے گا، اپنے اس خزانہ کو پکڑو جسے چھپا کر رکھا کرتے تھے، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، اور جب صاحب خزانہ دیکھے گا اس سے بچنے کی کوئی صورت اور چارہ نہیں ہے۔ اپنا ہاتھ اس (سانپ) کے منہ میں داخل کردے گا تو وہ اسے سانڈھ (نر اونٹ) کی طرح چبائے گا۔ ابو زبیر کہتے ہیں: یہ بات میں نے عبید بن عمیر سے سنی تھی۔ پھر ہم نے اس کے بارے میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا، تو انہوں نے بھی عبید بن عمیر کی طرح روایت سنائی۔ ابو زبیر کہتے ہیں، میں نے عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول! اونٹوں کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: (پانی پر ان کا دودھ دوہنا) تاکہ ضرورت مند لے سکیں) اور اس کا ڈول عاریۃً (پانی پلانے کے لیے) دینا اور ان میں نر کو جفتی کے لیے مانگنے پر عاریۃً دینا، اور اونٹنی کو منیحۃً دودھ پینے، اون کاٹنے کے لیے عاریۃً دینا، اور کسی کو جہاد کے لیے سواری کے لیے دینا۔

مفردات الحدیث ❶ **جَمّاءُ:** وہ بکری جس کے سینگ نہ ہوں۔ ❷ **شجاعا اقرع:** وہ سانپ جس کے زہر کی شدت کی بنا پر سر کے بال جھڑ گئے ہوں۔ یا وہ سانپ جو اپنی دم کے بل پر کھڑا ہو کر پیدل اور سوار پر حملہ آور ہوتا ہے اور اس کی پیشانی پر ڈنگ مارتا ہے۔ ❸ **یقضمها قضم الفحل:** نر اونٹ کی طرح اس کے ہاتھ کاٹے گا اور چبائے گا۔ منیحة کی دو قسمیں ہیں، ایک میں دوسرے کو حیوان، زمین یا گھر بارھبہ کر دیا جاتا ہے، دوسری صورت میں اونٹنی، گائے اور بکری وغیرہا دودھ دینے والا جانور صرف دودھ پینے کے لیے کچھ وقت کے لیے دیا جاتا ہے اور پھر واپس لے لیا جاتا ہے۔

فوائد: ...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سونا، چاندی اور مال و دولت کو صرف تختیوں کی صورت میں ہی بنایا نہیں جائے گا بلکہ بعض اوقات میں اسے گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی، کیونکہ صاحب مال دنیا میں اس پر سانپ بن کر بیٹھا تھا۔ پھر وہ سانپ اس کا پیچھا کرے گا، اور صاحب مال کے لیے اس سے بچنے کی کوئی راہ نہیں نکل سکے گی۔ اور وہ اپنے تحفظ کے لیے اس کے منہ میں اپنا ہاتھ ڈال دے گا، جسے وہ سانڈھ کی طرح چبائے گا۔ ❷ اس حدیث میں حقوق منتشرہ جو باہمی اخوت و خیر خواہی اور مواسات ہمدردی کا مظہر ہیں، میں سے اونٹ کے سلسلہ میں چند ایک کی تعیین کی ہے کہ فقیروں، مسکینوں کو ان کا دودھ دینا یا عارضی طور پر دودھ پینے کے لیے کسی محتاج کو دے دینا، ضرورت مند کو پانی پلانے کے لیے ڈول دینا اور جفتی کے لیے وقتی طور پر کسی کو سانڈھ دینا، کسی مجاہد کو سواری مہیا کرنا۔

[2297] ۲۸-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِى حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ عَنْ أَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّى حَقَّهَا إِلَّا أُقْعِدَ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُهُ ذَاتُ الظِّلْفِ بِظِلْفِهَا وَتَنْطَحُهُ ذَاتُ الْقَرْنِ بِقَرْنِهَا لَيْسَ فِيهَا يَوْمَئِذٍ جَمَّاءُ وَلَا مَكْسُورَةُ الْقَرْنِ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ إِطْرَاقُ فَحْلِهَا وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا وَمَنِيحَتُهَا وَحَلَبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِى سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا مِنْ صَاحِبِ مَالٍ لَا يُؤَدِّى زَكٰوتَهُ إِلَّا تَحَوَّلَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَتْبَعُ صَاحِبَهُ حَيْثُمَا ذَهَبَ وَهُوَ يَفِرُّ مِنْهُ وَيُقَالُ هٰذَا مَالُكَ الَّذِى كُنْتَ تَبْخَلُ بِهِ فَإِذَا رَاٰى أَنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهُ أَدْخَلَ يَدَهُ فِى فِيهِ فَجَعَلَ يَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ.

[2297] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الزكاة، باب: مانع زكاة البقر برقم (۵/ ۲۷)۔ انظر (التحفة) برقم (۲۷۸۸).

[2297] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی، اونٹوں، گائیوں اور بکریوں کا مالک ان کا حق ادا نہیں کرتا۔ اسے قیامت تک کے دن ان کے سامنے چٹیل میدان میں بٹھایا جائے گا۔ کھروں والا جانور اسے اپنے کھروں سے روندے گا، اور سینگوں والا اسے اپنے سینگوں سے مارے گا ان میں اس دن کوئی بلا سینگ یا ٹوٹے ہوئے سینگوں والا نہیں ہوگا۔ ہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول! ان کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: (ان میں سے نر کو جفتی کے لیے دینا، اور ان کے ڈول کو عاریۃً پانی پلانے کے لیے) دینا، اور ان کو کچھ وقت کے لیے دودھ پینے کے لیے دینا، اور ان کو پانی کے گھاٹ پر دوہنا (اور سواری کے قابل کو) مجاہد کو سواری کے لیے دینا اور جو مالک مال بھی اس کی زکاۃ ادا نہیں کرتا تو وہ مال قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل میں تبدیل ہوگا۔ اس کا مالک جہاں جائے گا اس کا پیچھا کرے گا۔ اور وہ اس سے بھاگے گا۔ اور اسے کہا جائے گا: یہ تیرا وہ مال ہے جسے روک روک کر رکھتا تھا۔ تو جب وہ دیکھے گا کہ اس سے بچنے کی کوئی جگہ نہیں ہے تو وہ اس کے منہ میں اپنا ہاتھ داخل کرے گا اور وہ اسے نر اونٹ کی طرح چبانا شروع کر دے گا۔

٨...... بَاب :إِرْضَاءِ السَّعَايَةِ

باب ٨: عاملین زکاۃ کو راضی کرنا (سعاۃ، زکاۃ کی وصول پر مقررہ لوگ)

[2298] ٢٩۔(٩٨٩) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ هِلَالٍ الْعَبْسِيُّ

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا إِنَّ نَاسًا مِنَ الْمُصَدِّقِينَ يَأْتُونَنَا فَيَظْلِمُونَنَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ قَالَ جَرِيرٌ مَا صَدَرَ عَنِّي مُصَدِّقٌ مُنْذُ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا وَهُوَ عَنِّي رَاضٍ

[2298] ۔حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ بدوی لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کچھ زکاۃ وصول کرنے والے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے زکاۃ وصول کرنے والوں کو راضی رکھا کرو۔ حضرت جریر بیان کرتے ہیں جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے۔ تو میرے پاس سے کوئی زکاۃ وصول کرنے والا ناراض نہیں گیا۔

[2298] اخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: رضا المصدق برقم (١٥٨٩) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: اذا جاوز في الصدقات برقم (٥/ ٣١) انظر (التحفة) برقم (٣٢١٨)

[2299] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح

حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ انَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمٰعِيلَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[2299] امام صاحب نے اپنے تین اور اساتذہ سے بھی یہی روایت بیان کی ہے۔

فائدہ :...... اسلام کی تعلیمات افراط وتفریط سے ہٹ کر اعتدال اور میانہ روی پر مبنی ہیں۔ جن میں ہر انسان کو اپنے فرائض کی صحیح اور ذمہ داری سے ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ اگر ہر انسان اپنا فرض ادا کرے گا۔ تو دوسرے کا حق خود بخود ادا ہو جائے گا۔ اس لیے مطالبۂ حقوق کی بجائے ادائیگی فرض پر زور دیا گیا ہے، یہاں مالداروں کو تلقین کی گئی ہے کہ زکوۃ کی وصولی کے لیے آنے والے کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئیں اور زکاۃ کی ادائیگی میں پس و پیش یا حیل و حجت سے کام نہ لیں اور ان کو خوش خوش واپس بھیجیں، دوسری جگہ آپ ﷺ نے صدقات وصول کرنے والوں کو مناسب ہدایات دی ہیں، تاکہ وہ لوگوں پر ظلم وزیادتی نہ کریں۔

٩...... بَاب: تَغْلِيظِ عُقُوبَةِ مَنْ لَّا يُؤَدِّي الزَّكٰوةَ

باب ٩. جولوگ زکاۃ ادا نہیں کرتے ان کی عقوبت وسزا میں شدت کا بیان

[2300] ٣٠-(٩٩٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَآنِي قَالَ ((هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ)) قَالَ فَجِئْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ فَلَمْ أَتَقَارَّ أَنْ قُمْتُ فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي مَنْ هُمْ قَالَ هُمُ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا مِنْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكٰوتَهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ۔

[2299] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٩٥)

[2300] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: زكاة البقر برقم (١٤٦٠) بمعناه۔ واخرجه كذلك في الايمان والنذور، باب: كيف كانت يمين النبي ﷺ برقم (٦٦٣٨) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الزكاة، باب: ما جاء عن رسول الله ﷺ في منع الزكاة بمعناه۔ الزكاة ←

[2300] ۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا جبکہ آپ کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: رب کعبہ کی قسم! وہی لوگ سب سے زیادہ ناکام اور نقصان اٹھانے والے ہیں، میں آ کر آپ کے پاس بیٹھا ہی تھا اور میں نے قرار و ثبات حاصل نہیں کیا تھا کہ میں اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میرے ماں، باپ آپ پر قربان! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ زیادہ مال دار لوگ ہیں، مگر جس نے ادھر، ادھر یہاں، وہاں، آگے، پیچھے، دائیں، بائیں (ہر ضرورت کے موقعہ پر) خرچ کیا۔ اور ایسے لوگ بہت کم ہیں، جو بھی اونٹوں یا گائیوں یا بکریوں کا مالک ان کی زکاۃ ادا نہیں کرتا، تو وہ قیامت کے دن، زیادہ سے زیادہ تعداد ہونے کی حالت میں اور فربہ ہو کر آئیں گے۔ اسے اپنے سینگوں سے ماریں گے، اور اپنے کھروں سے اسے پامال کریں گے، جب بھی ان میں سے آخری گزرے گا ان میں سے پہلا واپس آ چکا ہوگا۔ حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔

فائدہ:...... مالداروں کا یہ قومی و دینی فریضہ ہے کہ وہ دین کے کاموں میں اور اجتماعی و قومی مفادات کے موقعہ پر بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اپنی اپنی بساط کے مطابق خرچ کریں، وگرنہ وہ دنیا و آخرت میں ناکام اور نقصان سے دوچار ہوں گے، اور دنیا میں ہی لوگوں کی نفرت اور غیظ و غضب کا نشانہ بنیں گے۔

[2301] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمَعْرُورِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ وَكِيعٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ رَجُلٌ يَمُوتُ فَيَدَعُ إِبِلًا أَوْ بَقَرًا أَوْ غَنَمًا لَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهَا)).

[2301] حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا جبکہ آپ کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ آگے وکیع کی مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت ہے، ہاں اتنا فرق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! زمین پر جو بھی آدمی فوت ہوتا ہے اور اونٹ یا گائے یا بکریاں پیچھے چھوڑتا ہے، جن کی اس نے زکاۃ ادا نہیں کی۔

← من التشديد برقم (٦١٧) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: التغليظ في حبس الزكاة برقم (٥/ ١٠). واخرجه في باب: مانع زكاة الغنم برقم (٥/ ٢٩)۔ واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الزكاة، باب: ما جاء في منع الزكاة، برقم (١٧٨٥) انظر (التحفة) برقم (١١٩٨١)

[2301] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٩٧)۔

[2302] ۳۱-(۹۹۱) حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِیُّ حَدَّثَنَا الرَّبِیعُ یَعْنِی ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((مَا یَسُرُّنِی أَنَّ لِی أُحُدًا ذَهَبًا تَأْتِی عَلَیَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِی مِنْهُ دِینَارٌ إِلَّا دِینَارٌ أَرْصُدُهُ لِدَیْنٍ عَلَیَّ)).

[2302]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے (میرے لیے خوشی کا باعث نہیں ہے) کہ میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور تیسرا دن مجھ پر اس طرح آئے کہ میرے پاس اس میں سے دینار بچا ہوا موجود ہو، سوائے اس دینار کے جس کو میں اپنا قرض چکانے کے لیے تیار رکھوں۔

[2303] (...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[2303] امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت اپنے ایک اور استاد سے بیان کی ہے۔

فائدہ:...... مالدار انسان کے لیے بلند ترین اور اعلیٰ مقام یہ ہے کہ وہ مال کو خرچ کرتا رہے، اس کو سنبھال کر، یا جمع کر کے نہ رکھے، لیکن اس بلند ترین درجہ پر فائز ہونا ہر مالدار کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس لیے یہ محض ایک ترغیبی اور استحبابی چیز ہے، لازمی اور ضروری نہیں ہے۔

۱۰...... بَابُ: التَّرْغِیبِ فِی الصَّدَقَةِ

باب ۱۰. صدقہ کی ترغیب وتشویق (صدقہ پر آمادہ کرنا)

[2304] ۳۲-(۹٤) حَدَّثَنَا یَحْیَى بْنُ یَحْیَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِی شَیْبَةَ وَابْنُ نُمَیْرٍ وَأَبُو كُرَیْبٍ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِی مُعَاوِیَةَ قَالَ یَحْیَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِیَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ

عَنْ أَبِی ذَرٍّ قَالَ كُنْتُ أَمْشِی مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِی حَرَّةِ الْمَدِینَةِ عِشَاءً وَنَحْنُ نَنْظُرُ إِلَى أُحُدٍ فَقَالَ لِی رَسُولُ اللَّهِ ﷺ یَا أَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ لَبَّیْكَ یَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُدًا ذَاكَ عِنْدِی ذَهَبًا أَمْسَى ثَالِثَةً عِنْدِی مِنْهُ دِینَارٌ إِلَّا دِینَارًا أَرْصِدُهُ لِدَیْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِی عِبَادِ اللَّهِ هٰكَذَا حَثَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَهٰكَذَا عَنْ یَمِینِهِ وَهٰكَذَا عَنْ شِمَالِهِ)) قَالَ ثُمَّ مَشَیْنَا فَقَالَ

[2302] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٧٣)۔

[2303] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٩٩)۔

[2304] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاستقراض، باب: اداء الدیون برقم (٢٣٨٨) ←

يَا أَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((إِنَّ الْأَكْثَرِينَ هُمُ الْأَقَلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا)) وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا مِثْلَ مَا صَنَعَ فِي الْمَرَّةِ الْأُولٰى قَالَ ثُمَّ مَشَيْنَا قَالَ ((يَا أَبَا ذَرٍّ كَمَا أَنْتَ حَتّٰى آتِيَكَ)) قَالَ فَانْطَلَقَ حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّي قَالَ سَمِعْتُ لَغَطًا وَسَمِعْتُ صَوْتًا قَالَ فَقُلْتُ لَعَلَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عُرِضَ لَهُ قَالَ فَهَمَمْتُ أَنْ أَتَّبِعَهُ قَالَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهُ ((لَا تَبْرَحْ حَتّٰى آتِيَكَ)) قَالَ فَانْتَظَرْتُهُ فَلَمَّا جَاءَ ذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي سَمِعْتُ قَالَ فَقَالَ ((ذَاكَ جِبْرِيلُ أَتَانِي فَقَالَ مَنْ مَّاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ)).

[2304] ۔حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں شام کے وقت نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مدینہ کی پتھریلی زمین میں چل رہا تھا۔ اور ہم احد پہاڑ دیکھ رہے تھے۔تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے کہا اے اللہ رسول! میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ احد پہاڑ میرے پاس سونے کی شکل میں موجود ہو اور تیسری شام اس صورت میں آئے کہ میرے پاس اس سے ایک دینار بچا ہوا موجود ہو سوائے اس دینار کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لیے تیار رکھوں۔مگر میں چاہتا ہوں کہ میں اسے اللہ کے بندوں میں خرچ یا تقسیم کردوں، اس طرف (آپ نے مٹھی بھر کر آگے ڈالا) اور اس طرح دائیں طرف اور اس طرح بائیں طرف، پھر ہم چلتے رہے، اور آپ ﷺ نے فرمایا: (ابوذر) میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! حاضر ہوں، آپ نے فرمایا: (زیادہ مالدار ہی قیامت کے دن کم رتبہ ہوں گے) مگر جس نے اِدھر، اُدھر، ہر جگہ خرچ کیا۔آپ نے پہلے کی طرح (آگے دائیں، بائیں) کی طرف اشارہ فرمایا، پھر ہم چل پڑے، آپ نے فرمایا: اے ابوذر! میرے آنے تک اس حالت میں رہنا، یعنی یہیں ٹھہرے رہنا، کہیں نہ جانا، آپ چلے گئے حتیٰ کہ میری نظروں سے چھپ گئے۔ میں نے شور اور آواز سنی، تو میں نے دل میں کہا۔شاید رسول اللہ ﷺ کو کسی دشمن کا سامنا ہے، تو میں نے آپ کے پاس پہنچنے کا قصد کیا۔ پھر مجھے آپ کا فرمان یاد آ گیا کہ میرے آنے تک یہاں سے نہ ہلنا، تو میں نے آپ کا انتظار کیا، تو جب آپ تشریف لائے، تو میں نے ان آوازوں کا تذکرہ کیا جو میں نے سنی تھیں۔تو آپ نے فرمایا: وہ جبرائیل تھے، میرے پاس آئے اور بتایا کہ آپ کی امت کا جو فرد اس حال میں

← واخرجه كذلك في بدء الخلق، باب: ذكر الملائكة برقم (٣٢٢٢) بمعناه۔ واخرجه كذلك في الاستئذان، باب: من اجاب بلبيك وسعديك برقم (٦٢٦٨) واخرجه كذلك في الرقاق، باب: المكثرون هم المقلون برقم (٦٤٤٣) واخرجه كذلك في باب: قول النبي ﷺ (ما يسرني ان عندي مثل احد هذا ذهبا) برقم (٦٤٤٤). واخرجه الترمذي في (جامعه) في الايمان، باب: ما جاء في افتراق هذه الامة برقم (٢٦٤٤) بمعناه۔ انظر (التحفة) برقم (١١٩١٥).

فوت ہوگا کہ اس نے اللہ کا کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا، میں نے پوچھا اے جبرئیل! اگر چہ اس نے چوری اور زنا کیا ہو؟ اس نے جواب دیا اگر چہ اس نے چوری اور زنا کا ارتکاب کیا ہو۔

[2305] ۳۳-(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ رُفَيْعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ خَرَجْتُ لَيْلَةً مِّنَ اللَّيَالِي فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْشِي وَحْدَهُ لَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ قَالَ فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَآنِي فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ أَبُوذَرٍّ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَائَكَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَالَهْ قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ إِنَّ الْمُكْثِرِينَ هُمُ الْمُقِلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللَّهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيهِ يَمِينَهُ وَشِمَالَهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَآئَهُ وَعَمِلَ فِيهِ خَيْرًا قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ اجْلِسْ هَا هُنَا قَالَ فَأَجْلَسَنِي فِي قَاعٍ حَوْلَهُ حِجَارَةٌ فَقَالَ لِي اجْلِسْ هَا هُنَا حَتّٰى أَرْجِعَ إِلَيْكَ قَالَ فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى لَا أَرَاهُ فَلَبِثَ عَنِّي فَأَطَالَ اللَّبْثَ ثُمَّ إِنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ وَهُوَ يَقُولُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ فَلَمَّا جَآءَ لَمْ أَصْبِرْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَائَكَ مَنْ تُكَلِّمُ فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ ((ذَاكَ جِبْرِيلُ عَرَضَ لِي فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ فَقَالَ بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهُ مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ وَإِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ)).

[2305] ۔حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک رات نکلا تو اچانک دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اکیلے چلے جا رہے ہیں، آپ کے ساتھ کوئی شخص نہیں ہے، تو میں نے خیال کیا، آپ اس بات کو ناپسند کر رہے ہیں کہ کوئی آپ کے ساتھ چلے، تو میں چاند کے سایہ میں چلنے لگا۔ آپ نے مجھے مڑ کر دیکھ لیا۔ اور فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا۔ ابو ذر ہوں، اللہ مجھے آپ پر قربان کرے آپ نے فرمایا: (ابو ذر! آ جاؤ) تو میں آپ کے ساتھ کچھ دیر چلا آپ نے فرمایا: زیادہ مال والے ہی قیامت کے دن کم مرتبہ ہوں گے، مگر جن کو اللہ نے مال عطا فرمایا: اور انہوں نے اسے دائیں، بائیں، اور آگے پیچھے پھونک ڈالا اور اس میں نیکی کے کام کیے، میں آپ کے ساتھ کچھ دیر چلتا رہا۔ تو آپ نے فرمایا (یہاں بیٹھو) تو آپ نے مجھے ایک ہموار زمین پر بٹھا دیا، جس کے گرد پتھر تھے اور آپ نے مجھے فرمایا۔ (یہاں بیٹھو، حتیٰ کہ میں تیرے پاس لوٹ آؤں، آپ پتھریلی زمین میں چلے حتیٰ

[2305] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۳۰۱)

کہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ اور وہاں ٹھہرے رہے اور کافی دیر تک ٹھہرے رہے، پھر میں نے آپ سے سنا کہ آپ میری طرف آتے ہوئے فرما رہے تھے۔ (خواہ اس نے چوری کی ہو یا زنا کیا ہو) جب آپ تشریف لے آئے تو میں صبر نہ کر سکا اور میں نے پوچھا۔ اے اللہ کے نبی! اللہ مجھے آپ پر نثار فرمائے! آپ سیاہ پتھروں کے کنارے کس سے گفتگو فرما رہے تھے؟ میں نے کسی کو کچھ جواب دیتے نہیں سنا، آپ نے فرمایا: وہ جبریل علیہ السلام تھے، جو سیاہ پتھروں کے کنارے میرے سامنے آئے، اور کہا، اپنی امت کو بشارت دیجیے، جو اس حالت میں فوت ہوگا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرایا ہوگا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ تو میں نے کہا اے جبریل! اور اگرچہ اس نے چوری کی ہو یا زنا کا مرتکب ہوا ہو، اس نے کہا جی ہاں! میں نے پھر پوچھا: خواہ وہ چور ہو یا زانی؟ اس نے کہا، ہاں، میں نے پھر تیسری بار پوچھا: خواہ اس نے چوری کی ہو یا زنا کیا ہو؟ اس نے کہا ہاں، اور اگرچہ وہ شرابی ہی کیوں نہ ہو۔

فوائد :...... ❶ مالداروں کو اپنا وافر مال ہر قسم کے نیک کاموں میں خرچ کرنا چاہیے، اگر وہ قیامت کے دن بلند مراتب پر فائز ہونا چاہتے ہیں۔ مگر اگر وہ اپنا مال وجوہ خیر اور اسلام اور اہل اسلام کی بہتری اور مفادات کے حصول کے لیے کھلے دل سے، ہر وقت اور ہر موقع پر اپنی قدرت کے مطابق خرچ نہیں کریں گے۔ تو وہ اعلیٰ درجات سے محروم رہیں گے۔ ❷ توحید کا اصل خاصہ اور خصوصی امتیاز یہ ہے کہ اگر انسان اس کا صحیح حق ادا کرے تو وہ سیدھا جنت میں جائے گا، لیکن اگر اس کے حقوق کی ادائیگی میں کمی اور کوتاہی کی تو اس خاصہ اور امتیاز کے ظہور میں رکاوٹ پیدا ہوگی، اور اس رکاوٹ کے ازالہ تک دوزخ میں رہنا پڑے گا، اور آخر کار دوزخ سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ ❸ چوری اور زنا انتہائی قبیح جرائم ہیں جو دوسروں کے مال اور عزت و ناموس پر ڈاکہ زنی ہیں، اس لیے حضور اکرم ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے تعجب کے انداز میں پوچھا: چوری اور زنا کا مرتکب بھی جنت میں چلا جائے گا، تو جبریل نے جواب دیا۔ ایسا انسان بھی جنت سے محروم نہیں رہے گا، بلکہ ان سے بڑھ کر جرم، شراب نوشی کا مرتکب بھی موحد ہونے کی صورت میں جنت سے محروم نہیں رہے گا۔ حالانکہ شرابی ہر قسم کی شرم و حیا سے عاری ہوتا ہے اور اس سے کسی قسم کی خیر کی توقع نہیں رکھی جا سکتی۔

١١...... باب: فِي الْكَنَّازِينَ لِلْأَمْوَالِ وَالتَّغْلِيظِ عَلَيْهِمْ

باب ١١: مالوں کو جمع کر کے سمیٹ کر رکھنے والوں کے بارے میں اور ان کے لیے شدت و سختی کا بیان

[2306] ٣٤-(٩٩٢) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ

[2306] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: ما ادّي زكاته فليس بكنز برقم (١٤٠٧) انظر (التحفة) برقم (١١٩٠٠)

عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَبَيْنَا أَنَا فِي حَلْقَةٍ فِيهَا مَلَأٌ مِّنْ قُرَيْشٍ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ أَخْشَنُ الثِّيَابِ أَخْشَنُ الْجَسَدِ أَخْشَنُ الْوَجْهِ فَقَامَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَشِّرِ الْكَانِزِينَ بِرَضْفٍ يُحْمَى عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُوضَعُ عَلَى حَلَمَةِ ثَدْيِ أَحَدِهِمْ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفَيْهِ وَيُوضَعُ عَلَى نُغْضِ كَتِفَيْهِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيَيْهِ يَتَزَلْزَلُ قَالَ فَوَضَعَ الْقَوْمُ رُؤُوسَهُمْ فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِّنْهُمْ رَجَعَ إِلَيْهِ شَيْئًا قَالَ فَأَدْبَرَ وَاتَّبَعْتُهُ حَتَّى جَلَسَ إِلَى سَارِيَةٍ فَقُلْتُ مَا رَأَيْتُ هٰؤُلَاءِ إِلَّا كَرِهُوا مَا قُلْتَ لَهُمْ قَالَ إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا إِنَّ خَلِيلِي أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ دَعَانِي فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ أَتَرَى أُحُدًا فَنَظَرْتُ مَا عَلَيَّ مِنَ الشَّمْسِ وَأَنَا أَظُنُّ أَنَّهُ يَبْعَثُنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ فَقُلْتُ أَرَاهُ ((فَقَالَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي مِثْلَهُ ذَهَبًا أُنْفِقُهُ كُلَّهُ إِلَّا ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ)) ثُمَّ هٰؤُلَاءِ يَجْمَعُونَ الدُّنْيَا لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا قَالَ قُلْتُ مَا لَكَ وَلِإِخْوَتِكَ مِنْ قُرَيْشٍ لَا تَعْتَرِيهِمْ وَتُصِيبُ مِنْهُمْ قَالَ لَا وَرَبِّكَ لَا أَسْأَلُهُمْ عَنْ دُنْيَا وَلَا أَسْتَفْتِيهِمْ عَنْ دِينٍ حَتَّى أَلْحَقَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ

[2306]۔ اَحنف بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں مدینہ آیا، اس اثناء میں کہ میں قریشی سرداروں کے ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک آدمی آیا، جس کے کپڑے موٹے تھے جسم میں خشونت تھی اور چہرہ پر بھی سختی تھی، وہ آکر ان کے پاس رک گیا، اور کہنے لگا، مال و دولت سمیٹنے والوں کو اس گرم پتھر سے آگاہ کرو (اطلاع و خبر دو) جس کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، اور اسے ان کے ایک فرد کے پستان کی نوک پر رکھا جائے گا۔حتیٰ کہ وہ اس کے کندھے کی باریک ہڈی سے نکلے گا۔اور اسے اس کے شانوں کی باریک ہڈیوں پر رکھا جائے گا،حتیٰ کہ وہ اس کے پستانوں کے سروں سے حرکت کرتا ہوا نکلے گا۔احنف کہتے ہیں،لوگوں نے اپنے سر جھکا لیے اور میں نے ان میں سے کسی کو اس کو کچھ جواب دیتے ہوئے نہیں دیکھا، اور وہ واپس پلٹ گیا۔میں نے اس کا پیچھا کیا۔حتیٰ کہ وہ ایک ستون کے ساتھ بیٹھا گیا،تو میں نے کہا، میں نے ان لوگوں کو دیکھا ہے کہ آپ نے انہیں جو کچھ کہا ہے، انہوں نے اسے ناپسند سمجھا ہے، اس نے کہا، ان لوگوں کو کچھ عقل و شعور نہیں ہے۔میرے گہرے دوست ابو القاسم ﷺ نے مجھے بلایا، میں نے لبیک کہا، تو آپ نے فرمایا: کیا تمہیں احد نظر آرہا ہے؟ میں نے دیکھا کہ کس قدر سورج کھڑا ہے (دن باقی ہے) کیونکہ میں سمجھ رہا تھا۔آپ مجھے اپنی کسی ضرورت کے لیے بھیجنا چاہتے ہیں۔میں نے کہا، میں اسے دیکھ رہا ہوں، تو آپ نے فرمایا: (یہ بات میرے لیے مسرت کا باعث نہیں

ہے کہ میرے پاس اس کے برابر سونا ہو اور میں اس تمام کو خرچ کر ڈالوں، مگر تین دینار جنہیں قرض چکانے کے لیے رکھ چھوڑوں) اس کے باوجود یہ لوگ دنیا جمع کرتے ہیں، انہیں کچھ عقل نہیں ہے میں نے اس سے پوچھا آپ کا اپنے قریشی بھائیوں سے کیا معاملہ ہے؟ اپنی ضرورت کے لیے ان کے پاس نہیں جاتے اور نہ ان سے کچھ لیتے ہیں، اس نے جواب دیا، نہیں، تیرے رب کی قسم! نہ میں ان سے دنیا کی کوئی چیز مانگوں گا اور نہ ہی ان سے کسی دینی مسئلہ کے بارے میں پوچھوں گا، حتیٰ کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے جا ملوں۔

مفردات الحدیث ❶ **مَلَأٌ**: اشراف و سردار۔ ❷ **اَخْشَنُ**: سخت اور کھردرا، جس میں ملائمت اور نرمی نہ ہو۔ ❶ **رَضَفٌ**: گرم پتھر۔ ❹ **یُحْمٰی علیه**: اسے تپایا اور گرم کیا جائے گا۔ ❺ **حَلَمه ثدییه**، سرپستان۔ ❻ **نُغُض**: شانے (کندھے) کے کنارے کی پتلی اور باریک ہڈی۔ ❼ **لا تعتریهم**: اپنی ضرورت پوری کرنے کا ان سے مطالبہ نہیں کرتے۔

فوائد :...... ❶ جمہور صحابہ و تابعین اور جمہور امت کے نزدیک کنز اس خزانہ اور مال و دولت کو کہتے ہیں، جو زکاۃ کے نصاب کو پہنچ جاتا ہے، لیکن مال کا مالک اس کی زکاۃ ادا کرنے کی بجائے اس پر سانپ بن کر بیٹھ جاتا ہے اور اس کو محتاجوں، ضرورتمندوں کی ضروریات کے لیے صرف کر کے، اللہ کا شکر گزار نہیں بنتا ہے، لیکن جو مال حد نصاب کو نہیں پہنچتا، کنز نہیں ہے کیونکہ شریعت نے اس پر زکاۃ فرض نہیں کی۔ لہٰذا وہ نصاب جس سے زکاۃ ادا کر دی جائے وہ بھی کنز نہیں رہے گا۔ کیونکہ مالک نے اسے محتاجوں اور ضرورتمندوں پر خرچ کیا ہے، اس لیے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: (ما بلغ ان تودی زکاته فزکیٰ فلیس بکنز) جو مال زکاۃ کی ادائیگی کے نصاب کو پہنچا اور اس کی زکاۃ ادا کر دی گئی تو وہ کنز نہیں ہے (سنن ابی داود) علامہ عراقی کہتے ہیں سنده جيد، اس کی سند عمدہ اور قابل اعتماد ہے۔ ہاں جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ انسان کے لیے بلند ترین مقام جس پر ہمیشہ کم لوگ ہی فائز ہوتے ہیں۔ وہ یہی ہے کہ وہ ضروریات سے زائد اپنا تمام مال و دولت دین اور اہل دین کی ضروریات میں صرف کر دے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ تبوک کے موقع پر اپنا تمام مال و متاع آپ کے سامنے لا رکھا تھا۔ اور یہ شرف صرف ابوبکر کو ہی حاصل ہوا تھا۔ ❷ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا نظریہ، یہ تھا (غلہ و خوراک مویشیوں کے سوا) مسلمان اپنا تمام مال و دولت یعنی سونا، چاندی اور کیش کی صورت میں جو کچھ ہے۔ وہ اپنی ضرورت سے زائد سب کا سب خرچ کر دیں۔ اور یہ اس کے لیے لازم اور ضروری ہے۔ اس طرح وہ وجوبی و لازمی اور استحبابی و مندوب حکم میں امتیاز نہیں کرتے تھے، حالانکہ یہ بات مقاصد شریعت اور اس کی روح کے منافی ہے۔ کیونکہ تمام انسان اعلیٰ معیار اور بلند مقام پر یکساں طور پر فائز نہیں ہو سکتے۔ تمام افراد کو تو فرائض ہی کا پابند کیا جا سکتا ہے۔ اگر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا نظریہ ہی لازم ہوتا، تو پھر زکاۃ، صدقات اور وراثت مال کی تقسیم کی ضرورت ہی نہ رہتی۔ اور کم از کم خلفائے راشدین اور صحابہ کرام اس کی لازمی طور پر پابندی کرتے،

حالانکہ یہ ابھی بتا چکے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی صحابی نے بھی اپنا تمام اندوختہ پیش نہیں کیا تھا اور امت میں سے کسی امام نے اس نظریہ کو قبول نہیں کیا۔ لیکن حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے زندگی بھر اپنے نظریہ پر عمل کیا، اور کھانے پینے یا لباس کے سوا کوئی مال و متاع یا ساز و سامان نہیں جوڑا اور اشتراکیوں کی طرح محض پر فریب نعرہ لگانے پر اکتفا نہیں کیا کہ اپنے گھر میں عیش و عشرت کا ہر سامان جمع ہے، وافر بینک بیلنس ہے۔ اور زبان پر نعرہ ابوذری ہے۔

[2307] ۳۵-(. . .) وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ حَدَّثَنَا خُلَيْدٌ الْعَصَرِيُّ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَمَرَّ أَبُو ذَرٍّ وَهُوَ يَقُولُ بَشِّرِ الْكَانِزِينَ بِكَيٍّ فِي ظُهُورِهِمْ يَخْرُجُ مِنْ جُنُوبِهِمْ وَبِكَيٍّ مِنْ قِبَلِ أَقْفَائِهِمْ يَخْرُجُ مِنْ جِبَاهِهِمْ قَالَ ثُمَّ تَنَحَّى فَقَعَدَ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا هٰذَا أَبُو ذَرٍّ قَالَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا شَيْءٌ سَمِعْتُكَ تَقُولُ قُبَيْلُ قَالَ مَا قُلْتُ إِلَّا شَيْئًا قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّهِمْ ﷺ قَالَ قُلْتُ مَا تَقُولُ فِي هٰذَا الْعَطَاءِ قَالَ خُذْهُ فَإِنَّ فِيهِ الْيَوْمَ مَعُونَةً فَإِذَا كَانَ ثَمَنًا لِدِينِكَ فَدَعْهُ.

[2307] ۔احنف بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں قریش کی ایک جماعت میں فروکش تھا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے گزرے، مال جمع کرنے والوں کو ان داغوں کی خبر دو جو ان کی پشتوں پر لگائے جائیں گے اور ان کے پہلوؤں سے نکلیں گے۔ اور ان داغوں کی جو ان کی گدیوں پر لگائے جائیں گے، ان کی پیشانیوں سے نکلیں گے پھر وہ الگ تھلگ ہو کر بیٹھ گئے، میں نے پوچھا، یہ کون ہیں؟ قریشیوں نے بتایا، یہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں، میں اٹھ کر ان کے پاس چلا گیا، اور پوچھا، ابھی آپ کیا کہہ رہے تھے؟ انہوں نے جواب دیا۔ میں نے وہی بات کہی ہے جو میں نے ان کے نبی ﷺ سے سنی ہے، میں نے پوچھا، ان وظائف (حکومت کی طرف سے ملنے والے) کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں، انہوں نے جواب دیا، لے لو، کیونکہ آج یہ معونت (مدد) کا باعث ہیں، اور جب یہ تیرے دین کی قیمت ٹھہریں تو انہیں چھوڑ دینا۔

فائدہ :...... حکومت سے عطایا اور وظائف اس صورت میں قبول کیے جاسکتے ہیں، جب ان کی خاطر اپنا دین فروخت نہ کرنا پڑے، اگر ان کے عوض اپنا دین قربان کرنا پڑے تو یہ لینا جائز نہیں ہوں گے، کیونکہ یہ وظائف نہیں بلکہ اس کے دین کو خریدنے کے لیے رشوت اور معاوضہ ہوں گے اور حکومت بڑے بڑے لوگوں کو ساتھ ملانے کے لیے انہیں بڑی بڑی رقموں سے نوازے گی۔ اور اس طرح اپنی سیاہ کاریوں کی پردہ پوشی کرنے کی کوشش کرے گی۔

[2307] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۳۰۳)

۱۲...... بَاب: اَلْحَثِّ عَلَى النَّفَقَةِ وَتَبْشِيرِ الْمُنْفِقِ بِالْخَلَفِ

باب ۱۲: خرچ کرنے پر آمادہ کرنا اور خرچ کرنے والے کو بدلہ کی بشارت دینا

[2308] ۳۶-(۹۹۳) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ يَمِينُ اللَّهِ مَلْأَى وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ مَلْآنُ سَحَّاءُ لَا يَغِيضُهَا شَيْءٌ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ)).

[2308]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے! خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا) اور آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ (ابن نمیر نے ملای کی بجائے مَلْآن کہا) دن، رات مسلسل بہتا ہے۔ اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

[2309] ۳۷-(...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَخِي وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ اللَّهَ قَالَ لِي أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمِينُ اللَّهِ مَلْأَى لَا يَغِيضُهَا سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُذْ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَمِينِهِ قَالَ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ)).

[2309]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے خرچ کرو، میں آپ پر خرچ کروں گا) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اللہ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ دن رات خرچ کرنے سے اس میں کمی واقع نہیں ہوتی، مجھے بتاؤ، اس نے آسمان و زمین کی تخلیق سے لے کر کس قدر خرچ کیا ہے (اس کے باوجود) اس کے دائیں ہاتھ میں جو کچھ ہے اس میں کمی نہیں ہوئی) آپ نے فرمایا اس کا عرش پانی پر ہے، اس کا دوسرا ہاتھ قبض کرتا ہے (مارتا ہے) کسی کو بلند کرتا ہے اور کسی کو پست کرتا ہے۔

فوائد: ...... ❶ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں لیکن اس کی ذات کی طرح اس کے ہاتھوں کی کیفیت جاننا ممکن نہیں ہے۔

[2308] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۶۹۹)
[2309] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی التوحید، باب: ﴿وكان عرشه على الماء، وهو رب العرش العظيم﴾ برقم (۷۴۱۹) انظر (التحفة) برقم (۱۴۷۱۱)

ہاں اتنا ماننا ضروری ہے کہ وہ اس کی شان کے مناسب ولائق ہیں، مخلوقات جیسے نہیں ہیں، اس لیے تاویل یا تشبیہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ❷ جائز اور صحیح مواقع پر خرچ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور ملنے کا باعث بنتا ہے، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے۔ وَمَا اَنْفَقْتُمْ من شیء فھو یخلفه ۔ تم جو بھی خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کا بدل عنایت فرماتا ہے، اس کو حدیث قدسی میں یوں بیان کیا ہے، اے آدم زادے خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ اس لیے وجوہ خیر، اور نیک کاموں میں خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ رزق کی تنگی اور وسعت وفراخی یا عزت، ذلت، عروج وپستی کا مالک وہی ہے یہ ان کے اپنے بس میں نہیں ہے۔

۱۳...... بَاب: فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْعِيَالِ وَالْمَمْلُوكِ وَإِثْمِ مَنْ ضَيَّعَهُمْ أَوْ حَبَسَ نَفَقَتَهُمْ عَنْهُمْ

باب ۱۳: اہل وعیال اور غلاموں پر خرچ کرنے کی فضیلت اور ان کو ضائع کرنے یا ان کے خرچ روکنے کا گناہ

[2310] ۳۸۔(۹۹۴) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ نَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ **((أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى عِيَالِهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى دَابَّتِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ))** قَالَ أَبُو قِلَابَةَ وَبَدَأَ بِالْعِيَالِ ثُمَّ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ وَأَيُّ رَجُلٍ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنْ رَجُلٍ يُنْفِقُ عَلَى عِيَالٍ صِغَارٍ يُعِفُّهُمْ أَوْ يَنْفَعُهُمْ اللَّهُ بِهِ وَيُغْنِيهِمْ.

[2310]۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین دینار جسے انسان خرچ کرتا ہے وہ دینار ہے جسے وہ اپنے عیال پر خرچ کرتا ہے، اور وہ دینار ہے جسے انسان اپنے جہادی جاندار سواری پر صرف کرتا ہے اور وہ دینار ہے جسے وہ اپنے مجاہد ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔ ابو قلابہ بیان کرتے ہیں آپ نے ابتدا عیال سے فرمائی، پھر ابو قلابہ کہنے لگے۔ اس آدمی سے بڑھ کر اجر کس آدمی کا ہوسکتا ہے جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے، انہیں سوال کی ذلت سے بچاتا ہے یا اللہ انہیں اس کے ذریعہ نفع پہنچاتا ہے اور غنی کرتا ہے۔ (عیال جن کے نان ونفقہ کا انسان ذمہ دار ہے۔ اس کے بیوی بچے، نوکر، چاکر یا غلام)۔

[2310] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی البر والصلة، باب: ما جاء فی النفقة فی الاهل برقم (۱۹۶۶) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الجهاد، باب: فضل النفقة فی سبیل الله برقم (۲۷۶۰) انظر (التحفة) برقم (۲۱۰۱)

[2311] ٣٩-(٩٩٥) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُوكُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالُوا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُزَاحِمِ بْنِ زُفَرَ عَنْ مُجَاهِدٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ)).

[2311] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دینار وہ ہے جسے تو نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہے۔ ایک دینار وہ ہے جسے تو نے گردن کی آزادی کے لیے خرچ کیا ہے۔ ایک دینار وہ ہے جس نے مسکین پر صدقہ کیا ہے۔ اور ایک دینار وہ جسے تو نے اپنے اہل پر صرف کیا ہے۔ ان سب میں سب سے زیادہ اجر تمہیں اس دینار پر ملے گا، جسے تو نے اپنے اہل پر خرچ کیا ہے۔

فائدہ:......اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا، اور ان کے نان ونفقہ کا انتظام کرنا انسان کی شخصی ذمہ داری ہے اور فرض ہے۔ اور ظاہر ہے فرض کی ادائیگی انسان کی اولین ذمہ داری ہے، اور اس کا اجر وثواب بھی سب سے بڑھ کر ہے، کیونکہ باقی کام ہر موقع پر، یا ہر وقت فرض عین نہیں ہوتے۔ اس لیے ان کا درجہ بھی بعد میں ہے فرض کے بعد نوافل کی باری آتی ہے۔

[2312] ٤٠-(٩٩٦) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبْجَرَ الْكِنَانِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ

عَنْ خَيْثَمَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرٍو إِذْ جَآئَهُ قَهْرَمَانٌ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ أَعْطَيْتَ الرَّقِيقَ قُوتَهُمْ قَالَ لَا قَالَ فَانْطَلِقْ فَأَعْطِهِمْ قَالَ ((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يَحْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوتَهُ)).

[2312] ۔خیثمہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ ناگہاں ان کا وکیل ونگران ان کے پاس آیا۔ اندر داخل ہوا۔ تو انہوں نے پوچھا، غلاموں کو ان کی خوراک دے دی ہے۔ اس نے کہا نہیں، انہوں نے کہا، جاؤ۔ انہیں ان کا خرچ دو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، انسان کے لیے اتنا گناہ ہی کافی ہے کہ جن کا وہ مالک ہے ان کی خوراک روک لے یعنی فرض میں کوتاہی ناقابل معافی ہے۔

[2311] تفرد به مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٤٧)

[2312] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٨٦٢٢)

١٤...... بَابُ: اِلابْتِدَآءِ فِى النَّفَقَةِ بِالنَّفْسِ ثُمَّ أَهْلِهِ ثُمَّ الْقَرَابَةِ

باب ١٤. خرچ کی ابتدا اپنی ذات سے کرے، پھر اپنے اہل سے پھر قرابت داروں سے

[2313] ٤١-(٩٩٧) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ عَبْدًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَلَكَ مَالٌ غَيْرُهُ فَقَالَ لَا فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَاءَ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((ابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ أَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِي قَرَابَتِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَقُولُ فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ)).

[2313]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو عذرہ کے ایک آدمی نے ایک غلام اپنے مرنے کی صورت میں آزاد کر دیا، (کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہوگا) رسول اللہ ﷺ تک یہ معاملہ پہنچا تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیرے پاس اس کے سوا مال ہے؟ تو اس نے کہا، نہیں، اس پر آپ نے فرمایا: اسے (غلام کو) مجھ سے کون خریدے گا؟ اسے نعیم بن عبداللہ عذری نے آٹھ سو (٨٠٠) درہم میں خرید لیا، اور قیمت لا کر رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دی، آپ نے اسی آدمی کو دی پھر آپ نے فرمایا: اپنے نفس سے ابتدا کر، اس پر صدقہ کر، اگر کچھ بچ جائے، تو تیرے اہل کے لیے ہے، اگر تیرے اہل سے کچھ بچ جائے تو تیرے رشتہ داروں کے لیے ہے۔ اور اگر تیرے قرابت داروں سے کچھ بچ جائے، تو ادھر ادھر خرچ کر۔ آپ ﷺ کا مقصد تھا آگے اور اپنے دائیں اور بائیں (ضرورت مندوں میں) تقسیم کر دے۔

[2314] (...) وحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو مَذْكُورٍ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوبُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ.

[2313] اخرجه مسلم فى (صحيحه) فى الايمان، باب: جواز بيع المدبر برقم (٢٥٩) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الزكاة، باب: اى الصدقة افضل برقم (٥/ ٦٩، ٥/ ٧٠) واخرجه كذلك فى البيوع، باب: بيع المدبر برقم (٧/ ٣٠٤) انظر (التحفة) برقم (٢٩٢٢)

[2314] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى العتق، باب: بيع المدبر برقم (٣٩٥٧) واخرجه ←

[2314] حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک ابو مذکورہ نامی انصاری آدمی نے اپنا غلام اپنے مرنے پر آزاد کر دیا، جس کا نام یعقوب تھا۔ آگے لیث کی مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی حدیث بیان کی۔

فائدہ :...... انسان پر سب سے مقدم حق اس کا اپنا ہے اور اپنی جائز ضروریات پر، مناسب انداز سے صرف کرنا بھی اجر وثواب کا باعث ہے۔ صرف دوسروں پر خرچ کرنے سے ہی اجر نہیں ملتا، اپنے بعد سب سے مقدم اہل و عیال کا حق ہے اور پھر درجہ بدرجہ رشتہ داروں کا حق ہے اس لیے حقوق کی ادائیگی میں اقرب فالاقرب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، بلاوجہ مقدم کو مؤخر نہیں کیا جا سکتا، اور ضرورت و حاجت کی صورت میں مدبر غلام کو فروخت کرنا جائز ہے، اور مدبر وہ غلام ہے جس کو مالک یہ کہہ دے تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہوگا۔

١٥...... بَاب: فَضْلِ النَّفَقَةِ وَالصَّدَقَةِ عَلَى الْأَقْرَبِينَ وَالزَّوْجِ وَالْأَوْلَادِ وَالْوَالِدَيْنِ وَلَوْ كَانُوا مُشْرِكِينَ

باب ۱۵: رشتہ داروں، خاوند، اولاد اور والدین اگرچہ کافر ہوں، پر خرچ کرنے اور صدقہ کرنے کی فضیلت

[2315] ٤٢-(٩٩٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بِئْرَحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بِئْرَحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُو بِرَّهَا

← النسائي في (المجتبى) في البيوع، باب: بيع المدبر برقم (٧/ ٣٠٤) انظر (التحفة) برقم (٢٦٦٧)

[2315] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: الزكاة على الاقارب برقم (١٤٦١) واخرجه كذلك في الوكالة، باب: اذا قال الرجل لوكيله: ضعه حيث اراك الله برقم (٢٣١٨) واخرجه كذلك في الوصايا، باب: اذا وقف او اوصى لاقاربه ومن الاقارب برقم (٢٧٥٢) واخرجه كذلك في باب: اذا وقف ارضا ولم يبين الحدود فهو جائز وكذلك الصدقة برقم (٢٧٦٩) واخرجه كذلك في التفسير، باب: ﴿لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون﴾ الى قوله ﴿به عليم﴾ برقم (٤٥٥٤) واخرجه كذلك في الاشربة، باب: استعذاب الماء برقم (٥٦١١) انظر (التحفة) برقم (٢٠٤)

وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَيْثُ شِئْتَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((بَخْ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيهَا وَإِنِّي أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ)) فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ۔

[2315] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار تھے اوران کا بیرحاء نامی باغ انہیں سب سے زیادہ محبوب تھا جو مسجد نبوی کے سامنے واقع تھا، رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف لے جاتے اوراس کا عمدہ پانی نوش فرماتے۔تو جب یہ آیت اتری: تم نیکی حاصل نہیں کرسکو گے جب تک اپنی محبوب چیز (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو گے۔آل عمران: ۲) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اورعرض کیا، اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ تم نیکی حاصل نہیں کرسکو گے حتیٰ کہ اپنی پسندیدہ چیز راہ خدا میں دواور مجھے اپنے اموال سے سب سے زیادہ میرا یہ بیرحاء باغ پسند ہے اوروہ اللہ کے لیے صدقہ کرتا ہوں اس امید پر کہ وہ اللہ کے ہاں میرے لیے نیکی کا سامان اور آخرت کا ذخیرہ بنے گا اے اللہ کے رسول! آپ جہاں چاہیں اسے خرچ فرمائیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت خوب، یہ سودمند اورنفع بخش مال ہے، یہ فائدہ بخش مال ہے، میں نے تیری بات سن لی ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے اقارب کو (رشتہ داروں کو) دے دو۔تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے عزیزوں اورعم زاد بھائیوں میں تقسیم کردیا۔

[2316] ۴۳۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَرٰى رَبَّنَا يَسْأَلُنَا مِنْ أَمْوَالِنَا فَأُشْهِدُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنِّي قَدْ جَعَلْتُ أَرْضِي بَيْرَحَاءَ لِلّٰهِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**اجْعَلْهَا فِي قَرَابَتِكَ**)) قَالَ فَجَعَلَهَا فِي حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

[2316] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ تم حق ادا نہیں کرسکو گے، حتی کہ اپنی محبوب ترین چیز (اللہ کی راہ میں) صرف کردو، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے، میں سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ ہم سے ہمارا مال چاہتا ہے اے اللہ کے رسول! میں آپ کو گواہ بنا کر، اپنی بیرحاء زمین اللہ تعالیٰ کے لیے دیتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے رشتہ داروں کو دے دوتو انہوں نے حضرت حسان بن ثابت اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کو دے دی۔

[2316] اخرجه ابو داود في الزكاة، باب: في صلة الرحم برقم (١٦٨٩) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الاحباس، باب: الاحباس كيف يكتب الحبس وذكر الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه برقم (٦/ ٢٣١، ٦/ ٢٣٢) انظر (التحفة) برقم (٣١٥)

فائدہ:...... دور کے رشتے دور بھی رشتہ دار ہی ہیں، اس لیے اگر وہ ضرورت مند اور محتاج ہوں تو وہ زیادہ حقدار ہیں، حضرت حسان اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتویں پشت میں جا کر رشتہ دار بنتے ہیں، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے اسی حکم پر کہ رشتہ داروں کو دو، ان کو باغ تقسیم کر دیا۔

[2317] ٤٤-(٩٩٩) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ

عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيدَةً فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ((فَقَالَ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ)).

[2317] حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک لونڈی آزاد کی۔ اور اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا، تو آپ نے فرمایا: اگر تم اسے اپنے ماموؤں کو دیتیں، تو تمہیں اجر زیادہ ملتا۔

فائدہ:...... باپ کے رشتہ داروں کی طرح ماں کے رشتہ دار اور اسکے بھائی بھی، انسان کے رشتے دار ہیں اور ان کو دینا بھی اجر و ثواب میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا عورت اپنا مال خاوند کو بتائے بغیر بھی خرچ کر سکتی ہے اگر چہ بہتر یہ ہے کہ اس کو اعتماد میں لے۔

[2318] ٤٥-(١٠٠٠) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللَّهِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ)) قَالَتْ فَرَجَعْتُ إِلَى عَبْدِاللَّهِ فَقُلْتُ إِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيفُ ذَاتِ الْيَدِ وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَأْتِهِ فَاسْأَلْهُ فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ يَجْزِي عَنِّي وَإِلَّا صَرَفْتُهَا إِلَى غَيْرِكُمْ قَالَتْ فَقَالَ لِي عَبْدُاللَّهِ بَلِ ائْتِيهِ أَنْتِ قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا امْرَأَةٌ

[2317] اخرجه البخارى فى (صحيحة) فى الهبة، باب: هبة المرأة لغير زوجها، وعتقها اذا كان لها زوج، فهو جائز اذا لم تكن سفيهة، فاذا كانت سفيهة لم يجز برقم (٢٥٩٢) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٧٨)

[2318] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الزكاة، باب: الزكاة على الزوج والايتام فى الحجر برقم (١٤٦٦) واخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الزكاة، باب: ما جاء فى زكاة الحلى برقم (٦٣٥) و (٦٣٦) واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الزكاة، باب: الصدقة على ذى قرابة برقم (١٨٣٤) انظر (التحفة) برقم (١٥٨٨٧)

مِنَ الْأَنْصَارِ بِبَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَاجَتِي حَاجَتُهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ أُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ قَالَتْ فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهُ ائْتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْأَلَانِكَ أَتُجْزِءُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلَى أَزْوَاجِهِمَا وَعَلَى أَيْتَامٍ فِي حُجُورِهِمَا وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ قَالَتْ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ هُمَا فَقَالَ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَزَيْنَبُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِاللَّهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**لَهُمَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ**)).

[**2318**]۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عورتوں کا گروہ! صدقہ کرو، اگر چہ اپنے زیورات سے کرو۔ تو میں (اپنے خاوند) عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا۔ تم کم مال والے آدمی ہو، اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے آپ کے پاس جا کر یہ مسئلہ پوچھ لو (کہ اگر تمہیں دینا) کفایت کرتا ہو (تو ٹھیک ہے) وگرنہ میں کسی اور کو دے دوں گی، تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا، بلکہ تم خود ہی آپ کے پاس جاؤ تو میں گئی، اور ایک اور انصاری عورت رسول اللہ ﷺ کے دروازہ پر کھڑی تھی اور اس کو میرے والے مسئلہ پوچھنے کی حاجت تھی، اور رسول اللہ ﷺ کا چہرہ بہت با رعب تھا۔ (آپ سے ہیبت آتی تھی) ہمارے پاس اندر سے بلال رضی اللہ عنہ آئے تو ہم نے ان سے کہا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو بتاؤ کہ دروازہ پر دو عورتیں آپ سے پوچھتی ہیں کہ اگر وہ صدقہ اپنے خاوندوں کو دے دیں اور ان یتیم بچوں کو جو ان کی کفالت میں ہیں، تو کفایت کر جائے گا؟ اور آپ کو ہمارے بارے میں نہ بتانا کہ ہم کون ہیں، تو بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھا، رسول اللہ ﷺ نے بلال سے پوچھا: وہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا: ایک انصاری عورت ہے اور ایک زینب ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون سی زینب؟ انہوں نے کہا: عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیوی، تو رسول اللہ ﷺ نے بلال کو بتایا کہ (انہیں دہرا اجر ملے گا، صلہ رحمی رشتہ داری) کا اجر اور صدقہ کا اجر۔

[**2319**] ٤٦-(. . .) حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللَّهِ قَالَ فَذَكَرْتُ لِإِبْرَاهِيمَ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللَّهِ بِمِثْلِهِ سَوَاءً قَالَ قَالَتْ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَرَآنِي النَّبِيُّ ﷺ

[**2319**] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣١٥)

فَقَالَ ((تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ)) وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ.

[2319]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا سے مذکورہ بالا روایت ہی مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں مسجد میں تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ لیا اور فرمایا: (صدقہ کرو) اگرچہ اپنے زیورات ہی سے سہی۔ آگے ابواحوص کی مذکورہ بالا روایت ہے۔

فائدہ:...... حضرت زینب کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے انہیں نفلی صدقہ کرنے کا حکم دیا اور اس کے خاوند کو دینے کی بھی اجازت دی حالانکہ بیوی کے نان ونفقہ کا ذمہ دار خاوند ہے اس لیے اس کو ملنے والا صدقہ بیوی پر بھی خرچ ہوگا، اس کے باوجود آپ نے اسے دوہرے اجر کا باعث قرار دیا ہے۔ اسی پر فرضی صدقات کو قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ بھی ان رشتہ داروں کو دیے جاسکتے ہیں، جن کے نان ونفقہ کا انسان پابند یا ذمہ دار نہیں ہے، امام شافعی، صاحبین (امام ابو یوسف، امام محمد) اہل ظاہر اور ایک قول کی رو سے امام احمد کے نزدیک بیوی خاوند کو زکاۃ دے سکتی ہے۔ امام ابوحنیفہ امام مالک اور امام احمد کے ایک قول کی رو سے نفلی صدقہ دے سکتی ہے، فرضی صدقہ دینا جائز نہیں ہے، امام بخاری نے صدقہ کے عموم سے استدلال کیا ہے کہ اس میں نفلی وفرضی کی تخصیص نہیں ہے، اس لیے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

[2320] ٤٧-(١٠٠١) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لِي أَجْرٌ فِي بَنِي أَبِي سَلَمَةَ أُنْفِقُ عَلَيْهِمْ وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ فَقَالَ نَعَمْ لَكِ فِيهِمْ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ.

[2320]۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے میری اولاد پر مجھے خرچ کرنے پر اجر ملے گا؟ جبکہ میں انہیں چھوڑ تو سکتی نہیں ہوں کہ وہ ادھر ادھر سے مانگتے پھریں، آخر وہ میرے ہی بیٹے ہیں، تو آپ نے فرمایا: ہاں، تمہیں ان پر خرچ کرنے کا اجر ملے گا۔

[2321] (....) وحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا

[2320] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: الزكاة على الزوج والايتام في الحجر برقم (١٤٦٧) واخرجه كذلك في النفقات، باب: ﴿وعلى الوارث مثل ذلك﴾ وهل على المرأة منه شئى؟ برقم (٥٣٦٩) انظر (التحفة) برقم (١٨٢٦٥)

[2321] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣١٧)

عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

[2321] امام صاحب اپنے دوسرے دو استادوں سے ہشام کی سند سے ہی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... اولاد کی کفالت اور نان ونفقہ کا ذمہ دار باپ ہے، اگر باپ کی غربت یا موت کے باعث عورت محنت ومزدوری کر کے ان کی کفالت کرتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب کی حقدار ہے، اگرچہ وہ اپنی ہی اولاد کو پال رہی ہے۔

[2322] ٤٨-(١٠٠٢) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((**إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا أَنْفَقَ عَلٰى أَهْلِهِ نَفَقَةً وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً**)).

[2322]۔ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان، اگر اپنے اہل پر بھی ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے، تو یہ اس کا صدقہ ہے۔

[2323] (...) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ جَمِيعًا

عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ.

[2323] مصنف اپنے تین اور استادوں سے، شعبہ ہی کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... اہل وعیال کے نان ونفقہ کا انسان ذمہ دار ہے۔ اگر وہ اس فرض کو ثواب کی نیت سے ادا کرتا ہے، تو وہ اس پر بھی اجر وثواب کا حق دار ٹھہرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا اہل وعیال پر خرچ کرتے وقت فرض کی ادائیگی اور اجر وثواب کے حصول کی نیت کرنی چاہیے۔

[2322] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الایمان، باب: ما جاء ان الاعمال بالنیة والحسبة ولکل امری مانوی برقم (٥٥) واخرجه کذلك فی المغازی، باب: ١٢ برقم (٤٠٠٦) بمعناه۔ واخرجه کذلك فی النفقات، باب: فضل النفقة علی الاهل برقم (٥٣٥١) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی البر والصلة، بباب: ما جاء فی النفقة فی الاهل برقم (١٩٦٥) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الزکاة، باب: ای الصدقة افضل برقم (٥/ ٦٩) انظر (التحفة) برقم (٩٩٩٦)

[2323] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٢٣١٩)

[2324] ٤٩-(١٠٠٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَوْ رَاهِبَةٌ أَفَأَصِلُهَا قَالَ ((نَعَمْ)).

[2324] ۔حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ میرے پاس آئی ہے اور وہ (صلہ رحمی کی) خواہش مند ہے (اور محروی سے) خائف بھی ہے (کہ شاید میں اسے کچھ نہ دوں) کیا میں اس سے صلہ رحمی کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں!

[2325] ٥٠-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ

عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذْ عَاهَدَهُمْ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُ أُمِّي قَالَ ((نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ)).

[2325] ۔حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے قریش کے ساتھ معاہدہ صلح کے دور میں میری والدہ آئی اور وہ مشرکہ تھی، تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ (صدقہ کی) خواہش مند ہے، تو کیا میں اپنی ماں سے صلہ رحمی کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

فائدہ: ......اگر کسی انسان کے ماں، باپ کافر ہوں تو پھر بھی وہ احترام اور صلہ رحمی کے حقدار ہیں، اور ان کے بچوں پر ان کے کمزور ضعیف ہونے کی صورت میں یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ ان کے نان ونفقہ کا اہتمام کریں، اور بچیاں بھی ان سے صلہ رحمی کریں۔

[2324] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الهدیة للمشرکین برقم (٢٦٢٠) من کتاب الهبة، واخرجه کذلك فی الجزیة والموادعة باب: ١٨ برقم (٣١٨٣) واخرجه کذلك فی الادب، باب: صلة الولد المشرك برقم (٥٩٧٨) واخرجه کذلك فی باب: صلة المرأة امها ولها زوج برقم (٥٩٧٩) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الزکاة، باب: الصدقة علی اهل الذمة برقم (١٦٦٨) انظر (التحفة) برقم (١٥٧٢٤)

[2325] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٢٣٢١)

١٦...... بَاب: وُصُولِ ثَوَابِ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ إِلَيْهِ

باب ١٦: میت کی طرف سے صدقہ کا ثواب اس تک پہنچنا

[2326] ٥١-(١٠٠٤) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تُوصِ وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ أَفَلَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ ((نَعَمْ)).

[2326]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ اچانک وفات پا گئی ہے اور اس نے کسی قسم کی وصیت نہیں کی۔ میرا خیال ہے اگر اس کو بات چیت کا موقعہ ملتا، تو وہ صدقہ کرتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں، تو کیا اسے اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

[2327] (...) وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَقَ كُلُّهُمْ

عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَلَمْ تُوصِ كَمَا قَالَ ابْنُ بِشْرٍ وَلَمْ يَقُلْ ذَلِكَ الْبَاقُونَ.

[2327] امام صاحب نے اپنے مختلف اساتذہ سے، ہشام ہی کہ سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔ ابو سلمہ کی روایت میں، ابن بشر کی روایت کی طرح لم تُوصِ (اس نے وصیت نہیں کی) کے الفاظ ہیں، لیکن باقیوں کی روایت میں یہ لفظ نہیں ہے۔

[2326] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧١٩٠)

[2327] اخرج مسلم حديث زهير بن حرب فی (صحيحه) فی الوصايا، باب: وصول ثواب الصدقات الى الميت برقم (٤١٩٦) انظر (التحفة) برقم (١٧٣٢٩) واخرج مسلم حديث ابی كريب فی (صحيحه) فی الوصايا، باب: وصول ثواب الصدقات الى الميت برقم (٤١٩٨) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الوصايا، باب: من مات ولم يوص هل يتصدق عنه برقم (٢٧١٧) انظر (التحفة) برقم (١٦٨١٩) وتفرد مسلم فی تخريج حديث علی بن حجر، انظر (التحفة) برقم (١٧١١٩) وتفرد مسلم فی تخريج حديث الحكم بن موسى۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٩٥٨)

فائدہ: ...... اصول اور ضابطہ یہ ہے کہ انسان اپنی ہی محنت اور کوشش کا مالک ہے۔ دوسرے کی محنت اور کوشش کا جس میں اس کا کسی قسم کا دخل نہیں ہے یعنی وہ اس کا باعث یا سبب نہیں، اس کی تحریک اور عمل میں اس کا حصہ نہیں ہے، وہ اس کا مالک بھی نہیں ہے۔ لیکن جن کے عمل و کردار میں، اس کا کسی قسم کا دخل ہے۔ اور اس کا تھوڑا بہت اس سے تعلق ہے، وہ اس کا اگرچہ مالک نہیں ہے، مالک کرنے والا ہی ہے لیکن اپنے دخل اور تعلق کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، اس کو بھی اس سے ثواب ملے گا۔ مالک اپنی چیز اگر خود کسی کو دے دے اور اللہ چاہے تو اس اہداء اور عطا کو قبول کرے کیونکہ اجر دینے والا تو وہی ہے اور اگر نہ چاہے تو قبول نہ کرے، عبادات مالیہ، میں بالاتفاق اہل سنت کے نزدیک، دوسرے کا قرض ادا کیا جاسکتا ہے اور اس کی طرف سے صدقہ و خیرات بھی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن عبادات بدنیہ میں ہر جگہ نیابت جائز نہیں ہے، مثلاً کوئی کسی کی طرف سے اس کی زندگی میں نماز نہیں پڑھ سکتا، تلاوت نہیں کرسکتا، صحت و سلامتی سے متصف ہے تو اس کی طرف سے حج نہیں کرسکتا اور روزہ نہیں رکھ سکتا، لیکن مرنے کے بعد ان میں سے بعض کاموں کی اجازت ہے۔ اس کی طرف سے حج کیا جاسکتا ہے، اس کے فوت شدہ روزے رکھے جاسکتے ہیں، کیونکہ ان کے بارے میں نصوص موجود ہیں کہ صحابہ و تابعین کا عمل بھی اس کی تائید کرتا ہے، لیکن جس عبادت کے بارے میں کوئی نص موجود نہیں ہے اور صحابہ و تابعین کا مجموعی عمل اس کا موید نہیں ہے، اس کے بارے میں اپنی طرف سے قیاس ورائے سے کام لے کر فیصلہ کرنا درست نہیں ہے۔ جس طرح کسی کی طرف سے قرآن مجید پڑھنا، نماز پڑھنا اور نفلی روزے رکھنا۔

١٧...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلَى كُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْمَعْرُوفِ

باب ١٧: ہر قسم کی نیکی کو صدقہ کا نام دیا جاسکتا ہے

[2328] ٥٢-(١٠٠٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ

عَنْ حُذَيْفَةَ فِي حَدِيثِ قُتَيْبَةَ قَالَ قَالَ نَبِيُّكُمْ ﷺ وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ)).

[2328] - حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے۔ قتیبہ کی روایت ہے تمھارے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

[2328] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الادب، باب: فی المعونة للمسلم برقم (٤٩٤٧) انظر (التحفة) برقم (٣٣١٣)

[2329] ۵۳-(۱۰۰۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ مَوْلٰى أَبِي عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ

عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيْلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالْأُجُورِ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِمْ قَالَ ((**أَوَ لَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَّدَّقُونَ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةً وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ**)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ فَكَذٰلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرًا.

[2329]۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے کچھ ساتھیوں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! سرمایہ دار اجر وثواب لے گئے، وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں، ہماری طرح روزے رکھتے ہیں اور ضرورت سے زائد مالوں کو خرچ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے صدقہ کرنے کی صورت نہیں پیدا کی؟ ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے اور ایک دفعہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے ایک دفعہ الحمد للہ کہنا صدقہ ہے اور ایک دفعہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، نیکی کی تلقین کرنا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ اور بیوی سے تعلقات قائم کرنا بھی صدقہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کیا جب ہم میں سے کوئی اپنی نفسانی خواہش (جنسی ضرورت) پوری کرتا ہے، اس میں بھی اسے اجر ملتا ہے؟ آپ نے جواب دیا بتاؤ، اگر وہ اسے حرام جگہ استعمال کرتا ہے، تو کیا اسے اس پر گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح جب وہ اسے جائز محل پر رکھتا ہے تو اسے اجر بھی ملتا ہے۔

مفردات الحدیث ☆ **دُثُور**: دَثْر کی جمع ہے مال کثیر کو کہتے ہیں۔

فائدہ:...... شریعت کی مقرر کردہ حدود کے مطابق جو کام بھی کیا جائے، بشرطیکہ مقصود شریعت کی پابندی اور اپنے فریضہ کی ادائیگی ہو تو ہر کام اجر وثواب کا باعث ہے حتی کہ طبعی اور جنسی ضرورت کو پورا کرنا بھی۔ صحیح نیت کی صورت میں ثواب کا باعث ہے۔ جیسا کہ شریعت کی حدود و قیود کو پامال کرنا اور ان کی خلاف ورزی کرنا گناہ اور نقصان کا سبب ہے۔ اس طرح نیکی کا ہر کام اور عمل ذکر و اذکار، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی صدقہ ہے یعنی اجر وثواب کا سبب ہے۔

[2329] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۱۹۳۲)

[2330] ٥٤-(١٠٠٧) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ عَنْ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ فَرُّوخَ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**أَنَّهُ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْ بَنِي آدَمَ عَلٰى سِتِّينَ وَثَلَاثِ مِائَةِ مَفْصِلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَهَلَّلَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ شَوْكَةً أَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ وَأَمَرَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهٰى عَنْ مُنْكَرٍ عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّينَ**)) وَالثَّلَاثِ مِائَةِ ((**السُّلَامٰى فَإِنَّهُ يَمْشِي يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ**)) قَالَ أَبُو تَوْبَةَ وَرُبَّمَا قَالَ ((**يُمْسِي**)).

[2330]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بَنُو آدم (آدم کی اولاد) میں سے ہر انسان کے تین سو ساٹھ (٣٦٠) جوڑ بنائے گئے ہیں، تو جس نے اللہ اکبر کہا، لا الہ الا اللہ کہا۔ سبحان اللہ کہا: استَغْفِرُ الله کہا۔ لوگوں کے راستہ سے پتھر ہٹایا، یا لوگوں کے راستہ سے کانٹا یا ہڈی دور کی، نیکی کی تلقین کی یا برائی سے روکا، تین سو ساٹھ (٣٦٠) جوڑوں کی تعداد کے برابر، تو وہ اس دن اس طرح چلے پھرے گا کہ وہ اپنے آپ کو دوزخ سے دور کر چکا ہے۔ بعض دفعہ راوی نے یمشی کی جگہ یمسی (شام کرنا) کہا۔

مفردات الحدیث ✵ مِفْصَل: سَلَامٰی، ہڈیوں کے جوڑ، انگلیوں کے پورے۔

[2331] (...) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عَنْ مُعَاوِيَةُ أَخْبَرَنِي أَخِي زَيْدٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَوْ أَمَرَ بِمَعْرُوفٍ وَقَالَ فَإِنَّهُ يُمْسِي يَوْمَئِذٍ.

[2331] مصنف یہی حدیث دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ یہاں، وَاَمَر کی جگہ اَوْ اَمَر بمعروفٍ ہے۔ اور یَمْشِیْ چلتا ہے کی جگہ یُمْسِیْ شام کرتا ہے، آیا ہے۔

[2332] (...) وحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ نَا يَحْيَى عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ فَرُّوخَ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خُلِقَ ((**كُلُّ إِنْسَانٍ بِنَحْوِ**)) حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ عَنْ زَيْدٍ وَقَالَ فَإِنَّهُ يَمْشِي يَوْمَئِذٍ.

[2330] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٢٧٦)

[2331] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٢٧٦)

[2332] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٢٧٦)

[2332] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر انسان پیدا کیا گیا ہے۔ آگے مذکورہ بالا حدیث بیان کی ہے۔ اور اس میں بھی فانہ یَمْشِي یَوْمَئِذٍ (وہ اس دن چلتا ہے) آیا ہے۔

[2333] ٥٥-(١٠٠٨) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ يَعْتَمِلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالَ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ قَالَ يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ قَالَ قِيلَ لَهُ أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ قَالَ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ أَوِ الْخَيْرِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ

[2333] - حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان کے ذمہ صدقہ ہے، پوچھا گیا ہے۔ بتایئے اگر انسان کے پاس طاقت نہ ہو؟ (وہ صدقہ نہ کر سکے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کام کاج کرے اپنے آپ کو بھی نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ کہا گیا: بتایئے اگر وہ ایسا نہ کر سکے؟ فرمایا: ضرورت مند اور لاچار و مجبور پریشان حال کی مدد کرے۔ آپ سے عرض کیا گیا: اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ آپ نے فرمایا: نیکی یا خیر و بھلائی کی تلقین کرے۔ عرض کیا گیا بتایئے اگر یہ بھی نہ کرے؟ آپ نے فرمایا: برائی سے رک جائے۔ یہ بھی (اپنے اوپر) صدقہ ہے۔ مَلْهُوْف لاچار، مجبور، مظلوم، پریشان حال، رنجیدہ۔

[2334] (. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[2334] - یہی روایت امام صاحب نے اپنے دوسرے استاد سے بیان کی ہے۔

[2335] ٥٦-(١٠٠٩) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ قَالَ تَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ

[2333] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: صدقة العيد برقم (١٤٤٥) واخرجه كذلك في الادب، باب: كل معروف صدقة برقم (٦٠٢٢) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: صدقة العيد برقم (٥/ ٦٤، ٥/ ٦٥) انظر (التحفة) برقم (٩٠٨٧)

[2334] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٣٠)

[2335] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلح، باب: فضل الاصلاح بين الناس والعدل ←

صَدَقَةٌ وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ قَالَ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَتُمِيطُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ)).

[2335]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور لوگوں کے ہر جوڑ کے ذمہ صدقہ ہے، ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: عدل و انصاف سے دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانا صدقہ ہے، آپ کسی کی اس کے چوپایہ کے بارے میں مدد کرتے ہیں، اسے اس پر سوار کرتے ہیں یا اس کو اس کا سامان اٹھا کر دیتے ہیں یہ بھی صدقہ ہے۔ آپ نے فرمایا: اچھا بول بھی صدقہ ہے اور ہر قدم جو آپ نماز کے لیے اٹھاتے ہیں، صدقہ ہے، راستہ سے جو تکلیف دہ چیز دور کرتے ہو صدقہ ہے۔

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑ پیدا کیے ہیں اور ان کا شکریہ ہے کہ انسان ان اعضاء سے وہی کام لے جس کے لیے انہیں پیدا کیا گیا ہے اور ان کی صحت و سلامتی کے لیے صحیح اور نیک کام کرے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور یاد میں مشغول رہے۔ مخلوق کے ساتھ اچھائی سے پیش آئے، ممکن حد تک ان کا تعاون کرے۔ اسی طرح جوڑوں کی نوازش کا شکر بھی ادا ہو جائے گا اور اجر و ثواب بھی ملے گا۔ انسان کے بس میں اگر کچھ بھی نہ ہو، تو اگر دوسروں کا بھلا نہیں کر سکتا تو ان سے برائی کر کے، اپنا نقصان تو نہ کرے۔ کم از کم دوسروں کو تکلیف دینے ہی سے باز رہے تاکہ جرم و گناہ سے بچ جائے اور یہ اپنے اوپر صدقہ ہوگا۔

۱۸...... بَاب: فِي الْمُنْفِقِ وَالْمُمْسِكِ

باب ۱۸: خرچ کرنے والے اور بخیل بننے والے کی حالت

[2336] ۵۷۔(۱۰۱۰) وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُولُ الْآخَرُ اللَّهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا)).

← بينهم برقم (۲۷۰۷) واخرجه كذلك فى الجهاد والسير، باب: فضل من حمل متاع صاحبه فى السفر برقم (۲۸۹۱) واخرجه كذلك فى باب: من اخذ بالركاب ونحوه برقم (۲۹۸۹) انظر (التحفة) برقم (۱٤۷۰۰)

[2336] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الزكاة، باب: قول الله تعالى: ﴿فاما من اعطى واتقى وصدق بالحسنى فسنيسره لليسرى، واما من بخل واستغنى وكذب بالحسنى فسنيسره للعسرى﴾ برقم (۱٤٤۲) انظر (التحفة) برقم (۱۳۳۸۱)

[2336]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دن جس میں لوگ داخل ہوتے ہیں، دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک دعا کرتا ہے، اے اللہ (جائز) خرچ کرنے والے کو اس کی جگہ مال دے۔ دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! روک رکھنے والے کے مال کو ضائع کر دے (وہ اپنے مال سے فائدہ نہ اٹھا سکے)۔

فائدہ :......شریعت کے مطابق خرچ کرنے والا روزانہ فرشتہ کی دعا کا حقدار ٹھہرتا ہے اور جائز مواقع پر خرچ کرنے سے بخل اور کنجوسی کرنے والا روزانہ فرشتے کی بددعا لیتا ہے، جس کی بنا پر وہ مال کو صحیح موقع اور محل پر صرف کر کے اجر وثواب کا حقدار نہیں بن سکتا۔ بلکہ وہ مال اس کے لیے وبال جان بن جاتا ہے۔ لوگوں کی طنز و ملامت اور بددعائیں لیتا ہے۔

۱۹...... بَاب: التَّرْغِيبِ فِي الصَّدَقَةِ قَبْلَ أَنْ لَا يُوجَدَ مَنْ يَقْبَلُهَا

باب ۱۹: صدقہ کرنے کی ترغیب اور شوق دلانا پیشتر اس کے کہ کوئی صدقہ قبول کرنے والا ہی نہ ملے

[2337] ۵۸-(۱۰۱۱) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ نا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ عَنْ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم **((يَقُولُ تَصَدَّقُوا فَيُوشِكُ الرَّجُلُ يَمْشِي بِصَدَقَتِهِ فَيَقُولُ الَّذِي أُعْطِيهَا لَوْ جِئْتَنَا بِهَا بِالْأَمْسِ قَبِلْتُهَا فَأَمَّا الْآنَ فَلَا حَاجَةَ لِي بِهَا فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا))**.

[2337]۔حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ کرو، قریب ہے کہ ایسا وقت آ جائے کہ انسان اپنا صدقہ لے کر گھومے گا جس کو دے گا وہ کہے گا۔ اگر آپ ہمارے پاس کل لاتے تو میں اسے قبول کر لیتا، اب تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو اس طرح اسے صدقہ قبول کرنے والا نہ ملے گا۔

[2338] ۵۹-(۱۰۱۲) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُوكُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

[2337] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: الصدقة قبل الرد برقم (١٤١١) واخرجه كذلك في باب: الصدقة باليمين برقم (١٤٢٤) واخرجه كذلك في الفتن، باب: ٢٥ برقم (٧١٢٠) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: التحريض على الصدقة برقم (٥/ ٧٧) انظر (التحفة) برقم (٣٢٨٦)

[2338] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: الصدقة قبل الرد برقم (١٤١٤) انظر (التحفة) برقم (٩٠٦٧)

عَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ)). وفي رواية ابن براد (وترى الرجل)).

[2338] ۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: لوگوں پر یقیناً ایک ایسا وقت آئے گا کہ آدمی اس میں اپنا سونے کا صدقہ لے کر گھومے گا۔ پھر بھی کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا۔ مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت سے یہ صورت حال پیش آئے گی کہ ایک آدمی کے تحفظ و پناہ میں چالیس عورتیں اس کے ساتھ ہوں گی۔ ابن براد کی روایت میں یُرٰی الرجلُ کی جگہ تَرٰی الرَّجلُ آیا ہے۔

[2339] ٦٠-(١٥٧) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِيضَ حَتَّى يَخْرُجَ الرَّجُلُ بِزَكٰوةِ مَالِهِ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتَّى تَعُودَ أَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوجًا وَأَنْهَارًا)).

[2339] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی حتی کہ تم میں مال بڑھ جائے گا اور پانی کی طرح بہے گا یعنی عام ہو جائے گا۔ حتی کہ آدمی اپنے مال کی زکاۃ لے کر چلے پھرے گا۔ تو اس سے اسے کوئی قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔ حتی کہ عرب کے (ریگستان اور پہاڑی علاقے) چراگاہوں اور نہروں والے بن جائیں گے۔

[2340] ٦-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي يُونُسَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتَّى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ صَدَقَةً وَيُدْعَى إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ لَا أَرَبَ لِي فِيهِ)).

[2340] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ تم میں مال کی فراوانی ہوگی، تو وہ عام ہو جائے گا حتی کہ مال کے مالک کو فکر و پریشانی ہوگی کہ اس سے اس کا صدقہ کون قبول کرے گا۔ اس کے لیے آدمی کو بلایا جائے گا تو وہ کہے گا، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

[2339] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٧٧٨)
[2340] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٧٨)

[2341] ٦٢-(١٠١٣) وحَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلٰی وَأَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الرِّفَاعِيُّ وَاللَّفْظُ لِوَاصِلٍ قَالُوا نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَقِيءُ الْأَرْضُ أَفْلَاذَ كَبِدِهَا أَمْثَالَ الْأُسْطُوَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيءُ الْقَاتِلُ فَيَقُولُ فِي هٰذَا قَتَلْتُ وَيَجِيءُ الْقَاطِعُ فَيَقُولُ فِي هٰذَا قَطَعْتُ رَحِمِي وَيَجِيءُ السَّارِقُ فَيَقُولُ فِي هٰذَا قُطِعَتْ يَدِي ثُمَّ يَدَعُونَهُ فَلَا يَأْخُذُونَ مِنْهُ شَيْئًا)).

[2341]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین اپنے جگر گوشے سونے اور چاندی کے ستونوں کی شکل میں اگل دے گی (زمین اپنے تمام خزانے باہر نکالے گی) تو قاتل آ کر (دیکھے گا) اور کہے گا، اس کی خاطر میں نے قتل کیا تھا، رشتہ داری توڑنے والا آ کر (دیکھ کر) کہے گا، اس کی خاطر میں نے قطع رحمی کی، چور آ کر (دیکھ کر) کہے گا۔ اس کے سبب میرا ہاتھ کاٹا گیا، پھر اس مال کی چھوڑ دیں گے، اس میں سے کچھ بھی نہ لیں گے۔

فائدہ:...... ان تمام احادیث کا تعلق مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری دور سے ہے، جب قیامت کا زمانہ قریب آئے گا جنگوں کے نتیجہ میں مرد ہلاک ہو جائیں گے عورتیں رہ جائیں گی۔ زمین اپنے خزانے اگل دے گی، لوگوں کے دلوں میں مال و دولت کی ہوس ختم ہو جائے گی اور آخرت کی فکر بڑھ جائے گی، اگرچہ اس کی کچھ جھلک حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور میں دیکھی جا چکی ہے، لیکن اصل ظہور آخری دور میں ہوگا۔ جب برکات ارضی کا پورا پورا ظہور ہوگا۔

٢٠...... بَابُ: قَبُولِ الصَّدَقَةِ من الْكَسْبِ الطَّيِّبِ وَتَرْبِيَتِهَا

باب ٢٠: پاکیزہ کمائی سے صدقہ کی قبولیت اور اس کی نشوونما

[2342] ٦٣-(١٠١٤) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمٰنُ بِيَمِينِهِ وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً فَتَرْبُو فِي كَفِّ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى تَكُونَ أَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ)).

[2341] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الفتن، باب: منه برقم (٢٢٠٨) انظر (التحفة) برقم (١٣٤٢٢)

[2342] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الزکاة، باب: الصدقة من کسب طیب برقم (١٤١٠) ←

[2342]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو انسان پاکیزہ مال سے صدقہ کرتا ہے...... اور اللہ تعالیٰ پاکیزہ مال ہی قبول فرماتا ہے...... تو رحمٰن اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لیتا ہے (قبول فرماتا ہے) وہ اگرچہ ایک کھجور رہی ہو۔ پھر وہ رحمان کی ہتھیلی میں پھلتا پھولتا ہے (بڑھتا ہے) حتیٰ کہ پہاڑ سے بھی بڑا ہو جاتا ہے، جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے (گھوڑے کا بچہ) یا ٹوڈے (اونٹ کا بچہ) کو پالتا پوستا ہے۔

[2343] ٦٤۔(...) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَا يَتَصَدَّقُ أَحَدٌ بِتَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ إِلَّا أَخَذَهَا اللَّهُ بِيَمِينِهِ فَيُرَبِّيهَا كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ قَلُوصَهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ أَوْ أَعْظَمَ)).

[2343]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی انسان پاک کمائی سے ایک کھجور بھی خرچ نہیں کرتا، مگر اللہ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے لیتا ہے اور اسے اس طرح پالتا پوستا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے یا اونٹ کو پالتا پوستا ہے، حتیٰ کہ وہ (کھجور) پہاڑ کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑی ہو جاتی ہے۔

[2344] (...) وحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ ح وحَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الْأَوْدِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي حَدِيثِ رَوْحٍ ((مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ فَيَضَعُهَا فِي حَقِّهَا)) وَفِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ ((فَيَضَعُهَا فِي مَوْضِعِهَا)).

[2344] امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے یہی روایت سہیل کی سند سے بیان کرتے ہیں، روح کی حدیث میں ہے۔ پاکیزہ کمائی سے اور اسے اللہ صحیح موقع و محل پر رکھتا ہے اور سلیمان کی حدیث میں فی حقها کی جگہ فی موضعها اسے اس کے محل پر رکھتا ہے۔ (مقصد دونوں الفاظ کا ایک ہی ہے)

← تعليقا واخرجه كذلك فى التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿تعرج الملائكة والروح اليه﴾ وقوله عزوجل: ﴿اليه يصعد الكلم الطيب﴾ برقم (٧٤٣٠) واخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الزكاة، باب: ما جاء فى فضل الصدقة برقم (٦٦١) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الزكاة، باب: الصدقة من غلول برقم (٥/ ٥٧) واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الزكاة، باب: فضل الصدقة برقم (١٨٤٢) انظر (التحفة) برقم (١٣٣٧٩)

[2343] تفرد مسلم فى تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٧٧٩)

[2344] اخرجه البخارى حديث امية فى (صحيحه) فى الزكاة، باب: الصدقة من كسب طيب برقم (١٤١٠) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٤١) واخرج البخارى حديث احمد بن عثمان ←

[2345] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ يَعْقُوبَ عَنْ سُهَيْلٍ۔

[2345] امام صاحب یہی حدیث اپنے دوسرے استاد سے یعقوب کی ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

[2346] ٦٥۔(١٠١٥) وحَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ**)) فَقَالَ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ وَقَالَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ ((**يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ**)).

[2346] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے (ہر نقص وکمزوری سے) اور پاک مال ہی قبول فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس بات کا حکم دیا ہے، جس بات کا حکم رسولوں کو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور صحیح و درست کام کرو (نیک کام کرو) جو کچھ تم کرتے ہو میں اس سے آگاہ ہوں (جانتا ہوں) مومنون آیت ۵۱ اور فرمایا: اے مومن! جو پاک رزق ہم نے تمہیں عنایت فرمایا ہے اس سے کھاؤ۔ بقرہ آیت ۱۷۲۔ پھر آپ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کا تذکرہ فرمایا، جو طویل سفر کرتا ہے، پراگندہ بال غبار آلود، آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے (اور کہتا ہے) اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام، اس کا لباس حرام اور اس کو غذا حرام کی دی گئی، تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟

← فی (صحيحه) فی التوحيد، باب: قوله تعالى ﴿تعرج الملائكة والروح اليه﴾ وقوله تعالى: ﴿اليه يصعد الكلم الطيب﴾ برقم (٧٤٣٠) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٨١٩) وتفرد مسلم فی تخريج حديث سليمان عن سهيل۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٧٥)

[2345] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الزكاة، باب: الصدقة من كسب طيب برقم (١٤١١) انظر (التحفة) برقم (١٢٣١٨)

[2346] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی تفسير القرآن، باب: ومن سورة البقرة (٢٩٨٩) انظر (التحفة) برقم (١٣٤١٣)

مفردات الحدیث ❶ **فَلُوّ**: بچھیرا، گھوڑے کا بچہ۔ ❷ **فَصِيل**: ٹوڈا، اونٹ کا بچہ۔ ❸ **قَلُوص**: نوجوان اونٹ۔ ❹ **أَشْعَثَ**: پراگندہ بال۔ ❺ **أَغْبَر**: غبار آلود جسم۔ ❻ **غُذِيَ**: پالا پوسا گیا۔

فوائد: ❶ اللہ تعالیٰ ہر عیب ونقص اور کمزوری سے پاک صاف ہے، اس لیے پاک صاف چیز کو قبول فرماتا ہے۔ ناجائز اور حرام مال اس کے ہاں شرف قبولیت حاصل نہیں کرسکتا۔ اس لیے ناپاک اور حرام مال صدقہ کرنا، اپنے آپ سے دھوکا اور فراڈ ہے، کیونکہ اللہ کو دھوکا نہیں دیا جاسکتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور ان کے پیروکاروں کو پاک مال کھانے اور اچھے عمل کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ پاک رزق کھانے سے ہی نیک عمل کی تعریفیں ملتی ہے (اور صدقہ بھی نیک کام ہے اور اسے وہی کرسکتا ہے جس کا مال حلال اور پاک ہوگا۔ ❷ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور غنی ہے وہ صدقات وخیرات کا محتاج نہیں ہے۔ وہ انسان کی بھلائی اور بہتری کے لیے اس کو صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ قیامت دن ایک کھجور بھی جو اخلاص اور نیک نیتی سے صحیح اور برمحل، پاک مال سے صرف کی گئی ہے ایک پہاڑ کے برابر بلکہ اس سے بھی بڑھ کر انسان کے لیے نفع رساں ہو۔ ❸ جس طرح ناپاک اور حرام مال اللہ کے ہاں قبول نہیں ہے، اسی طرح ناپاک بندہ۔ جس کو حرام مال سے پالا پوسا گیا اور وہ حرام مال ہی کھاتا، پیتا اور پہنتا ہے اللہ کے ہاں باریابی کا شرف حاصل نہیں کرسکتا، اور ایسا انسان اپنی دعا کی قبولیت کی امید نہیں رکھ سکتا، قبولیت دعا کے لیے، کمائی کا پاک اور جائز ہونا بنیادی شرط ہے، استدراج (ڈھیل کی مصلحت) کے طور پر بظاہر اگر کسی کی دعا قبول کرلی جاتی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے، جس کا مدار اس کی حکمت پر ہے۔

٢١...... بَاب: اَلْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ أَوْ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ وَأَنَّهَا حِجَابٌ مِّنَ النَّارِ

باب ۲۱: صدقہ کی ترغیب اگرچہ وہ کھجور کی پھانک یا پاکیزہ بول ہی کیوں نہ ہو، اور وہ آگ سے پردہ اور آڑ بنتا ہے

[2347] ٦٦-(١٠١٦) حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُعْفِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَّسْتَتِرَ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ)).

[2347] ۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص آگ سے بچ سکتا ہے۔ اگرچہ کھجور کے ٹکڑا کے سبب ہی سہی...... تو وہ ایسا کرے۔

[2347] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: اتقوا النار ولو بشق تمرة والقليل من الصدقة برقم (١٤١٧) انظر (التحفة) برقم (٩٨٧٢)

مفردات الحدیث ☆ شِقٌّ: پھانک، ٹکڑا، حصہ یا نصف حصہ۔

[2348] ۶۷۔(. . .) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ نَا وَ قَالَ الْآخَرَانِ انا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ))** زَادَ ابْنُ حُجْرٍ قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيهِ **((وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ))** وَقَالَ إِسْحٰقُ قَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ.

[2348]۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص سے اللہ تعالیٰ یقیناً اس طرح گفتگو فرمائے گا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ وہ اپنے دائیں دیکھے گا۔ تو اسے اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال ہی نظر آئیں گے، اور اپنے بائیں دیکھے گا۔ تب بھی آگے بھیجے ہوئے اعمال ہی دکھائی دیں گے۔ اور اپنے آگے دیکھے گا تو اسے اپنے سامنے آگ ہی دکھائی دے گی، اس لیے آگ سے بچو، اگرچہ آدھی کھجور ہی کے ذریعہ ابن حجر کی روایت میں یہ اضافہ ہے (اگر پاکیزہ بول یا اچھی بات سے ہی سہی)۔ اسحاق کی روایت میں اعمش اور خیثمہ کے درمیان عمرو بن مرہ کا اضافہ ہے۔

[2349] ۶۸۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ

[2348] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الرقاق، باب: من نوقش الحساب عذب برقم (٦٥٣٩) واخرجه كذلك فی التوحید، باب: قول الله تعالی: ﴿وجوه یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة﴾ برقم (٧٤٤٣) باختصار۔ واخرجه كذلك فی باب: كلام الرب عزوجل یوم القیامة مع الانبیاء وغیرهم برقم (٧٥١٢) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی صفة القیامة والرقائق والورع عن رسول الله ﷺ باب: فی القیامة برقم (٢٤١٥) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی مقدمته، باب: فیما انكرت الجهمیة برقم (١٨٥) واخرجه كذلك فی الزكاة، باب: فضل الصدقة برقم (١٨٤٣) انظر (التحفة) برقم (٩٨٥٢)

[2349] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الادب، باب: طیب الكلام برقم (٦٠٢٣) واخرجه كذلك فی (الرقاق) باب من نوقش الحساب عذب برقم (٦٥٤٠) واخرجه كذلك فی

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّارَ فَأَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثُمَّ قَالَ ((اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ كَأَنَّمَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)) وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو كُرَيْبٍ كَأَنَّمَا وَقَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ

[2349]۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آگ کا تذکرہ کیا اور منہ پھیر لیا۔ اور ڈرایا یا چوکنا کیا، پھر فرمایا: آگ سے بچو۔ پھر اعراض کیا اور رخ پھیر لیا، حتی کہ ہم نے گمان کیا۔ گویا کہ آپ ﷺ اسے دیکھ رہے ہیں۔ پھر فرمایا: آگ سے بچو! اگرچہ کھجور کے ٹکڑے کے سبب، جس کے پاس اتنی بھی سکت نہ ہو تو اچھے بول کے باعث۔ ابو کریب کی روایت میں کانما کا لفظ نہیں ہے اور عن اعمش کی جگہ حدثنا اعمش ہے۔

[2350] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ قَالَ ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)).

[2350]۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آگ کا تذکرہ فرمایا، اس سے پناہ طلب کی اور رخ کا بدل لیا، اس طرح تین دفعہ کیا۔ پھر فرمایا: آگ سے بچو، خواہ کھجور کے ٹکڑے کے سبب، اگر یہ بھی نہ مل سکے، تو اچھے اور پاکیزہ بول کے سبب۔

مفردات الحدیث ٭ اَشَاحَ: منہ پھیر لیا۔

فائدہ :...... آپ ﷺ نے دوزخ کا تذکرہ اس انداز سے فرمایا گویا آپ اسے دیکھ رہے ہیں اور پھر اپنے اطوار احوال سے اس کے خوف و خطرہ سے آگاہ فرمایا اور اس سے بچنے کی ترکیب اور طریقہ بھی بتایا کہ انسان کو صدقہ و خیرات کو معمولی اور حقیر کام نہیں سمجھنا چاہیے، جس قدر بھی ممکن ہو۔ اسی کی عادت ڈالنی چاہیے اور نہیں تو کم از کم دوسروں سے بول چال تو خوش اسلوبی اور اچھے طریقہ سے کرنا چاہیے، اچھا اور پاکیزہ بول بھی عذاب سے بچاتا ہے۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعمال کا وجود ہے اس لیے انسان انہیں اپنے دائیں بائیں اور سامنے دیکھے گا۔

← باب: صفة الجنة والنار برقم (٦٥٦٣) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: القليل من الصدقة برقم (٥/ ٧٥) انظر (التحفة) برقم (٩٨٥٣)

[2350] انظر تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٤٦)

[2351] ٦٩-(١٠١٧) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ

عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي صَدْرِ النَّهَارِ قَالَ فَجَاءَهُ قَوْمٌ حُفَاةٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ أَوِ الْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِمَا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ((إِلَى آخِرِ)) الْآيَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ((وَالْآيَةَ الَّتِي فِي الْحَشْرِ)) اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ ((تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ مِنْ دِرْهَمِهِ مِنْ ثَوْبِهِ مِنْ صَاعِ بُرِّهِ مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ)) حَتَّى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ)).

[2351]۔حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم دن کے آغاز میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ کے پاس کچھ لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن گلے میں دھاری دار اونی چادریں یا عبائیں پہنے ہوئے، اور تلواریں لٹکائے ہوئے آئے، ان میں سے اکثر بلکہ سب کے سب مضر قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے، ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا رخ انور متغیر ہوگیا، آپ اندر تشریف لے گئے، پھر باہر نکلے اور بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان اور اقامت کہی، آپ نے نماز پڑھ کر خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، پوری آیت پڑھی نساء آیت ا۔ بے شک اللہ تم پر نگہبان اور محافظ ہے۔ اور سورۃ حشر کی آیت کو اللہ سے ڈرو اور ہر نفس غور و فکر کرے اس نے آنے والے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے اور اللہ کے (غضب اور نافرمانی سے)

[2351] اخرجه مسلم في (صحيحه) في العلم، باب: من سن سنة حسنة او سيئة ومن دعا الى هدى او ضلالة برقم (١٥) باختصار۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: التحريض على الصدقة برقم (٥/ ٧٥) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المقدمة، باب: من سن سنة حسنة او سيئة برقم (٢٠٣) انظر (التحفة) برقم (٣٢٣٢)

بجو آیت ۱۸۔ ہر آدمی اپنا (دینار، درہم، اپنا کپڑا اپنا گندم کا صاع، کھجور کا صاع صدقہ کرے، حتیٰ کہ آپ نے فرمایا خواہ کھجور کا ٹکڑا ہی صدقہ کرے) تو ایک انصاری ایک تھیلی لایا، اس کا ہاتھ اس کو اٹھانے سے بے بس اور عاجز ہو رہا تھا، بلکہ عاجز ہو ہی گیا تھا، پھر لوگ لگا تار لا رہے تھے، حتی کہ میں نے غلہ اور کپڑوں کے دو ڈھیر دیکھے، یہاں تک کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارکہ (خوشی ومسرت) سے جگ مگ کر رہا تھا گویا کہ اس پر سونے کا جھول پھیرا گیا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اسلام میں اچھا طریقہ اپنایا، تو اسے اس کا اجر ملے گا اوران لوگوں کا اجر بھی جنھوں نے (اسے دیکھ کر) اس کے بعد اس پر عمل کیا۔ بغیر اس کے کہ اجر وثواب میں کسی قسم کی کمی ہو اور جس نے اسلام میں غلط راہ عمل اختیار کی (بری چال اپنائی) اس پر اس کا گناہ اور بوجھ ہوگا اور اس کے بعد (اس کے دیکھا دیکھی) جو اس پر عمل کریں گے ان کا گناہ بھی بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کسی قسم کی کمی واقع ہو۔

فوائد :...... ❶ مسلمانوں کے فقر و فاقہ کی حالت دیکھ کر آپ انتہائی طور پر پریشان ہوگئے، حتی کہ آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ پریشانی کے عالم میں کبھی گھر کے اندر جاتے اور کبھی باہر تشریف لاتے کہ ان کے تعاون اور مدد کی کوئی راہ نکلے' اس کے لیے آپ نے نماز کا وقت ہونے پر اذان کہلوا کر نماز کا اہتمام کیا۔ لوگ اکٹھے ہوگئے تو نماز پڑھا کر انہیں وحدت انسانی کا سبق دیا، آخرت کی فکر اور احساس اجاگر کیا، اور پھر صدقہ کی تلقین کی، مسلمانوں نے اپنے دینی بھائیوں کی مدد واعانت میں کسی قسم کی کوتاہی اور سستی روا نہ رکھی بلکہ فوراً لوگ اپنے گھروں سے کھانے کی اشیاء اور کپڑے لانے لگے۔ حتی کہ کھانے اور کپڑے کے دو بڑے ڈھیر جمع ہوگئے۔ مسلمانوں کی ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ اور تعاون واعانت کی صورت دیکھ کر مسرت وشادمانی سے آپ کا چہرہ لہلہا اٹھا اور جگ مگ کرنے لگا۔ اسلام مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے یہی جذبہ خیر خواہی اور ہمدردی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ ❷ بعض واجب الاحترام اور قابل قدر علماء نے اس حدیث سے کل بدعة ضلالة کے عموم میں تخصیص پیدا کی ہے، جیسا کہ علامہ نووی نے لکھا ہے کہ کل بدعة ضلالة میں بدعت سے مراد محدثات باطلہ اور بدعات مذمومہ ہیں۔ اور اس کو بنیاد بنا کر بعض لوگوں نے حاشیہ آرائی کی ہے، حالانکہ اس حدیث میں بدعت کا لفظ ہی نہیں ہے بلکہ سَنَّ سنة کا لفظ ہے اور سنة اس راستہ کو کہتے ہیں، جس پر لوگوں کی آمد ورفت ہو یعنی وہ ڈگر یا راہِ عمل جو پہلے سے موجود ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں تھیلی لانے والے صحابی نے کوئی نیا کام نہیں کیا تھا۔ صرف صدقہ کرنے میں پہل کی تھی، اس اعتبار سے وہ بارش کا پہلا قطرہ بنے، گویا کتاب وسنت سے ثابت شدہ عمل کو اختیار کرنے میں پہل کی، اسی طرح جو انسان کتاب وسنت کی رو سے ممنوع عمل کو اختیار کرنے میں پہل کرے گا) وہ سب کے گناہ میں شریک ہوگا اس طرح کتاب وسنت سے ثابت شدہ عمل اگر کہیں متروک ہو چکا ہو تو اس جگہ جو شخص اس کو رواج دے گا وہ اس پر عمل کرنے والوں لوگوں کے اجر وثواب کا حقدار ہوگا۔ اگر کسی گاؤں یا علاقہ میں غلط کام نہیں ہو رہا،

مثلاً کہیں ٹی۔ وی، یا وی۔ سی۔ آر موجود نہیں ہے جو سب سے پہلے لائے گا وہ بعد والوں کے جرم میں شریک ہوگا۔
اب اگر کوئی صاحب علم کتاب لکھتا ہے اور اس کا مقصد دین کی اشاعت وتبلیغ یا کتاب وسنت کی تفہیم ہے، جس کا آپ نے حکم دیا ہے لیکن اس کی کوئی شکل وصورت متعین نہیں فرمائی کہ صرف فلاں طریقہ اور فلاں شکل میں دین اور کتاب وسنت کی اشاعت کرنا۔ اس لیے اس کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ ما لم یرد به السنة ہے، جس کا سنت میں ذکر نہیں ہے، محض سینہ زوری ہے اور غلط سوچ ہے، فلاں فلاں امام یا عالم کے بدعت کی قسمیں بنانے سے، یہ قسمیں صحیح نہیں ہو جائیں گی، جبکہ آپ کی صحیح حدیث ہے کل بدعة ضلالة۔ اور علماء کا ایک گروہ اس کا صحیح مفہوم، اس کے عموم کی صورت میں ہی بیان کرتا ہے، اور تقسیم کو غلط قرار دیتا ہے جیسا کہ علمائے احناف میں سے شیخ احمد سرہندی نے ایسے ہی کیا ہے اور ہم مناسب موقع پر ان کی عبارت نقل کریں گے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو سنتیں اور مستحبات ایسے ہیں جن کی طرف لوگوں کی التفات وتوجہ نہیں ہے یا اس پر لوگوں نے عمل چھوڑ دیا ہے یا کسی مخصوص موقعہ اور وقت نیک کام میں جو پہل کرتا ہے اور آگے بڑھ کر اس کا آغاز کرتا ہے وہ من سَنَّ سنة حسنة کا مصداق ہے۔
اور جو انسان کسی ناجائز یا حرام چیز کی ترویج کرتا ہے یا کسی خاص موقعہ اور وقت پر اس میں پہل کرتا ہے اور اس کے کرنے میں آگے ہوتا ہے، دوسرے وہ کام بعد میں اس کو دیکھ کر کرتے ہیں وہ مــن سَــنَّ سـنة سيئة کا مصداق ہے۔ اور جو کام دینی ضرورت اور دین کے تقاضا کے تحت شروع کیے گئے ہیں اور ان کی شکل وصورت متعین اور مخصوص نہیں ہے۔ ان میں وقت وحالات کی تبدیلی کے تحت تبدیلی ہوسکتی ہے، ان سے بدعت کے جواز پر استدلال کرنا جبکہ اس میں یعنی بدعت میں تو ایک شکل وصورت مخصوص اور متعین کر دی جاتی ہے درست نہیں ہے۔

[2352] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ ح وحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا جَمِيعًا نَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ

الْمُنْذِرَ بْنَ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَدْرَ النَّهَارِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مُعَاذٍ مِنَ الزِّيَادَةِ قَالَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ خَطَبَ.

[2352] امام صاحب دو اور اساتذہ سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم دن کے آغاز میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے جیسا کہ ابن جعفر کی روایت گزر چکی ہے۔ امام صاحب کے استاد ابن معاذ کی حدیث میں اتنا اضافہ ہے کہ پھر آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر خطاب فرمایا۔

[2353] ٧٠-(. . .) حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ قَالُوا نَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ

[2352] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٤٨)
[2353] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٤٨)

عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَاهُ قَوْمٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ وَسَاقُوا الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَفِيهِ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ صَعِدَ مِنْبَرًا صَغِيرًا فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ فِي كِتَابِهِ)) يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الْآيَةَ۔ (الحج:١)

[2353] ۔حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک قوم اون کی دھاری دار تہبند باندھے آئی۔ اور پورا واقعہ بیان کیا، اور اس میں ہے آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر چھوٹے منبر پر چڑھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے، اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، الآیۃ۔

[2354] ٧١۔(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ يَزِيدَ وَأَبِي الضُّحَى عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ هِلَالٍ الْعَبْسِيِّ

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ((عَلَيْهِمُ الصُّوفُ)) فَرَأَى سُوءَ حَالِهِمْ قَدْ أَصَابَتْهُمْ حَاجَةٌ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمْ۔

[2354] ۔حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ بدوی لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اون پہنے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ان کی بدحالی دیکھی کہ وہ حاجت مند ہیں، پھر مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

٢٢...... بَاب: الْحَمْلِ بِأُجْرَةٍ يُتَصَدَّقُ بِهَا وَالنَّهْيِ الشَّدِيدِ عَنْ تَنْقِيصِ الْمُتَصَدِّقِ بِقَلِيلٍ

باب ٢٢: صدقہ کرنے کے لیے اجرت پر بار برداری کرنا (بوجھ اٹھانا) اور کم صدقہ دینے والے کی تنقیص (مذمت) سے انتہائی سختی سے منع کرنا

[2355] ٧٢۔(١٠١٨) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وحَدَّثَنِيهِ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

[2354] تفرد مسلم في تخريجه في (صحيحه) في العلم، باب: من سن سنة حسنة او سيئة ومن دعا الى هدى او ضلالة برقم (٦٧٤٢) و (٦٧٤٣) و (٦٧٤٤) انظر (التحفة) برقم (٣٢٢٠)

[2355] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: اتقوا النار ولو بشق تمرة والقليل من الصدقة برقم (١٤١٥) (١٤١٦) واخرجه كذلك في الاجارة، باب: من آجر نفسه ليحمل على ←

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ أُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ قَالَ كُنَّا نُحَامِلُ قَالَ فَتَصَدَّقَ أَبُو عَقِيلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ قَالَ وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِشَيْءٍ أَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْآخَرُ إِلَّا رِيَاءً فَنَزَلَتْ اَلَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ (التوبة:٧٩) وَلَمْ يَلْفِظْ بِشْرٌ بِالْمُطَّوِّعِينَ.

[2355]۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں صدقہ کرنے کا حکم ملتا تو ہم بوجھ ڈھوتے تھے، ابو عقیل رضی اللہ عنہ نے آدھا صاع صدقہ کیا۔ ایک دوسرا انسان اس سے کافی زیادہ لایا۔ تو منافق کہنے لگے: اللہ تعالیٰ کو اس (ابو عقیل) کے صدقہ کی ضرورت نہیں ہے اور اس دوسرے نے تو محض دکھلاوا کیا ہے تو اس پر یہ آیت مبارکہ اتری جو لوگ اپنی خوشی سے صدقہ کرنے والوں مومنوں پر اور ان لوگوں پر جو محنت و مشقت کر کے ہی صدقہ کر سکتے ہیں۔ طعن و طنز کرتے ہیں، بشر نے بالمُطَّوِّعِيْن کا لفظ نہیں کہا۔

[2356] (...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ ح وحَدَّثَنِيهِ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ كِلَاهُمَا

عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ كُنَّا نُحَامِلُ عَلَى ظُهُورِنَا.

[2356] امام صاحب اپنے دو اور استادوں سے یہی روایت بیان کرتے ہیں اور سعید بن ربیع کی روایت میں ہے كُنّا نحامل على ظهورنا، ہم اپنی پشتوں پر بوجھ لادتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا انسان کو صدقہ و خیرات کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، چاہے اس کے لیے محنت و مزدوری یا بار برداری سے ہی کام لینا پڑے اور صدقہ میں اپنی استطاعت و قدرت رکھتے ہوئے کمی و بیشی کی جا سکتی ہے اور اس میں لوگوں کے طعن و تشنیع کو خاطر میں نہیں لانا چاہیے کیونکہ بدعمل اور برے لوگ نیک عمل سے بچنے کے لیے نیکیوں پر طعن و تشنیع کر کے اپنی بد عملی اور بدکاری پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔

← ظهره ثم تصدق به واجر الحمال برقم (٢٢٧٣) واخرجه كذلك في التفسير، باب: ﴿الذين يلمزون المطوعين من المومنين في الصدقات﴾ برقم (٤٦٦٨) و (٤٦٦٩) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب؛ جهد المقل برقم (٥/ ٥٩) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الزهد، باب: معيشة اصحاب النبي ﷺ برقم (٤١٥٥) انظر (التحفة) برقم (٩٩٩١)

[2356] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٥٢)

۲۳...... بَاب: فَضْلِ الْمَنِيحَةِ

باب ۲۳: دودھ دینے والا جانور عاریۃً دینے کی فضیلت

[2357] ۷۳-(۱۰۱۹) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ ((أَلَا رَجُلٌ يَمْنَحُ أَهْلَ بَيْتٍ نَاقَةً تَغْدُو بِعُسٍّ وَتَرُوحُ بِعُسٍّ إِنَّ أَجْرَهَا لَعَظِيمٌ)).

[2357]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں آپ نے فرمایا: کیا کوئی آدمی ہے۔ جو کسی خاندان کو ایسی دودھ دینے والی اونٹنی دودھ پینے کے لیے دے، جو صبح ایک بڑا پیالہ دودھ بھر کر دے اور شام کو بھی بڑا پیالہ بھر کر دودھ دے، بلاشبہ اس کا اجر بہت بڑا ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **منیحة**: اس عطیہ اور تحفہ کو کہتے ہیں جو عارضی اور وقتی طور پر کسی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے دیا جائے اور پھر واپس لے لیا جائے۔ ❷ **عُسٌّ، القدح الكبير**: بڑا پیالہ۔

[2358] ۷٤-(۱۰۲۰) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ نَهَى فَذَكَرَ خِصَالًا وَقَالَ ((مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةً غَدَتْ بِصَدَقَةٍ وَرَاحَتْ بِصَدَقَةٍ صَبُوحِهَا وَغَبُوقِهَا)).

[2358]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند خصلتوں سے منع فرمایا۔ اور فرمایا: جس نے دودھ دینے والا جانور عاریۃً دیا، تو اس کا صبح کا دودھ صدقہ ہوگا اور اس کا شام کا دودھ صدقہ ہوگا۔

مفردات الحدیث ❶ **صَبُوح**: صبح کا دودھ۔ ❷ **غَبُوق**: شام کا دودھ۔ یہ دونوں لفظ صدقہ سے بدل ہونے کی بنا پر مجرور ہوں گے یا ظرف بن کر منصوب۔

فائدہ:...... کسی ضرورت مند اور محتاج خاندان کو عاریۃً دودھ پینے کے لیے جانور دینا اتنا ہی اجر و ثواب کا باعث ہے جتنا صبح و شام کا دودھ صدقہ بنتا ہے۔ جس سے صبح و شام اجر ملتا ہے۔ اسی طرح ضرورت مند گھرانہ کو پھل دار درخت کا عطیہ، عارضی طور پر یا مستقل طور پر عنایت کر دینا بھی اجر و ثواب کا بہت بڑا سبب ہے۔

[2357] تفرد مسلم في تخرجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۷۰۸)
[2358] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳٤۱٦)

۲۴...... بَاب: مَثَلِ الْمُنْفِقِ وَالْبَخِيلِ

باب ۲٤: دینے والے (سخی) اور بخیل کی تمثیل

[2359] ۷۵-(۱۰۲۱) حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَثَلُ الْمُنْفِقِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلٍ عَلَيْهِ جُبَّتَانِ أَوْ جُنَّتَانِ مِنْ لَدُنْ ثُدِيِّهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا فَإِذَا أَرَادَ الْمُنْفِقُ وَقَالَ الْآخَرُ فَإِذَا أَرَادَ الْمُتَصَدِّقُ أَنْ يَتَصَدَّقَ سَبَغَتْ عَلَيْهِ أَوْ مَرَّتْ وَإِذَا أَرَادَ الْبَخِيلُ أَنْ يُنْفِقَ قَلَصَتْ عَلَيْهِ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا حَتَّى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ)) أَثَرَهُ قَالَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ يُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ.

[2359]- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خرچ کرنے والے اور صدقہ دینے والے کی مثال اس آدمی کی مثال ہے جو چھاتی سے لے کر گلے تک دو کُرتے یا دو زرہیں پہنے ہوئے ہے۔ جب خرچ کرنے والے اور دوسرے راوی کے بقول صدقہ دینے والا۔ صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ (پورے جسم پر) پھیل جاتی ہے یا پوری ہو جاتی ہے۔ اور جب بخیل خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ (اپنی جگہ) جسم پر سکڑ جاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ جم جاتا ہے حتیٰ کہ اس کے پوروں کو چھپا لیتا ہے اور اس کے نقشِ پا کو مٹا دیتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اس کو وسیع کرنا چاہتا ہے لیکن وہ کشادہ نہیں ہوتی یا کھلتی نہیں ہے۔

فائدہ:...... سخی اور بخیل کی صحیح تمثیل اگلی روایات میں آ گئی ہے، اس حدیث میں تقدیم و تاخیر اور تحریف ہو گئی ہے۔ مثل المنفق والمتصدق کی جگہ مثل المنفق والبخیل ہونا چاہیے کمثل رجل کی جگہ کمثل رجلین ہونا چاہیے جبّتان او جنّتان کی جگہ جنتان ہے۔ تُجِنّ بنانه و تعفو اثره کا تعلق مصدق سے ہے بخیل سے نہیں ہے۔ اور یوسّعها فلا تتسع کا تعلق بخیل سے ہے۔

[2360] ۷٦-(...) حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ أَبُو أَيُّوبَ الْغَيْلَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي الْعَقَدِيَّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَثَلَ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا

[2359] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی اللباس، باب: جیب القمیص من عند الصدر وغیره برقم (۵۷۹۷) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الزکاة، باب: صدقة البخیل برقم (۵/ ۷۰) انظر (التحفة) برقم (۱۳۵۱۷) و (۱۳٦۸٤)

[2360] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲۳۵٦)

تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتَّى تُغَشِّيَ أَنَامِلَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا)) قَالَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ بِإِصْبَعِهِ فِي جَيْبِهِ فَلَوْ رَأَيْتَهُ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَوَسَّعُ.

[2360]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بخیل اور صدقہ کرنے والے کی تمثیل بیان کی کہ دو آدمیوں کی مثال کی مانند ہے جو لوہے کی دو زرہیں پہنے ہوئے ہیں، ان کے ہاتھ چھاتی سے ہنسلی تک بندھے ہوئے ہیں۔ صدقہ دینے والا جب بھی صدقہ دیتا ہے، تو وہ پھیل جاتی ہے یا کھل جاتی ہے حتی کہ اس کی پاؤں کی انگلیوں کو چھپا لیتی ہے اور اس کے نقش قدم کو مٹا ڈالتی ہے، اور بخیل جب بھی صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے، وہ سکڑ جاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ جم جاتا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ اپنی انگلی گریبان میں داخل کر رہے تھے، اگر تم دیکھتے تو یہ سمجھتے کہ کشادہ کرنا چاہتے ہیں وہ کشادہ نہیں ہوتی۔

[2361] ۷۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَقَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ وُهَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ إِذَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تُعَفِّيَ أَثَرَهُ وَإِذَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِصَدَقَةٍ تَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ إِلَى تَرَاقِيهِ وَانْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلَى صَاحِبَتِهَا)) قَالَ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((فَيَجْهَدُ أَنْ يُوَسِّعَهَا فَلَا يَسْتَطِيعُ)).

[2361]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال، دو آدمیوں کی مثال ہے جو لوہے کی زرہ پہنے ہوئے ہیں، جب صدقہ دینے والا صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کشادہ ہو جاتی ہے حتی کہ اس کے نقش پا کو مٹا دیتی ہے اور جب بخیل صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس پر سکڑ جاتی ہے اور اس کے دونوں ہاتھ اس کی ہنسلی سے بندھ جاتے ہیں۔ اور ہر حلقہ دوسرے حلقہ کے ساتھ پیوست ہو جاتا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ وہ اسے کشادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن کر نہیں سکتا۔

[2361] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الزكاة، باب: مثل المتصدق والبخيل برقم (١٤٤٣) واخرجه كذلك فی الجهاد، باب: ما قيل فی درع النبی ﷺ والقميص فی الحرب برقم (٢٩١٧) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الزكاة، باب: صدقة البخيل برقم (٥/ ٧٢) انظر (التحفة) برقم (١٣٥٢٠)

فائدہ :...... جب سخی انسان صدقہ کرنے کی نیت اور ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل میں کشادگی اور حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ دل کھول کر کشادہ دلی سے خرچ کرتا ہے، اور اس کا صدقہ پھل پھول کر اس کے گناہوں کو مٹا ڈالتا ہے اور کنجوس وبخیل آدمی جب بھی صدقہ کرنا چاہتا ہے تو اس کا دل تنگ پڑتا ہے اور اس کے ہاتھ سکڑ جاتے ہیں۔ وہ خرچ کرنے کی ہمت اور حوصلہ نہیں پاتا۔ اور اس کا مال اس کے لیے خیر و برکت کا باعث نہیں بنتا۔

۲۵...... بَاب: ثُبُوتِ أَجْرِ الْمُتَصَدِّقِ وَإِنْ وَقَعَتِ الصَّدَقَةُ فِي يَدِ غَيْرِ أَهْلِهَا

باب۲۵: صدقہ کرنے والے کو اجر ملتا ہے اگر چہ وہ صدقہ نا اہل، غیر مستحق کے ہاتھ لگ جائے

[2362] ۷۸۔(۱۰۲۲) حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((قَالَ رَجُلٌ لَأَتَصَدَّقَنَّ اللَّيْلَةَ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ عَلَى غَنِيٍّ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى غَنِيٍّ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ عَلَى سَارِقٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ وَعَلَى غَنِيٍّ وَعَلَى سَارِقٍ فَأُتِيَ فَقِيلَ لَهُ أَمَّا صَدَقَتُكَ فَقَدْ قُبِلَتْ أَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعِفُّ بِهَا عَنْ زِنَاهَا وَلَعَلَّ الْغَنِيَّ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ وَلَعَلَّ السَّارِقَ يَسْتَعِفُّ بِهَا عَنْ سَرِقَتِهِ)).

[2362] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی نے کہا، میں آج رات صدقہ کروں گا اور وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اسے ایک زانیہ کے ہاتھ میں رکھ دیا، تو لوگ صبح باتیں کرنے لگے، کہ آج رات ایک زانیہ کو صدقہ دیا گیا ہے، اس آدمی نے کہا: اے اللہ! تو ہر حالت میں قابل تعریف ہے۔ زانیہ کو صدقہ دے بیٹھا ہوں آج میں ضرور صدقہ کروں گا۔ پھر وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اسے ایک مالدار کو تھما دیا، صبح لوگ باتیں کرنے لگے۔ کہ رات مالدار کو صدقہ دیا گیا، اس نے کہا: اے اللہ! قابل تعریف تو ہی ہے۔ میرا صدقہ غنی کو ملا، میں ضرور صدقہ کروں گا اور وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا تو اسے ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا، لوگ صبح باتیں کرنے لگے کہ چور کو صدقہ دیا گیا۔ تو اس نے کہا: اے اللہ! تیرے لیے ہی حمد ہے، صدقہ، زانیہ، غنی اور چور کو ملا، اس کے پاس کوئی (خواب میں) آیا اور اسے بتایا گیا، رہا تیرا صدقہ تو وہ قبول ہو چکا ہے، رہی زانیہ تو شاید وہ

[2362] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۹۱۱)

اس کے سبب زنا سے بچ جائے، اور شاید مالدار سبق حاصل کرے اور اللہ نے اسے جو کچھ دیا ہے، اس میں سے صدقہ کرے اور شاید چور اس کے باعث اپنی چوری سے باز آ جائے۔

فائدہ:...... اخلاص نیت سے جو صدقہ کیا جائے وہ اللہ کے ہاں شرف قبولیت حاصل کر لیتا ہے، اگرچہ وہ غیر شعوری طور پر غیر مستحق آدمی کو دے دیا جائے، یہ صدقہ نفلی تھا، لیکن اگر فرض صدقہ (زکاۃ) مالدار کو دے دیا جائے، اگرچہ فقیر سمجھ کر ہی دیا جائے تو امام شافعی اور ابو یوسف کے نزدیک اس کو دوبارہ ادا کرنا پڑے گا لیکن امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک صدقہ ادا ہو گیا، اس لیے دوبارہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور حدیث کا تقاضا یہی ہے کیونکہ صدقہ کا لفظ عام واجبی اور نفلی دونوں پر اس کا اطلاق کرتا ہے۔

٢٦...... بَاب: أَجْرِ الْخَازِنِ الْأَمِينِ وَالْمَرْأَةِ إِذَا تَصَدَّقَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ بِإِذْنِهِ الصَّرِيحِ أَوِ الْعُرْفِيِّ

باب ٢٦: امانت دار خزانچی، اور عورت کا اجر جب وہ خاوند کے گھر سے بغیر خرابی کے اس کی صریح یا عرفی اجازت سے صرف کرے

[2363] ٧٩-(١٠٢٣) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ قَالَ أَبُو عَامِرٍ نَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي بُرَيْدٌ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْخَازِنَ الْمُسْلِمَ الْأَمِينَ الَّذِي يُنْفِذُ وَرُبَّمَا قَالَ يُعْطِي مَا أُمِرَ بِهِ فَيُعْطِيهِ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ فَيَدْفَعُهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقَيْنِ)).

[2363]۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان، امانت دار خازن جو نافذ کرتا ہے یا جو دینے کا حکم دیا گیا ہے، اسے کامل، پورا پورا، خوش دلی سے دیتا ہے اور اس کے حوالہ کرتا ہے جس کے بارے میں اسے حکم دیا گیا ہے تو وہ دو صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

فائدہ:...... خازن جو پوری دیانت و امانت سے مال کی حفاظت کرتا ہے اور مالک کے حکم کے مطابق خوش دلی سے اس کے کہنے کے مطابق لوگوں کو پورا پورا مال دیتا ہے، وہ بھی اجر و ثواب کا حقدار ہے اور صدقہ کرنے والا شمار ہوگا۔ اور دونوں کو مستقل اجر ملے گا وہ ایک دوسرے کے اجر ملے گا، وہ ایک دوسرے کے کمی کا باعث نہیں ہوں گے۔

[2363] اخرجه البخاری فی (صحيحه فی الزكاة، باب: اجر الخادم اذا تصدق بامر صاحبه غير مفسد برقم (١٤٣٨) واخرجه كذلك فی الاجارة، باب: استئجار الرجل الصالح برقم (٢٢٦٠) واخرجه كذلك فی الوكالة، باب: وكالة الامين فی الخزانة ونحوها برقم (٢٣١٩) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الزكاة، باب: اجر الخازن برقم (١٦٨٤) واخرجه النسائی فی ←

[2364] ٨٠-(١٠٢٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ يَحْيَى انَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا))**.

[2364]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب عورت گھر کے کھانے سے کسی بگاڑ اور خرابی کے بغیر خرچ کرتی ہے تو اسے خرچ کرنے کے سبب اجر ملے گا۔ اور اس کے خاوند کو اس کی کمائی کے سبب اس کا اجر ملے گا۔ اور خازن کو بھی اجر ملے گا۔ وہ ایک دوسرے کے اجر میں کسی قسم کی کمی کا باعث نہیں بنیں گے۔

[2365] (. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ

عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مِنْ طَعَامِ زَوْجِهَا.

[2365] مصنف یہی روایت بیان کرتے ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ یہاں من طعام بیتھا کی جگہ من طعام زوجھا ہے۔ یعنی خاوند کے طعام سے ہے۔

[2366] ٨١-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

← (المجتبى) فى الزكاة، باب: اجر الخازن اذا تصدق باذن مولاه برقم (٥/ ٧٩، ٥/ ٨٠) انظر (التحفة) برقم (٩٠٣٨)

[2364] اخرجه البخارى فى (صحيحة) فى الزكاة، باب: من امر خادمه بالصدقة ولم يناول بنفسه برقم (١٤٣٧) واخرجه كذلك فى باب: اجر الخادم اذا تصدق بامر صاحبه غير مفسد برقم (١٤٣٥) بمعناه۔ واخرجه كذلك فى باب: اجر المرأة اذا تصدقت او اطعمت من بيت زوجها غير مفسدة برقم (١٤٤١) واخرجه كذلك فى البيوع، باب: قول الله تعالى: ﴿وانفقوا من طيبات ما كسبتم﴾ برقم (٢٠٦٥) واخرجه ابو داود فى (سننه) فى الزكاة، باب: المرأة تتصدق من بيت زوجها برقم (١٦٨٥) واخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الزكاة، باب: فى نفقة المرأة من بيت زوجها برقم (٦٧٢) واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى التجارات، باب: ما للمراة من مال زوجها برقم (٢٢٩٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٠٨)

[2365] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٣٦١)

[2366] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٣٦١)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا وَلَهُ مِثْلُهُ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا)).

[2366] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب عورت خاوند کے گھر سے بغیر کسی بگاڑ وفساد کے خرچ کرتی ہے تو اس کو اس کی حیثیت کے مطابق اجر ملے گا۔ اور خاوند اس کے مقام کے مطابق، کیونکہ اس نے کمایا ہے اور بیوی نے خرچ کیا ہے اور خازن کو بھی اس کے اعتبار سے اور اللہ ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔

[2367] (. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ عَنْ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

[2367] مصنف اس کے ہم معنی روایت دوسرے استاد سے اعمش ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... کسی صدقہ وخیرات میں انسان کا جس قدر دخل اور عمل ہے اس کے مطابق اسے اجر ملے گا، اور ہر انسان اپنی جگہ اجر لے گا وہ دوسرے ساتھی یا حصہ دار کے اجر میں کسی کمی کا سبب نہیں بنے گا اور بیوی کے لیے عرفی اجازت کافی ہے ہاں، اگر انفاق کی صورت خصوصی ہو عام طور پر کیے جانے والا معروف خرچ نہ ہو تو پھر خصوصی اور صریح اجازت کی ضرورت ہوگی۔ بگاڑ یا خرابی کی صورت یہ ہے کہ اپنی ضرورت اور حاجت کی چیز بلا اذن صریح کسی کو دے دے۔

۲۷...... بَابُ مَا أَنْفَقَ الْعَبْدُ مِنْ مَالِ مَوْلَاهُ

باب ۲۷: غلام جو اپنے آقا و مالک کے مال سے خرچ کرتا ہے

[2368] ۸۲۔(۱۰۲۵) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَاهُ حَفْصٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ

عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى آبِي اللَّحْمِ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوكًا فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَأَتَصَدَّقُ مِنْ مَالِ مَوَالِيَّ بِشَيْءٍ قَالَ ((نَعَمْ وَالْأَجْرُ بَيْنَكُمَا نِصْفَانِ)).

[2367] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۳۶۱)

[2368] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: صدقة العبد برقم (۵/ ۶۴) بمعناه۔ واخرجه ابن ماجه في (سننه) في التجارات، باب: ما للعبد ان يعطي ويتصدق برقم (۲۲۹۷) انظر (التحفة) برقم (۱۰۸۹۹)

[2368]۔آبی اللحم کے آزاد کردہ غلام عمیر سے روایت ہے کہ میں غلام تھا، تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا میں اپنے مالکوں کے مال سے کچھ صدقہ دے سکتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اجر تمہیں آدھا آدھا ملے گا۔

نوٹ:...... حضرت عبداللہ یا حویرث رضی اللہ عنہ نامی صحابی نے جاہلیت کے دور میں ہی ان جانوروں کا گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا۔ جو بتوں کے تقرب اور خوشنودی کے لیے ذبح کیے جاتے تھے۔ اس لیے ان کو ابی اللحم (گوشت کا منکر) کا نام دیا گیا۔ لیکن افسوس آج مسلمان غیر اللہ کے تقرب اور خوشنودی کے لیے مختلف مزاروں کے لیے نذر و نیاز کے نام حیوان ذبح کرتے ہیں اور مسلمان انہیں بڑے شوق سے تبرک سمجھ کر کھاتے ہیں۔

[2369] ٧٣-(...) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمٰعِيلَ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ قَالَ

عَنْ عُمَيْرًا مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ قَالَ أَمَرَنِي مَوْلَايَ أَنْ أُقَدِّدَ لَحْمًا فَجَاءَنِي مِسْكِينٌ فَأَطْعَمْتُهُ مِنْهُ فَعَلِمَ بِذٰلِكَ مَوْلَايَ فَضَرَبَنِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَدَعَاهُ فَقَالَ لِمَ ضَرَبْتَهُ فَقَالَ يُعْطِي طَعَامِي بِغَيْرِ أَنْ آمُرَهُ فَقَالَ ((الْأَجْرُ بَيْنَكُمَا)).

[2369]۔حضرت آبی اللحم رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام عمیر بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے آقا نے گوشت کے لمبے لمبے ٹکڑے بنانے کا حکم دیا، میرے پاس ایک مسکین آ گیا تو میں نے اس میں سے اسے کچھ کھانے کے لیے دے دیا۔ میرے آقا کو اس کا پتہ چل گیا تو اس نے مجھے مارا، میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا تذکرہ کیا۔ تو آپ نے اسے بلا کر پوچھا: تو نے اسے کیوں مارا ہے۔ اس نے کہا: میرے حکم کے بغیر، میرا طعام دے دیتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: اجر تم دونوں کو ملے گا۔

فائدہ:...... حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے عرفی اجازت سمجھ کر مسکین کو کھانے کے لیے گوشت دے دیا، انہیں یہ خیال نہ تھا کہ مالک ناراض ہوگا۔ کیونکہ مالک کی ناراضی کی صورت میں کوئی چیز دینا جائز نہیں۔ حضور اکرم ﷺ تک جب معاملہ پہنچا، تو آپ ﷺ نے مالک کو بتا دیا کہ عام معمول و دستور کے مطابق اگر غلام کوئی چیز دے دے تو یہ روا ہے اور دونوں کو اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اجر ملتا ہے۔

[2370] ٨٤-(١٠٢٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا

[2369] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٢٣٦٥)

[2370] اخرجه البخاری فی (صحیحة) فی البیوع، باب: قوله تعالى: ﴿وانفقوا من طیبقات ما ←

أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَصُمِ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنْ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ كَسْبِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّ نِصْفَ أَجْرِهِ لَهُ)).

[2370]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت اپنے خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے، اور اس کے گھر میں اس کی موجودگی میں (اپنے کسی محرم کو) اس کی اجازت کے بغیر گھر نہ آنے دے، اور اس کی (صریح) اجازت کے بغیر اس کی کمائی سے جو کچھ خرچ کرے گی، تو اس کا آدھا اجر خاوند کو ملے گا۔

فوائد:...... ❶ عورت خاوند کے گھر سے عام استعمال کی اشیاء، معمولی مقدار میں معاشرتی عرف کے مطابق خرچ کر سکتی ہے اور اس عرفی اجازت سے خاوند کے علم کے بغیر خرچ کیا گیا مال بھی خاوند کے لیے اجر و ثواب کا باعث ہے کیونکہ اس کا کسب کردہ ہے اور عورت بھی خرچ کرنے کے سبب ثواب میں حصہ دار ہے، لیکن ہر ایک کا مستقل ثواب ہوگا۔ آدھا آدھا کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ایک ثواب ہے جو دونوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ❷ کسی اجنبی یا غیر محرم کا کسی کے گھر میں آنا جانا درست نہیں ہے۔ ہاں خاوند کی اجازت سے محرم یا غیر محرم رشتہ دار اس کی موجودگی میں آ سکتا ہے، اور اس کی غیر حاضری میں بھی اس کی اجازت سے اس صورت میں آ سکتا ہے، جب یہ آمد و رفت کسی خرابی کا باعث نہ ہو، اس طرح عورت رمضان کے علاوہ روزے خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی تا کہ باہمی حسن معاشرت میں خلل پیدا نہ ہو۔

۲۸...... بَاب: مَنْ جَمَعَ الصَّدَقَةَ وَأَعْمَالَ الْبِرِّ

باب ۲۸: جس نے صدقہ کے ساتھ دوسرے نیک کام سرانجام دیے

[2371] ۸۵۔(۱۰۲۷) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي الطَّاهِرِ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

⟵ كسبتم ﷺ برقم (٢٠٦٦) واخرجه كذلك فى (النفقات) باب: نفقه المرأة اذا غاب عنها زوجها ونفقة الولد برقم (٥٣٦٣) واخرجه ابو داود فى (سننه) فى الزكاة، باب: المرأة تتصدق من بيت زوجها برقم (١٦٨٧) واخرجه كذلك فى الصوم، باب: المرأة تصوم بغير اذن زوجها برقم (٢٤٥٨) بمعناه۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٦٩٥)

[2371] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الصوم، باب: الريان للصائمين برقم (١٨٩٧) واخرجه كذلك فى فضائل الصحابة، باب: قول النبى ﷺ (لو كنت متخذا خليلا) برقم (٣٦٦٦) ⟵

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ يَارَسُولَ اللّٰهِ مَا عَلٰى أَحَدٍ يُدْعٰى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى أَحَدٌ مِّنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ)).

[2371]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کیا۔ اسے جنت میں آواز دی جائے گی کہ اے اللہ کے بندے (ادھر آؤ) تیرے لیے خیر وخوبی ہے یعنی اس دروازہ سے داخلہ تیرے حق میں بہتر ہے۔ جسے نماز سے شغف و پیار ہوگا اسے باب الصلاۃ (نماز کا دروازہ) سے پکارا جائے گا۔ اور جسے جہاد کا شوق ہوگا اسے جہاد کے دروازہ سے پکارا جائے گا، اور جو اہل صدقہ سے ہوگا۔ اسے باب صدقہ سے بلایا جائے گا اور جو روزہ داروں میں سے ہوگا۔ اسے سیرابی کے دروازہ سے پکارا جائے گا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! کسی انسان کو ان تمام دروازوں سے پکارے جانے کی ضرورت نہیں ہے (کیونکہ داخل تو ایک ہی دروازہ سے ہونا ہے) تو کیا کوئی ایسا بھی (خوش نصیب ہے) جسے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور مجھے امید ہے آپ انہیں میں سے ہوں گے۔

فوائد: ...... ❶ من انفق زوجین مختلف معانی ہوسکتے ہیں۔ ا۔ جس نے جوڑا خرچ کیا، یعنی دو گھوڑے، دو غلام، دو اونٹ، دو نوٹ۔ ۲۔ دو قسم کا مال خرچ کیا، یعنی درہم اور دینار، درہم اور کپڑا، دینار اور جانور۔ ۳۔ جس نے انفاق (خرچ کرنا) کو عادت بنالیا اور یہ کام بار بار کرتا رہا۔ جیسا کہ قرآن مجید ہے: ﴿فارجع المصر کرتین﴾ نظر بار بار دوڑائیے۔ پہلا معنی راجح ہے کیونکہ بعض روایات میں دو اونٹ، دو بکریاں اور دو درہم کی تصریح آئی ہے۔ ❷ ایک انسان جو تمام اوامر ونواہی کی پابندی کرتا ہے تمام حدود وقیود شرعی کا اہتمام کرتا ہے۔ لیکن اپنی طبعی مناسبت اور مذاق کی وجہ سے کسی خاص نیکی کا اس پر غلبہ ہے اور وہ اسے فرض حد سے بڑھ کر بار بار ادا کرتا ہے۔

← واخرجه الترمذي في (جامعه) في المناقب، باب: في مناقب ابي بكر و عمر رضي الله عنهما كليهما برقم (٣٦٧٤) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم برقم (٤/ ١٦٨) واخرجه كذلك في الزكاة، باب: وجوب الزكاة برقم (٥/ ٩) واخرجه كذلك في الجهاد، باب: فضل من انفق زوجين في سبيل الله برقم (٦/ ٢٣) انظر (التحفة) برقم (١٢٢٧٩)

کسی کونفلی صدقہ وخیرات سے پیار ہے اور کسی کونفلی نماز کا شوق ہے، کوئی نفلی روزے کثرت سے رکھتا ہے اور کوئی بار بار جہاد کے لیے گھر سے نکلتا ہے، کوئی حج کا بار بار اہتمام کرتا ہے، تو وہ صرف ان اعمال خیر کے دروازہ سے گمنامی اور خاموشی سے داخل نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کو اس کے مخصوص دروازہ سے تکریم وتعظیم کے لیے آواز دی جائے گی کہ ادھر آؤ، تمہارے لیے ادھر بہتری اور خوبی ہے۔ ❸ بعض خوش نصیب افراد تمام امور خیر سے دلچسپی رکھتے ہیں اور ان سب کا حق الوسع اہتمام کرتے ہیں تو ان کی تعظیم وتوقیر کے لیے ہر دروازہ ان کے لیے سراپا پکار ہوگا۔ اور ہر دروازہ خواہش کرے گا کہ یہ مجھ سے داخل ہو اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان ہی خوش نصیب افراد میں سے ہیں۔ اس صحیح امر صریح حدیث کے باوجود بھی جو ان سے کدورت وبغض رکھتے ہیں وہ اپنے انجام کی فکر کریں۔

[2372] (. . .) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ يُونُسَ وَمَعْنَى حَدِيثِهِ.

[2372]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت یونس ہی کی سند سے دوسرے اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[2373] ٨٦۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِي شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ أَيْ فُلُ هَلُمَّ**)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذٰلِكَ الَّذِي لَا تَوٰى عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي ((**لَأَرْجُوا أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ**)).

[2373]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کرتا ہے، اسے جنت کے دروازوں کے پہریدار ہر دروازہ سے آواز دیں گے، اے فلاں، ادھر آؤ۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ ایسے فرد کے لیے تو کسی قسم کی تباہی اور مشکل نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ آپ ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں۔

[2374] ٨٧۔(١٠٢٨) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ الْأَشْجَعِيِّ

[2372] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٣٦٨)

[2373] اخرجه البخاري فى (صحيحه) فى الجهاد والسير، باب: فضل النفقة فى سبيل الله برقم (٢٨٤١) واخرجه كذلك فى بدء الخلق، باب: ذكر الملائكة برقم (٣٢١٦) انظر (التحفة) برقم (١٥٣٧٣)

[2374] اخرجه مسلم فى (صحيحه) فى فضائل الصحابة، باب: من فضائل ابى بكر الصديق ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ أَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً قَالَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ أَنَا قَالَ ((فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا)) قَالَ أَبُوبَكْرٍ ﷺ أَنَا قَالَ ((فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ أَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِءٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

[2374]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج تم میں سے روزے دار کون ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے، میں! آپ ﷺ نے فرمایا: آج تم میں سے جنازہ کے ساتھ کون گیا ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، میں! آپ نے پوچھا: آج تم میں سے کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، میں نے، آپ نے کہا: تو آج تم میں سے کس نے بیمار کی تیمارداری کی ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: میں نے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس انسان میں بھی یہ نیکیاں جمع ہوتی ہیں، وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔

فائدہ:...... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں ہر نیکی اور ہر خیر و بھلائی کرنے کا جذبہ فراواں تھا، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے جس نیکی کے بارے میں بھی سوال کیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کو سرانجام دے چکے تھے۔

۲۹...... بَاب: الْحَثِّ عَلَى الْإِنْفَاقِ وَكَرَاهَةِ الْإِحْصَاءِ

باب ۲۹: خرچ کرنے کی ترغیب دینا اور گن گن کر رکھنے کا ناپسندیدہ ہونا

[2375] ۸۸۔(۱۰۲۹) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَنْفِقِي أَوِ انْضَحِي أَوِ انْفَحِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللَّهُ عَلَيْكِ)).

[2375]۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خرچ کر (یا دے، یا لٹا دے) اور گن گن کر نہ رکھ، ورنہ اللہ بھی گن گن کر دے گا۔

← رضي الله عنه برقم (١٢) انظر (التحفة) برقم (١٣٤٤٥)

[2375] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، التحريض على الصدقة والشفاعة فيها برقم (١٤٣٣) واخرجه كذلك في الهبة، باب: هبة المرأة لغير زوجها وعتقها اذا كان لها زوج برقم (٢٥٩٠) بمعناه۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: الاحصاء في الصدقة برقم (٥/ ٧٤) انظر (التحفة) برقم (١٥٧٤٨)

[2376] (. . .) وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ حَمْزَةَ وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ

عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنْفَحِي أَوِ انْضَحِي **((أَوِ أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ))**.

[2376] حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لٹا دے (عطا کر، یا خرچ کر) اور شمار نہ کر (رکھنے کے لیے) تو اللہ بھی تمہیں گن گن کر دے گا، اور سنبھال کر نہ رکھ ورنہ اللہ بھی تم سے جمع کر کے رکھے گا۔

[2377] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ثَنَا هِشَامٌ

عَنْ عَبَّادِ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا نَحْوَ حَدِيثِهِمْ۔

[2377] امام صاحب مذکورہ بالا حدیث دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں۔

[2378] ٨٩-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبَّادَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا جَائَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَيْسَ لِي شَيْءٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَرْضَخَ مِمَّا يُدْخِلُ عَلَيَّ فَقَالَ **((ارْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ))**.

[2378]۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میرے پاس اس مال کے سوا جو مجھے زبیر دیتا ہے، کوئی چیز نہیں ہے۔ تو کیا جو وہ مجھے لا کر دیتے ہیں اگر میں اس میں سے تھوڑا سا خرچ کر دوں تو مجھے گناہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تھوڑا بہت جو کچھ تمہارے بس میں ہو خرچ کرو، اور جوڑ جوڑ کر نہ رکھو، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے جوڑ جوڑ کر رکھے گا۔

[2376] اخرجه مسلم وتفرد به۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٧١٣)

[2377] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٧١٣)

[2378] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الزكاة، باب: الصدقة فیما استطاع برقم (١٤٣٤) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الاحصاء فی الصدقة برقم (٥/ ٧٤) انظر (التحفة) برقم (١٥٧١٤)

مفردات الحدیث ❶ **اِنْضَحِي**: عطا کر، دے دے۔ ❷ **اِنْفَحِي**: عطا کر، دے دے، کیونکہ نَضْح اور نَفْح دونوں کا معنی عطا کرنا ہے اور نَضْح کا معنی انڈیلنا بھی ہوتا ہے تو اس صورت میں معنی ہوگا کشادہ دستی سے لٹادے۔ رضخ کا معنی ہوتا ہے تھوڑا یا کم دینا کچھ نہ کچھ دینا۔ ❸ **لا تُحْصِي**: شمار نہ کر گن گن کر نہ رکھ۔ مقصد یہ ہے جمع کر کے اور ذخیرہ بنا کر نہ رکھ، ضرورت کی جگہ پر خرچ کر دے۔ ❹ **لَا تُوعِي**: دعاء (برتن) میں ڈال کر نہ رکھ، یعنی جوڑ جوڑ کر اور بند کر کے نہ رکھ۔ ❺ **فَيُوعِي الله عليك**: اللہ تمہارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا۔ یعنی اپنی رحمت و برکت کے دروازے تم پر بند کر دے گا۔

فائدہ:...... ان احادیث کا پیغام یہ ہے کہ انسان کے حق میں بہتر یہی ہے کہ جو مال و دولت وہ کمائے یا کسی ذریعہ سے اسے حاصل ہو۔ اسے اپنی اور دینی ضروریات کے لیے کشادہ دستی سے خرچ کرے اور اس فکر میں نہ پڑے کہ میرے پاس کتنا ہے اور اس میں سے فی سبیل اللہ کتنا خرچ کروں اگر انسان حساب کر کے خرچ کرے گا۔ تو اللہ بھی حساب کر کے دے گا۔ اگر انسان بے حساب دے گا، تو اللہ بھی اپنی رحمت کے دروازے، بے حساب کھول دے گا۔

۳۰...... بَاب: اَلْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِالْقَلِيلِ وَلَا تَمْتَنِعُ مِنَ الْقَلِيلِ لِاحْتِقَارِهِ

باب ۳۰: صدقہ پر، اگرچہ کم میں ہو، آمادہ کرنا، اور کم اور تھوڑی چیز کو حقیر سمجھ کر باز نہ رہنا

[2379] ۹۰-(۱۰۳۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ ((يَانِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ)).

[2379]- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے اے مسلمان عورتو! پڑوسن، پڑوسن کے لیے تحفہ حقیر نہ سمجھے اگرچہ وہ بکری کا کھر ہی ہو۔

فوائد:...... ❶ ایک دوسرے کے معمولی اور کم تحفہ کو حقیر خیال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ مقصود تو دلی محبت و پیار اور تعلق کا اظہار ہے۔ کہ معمولی چیز کے وقت بھی یاد رکھا، بڑی چیز کی صورت کیونکر نظر انداز کرے گا۔ ❷ کوفی نحویوں کے نزدیک نساء المسلمات میں نساء موصوف اور المسلمات صفت ہے اور موصوف کی صفت کی طرف اضافت جائز ہے۔ بصری نحویوں کے نزدیک یہاں موصوف محذوف ہے یعنی نساء النفس المسلمات یا ایجائات المسلمات

[2379] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الادب، باب: لا تحقرن جارة لجهارتها برقم (۶۰۱۷) انظر (التحفة) برقم (۱۴۳۱۵)

٣١...... بَاب: فَضْلِ إِخْفَاءِ الصَّدَقَةِ

باب ۳۱: صدقہ چھپا کر دینے کی فضیلت

[2380] ٩١-(١٠٣١) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ زُهَيْرٌ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ أَخْبَرَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللَّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ)).

[2380]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ عادل امام، وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں پروان چڑھا، وہ آدمی جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہے، وہ دو آدمی جو اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اسی پر جمع ہوتے ہیں اور اسی پر الگ ہوتے ہیں (ہر حالت میں ایک دوسرے سے اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں) اور ایسا آدمی جسے منصب دار (حسب ونسب والی) حسین عورت بذات خود، دعوت بدکاری دے اور وہ (دل وزبان سے) کہہ دے میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور وہ آدمی جس نے اس انداز سے صدقہ کیا۔ کہ اس کے بائیں کے خرچ سے دایاں آگاہ نہیں۔ (ترتیب الٹ گئی ہے اصل میں ہے دائیں کے خرچ سے بایاں واقف نہیں) اور وہ آدمی جس نے اللہ کو تنہائی میں یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔

فائدہ:...... اس حدیث کا مقصد ان تمام امور خیر کی تلقین اور ترغیب دینا ہے اور امام سے مقصود صاحب منصب و عہدہ ہے جس سے وہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اگرچہ درجات ومراتب میں فرق ہے، اپنے اپنے عہدہ کے مطابق سایہ ملے گا۔ ظل کی اللہ کی طرف نسبت محض تشریف وتعظیم کے لیے ہے جیسے بیت اللہ ناقۃ اللہ اصل مقصد اللہ کے عرش کا سایہ ہے جیسا کہ بعض روایات میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (منة المنعم ج۲، ص۱۱۲، حاشیه نمبر ۹۱)

[2380] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد برقم (٦٦٠) واخرجه كذلك في الزكاة، باب: الصدقة باليمين برقم (١٤٢٣) واخرجه كذلك في الرقاق، باب: البكاء من خشية الله عزوجل برقم (٦٤٧٩) ←

[2381] (...) وحَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ يَحْيَ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُبَيْدِاللّٰهِ وَقَالَ ((وَرَجُلٌ مُّعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُودَ إِلَيْهِ)).

[2381] امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے ابوسعید خدری یا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں اس میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جو مسجد سے وابستہ اور اٹکا ہوا ہے۔ جب اس سے نکلتا ہے حتی کہ اس میں لوٹ آئے۔

۳۲...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ أَفْضَلَ الصَّدَقَةِ صَدَقَةُ الصَّحِيحِ الشَّحِيحِ

باب ۳۲: بہترین صدقہ، تندرست اور حریص انسان کا صدقہ ہے

[2382] ۹۲-(۱۰۳۲) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ فَقَالَ ((أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنٰى وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا أَلَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ)).

[2382] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! کس صدقہ کا اجر زیادہ ہے؟ آپ نے فرمایا: تیرا اس حال میں صدقہ کرنا، کہ تو تندرست اور حریص ہے، تمہیں فقر کا اندیشہ ہے اور تونگری کی امید ہے اور تاخیر نہ کرحتیٰ کہ جب تیری جان حلق میں پہنچ جائے، تو کہنے لگو، اتنا فلاں کا ہے اور اتنا فلاں کا ہے اب تو فلاں (وارث) کا ہو چکا ہے۔

← بمعناه- واخرجه كذلك فى فضل من ترك الفواحش برقم (٦٨٠٦) واخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الزهد، باب: ما جاء فى الحب فى الله برقم (٢٣٩١) تعليقا- انظر (التحفة) برقم (١٢٢٦٤)

[2381] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٣٧٧)

[2382] اخرجه البخارى فى الزكاة باب؛ فضل صدقة الشحيح- الصحيح برقم (١٤١٩) واخرجه كذلك فى الوصايا، باب: الصدقة عند الموت برقم (٢٧٤٨) واخرجه ابو داود فى (سننه) فى الوصايا، باب: ما جاء فى كراهية الاضرار فى الوصية برقم (٢٨٦٥) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الزكاة، باب: اى الصدقة برقم (٥/ ٦٩) واخرجه كذلك فى الوصايا، باب: الكراهية فى تاخير الوصيه برقم (٦/ ٢٣٧) انظر (التحفة) برقم (١٤٩٠٠)

[2383] ۹۳-(. . . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا فَقَالَ ((أَمَا وَأَبِيكَ لَتُنَبَّأَنَّهُ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْبَقَاءَ وَلَا تُمْهِلْ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ)).

[2383] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا! اے اللہ کے رسول! کون سے صدقہ کا اجر سب سے زیادہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں، تیرے باپ کی قسم: تجھے ضرور اس سے آگاہ کیا جائے گا، تم اس وقت صدقہ کرو جبکہ تندرست حریص ہو، فقر و احتیاج کا تمہیں خطرہ ہو اور زندگی کی امید ہو، اور اس قدر تاخیر نہ کر کہ جب تیری جان حلق تک پہنچ جائے، تو پھر کہے، فلاں کا اتنا ہے اور فلاں کا اتنا ہے۔ وہ تو فلاں کا ہو چکا ہے۔

فائدہ:...... آپ نے وابیك عربی محاورہ کے مطابق محض کلام میں زور تاکید پیدا کرنے کے لیے فرمایا: قسم مقصود نہ تھی، یا محض اس کے سوال پر حیرت و استعجاب کا اظہار کرنا تھا اور آپ کا مقصد یہ تھا صدقہ کرنے میں عجلت سے کام لینا چاہیے، معلوم نہیں کب موت آ جائے یا نیت بدل جائے، اور صحیح سے مراد یہ ہے کہ تندرست ہو یا کسی خطرناک اور موذی بیماری میں مبتلا نہ ہو اور شحیح کا معنی یہ ہے کہ ضروریات زندگی کے لیے مال کا حریص اور خواہش مند ہو، محض جذبہ خیر کی قوت ہی صدقہ کرنے کا باعث ہو۔ اگر اپنی ضروریات کو ترجیح دیتا تو خرچ نہ کرتا، کفایت شعاری سے کام لے کر صدقہ کیا۔

[2384] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ

حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ جَرِيرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ

[2384] مصنف اپنے دوسرے استاد سے یہی روایت لائے ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ اس نے پوچھا: کون سا صدقہ افضل ہے؟

فائدہ:...... موت کے آثار نمایاں ہونے کے بعد صدقہ اس لیے باعث فضیلت نہیں ہے کہ اب تو اس کا مال اس سے چھن کر اس کے وارثوں کو مل رہا ہے اور وارثوں کا حق اس کے بتائے بغیر ہی متعین ہے۔ اس کے دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

[2383] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٧٩)

[2384] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٧٩)

۳۳...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَأَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَأَنَّ السُّفْلٰى هِيَ الْآخِذَةُ

باب ۳۳: اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے اور اوپر والا ہاتھ دینے والا ہے اور نچلا ہاتھ لینے والا ہے

امام نووی نے نچلا ہاتھ لینے والا قرار دیا جبکہ حدیث میں مانگنے والا ہاتھ نچلا قرار دیا ہے اور یہی صحیح ہے۔

[2385] ٩٤-(١٠٣٣) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ ((الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى السَّائِلَةُ)).

[2385] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبکہ آپ منبر پر صدقہ کا اور مانگنے سے بچنے کا ذکر فرما رہے تھے اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر اور اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نچلا مانگنے والا ہے۔

[2386] ٩٥-(١٠٣٤) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ جَمِيْعًا عَنْ يَحْيٰى الْقَطَّانِ قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُوْسٰى بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَوْ خَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ)).

[2386] ۔حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افضل صدقہ یا خیر الصدقہ بہتر صدقہ وہ ہے جس کی پشت پر تونگری اور بے نیازی ہو اور اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے اور دینے کی ابتدا اپنے زیر کفالت افراد سے کرو۔

[2385] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: لا صدقة الا عن ظهر غنى برقم (١٤٢٩) واخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: في الاستعفاف برقم (١٦٤٨) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: اليد السفلى برقم (٥/ ٦١) انظر (التحفة) برقم (٨٣٣٧)

[2386] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: اي الصدقة افضل برقم (٥/ ٦٩) انظر (التحفة) برقم (٣٤٣٥)

فائدہ :......اگر اللہ تعالیٰ مال و دولت سے نوازے تو کشادہ دستی کا آغاز ان افراد سے کرنا چاہیے جن کے نان و نفقہ کا انسان ذمہ دار ہے یعنی اول خویش بعد درویش، اور صدقہ دینے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ خود یا جن کے نان ونفقہ کا وہ ذمہ دار ہے اس مال کے محتاج نہ ہوں الا یہ کہ وہ سب ایثار پیشہ ہوں، اپنا پیٹ کاٹ کر دوسروں کو دینے میں خوشی محسوس کرتے ہوں یعنی غنائے قلبی حاصل ہو یا غنائے مال۔

[2387] ٩٦-(١٠٣٥) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَسَعِيْدٍ

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضي الله عنه قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيْبِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى)).

[2387]۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مال مانگا، تو آپ نے مجھے عطا فرمایا: میں نے پھر مانگا تو آپ ﷺ نے مجھ دے دیا۔ میں نے آپ سے پھر سوال کیا، تو آپ نے مجھے عنایت کر دیا، پھر فرمایا: یہ مال سرسبز و شاداب ہے۔ (آنکھوں کو لبھانے والا ہے) اور شریں ہے (دلکش ہے) تو جو اسے نفس کی چاہت وطمع کے بغیر لے گا۔ اس کے لیے باعث برکت ہوگا۔ اور جو نفس کی حرص و چاہت سے لے گا وہ اس کے لیے برکت کا باعث نہیں ہوگا۔ وہ اس انسان کی طرح ہوگا۔ جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا، اور اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔

فائدہ :......انسان کے امتحان کے لیے اللہ تعالیٰ نے مال کے اندر دو پہلو رکھے ہیں، ظاہر کے اعتبار سے وہ آنکھوں کے لیے کشش کا باعث ہے انسان کی آنکھوں میں جچتا ہے اور باطنی اعتبار سے اس کے اندر شیرینی اور مٹھاس ہے۔ جس کی وجہ سے انسان کا دل اس کی طرف مائل ہوتا ہے یا وہ دلکش اور دل فریب ہے اور انسان کے حق میں بہتر یہی ہے۔ وہ اپنی محنت اور کوشش سے کمائے، مفت میں مال لینے کا حریص اور خواہش مند نہ ہو، اگر کہیں سے اسی کی طلب وخواہش کے بغیر مل جائے تو اس کو لے کر آگے خرچ کر دے، مال کی حرص و آز ایسی بھوک ہے جو کبھی مٹنے کا نام نہیں لیتی۔

[2387] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: الاستعفاف عن المسألة برقم (١٤٧٢) مطولا، واخرجه كذلك في باب: الوصايا، باب تاويل قوله تعالى: ﴿من بعد وصية يوصى بها او دين﴾ برقم (٢٧٥٠) مطولا- واخرجه كذلك في فرض الخمس، باب: ما كان النبي ﷺ يعطي المؤلفة قلوبهم وغيرهم من الخمس ونحوه برقم (٣١٤٣) مطولا- واخرجه ←

[2388] ۹۷-(۱۰۳۶) وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوْا نَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا شَدَّادٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ وَأَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَكَ وَلَا تُلَامُ عَلَى كَفَافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى)).

[2388]۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے آدم کے فرزند! اللہ کی دی ہوئی دولت جو اپنی ضرورت سے زائد ہو اس کا خرچ کر دینا ہی تیرے لیے بہتر ہے۔ اور اس کو روکنا تیرے لیے برا ہے اور گزارے کے بقدر رکھنے پر تم پر کوئی ملامت نہیں، اور سب سے پہلے ان پر خرچ کرو، جن کے نان ونفقہ کی تم پر ذمہ داری ہے، اور اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔

فائدہ:...... آدمی کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ جو دولت کمائے یا کسی ذریعہ سے اسے ملے، اس میں سے اپنی اور اپنے زیر کفالت افراد کی ضرورت کے بقدر رکھ لے اور باقی نیک کاموں میں یا اللہ کے بندوں پر خرچ کر دے، اور اس کی کوشش میں ہو کر وہ دینے والا بنے لینے والا نہ بنے۔

۳۴...... بَاب: النَّهْيِ عَنِ الْمَسْئَلَةِ

باب ۳۴: سوال کرنے کی ممانعت

[2389] ۹۸-(۱۰۳۷) وَحَدَّثَنَا أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ الْجَهْضَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ إِيَّاكُمْ وَأَحَادِيْثَ إِلَّا حَدِيْثًا كَانَ فِي عَهْدِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَإِنَّ عُمَرَ كَانَ يُخِيْفُ النَّاسَ فِي اللّٰهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ يَقُوْلُ ((مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ فَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ طِيْبِ نَفْسٍ فَمُبَارَكٌ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ مَّسْئَلَةٍ وَشَرَهٍ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ)).

← كذلك في الرقاق، باب: قول النبي ﷺ: (هذا المال خضرة حلوة) برقم (٦٤٤١) واخرجه الترمذي في (جامعه) في صفة القيامة، باب٢٩ برقم (٢٤٦٣) مطولا۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: اليد العليا برقم (٥/ ٦٠) واخرجه كذلك في باب: مسألة الرجل في امر لا بد له منه برقم (٥/ ١٠١، ٥/ ١٠٢) انظر (التحفة) برقم (٣٤٢٦)

[2388] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الزهد، باب: منه برقم (٢٣٤٣) انظر (التحفة) برقم (٤٨٧٩)

[2389] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١١٤٢٢)

[2389]۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم ان احادیث کے سوا، احادیث بیان کرنے سے بچو جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیان کی جاتی تھیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو (روایات کے سلسلہ میں) اللہ سے ڈرایا کرتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سوجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: میں تو بس خازن ہوں، تو میں جس کو خوش دلی سے دوں اس کے لیے اس میں برکت ڈالی جائے گی اور جس کو میں مانگنے پر اور حرص کے سبب دوں، اس کی حالت اس انسان جیسی ہوگی جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔

فوائد:...... ❶ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد تک مختلف علاقے فتح ہو چکے تھے ان ممالک میں یہود و نصاریٰ کے اہل علم، اپنی کتب کی روایات لوگوں میں بیان کرتے تھے، اس لیے اہل کتاب کی روایات کثرت سے پھیلنے لگیں تھیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ان کے حکم سے روایات کے بیان میں بہت حزم و احتیاط سے کام لیا جاتا تھا۔ اور اب عجمیوں کے عام اختلاط سے اس میں کمی واقع ہوگئی تھی۔ اس لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کی روایات پر اعتماد کرو۔ ❷ دین کی سوجھ بوجھ اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت ہے جو انہیں لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جن سے اللہ تعالیٰ خیر یعنی عظیم بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ اور جو لوگ دین کی سوجھ بوجھ اور اس کے عمیق علم و فہم سے محروم ہیں وہ خیر عظیم سے محروم ہیں۔ ❸ انما انا خازن: میں تو محافظ اور نگہبان ہوں مالک اللہ تعالیٰ ہے میں تو اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دیتا ہوں آگے آ رہا ہے کہ انما ان قاسم و یعطی الله: میرا کام تو اللہ کی طرف سے ملنے والے علم، فقہ اور مال کی اس کے حکم کے مطابق تقسیم کرنا ہے۔ ہر ایک کو اللہ کی عطا کردہ صلاحیت استعداد کے مطابق ملتا ہے، میں تقسیم کرنے میں بخل سے کام نہیں لیتا اور نہ کسی کو محروم کرتا ہوں، علم و فہم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیت و قابلیت پر مبنی ہے اور مال کی تقسیم بھی اللہ کے حکم کے مطابق ہے میں تو حکم کا پابند ہوں۔ ❹ بلا ضرورت و مجبوری مانگنا، یا کسی کو مجبور کر کے اور اصرار کر کے لینا، خیر و برکت سے محرومی کا باعث بنتا ہے، اگر کوئی کسی کو اہل سمجھ کر خوش دل اور رغبت و شوق سے دیتا ہے تو وہ لینے والے کے لیے خیر و برکت کا باعث بنتا ہے۔

[2390] ۹۹-(۱۰۳۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَخِيْهِ هَمَّامٍ

[2390] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، الالحاف في المسألة برقم (٥/ ٩٨) انظر (التحفة) برقم (١١٤٦)

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَاتُلْحِفُوْا فِي الْمَسْئَلَةِ فَوَاللّٰهِ لَا يَسْأَلُنِيْ اَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئًا فَتُخْرِجُ لَهُ مَسْئَلَتُهُ مِنِّيْ شَيْئًا وَاَنَالَهُ كَارِهٌ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيْمَا اَعْطَيْتُهُ)).

[2390]۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اصرار اور الحاح سے سوال نہ کرو، اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی مجھ سے کچھ مانگتا ہے اور اس کے سوال کرنے کی بنا پر میں اسے کچھ دے دیتا ہوں، حالانکہ میں دینا نہیں چاہتا تھا تو میرے اس کو دینے میں برکت نہیں ہوگی۔

[2391] (. . .) وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فِيْ دَارِهٖ بِصَنْعَآءَ فَاَطْعَمَنِيْ مِنْ جَوْزَةٍ فِيْ دَارِهٖ عَنْ اَخِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ

[2391] عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں میں وہب بن منبہ کے گھر صنعاء ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے اپنے گھر کے اخروٹ کھلائے، اور اپنے بھائی سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا روایت سنائی۔

[2392] ۱۰۰۔(۱۰۳۷) وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ وَهُوَ يَخْطُبُ يَقُوْلُ اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّيُعْطِي اللّٰهُ)).

[2392]۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے خطبہ میں بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے (اللہ جس کے ساتھ بہت بڑی خیر اور بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ اسے دین کا گہرا فہم عطا فرماتا ہے۔ اور میں تو بس تقسیم کنندہ ہوں، اور دینے والا اللہ ہی ہے)۔

[2391] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (۲۳۸۷)

[2392] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى العلم، باب: من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين برقم (۷۱) واخرجه كذلك فى الاعتصام، باب: قول النبى ﷺ: لا تزول طائفة من امتى ظاهرين على الحق وهم اهل العلم برقم (۷۳۱۲) واخرجه كذلك فى فرض الخمس، باب: قوله تعالى: ﴿فان لله خمسه وللرسول﴾ برقم (۳۱۱۶) انظر (التحفة) برقم (۱۱۴۰۹)

۳۵...... بَابٌ: اَلْمِسْكِيْنِ الَّذِیْ لَا يَجِدُ غِنًى وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ

باب ۳۵: مسکین وہ ہے جو غنی یا بے نیاز نہیں ہے لیکن اس کا پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس کو صدقہ دیا جائے

[2393] ۱۰۱-(۱۰۳۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ بِهٰذَا الطَّوَّافِ الَّذِیْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ فَتَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ قَالُوْا فَمَا الْمِسْكِيْنُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((**الَّذِیْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَسْاَلُ النَّاسَ شَيْئًا**)).

[2393]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اصل مسکین یہ گردش کرنے والا جو لوگوں میں گھومتا پھرتا ہے نہیں ہے، جو ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں لے کر لوٹ جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا: تو مسکین کون ہے؟ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: جس کے پاس اتنی دولت و تونگری نہیں ہے جو اس کی ضروریات سے اس کو مستغنی کر دے، یعنی اپنی ضروریات پوری کرنے کا سامان اس کا پاس نہیں ہے اور اس کے احتیاج کا پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس کو صدقہ دیا جائے اور نہ وہ لوگوں سے کوئی چیز مانگتا ہے۔

فائدہ:...... **مسکین وہ پیشہ ور سائل اور گداگر نہیں ہیں، جو در بدر گھوم پھر کر لوگوں سے مانگتے ہیں بلکہ اصل مسکین اور صدقہ کے مستحق ایسے با عفت ضرورت مند ہیں۔ جو شرم و حیاء اور عفت نفس کی وجہ سے لوگوں پر اپنی حاجت مندی ظاہر نہیں کرتے اور نہ ہی کسی سے سوال کرتے ہیں۔ ایسے مسکینوں کی خدمت مدد شرعا مطلوب اور محبوب ہے۔**

[2394] ۱۰۲-(. . .) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ ابْنُ اَيُّوْبَ نَا اِسْمَاعِيْلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ شَرِيْكٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلٰى مَيْمُوْنَةَ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((**لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ بِالَّذِیْ تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ اِنَّ الْمِسْكِيْنَ الْمُتَعَفِّفُ اِقْرَئُوْا اِنْ شِئْتُمْ لَا يَسْاَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا**)).

[2394]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اصل مسکین وہ نہیں ہے جو ایک دو کھجوریں یا ایک دو لقمے لے کر لوٹ جاتا ہے، اصل مسکین تو عفت نفس کا مالک ہے (جو سوال نہیں کرتا) اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو، وہ لوگوں سے لپٹ کر (اصرار سے) نہیں مانگتے۔

[2393] تفرد مسلم فی تخریجہ۔ انظر (التحفۃ) برقم (۱۳۹۰۰)

[2394] اخرجہ البخاری فی (صحیحہ) فی التفسیر، برقم (۴۵۳۹) واخرجہ النسائی فی (المجتبی) فی الزکاۃ، باب: تفسیر المسکین برقم (۵/ ۸۵) انظر (التحفۃ) برقم (۱۴۲۲۱)

فائدہ :......عربی محاورہ اور اسلوب کے اعتبار سے اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتے ہی نہیں کہ اصرار کی ضرورت پیش آئے۔

[2395] (...) وَحَدَّثَنِيهِ أَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي شَرِيكٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ إِنَّهُمَا سَمِعَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ إِسْمٰعِيلَ۔

[2395] امام صاحب نے مذکورہ بالا حدیث اپنے دوسرے استاد سے بیان کی ہے۔

٣٦...... بَاب: كَرَاهَةِ الْمَسْأَلَةِ لِلنَّاسِ

باب ٣٦: لوگوں سے سوال کرنا، ناجائز ہے

[2396] ١٠٣ـ(١٠٤٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلٰى بْنُ عَبْدِالْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ، أَخِي الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((**لَا تَزَالُ الْمَسْئَلَةُ بِأَحَدِكُمْ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ**)).

[2396] ـحمزہ بن عبداللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص سوال کرتا رہتا ہے حتی کہ وہ اللہ کو اس حالت میں ملے گا کہ اس کے چہرہ پر گشت کا ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔

[2397] (...) وَحَدَّثَنِي عَمْرُو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَخِي الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ((**مُزْعَةٌ**)).

[2397] مصنف اپنے دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں مزعة (ٹکڑا) کا لفظ نہیں ہے۔

[2398] ١٠٤ـ(...) وَحَدَّثَنِي أَبُوالطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا

[2395] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٩١)

[2396] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: من سأل الناس تكثرا برقم (١٤٧٤) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: المسألة برقم (٥/ ٩٤) انظر (التحفة) برقم (٦٧٠٢)

[2397] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٩٣)

[2398] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٩٣)

يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ))۔

[2398] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے (مانگنا اس کی عادت بن جاتا ہے) حتی کہ وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت ایک ٹکڑا بھی نہیں ہوگا۔

[2399] ۱۰۵۔(۱۰۴۱) وَحَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰى قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم **((مَنْ سَاَلَ النَّاسَ اَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا سَأَلَ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ اَوْ لِيَسْتَكْثِرْ))۔**

[2399] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں سے ان کا مال، اپنا مال بڑھانے کے لیے مانگتا ہے، وہ تو بس آگ کا انگارہ مانگتا ہے، کم کرلے یا بڑھالے، زیادہ کرلے۔

فائدہ: ...... بلا ضرورت اور مجبوری کے محض مال میں اضافہ کی حرص و ہوس کی خاطر سوال کرنا ناجائز ہے۔ جو قیامت کے دن انسان کے لیے ذلت و رسوائی کا باعث ہوگا انسان اپنے چہرے کی رونق و حسن گوشت سے محروم ہوگا اور یہ درہم و دینار اس کے لیے آگ کا انگارہ بنیں گے۔

[2400] ۱۰۶۔(۱۰۴۲) حَدَّثَنِيْ هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا اَبُوالْاَحْوَصِ عَنْ بَيَانٍ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ **((لَاَنْ يَّغْدُ وَاَحَدُكُمْ فَيَحْطِبُ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَتَصَدَّقَ بِهٖ وَيَسْتَغْنِيْ بِهٖ مِنَ النَّاسِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَسْأَلَ رَجُلًا اَعْطَاهُ اَوْ مَنَعَهُ ذٰلِكَ فَاِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا اَفْضَلُ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ))۔**

[2400] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص صبح جا کر اپنی پشت پر لکڑیاں لاد کر لے آئے اور اس سے صدقہ کرے اور لوگوں سے (مانگنے سے) بے نیاز اور مستغنی ہو جائے وہ اس سے بہتر ہے کہ کسی آدمی سے مانگے وہ اسے دے یا محروم رکھے، کیونکہ اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے افضل ہے اور (کشادہ دستی کا) آغاز اپنے زیر کفالت افراد سے کرو۔

[2399] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الزكاة، باب: من سال عن ظهر غنى برقم (۱۸۳۸) انظر (التحفة) برقم (۱٤۹۱۰)

[2400] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الزكاة، باب: ما جاء فی النهی عن المسألة برقم (٦۸۰) انظر (التحفة) برقم (۱٤۲۹۳)

[2401] (. . .) وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَیْنَا اَبَاهُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَاَنْ یَّغْدُوَ اَحَدُکُمْ فَیَحْطِبُ عَلٰی ظَهْرِهٖ فَیَبِیْعَهٗ)) ثُمَّ ذَکَرَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ بَیَانٍ۔

[2401] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم میں سے کسی کا صبح صبح جا کر اپنی پشت پر لکڑیاں لاد کر، لا کر بیچنا، پھر اوپر کی حدیث کے ہم معنی حدیث بیان کی ہے۔

[2402] ۱۰۷۔(. . .) وَحَدَّثَنِیْ اَبُوالطَّاهِرِ وَیُوْنُسُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰی قَالَا اَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدٍ مَوْلٰی عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَاَنْ یَّحْتَزِمَ اَحَدُکُمْ حُزْمَةً مِّنْ حَطَبٍ فَیَحْمِلَهَا عَلٰی ظَهْرِهٖ فَیَبِیْعَهَا خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّسْاَلَ رَجُلًا یُعْطِیَهٗ اَوْ یَمْنَعَهٗ))۔

[2402]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی لکڑیوں کا گٹھا اکٹھا کرے اور اسے اپنی پیٹھ پر لاد کر لا کر بیچ دے، اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ کسی آدمی سے سوال کرے وہ اسے دے یا محروم رکھے۔ یعنی دے یا نہ دے۔

فائدہ:...... ایک مسلمان کے شایانِ شان یہ طرز عمل ہے کہ وہ خود محنت و مزدوری کرے، خود کمائی کر کے دوسروں کو دینے کے قابل بنے یا کم از کم اپنی ضروریات ہی پوری کر لے اور مانگنے کی ذلت و رسوائی سے بچ جائے۔

[2403] ۱۰۸۔(۱۰۴۳) وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِیُّ وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِیْبٍ قَالَ سَلَمَةُ حَدَّثَنَا. وَقَالَ الدَّارِمِیُّ اَنَا مَرْوَانُ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ الدِّمَشْقِیُّ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِالْعَزِیْزِ عَنْ رَبِیْعَةَ ابْنِ یَزِیْدَ عَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ عَنْ اَبِیْ مُسْلِمِ الْخَوْلَانِیِّ قَالَ حَدَّثَنِی الْحَبِیْبُ الْاَمِیْنُ اَمَّا هُوَ فَحَبِیْبٌ اِلَیَّ وَاَمَّا هُوَ عِنْدِیْ هُوَ فَاَمِیْنٌ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْاَشْجَعِیُّ رضی اللہ عنہ قَالَ

[2401] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق رقم (۲۳۹۷)

[2402] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی البیوع، باب: کسب الرجال وعمله بیده برقم (۲۰۷٤) واخرجه کذلك فی المساقات، باب: بیع الحطب برقم (۲۳۷٤) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الزکاة، باب: المسألة برقم (٥/ ۹۳) انظر (التحفة) برقم (۱۲۹۳۰)

[2403] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الزکاة، باب: کراهیة المسألة برقم (۱٦٤۲) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصلاة، باب: البیعة علی الصلوات الخمس برقم (۱/ ۲۲۹) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الجهاد، باب: البیعة برقم (۲۸٦۷) انظر (التحفة) برقم (۱۰۹۱۹)

كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تِسْعَةً اَوْ ثَمَانِيَةً اَوْ سَبْعَةً فَقَالَ ((اَلاَ تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ)) وَكُنَّا حَدِيْثَ عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ فَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ ((اَلاَ تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ)) قَالَ فَبَسَطْنَا اَيْدِيَنَا وَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَعَلاَمَ نُبَايِعُكَ قَالَ ((اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلاَ تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَتُطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً وَلاَ تَسْاَلُوْا النَّاسَ شَيْئًا)) فَلَقَدْ رَاَيْتُ بَعْضَ اُولٰئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ اَحَدِهِمْ فَمَا يَسْاَلُ اَحَدًا يُنَاوِلُهٗ اِيَّاهُ .

[2403]۔ ابو مسلم خولانی کہتے ہیں مجھے محبوب قابل اعتماد، جو مجھے محبوب بھی ہے اور میرے نزدیک امانتدار بھی ہے، عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس نو، آٹھ یا سات آدمی تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرو گے؟ اور ہم نے نئی نئی بیعت کی تھی۔ تو ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے بیعت کر چکے ہیں، آپ نے فرمایا: کیا تم اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرو گے؟ تو ہم نے اپنے ہاتھ بڑھا دیئے، اور عرض کیا: یا رسول اللہ ہم بیعت کر چکے ہیں۔ اب، کس بات کے لیے بیعت کریں؟ آپ نے فرمایا: اس بات پر کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور پانچ نمازوں کا اہتمام کرو گے اور فرمانبرداری اختیار کرو گے اور ایک بات آہستہ سے فرمائی، اور لوگوں سے کوئی چیز بھی نہیں مانگو گے۔ تو میں نے ان میں سے بعض ساتھیوں کو دیکھا، ان میں سے کسی کا کوڑا گر جاتا۔ تو کسی سے اسکے اٹھا دینے (پکڑا دینے) کے لیے نہ کہتا۔

فائدہ: ......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ساتھ جو عہد و پیمان باندھتے تھے یا جس چیز کی بیعت کرتے تھے اس کو پورے اہتمام اور انتہائی جانفشانی سے کامل ترین انداز میں پورا کرنے کی کوشش فرماتے تھے اور ان کا یہی جذبہ اطاعت اور نہایت درجہ کی عفت و پرہیزگاری ان کے لیے دنیوی اور اخروی کامیابی و کامرانی کا باعث بنی اور آج کے مسلمانوں کو بھی اللہ اس کی توفیق ارزاں فرمائے۔ (آمین)

٣٧...... بَاب: مَنْ تَحِلُّ لَهُ الْمَسْئَلَةُ

باب ٣٧: کس کے لیے مانگنا جائز ہے

[2404] ١٠٩۔(١٠٤٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ كِلاَهُمَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ يَحْيَى اَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ رِئَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي كِنَانَةُ بْنُ نُعَيْمٍ الْعَدَوِيِّ

[2404] اخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: ما تجوز فيه المسألة برقم (١٦٤٠) واخرجه ←

عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ الْهِلَالِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَسْأَلُهُ فِيهَا فَقَالَ ((أَقِمْ حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرُ لَكَ بِهَا قَالَ ثُمَّ قَالَ يَا قَبِيصَةُ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَقُومَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَى مِنْ قَوْمِهِ لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سُحْتٌ يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا)).

[2404] ۔قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک بہت بڑے تاوان یا کسی کے قرض کی ذمہ داری قبول کی اور اس کے لیے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مانگنے کے لیے حاضر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہرو، حتیٰ کہ ہمارے پاس صدقہ آ جائے تو ہم تمہیں دینے کا حکم دیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے قبیصہ! سوال تین قسم کے افراد میں سے ہر ایک کے لیے جائز ہے، ایک وہ آدمی جس نے کسی ادائیگی کی ذمہ داری قبول کی، تو اس کے لیے اس وقت تک سوال جائز ہے کہ وہ رقم پوری ہو جائے (اسے مل جائے) پھر وہ سوال سے باز آ جائے، اور دوسرا وہ آدمی جو کسی آفت کا شکار ہوا جس نے اس کا مال تباہ کر ڈالا، اس کے لیے سوال کرنا جائز ہے حتیٰ کہ اسے اس قدر رقم مل جائے جس سے اس کی گزران درست ہو جائے یا اس کی گزران صحیح ہو جائے اور تیسرا وہ آدمی جو فقر و فاقہ سے دو چار ہو گیا، حتیٰ کہ اس کی قوم کے تین عقل مند افراد گواہی دیں کہ فلاں آدمی فاقہ زدہ ہو گیا ہے تو اس کے لیے بھی مانگنا جائز ہے حتیٰ کہ اس کی درست گزران پالے، یا اس کی گزران صحیح ہو جائے، ان صورتوں کے سوا سوال کرنا، اے قبیصہ! حرام ہے اور سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **تَحَمَّلْتُ حَمَالَة:** میں نے کسی امر خیر کے لیے دوسروں کی طرف سے بہت بڑی رقم کی ادائیگی کی ذمہ داری اٹھائی۔ ❷ **اصابتہ جائحۃ:** وہ کسی قدرتی آفت کا شکار ہوا جس سے اس کی پیداوار غلہ پھل یا مال کا نقصان ہوا۔ ❸ **اجتاحتْ مالہ:** سارا مال تباہ و برباد کر ڈالا، اس کا کچھ نہ چھوڑا۔ ❹ **قِوامًا مِن عَيْشٍ یاسَدَادًا مِنَ عَيْشٍ:** جس سے اس کا گذارہ ہونے لگا، جس سے اس کی ضرورت پوری ہو گئی، وہ مانگنے کا محتاج نہ رہا۔ ❺ **الحَجا:** عقل و دانش۔ ❻ **سُحت:** حرام۔

← النسائی فی (المجتبیٰ) فی الزکاۃ، باب: الصدقة لمن تحمل بحمالة برقم (٥/ ٨٩) واخرجه کذلك فی باب: فضل من لا یسأل الناس شیئا برقم (٥/ ٩٧) انظر (التحفة) برقم (١١٠٦٨)

فائدہ:...... اسلام کا عام ضابطہ اور اصول یہ ہے کہ مانگنا جائز نہیں ہے ہاں اگر انسان کے پاس سوال کے سوا کوئی چارا نہ رہے کیونکہ اس نے دین یا اہل دین کی خاطر کوئی بہت بڑا جرمانہ یا تاوان یا قرض ادا کرنا ہو اور وہ دوسروں سے امداد لیے بغیر اس کو ادا نہ کر سکتا ہو۔ یا وہ کسی قدرتی آفت اور مصیبت کا شکار ہو گیا ہے، جس سے اس کا تمام مال تباہ ہو گیا ہے، اور اس کے پاس گذارہ کے لیے کچھ نہیں بچا، یا وہ افلاس و ناداری کا شکار ہو کر محتاج ہو گیا ہے تو ان صورتوں میں اپنی ضرورت و حاجت کے پوری ہونے تک وہ مانگ سکتا ہے، اس کے بعد سوال کرنا جائز نہیں ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ اسلام میں پیشہ ورانہ گداگری کی کوئی گنجائش نہیں ہے، لیکن افسوس جس رسول نے یہ ہدایت دی ہے، اس کی امت میں پیشہ ور سائلوں اور گداگروں کا ایک طبقہ موجود ہے اور اس کے لیے مختلف مصنوعی سوانگ بھرے جاتے ہیں اور کچھ لوگ وہ بھی ہیں جو عالم یا پیر بن کر معزز قسم کی گداگری کرتے ہیں یہ لوگ سوالی اور گداگری کے علاوہ فریب دہی اور دین فروشی کے بھی مجرم ہیں، مساجد و مدارس کے نام سے چندہ لیں یا دینی اجتماعات (عید میلاد النبی اور عرس وغیرہ) و محافل کے نام سے غنڈہ گردی کر کے جبری چندہ وصول کریں۔

۳۸...... بَابُ اِبَاحَةِ الْاَخْذِ لِمَنْ اُعْطِيَ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا اِشْرَفٍ

باب ۳۸: اگر بغیر سوال اور طمع نفس کے ملے تو اس کا لینا جائز ہے

[2405] ۱۱۰۔(۱۰۴۵) وَحَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ ح وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيْنِي الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى اَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالاً فَقُلْتُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خُذْهُ وَمَا جَآئَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ)).

[2405]۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی مجھے کچھ عطا فرماتے تھے تو میں عرض کرتا تھا کہ حضور کسی ایسے آدمی کو دیجیے جس کو مجھ سے اس کی زیادہ ضرورت ہو! حتی کہ آپ ﷺ نے ایک دفعہ مجھے بہت سارا مال دیا، تو میں نے عرض کیا کسی ایسے فرد کو دیجیے جو اس کا مجھ سے زیادہ محتاج ہے، تو رسول اللہ ﷺ

[2405] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الزكاة، باب: من اعطاه الله شيئا من غير مسألة ولا اشراف نفس برقم (١٤٧٣) واخرجه كذلك فی الاحكام، باب: رزق الحاكم والعاملين عليها برقم (٧١٦٤) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الزكاة، باب: من آتاه الله عزوجل مالا من غير مسألة برقم (٥/ ١٠٥) انظر (التحفة) برقم (١٠٥٢٠)

نے فرمایا: اس کو لے لو اور جو مال تمہیں اس طرح ملے کہ نہ تو تم نے اس کے لیے دل میں چاہت اور طمع کی اور نہ ہی تم نے سوال کیا، تو اس کو لے لیا کرو، اور جو مال اس طرح نہ ملے اس کی طرف توجہ یا اس کا خیال دل میں نہ لاؤ۔

[2406] ۱۱۱۔(...) وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُعْطِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ الْعَطَاءَ فَيَقُوْلُ لَهُ عُمَرُ أَعْطِهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم افقر اليه منى فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم **((خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ أَوْ تَصَدَّقْ بِهِ وَمَا جَآئَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ))** قَالَ سَالِمٌ فَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا وَلَا يَرُدُّ شَيْئًا أُعْطِيَهُ.

[2406]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو عطیہ دیا کرتے تھے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ عرض کیا کرتے: اے اللہ کے رسول! اس کو دیجیے جو اس کا مجھ سے زیادہ محتاج ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو لے لیجیے اور اپنے مال بنا لیجیے یا اس کو صدقہ کر دیجیے (اور اپنا اصول بنا لو) جو مال تمہیں اس طرح ملے کہ تم نے دل میں اس کی چاہت اور طمع نہیں کی اور نہ ہی اس کا سوال کیا، تو اس کو لے لیجیے، اور جو مال اس طرح نہ ملے اس کا دل میں خیال نہ لاؤ۔ سالم بیان کرتے ہیں اسی وجہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی سے کچھ مانگتے نہیں تھے اور جو چیز ملتی تھی اس کو رد نہیں کرتے تھے۔

[2407] (...) وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ بِمِثْلِ ذٰلِكَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ السَّعْدِيِّ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

[2407] امام صاحب ایک دوسری سند سے، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

[2406] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٦٩٠٠)

[2407] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاحكام، باب: رزق الحاكم والعاملين عليها برقم (٧١٦٣) بمعناه۔ واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الزكاة، باب: فی الاستعفاف برقم (١٦٤٧) واخرجه كذلك فی الخراج والامارة والفیء، باب: فی ارزاق العمال برقم (٢٩٤٤) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الزكاة، باب: من آتاه الله عزوجل مالا من غير مسألة برقم (٥/ ١٠٣، ٥/ ١٠٤، ٥/ ١٠٥) مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٤٨٧)

[2408] ۱۱۲۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ الْمَالِكِيِّ أَنَّهُ قَالَ اسْتَعْمَلَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا وَأَدَّيْتُهَا إِلَيْهِ أَمَرَلِي بِعُمَالَةٍ فَقُلْتُ إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلّٰهِ وَأَجْرِيْ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ خُذْمَا أُعْطِيْتَ فَإِنِّي عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَعَمَّلَنِيْ فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا أُعْطِيْتَ شَيْئًا مِّنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ)).

[2408]۔ابن الساعدی مالکی سے روایت ہے کہ مجھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے صدقہ کی وصولی کے لیے مقرر کیا، تو جب میں اس کام سے فارغ ہوا، اور انہیں صدقہ کا مال لا کر دے دیا، انہوں نے میرے کام کی مزدوری مجھے دینے کا حکم دیا، تو میں نے عرض کیا، میں نے تو یہ کام محض اللہ کی رضا کی خاطر کیا ہے اور میرا اجر اللہ کے پاس ہے تو انہوں نے کہا، جو تمہیں دیا جا رہا ہے لے لو، کیونکہ میں نے یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کیا تھا، تو آپ نے مجھے میرے کام کی مزدوری دینا چاہی، تو میں نے بھی تیرے والا جواب دیا۔ (تمہارے والی بات کہی) تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں بغیر مانگے کوئی چیز دی جائے، تو اسے استعمال کرو (اور چاہو تو) صدقہ کر دو۔

[2409] (. . .) وَحَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ ابْنِ الْأَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ السَّعْدِيِّ أَنَّهُ قَالَ اسْتَعْمَلَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَلَى الصَّدَقَةِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ

[2409] ابن الساعدی بیان کرتے ہیں کہ مجھے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صدقہ وصول کرنے کے لیے عامل بنایا اور لیث کی طرح روایت بیان کی۔

فائدہ:...... احادیث بالا سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابن السعدی کا کمال زہد اور دنیوی مال و دولت سے بے رغبتی کا اظہار ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے اگر حکومت کسی انسان کو کوئی چیز اس کی قوی و دینی یا ملی خدمات کے عوض کوئی سند یا نشان اور مالی مفاد دے، جیسے نشان حیدر، ستارہ جرأت تو اس کا لینا جائز ہے، لیکن اگر وہ سیاسی رشوت کے طور پر یہ نشانات یا روٹ پرمٹ، امپورٹ، ایکسپورٹ کے لائسنس اور ٹھیکے دے، تاکہ وہ اس کے ناجائز اور غلط کاموں میں اس کی حمایت کرے اور دین فروشی کرے تو یہ چیزیں لینا ناجائز اور حرام ہے۔ لیکن اگر

[2408] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٠٤)
[2409] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٠٤)

ناجائز کاموں کی حمایت اور اس کی آبیاری مقصود نہ ہو، محض تالیف قلبی یا کسی دینی ضرورت کے لیے اس کو حج، عمرہ یا کسی غیر ملکی اور یا ملکی کانفرنس میں شرکت کی دعوت ہو، تو پھر حسب ضرورت جائز ہے۔ بشرطیکہ یہ چیز اس کے دامن کو داغدار نہ کرے اور لوگوں میں اس کے بارے میں غلط تاثر قائم نہ ہو سکے۔

٣٩...... بَاب: كَرَاهَةِ الْحِرْصِ عَلَى الدُّنْيَا

باب ٣٩: حرصِ دنیا کی کراہت و ناپسندیدگی

[2410] ١١٣-(١٠٤٦) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ ((قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ حُبِّ الْعَيْشِ وَالْمَالِ)).

[2410]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کی محبت میں جوان رہتا ہے، زندگی کی محبت اور مال کی محبت۔

[2411] ١١٤-(...) وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ ((قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ طُولِ الْحَيَاةِ وَحُبِّ الْمَالِ)).

[2411]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو چیزوں کی محبت میں بوڑھے کا دل جوان رہتا ہے، طویل زندگی اور مال کی محبت میں۔

[2412] ١١٥-(١٠٣٧) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ يَحْيَى أَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ

[2410] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٧٠٩)

[2411] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الرقاق، باب: من بلغ ستين سنة فقد اعذر الله اليه في العمر برقم (٦٤٢) انظر (التحفة) برقم (١٣٣٢٤)

[2412] اخرجه الترمذي في (المجتبى) في الزهد، باب: ما جاء في قلب الشيخ شاب على حب اثنتين برقم (٢٣٣٩) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الزهد، باب: الاهل والاجل برقم (٤٢٣٤) انظر (التحفة) برقم (١٤٣٤)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ)).

[2412]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے (بڑھاپے کے سبب اس کی ساری قوتیں کمزور پڑ جاتی ہیں) مگر اس کے نفس کی دو خصلتیں اور زیادہ جوان (طاقتور) ہو جاتی ہیں، دولت کی حرص اور زیادتی عمر کی حرص۔

فائدہ:...... تجربہ اور مشاہدہ شاہد ہے کہ انسانوں کا عام حال یہی ہے کیونکہ انسان کے نفس میں بہت سی غلط خواہشات جنم لیتی ہیں، جو اسی صورت میں پوری ہوسکتی ہیں، جبکہ اس کے ہاتھ میں مال و دولت ہو اور ان خواہشوں کی لذتوں اور بربادیوں سے محفوظ رکھنا عقل وشعور کا کام ہے، بڑھاپے میں جب عقل مضمحل اور کمزور ہو جاتی ہے تو اس کا خواہشات پر کنٹرول ڈھیلا پڑ جاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عمر کے آخری حصہ میں بہت سی خواہشات، ہوس کا درجہ اختیار کر لیتی ہیں اور اس کی وجہ سے عمر کی زیادتی کے ساتھ مال و دولت کی حرص اور چاہت اور بڑھ جاتی ہے تاکہ وہ خوب کھیل کھیلے لیکن اللہ کے نیک بندے جنھوں نے اس دنیا اور اس کی خواہشات کی حقیقت اور اس کے انجام کو سمجھ لیا ہے اور اپنے نفسوں کی صحیح تربیت کی ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

[2413] (. . .) وَحَدَّثَنِي اَبُوْغَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ نَبِيَّ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ

[2413] امام صاحب نے اپنے دو اور استادوں سے یہی روایت نقل کی ہے۔

[2414] (. . .) وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ

[2414] امام صاحب نے اپنے دو استادوں سے اس کے ہم معنی روایت بیان کی ہے اور اس میں شعبہ کے قتادہ سے اور قتادہ کے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع کی صراحت موجود ہے (جبکہ اوپر کی روایات میں عن قتادہ، عن انس ہے)۔

[2413] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الرقاق، باب: من بلغ ستين سنة فقد اعذر الله عليه في العمر برقم (٦٤٢١) انظر (التحفة) برقم (١٣٦١)

[2414] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الرقاق، باب: من بلغ ستين سنة فقد اعذر الله اليه في العمر برقم (٦٤٢١) انظر (التحفة) برقم (١٢٥٨)

۴۰...... بَاب لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَيْنِ لَابْتَغَى ثَالِثًا

باب ٤٠: اگر ابن آدم کے پاس (مال کی) دو وادیاں (دو میدان یا دو جنگل) ہوں تو وہ تیسری وادی تلاش کرے گا

[2415] ١١٦ـ(١٠٤٨) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى أَحَدَّثَنَا . وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَّالٍ لَابْتَغَى وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ)).

[2415] ـحضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ابن آدم (آدمی) کے پاس مال کے بھرے ہوئے دو میدان اور دو جنگل ہوں تو وہ تیسرا اور چاہے گا، اور آدمی کا پیٹ تو بس مٹی سے ہی بھرے گا (مال و دولت کی ہوس ختم نہ ہونے والی ہوس کا خاتمہ بس قبر میں جا کر ہوگا)۔ اور اللہ اس بندے پر عنایت اور مہربانی فرماتا ہے جو اپنا رخ اور اپنی توجہ اس کی طرف کر لیتا ہے۔

[2416] (. . .) وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فَلَا أَدْرِي أَشَيْءٌ أُنْزِلَ أَمْ شَيْءٌ كَانَ يَقُوْلُهُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ أَبِي عَوَانَةَ .

[2416] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اور مجھے پتہ نہیں ہے کہ آپ پر وہ بات نازل ہوئی تھی یا آپ از خود فرما رہے تھے، آگے ابوعوانہ کی مذکورہ بالا روایت ہے۔

[2417] ١١٧ـ(. . .) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((أَنَّهُ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادٍ مِّنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنَّ لَهُ وَادِيًا آخَرَ لَنْ يَّمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ وَاللّٰهُ يَتُوْبُ عَلَى مَنْ تَابَ)).

[2417] ـحضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ابن آدم کے پاس سونے کا بھرا ہوا میدان یا جنگل ہو تو وہ چاہے گا اسے ایک اور وادی مل جائے، اور اس کا منہ (حرص و آز) تو مٹی ہی

[2415] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٩)
[2416] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٨٧)
[2417] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٦٨)

بھرے گی، اور اللہ اپنا رخ اور اپنی توجہ اللہ کی طرف کرنے والے پر نظر عنایت فرماتا ہے۔

[2418] ۱۱۸۔(۱۰۴۹) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَآءَ يَقُوْلُ

ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ يَقُوْلُ ((لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ مِلْءَ وَادٍ مَالاً لَاَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ اِلَيْهِ مِثْلَهُ وَلَا يَمْلَأُ نَفْسَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَاللّٰهُ يَتُوْبُ عَلٰى مَنْ تَابَ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَلَا اَدْرِيْ اَمِنَ الْقُرْاٰنِ هُوَ اَمْ لَا قَالَ وَفِيْ رِوَايَةِ زُهَيْرٍ قَالَ فَلَا اَدْرِيْ اَمِنَ الْقُرْاٰنِ لَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما

[2418]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اگر آدمی کے پاس مال سے بھری ہوئی وادی ہو تو وہ چاہے گا اس کو اس جیسی اور مل جائے، اور آدمی کے نفس کو مٹی ہی (قبر میں) بھرے گی، اور اللہ حرص و آز سے باز آنے والے پر رحمت و عنایت فرماتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں یہ قرآن میں سے ہے یا نہیں، اور زہیر کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول مذکور نہیں ہے۔

[2419] ۱۱۹۔(۱۰۵۰) حَدَّثَنِيْ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِيْ حَرْبِ بْنِ اَبِي الْاَسْوَدِ

عَنْ اَبِيْ قَالَ بَعَثَ اَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ رضی اللہ عنہ اِلٰى قُرَّآءِ اَهْلِ الْبَصْرَةِ فَدَخَلَ اِلَيْهِ ثَلَاثُ مِائَةِ رَجُلٍ قَدْ قَرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَقَالَ اَنْتُمْ خِيَارُ اَهْلِ الْبَصْرَةِ وَقُرَّاؤُهُمْ فَاتْلُوْهُ وَلَا يَطُوْلَنَّ عَلَيْكُمُ الْاَمَدُ فَتَقْسُوَ قُلُوْبُكُمْ كَمَا قَسَتْ قُلُوْبُ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَاِنَّا كُنَّا نَقْرَأُ سورة كُنَّا نُشَبِّهُهَا فِي الطُّوْلِ وَالشِّدَّةِ بِبَرَآءَةٍ فَاُنْسِيْتُهَا غَيْرَ اَنِّيْ قَدْ حَفِظْتُ مِنْهَا لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَّالٍ لَابْتَغٰى وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَكُنَّا نَقْرَأُ سُوْرَةً كُنَّا نُشَبِّهُهَا بِاِحْدَى الْمُسَبِّحَاتِ فَاُنْسِيْتُهَا غَيْرَ اَنِّيْ قَدْ حَفِظْتُ مِنْهَا يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ فَتُكْتَبُ شَهَادَةٌ فِيْ اَعْنَاقِكُمْ لَتُسْاَلُوْنَ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

[2419]۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کے قاریوں کو بلوایا، تو ان کے پاس تین سو (۳۰۰) آدمی آئے، جو قرآن پڑھ چکے تھے تو انہوں نے کہا، تم اہل بصرہ کے بہترین افراد اور ان کے قاری ہو، قرآن پڑھتے

[2418] اخرجه البخاري في (صحيحة) في الرقاق، باب: ما يتقى من فتنة المال، وقوله تعالى: ﴿انما اموالكم واولادكم فتنة﴾ برقم (٦٤٣٦) و (٦٤٣٧) انظر (التحفة) برقم (٥٩١٨)

[2419] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٩٠١٢)

رہا کرو، کہیں طویل مدت گزرنے سے تمہارے دل سخت نہ ہو جائیں، جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کے دل سخت ہوگئے۔ اور ہم ایک سورۃ پڑھا کرتے تھے جسے ہم طوالت اور (وعیدوں) کی سختی میں سورہ براۃ سے تشبیہ دیا کرتے۔ تو میں اسے بھول گیا، ہاں اس کا یہ ٹکڑا مجھے یاد ہے، اگر آدمی کے پاس مال کے دو میدان ہوں تو وہ تیسرا میدان چاہے گا اور آدمی کے پیٹ کو تو مٹی ہی بھرے گی، اور ہم ایک سورۃ پڑھا کرتے تھے جس کو ہم مسبحات کی سورت سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ اس کو بھی میں بھلا چکا ہوں، ہاں اس سے مجھے یہ یاد ہے اے ایمان والو! ایسی بات کا دعویٰ کیوں کرتے ہو، جو کرتے نہیں ہو، وہ گواہی کے طور پر تمہاری گردنوں میں لکھ دی جائے گی، اور قیامت کے دن تم سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔

فائدہ:...... (۱) مال و دولت کی حرص و ہوس عام انسانوں کی گویا فطرت ہے، اگر دولت سے ان کا گھر بھی بھرا ہو اور جنگل کے جنگل اور میدان کے میدان بھی بھرے پڑے ہوں۔ تب بھی ان کا دل قانع نہیں ہوتا ہے اور وہ اس میں اور زیادتی اور اضافہ ہی چاہتے ہیں اور زندگی کی آخری سانس تک ان کی ہوس کا یہی حال رہتا ہے، اور بس قبر میں ہی جا کر دولت کی اس بھوک اور ہوس سے ان کو چھٹکارا ملتا ہے، آج کل کے جاگیردار، سرمایہ دار و صنعت کار اور سول و فوجی بیوروکریٹس، بلکہ ہر تاجر اور دکاندار اور ہر ملازم اس حرص و ہوس کی زندہ مثال بن چکا ہے البتہ جو بندے دنیا اور دنیا کی مال و دولت سے اپنا رخ اللہ کی طرف پھیر لیں اور اس سے اپنا تعلق جوڑ لیں ان پر اللہ کی خصوصی عنایت نازل ہوتی ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ اطمینان قلب، غنائے نفس اور قناعت نصیب فرما دیتا ہے۔ (۲) قرآن مجید کی بعض سورتیں، آغاز میں آخرت کی فکر اور دنیا سے زہد و بے رغبتی کے سلسلہ میں عارضی طور پر اتریں تھیں۔ لیکن چونکہ ان کا قرآن کی حیثیت سے باقی رہنا منظور نہیں تھا۔ اس لیے وہ رسول اور امت کے ذہن سے اتر گئیں۔ اس لیے بعض صحابہ کے ذہن میں کچھ معنی و مفہوم تو محفوظ رہا، لیکن ان کے صحیح الفاظ اور قرآنی اسلوب و بلاغت محفوظ نہ رہا اور اب وہ قرآن کا حصہ نہیں ہیں۔ اس لیے قرآن ہونے کی شروط بھی ان کے اندر مفقود ہیں اور مسبحات سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کے شروع سبحان کا لفظ یا اس کے مشتقات سبّح، یسبح سبح اسم ربك وغیرہ آئے ہیں۔

۴۱...... بَاب لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ

باب ٤١: غنی و تونگری ساز و سامان کی کثرت کا نام نہیں ہے۔ (قناعت کی فضیلت اور اس کی ترغیب)

[2420] ۱۲۰-(۱۰۵۱) وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

[2420] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الزهد، باب: القناعة برقم (٤١٣٧) انظر (التحفة) برقم (١٣٦٩٢)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ)).

[2420]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دولت مندی مال و دولت یا مال و اسباب کی کثرت سے حاصل نہیں ہوتی، بلکہ حقیقی دولت مندی دل کی بے نیازی ہے۔

فائدہ:...... تونگری اور محتاجی، خوشحالی اور بدحالی کا تعلق روپیہ پیسہ اور مال و اسباب سے زیادہ آدمی کے دل سے ہے اگر دل غنی اور بے نیاز ہے تو آدمی تونگر اور خوشحال ہے اور اگر دل حرص و طمع کا اسیر ہے تو دولت کے ڈھیروں کے باوجود وہ خوشحالی سے محروم اور محتاج و پریشان حال ہے، سعدی علیہ الرحمہ کا مشہور قول ہے وتونگری بدل است نہ بہ مال۔

۴۲...... بَاب تَخَوُّفِ مَا يَخْرُجُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا

باب ۴۲: دنیا کی جو رونق وخوبی حاصل ہوگی اس سے ڈرانا۔ (دنیا کی زینت، اور اس کی وسعت وفراخی سے فریب کھانے سے ہوشیار اور چوکنا کرنا)۔

[2421] ۱۲۱۔(۱۰۵۲) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ ((لَا وَاللّٰهِ مَا اَخْشٰی عَلَيْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ اِلَّا مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا)) فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَاعَةً ثُمَّ قَالَ ((كَيْفَ قُلْتَ)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْخَيْرَ لَا يَاْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ اَوْ خَيْرٌ هُوَ ((اِنَّ كُلَّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ حَبَطًا اَوْ يُلِمُّ اِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضِرِ اَكَلَتْ حَتّٰی اِذَا امْتَلَاَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ ثَلَطَتْ اَوْ بَالَتْ ثُمَّ اجْتَرَّتْ فَعَادَتْ فَاَكَلَتْ فَمَنْ يَّاْخُذُ مَالًا بِحَقِّهٖ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ يَّاْخُذُ مَالًا بِغَيْرِ حَقٍّ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الَّذِیْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ)).

[2421] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الفتن، باب: فتنة المال برقم (۳۹۹۵) انظر (التحفة) برقم (۴۲۷۳)

[2421] حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! مجھے تمہارے بارے۔ اے لوگو! دنیا کی زیب وزینت جو تمہیں حاصل ہوگی کے سوا اور کس چیز کا خطرہ یا خدشہ واندیشہ نہیں ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا خیر، شر کا سبب بنے گا؟ (خیر کے نتیجہ میں شر پیدا ہوگا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ وقت کے لیے خاموش ہو گئے پھر فرمایا: تم نے کیا کہا تھا؟ اس نے کہا، اے اللہ کے رسول! میں نے عرض کیا تھا۔ کیا خیر کے سبب شر پیدا ہو سکتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: خیر، خیر ہی کا پیش خیمہ ہوتا ہے لیکن کیا دنیا کی زیب وزینت اور اس کی بھجت ورونق خیر ہے، جو سبزہ موسم بہار اگاتا ہے، وہ اپھارے سے مار ڈالتا ہے یا قریب المرگ کر دیتا ہے، مگر سبزہ کھانے والا وہ جانور جو کھاتا ہے اور جب اس کی کوکھیں بھر جاتی ہیں (وہ سیر ہو جاتا ہے) وہ سورج کا رخ کرتا ہے اور بیٹھ کر گوبر اور پیشاب کرتا ہے پھر جگالی کرتا ہے اور ہضم کرنے کے بعد دوبارہ چرنے چگنے لگتا ہے تو جو انسان مال جائز طریقہ سے لیتا ہے، اس کے لیے وہ برکت کا باعث بنتا ہے اور جو انسان مال ناجائز طریقہ سے حاصل کرتا ہے وہ اس انسان کی طرح ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔

[2422] ١٢٢-(. . .) حَدَّثَنِيْ اَبُوالطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((قَالَ اَخْوَفُ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مَّا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا قَالُوْا وَمَا زَهْرَةُ الدُّنْيَا)) يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَرَكَاتُ الْاَرْضِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ قَالَ ((لَايَاْتِي الْخَيْرُ اِلَّا بِالْخَيْرِ لَايَاْتِي الْخَيْرُ اِلَّا بِالْخَيْرِ لَايَاْتِي الْخَيْرُ اِلَّا بِالْخَيْرِ اِنَّ كُلَّ مَا اَنْبَتَ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ اَوْ يُلِمُّ اِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضِرِ فَاِنَّهَا تَاْكُلُ حَتّٰى اِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ ثُمَّ اجْتَرَّتْ وَبَالَتْ وَثَلَطَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَاَكَلَتْ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهُ بِحَقِّهٖ وَوَضَعَهُ فِيْ حَقِّهٖ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ وَمَنْ اَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهٖ كَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ)).

[2422] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الزكاة، باب: الصدقة على اليتامى برقم (١٤٦٥) واخرجه كذلك فی الجهاد، باب: فضل النفقة فی سبيل الله برقم (٢٨٤٢) واخرجه كذلك فی الجمعة، باب: يستقبل الامام القوم واستقبال الناس الامام اذا خطب برقم (٩٢١) واخرجه كذلك فی الرقاق، باب: ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها برقم (٦٤٢٧) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الزكاة، باب: الصدقة على اليتيم برقم (٥/ ٩٠، ٥/ ٩١) انظر (التحفة) برقم (٤١٦٦)

[2422]۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خطرہ اور اندیشہ دنیا کی اس زینت اور تازگی کا ہے جو اللہ تعالیٰ تمہیں دے گا۔صحابہ نے عرض کیا: دنیا کی رونق اور ترو تازگی سے کیا مراد ہے؟ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: زمین کی برکات۔انہوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا خیر، شر کے لانے کا سبب بن جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: خیر، خیر ہی کے لانے کا سبب بنتا ہے خیر، خیر ہی لاتا ہے خیر، خیر کا ہی پیش خیمہ ہے، جو سبزہ اور نباتات موسم بہار اگاتا ہے وہ قتل کر دیتا ہے یا قریب الموت کر دیتا ہے مگر وہ چرنے والا جانور، جو چرتا چگتا ہے جب اس کی دونوں کوکھیں پھول جاتی ہیں (وہ سیر ہو جاتا ہے) تو وہ سورج کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتا ہے، پھر جگالی کرتا ہے، پیشاب کرتا ہے اور گوبر کرتا ہے، پھر اٹھ کر دوبارہ کھانا شروع کر دیتا ہے یہ مال سرسبز و شاداب اور شیریں ہے، تو جو اسے جائز طریقہ سے لے گا اور جائز موقع و محل پر خرچ کرے گا، تو وہ بہت ہی معاون و مددگار ہے اور جو اسے ناجائز طریقہ سے لے گا۔وہ اس انسان کی طرح ہے جو کھاتا ہے، سیر نہیں ہوتا۔

[2423] ۱۲۳۔(. . .) وَحَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِیِّ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ كَثِیْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ اَبِیْ مَیْمُوْنَةَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ یَسَارٍ

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَی الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ فَقَالَ ((اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَیْكُمْ بَعْدِیْ مَا یُفْتَحُ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ مِّنْ زَهْرَةِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتِهَا)) فَقَالَ رَجُلٌ اَوْ یَاتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِیْلَ لَهٗ مَا شَانُكَ تُكَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَا یُكَلِّمُكَ قَالَ وَرَاَیْنَا اَنَّهٗ یُنْزَلُ عَلَیْهِ فَاَفَاقَ یَمْسَحُ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ ((اَنّٰی هٰذَا السَّآئِلُ)) وَكَاَنَّهٗ حَمِدَهٗ فَقَالَ ((اِنَّهٗ لَا یَاْتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ وَاِنَّ مِمَّا یُنْبِتُ الرَّبِیْعُ یَقْتُلُ اَوْ یُلِمُّ اِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضِرِ فَاِنَّهَا اَكَلَتْ حَتّٰی اِذَا امْتَلَاَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَیْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ وَاِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ هُوَ لِمَنْ اَعْطٰی مِنْهُ الْمِسْكِیْنَ وَالْیَتِیْمَ وَابْنَ السَّبِیْلِ)) اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَاِنَّهٗ مَنْ یَّاْخُذُهٗ بِغَیْرِ حَقِّهٖ كَالَّذِیْ یَاْكُلُ وَلَا یَشْبَعُ وَیَكُوْنُ عَلَیْهِ شَهِیْدًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ)).

[2423] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٤١٩)

[2423]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم آپ کے اردگرد بیٹھ گئے، تو آپ نے فرمایا: مجھے اپنے بعد تمہارے بارے جس چیز کا خطرہ اور خدشہ ہے، وہ دنیا کی رونق وشادابی اور زینت ہے جو تمہارے لیے وافر کر دی جائے گی۔ یا عام کر دی جائے گی۔ تو ایک آدمی نے عرض کیا۔ کیا خیر، شر لاتا ہے؟ اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جواب دینے سے خاموش رہے، اسے کہا گیا تیرا کیا معاملہ ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری گفتگو کا جواب نہیں دیتے۔ اور ہم نے دیکھا، آپ پر وحی اتاری جا رہی ہے، آپ پسینہ پونچھتے ہوئے، اپنے معمول کی حالت میں آ گئے، اور آپ نے فرمایا: یہ سائل (قابل قدر اور لائق تعریف ہے) گویا کہ آپ نے اس کی تحسین فرمائی، اور فرمایا (واقعہ یہ ہے کہ خیر، شر کا سبب نہیں بنتا لیکن) موسم ربیع جو چارہ اور گھاس اگاتا ہے (اس کا زیادہ استعمال) قتل کر دیتا ہے یا قریب الموت کر دیتا ہے، مگر سبزہ کھانے والا وہ حیوان، جو کھاتا ہے، حتی کہ جب اس کی کوکھیں بھر جاتی ہیں وہ تو سورج کی ٹکیہ طرف منہ کر کے بیٹھ جاتا ہے، پھر گوبر لید اور پیشاب کرتا ہے (ہضم کرنے کے بعد) پھر دوبارہ چرتا چگتا ہے اور بلاشبہ یہ (دنیا کا) مال سرسبز وشاداب اور شیریں ہے اور یہ مسلمان کا بہترین ساتھی ہے۔ جو اس میں سے مسکین، یتیم اور مسافر کو دیتا ہے (یا جو الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے) اور حقیقت یہ ہے جو اس کو ناحق طور پر لیتا ہے وہ اس انسان کی طرح ہے جو کھاتا ہے سیر نہیں ہوتا۔ اور وہ قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ بنے گا۔

فوائد: ...... ❶ مال ودولت کی کثرت اور فراوانی خطرناک ہے کیونکہ ان الانسان لیطغیٰ ان راہ استغنی بے شک انسان، حد سے نکل جاتا ہے اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے کہ وہ غنی ہو گیا ہے اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو، اپنے بعد حاصل ہونے والے مال واسباب کی کثرت اور زیادتی سے ڈرایا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان انسانوں کے امتحان وابتلاء کی خاطر، مال ودولت میں حسن وزیبائش اور رونق وبھجت رکھی ہے تاکہ اس کی طرف اس کی نظریں اٹھیں اور ان میں بچ جائے اور اس میں شیرینی ومٹھاس رکھی ہے تاکہ وہ اس کے دل کو لبھائے اور وہ اس کو ہر حالت میں اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ ❷ دنیا کا مال ودولت اگر جائز طریقہ سے حاصل کیا جائے اور اس کے حصوں میں ناجائز ذرائع اختیار نہ کیے جائیں اور اس کو اسراف وتبذیر میں پڑ کر عیش وعشرت میں صرف نہ کیا جائے بلکہ جس طرح صحیح اور جائز طریقہ سے کمایا ہے اس طرح صحیح اور جائز مصرف میں اس کو صرف کیا جائے اور اس کی محبت میں گرفتار ہو کر، دین وایمان اور ان کے تقاضوں سے انحراف واعراض کرتے ہوئے اس پر سانپ بن کر نہ بیٹھا جائے: تو یہ انسان کا بہترین ساتھی اور معاون ہے انسان اس سے ہر قسم کے امور خیر اور نیک مقاصد میں حصہ لے سکتا ہے اور تمام اہل حقوق کے حق ادا کر سکتا ہے اور ایسی صورت میں یہ خیر ہی ہے اور خیر ہی کا باعث ہے لیکن اگر انسان اس کو جائز طریقہ سے نہیں کماتا یا اس کو عیش و

عشرت میں اڑاتا ہے یا اس کی محبت میں گرفتار ہو کر اس کو سمیٹ سمیٹ کر رکھتا ہے تو پھر یہ انسان کی تباہی و بربادی کا باعث ہے، جیسا کہ آج کل دولت کی ریل وپیل نے اہل ثروت اور اصحاب مال کو الا ماشاء اللہ دین اہل دین اور قوم وملت کے مفادات سے یکسر غافل کر دیا ہے اور انہیں ہر وقت یہی دھن اور فکر رہتی ہے کہ کس طرح زیادہ مال جمع کیا جائے ان کی مثال اس حیوان کی ہے، جو موسم ربیع کے بہترین سبزہ کو دیکھ کر بلا تحاشا کھائے جاتا ہے حتی کہ اس کا پیٹ پھول جاتا ہے اور انتڑیاں پھٹ جاتی ہیں اور وہ مر جاتا ہے یا اس کی کوکھ کو کاٹ کر پیٹ سے سبزہ نکال کر بچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور ایسا انسان مال و دولت کی حرص و آز میں اس انسان کی طرح ہو جاتا ہے جسے بھوک کی بیماری لاحق ہوتی ہے اور اس کی بھوک کبھی بھی نہیں مٹتی، اس طرح ان اصحاب ثروت کی ہوس پوری نہیں ہوتی (جیسا کہ پچھلے باب کی احادیث میں گزر چکا ہے) انہیں مال بڑھانے کی فکر دامن گیر رہتی ہے اور مال ہی ان کا معبود مطلوب اور مقصود ٹھہرتا ہے۔

۴۳...... بَاب: فَضْلِ التَّعَفُّفِ وَالصَّبْرِ

باب ۴۳: عفت (سوال سے بچنا) اور صبر کی فضیلت (سوال نہ کرنے، صبر اور قناعت کی فضیلت اور ان سب کی ترغیب دلانا)

[2424] ۱۲۴-(۱۰۵۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ رضی اللہ عنہم سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ حَتّٰى اِذَا نَفِدَمَا عِنْدَهٗ قَالَ ((مَا يَكُنْ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهٗ عَنْكُمْ وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَّصْبِرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا اُعْطِيَ اَحَدٌ مِّنْ عَطَآءٍ خَيْرٌ وَّاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ)).

[2424]۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ انصاری لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا

[2424] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الزكاة، باب: الاستعفاف عن المسألة برقم (١٤٦٩) واخرجه كذلك فی الرقاق، باب: الصبر عن محارم الله برقم (٦٤٧٠) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الزكاة، باب: الاستعفاف برقم (١٦٤٤) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی البر والصلة، باب: ما جاء فی الصبر برقم (٢٠٢٤) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الزكاة، باب: الاستعفاف عن المسألة برقم (٥/ ٩٦) انظر (التحفة) برقم (٤١٥٢)

آپ نے ان کو دے دیا، انہوں نے پھر مانگا، آپ نے دے دیا۔ حتی کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا تو آپ نے فرمایا: میرے پاس جو بھی مال ہوگا میں اسے ہرگز تم سے ذخیرہ کر کے نہیں رکھوں گا (تمہیں دوں گا) اور جو سوال سے بچنے کی کوشش کرے گا اللہ اسے بچنے کی توفیق دے گا۔ (اسے مال وقناعت سے نوازے گا) اور جو لوگوں سے بے نیازی اختیار کرے گا اللہ اس کو بے نیاز کر دے گا اور جو صبر کرے گا (سوال سے باز رہے گا) اللہ تعالیٰ اس کو صبر کی قوت عنایت فرمائے گا۔ اور کسی کو صبر سے بہتر اور وسیع عطیہ نہیں دیا گیا۔

فائدہ:...... اگر انسان اپنے اندر اخلاص و دیانت سے مقدور بھر اچھی اور اعلیٰ صفات پیدا کرنے کی کوشش اور محنت کرتا ہے اور اس کے لیے محنت و مشقت برداشت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان صفات سے متصف ہونے کی توفیق دیتا ہے۔ اور اس کو مشکل اور تنگ حالات سے نکالتا ہے۔

[2425] (. . .) وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ

[2425] مصنف صاحب اس کے ہم معنی روایت اپنے دوسرے استاد سے بیان کی ہے۔

۴۴...... بَاب فِي الْكَفَافِ وَالْقَنَاعَةِ

باب ٤٤: گزران اور قناعت

[2426] ۱۲۵-(۱۰۵٤) وَحَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوعَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِي شُرَحْبِيْلُ وَهُوَ ابْنُ شَرِيْكٍ عَنْ اَبِی عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَّقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ)).

[2426] - حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کامیاب و بامراد ہوا وہ انسان جو مسلمان ہو گیا اور اسے بقدر کفاف روزی ملی اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو کچھ دیا اس پر قناعت کی توفیق بخشی۔

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ جس بندہ کو ایمان و اسلام کی دولت نصیب فرمائے اور ساتھ ہی اس دنیا میں رہنے سہنے کے لیے بقدر ضرورت سامان فراہم فرمائے تا کہ کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور

[2425] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (۲٤۲۱)

[2426] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الزهد، باب: ما جاء فى الكفاف والصبر عليه برقم (۲۳٤۸) واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الزهد، باب: القناعة برقم (٤۱۳۸) انظر (التحفة) برقم (۸۸٤۸)

پھر اللہ تعالیٰ اس کے دل کو قناعت اور طمانیت کی دولت بھی نصیب فرما دے۔تو یہ اس پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے اور اس اکیلے کامیابی وکامرانی کی دلیل ہے۔

[2427] ١٢٦-(١٠٥٥) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ وَاَبُوْ سَعِيْدِ الْاَشَجُّ قَالُوْا نَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ ح وَحَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ كِلَاهُمَا عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا)).

[2427]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! آل محمد کو اس قدر روزی عنایت فرما جو اس کی ضرورت پوری کر سکے۔

فائدہ:......قوت اتنی خوراک کو کہتے ہیں جو انسان کو مرنے نہ دے یعنی جسم و جان کے رشتہ کو برقرار رکھے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء اور داعیان دین کے لیے بہتر صورت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بقدر ضرورت دے تا کہ وہ کسی کے دست نگر نہ ہوں، لیکن دنیوی تکلفات آرائش و آسائش اور ٹھاٹھ باٹھ سے بچ کر رہیں تا کہ غریب اور کم مال لوگوں کے لیے وہ نمونہ بنیں، وہ مال و دولت کے زیادہ سے زیادہ حصول کو نصب العین نہ بنائیں، لیکن ایسی زندگی سے اللہ کی پناہ مانگیں، جس میں انہیں دوسروں کا دست نگر ہونا پڑے یا سرمایہ داروں کی چاپلوسی اور تملق سے کام لینا پڑے۔اور اپنے دینی مشاغل کے لیے ان کے پیچھے پیچھے بھاگنا پڑے۔

۴۵...... بَاب: اِعْطَاءِ مَنْ سَالَ بِفُحْشٍ وَغِلْظَةٍ

باب ٤٥: جس نے بے باکی و بے حیائی سے اور سختی سے سوال کیا اس کو دینا

[2428] ١٢٧-(١٠٥٦) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِیُّ قَالَ اِسْحٰقُ اَحَدَّثَنَا . وَقَالَ الْاٰخَرَانِ نَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ قَالَ

[2427] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الرقاق، باب: كيف كان عيش النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه وتخليهم عن الدنيا برقم (٦٤٦٠) واخرجه مسلم فی (صحيحه) فی الزهد والرقائق، باب: الدنيا سجن المومن وجنة الكافر برقم معيشة النبی صلی اللہ علیہ وسلم واهله برقم (٢٣٦١) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الزهد، باب: القناعة برقم (٤١٣٩) انظر (التحفة) برقم (١٤٨٩٨)

[2428] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٤٥٧)

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَسْمًا فَقُلْتُ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَغَيْرُ هٰؤُلَاءِ كَانَ اَحَقَّ بِهٖ مِنْهُمْ قَالَ ((اِنَّهُمْ خَيَّرُوْنِيْ بَيْنَ اَنْ يَّسْاَلُوْنِيْ بِالْفُحْشِ اَوْ يُبَخِّلُوْنِيْ فَلَسْتُ بِبَاخِلٍ)).

[2428]۔حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم کیا۔تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! ان کے علاوہ دوسرے لوگ اس کے زیادہ حقدار تھے آپ نے فرمایا: انہوں نے سوال پر اصرار کر کے ایسی صورت حال بنا دی تھی کہ یا تو یہ لوگ مجھ سے بے حیائی اور بے شرمی سے مانگیں گے یا مجھے بخیل قرار دیں گے تو میں بخیل نہیں ہوں۔

فائدہ:...... بسا اوقات کسی کے شر اور فساد سے بچنے کے لیے نا اہل ہونے کے باوجود، اسے کچھ مادی مفاد پہنچا کر اس کا منہ بند کرنا، وقت کے حالات و ظروف کا تقاضا ہوتا ہے اور مصلحت و حکمت اس کا تقاضا کرتی ہے اور ایسے کرنا پڑتا ہے۔

[2429] ۱۲۸۔(۱۰۵۷) حَدَّثَنِيْ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا ح وَحَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَاللَّفْظُ لَهٗ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَاَدْرَكَهٗ اَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهٗ بِرِدَائِهٖ جَبْذَةً شَدِيْدَةً فَنَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عُنُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْلِيْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ .

[2429]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا جبکہ آپ ایک نجران چادر، جس کے کنارے موٹے تھے، اوڑھے ہوئے تھے۔آپ کو ایک بدوی آ ملا اور اس نے آپ کی چادر کو اس قدر زور سے کھینچا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کے ایک طرف دیکھا، جس پر اس کے انتہائی زور سے کھینچنے کے باعث چادر کے حاشیہ (کنارہ) نے نشان بنا ڈالا تھا، پھر اس نے کہا، اے محمد! اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے، اس میں سے مجھے بھی دینے کا حکم دیجیے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہو کر ہنس پڑے اور اسے کچھ دینے کا حکم دیا۔

[2429] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی فرض الخمس، باب: ما كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعطی المؤلفة قلوبهم وغیرهم من الخمس ونحوه برقم (۳۱۴۹) واخرجه كذلك فی اللباس، باب: البرود←

[2430] (...) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ بْنُ عَبْدِالْوَارِثِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ح وَحَدَّثَنِى زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ ح وَحَدَّثَنِى سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُغِيْرَةِ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِى طَلْحَةَ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِى طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَفِى حَدِيْثِ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ مِّنَ الزِّيَادَةِ قَالَ ثُمَّ جَبَذَهُ اِلَيْهِ جَبْذَةً رَّجَعَ نَبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِى نَحْرِ الْاَعْرَابِيِّ وَفِى حَدِيْثِ هَمَّامٍ فَجَاذَبَهُ حَتّٰى انْشَقَّ الْبُرْدُ وَحَتّٰى بَقِيَتْ حَاشِيَتُهُ فِى عُنُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم .

[2430] مصنف نے مذکور بالا روایت اپنے تین اور اساتذہ سے اسحاق ہی کی سند سے بیان کی ہے۔عکرمہ بن عمار کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔ پھر اس نے آپ کو اپنی طرف اس قدر زور سے کھینچا کہ آپ بدو کے سینہ سے جا لگے، اور ہمام کی روایت میں ہے اس نے آپ کو کھینچا حتیٰ کہ چادر پھٹ گئی اور اس کے کنارہ کا نشان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پر رہ گیا۔ یا اس کا کنارہ آپ کی گردن میں رہ گیا۔

فائدہ:...... **بدو لوگ علم وتہذیب سے کورے ہوتے ہیں اور ادب واحترام سے ناآشنا، اس لیے آپ نے اس کی نادانی اور کم عقلی کے سبب اس کی گستاخی اور بے ادبی کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کا مقصد پورا فرمایا۔**

[2431] ۱۲۹-(۱۰۵۸) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ اَبِى مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى رَسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِى قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ اِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ ((**خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ**)) قَالَ فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَقَالَ ((**رَضِيَ مَخْرَمَةُ**)).

← والحبر والشملة برقم (٥٨٠٩) واخرجه كذلك فى التبسم والضحك برقم (٦٠٨٨) واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى اللباس، باب: لباس رسول الله ﷺ برقم (٣٥٥٣) انظر (التحفة) برقم (٢٠٥)

[2430] تفرد مسلم فى تخريجه حديث سلمة بن شعيب۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٩) وكذلك حديث زهير بن حرب وعمر بن يونس انظر (التحفة) برقم (١٨٨) وكذلك حديث زهير بن حرب وعبد الصمد بن عبدا الوارث۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٨)

[2431] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الهبة، باب: كيف يقبض العبد والمتاع برقم (٢٥٩٩) واخرجه كذلك فى الشهادات، باب: شهادة الاعمى وامره ونكاحه وانكاحه ومبايعته ←

[2431]۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائیں تقسیم کیں۔ اور مخرمہ کو کوئی چیز نہ دی، تو مخرمہ نے کہا، اے میرے بیٹے! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ، تو میں ان کے ساتھ چلا، انہوں نے کہا۔ اندر جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری خاطر بلا لاؤ، میں نے ان کے کہنے پر آپ کو بلایا۔ تو آپ اسی حال میں اس کی طرف آئے کہ آپ (کے کندھے) پر ان میں سے ایک قبا تھی، آپ نے فرمایا: یہ میں نے تیرے لیے چھپا کر رکھی تھی۔ اس نے اس کا جائزہ لیا آپ نے فرمایا: مخرمہ کو پسند ہے۔

[2432] ۱۳۰۔(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْحَسَّانِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ أَبُو صَالِحٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَقْبِيَةٌ فَقَالَ لِي أَبِي مَخْرَمَةُ انْطَلِقْ بِنَا إِلَيْهِ عَسَى أَنْ يُعْطِيَنَا مِنْهَا شَيْئًا قَالَ فَقَامَ أَبِي عَلَى الْبَابِ فَتَكَلَّمَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم صَوْتَهُ فَخَرَجَ وَمَعَهُ قَبَاءٌ وَهُوَ يُرِيهِ مَحَاسِنَهُ وَهُوَ يَقُولُ ((خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ)).

[2432]۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبائیں آئیں تو مجھے میرے باپ مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو، امید ہے آپ ہمیں بھی ان میں سے کوئی عنایت فرما دیں گے، میرے باپ نے دروازہ پر کھڑے ہو کر گفتگو کی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز پہچان لی اور آپ قباء لے کر نکلے، اور آپ اسے اس کی خوبیاں بتلاتے ہوئے فرما رہے تھے میں نے یہ تمہارے لیے چھپائی تھی، میں نے یہ تمہارے لیے چھپا رکھی تھی۔

فائدہ:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے مزاج اور طبیعت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کی دلجوئی اور مدارات فرماتے کہ بلاوجہ ان کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ کے مزاج میں کچھ حدت و شدت تھی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آمد کا مقصد سمجھ کر اس کو بات کرنے کا موقعہ ہی نہیں دیا اور پہلے ہی اسے ایک قبا عنایت فرما دی۔

← وقبوله في التاذين وغيره وما يعرف بالاصوات برقم (٢٦٥٧) واخرجه كذلك في فرض الخمس، باب: قسمة الامام ما يقدم عليه ويخبى لمن لم يحضره او غاب عنه برقم (٣١٢٧) واخرجه كذلك في اللباس، باب: القباء وخروج حرير برقم (٥٨٠٠) واخرجه كذلك في باب: المزرر بالذهب برقم (٥٨٦٢) تعليقا۔ واخرجه كذلك في الادب، باب: المداراة مع الناس برقم (٦١٣٢) واخرجه ابو داود في (سننه) في اللباس، باب: ما جاء في الاقبية برقم (٤٠٢٨) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الادب، باب: ٥٣ برقم (٢٨١٨) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزنى، باب: لبس الاقبية برقم (٨/ ٢٠٥) انظر (التحفة) برقم (١١٢٦٨)

[2432] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٢٨)

٤٦...... بَابُ إِعْطَاءِ مَنْ يُخَافُ عَلَى إِيمَانِهِ

باب ٤٦: جن کے ایمان کے بارے میں اندیشہ ہو ان کو دینا

[2433] ١٣١-(١٥٠) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ

عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ ﷛ أَنَّهُ أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ قَالَ فَتَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْهُمْ رَجُلًا لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُمْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ ((أَوْ مُسْلِمًا)) فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ ((أَوْ مُسْلِمًا)) قَالَ ((**إِنِّي أُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ**)) وَفِي حَدِيثِ الْحُلْوَانِيِّ تَكْرَارُ الْقَوْلِ مَرَّتَيْنِ

[2433]۔ عامر بن سعد اپنے باپ حضرت سعد ﷛ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو کچھ مال دیا اور میں بھی ان میں بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے ایک آدمی کو نظر انداز کر دیا۔ اس کو نہ دیا حالانکہ میرے نزدیک ان سب سے پسندیدہ تھا۔ میں اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ کو راز دارانہ انداز میں کہا، اے اللہ کے رسول! کیا معاملہ ہے آپ فلاں سے اعراض فرما رہے ہیں؟ اللہ کی قسم! میں تو اسے مومن سمجھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: (یا اطاعت گزار) تو میں کچھ دیر خاموش رہا، پھر مجھ پر اس کے بارے میں میری معلومات غالب آ گئیں، تو میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! کیا بات ہے آپ فلاں کو نہیں دے رہے؟ اللہ کی قسم! میں تو اسے صحیح مومن پاتا ہوں، آپ نے فرمایا: یا فرمانبردار میں کچھ دیر چپ رہا۔ پھر میں اس کے بارے میں جو کچھ جانتا تھا وہ مجھ پر غالب آ گیا اور میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ آپ فلاں کو نہیں دے رہے؟ اللہ کی قسم! میں تو اسے مومن سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: یا اطاعت کیش۔ آپ نے فرمایا: میں ایک ایسے آدمی کو دیتا ہوں جس کے مقابلہ میں مجھے دوسرا اس سے محبوب ہوتا ہے۔ اس ڈر سے کہ وہ اوندھے منہ آگ میں ڈال دیا جائے۔

[2433] تقدم تخريجه في كتاب الايمان، باب: تالف قلب من يخاف على ايمان لضعفه والنهي عن القطع بالايمان من غير دليل قاطع برقم (٣٧٨)

[2434] (. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ ح وَحَدَّثَنِیهِ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِیمَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِی ابْنُ شِهَابٍ ح وحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ قَالَا اَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ

عَنِ الزُّهْرِيِّ ؓ بِهٰذَا الْاَسْنَادِ عَلٰی مَعْنٰی حَدِیْثِ صَالِحٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

[2434] امام صاحب نے اپنے کئی دوسرے اساتذہ سے یہی روایت زہری ہی کی سند سے نقل کی ہے۔

[2435] (. . .) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِیُّ حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ حَدَّثَنَا اَبِی عَنْ صَالِحٍ عَنْ اسْمَاعِیلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ

مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ ؓ یُحَدِّثُ هٰذَا یَعْنِی حَدِیْثَ الزُّهْرِيِّ الَّذِیْ ذَكَرْنَا فَقَالَ فِیْ حَدِیْثِهٖ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِیَدِهٖ بَیْنَ عُنُقِیْ وَكَتِفِیْ ثُمَّ قَالَ ((**اَقِتَالًا اَیْ سَعْدُ اِنِّیْ لَاُعْطِی الرَّجُلَ**)).

[2435] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے محمد بن سعد کی یہ روایت بیان کرتے ہیں اس میں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ میری گردن اور کندھے کے درمیان مارا پھر فرمایا: (اے سعد! کیا لڑائی چاہتے ہو؟ میں ایک ایسے آدمی کو دیتا ہوں۔

فوائد:...... ❶ ایمان کا تعلق قلب و دل سے ہے۔ اس لیے اس کے بارے میں انسان یقین اور قطعیت سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اسلام کا تعلق ظاہری اعمال سے ہے جس کا انسان مشاہدہ کرتا ہے۔ اس لیے اس کی اطاعت کیشی اور فرمانبرداری کا ظاہری اعمال کے لحاظ سے اظہار ہوسکتا ہے۔ اس لیے آپ کا مقصد تھا کہ اس کے اسلام کی گواہی دو، ایمان کے بارے میں قطعیت کا اظہار نہ کرو۔ لیکن حضرت سعد ؓ پر اس نظریہ کا غلبہ تھا کہ عطیہ میں ان لوگوں کا حق مقدم ہے جو ایمان و ایقان میں برتر ہیں، اس لیے وہ آپ کا مقصد نہیں سمجھ سکے اور اپنے لفظ ہی کا تکرار کرتے رہے۔ ❷ بعض لوگ نئے نئے مسلمان ہوتے ہیں اور اسلام کی حقیقت ان کے دل میں رچی بسی نہیں ہوتی وہ یہی سمجھتے ہیں۔ اسلام لانے سے ہم دنیوی مال و دولت حاصل کرسکیں گے۔ اس لیے ان کی تالیف قلبی کے لیے جب تک ان کی حقیقت اسلام تک رسائی نہ ہو کچھ نہ کچھ دینا مناسب ہوتا ہے اور جن کے دل میں

[2434] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲٤۳۰)

[2435] تقدم تخریجه فی کتاب الایمان، باب: تألیف قلب من یخاف علی ایمان لضعفه والنهی عن القطع بالایمان من غیر دلیل قاطع برقم (۳۷۹)

ایمان وعقیدہ راسخ ہو جاتا ہے۔ وہ دنیوی مال و دولت کو کوئی اہم حیثیت نہیں دیتے کہ اس سے محرومی کی صورت میں ان کے ایمان ویقین میں ضعف پیدا ہو جائے یا وہ نعوذ باللہ دین سے برگشتہ ہو کر آگ کا ایندھن بنیں، اس لیے ان کو اپنا سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے کیونکہ ان کے بارے میں بدعقیدگی یا بدظنی کا خطرہ نہیں ہوتا۔

٤٧...... بَاب: إِعْطَاء الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ

باب ٤٧: تالیف قلبی کے لیے (کمزور ایمان والوں کو اسلام پر پختہ کرنے کے لیے) دینا اور مضبوط ایمان والوں کا صبر وثبات سے کام لینا

[2436] ١٣٢-(١٠٥٩) حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيْبِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا يَوْمَ حُنَيْنٍ حِيْنَ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيْ رِجَالًا مِّنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ قَالَ أَنَسٌ فَحُدِّثَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَوْلِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ مِّنْ أَدَمٍ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ)) فَقَالَ لَهُ فُقَهَاءُ الْأَنْصَارِ أَمَّا ذَوُوْ رَأْيِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَأَمَّا أُنَاسٌ مِّنَّا حَدِيْثَةٌ أَسْنَانُهُمْ قَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ ﷺ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَّيَتْرُكُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فَإِنِّيْ أُعْطِيْ رِجَالًا حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِكُفْرٍ أَتَأَلَّفُهُمْ أَفَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْنَ إِلٰى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَاللّٰهِ لَمَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ خَيْرٌ مِّمَّا يَنْقَلِبُوْنَ)) بِهٖ فَقَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ رَضِيْنَا قَالَ ((فَإِنَّكُمْ سَتَجِدُوْنَ أَثَرَةً شَدِيْدَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَإِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ)) قَالُوْا سَنَصْبِرُ.

[2436]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حنین کے دن جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بنو ہوازن کے بہت سے اموال بطور فئی عنایت فرمائے، اور رسول اللہ ﷺ قریشی سرداروں کو سو سو اونٹ دینے لگے تو کچھ انصاریوں نے کہا: اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی مغفرت فرمائے۔ آپ قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ

[2436] اخرجه البخاري في (صحيحه) في اللباس، باب: القبة الحمراء من آدم برقم (٥٨٦٠) انظر (التحفة) برقم (١٥٦١)

رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خونوں سے ٹپک رہی ہیں، یعنی ہماری تلواریں ان کے خونوں سے رنگین ہیں وہ کافر تھے اور ہم مسلمان، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی گفتگو بتائی گئی تو آپ نے انصار کو بلوا بھیجا اور انہیں ایک چمڑے کے خیمہ میں جمع کیا، جب وہ سب اکٹھے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: وہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے یا تمہارے بارے میں مجھے پہنچی ہے؟ انصار کے سمجھ دار لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے اہل رائے نے تو کوئی بات نہیں کہی۔ لیکن ہمارے نوعمر جوانوں نے کہا ہے۔ اللہ اپنے رسول کو معاف فرمائے، وہ قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں نظر انداز کر رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے ہیں (اسلام کی خاطر) ان سے جنگیں کرتے رہے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایسے لوگوں کو جو نئے نئے کفر سے نکلے ہیں، ان کی تالیف کے لیے (اسلام پر جمانے کے لیے) دیتا ہوں، کیا تم اس پر راضی اور مطمئن نہیں ہو کہ لوگ مال و دولت لے جائیں اور تم اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر لوٹو؟ اللہ کی قسم! جو کچھ تم لے کر لوٹ رہے ہو وہ اس سے بہت بہتر ہے جو وہ لے کر لوٹ رہے ہیں۔ تو انصار نے کہا: کیوں نہیں۔ اے اللہ کے رسول! ہم راضی اور مطمئن ہیں، آپ نے فرمایا: بے شک تم بہت زیادہ اپنے اوپر ترجیح پاؤ گے (تمہیں نظر انداز کر کے دوسروں کو آگے بڑھایا جائے گا) تو صبر کرنا یہاں تک کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے جا ملو بے شک میں حوض پر ہوں گا۔ انصار نے کہا۔ ہم ضرور صبر کریں گے۔

مفردات الحدیث ❊ **سُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِم: عربی محاورہ ہے جس میں مبالغہ مطلوب ہوتا ہے۔ لفظی ترجمہ یہ ہے کہ ہماری تلواریں ان کے خونوں سے ٹپک رہی ہیں مگر مقصود ہوتا ہے ان کے خون ہماری تلواروں سے رواں دواں ہیں ہماری تلواریں ان کے خونوں سے رنگین ہیں۔**

[2437] (. . .) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا نَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ

اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ لَمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ مَا اَفَاءَ مِنْ اَمْوَالِ هَوَازِنَ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ قَالَ اَنَسٌ فَلَمْ نَصْبِرْ وَقَالَ فَاَمَّا اُنَاسٌ حَدِيْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ

[2437] ایک اور سند سے امام صاحب یہی حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا، جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہوازن کے بہت سے اموال بطور فئی دیئے، آگے مذکورہ حدیث بیان کی، ہاں یہ فرق ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہا ہم صبر نہ کر سکے اور أنا اناس منا کی جگہ آنا اناسٌ کہا۔

[2437] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التوحيد، باب: قوله تعالى: ﴿وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة﴾ برقم، (٧٤٤١) انظر (التحفة) برقم (١٥٠٦)

[2438] (. . .) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَنَسٌ قَالُوا نُصْبِرُ كَرِوَايَةِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ

[2438] امام صاحب ایک دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں اس میں سنصبر کی جگہ نَصْبِرُ ہے۔ ہم صبر کریں گے۔

فائدہ:...... بعض دفعہ اپنے امیر یا بزرگ کے فعل کے اندر جو حکمت اور مصلحت ہوتی ہے انسان اپنی نوخیزی یا نا تجربہ کاری اور کم عقلی کی بنا پر سمجھ نہیں سکتا، اس لیے وہ کام انسان کے نزدیک قابل اعتراض یا غیر مناسب ہوتا ہے۔ لیکن جب اس کی حکمت و مصلحت بتا دی جاتی ہے تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے۔ اس لیے ایسے مواقع پر ادھر ادھر تنقید یا طعن و تشنیع کی بجائے اگر براہ راست گفتگو کر لی جائے۔ تو معاملہ حل ہو جاتا ہے۔ اس لیے ایسے مواقع پر امیر یا قابل احترام شخصیت کو بھی تحمل اور بردباری سے کام لیتے ہوئے اپنے عقیدت مندوں اور ساتھیوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اسے اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔ بعض مواقع پر اسلام اور مسلمانوں کی بہتری کے لیے کسی کے شر سے بچنے کے لیے اسے کچھ دینا پڑتا ہے کس کو اسلام کی طرف راغب اور مائل کرنے کے لیے دینے کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ اس کے مسلمان ہونے سے اس کا با اثر خاندان یا قبیلہ مسلمان ہو سکتا ہے کہ بعض دفعہ نئے نئے مسلمان ہونے والوں کو اسلام پر جمانے کے لیے کچھ دینا پڑتا ہے اور یہ سب کچھ اسلام اور اہل اسلام کی بہتری اور مفاد کے لیے ہوگا۔ اپنے ذاتی اور شخصی یا گروہی مفاد کے لیے نہیں، اس لیے مصارف زکاۃ میں بھی مؤلفۃ قلوبہم کا مصرف اور مد رکھی گئی ہے۔

[2439] ۱۳۳-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَنْصَارَ فَقَالَ أَفِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ قَالُوا أَجْبُرهم الا إِلَّا ابْنَ أُخْتٍ لَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ ابْنَ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ فَقَالَ ((إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ وَإِنِّي أَرَدْتُّ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى بُيُوتِهِمْ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ)).

[2438] تفرد مسلم فی تخریجہ۔ انظر (التحفۃ) برقم (۱۵۳۲)
[2439] اخرجہ البخاری فی (صحیحہ) فی المناقب، باب: ابن اخت القوم منہم ومولی القوم ←

[2439]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو جمع فرمایا: اور پوچھا کیا تم میں کوئی اور تو نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہمارے بھانجے کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قوم کا بھانجا ان میں داخل ہے۔تو آپ نے فرمایا: قریش نئے نئے جاہلیت اور مصیبت سے نکلے ہیں اور میں چاہتا ہوں ان کی دلجوئی کروں یعنی ان کے زخم مندمل کروں اور ان کو مانوس کروں، کیا تم اس پر خوش نہیں ہو لوگ دنیا لے کر گھروں کو لوٹیں اور تم اپنے گھروں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر لوٹو؟ اگر لوگ ایک میدان میں چلیں اور انصار ایک گھاٹی یا درہ میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا۔

[2440] ١٣٤۔(...) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِى التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ

اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قُسِمَ الْغَنَآئِمُ فِىْ قُرَيْشٍ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اِنَّ هٰذَا الْهُوَ الْعَجَبُ اِنَّ سُيُوْفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ وَاِنَّ غَنَائِمَنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَجَمَعَهُمْ فَقَالَ ((مَا الَّذِىْ بَلَغَنِىْ عَنْكُمْ)) قَالُوْا هُوَ الَّذِىْ بَلَغَكَ وَكَانُوْا لَا يَكْذِبُوْنَ قَالَ ((اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا اِلٰى بُيُوْتِكُمْ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِىَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَ الْاَنْصَارِ)).

[2440]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مکہ فتح ہو گیا اور (حنین کی) غنیمتیں قریش میں تقسیم کی گئی، تو انصار نے کہا، یہ کس قدر تعجب خیز بات ہے کہ ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے ہیں (اور ہماری غنیمتیں) ان کو دی جا رہی ہیں یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے ان کو جمع کیا۔اور فرمایا: وہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھ تک پہنچی ہے؟ انہوں نے کہا۔ بات وہی ہے جو آپ تک پہنچ چکی ہے۔

← منهم برقم (٣٥٢٨) واخرجه كذلك فى الفرائض، باب: مولى القوم من انفسهم وابن الاخت منهم برقم (٦٧٦٢) واخرجه كذلك فى فرض الخمس، باب: ما كان النبى ﷺ يعطى المؤلفة قلوبهم وغيرهم من الخمس ونحوه برقم (٣١٤٦) واخرجه كذلك فى مناقب الانصار، باب: غزوة الطائف فى شوال سنة ثمان برقم (٤٣٣٤) واخرجه كذلك فى الفرائض، باب: مولى القوم من انفسهم وابن الاخت منهم برقم (٦٧٦١) واخرجه الترمذى فى (جامعه) فى المناقب، باب: فضل الانصار وقريش برقم (٣٩٠١) مطولا۔ واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الزكاة، باب: ابن اخت القوم منهم برقم (٥/١٠٦، ٥/١٠٧) انظر (التحفة) برقم (١٢٤٤)

[2440] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى المناقب، باب: مناقب الانصار برقم (٣٧٧٨) انظر (التحفة) برقم (١٦٩٧)

کیونکہ وہ لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے، آپ نے فرمایا: کیا تم خوش نہیں ہو کہ لوگ اپنے گھروں کو دنیا لے کر لوٹیں اور تم اپنے گھروں کو رسول اللہ ﷺ کو لے کر لوٹو، اگر لوگ ایک وادی یا درہ میں چلیں اور انصار دوسری وادی یا درہ میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا انصار کے درہ میں چلوں گا۔

[2441] ۱۳۵-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ الْحَرْفَ بَعْدَ الْحَرْفِ قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ أَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطَفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِذَرَارِيِّهِمْ وَنَعَمِهِمْ وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَئِذٍ عَشَرَةُ آلَافٍ وَمَعَهُ الطُّلَقَاءُ فَأَدْبَرُوا عَنْهُ حَتَّى بَقِيَ وَحْدَهُ قَالَ فَنَادَى يَوْمَئِذٍ نِدَائَيْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا قَالَ فَالْتَفَتَ عَنْ يَمِينِهِ فَقَالَ ((**يَامَعْشَرَ الْأَنْصَارِ**)) فَقَالُوا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ ((**يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ**)) قَالُوا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ فَنَزَلَ فَقَالَ ((**أَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُولُهُ**)) فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُونَ وَأَصَابَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَنَائِمَ كَثِيرَةً فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِينَ وَالطُّلَقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا كَانَتِ الشِّدَّةُ فَنَحْنُ نُدْعَى وَتُعْطَى الْغَنَائِمُ غَيْرَنَا فَبَلَغَهُ ذٰلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ ((**يَامَعْشَرَ الْأَنْصَارِ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ**)) فَسَكَتُوا فَقَالَ ((**يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا**)) وَتَذْهَبُونَ ((**بِمُحَمَّدٍ تَحُوزُونَهُ إِلَى بُيُوتِكُمْ**)) قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ رَضِينَا قَالَ فَقَالَ ((**لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ**)) قَالَ هِشَامٌ فَقُلْتُ يَا أَبَا حَمْزَةَ أَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ قَالَ وَأَيْنَ أَغِيبُ عَنْهُ

[2441] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حنین کا وقت آیا۔ ہوازن اور غطفان اور دوسرے لوگ اپنے بیوی بچوں اور مویشیوں کو لے کر آ گئے آئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دس ہزار اور فتح مکہ کے وقت آزاد کردہ لوگ تھے، وہ پشت دکھا گئے، حتی کہ آپ ﷺ اکیلے رہ گئے، تو آپ نے اس دن دو دفعہ الگ آواز دی درمیان میں کچھ نہیں کہا، آپ نے دائیں طرف متوجہ ہو کر آواز دی او اے انصار یو اے جماعت انصار

[2441] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی المغازی، باب: غزوة الطائف فی شوال سنة ثمان برقم (٤٣٣٣) و (٤٣٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٦)

انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! حاضر ہیں، خوش ہو جایئے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں، پھر آپ نے بائیں طرف التفات فرمایا، اور کہا۔ انصار کے گروہ انہوں نے کہا: لبّیك، اے اللہ کے رسول خوش ہو جایئے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اور آپ سفید خچر پر سوار تھے، آپ نے اتر کر کہا، میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، مشرک شکست کھا گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو غنیمت کا بہت مال ملا، تو آپ نے اسے مہاجروں اور فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہونے والوں میں تقسیم کر دیا اور انصار کو کچھ نہ دیا، اس پر انصار نے کہا جب سختی اور شدت کا موقع ہوتا ہے تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور غنیمتیں دوسروں کو دی جاتی ہیں۔ یہ بات آپ تک بھی پہنچ گئی تو آپ نے انہیں ایک خیمہ میں جمع کیا، اور فرمایا اے انصار کی جماعت! کیا بات ہے جو مجھے تمہارے بارے میں پہنچی ہے؟ وہ خاموش رہے، آپ نے فرمایا: اے انصاری کی جماعت! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ دنیا لے جائیں (دنیا کا مال و دولت لے لیں) اور تم محمد ﷺ کو اپنے ساتھ اپنے گھروں کو لے جاؤ انہوں نے کہا، کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم راضی ہیں، تو آپ نے فرمایا: (اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی کو اختیار کروں گا) ہشام کہتے ہیں، میں نے پوچھا اے ابوحمزہ (حضرت انس کی کنیت ہے) اس وقت آپ موجود تھے؟ انہوں نے کہا۔ میں آپ سے کہاں غائب ہوسکتا تھا طلقاء سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے آپ نے ان پر احسان فرمایا ان کو قتل نہ کیا اور قیدی بھی نہ بنایا بلکہ آزاد کر دیا۔

[2442] ١٣٦ـ(. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلٰى قَالَ ابْنُ مُعَاذٍ نَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي السُّمَيْطُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ افْتَتَحْنَا مَكَّةَ ثُمَّ إِنَّا غَزَوْنَا حُنَيْنًا فَجَآءَ الْمُشْرِكُونَ بِأَحْسَنِ صُفُوفٍ رَأَيْتُ قَالَ فَصُفَّتِ الْخَيْلُ ثُمَّ صُفَّتِ الْمُقَاتِلَةُ ثُمَّ صُفَّتِ النِّسَآءُ مِنْ وَّرَآءِ ذٰلِكَ ثُمَّ صُفَّتِ الْغَنَمُ ثُمَّ صُفَّتِ النَّعَمُ قَالَ وَنَحْنُ بَشَرٌ كَثِيرٌ قَدْ بَلَغْنَا سِتَّةَ آلَافٍ وَعَلٰى مُجَنِّبَةِ خَيْلِنَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ فَجَعَلَتْ خَيْلُنَا تَلْوِي خَلْفَ ظُهُورِنَا فَلَمْ نَلْبَثْ أَنِ انْكَشَفَتْ خَيْلُنَا وَفَرَّتِ الْأَعْرَابُ وَمَنْ نَّعْلَمُ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَنَادٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ ثُمَّ قَالَ يَا لَلْأَنْصَارِ يَا لَلْأَنْصَارِ قَالَ قَالَ أَنَسٌ هٰذَا حَدِيثُ عِمِّيَةٍ قَالَ قُلْنَا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَايْمُ اللّٰهِ مَا أَتَيْنَاهُمْ حَتّٰى هَزَمَهُمُ اللّٰهُ قَالَ فَقَبَضْنَا ذٰلِكَ الْمَالَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الطَّائِفِ

[2442] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٨٩٧)

فَحَاصَرْنَاهُمْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى مَكَّةَ فَنَزَلْنَا قَالَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْطِي الرَّجُلَ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ كَنَحْوِ حَدِيثِ قَتَادَةَ وَأَبِي التَّيَّاحِ وَهِشَامِ بْنِ زَيْدٍ.

[2442]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے مکہ فتح کرلیا، پھر ہم نے حنین کا رخ کیا۔ اور مشرک میرے مشاہدہ کے مطابق بہترین صف بندی کر کے مقابلہ میں آئے، پہلے گھوڑ سواروں کی صف پھر جنگجوؤں اور لڑنے والوں کی صف، ان کے پیچھے عورتوں کی صف (تاکہ یہ لوگ اگر بھاگیں تو عورتیں عار دلائیں) پھر بکریوں کی صف پھر اونٹوں کی صف اور ہماری تعداد بہت زیادہ تھی جو چھ ہزار کو پہنچ گئی تھی، اور ہمارے ایک طرف کے گھوڑ دستہ کے امیر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ اور ہمارے گھوڑ سوار ہماری پشتوں کی طرف مڑنے لگے اور کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ہمارے شاہ سوار سامنے سے ہٹ گئے اور بدو بھاگ گئے اور وہ لوگ بھی جن کو ہم جانتے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے آواز دی (اے مہاجرو! اے مہاجرو!) پھر آپ نے فرمایا! اے انصاریو! اے انصاریو! حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ جماعت کی روایت ہے۔ ہم نے کہا، لبیک، اے اللہ کے رسول! اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور ہم اللہ کی قسم! دشمن تک پہنچے بھی نہ تھے کہ اللہ نے اس کو شکست سے دوچار کر دیا، اور یہ سارا مال ہمارے قبضہ میں آگیا۔ پھر ہم طائف کی طرف چلے گئے اور چالیس (۴۰) دن تک ان کا محاصرہ کیا۔ پھر ہم مکہ واپس آئے اور وہاں پڑاؤ کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کو سو سو اونٹ دینے لگے، پھر حدیث کا باقی حصہ بیان کیا۔ جیسا کہ اوپر کی روایات میں قتادہ، ابو التیاح اور ہشام بن زید کی روایات میں گزر چکا ہے۔

فوائد:...... ❶ **مُجَنِّبَة**: گھوڑ سوار دستہ کو کہتے ہیں اور یہ دو ہوتے ہیں۔ جو لشکر کے میمنہ اور میسرہ (دائیں اور بائیں) ہوتے ہیں۔ ❷ **عِمِّيَّة، عُمِّيَّة**: اس صورت میں اس کا معنی شدت وسختی ہوگا۔ **عَمِّيَة** اس صورت میں معنی جماعت ہوگا یا چچے کہ یہ حدیث (واقعہ) ایک جماعت نے سنائی یا میرے چچوں نے سنائی ہو یا ابتدائی واقعات کا خود مشاہدہ کیا۔ اور لوگوں کے منتشر ہو جانے کے بعد والا حصہ دوسروں سے سنا۔ ❸ **يَالَ الْمُهَاجِرِين** اور **يَالَ الأنصار** میں لام استغاثہ کے لیے ہے اور چونکہ ان کو مدد و نصرت کے لیے بلایا جا رہا ہے اس لیے مفتوح ہے۔ اگر ان کی مدد مطلوب ہوتی تو پھر لام پر زیر ہوتی ہے، جیسا کہ کہتے ہیں **يَا لَزَيْد لِعَمرٍ**: اے زید! عمرو کی دادرسی کرو، عمرو کی مدد کرو۔ ❹ چھ ہزار تعداد بتانا راوی کا وہم ہے صحیح تعداد، دس ہزار اور دو ہزار طلقاء یعنی کل بارہ ہزار ہے۔

[2443] ١٣٧-(١٠٦٠) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ وَصَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ وَعُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ وَالْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ كُلَّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عَبَّاسَ بْنَ مِرْدَاسٍ دُونَ ذٰلِكَ فَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ ـ

أَتَجْعَلُ نَهْبِي وَنَهْبَ الْعُبَيْدِ
بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ
فَمَا كَانَ بَدْرٌ وَلَا حَابِسٌ
يَفُوقَانِ مِرْدَاسَ فِي الْمَجْمَعِ
وَمَا كُنْتُ دُونَ امْرِئٍ مِنْهُمَا
وَمَنْ تُخْفِضِ الْيَوْمَ لَا يُرْفَعِ
قَالَ فَأَتَمَّ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِائَةً

[2443] ۔حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان بن حرب صفوان بن امیہ، عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس میں سے ہر ایک کو سو سو اونٹ دیے، اور عباس بن مرداس کو اس سے کم دیے۔تو عباس بن مرداس نے یہ شعر پڑھے: ''کیا آپ میری غنیمت اور میرے گھوڑے عبید کی غنیمت، عیینہ اور اقرع کے درمیان قرار دیتے ہیں حالانکہ بدر اور حابس کسی مجمع (معرکہ) میں مرداس سے بڑھ نہیں سکتے، اور میں ان دونوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں، اور آج آپ جس کو پست قرار دیں گے اس کو بلند نہیں کیا جا سکے گا تو آپ نے اس کو بھی سو پورے کر دیے۔''

[2444] ١٣٨-(. . .) وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ

عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فَأَعْطَى أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ وَزَادَ وَأَعْطَى عَلْقَمَةَ بْنَ عُلَاثَةَ مِائَةً

[2443] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٣٥٦٣)

[2444] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٢٤٤٠)

[2444]۔مصنف اسی سند سے اپنے دوسرے استاد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے حنین کی غنیمتیں تقسیم کیں، ابوسفیان بن حرب کو سو اونٹ دیے، آگے اوپر والی روایت بیان کی اور اتنا اضافہ کیا، اور آپ نے علقمہ بن علاثہ کو سو اونٹ دیے۔

[2445] (. . .) وحَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ الشَّعِيرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ عَلْقَمَةَ بْنَ عُلَاثَةَ وَلَا صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ وَلَمْ يَذْكُرِ الشِّعْرَ فِي حَدِيثِهِ

[2445] مصنف نے مذکورہ سند سے اپنے دوسرے استاد سے روایت بیان کی ہے، لیکن اس میں علقمہ بن علاثہ اور صفوان بن امیہ کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی شعروں کا تذکرہ ہے۔

[2446] ۱۳۹۔(۱۰۶۱) حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا فَتَحَ حُنَيْنًا قَسَمَ الْغَنَائِمَ فَأَعْطَى الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّ الْأَنْصَارَ يُحِبُّونَ أَنْ يُصِيبُوا مَا أَصَابَ النَّاسُ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَخَطَبَهُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِي وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِي وَمُتَفَرِّقِينَ فَجَمَعَكُمُ اللّٰهُ بِي)) وَيَقُولُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ فَقَالَ أَلَا تُجِيبُونِي فَقَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ فَقَالَ ((أَمَا إِنَّكُمْ لَوْ شِئْتُمْ أَنْ تَقُولُوا كَذَا وَكَذَا وَكَانَ مِنَ الْأَمْرِ كَذَا وَكَذَا)) لِأَشْيَاءَ عَدَّدَهَا زَعَمَ عَمْرٌو أَنْ لَا يَحْفَظُهَا فَقَالَ ((أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاءِ وَالْإِبِلِ وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ إِلَى رِحَالِكُمْ الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهُمْ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتّٰى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ)).

[2446]۔حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حنین فتح کر کے غنیمتیں تقسیم کیں۔تو جن کی تالیف قلبی مقصود تھی ان کو خوب دیا، تو آپ تک یہ بات پہنچی انصار بھی دوسرے لوگوں کی طرح

[2445] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲٤٤٠)

[2446] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی المغازی، باب: غزوة الطائف فی شوال سنة ثمان برقم (٤٣٣٠) واخرجه کذلك فی التمنی، باب: ما یجوز من اللو، وقوله تعالی: ﴿لو ان لی بکم قوة﴾ برقم (٧٢٤٥) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (٥٣٠٣)

حصہ لینا چاہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر انہیں خطاب فرمایا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا تھا۔ اور اللہ میرے ذریعہ تمہیں ہدایت نصیب فرمائی؟ اور تم محتاج و ضرورت مند تھے، اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں غنی فرما دیا کیا تم منتشر اور باہمی دشمن نہ تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں متحد اور یکجا کر دیا اور وہ کہہ رہے تھے اللہ اور اس کے رسول کا احسان اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کا احسان بہت زیادہ ہے تو آپ نے فرمایا: ((اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو ایسے تھا، ایسے تھا، ایسے ہوا، ایسے ہوا، آپ نے بہت سی باتیں گنوائیں عمرو کا خیال ہے وہ اسے یاد نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں، اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ گھروں کو لے جاؤ؟ انصار قریب تر ہیں اور لوگ ان کے بعد ہیں اور اگر ہجرت کا معاملہ نہ ہوتا تو میں بھی انصار کا فرد شمار ہوتا اور اگر لوگ ایک وادی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا، تم میرے بعد ترجیح کا معاملہ پاؤ گے، تو صبر کرنا حتیٰ کہ تم مجھے حوض پہ ملو۔))

مفردات الحدیث ❶ شِعَار: وہ کپڑا جو جسم پر لگتا ہے یعنی اندرونی کپڑا، مقصود یہ ہے انصار میرے خصوصی اور جگری، قابل اعتماد ساتھی ہیں۔ ❷ دِثَار: اوپر والا یعنی بیرونی کپڑا، عام لوگ دوسرے درجہ پر اور انصار کے بعد ہیں۔

فوائد:...... ❶ بعض دفعہ کوئی معاملہ یا رویہ ساتھیوں کے لیے غلط فہمی کا باعث بن جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں۔ تو ایسے وقت میں اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ ان کے سامنے معاملہ کی اصل حقیقت کھول کر بیان کی جائے تاکہ ان کی غلط فہمی دور ہو جائے اور جذبات ٹھنڈے پڑ جائیں، اگر معاملہ پر فوری طور پر قابو نہ پایا جائے اور ساتھیوں کو مطمئن کرنے کی کوشش نہ کی جائے تو معاملہ آہستہ آہستہ سنگین ہو جاتا ہے بدظنیاں بڑھتی رہتی ہیں اور کسی دن جذبات کا لاوا پھٹ جاتا ہے اور نئے نئے مسائل جنم لیتے ہیں جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے، عام طور پر اصحاب اقتدار اپنے ساتھیوں کو اعتماد میں نہیں لیتے اور آہستہ آہستہ دلوں میں کدورت اور بغض پیدا ہوتا رہتا ہے جو کسی بھی ضرورت کے وقت خرابی کا باعث بن جاتا ہے...... نیز اولین حیثیت دین و ایمان اور عقیدہ کو حاصل ہے کیونکہ وہ اعتماد کی بنیاد ہے، اگر اعتماد برقرار ہو تو ساتھیوں کو راضی اور مطمئن کرنا آسان ہے اور بد اعتمادی کی فضاء میں راضی کرنا آسان نہیں ہے۔ جبکہ آج کل اوّل و آخر حیثیت مالی مفادات کو حاصل ہے جن کو مالی مفادات نہیں ملتے وہ ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ اور مالی مفادات کی خاطر دشمن کو بھی دوست بنا لیتے ہیں۔ اس لیے تمام معاملات دگرگوں ہو گئے ہیں اور اتحاد و یگانت کا فقدان ہے۔ ❷ آپ نے واقعہ حنین میں جس ترجیح اور برتری سے انصار کو آگاہ فرمایا تھا وہ شیخین (ابوبکر و عمر) کے ادوار کے بعد ظاہر ہو گیا۔ حکومتی اور

انتظامی ادوار میں انہیں نظر انداز کر دیا گیا جس کے برے اثرات بھی نکلے۔ ❸ حضور نے فرمایا اے انصار تم کہہ سکتے ہو کہ آپ ﷺ کی قوم نے آپ کی تکذیب کی اور ہم نے آپ کی تصدیق کی، انہوں نے آپ کو بے یارو مددگار چھوڑ دیا، ہم نے آپ کی نصرت وحمایت کی، انہوں نے آپ کو نکال دیا اور ہم نے آپ کو جگہ دی، ضرورت کے وقت ہم نے آپ کی ہمدردی اور غمگساری کی، لیکن انہوں نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسول کا احسان ہے۔ بہر حال آپ نے ہر اعتبار سے انصار کی دل جوئی فرمائی، اور ان کو اپنے قریبی اور خصوصی ساتھی ہونے کا احساس دلوایا اور بتایا میرا مرنا، جینا تمہارے ہی ساتھ ہے۔ میرے دل میں تمہاری محبت احترام میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوئی اور دوسرے مجھے تم سے قریب اور عزیز نہیں ہوگئے ہیں، میں نے محض ان کی تالیف قلبی کے لیے ان کو مال دیا ہے اور تمہیں تالیف قلبی کی ضرورت نہیں ہے۔

[2447] ١٤٠ـ(١٠٦٢) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَأَعْطَى أُنَاسًا مِّنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ وَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَاللّٰهِ إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا عُدِلَ فِيهَا وَمَا أُرِيدَ فِيهَا وَجْهُ اللّٰهِ قَالَ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأُخْبِرَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ قَالَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَانَ كَالصِّرْفِ ثُمَّ قَالَ فَمَنْ يَّعْدِلُ إِذْ لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ ((يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوسٰى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ)) قَالَ قُلْتُ لَا جَرَمَ لَا أَرْفَعُ إِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيثًا

[2447]۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حنین کے دن رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو غنیمت کی تقسیم میں ترجیح دی، اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیے، عیینہ کو بھی اتنے ہی اونٹ دیے اور دوسرے عرب سرداروں کو بھی دیے، اس طرح اس دن تقسیم غنیمت میں ان کو ترجیح دی۔ تو ایک آدمی کہنے لگا۔ اللہ کی قسم! اس تقسیم میں عدل و انصاف سے کام نہیں لیا گیا اور اللہ کی رضا کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ تو میں نے دل میں کہا، اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کو ضرور آگاہ کروں گا، تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی بات کی آپ کو

[2447] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی فرض الخمس، باب: ما كان النبی ﷺ يعطی المؤلفة قلوبهم وغيرهم من الخمس ونحوه برقم (٣١٥٠) واخرجه كذلك فی المغازی، باب: غزوة الطائف فی شوال سنة ثمان برقم (٤٣٣٧) انظر (التحفة) برقم (٩٣٠٠)

اطلاع دی، آپ کے چہرے کا رنگ بدل کر سرخ ہوگیا۔ پھر آپ نے فرمایا (اگر اللہ اور اس کا رسول عدل نہیں کریں گے، تو پھر عدل کون کرے گا؟) پھر آپ نے فرمایا: (اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ انہیں اس سے بھی زیادہ اذیت پہنچائی گئی۔ (ان کی قوم نے ان پر ہر قسم کے الزامات عائد کیے اور مخالفت کی) اور انہوں نے صبر سے کام لیا، تو میں نے دل میں سوچا۔ آئندہ کبھی بھی میں آگے اس قسم کی بات نہیں بتاؤں گا۔ (آپ کو تکلیف و اذیت کی بات بتا کر آزردہ خاطر نہیں کروں گا) صِرفْ: ایک قسم کا سرخ رنگ ہے جس سے چمڑا رنگا جاتا ہے۔ اور اس کا اطلاق خون پر بھی ہو جاتا ہے۔

[2448] ۱۴۱-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ

عَنْ عَبْدِاللَّهِ رضي الله عنه قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللَّهِ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَسَارَرْتُهُ فَغَضِبَ مِنْ ذٰلِكَ غَضَبًا شَدِيدًا وَاحْمَرَّ وَجْهُهُ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَذْكُرْهُ لَهُ قَالَ ((ثُمَّ قَالَ قَدْ أُوذِيَ مُوسٰى بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ)).

[2448]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ مال تقسیم کیا۔ تو ایک آدمی نے کہا یہ ایسی تقسیم ہے جس میں اللہ کو راضی کرنے کا ارادہ نہیں کیا گیا۔ تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور چپکے سے آپ کو بتا دیا، لہٰذا آپ انتہائی غصہ میں آ گئے۔ اور آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ حتی کہ میں نے خواہش کی کاش میں آپ کو یہ بات نہ بتاتا۔ پھر آپ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ اذیت پہنچائی گئی اور انہوں نے صبر کیا۔

فوائد :...... ❶ یہ اعتراض کرنے والا معتب بن قشیر نامی منافق تھا۔ اور اگلے باب میں اعتراض کرنے والا خارجیوں کا لیڈر اور سرغنہ اور ان کا پیش رو حرقوص بن زہیر السعدی ہے۔ یہ دونوں فرد الگ الگ ہیں۔ ❷ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے آپ مال غنیمت کی تقسیم اللہ تعالیٰ کی منشا اور مرضی کے مطابق فرماتے تھے۔ اس لیے آپ نے فرمایا: اگر اللہ اور اس کا رسول ہی عادلانہ تقسیم نہیں کریں گے تو پھر دنیا میں منصفانہ تقسیم کون کر سکتا ہے۔

[2448] اخرجه البخاري في (صحيحه) في احاديث الانبياء، باب: ۲۸ برقم (۳۴۰۵) واخرجه كذلك في المغازي، باب: غزوة الطائف في شوال سنة ثمان برقم (۴۳۳۶) واخرجه كذلك في الادب، باب: من اخبر صاحبه بما يقال فيه برقم (۶۰۵۹) واخرجه كذلك في باب: الصبر في الاذى برقم (۶۱۰۰) واخرجه كذلك في الاستئذان، باب: اذا كانوا اكثر من ثلاثة فلا بأس بالمسارة والمناجاة برقم (۶۲۹۱) واخرجه كذلك في الدعوات، باب: قول الله تبارك وتعالى: ﴿وصل عليهم﴾ برقم (۶۳۳۶) انظر (التحفة) برقم (۹۲۶۴)

3 آپ بشری تقاضا کے تحت ایک انتہائی نامعقول بات سن کر متاثر ہو گئے اور آپ پر شدید غضب طاری ہو گیا۔ لیکن آپ نے پیغمبرانہ تحمل و برداشت سے کام لیا اور بتایا پیغمبروں کو اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ باتوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ لیکن وہ صبر و تحمل کا دامن نہیں چھوڑتے۔ لیکن چونکہ وہ نام نہاد مسلمان تھا۔ اس لیے آپ نے اسے اس گستاخی اور بے ادبی پر سزا نہیں دی۔ 4 کسی کو کوئی بات اس مقصد کے تحت بتانا کہ وہ اپنی عزت کا دفاع کر سکے یا بدفہمی اور غلط فہمی دور کر سکے۔ یہ غیبت اور چغلی نہیں ہے۔ ہاں بگاڑ اور فساد کے لیے لگائی بجھائی کرنا جائز نہیں ہے۔ 5 بعض انسانی رسول کے فیصلہ اور حکم کی حکمت اور مصلحت کو نہیں سمجھ سکتا۔ تو ایسی انسان کو رسول کے حکم پر مطمئن ہونا چاہیے۔ اس کے بارے میں کسی بدگمانی یا بدظنی کا شکار ہو کر اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

۴۸...... بَابُ ذِكْرِ الْخَوَارِجِ وَصِفَاتِهِمْ

باب ٤٨. خوارج اور ان کی صفات وعلامات کا تذکرہ

[2449] ١٤٢ ـ(١٠٦٣) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ مُنْصَرَفَهُ مِنْ حُنَيْنٍ وَفِي ثَوْبِ بِلَالٍ فِضَّةٌ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْبِضُ مِنْهَا يُعْطِي النَّاسَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اعْدِلْ قَالَ ((وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ لَقَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ)) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَقْتُلَ هٰذَا الْمُنَافِقَ فَقَالَ ((مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنِّي أَقْتُلُ أَصْحَابِي إِنَّ هٰذَا وَأَصْحَابَهُ يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنْهُ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)).

[2449]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حنین سے واپسی کے وقت جعرانہ میں ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ جبکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں کچھ چاندی تھی، اور رسول اللہ ﷺ اس سے مٹھی بھر بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے، تو اس نے کہا، اے محمد! انصاف کیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: تو تباہ ہو! اگر میں عدل نہیں کر رہا تو عدل کون کرے گا؟ تو ناکام ہوا اور خسارے میں پڑا۔ اگر میں عدل نہیں کر رہا ہوں (جس کا متبوع و مقتدیٰ ہی نعوذ باللہ) غیر منصف ہے تو پھر تابع اور مقتدی کی حالت کیا ہوگی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے، میں اس منافق کی گردن اڑا دوں، آپ نے فرمایا: (اس بات

[2449] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٢٩٩٦)

سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ لوگ باتیں کریں کہ میں اپنے ہی ساتھیوں کو مروا دیتا ہوں، یہ اور اس کے ساتھی قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اس سے اس طرح نکل جائیں گے، جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے)۔

مفردات الحدیث ❶ خِبْتَ و خَسِرتَ: اگر مخاطب کے صیغے ہوں (اور واضح صورت یہی ہے) تو معنی ہوگا جس کو ایسا مقتدی اور پیشوا ملا جو غیر منصف ہے اس کی ناکامی و نامرادی یا نقصان میں کیا شبہ ہوسکتا ہے اور اگر متکلم کا صیغہ ہو تو معنی ہوگا اگر میں مقتدی اور پیشوا ہو کر بھی عادل نہیں ہوں، تو پھر مجھ سے زیادہ ناکام اور نامراد گھاٹے کا شکار کون ہے۔ ❷ لا يُجَاوِز حناجرهم: ان کے حلق اور حجرہ سے نیچے نہیں اترتا۔ ان کے دل اس کے فہم و معرفت سے عاری ہیں، اور اس کی تلاوت سے سوائے طوطے کی طرح الفاظ دہرانے سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے، یا ان کی انتہا پسندی اور حرفیت پسندی کی بنا پر ان کا عمل اور تلاوت اوپر نہیں چڑھتی اور اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتی۔ ❸ يمرقون منه: قرأت سے بلا فائدہ اور فہم و سمجھ نکل جاتے ہیں۔ اس سے ان کے دل و دماغ متاثر نہیں ہوتے۔ ❹ كما يمرق السهم من الرّمِيّة: جس طرح تیر، شکار سے اس حالت میں نکل جاتا ہے کہ اس کی کوئی چیز اس کو نہیں لگی ہوتی۔ الرَمِيّة اس شکار کو کہتے ہیں جس پر تیر پھینکا جاتا ہے۔ یعنی فعيلة، مفعولة کے معنی میں ہے۔

فائدہ:...... یہ واقعہ ۸ھ میں حنین سے واپسی پر جعرانہ کے مقام پر پیش آیا جبکہ آپ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے سے ہر گزرنے والے کو چاندی کی مٹھی عنایت فرما رہے تھے اور اس میں دینی حکمت و مصلحت کے تحت کمی و بیشی ہوسکتی ہے، محض خواہش نفس سے یہ کام نہیں ہوسکتا اور اس بدبخت نے اس کو خواہش نفس کا شاخسانہ قرار دے کر یہ گستاخانہ بات کہہ ڈالی۔ جس امت کا رسول ہی یہ رویہ اختیار کرے، اس میں عدل و انصاف کہاں سے پیدا ہوسکتا ہے اور اسے عدل و انصاف کا حکم کیسے دیا جاسکتا ہے۔ لیکن انتہا پسند لوگ جو دینی حکم اور مصالح کو نہیں سمجھتے۔ وہ ہر جگہ ایسا ہی رد یہ اپناتے ہیں اور شرعی حکموں پر اعتراض کرتے ہیں اور اپنے آپ کو عقل کل کا مالک سمجھ کر ان کا انکار کر دیتے ہیں اور اپنے جرم کی پردہ پوشی کے لیے یہ کہتے ہیں یہ شرعی حکم ہی نہیں ہے۔

[2450] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِي قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْسِمُ مَغَانِمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

[2450] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۲۹۰۱) و (۲۹۹۶)

[2450] مصنف اپنے دوسرے دو اساتذہ سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ غنیمتیں تقسیم فرما رہے تھے۔ آگے اوپر والی حدیث بیان کی۔

[2451] ۱۴۳۔(۱۰۶۴) حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ وَهُوَ بِالْيَمَنِ بِذَهَبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيُّ وَعُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيُّ ثُمَّ أَحَدُ بَنِي كِلَابٍ وَزَيْدُ الْخَيْرِ الطَّائِيُّ ثُمَّ أَحَدُ بَنِي نَبْهَانَ قَالَ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ فَقَالُوا أَتُعْطِي صَنَادِيدَ نَجْدٍ وَتَدَعُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((إِنِّي إِنَّمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِأَتَأَلَّفَهُمْ))** فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ يَا مُحَمَّدُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((فَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ إِنْ عَصَيْتُهُ أَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي))** قَالَ ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ يُرَوْنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ))**.

[2451]۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے مٹی میں ملا کچھ سونا بھیجا یعنی غیر صاف شدہ سونا رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا، آپ نے اسے چار (۴) اشخاص میں تقسیم فرما دیا۔ یعنی اقرع بن حابس حنظلی، عیینہ بن بدر فزاری، علقمہ بن علاثہ عامری (جو بنو کلاب کا ایک فرد ہے) اور زید الخیر طائی

[2451] اخرجه البخاري في (صحيحة) في الاحاديث الانبياء باب: قول الله تعالى: ﴿والى عاد اخاهم هودا قال يا قوم اعبدوا الله﴾ برقم (٣٣٤٤) واخرجه كذلك في المغازي، باب: بعث علي بن ابي طالب رضي الله عنه وخالد بن الوليد الى اليمن قبل حجة الوداع برقم (٤٣٥١) واخرجه كذلك في التفسير، باب: ﴿المؤلفة قلوبهم وفي الرقاب﴾ برقم (٤٦٦٧) باختصار۔ واخرجه كذلك في التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿تعرج الملائكة والروح اليه﴾ برقم (٧٤٣٢) واخرجه ابو داود في (سننه) في السنة، باب: في قتال الخوارج برقم (٤٧٦٤) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: المؤلفة قلوبهم برقم (٥/ ٨٧) واخرجه كذلك في تحريم الدم، باب: من شهر سيفه ثم وضعه في الناس برقم (٧/ ١١٨) انظر (التحفة) برقم (٤١٣٢)

جو بنو نبھان رضی اللہ عنہ سے ہے۔ کو دے دیا...... اس پر قریش ناراض ہو گئے اور کہنے لگے کیا آپ ﷺ نجدی سرداروں کو دیں گے اور ہمیں محروم چھوڑ دیں گے؟ تو آپ نے فرمایا یہ کام میں نے ان کی تالیف (مانوس کرنا) کے لیے کیا اتنے میں ایک آدمی آ گیا، جس کی داڑھی گھنی تھی، رخسار ابھرے ہوئے تھے، آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی بلند تھی، یا کن پٹی ابھری ہوئی تھی، سر منڈا ہوا تھا، اس نے کہا: اے محمد! اللہ سے ڈر، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کروں تو پھر اس کی اطاعت کون کرے گا! کیا وہ اہل زمین کے بارے میں مجھ پر اعتماد فرماتا ہے اور تم مجھ پر بے اعتمادی کرتے ہو؟) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر وہ آدمی پیٹھ پھیر کر چل دیا، تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی (لوگوں کا خیال ہے وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے) اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی نسل سے ایسے لوگ ہوں گے، جو قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے، وہ اطاعت سے اس طرح نکل جائیں گے، جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، اگر میں نے ان کو پا لیا، تو انہیں عادیوں کی طرح ختم کر ڈالوں گا۔

مفردات الحدیث ❶ زید الخیر کو جاہلیت کے دور میں زید الخیل کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ گھوڑوں کے شوقین تھے۔ ❷ صنادید: صندید کی جمع ہے سردار، چوہدری، وڈیرا۔ ❸ كث اللحية: گھنی داڑھی والا۔ ❹ مشرف الوجنتين: مشرف، بلند، ابھرا ہوا۔ ❺ وجنة: رخسار کا بلند گوشت۔ ❻ غائر: اندر کو دھنسا ہوا۔ ❼ ناتئ الجبين: ناتی بلند، اونچا، جبین، کن پٹی، مراد جبهة، پیشانی والا حصہ ہے۔ ❽ ضئضئ: نسل، اصل، عنصر۔

[2452] ١٤٤-(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ بِذَهَبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا قَالَ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ وَالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((أَلَا تَأْمَنُونِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً)) قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ

[2452] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٤٨)

مَحْلُوقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ ((وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللّٰهَ)) قَالَ ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ فَقَالَ ((لَا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي)) قَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُونَهُمْ)) قَالَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ ((إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ)).

[2452] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یمن سے رنگے ہوئے چمڑے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا جسے مٹی سے الگ نہیں کیا گیا تھا۔تو آپ نے اسے چار آدمیوں، عیینہ بن حصن، اقرع بن حابس، زید الخیل اور چوتھا علقمۃ بن علاثہ ہے یا عامر بن طفیل رضی اللہ عنہم کے درمیان تقسیم کر دیا۔تو آپ کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی نے کہا، ان سے ہم اس کے زیادہ حقدار تھے۔ نبی اکرم ﷺ تک یہ بات پہنچ گئی۔تو آپ نے فرمایا: ((کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے؟ اور آسمان والا مجھے امین سمجھتا ہے، صبح اور شام میرے پاس آسمانی خبریں آتی ہیں)) ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس پر ایک آدمی کھڑا ہوا، جس کی آنکھیں دھنسی ہوئیں تھیں، گال ابھرے ہوئے تھے، پیشانی اونچی تھی، داڑھی گھنی تھی، سر منڈا ہوا تھا اور تہبند پنڈلی تک اٹھا ہوا تھا۔اس نے کہا، اے اللہ کے رسول! اللہ سے ڈر، آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس، کیا میں تمام اہل زمین سے اللہ سے زیادہ ڈرنے کے قابل نہیں ہوں۔ پھر آدمی پیٹھ کر چل دیا، تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ نے فرمایا: (نہیں، ممکن ہے یہ نمازی ہو) خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کتنے نمازی ہیں۔ جو زبان سے ایسی بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے لوگوں کے دل چیرنے کا اور ان کے پیٹ چاک کرنے کا حکم نہیں دیا گیا، کہ ان کے دل کی بات جانوں۔حضرت ابوسعید کہتے ہیں پھر آپ نے اس پر نظر دوڑائی جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا، اور فرمایا: (واقعہ یہ ہے کہ اس کی نسل سے ایسے لوگ نکلیں گے جو اللہ کی کتاب کو آسانی سے پڑھیں گے، اور وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گی، وہ دین (اطاعت) سے اس طرح نکلیں گے جیسے تیر شکار سے نکلتا ہے) ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرا خیال ہے آپ نے فرمایا۔(اگر میں نے ان کو پا لیا تو قوم ثمود کی طرح ان کو تہس نہس کر ڈالوں گا)۔

تنبیه:...... چوتھا فرد جس کو سونا ملا وہ علقمہ تھا۔ عامر بن طفیل نہیں تھا، وہ تو پہلے فوت ہو چکا تھا۔

مفردات الحدیث

❶ ادیم مقروظ: کیکر کی چھال یا اس کے تکوں سے رنگا ہوا چمڑا۔ ❷ لم تحصل: اس کو حاصل نہیں کیا گیا تھا یا الگ اور ممتاز نہیں کیا گیا تھا۔ ❸ ناشز الجبهة: بلند اور اونچی پیشانی والا۔ ❹ انقب قلوب الناس: لوگوں کے دل چیر کر ان کے دل کی بات معلوم کروں۔ یعنی میں ظاہر کا پابند ہوں، سریرہ اور باطن کا محاسبہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ ❺ مقفٍ: قفا یعنی گدی پچھلی طرف کر کے جانے والا۔ ❻ رطبا: تازہ کو کہتے ہیں لیکن اس سے مقصود آسانی اور سہولت کے ساتھ پڑھنا ہے جیسا کہ اگلی روایت میں ہے۔ ❼ لینا رطبا: ہمیشہ پڑھنے کی وجہ سے آسانی وسہولت پیدا ہو جاتی ہے۔

فوائد:...... ❶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقعہ ۸ھ میں جعرانہ کے مقام پر پیش آیا۔ جبکہ آپ نے مختلف لوگوں میں چاندی تقسیم کی اور ابوسعید خدری کی روایت میں یہ واقعہ ۹ھ کا ہے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غیر صاف شدہ سونا بھیجا اور آپ نے تالیف قلبی کی خاطر چار نجدی سرداروں میں اسے تقسیم کر دیا۔ اور بقول محمد بن اسحاق امام سیرت و مغازی دونوں جگہ گستاخی کا مرتکب اور آپ کو نشانہ تنقید بنانے والا ذوالخویصرۃ مرقوص بن زہیر تمیمی ہے۔ ❷ اس کے قتل کی اجازت پہلے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے طلب کی تھی اور پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جیسا کہ اگلی روایت میں اس کی صراحت موجود ہے۔ اور اس کے قتل کی اجازت نہ دینے کی وجہ وہی ہے کہ ابھی اس کی نسل کا ظہور نہیں ہوا تھا۔ نیز یہ نام نہاد مسلمان تھا اور نماز پڑھتا تھا۔ اس کے قتل کے نتیجہ میں آپ کے خلاف غلط پروپیگنڈا ہو سکتا تھا۔ جس سے ابھی دینی اور سیاسی طور پر بچنے کی ضرورت تھی لیکن اب اگر کوئی بد بخت آپ کو گالی دے یا توہین و تنقیص کے کلمات کہے۔ تو وہ ائمہ اربعہ کے نزدیک واجب القتل ہے اور اس کی توبہ کی قبولیت کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ ❸ خوارج نے جب تک مسلمانوں سے جنگ نہیں کی۔ ان کو قتل نہیں کیا گیا۔ لیکن جب انہوں نے مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھائی تو انہیں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ٹھکانے لگایا جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

[2453] ۱۴۵-(...) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ عَامِرَ بْنَ الطُّفَيْلِ وَقَالَ نَاتِئُ الْجَبْهَةِ وَلَمْ يَقُلْ نَاشِزُ وَزَادَ فَقَامَ إِلَيْهِ

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا قَالَ ثُمَّ أَدْبَرَ فَقَامَ إِلَيْهِ خَالِدٌ سَيْفُ اللَّهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا فَقَالَ ((إِنَّهُ سَيَخْرُجُ

[2453] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲۴۴۸)

مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ لَيِّنًا رَطْبًا)) وَقَالَ قَالَ عُمَارَةُ حَسِبْتُهُ قَالَ ((لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ)).

[2453]۔ مصنف اپنے ایک اور استاد سے عمارۃ بن القعقاع کی سند سے روایت کرتے ہیں۔ اس میں صرف علقمہ بن علاثہ کا نام ہے، عامر بن طفیل کا ذکر نہیں ہے اسی طرح ناشز الجبهة کی بجائے ناتی الجبهة ہے اور یہ اضافہ ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، پھر وہ پیٹھ پھیر کر چل پڑا، تو آپ کے پاس خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ (اللہ کی تلوار) حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا میں اس کی گردن نہ اتار دوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی نسل سے جلدی ایسے لوگ نکلیں گے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب بہت آسانی سے تازہ بتازہ (روزانہ) پڑھیں گے، عمارہ کہتے ہیں میرا خیال ہے آپ نے فرمایا۔ (اگر میں نے ان کو پالیا، تو ثمودیوں کی طرح تہس نہس کر ڈالوں گا)۔

[2454] ۱۴۶۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ زَيْدُ الْخَيْرِ وَالْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ وَعُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ أَوْ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ وَقَالَ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَرِوَايَةِ عَبْدِالْوَاحِدِ وَقَالَ ((إِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ وَلَمْ يَذْكُرْ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ)).

[2454]۔ امام صاحب اپنے استاد، ابن نمیر سے مذکورہ بالا سند ہی سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے چار شخصوں زید الخیر، اقرع بن حابس، عیینہ بن حصن اور علقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل کے درمیان تقسیم کر دیا، اور یہاں عبدالواحد کی روایت کی طرح ناشز الجبهة کا لفظ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اس کی نسل سے جلد ہی ایک قوم نکلے گی) اور یہ بیان نہیں کیا۔ (اگر میں نے ان کو پالیا، تو ثمودیوں کی طرح قتل کر ڈالوں گا)۔

[2455] ۱۴۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

[2454] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٤٤٨)

[2455] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی المناقب، باب: علامات النبوة فی الاسلام برقم (٣٦١٠) واخرجه كذلك فی فضائل القرآن، باب: اثم من رای بقراءة القرآن، او اكل به، او فجر به برقم (٥٠٥٨) واخرجه كذلك فی الادب، باب: ما جاء فی قول الرجل ويلك، برقم (٦١٦٣) ←

عَنْ أَبِی سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ أَنَّهُمَا أَتَیَا أَبَا سَعِیدٍ الْخُدْرِیَّ فَسَأَلَاهُ عَنِ الْحَرُورِیَّةِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ یَذْكُرُهَا قَالَ لَا أَدْرِی مَنِ الْحَرُورِیَّةُ وَلَكِنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ یَقُولُ ((یَخْرُجُ فِی هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَلَمْ یَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلٰوتَكُمْ مَعَ صَلٰوتِهِمْ فَیَقْرَئُونَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ أَوْ حَنَاجِرَهُمْ یَمْرُقُونَ مِنَ الدِّینِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِیَّةِ فَیَنْظُرُ الرَّامِی إِلٰی سَهْمِهِ إِلٰی نَصْلِهِ إِلٰی رِصَافِهِ فَیَتَمَارٰی فِی الْفُوقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَیْءٌ)).

[2455]۔ ابو سلمہ اور عطاء بن یسار، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے حروریہ کے بارے میں پوچھا؟ کیا آپ نے ان کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا، حروریہ کا تو مجھے پتہ نہیں ہے، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اس امت میں (فی کہا منہا نہیں کہا) ایک قوم نکلے گی۔ تم اپنی نمازوں کو ان کے مقابلہ میں ہیچ سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے، وہ ان کے حلق یا گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اسی طرح نکلیں گے جیسے تیر شکار سے نکلتا ہے۔ تیرانداز اس کی لکڑی کو دیکھتا ہے اس کے پھل کو اس کے پر کو دیکھتا ہے اور اس کی نوک یا اس کے آخری کنارہ کے بارے میں شک میں مبتلا ہوتا؟ کہ کہیں اس کے خون میں سے کچھ لگا ہے۔

مفردات الحدیث

❶ **سہم**: تیر کی لکڑی، رصاف، پٹھا جو چھڑ میں تیر کے پھل کے داخل ہونے کی جگہ سے اوپر لگایا جاتا ہے۔ تیر کی باڑہ۔ ❷ **نصل**: تیر کا پھل۔ ❸ **فوقہ**: سوفار، تیر کی نوک۔

[2456] ۱۴۸۔(. . .) حَدَّثَنِی أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِی یُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِی أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ ح و حَدَّثَنِی حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰی وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْفِهْرِیُّ قَالَا أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِی یُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِی أَبُو سَلَمَةَ بْنُ

← واخرجه كذلك فی استتابة المرتدین والمعاندین وقتالهم، باب: قتل الخوارج والملحدین بعد اقامة الحجة علیهم برقم (۶۹۳۱) واخرجه كذلك فی باب: من ترك قتل الخوارج للتألیف ولئلا ینفرد الناس عنهم برقم (۶۹۳۱) واخرجه كذلك فی باب: من ترك قتل الخوارج للتألیف ولئلا ینفرد الناس عنهم برقم (۶۹۳۳) واخرجه ابن ماجه فی المقدمة فی (سننه) باب: فی ذكر الخوارج برقم (۱۶۹) انظر (التحفة) برقم (۴۴۲۱)

[2456] انظر تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲۴۵۲)

عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَالضَّحَّاكُ الْهَمْدَانِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اعْدِلْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((وَيْلَكَ وَمَنْ يَّعْدِلُ إِنْ لَّمْ أَعْدِلْ قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَّمْ أَعْدِلْ))** فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَّحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلٰوتَهُ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلٰى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى نَضِيِّهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ وَهُوَ الْقِدْحُ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدٰى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَتَدَرْدَرُ يَخْرُجُونَ عَلٰى حِينِ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ))** قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ فَأَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَوُجِدَ فَأُتِيَ بِهِ حَتّٰى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِي نَعَتَ.

[**2456**]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ کچھ تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ کے پاس بنوتمیم کا ایک فرد ذوالخویصرہ آیا۔ اور کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! انصاف کیجیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر افسوس! اگر میں عدل نہیں کرتا، تو عدل کون کرے گا؟ اگر میں عدل نہیں کر رہا، تو میں تو ناکامی اور گھاٹے کا شکار ہو گیا، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے اس کی گردن مارنے کی اجازت دیجیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑیے، اس کے کچھ ساتھی ہیں۔ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں کم تر خیال کرو گے، اور اپنے روزوں کو ان کے مقابلہ میں ہیچ سمجھو گے، وہ قرآن پڑھیں گے، ان کی ہنسلی سے اوپر نہیں اٹھے گا (قبول نہیں ہوگا)۔ اسلام (فرمانبرداروں) سے اس طرح نکلیں گے، جیسے تیر شکار سے نکلتا ہے، اس کے پھل کو دیکھا جائے گا۔ اس میں کچھ بھی نہیں پایا جائے گا، اس کے پھل کی جڑ کو دیکھا جائے گا اس پر کچھ نہیں ہوگا۔ پھر اس کی لکڑی کو دیکھا جائے گا اس پر کچھ نہیں ہوگا۔ پھر اس کے پر کو دیکھا جائے گا۔ اس پر کچھ نہیں پایا جائے گا، تیر گوبر اور خون سے تجاوز کر گیا ہے (لیکن اس پر لگا کچھ بھی نہیں) ان کی علامت و نشانی ایک سیاہ آدمی ہے، اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا۔ یا گوشت کے ہلتے ہوئے ٹکڑہ کی طرح لوگوں کے (مسلمانوں کے) باہمی اختلاف کے وقت نکلیں گے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ لڑی جبکہ میں ان کے ساتھ تھا۔ تو انہوں نے اس آدمی کے تلاش کرنے کا حکم دیا، تو وہ مل گیا اسے ان کے پاس لایا گیا حتی کہ میں نے اسے اس حالت وصفت پر پایا جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔

مفردات الحدیث ❶ نَضِيّ: پیکان، تیر کی لکڑی۔ ❷ قُذَذ: قُذَّة کی جمع ہے، تیر کا پر۔ ❸ تَدَدَرُ: حرکت کرتا ہے ہلتا جلتا ہے۔

فائدہ:...... حضور اکرم ﷺ نے اس روایت میں جن جن چیزوں کے بارے میں پیشین گوئی فرمائی، ان کا ظہور اسی طرح ہوا، ان لوگوں نے واقعہ تحکیم کے وقت خروج کیا، مسلمانوں سے الگ ہو گئے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں کو کافر قرار دیا، حروراء نامی عراق کی بستی جو کوفہ کے قریب تھی میں ان کا اجتماع ہوا اس لیے ان کو حروریہ کا نام بھی دیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ کے قول یخرجون کی وجہ سے خارجی کہا گیا اور یمرقون کی بنا پر مارقہ کہا گیا، لمبی لمبی نمازیں پڑھتے تھے۔ خوب روزے رکھتے تھے، قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے لیکن اس کا رنگ ان پر نہیں چڑھا تھا، مسلمان امیر و حاکم کی اطاعت سے بالکل کورے تھے۔ قرآنی ہدایات و تعلیمات کا اثر نہ ہونے کی بنا پر مسلمانوں کے خلاف ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا مقابلہ کیا۔ اور نشان زدہ آدمی بھی انہیں ہی ملا۔

[2457] ۱۴۹۔(۱۰۶۵) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ قَوْمًا يَكُونُونَ فِي أُمَّتِهِ يَخْرُجُونَ فِي فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ سِيمَاهُمُ التَّحَالُقُ قَالَ ((هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ أَوْ مِنْ اَشَرِّ الْخَلْقِ يَقْتُلُهُمْ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ)) قَالَ فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُمْ مَثَلًا أَوْ قَالَ قَوْلًا ((الرَّجُلُ يَرْمِي الرَّمِيَّةَ أَوْ قَالَ الْغَرَضَ فَيَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرَى بَصِيرَةً وَيَنْظُرُ فِي النَّضِيِّ فَلَا يَرَى بَصِيرَةً وَيَنْظُرُ فِي الْفُوقِ فَلَا يَرَى بَصِيرَةً)) قَالَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَأَنْتُمْ قَتَلْتُمُوهُمْ يَاأَهْلَ الْعِرَاقِ.

[2457]۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کے اندر نکلنے والے کچھ لوگوں کا تذکرہ فرمایا کہ وہ لوگوں میں افتراق کے وقت نکلیں گے جس کی نشانی ہمیشہ سر منڈانا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: (وہ بدترین لوگ ہوں گے حق سے قریب تر گروہ ان کو قتل کرے گا) آپ نے ان کے بارے میں تمثیل بیان کی یا بات فرمائی کہ انسان شکار یا نشانہ کو تیر مارتا ہے، وہ پھل دیکھتا ہے تو اسے نشانے پر لگنے کی دلیل (خون یا گوبر) نظر نہیں آتی، وہ پیکان کو دیکھتا ہے تو بھی کوئی حجت نظر نہیں آتی۔ پھر وہ سوفار (تیر کی نوک) دیکھتا ہے۔ تو وہ کوئی نشان نہیں دیکھتے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا، اے اہل عراق! تم ہی نے ان کو قتل کیا ہے۔

[2457] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۴۳۵۳)

[2458] ۱۵۰۔(. . .) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ وَهُوَ ابْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فُرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ))**.

[2458]۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **مسلمانوں میں افتراق (گروہ بندی) کے وقت ایک گروہ الگ ہوگا۔ اسے حق سے قریب تر گروہ قتل کرے گا۔**

[2459] ۱۵۱۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((تَكُونُ فِي أُمَّتِي فِرْقَتَانِ فَتَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ يَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ))**.

[2459]۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **میری امت کے دو گروہ بن جائیں گے۔ ان کے اندر سے ایک فرقہ نکلے گا ان کے قتل کا کام دونوں گروہوں سے حق کے زیادہ قریب گروہ سرانجام دے گا۔**

[2460] ۱۵۲۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ **((تَمْرُقُ مَارِقَةٌ فِي فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ فَيَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ))**.

[2460]۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لوگوں میں گروہ بندی کے وقت ایک فرقہ نکلے گا ان کے قتل کا کام وہ گروہ سرانجام دے گا۔ جو دونوں گروہوں سے حق کے زیادہ قریب ہوگا۔**

[2461] ۱۵۳۔(. . .) حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنِ الضَّحَّاكِ الْمِشْرَقِيِّ

[2458] اخرجه ابو داود في (سننه) في السنة ، باب: ما يدل على ترك الكلام في الفتنة برقم (٤٦٦٧) انظر (التحفة) برقم (٤٣٧٠)

[2459] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٧٤)

[2460] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣١٧)

[2461] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٠٨٣)

عَنْ أَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِی حَدِیثٍ ذَکَرَ فِیهِ قَوْمًا یَخْرُجُونَ عَلٰی فُرْقَةٍ مُخْتَلِفَةٍ یَقْتُلُهُمْ أَقْرَبُ الطَّائِفَتَیْنِ مِنَ الْحَقِّ۔

[2461]۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے ایک حدیث بیان کی ہے جس میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو اختلاف پیدا کرنے والی گروہ بندی میں نکلیں گے، ان دونوں گروہوں میں سے حق سے قریب تر گروہ قتل کرے گا۔

فائدہ:...... آپ کی پیشین گوئی کے مطابق آپ کے بعد امت قاتلین عثمان کے سلسلہ میں دو گروہوں میں بٹ گئی۔ ایک گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور دوسرا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ، دونوں گروہ اپنے اپنے موقف کو درست تصور کرتے تھے ایک کے سامنے ایک پہلو تھا اور دوسرے کے سامنے دوسرا پہلو تھا۔ دونوں صاحب فکر و نظر اور اہل حل وعقد تھے اور خلوص نیت سے متصف تھے۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موقف حق سے قریب تر تھا اور اس کو اپنانا یا اختیار کرنا زیادہ صحیح اور درست تر تھا، لیکن دوسرا گروہ سراسر باطل یا ناحق پر نہیں تھا۔ اس لیے آپ نے اس گروہ کی تردید یا تغلیط نہیں کیونکہ انہوں نے بھی پورے اخلاص اور سوچ و بچار کے ساتھ موقف اختیار کیا تھا۔ اس لیے اس گروہ یا اس کے قائد کے خلاف نازیبا کلمات استعمال کرنا۔ ان سے بغض و کینہ رکھنا۔ کوئی پسندیدہ حرکت نہیں ہے، جبکہ آپ نے قصوروار یا خطا کار بھی قرار نہیں دیا ہے ان کے مدمقابل کو اقرب الی الحق یا اولی بالحق قرار دینے سے یہ کہاں ثابت ہوگیا کہ دوسرے کا حق سے کوئی تعلق رابطہ نہیں تھا۔ نیز مجتہد تو خطا کار بھی ہو تو وہ اجر سے محروم نہیں رہتا، اس لیے اس کے خلاف زبان طعن کیسے دراز کی جا سکتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس دوسرے گروہ کے بارے میں فرماتے ہیں ربنا واحد، ونبینا واحد، ودعوتنا فی الاسلام واحدة، لا نستزیدهم فی الایمان بالله والتصدیق برسوله ﷺ ولا یستزیدوننا والامر واحد الا ما اختلفنا فیه من دم عثمان ونحن منه براء۔ (نهج البلاغه جلد۲، صفحه ۱۱٤، تحقیق امام عبده بحواله رحماء بینهم حصه چهارم صفحه: ۱۸۳) ہمارا رب ایک ہے، ہمارا نبی ایک ہے۔ اسلام کے بارے میں ہماری دعوت ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں نہ ہم ان سے بڑھ کر ہیں اور نہ وہ ہم سے بڑھے ہوئے ہیں ہمارا اور ان کا دینی معاملہ ایک جیسا ہے مگر عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے بارے میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہے حالانکہ ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ اور خود حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں گروہوں کو فئتین عظیمتین من المسلمین مسلمانوں کی دو عظیم جماعتیں قرار دیا ہے۔ (بخاری شریف: ج۱، صفحہ ۵۳۰)

۴۹...... بَاب التَّحْرِيضِ عَلَى قَتْلِ الْخَوَارِجِ

باب ٤٩. خارجیوں کے قتل پر آمادہ کرنا

[2462] ١٥٤ ـ(١٠٦٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَبْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشَجُّ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ الْأَشَجُّ ثَنَا وَكِيعٌ قَالَ ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُولَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ **((سَيَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))**

[2462]۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سناؤں تو آسمان سے گر پڑنا (تباہ و برباد ہونا) مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں آپ کی طرف ایسی بات منسوب کروں، جو آپ نے نہیں فرمائی۔ اور جب میں آپس کی بات کروں تو جنگ ایک چال اور تدبیر ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اخیر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی، کم عمر، کم عقل، بظاہر مخلوق کی بہترین بات کہیں گے، قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، اطاعت سے اس طرح نکل جائیں گے۔ جس طرح تیر شکار سے گزر جاتا ہے۔ جب تمہاری ان سے مڈبھیڑ ہو تو ان کو قتل کر دینا، کیونکہ ان کے قتل میں قیامت کے دن اللہ کے ہاں قاتل کو اجر ملے گا۔

فوائد:...... ❶ خوارج کا ظہور مختلف ادوار میں ہوا ہے اور آئندہ بھی ہوگا یہ قرآن کے نام سے انتہا پسندی کرتے ہیں اپنے پہلے ظہور میں انہوں نے ان الحکم الا للّٰہ کا نعرہ بلند کر کے، حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما

[2462] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المناقب، باب: علامات النبوة في الاسلام برقم (٣٦١١) واخرجه كذلك في فضائل القرآن، باب: اثم من رائى بقرائة القرآن، او تاكل به او فجر به برقم (٥٠٥٧) واخرجه كذلك في استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب: قتل الخوارج والملحدين بعد اقامة الحجة عليهم برقم (٦٩٣٠) واخرجه ابو داود في (سننه) في السنة، باب: في قتال الخوارج برقم (٤٧٦٧) واخرجه النسائي في (المجتبى) في تحريم الدم، باب: من شهر سيفه ثم وضعه في الناس برقم (٧/ ١١٩)

کے خلاف خروج کیا تھا۔ ❷ الحربُ خَدعةٌ: لڑائی ایک چال اور خفیہ تدبیر ہے جو گروہ اور جماعت بہتر چال اور عمدہ تدبیر اختیار کر لیتی ہے وہ کامیاب ہوتی ہے دشمن کی چال اور تدبیر سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ آج کل مسلمان یہود و ہنود کی چالوں سے غافل ہو کران کے نرغہ میں ہیں۔

[2463] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[2463] امام صاحب نے مذکورہ روایت اپنے تین اساتذہ سے اعمش ہی کی سند سے بیان کی ہے۔

[2464] (. . .) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا أَبُومُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا ((يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)).

[2464] امام صاحب نے مذکورہ روایت اپنے چار اساتذہ سے جو جریر اور ابو معاویہ سے اعمش کی سند ہی سے بیان کرتے ہیں۔ نقل کی ہے لیکن اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں (وہ دین سے اس طرح نکلیں گے جیسا کہ تیر، شکار سے گزر جاتا ہے)۔

[2465] ۱۵۵-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ ذَكَرَ الْخَوَارِجَ فَقَالَ فِيهِمْ رَجُلٌ مُخْدَجُ الْيَدِ أَوْ مُودَنُ الْيَدِ أَوْ مَثْدُونُ الْيَدِ لَوْلَا أَنْ تَبْطَرُوا لَحَدَّثْتُكُمْ بِمَا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ يَقْتُلُونَهُمْ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ قُلْتُ آنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ

[2463] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٥٩)

[2464] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٥٩)

[2465] اخرجه ابو داود في (سننه) في السننه، باب: في قتال الخوارج برقم (٤٧٦٣) واخرجه ابن ماجه في المقدمة في (سننه) في ذكر الخوارج برقم (١٦٧) انظر (التحفة) برقم (١٠٢٣٣)

[2465] ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے خوارج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ان میں ایک آدمی ہوگا جس کا ہاتھ ناقص یا چھوٹا سا ملا ہوا ہوگا۔ اگر تم اترانے نہ لگو، تو میں تمہیں بتاؤں اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی زبان سے ان کے قتل کرنے والوں سے کیا وعدہ کیا ہے۔ عبیدہ کہتے ہیں میں نے پوچھا کیا آپ نے براہ راست اسے محمد ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں! رب کعبہ کی قسم! ہاں رب کعبہ کی قسم! ہاں رب کعبہ کی قسم!

[2466] (. . .)) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِى عَدِيِّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ قَالَ لَا أُحَدِّثُكُمْ إِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْهُ فَذَكَرَ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَ حَدِيثِ أَيُّوبَ مَرْفُوعًا

[2466] عبیدہ بیان کرتے ہیں میں تمہیں وہی حدیث سناؤں گا جو میں نے ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے سنی ہے، پھر مذکورہ بالا مرفوع حدیث سنائی: (مخدج اور مو ذن کا معنی ناقص ہے اور مثدون کا چھوٹا مجتمع)

[2467] ١٥٦۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِى سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ حَدَّثَنِى

زَيْدُ بْنُ وَهْبِ الْجُهَنِىُّ أَنَّهُ كَانَ فِى الْجَيْشِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ الَّذِينَ سَارُوا إِلَى الْخَوَارِجِ فَقَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّى سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِى يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ لَيْسَ قِرَائَتُكُمْ إِلٰى قِرَائَتِهِمْ بِشَىْءٍ وَلَا صَلٰوتُكُمْ إِلٰى صَلٰوتِهِمْ بِشَىْءٍ وَلَا صِيَامُكُمْ إِلٰى صِيَامِهِمْ بِشَىْءٍ يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ لَا تُجَاوِزُ صَلٰوتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)) لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ مَا قُضِىَ لَهُمْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ ﷺ لَاتَّكَلُوا عَنِ الْعَمَلِ وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا لَهُ عَضُدٌ وَلَيْسَ لَهُ ذِرَاعٌ عَلٰى رَأْسِ عَضُدِهِ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ فَتَذْهَبُونَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ وَتَتْرُكُونَ هٰؤُلَاءِ يَخْلُفُونَكُمْ فِى ذَرَارِيِّكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَاللّٰهِ إِنِّى لَأَرْجُو أَنْ يَكُونُوا هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ وَأَغَارُوا فِى سَرْحِ النَّاسِ فَسِيرُوا عَلَى اسْمِ

[2466] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٤٦٢)

[2467] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى السنة، باب: فى قتال الخوارج برقم (٤٧٦٨) انظر (التحفة) برقم (١٠١٠٠)

اللّٰهِ قَالَ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ فَنَزَّلَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ مَنْزِلًا حَتّٰى قَالَ مَرَرْنَا عَلٰى قَنْطَرَةٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا وَعَلَى الْخَوَارِجِ يَوْمَئِذٍ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ فَقَالَ لَهُمْ أَلْقُوا الرِّمَاحَ وَسُلُّوا سُيُوفَكُمْ مِنْ جُفُونِهَا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ كَمَا نَاشَدُوكُمْ يَوْمَ حَرُورَاءَ فَرَجَعُوا فَوَحَّشُوا بِرِمَاحِهِمْ وَسَلُّوا السُّيُوفَ وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ قَالَ وَقُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَمَا أُصِيبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا رَجُلَانِ فَقَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ الْتَمِسُوا فِيهِمُ الْمُخْدَجَ فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَقَامَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ بِنَفْسِهِ حَتّٰى أَتٰى نَاسًا قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ قَالَ أَخِّرُوهُمْ فَوَجَدُوهُ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَبَلَّغَ رَسُولُهُ قَالَ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَسَمِعْتَ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِي وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ حَتّٰى اسْتَحْلَفَهُ ثَلَاثًا وَهُوَ يَحْلِفُ لَهُ.

[2467]۔زید بن وہب جہنی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانے والے اس لشکر میں تھا جو خارجیوں کے ساتھ جنگ کے لیے گیا تھا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت سے کچھ لوگ نکلیں گے وہ اس طرح قرآن پڑھیں گے کہ ان کے مقابلہ میں تمہارے قرآن پڑھنے کی کوئی حیثیت نہ ہوگی، اور نہ تمہاری نمازوں کی ان کی نمازوں کے مقابلہ کوئی حیثیت ہوگی۔اور نہ تمہارے روزوں کی ان کے روزوں کے مقابلہ میں کچھ حیثیت ہوگی۔(وہ یہ کام کثرت سے کریں گے)۔
وہ قرآن پڑھیں گے اور خیال کریں گے کہ وہ ان کے لیے ہے (ان کے حق میں نافع اور مفید ہے) حالانکہ وہ ان کے خلاف ہوگا۔(ان کے خلاف حجت و دلیل بنے گا) ان کی نماز یعنی قرأت ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اترے گی یعنی ان پر اثر انداز نہیں ہوگی، وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے) اگر ان کی سرکوبی کرنے والا لشکر یہ جان لے، کہ ان کے حق میں ان کے نبی ﷺ کی زبان کے ذریعہ کیا فیصلہ ہو چکا ہے۔تو وہ باقی عمل سے اس پر بھروسہ کرلیں، (اور اعمال کی ضرورت ہی محسوس نہ کریں) اس کی نشانی یہ ان کے اندر ایک آدمی ہے جس کا بازو ہے لیکن کہنی سے نچلا حصہ نہیں ہے اس کے بازو کے سرے پر عورت کے پستان کی طرح ہے۔جس پر سفید بال ہیں۔تم معاویہ اور اہل شام کی طرف جاتے ہو اور ان کو چھوڑ رہے ہو کہ تمہارے بیوی اور بچوں اور اموال کو نقصان پہنچائیں، اللہ کی قسم! مجھے امید ہے یہی لوگ وہ قوم ہے کیونکہ انہوں نے ناحق خون ریزی کی اور لوگوں کے مویشیوں پر حملہ کیا تم اللہ کا نام لے کر ان کی طرف چلو، سلمہ بن کہیل کہتے

ہیں، مجھے زید بن وہب نے ایک ایک منزل کے بارے میں بتایا۔حتی کہ بتایا۔ کہ ہم ایک پل سے گزرے، اس دن خوارج کا سپہ سالار عبداللہ بن وہب راسبی تھا۔ جب ہماری ان سے مڈبھیڑ (ٹکراؤ) ہوئی، اس نے اپنے ساتھیوں کو کہا، اپنے نیزے ڈال دو (پھینک دو) اور میانوں سے اپنی تلواریں سونت لو، کیونکہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ یہ لوگ حروراء کے دن کی طرح قسموں کے ذریعہ تم سے صلح کا مطالبہ کریں گے۔ تو انہوں نے لوٹ کر اپنے نیزے دور پھینک دیئے، اور تلواریں سونت لیں۔ اور لوگوں نے ان پر نیزوں سے حملہ کیا، اور وہ قتل ہو کر ایک دوسرے پر گرے اور لوگوں (حضرت علی کے ساتھیوں) سے اس دن صرف دو آدمی قتل ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ساتھیوں سے کہا، ان میں ناقص ہاتھ والے کو تلاش کرو، لوگوں نے اسے تلاش کیا، اور وہ نہ ملا، اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ بذات خود تلاش کے لیے نکلے حتی کہ ایسے لوگوں تک پہنچے جو قتل ہو کر ایک دوسرے پر گرے ہوئے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، ان کو ہٹاؤ، تو وہ اس حال میں ملا کہ زمین پر پڑا ہوا تھا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا۔ پھر کہا: اللہ نے سچ فرمایا: اور اس کے رسول نے اس کا پیغام پہنچایا، عبیدہ سلمانی اٹھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، اور کہا: اے امیر المومنین! اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں، آپ نے واقعی یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، اس نے آپ سے تین دفعہ قسم لی اور آپ نے اس کے سامنے (دوسروں کو سنانے کے لیے) تین دفعہ قسم اٹھائی۔

مفردات الحدیث: ❶ **السرح** السارح، السارحة، چرنے والے مویشی، ❷ **نَزَّلَنِي نزلًا:** یعنی نَزَّلنی منزلا منزلا، ایک ایک پڑاؤ کا تذکرہ کیا۔ ❸ **قَنْطَرَة:** پل جس کا نام دبزجان تھا، جہاں حضرت علی نے خطاب فرمایا۔ ❹ **جُفُون:** جَفْن کی جمع ہے میان۔ ❺ **وَحَّشُوا برماحهم،** اپنے نیزے دور پھینک دیے تاکہ تلواریں حائل کریں۔ ❻ **شجرهم الناس:** حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی ان پر پل پڑے، اور خوارج ڈھیر ہو کر ایک دوسرے پر گرنے لگے۔

[2468] ۱۵۷۔(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰی قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِی عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ مَوْلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّ الْحَرُورِيَّةَ لَمَّا خَرَجَتْ وَهُوَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالُوا لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ قَالَ عَلِيٌّ كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَصَفَ نَاسًا إِنِّي لَأَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِي هٰؤُلَاءِ **((يَقُولُونَ الْحَقَّ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَجُوزُ هٰذَا مِنْهُمْ وَأَشَارَ إِلٰى حَلْقِهِ مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيْهِ مِنْهُمْ أَسْوَدُ إِحْدٰى**

[2468] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۰۲۳۰)

يَدَيْهِ طُبْيُ شَاةٍ أَوْ حَلَمَةُ ثَدْيٍ)) فَلَمَّا قَتَلَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ انْظُرُوا فَنَظَرُوا فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا فَقَالَ ارْجِعُوا فَوَاللَّهِ مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ وَجَدُوهُ فِي خَرِبَةٍ فَأَتَوْا بِهِ حَتَّى وَضَعُوهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ وَأَنَا حَاضِرُ ذَلِكَ مِنْ أَمْرِهِمْ وَقَوْلِ عَلِيٍّ فِيهِمْ زَادَ يُونُسُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ بُكَيْرٌ وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ ذَلِكَ الْأَسْوَدَ

[2468]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حروریہ نے خروج کیا تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ انہوں نے کہا: حاکم صرف اللہ ہے، فیصلہ کا حق اسی کو ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: حق بات غلط مقصد کے لیے کہی گئی ہے (صحیح بات سے باطل کا ارادہ کیا گیا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کی حالت بیان کی تھی۔ اور میں وہ وصف ان لوگوں میں پاتا ہوں، (وہ زبان سے حق بات کہیں گے اور اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے بتایا، اور قرآن کے اس سے نیچے نہیں اترے گا۔ اللہ کی مخلوق میں سے سب سے مبغوض اس کے نزدیک یہی لوگ ہیں، ان میں ایک سیاہ رنگ آدمی ہے۔ اس کا ایک ہاتھ بکری کے تھن یا عورت کے سر پستان کی طرح ہے) جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کیا تو کہا، اسے تلاش کرو لوگوں نے اسے تلاش کیا، لیکن انہیں کچھ نہ ملا، فرمایا: دوبارہ تلاش کرو، کیونکہ اللہ کی قسم! میں نے جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہی مجھے جھوٹ بتایا گیا ہے دو یا تین دفعہ کہا۔ پھر وہ ایک کھنڈر میں مل گیا، تو لوگوں نے لاکر ان کے سامنے رکھ دیا۔ عبید اللہ کہتے ہیں میں بھی اس معاملہ کو دیکھ رہا تھا۔ (وہاں موجود تھا) اور ان کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات کو سنا تھا۔ یونس کی روایت میں ہے۔ بکیر نے کہا مجھے ایک آدمی نے ابن حنین کے واسطے سے بتایا۔ اس نے کہا میں نے اس سیاہ آدمی کو دیکھا تھا۔

٥٠...... بَابُ الْخَوَارِجِ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ

باب ٥٠: خوارج تمام لوگوں اور حیوانات سے بدتر ہیں (تمام مخلوق سے برے ہیں)

[2469] ١٥٨-(١٠٦٧) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي أَوْ سَيَكُونُ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَلَاقِيمَهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَخْرُجُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ)) فَقَالَ ابْنُ الصَّامِتِ فَلَقِيتُ رَافِعَ بْنَ عَمْرٍو

[2469] اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى المقدمة، باب: فى قتال الخوارج برقم (١٧٠)

الْغِفَارِيَّ أَخَا الْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ قُلْتُ مَا حَدِيثٌ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِي ذَرٍّ كَذَا وَكَذَا فَذَكَرْتُ لَهُ هٰذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[2469]۔حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد میری امت سے یا جلد ہی میرے بعد میری امت سے ایک قوم ہوگی، وہ قرآن پڑھیں گے، وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے اسطرح نکل جائیں گے، جیسے کہ تیر شکار سے نکلتا ہے، پھر دین کی طرف واپس نہیں لوٹیں گے، یہ لوگ انسانوں اور حیوانوں میں سب سے بدتر لوگ ہوں گے، ابن الصامت کہتے ہیں، میں حکم غفاری کے بھائی رافع بن عمرو غفاری کو ملا، میں نے کہا، اس قسم کی حدیث جو میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔ اس کی حقیقت کیا ہے اور میں نے اس کے سامنے حدیث بیان کی۔ اس نے کہا، یہ حدیث میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ (خلق، انسان، خلیقہ، حیوان)

[2470] ۱۵۹۔(۱۰۶۸) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَأَلْتُ

سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ قَوْمٌ يَقْرَئُونَ الْقُرْآنَ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَعْدُو تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ

[2470]۔یسیر بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے سہل بن حنیف سے پوچھا، کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے خوارج کا تذکرہ سنا ہے؟ انہوں نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے۔ (ایک قوم ہے وہ زبان سے قرآن مجید کی تلاوت کریں گے وہ ان کی ہنسلی سے تجاوز نہیں کرے گا، وہ دین سے اس طرح نکلیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

[2471] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُو كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ يَخْرُجُ مِنْهُ أَقْوَامٌ.

[2471] امام صاحب اپنے استاد ابو کامل سے یہی روایت سلیمان کی سند سے نقل کرتے ہیں، اس میں ہے، اس سے (مشرق سے) کچھ لوگ (اقوام) نکلیں گے۔

[2470] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم برقم (٦٩٣٤) انظر (التحفة) برقم (٤٦٦٥)

[2471] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٤٦٧)

[2472] ١٦٠ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ جَمِيعًا عَنْ يَزِيدَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا أَبُوإِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ أُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَتِيهُ قَوْمٌ قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُحَلَّقَةٌ رُؤُوسُهُمْ)).

[2472] ـ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مشرق کی طرف ایک قوم حیران و پریشان نکلے گی، ان کے سر منڈے ہوئے ہوں گے۔

مفردات الحدیث ✲ **يَتِيهُ:** حیران و پریشان پھریں گے راہ راست تک نہیں پہنچ سکیں گے۔

نوٹ: ...... کوفہ کی قریبی بستی حروراء سے نکلنے والے خوارج کو آپ نے مشرق سے نکلنے والے قرار دیا ہے۔

٥١...... بَاب: تَحْرِيمِ الزَّكٰوةِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰى آلِهِ وَهُمْ بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ دُونَ غَيْرِهِمْ

باب ٥١: زکاۃ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل یعنی بنو ہاشم اور بنو مطلب کے لیے حرام ہے دوسرے قریش کے لیے نہیں

[2473] ١٦١ـ(١٠٦٩) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((كِخْ كِخْ ارْمِ بِهَا أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ)).

[2473] ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے لی، اور اسے اپنے منہ میں ڈال لیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھوڑو، چھوڑو، (تھوتھو) اسے پھینک دو کیا تمہیں معلوم نہیں، ہم صدقہ نہیں کھا سکتے؟

[2474] (. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((أَنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ)).

[2472] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٦٧)

[2473] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: ما يذكر في الصدقة للنبي ﷺ برقم (١٤٩١) واخرجه كذلك في الجهاد والسير، باب: من تكلم بالفارسية والرطانة برقم (٣٠٧٢) انظر (التحفة) برقم (١٤٣٨٣)

[2474] مصنف اپنے کئی اساتذہ سے شعبہ ہی کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً ہمارے لیے صدقہ جائز نہیں ہے۔''

[2475] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كِلَاهُمَا

عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ كَمَا قَالَ ابْنُ مُعَاذٍ ((أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ)).

[2475] مصنف اپنے دو اور اساتذہ سے شعبہ سے بیان کرتے ہیں جیسا کہ ابن معاذ نے بیان کیا ہے کہ: ''بلاشبہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔''

[2476] ١٦٢ـ(١٠٧٠) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ أَبَا يُونُسَ مَوْلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ

أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي لَأَنْقَلِبُ ((إِلٰى أَهْلِي فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰى فِرَاشِي ثُمَّ أَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا ثُمَّ أَخْشٰى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً فَأُلْقِيهَا)).

[2476]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واقعہ یہ ہے میں اپنے گھر لوٹتا ہوں اور اپنے بستر پر گری پڑی ایک کھجور پاتا ہوں، پھر میں اسے کھانے کے لیے اٹھا لیتا ہوں پھر میں ڈرتا ہوں کہ یہ صدقہ کی نہ ہوں، تو اسے ڈال دیتا ہوں۔''

[2477] ١٦٣ـ(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا

أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَنْقَلِبُ ((إِلٰى أَهْلِي فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰى فِرَاشِي أَوْ فِي بَيْتِي فَأَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا ثُمَّ أَخْشٰى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً أَوْ مِنَ الصَّدَقَةِ فَأُلْقِيهَا)).

[2477]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! بلاشبہ میں اپنے گھر والوں کی

[2474] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٧٠)

[2475] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٧٠)

[2476] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٧٧)

[2477] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥٨)

طرف لوٹتا ہوں اور اپنے بستر پر گری ہوئی ایک کھجور پاتا ہوں، یا گھر میں پڑی ہوئی پاتا ہوں، تو اسے میں کھانے کے ارادہ سے اٹھا لیتا ہوں، پھر میں ڈر جاتا ہوں کہ یہ صدقہ یا صدقہ کی ہی نہ ہو، تو اسے پھینک دیتا ہوں۔''

[2478] ١٦٤-(١٠٧١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ تَمْرَةً فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكَلْتُهَا

[2478]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو ایک کھجور ملی، تو آپ نے فرمایا: ''اگر اس کے بارے میں صدقہ کی ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اسے کھا لیتا۔''

[2479] ١٦٥-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ حَدَّثَنَا

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِتَمْرَةٍ بِالطَّرِيقِ فَقَالَ ((**لَوْلَا أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكَلْتُهَا**)).

[2479]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ راستہ میں پڑی ہوئی ایک کھجور کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''اگر صدقہ کی ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اسے کھا لیتا۔''

[2480] ١٦٦-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ تَمْرَةً فَقَالَ ((**لَوْلَا أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً لَأَكَلْتُهَا**)).

[2480]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو ایک کھجور (گری پڑی) ملی تو آپ نے فرمایا: ''اگر صدقہ کی ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اسے کھا لیتا۔''

فوائد:...... ① نبی اکرم ﷺ کے لیے صدقہ فرض ہو یا نفلی حرام ہے۔ آل اس میں داخل ہے یا نہیں۔ اس کے بارے میں اختلاف ہے بنو ہاشم کے لیے ائمہ اربعہ کے نزدیک زکاۃ (صدقہ مفروضہ) حرام ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک سہم ذوی القربی (آپ کی قرابت کی بنا پر غنیمت میں حصہ) سے محروی کی صورت میں جائز ہے۔ بعض شافعی

[2478] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع، باب: ما يتنزه من الشبهات برقم (٢٠٥٥) واخرجه كذلك في اللقطة، باب: اذا وجد تمرة في الطريق برقم (٢٤٣١) انظر (التحفة) برقم (٩٢٣)

[2479] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٧٥)

[2480] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٧٨)

اور مالکی بھی اس کے قائل ہیں۔ امام ابو یوسف کے نزدیک بنو ہاشم کا صدقہ ایک دوسرے کے لیے جائز ہے کسی اور سے لینا جائز نہیں، مالکیہ کے چار قول ہیں۔ (۱) مطلقا منع ہے (۲) مطلقا جائز ہے (۳) نفلی جائز ہے (۴) فرض جائز ہے۔ اکثر احناف شوافع اور حنابلہ کے نزدیک نفلی صدقہ جائز ہے، فرضی صدقہ جائز نہیں ہے امام شافعی کے نزدیک آپ کی آل میں بنو ہاشم اور بنو مطلب دونوں داخل ہیں۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک بنو مطلب آل میں داخل نہیں ہیں۔ اس لیے ان کے لیے صدقات لینا جائز ہے۔ امام احمد کے بنو مطلب کے بارے میں دونوں قول ہیں۔ امام شافعی کا قول صحیح ہے کیونکہ آپ کا فرمان ہے "انما بنو المطلب وبنو هاشم شئی واحد" حقیقت یہ کہ مطلب کی اولاد اور ہاشم کی اولاد ایک ہی چیز ہیں۔ ❷ جس چیز کا استعمال بڑوں کے لیے جائز نہیں ہے۔ بڑوں کو چاہیے کہ چھوٹوں کو بھی اس کے استعمال سے روکیں۔

۵۲...... بَاب تَرْكِ اسْتِعْمَالِ آلِ النَّبِيِّ عَلَى الصَّدَقَةِ

باب ۵۲: آل نبی کو صدقہ کی وصولی کے لیے مقرر کرنا درست نہیں ہے

[2481] ۱۶۷ -(۱۰۷۲) حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَالْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ قَالَ اجْتَمَعَ رَبِيعَةُ بْنُ الْحَارِثِ وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَا وَاللّٰهِ لَوْ بَعَثْنَا هٰذَيْنِ الْغُلَامَيْنِ قَالَا لِي وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَاهُ فَأَمَّرَهُمَا عَلَى هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ فَأَدَّيَا مَا يُؤَدِّي النَّاسُ وَأَصَابَا مِمَّا يُصِيبُ النَّاسُ قَالَ فَبَيْنَمَا هُمَا فِي ذٰلِكَ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَوَقَفَ عَلَيْهِمَا فَذَكَرَا لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَا تَفْعَلَا فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ بِفَاعِلٍ فَانْتَحَاهُ رَبِيعَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا تَصْنَعُ هٰذَا إِلَّا نَفَاسَةً مِنْكَ عَلَيْنَا فَوَاللّٰهِ لَقَدْ نِلْتَ صِهْرَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا نَفِسْنَاهُ عَلَيْكَ قَالَ عَلِيٌّ أَرْسِلُوهُمَا فَانْطَلَقَا وَاضْطَجَعَ عَلِيٌّ قَالَ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ سَبَقْنَاهُ إِلَى الْحُجْرَةِ فَقُمْنَا عِنْدَهَا حَتّٰى جَاءَ فَأَخَذَ بِآذَانِنَا ثُمَّ قَالَ أَخْرِجَا مَا تُصَرِّرَانِ ثُمَّ دَخَلَ وَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَ فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَحَدُنَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنْتَ أَبَرُّ النَّاسِ

[2481] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الخراج والامارة والفیئ، برقم (۲۹۸۵) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الزکاة، برقم (۵/ ۱۰۵) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (۹۷۳۷)

وَأَوْصَلُ النَّاسِ وَقَدْ بَلَغْنَا النِّكَاحَ فَجِئْنَا لِتُؤَمِّرَنَا عَلَى بَعْضِ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ فَنُؤَدِّي إِلَيْكَ كَمَا يُؤَدِّي النَّاسُ وَنُصِيبَ كَمَا يُصِيبُونَ قَالَ فَسَكَتَ طَوِيلًا حَتّٰى أَرَدْنَا أَنْ نُكَلِّمَهُ قَالَ وَجَعَلَتْ زَيْنَبُ تُلْمِعُ عَلَيْنَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ أَنْ لَا تُكَلِّمَاهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِي لِآلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ ادْعُوَا لِي مَحْمِيَةَ وَكَانَ عَلَى الْخُمُسِ وَنَوْفَلَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)) قَالَ فَجَاءَاهُ فَقَالَ لِمَحْمِيَةَ ((أَنْكِحْ هٰذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ)) لِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ فَأَنْكَحَهُ وَقَالَ لِنَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ أَنْكِحْ هٰذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ لِي فَأَنْكَحَنِي وَقَالَ لِمَحْمِيَةَ ((أَصْدِقْ عَنْهُمَا مِنَ الْخُمُسِ كَذَا)) وَكَذَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ يُسَمِّهِ لِي.

[2481]۔ عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور عباس بن مطلب رضی اللہ عنہما اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے، اللہ کی قسم! اگر ہم دونوں لڑکوں (مجھے اور فضل بن عباس) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں اور یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کریں، اور آپ ان دونوں کو ان صدقات کی وصولی کے لیے بھیج دیں اور لوگ جو کچھ لاکر دیں یہ دونوں لاکر دیں۔ اور لوگوں کو جو کچھ ملتا ہے وہی یہ دونوں حاصل کرلیں۔ (تو بہتر ہوگا) وہ دونوں یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی آ گئے، اور ان کے پاس ٹھہر گئے انہوں نے انہیں بھی یہ بات بتائی، تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ایسا نہ کرو۔ اللہ کی قسم! آپ یہ کام نہیں کریں گے۔ تو ربیعہ بن حارث ان کے در پے ہوگئے (ان کو برا بھلا کہا) اور کہا اللہ کی قسم! تم محض ہم سے حسد کی بنا پر یہ باتیں کر رہے ہو۔ اللہ کی قسم! آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ تو ہم نے تو اس سے آپ سے حسد نہیں کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: (چلو پھر) ان دونوں کو بھیج لو، دونوں لڑکے چلے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ (وہاں) لیٹ گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھ لی تو ہم آپ سے پہلے آپ کے حجرہ کے پاس جاکر کھڑے ہوگئے، حتی کہ آپ تشریف لائے اور ہمارے کان پکڑ لیے، پھر فرمایا: ''تم دونوں کے دل میں جو کچھ جمع ہے ظاہر کرو۔'' پھر آپ اندر داخل ہوئے اور ساتھ ہی ہم بھی داخل ہو گئے۔ اس دن آپ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے۔ ہم نے کلام ایک دوسرے کے سپرد کی (ہر ایک نے دوسرے کو بات کرنے کے لیے کہا) پھر ہم میں سے ایک نے گفتگو شروع کی کہ اے اللہ کے رسول! آپ سب لوگوں سے بڑھ کر احسان کرنے والے اور سب لوگوں سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں اور ہم دونوں نکاح کی عمر (بلوغت) کو پہنچ گئے ہیں اور ہم اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ہمیں بھی ان صدقات کی وصولی کے لیے مقرر فرمائیں۔ ہم بھی لوگوں کی طرح آپ کو لاکر دیں گے اور ہم بھی وہ لے لیں گے۔ جیسے (جو) ان کو ملتا ہے آپ کافی دیر تک خاموش

رہے حتی کہ ہم نے دوبارہ گفتگو کرنے کا ارادہ کیا، تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ہمیں پس پردہ آپ سے بات نہ کرنے کا اشارہ کرنے لگیں، پھر آپ نے فرمایا: ''صدقہ آل محمد کے لیے مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تو بس لوگوں کا میل کچیل ہے (لوگوں کے جان و مال کو پاک صاف کرتا ہے) میرے پاس محمیہ رضی اللہ عنہ کو بلا لاؤ، (وہ خمس پر مامور تھے) اور نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کو بھی بلاؤ۔ وہ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے محمیہ رضی اللہ عنہ سے کہا اس لڑکے (فضل بن عباس) سے اپنی بچی کا نکاح کر دو تو اس نے، اسے بچی کا نکاح دے دیا، اور نوفل بن حارث کو کہا: (اس لڑکے کو اپنی بچی بیاہ دو) یعنی میری خاطر تو اس نے میرا نکاح کر دیا اور آپ نے محمیہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''ان دونوں کی طرف سے اتنا اتنا حق مہر خمس سے ادا کر دو'' زہری بیان کرتے ہیں مجھے استاد نے مہر کی رقم نہیں بتائی۔

[2482] ١٦٨-(. . .) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ الْهَاشِمِيِّ أَنَّ عَبْدَالْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَالْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ ائْتِيَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَقَالَ فِيهِ فَأَلْقَى عَلِيٌّ رِدَاءَهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهِ وَقَالَ أَنَا أَبُو حَسَنٍ الْقَرْمُ وَاللّٰهِ لَا أَرِيمُ مَكَانِي حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْكُمَا ابْنَاكُمَا بِحَوْرِ مَا بَعَثْتُمَا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ قَالَ لَنَا ((**إِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ**)) وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ وَقَالَ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**ادْعُوا لِي مَحْمِيَةَ بْنَ جَزْءٍ**)) وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْأَخْمَاسِ.

[2482]۔ حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما نے عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا، تم دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو۔ آگے مالک کی مذکورہ بالا حدیث کی طرح حدیث بیان کی اور اس میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر بچھائی پھر اس پر لیٹ گئے، اور کہا: میں ہوں جونر (سانڈھ) ہے یعنی معاملہ فہم ہوں، اور اللہ کی قسم! میں اس جگہ کو نہیں چھوڑوں گا، یہاں تک کہ تم دونوں کے بیٹے، جس مقصد کے لیے انہیں بھیج رہے ہو اس کا جواب لے کر واپس لوٹ آئیں، اور اس حدیث میں ہے۔ پھر آپ نے ہمیں فرمایا: یہ

[2482] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٢٤٧٨)

صدقات تو لوگوں کا میل کچیل ہیں اور یہ محمد اور آل محمد ﷺ کے لیے جائز نہیں ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: (میرے پاس محمیہ بن جزء کو بلا لاؤ) وہ بنو اسد کا ایک فرد تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے خمس کی وصولی کے لیے عامل بنایا تھا، (قاضی عیاض کا خیال ہے وہ بنو زبید کا فرد تھا)۔

مفردات الحدیث

❶ **القرام:** سید سردار، نر اونٹ، مقصود یہ ہے معاملہ فہم ہوں اور صائب الرائے ہوں۔ ❷ **لا أریم مکانی:** اپنی جگہ نہیں چھوڑوں گا یا اپنی جگہ سے نہیں ہٹوں گا۔ ❸ **الحور:** جواب، چونکہ حور کا اصل معنی رجوع اور واپسی ہے، اس لیے یہ معنی بھی ہو سکتا ہے۔ وہ نا کام لوٹ آئیں۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مصارف زکاۃ (زکاۃ کی مدات (میں کسی مصرف کے اعتبار سے بھی آپ کی آل کے لیے صدقہ لینا جائز نہیں ہے۔ اور آپ نے ان کے مہر کی رقم خمس میں سے اپنے حصہ، یا رشتہ داروں کے حصہ سے ادا کرنے کا حکم دیا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے زکاۃ: لوگوں کی میل کچیل ہے اس لیے جہاں تک ممکن ہو اس سے بچنے کی کوشش کرنا چاہیے اس کو شیر مادر سمجھ کر ہضم نہیں کرنا چاہیے جیسا کہ آج کل یہ وبا عام ہو چکی ہے۔

۵۳...... بَاب: إِبَاحَةِ الْهَدِيَّةِ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَلِبَنِي هَاشِمٍ

باب ۵۳: نبی اکرم ﷺ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے لیے تحفہ قبول کرنا جائز ہے۔ اگر چہ وہ تحفہ دینے والے کو صدقہ کی صورت ہی میں ملا ہو۔ کیونکہ صدقہ جب جس کو صدقہ دیا گیا ہے۔ وصول کر لیتا ہے تو وہ اب صدقہ نہیں رہتا۔ اس لیے ان تمام افراد کے لیے حلال ہو جاتا ہے، جن کے لیے صدقہ لینا حرام ہے

[2483] ۱۶۹۔(۱۰۷۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ بْنَ السَّبَّاقِ قَالَ إِنَّ

جُوَيْرِيَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ مِنْ طَعَامٍ قَالَتْ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عِنْدَنَا طَعَامٌ إِلَّا عَظْمٌ مِنْ شَاةٍ أُعْطِيَتْهُ مَوْلَاتِي مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ ((قَرِّبِيهِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا)).

[2483]۔ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور پوچھا: ''کیا کوئی کھانے کی چیز ہے۔'' میں نے عرض کیا، نہیں۔ اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول ہمارے پاس بکری کی اس ہڈی کے سوا جو میری آزاد کردہ لونڈی کو دی تھی۔ کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے آپ نے فرمایا: ''اسے ہی لے آؤ، وہ اپنے صدقہ اور محل پر پہنچ گئی ہے۔''

[2483] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵۷۹۰)

فائدہ :......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس انسان کو صدقہ لینا جائز ہے، اگر وہ اس کو کسی اور کو تحفہ کے طور پر دے تو اس کے لیے اگرچہ صدقہ لینا جائز نہ ہو یہ تحفہ لینا جائز ہوگا۔ کیونکہ اب وہ صدقہ نہیں رہا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا، ازواج مطہرات کے موالی کے لیے صدقہ لینا جائز تھا۔ اگرچہ حضور ﷺ کے موالی آزاد کردہ غلاموں کے بارے میں اختلاف ہے۔

[2484] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[2484] اس کی ہم معنی روایت امام صاحب نے اپنے اور تین اساتذہ سے زہری کی سند سے بیان کیا ہے۔

[2485] ۱۷۰-(۱۰۷٤) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أَهْدَتْ بَرِيرَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لَحْمًا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَيْهَا فَقَالَ ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ)).

[2485]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے کچھ گوشت نبی اکرم ﷺ کو ہدیہ کے طور پر پیش کیا۔ جو اسے صدقہ میں ملا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اس کے لیے صدقہ اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔''

فائدہ :......صدقہ لینے والا ایک اعتبار سے صدقہ دینے والے کا احسان مند اور ممنون ہوتا ہے اور اس کو اپنے سے برتر اور بہتر تصور کرتا ہے۔ لیکن ہدیہ دینے والا قبول کرنے والے کو معزز المحترم سمجھ کر ہدیہ پیش کرتا ہے اور اس کا ممنون احسان ہوتا ہے اس لیے آپ کے لیے ہدیہ قبول کرنا جائز تھا۔ صدقہ قبول کرنا روا نہ تھا۔ نیز ہدیہ کی صورت میں عام طور پر جواباً ہدیہ دیا جاتا ہے، اس لیے اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[2486] ۱۷۱-(۱۰۷۵) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ وَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقِيلَ هٰذَا مَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ فَقَالَ ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ)).

[2484] تفرد مسلم فی تخریجہ۔ انظر (التحفۃ) برقم (۱۵۷۹۰)

[2485] اخرج البخاری فی (صحیحہ) حدیث ابی بکر بن ابی شیبۃ وحدیث محمد بن المثنی فی الزکاۃ، برقم (۱٤۹۵) واخرجہ کذلک فی الھبۃ، برقم (۲۵۷۷)

[2486] تفرد مسلم فی تخریجہ۔ انظر (التحفۃ) برقم (۱۵۹۳۳)

[2486]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گائے کا گوشت پیش کیا گیا اور بتایا گیا، یہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو بطور صدقہ دیا گیا ہے، تو آپ نے فرمایا: وہ اس کے لیے صدقہ ہے، ہمارے لیے تو ہدیہ ہے۔

فائدہ:......اس حدیث سے ثابت ہوا گائے کا گوشت کھانا درست ہے، اگرچہ گائے کا گوشت، گائے کے دودھ کے مقابلہ میں نقصان دہ ہے۔

[2487] ۱۷۲۔(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَتْ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ قَضِيَّاتٍ كَانَ النَّاسُ يَتَصَدَّقُونَ عَلَيْهَا وَتُهْدِي لَنَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ((**هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَكُمْ هَدِيَّةٌ فَكُلُوهُ**)).

[2487]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے مقدمہ سے تین باتیں ثابت ہوئیں۔ (ا) لوگ اس کو صدقہ دیتے تھے اور وہ ہمیں تحفہ دیتی تو میں نے اس کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، آپ نے فرمایا: ''وہ اس پر صدقہ ہے اور تمہارے لیے ہدیہ ہے، لہٰذا اسے (بلا ہچکچاہٹ) کھالو۔''

فائدہ:......*دوسرا حکم یہ ہے کہ نسبت آزادی دینے والے کی طرف ہوگی، تیسرا۔ اگر لونڈی آزاد ہو جائے اور اس کا خاوند غلام ہو تو آزاد ہونے والی لونڈی کو اپنا نکاح فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ اگر خاوند آزاد ہو، تو پھر یہ اختیار نہیں ملے گا۔*

[2488] ۱۷۳۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

[2488]۔امام صاحب اپنے دوسرے دو اساتذہ سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[2487] اخرجه مسلم فی (صحیحه) فی العتق، باب: انما الولاء لمن اعتق برقم (۳۷۶۰) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الطلاق، باب: خیار الامة برقم (٦/ ١٦١) انظر (التحفة) برقم (١٧٥٢٨)

[2488] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الهبة، باب: قبول الهدیة برقم (٢٥٨٧) واخرجه مسلم فی (صحیحه) فی العتق، باب: انما الولاء لمن اعتق برقم (٣٧٦١) و (٣٧٦٢) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی لطلاق، باب: خیار الامة تعتق و زوجها مملوك برقم (٦/ ١٦٥، ٦/ ١٦٦) واخرجه كذلك فی البيوع، باب: البيع يكون فيه الشرط الفاسد فيصح البيع ويبطل الشرط برقم (٦/ ٢٥٢، ٦/ ٢٥٣) انظر (التحفة) برقم (٧٤٩٠)

[2489] (. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيعَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذٰلِكَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((وَهُوَ لَنَا مِنْهَا هَدِيَّةٌ)).

[2489] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں الفاظ میں تھوڑا سا فرق ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور وہ ہمارے لیے اس کی طرف سے ہدیہ ہے۔''

[2490] ١٧٤-(١٠٧٦) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ مِنَ الصَّدَقَةِ فَبَعَثْتُ إِلَى عَائِشَةَ مِنْهَا بِشَيْءٍ فَلَمَّا جَآءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى عَائِشَةَ قَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ لَا إِلَّا أَنَّ نُسَيْبَةَ بَعَثَتْ إِلَيْنَا مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثْتُمْ بِهَا إِلَيْهَا قَالَ ((إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا)).

[2490]۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے صدقہ کی ایک بکری بھیجی، میں نے اس میں سے کچھ حصہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھیج دیا، جب رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا کیا آپ کے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں، مگر یہ بات ہے کہ نسیبہ (ام عطیہ) رضی اللہ عنہا نے اس بکری سے کچھ حصہ بھیجا ہے جو آپ نے ان کے ہاں بھیجی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''وہ اپنی جگہ پہنچ گئی ہے۔''

٥٤...... بَاب قَبُولِ النَّبِيِّ الْهَدِيَّةَ وَرَدِّهِ الصَّدَقَةَ

باب ٥٤: نبی اکرم ﷺ ہدیہ (تحفہ) قبول فرما لیتے اور آپ صدقہ رد کر دیتے

[2491] ١٧٥-(١٠٧٧) حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ

[2489] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی النكاح، باب: الحرة تحت العبد برقم (٥٠٩٧) واخرجه كذلك فی الطلاق، باب: لا يكون بيع الامة طلاقا برقم (٥٢٧٩) واخرجه كذلك فی الاطعمة، باب: الأدم برقم (٥٤٣٠) واخرجه مسلم فی (صحيحه) فی العتق، باب: انما الولاء لمن اعتق برقم (٣٧٦٥) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الطلاق، باب: خيار الامة برقم (٦/ ١٦٢) انظر (التحفة) برقم (١٧٤٤٩)

[2490] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الزكاة، باب: قدر كم يعطی من الزكاة والصدقة ومن اعطی شاة برقم (١٤٤٦) واخرجه كذلك فی باب: اذا تحولت الصدقة برقم (١٤٩٤) واخرجه كذلك فی الهبة، باب: قبول الهدية برقم (٢٥٧٩) انظر (التحفة) برقم (١٨١٢٥)

[2491] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٧٤)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ فَإِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ أَكَلَ مِنْهَا وَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا۔

[2491]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس جب کھانا لایا جاتا۔ آپ ﷺ اس کے بارے میں پوچھتے، اگر بتایا جاتا کہ ہدیہ ہے تو اسے کھا لیتے اور اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے، تو اس سے نہ کھاتے۔

٥٥..... بَاب: الدُّعَاءِ لِمَنْ أَتَى بِصَدَقَةٍ

باب ٥٥: صدقہ لانے والے کو دعا دینا

[2492] ١٧٦۔(١٠٧٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سمعت

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ مُرَّةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ)) فَأَتَاهُ أَبِي أَبُو أَوْفَى بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى

[2492]۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب لوگ اپنا صدقہ لاتے، آپ فرماتے: اے اللہ ان پر رحمت فرما۔ میرے باپ ابواوفیٰ آپ کے پاس اپنا صدقہ لائے تو آپ نے فرمایا: اے اللہ! ابواوفی کی آل یعنی اس پر رحمت نازل فرما۔

[2493] (. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ صَلِّ عَلَيْهِمْ

[2493] امام صاحب ایک دوسرے استاد سے یہی روایت شعبہ ہی کے سند سے بیان کرتے ہیں اس میں صرف یہ الفاظ ہیں آپ نے فرمایا: ان پر رحمت نازل فرما۔ گویا اللھم کا لفظ نہیں ہے۔

[2492] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: صلاة الامام ودعائه لصاحب الصدقة برقم (١٤٩٧) واخرجه كذلك في المغازي، باب: غزوة الحديبية برقم (٤١٦٦) واخرجه كذلك في الدعوات، باب: قوله تعالى: ﴿وصل عليهم﴾ برقم (٦٣٣٢) واخرجه كذلك في باب: هل يصلى على غير النبي ﷺ برقم (٦٣٥٩) واخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، برقم (١٥٩٠) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، برقم (٥/ ٣١) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الزكاة، برقم (١٧٩٦) انظر (التحفة) برقم (٥١٧٦)

[2493] انظر تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٨٩)

فائدہ:...... آپ کا زکاۃ لانے والوں کے لیے دعا کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ﴾ کی تعمیل میں تھا۔ کیونکہ دعا ملنے سے انسان کو ایک طرح سے سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ آپ تو کسی کو لفظ صلوٰۃ کے ذریعہ دعا دے سکتے تھے لیکن ہمارے لیے غیر انبیاء کے لیے الگ اور مستقل طور پر لفظ صلوٰۃ اور سلام استعمال کرنا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ رافضی ائمہ اہل بیت کو نبی کے درجہ دیتے ہیں اور ان پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے ہیں اس لیے ان الفاظ کے استعمال سے ان بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، صاحبین اور جمہور علماء کا یہی نظریہ ہے۔ صرف امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس کے جواز کے قائل ہیں۔

٥٦...... بَاب: إِرْضَاءِ السَّاعِي مَا لَمْ يَطْلُبْ حَرَامًا

باب ٥٦: زکاۃ وصول کرنے والے کو راضی رکھنا بشرطیکہ وہ ناجائز مطالبہ نہ کرے

[2494] ١٧٧-(٩٨٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ ح وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَأَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَعَبْدُالْأَعْلَى كُلُّهُمْ عَنْ دَاوُدَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا أَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ عَنْكُمْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ)).

[2494]۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے پاس صدقہ وصول کرنے والا آئے تو وہ تمہارے ہاں سے اس حال میں جائے کہ وہ خوش ہو۔

فائدہ:...... حکومت کے کارکنان اور حکومت سے جب کہ وہ اسلامی حکومت ہو اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی پابند ہو۔ تو ہر حالت میں اطاعت و فرمانبرداری سے پیش آنا چاہیے، تاکہ باہمی اعتماد اور اتفاق کی فضا برقرار رہے اور ایک دوسرے سے بدظنی اور بدگمانی کی بنا پر حالات میں کشیدگی اور بگاڑ پیدا نہ ہو لیکن یہ اطاعت صحیح اور جائز کاموں میں ہوگی۔ نافرمانی اور ناجائز کاموں میں نہیں ہوگی۔

[2494] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الزكاة، باب: ما جاء فی رضاء المصدق برقم (٦٤٧) و (٦٤٨) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الزكاة، باب: اذا جاوز فی الصدقة برقم (٥/ ٣١، ٥/ ٣٢) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الزكاة، باب: ما ياخذ المصدق من الابل برقم (١٨٠٢) بمعناه۔ انظر (التحفة) برقم (٣٢١٥)

حدیث نمبر 2495 سے 2779 تک

۱۴...... كِتَابُ الصِّيَامِ
۱۴. روزوں کا بیان

۱...... بَابُ: فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ

باب ۱: ماہ رمضان کی فضیلت

[2495] (۱۰۷۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا ثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((**إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ**)).

[2495]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ماہ رمضان آ جاتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔

[2496] ۲۔(...) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((**إِذَا كَانَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ**)).

[2495] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: هل يقال: رمضان او شهر رمضان برقم (۱۸۹۸) و (۱۸۹۹) باختصار۔ واخرجه كذلك في بدء الخلق، باب: صفة ابليس وجنوده برقم (۳۲۷۷) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: فضل شهر رمضان برقم (۴/۱۲۶، ۴/۱۲۷) واخرجه كذلك في باب: ذكر الاختلاف على الزهري فيه برقم (۴/۱۲۷) و (۴/۱۲۷) و (۴/۱۲۸) و (۴/۱۲۸) و (۴/۱۲۸) انظر (التحفة) برقم (۱۴۳۴۲)

[2496] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۴۹۲)

[2496]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ماہ رمضان آتا ہے۔ رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔

[2497] (. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَالْحُلْوَانِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي نَافِعُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ بِمِثْلِهِ)).

[2497] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ماہ رمضان داخل ہوتا ہے آگے سابقہ حدیث ہے۔

مفردات الحدیث ❶ صُفِّدَتْ: قید کر دیے جاتے ہیں، ہتھکڑی لگا دی جاتی ہے۔ ❷ سُلْسِلَتْ: جکڑ دیے جاتے ہیں۔ زنجیروں میں باندھ دیے جاتے ہیں۔

فائدہ:...... حضرت شاہ ولی اللہ کے بقول، جنت اور رحمت کے دروازے کھلنا، دوزخ کے دروازے بند ہونا اور شیاطین کا مقید اور بے بس ہونا ان لوگوں کے اعتبار سے ہے جو اللہ کے صالح اور اطاعت شعار بندے ہیں، یعنی اہل ایمان ہیں۔ جو رمضان میں خیر و سعادت حاصل کرنے کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ رمضان کی رحمتوں اور برکتوں سے استفادہ کی خاطر طاعات و حسنات میں مشغول اور منہمک ہوتے ہیں۔ دن کو روزہ رکھ کر ذکر و فکر اور تلاوت میں وقت گزارتے ہیں۔ اور رات کو تراویح، دعا و استغفار میں مشغول ہوتے ہیں اور ان کے انوار و برکات سے متاثر ہو کر عام مومنوں کے دل بھی رمضان مبارک میں عام مہینوں کے مقابلہ میں عبادات اور نیکیوں کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں اور بہت سے گناہوں سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ بہت سے غیر محتاط اور آزاد منش مسلمان بھی رمضان میں اپنی روش میں کچھ نہ کچھ تبدیلی کر لیتے ہیں، باقی رہے کفار اور خدا ناشناس لوگ اور وہ خدا فراموش، آخرت فراموش، بلکہ خدا سے ناآشنا اور غفلت شعار لوگ جو رمضان اور اس کے احکام و برکات سے کوئی سروکار ہی نہیں رکھتے اور اس کے آنے پر ان کی زندگیوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ تو ان بشارتوں کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے احادیث میں اسی قسم کی بشارتیں جہاں بھی آئیں درحقیقت ان تمام کا تعلق صحیح ایماندار لوگوں سے ہے۔ جو لوگ خود ہی اپنے آپ کو ان سعادتوں اور برکتوں سے محروم رکھتے ہیں اور بارہ مہینے شیطان کی پیروی پر وہ مطمئن ہیں۔ تو پھر اللہ کے ہاں ان کے لیے محرومی و نامرادی کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔

(حجة الله البالغه ج ۲، ص ۵۰ طبعه منيريه)

[2497] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٩٢)

۲...... بَاب: وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَالْفِطْرِ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَأَنَّهُ إِذَا غُمَّ فِي أَوَّلِهِ أَوْ آخِرِهِ أُكْمِلَتْ عِدَّةُ الشَّهْرِ ثَلَاثِينَ يَوْمًا

باب ۲: ماہ رمضان کا روزہ چاند دیکھ کر رکھا جائے گا اور چاند دیکھ کر افطار کریں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر رمضان کے آغاز میں یا آخر پر بادل چھا جائیں۔ تو مہینہ کی گنتی پورے تیس دن ہوگی

[2498] ۳-(۱۰۸۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ ((لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ)).

[2498]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے رمضان کا تذکرہ کیا: اور فرمایا: روزہ نہ رکھو حتی کہ تم چاند دیکھ لو، اور اسے افطار نہ کرو، حتی کہ چاند دیکھ لو، اور اگر مطلع ابر آلود ہو، تو اس کی مدت پوری کرو۔

فائدہ: ...... فاقدروا له: کا ترجمہ جمہور کے نزدیک یہ ہے مہینہ کے آغاز سے تیس دن گن لو، بعض حضرات نے معنیٰ کیا ہے کہ پھر منازل قمر کا حساب کر کے پتہ چلا لو، اور بعض نے معنیٰ کیا ہے پھر اس کے لیے تنگی پیدا کرو اور اسے بادلوں کے نیچے مان کر مہینہ انتیس (۲۹) کا بنا لو، لیکن یہ دونوں معانی۔ آگے آنے والی صحیح حدیث کے خلاف ہیں اسی طرح حنابلہ کا مطلع صاف ہو آسمان پر بادل یا گرد وغبار نہ ہونے کی صورت میں تو نظر نہ آنے کی صورت میں مہینہ تیس کا ماننا اور بادل یا گرد وغبار ہو تو پھر مہینہ انتیس کا ماننا۔ صحیح حدیث کے منافی ہے، اس لیے امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی کے نزدیک اگر کوئی گرد وغبار کی صورت میں رمضان فرض کر کے روزہ رکھ لے گا، تو وہ روزہ نہیں ہوگا۔ حافظ ابن تیمیہ اور امام ابن قیم نے جمہور کا موقف قبول کیا ہے۔

[2499] ٤-(...) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ فَقَالَ ((الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا ثُمَّ عَقَدَ إِبْهَامَهُ فِي الثَّالِثَةِ فَصُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ ثَلَاثِينَ)).

[2498] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: قول النبي ﷺ: اذا رايتم الهلال فصوموا واذا رايتموه فافطروا- برقم (۱۹۰٦) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف على الزهري في هذا الحديث برقم (٤/ ۱۳٤) انظر (التحفة) برقم (۸۳٦۲)

[2499] تفرد مسلم في تخريجه- انظر (التحفة) برقم (۷۸۵۲)

[2499]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کیا۔ پھر دونوں ہاتھوں کو کھول کر اشارہ کر کے بتایا اور فرمایا مہینہ اس طرح ہے، مہینہ ایسے ہے۔ اور تیسری دفعہ انگوٹھا بند کر کے فرمایا ایسے ہے، لہٰذا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور اسے دیکھ کر روزہ رکھوا گر چاند تم سے مخفی ہو جائے تو تمیں کی گنتی پوری کرلو۔

[2500] ۵۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا

عَنْ عُبَيْدُاللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ((فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا ثَلَاثِيْنَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ)).

[2500]۔ امام صاحب نے ابن عمر سے عبیداللہ کی مذکورہ سند سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: اگر بادل ہو جائیں تو تمیں دن پورے کرلو، جیسا کہ اوپر اسامہ کی روایت ہے۔

[2501] (. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ

عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَمَضَانَ فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَقَالَ فَاقْدِرُوا لَهُ وَلَمْ يَقُلْ ثَلَاثِيْنَ

[2501] امام صاحب اپنے استاد عبیداللہ بن سعید سے عبیداللہ کی مذکورہ سند ہی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا تذکرہ کیا اور فرمایا: مہینہ انتیس کا ہوتا ہے مہینہ، ایسا، ایسا، ایسا بھی ہوتا ہے۔ اور فرمایا: فاقدرو له گنتی پوری کرو، اور ثلاثین کا لفظ نہیں کہا۔

[2502] ٦۔(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّمَا الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ فَلَا تَصُومُوا حَتّٰى تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ)).

[2502]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہینہ انتیس (۲۹) کا بھی ہوتا ہے اس لیے چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو اور نہ دیکھے بغیر افطار کرو اگر آسمان ابر آلود ہو تو گنتی (تمیں) پوری کرلو۔

[2503] ٧۔(. . .) وحَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ نَافِعٍ

[2500] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۷۹۸۰)

[2501] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۸۱۹۷)

[2502] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: الشهر یکون تسعا وعشرین برقم (۲۳۲۰) و (۲۳۲۱) مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (۷۵۳۶)

[2503] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۷۶۶۹)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ ((فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ)).

[2503] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینہ انتیس (۲۹) کا بھی ہوتا ہے تو جب چاند دیکھ لو، روزہ رکھ لو، اور جب اسے دیکھ لو تو افطار کر لو یعنی عید کر لو، اگر بادل ہو جائیں تو گنتی پوری کر لو۔

[2504] ۸۔(. . .) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ

اِبْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ)).

[2504]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب چاند دیکھ لو روزہ رکھو، اور جب اسے دیکھ لو افطار کرو (عید کر لو) اور اگر بادل چھا جائیں تو گنتی پوری کر لو۔

[2505] ۹۔(. . .) و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا وقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ لَيْلَةً لَا تَصُومُوا حَتّٰى تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوا حَتّٰى تَرَوْهُ إِلَّا أَنْ يُغَمَّ عَلَيْكُمْ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ)).

[2505] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینہ انتیس رات کا بھی ہوتا ہے۔ چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو اور اسے دیکھے بغیر رمضان ختم نہ کرو۔ الا یہ کہ مطلع پر بادل چھا جائیں۔ اگر تمہارا مطلع ابر آلود ہو تو اس کی گنتی پوری کرو۔

[2506] ۱۰۔(. . .) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ

[2504] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصوم، باب: هل یقال: رمضان، او شهر رمضان برقم (١٩٠٠) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصوم، باب: ذکر الاختلاف علی الزهری فی هذا الحدیث برقم (٤/ ١٣٤) انظر (التحفة) برقم (٦٩٨٣)

[2505] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٦٩٨٣)

[2506] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧١٣٦)

ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ((الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)) وَقَبَضَ إِبْهَامَهُ فِي الثَّالِثَةِ

[2506] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مہینہ، اس طرح، اس طرح، اس طرح ہوتا ہے۔ اور تیسری دفعہ اپنا انگوٹھا بند کر لیا۔

[2507] ۱۱۔(...) وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْأَشْيَبُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى قَالَ وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ

ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((يَقُوْلُ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ)).

[2507] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔

[2508] ۱۲۔(...) وحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْبَكَّائِيُّ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا عَشْرًا وَعَشْرًا وَّتِسْعًا)).

[2508] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینہ، ایسا، ایسا، ایسا، دس اور دس اور نو (انتیس) بھی ہوتا ہے۔

[2509] ۱۳۔(...) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الشَّهْرُ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا)) وَصَفَّقَ بِيَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ بِكُلِّ أَصَابِعِهِمَا وَنَقَصَ فِي الصَّفْقَةِ الثَّالِثَةِ إِبْهَامَ الْيُمْنٰى أَوِ الْيُسْرٰى.

[2509] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینہ، ایسا، ایسا، ایسا ہوتا ہے۔ دو

[2507] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف على يحي بن ابى كثير في خبر ابى سلمة فيه برقم (٤/ ١٣٩) انظر (التحفة) برقم (٨٥٨٣)

[2508] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٤٦٦)

[2509] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: اذا رايتم الهلال فصوموا واذا رايتموه فافطروا برقم (١٩٠٨) باختصار۔ واخرجه كذلك في الطلاق، باب: اللعان برقم (٥٣٠٢) بمعناه۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف على يحيى بن ابى كثير في خبر ابى سلمة۔ فيه۔ برقم (٤/ ١٤٠) انظر (التحفة) برقم (٦٦٦٨)

دفعہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کھولا اور تیسری بار اشارہ کے وقت دائیں یا بائیں انگوٹھے کو بند کر لیا۔

[2510] ١٤ـ(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُقْبَةَ وَهُوَ ابْنُ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ

ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ)) وَطَبَّقَ شُعْبَةُ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ وَكَسَرَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ قَالَ عُقْبَةُ وَأَحْسِبُهُ قَالَ الشَّهْرُ ثَلَاثُونَ وَطَبَّقَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَاتٍ.

[2510]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینہ انتیس کا ہوتا ہے۔ شعبہ نے تین بار ہاتھوں کی انگلیوں کو ملایا اور تیسری بار انگوٹھا الگ کر لیا۔ عقبہ کہتے ہیں میرا خیال ہے آپ نے فرمایا: مہینہ تیس کا بھی ہوتا ہے اور دونوں کو تین بار ملایا۔

[2511] ١٥ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ

ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَعَقَدَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ وَالشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِي تَمَامَ ثَلَاثِينَ

[2511]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم امی امت ہیں ہم لکھتے نہیں ہیں اور حساب نہیں کرتے، مہینہ، ایسا، ایسا، ایسا ہوتا ہے۔ اور تیسری دفعہ انگوٹھا بند کر لیا۔ اور مہینہ ایسا، ایسا، ایسا ہوتا ہے۔ یعنی پورے تیس دن کا۔

[2512] (. . .)وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ

[2510] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصیام، باب: ذکر الاختلاف علی یحیی بن ابی کثیر فی خبر ابی سلمة فیه۔ برقم (٤/ ١٤٠) انظر (التحفة) برقم (٧٣٤٠)

[2511] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصوم، باب: النبی ﷺ: (لا نکتب ولا نحسب) برقم (١٩١٣) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: الشهر یکون تسعا وعشرین برقم (٢٣١٩) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصیام، باب: ذکر الاختلاف علی یحیی بن ابی کثیر فی خبر ابی سلمة فیه۔ برقم (٤/ ١٣٩، ٤/ ١٤٠) انظر (التحفة) برقم (٧٠٧٥)

[2512] تقدم

بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَذْكُرْ لِلشَّهْرِ الثَّانِيْ: ثَلَاثِيْنَ.

[2512] امام صاحب یہی روایت اپنے استاد محمد بن حاتم سے اسود بن قیس ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں، اس نے دوسرے مہینہ کے لیے تیس دن کا ذکر نہیں کیا۔

[2513] ١٦-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ رَجُلًا يَقُولُ اللَّيْلَةَ لَيْلَةُ النِّصْفِ فَقَالَ لَهُ مَا يُدْرِيكَ أَنَّ اللَّيْلَةَ النِّصْفُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ الْعَشْرِ مَرَّتَيْنِ وَهٰكَذَا فِي الثَّالِثَةِ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ كُلِّهَا وَحَبَسَ أَوْ خَنَسَ إِبْهَامَهُ)).

[2513]۔ سعد بن عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آج رات نصف ماہ کی رات ہے تو انہوں نے اس سے کہا، تمہیں کیسے پتہ چلا کہ آج رات آدھا ماہ گزر گیا؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: مہینہ ایسا، ایسا ہوتا ہے۔ دو دفعہ اپنی دس دس انگلیوں سے اشارہ کیا۔ اور ایسا ہے (تیسری دفعہ اپنی سب انگلیوں سے اشارہ کیا اور اپنے انگوٹھے کو روک لیا یا ہٹا لیا یعنی اپنے انگوٹھے کو بند کر لیا) حَبَسَ روک لیا، خَنَسَ ہٹا لیا، پیچھے کر لیا۔

[2514] ١٧-(١٠٨١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا)).

[2514]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو، اور جب اسے دوبارہ دیکھو تو روزہ افطار کر دو (عید کر لو) اور اگر چاند دکھائی نہ دے، تو تیس روزے رکھو۔

[2515] ١٨-(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ

[2513] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٠٤٨)

[2514] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصوم، باب: ذکر الاختلاف علی الزهری فی هذا الحديث برقم (٤/ ١٣٣، ٤/ ١٣٤) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصيام، باب ما جاء فی: صوموا لرؤيته وافطجائز لرؤيته برقم (١٦٥٥) انظر (التحفة) برقم (١٣١٠٢)

[2515] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٧٥)

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعَدَدَ)).

[2515] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھو روزہ رکھنا چھوڑ دو۔ اگر مہینہ کا چاند دکھائی نہ دے تو گنتی پوری کرلو (تیس دن پورے کرو)۔

[2516] ۱۹۔(. . .)وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمِّيَ عَلَيْكُمُ الشَّهْرُ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ)).

[2516] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کا تذکرہ کیا اور فرمایا: جب تم اسے دیکھ لو تو روزہ رکھو اور جب تم اسے دیکھ لو تو روزہ رکھنا چھوڑ دو اگر مطلع ابر آلود اور اگر چاند تمھیں دکھائی نہ دے تو گنتی تیس کرو۔

[2517] ۲۰۔(. . .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْهِلَالَ فَقَالَ ((إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ)).

[2517] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاند کا تذکرہ کیا تو فرمایا: جب تم اسے دیکھ لو تو روزہ رکھو اور جب تمھیں اسے پھر دیکھ لو تو روزہ افطار کرو پس اگر تم پر گرد و غبار چھا جائے تو تیس دن گنو۔

مفردات الحدیث ✲ **اغمی ، غُمِّيَ ، غُمَّ: سب کا مقصد یہ ہے کہ رؤیت کے درمیان۔ ابر، یا گرد و غبار حائل ہو جائے۔**

[2516] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم ، باب: قول النبي ﷺ: (اذا رايتم الهلال فصوموا واذا رايتموه فافطجائز) برقم (۱۹۰۹) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، بـاب: اكمال شعبان ثلاثين اذا كان غيم وذكر اختلاف الناقلين عن ابي هريرة برقم (٤/ ۱۳۳) انظر (التحفة) برقم (١٤٣٨٢)

[2517] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف على عبيدالله بن عمر في هذا الحديث برقم (٤/ ١٣٤) انظر (التحفة) برقم (١٣٧٩٧)

فوائد :...... ❶ اسلام میں رمضان کے شروع ہونے اور ختم ہونے کا دارومدار رویت ہلال (چاند دیکھنا) پر رکھا گیا ہے کسی علم وفن اور آلات یا قرینہ وقیاس پر نہیں رکھا تا کہ ہر علاقہ اور ہر دور کے لوگوں کے لیے سہولت اور آسانی رہے۔ یہی آپ کے اس فرمان کا مقصد ہے کہ ہم امی لوگ ہیں حساب کتاب نہیں جانتے۔ ❷ چاند ہر فرد کے لیے دیکھنا ضروری نہیں ہے کہ جس کو چاند نظر نہ آئے وہ روزہ نہ رکھے یا اس وقت روزہ رکھنا نہ چھوڑے جب تک مہینہ تیس کا نہ ہو جائے۔ اور نہ یہ مقصد ہے کہ چاند دیکھتے ہی روزہ شروع ہو جائے گا اور چاند دیکھتے ہی روزہ چھوڑ دیا جائے گا۔ روزہ کا آغاز سحری سے ہوگا اور افطار کا آغاز سورج کے غروب سے ہوگا۔ ❸ جمہور کے نزدیک اگر چاند نظر نہ آئے، بادل ہوں یا مطلع صاف ہو، دونوں صورتوں میں مہینہ شعبان تیس کا شمار ہوگا۔ حنابلہ کے نزدیک اگر مطلع صاف ہو تو حکم یہی ہے، لیکن اگر مطلع ابر آلود ہو یا گرد وغبار ہو، تو پھر حنابلہ کے تین قول ہیں۔ ا۔ رمضان کی حیثیت سے روزہ رکھنا فرض ہے۔ ۲۔ فرض یا نفل کوئی روزہ جائز نہیں ہے ہاں قضاء، کفارۃ، نذر یا اگر یہ عادت کے مطابق ہے۔ تو پھر جائز ہے امام شافعی کا بھی یہی قول ہے، امام ابوحنیفہ، امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک رمضان کی حیثیت سے نہیں رکھا جا سکتا ایسے جائز ہے۔ ۳۔ امام وقت کی رائے کا لحاظ ہے۔ اگر امام روزہ رکھ لے۔ تو لوگ بھی رکھیں اگر امام روزہ نہ رکھے تو لوگ بھی روزہ نہ رکھیں۔ ❹ روزہ رکھنے کے لیے جمہور کا قول یہ ہے کہ ایک دیندار اور قابل اعتماد آدمی کا دیکھنا کافی ہے، لیکن امام مالک کے نزدیک دو آدمیوں کی رؤیت کا اعتبار ہوگا۔ امام ابوحنیفہ کا ایک قول جمہور والا ہے لیکن مشہور اور معروف قول یہ ہے کہ اگر مطلع ابر آلود ہے تو پھر تو ایک آدمی کی گواہی کافی ہے لیکن اگر مطلع صاف وشفاف تو پھر اتنے لوگ گواہی دیں کہ ان کی خبر سے یقین حاصل ہو جائے۔ حالانکہ حدیث میں یہ فرق وامتیاز وارد نہیں ہے۔ ❺ اگر ایک انسان مثلاً سعودی عرب سے ایک یا دو روز پہلے روزے رکھ کر آخری دنوں میں پاکستان آ گیا، اب اس کے روزے تیس ہو گئے ہیں لیکن پاکستان میں چاند نظر نہیں آیا، تو بعض حضرات کے نزدیک اس کو پاکستانیوں کے ساتھ روزہ رکھنا ہوگا۔ کیونکہ یہاں چاند نظر نہیں آیا۔ اور آپ کا فرمان ہے الصوم یوم تصومون والفطر یوم تفطرون جس دن لوگ روزہ رکھیں اس دن روزہ ہے اور جس دن لوگ عید کریں اس دن عید ہے اور ظاہر ہے اس حدیث کا تعلق تو اس فرد سے ہے جو ابتدا اور انتہاء دونوں میں لوگوں کے ساتھ تھا، اور مہینہ تیس دن سے زائد نہیں ہوتا اور روزے تو ایک ماہ کے رکھے جاتے ہیں۔ ہاں یہ بات ہے اسے اس دن کھلم کھلا نہیں کھانا چاہیے یا نفلی روزہ رکھ لے۔ اگر وہ یہاں پاکستان سے روزے رکھ کر سعودی عرب گیا ہے، اور ابھی اس کے اٹھائیس روزے ہوئے تھے کہ وہاں عید ہو گئی تو وہ وہاں عید کر لے گا اور بعد میں وہاں کے حساب سے روزے پورے کرے گا۔

٣...... بَاب لَا تَقَدَّمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ

باب ٣: رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہیں رکھا جائے گا

[2518] ٢١-(١٠٨٢) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُبَارَكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَقَدَّمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمًا فَلْيَصُمْهُ

[2518]۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان کے ایک دو دن پہلے روزے نہ رکھو، مگر وہ آدمی جس کا روزہ رکھنے کا معمول ہو تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔

[2519] (...) وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ الْحَرِيرِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيدِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[2519] امام صاحب اپنے کئی اساتذہ سے یحییٰ بن ابی کثیر کی سند ہی سے یہ روایت بیان کی ہے۔

فائدہ......رمضان کے استقبال یا احتیاط کی نیت سے رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنا درست نہیں ہے کیونکہ شریعت نے روزہ چاند کے دیکھنے پر رکھا ہے، اس لیے کسی تکلف یا شک وشبہ میں مبتلا ہوکر احتیاطی یا استقبالی روزہ رکھنا درست نہیں ہے ہاں قضاء، نذر یا روزہ اس کے معمول کے مطابق آ جائے، مثلاً کسی نے نذر مانی تھی کہ میں فلاں ماہ سوموار یا جمعرات کا روزہ رکھوں گا یا اگلے سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھوں گا۔ یا اس کا معمول اور عادت ہے کہ وہ سوموار یا جمعرات کا روزہ رکھتا ہے تو یہ دن رمضان سے ایک دن پہلے آ گیا ایسی صورت میں وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔

[2518] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصوم، باب: ما جاء لا تقدموا الشهر بصوم برقم (٦٨٥) انظر (التحفة) برقم (١٥٤٠٦)

[2519] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٦٠) و (١٥٣٧٨) و (١٥٤١٦) واخرج البخاری فی (صحیحه) حدیث ابن المثنی عن ابی عامر عن هشام فی الصوم، باب: لا یتقدم رمضان بصوم یوم ولا یومین برقم (١٩١٤) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: فیمن یصل شعبان برمضان برقم (٢٣٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٥٤٢٢)

۴...... بَابُ: الشَّهْرِ يَكُونُ تِسْعًا وَّعِشْرِينَ

باب ۴: مہینہ انتیس (۲۹) کا بھی ہوتا ہے

[2520] ۲۲۔(۱۰۸۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ

عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْسَمَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى أَزْوَاجِهِ شَهْرًا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ لَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ لَيْلَةً أَعُدُّهُنَّ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ بَدَأَ بِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّكَ دَخَلْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ أَعُدُّهُنَّ فَقَالَ ((إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ)).

[2520]۔ امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قسم اٹھائی کہ میں ایک ماہ اپنی بیویوں کے پاس نہیں جاؤں گا۔ زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے عروہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت سنائی کہ جب انتیس دن گزر گئے میں انہیں گنتی رہتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے آغاز مجھ سے فرمایا: میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمارے پاس ایک ماہ نہ آنے کی قسم اٹھائی تھی۔ اور آپ انتیس دن کے بعد تشریف لے آئے ہیں۔ میں گنتی رہی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مہینہ انتیس کا ہے۔

[2521] ۲۳۔(۱۰۸۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ

عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اعْتَزَلَ نِسَائَهُ شَهْرًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا فِي تِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقُلْنَا إِنَّمَا الْيَوْمُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَقَالَ ((إِنَّمَا الشَّهْرُ)) وَصَفَّقَ بِيَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَحَبَسَ إِصْبَعًا وَاحِدَةً فِي الْآخِرَةِ

[2521]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں سے ایک ماہ کے لیے الگ ہو گئے پھر آپ انتیس تاریخ کو ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے عرض کیا، آج تو انتیس تاریخ ہی ہے۔ تو آپ

[2520] اخرجه مسلم فی (صحيحه) فی الطلاق، باب: فی الايلاء واعتزال النساء وتخييرهن برقم (٣٦٨٠) مطولا۔ واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی التفسير، باب: ومن سورة التحريم برقم (٣٣١٨) مطولا۔ واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الصيام، باب: كم الشهر، وذكر الاختلاف على الزهری فی الخبر عن عائشة برقم (٤/ ١٣٧) انظر (التحفة) برقم (١٦٦٣٥)

[2521] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٢٩٢٦)

نے فرمایا: مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔ آپ نے دونوں ہاتھ تین بار ملائے اور آخری بار ایک انگلی روک لی۔ یعنی انتیس (۲۹) کا۔

[2522] ٢٤۔(. . .)حَدَّثَنِی هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِی أَبُوالزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَقُولُ اعْتَزَلَ النَّبِیُّ ﷺ نِسَآءَهُ شَهْرًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا صَبَاحَ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَصْبَحْنَا لِتِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعًا وَّعِشْرِينَ)) ثُمَّ طَبَّقَ النَّبِیُّ ﷺ بِيَدَيْهِ ثَلَاثًا مَرَّتَيْنِ بِأَصَابِعِ يَدَيْهِ كُلِّهَا وَالثَّالِثَةَ بِتِسْعٍ مِنْهَا

[2522]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ ایک ماہ کے لیے اپنی عورتوں سے الگ ہو گئے اور ہمارے پاس انتیس تاریخ کی صبح کو تشریف لائے۔ (انتیس کے گزرنے کے بعد والی صبح) بعض لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابھی تو انتیس دن پورے ہوئے ہیں، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ ملایا، دو دفعہ دونوں ہاتھوں کی پوری انگلیاں ملائیں اور تیسری دفعہ ان میں سے نو کو ملایا۔

[2523] ٢٥۔(١٠٨٥)حَدَّثَنِی هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِی يَحْيَى بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ حَلَفَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ شَهْرًا فَلَمَّا مَضَى تِسْعَةٌ وَّعِشْرُونَ يَوْمًا غَدَا عَلَيْهِمْ أَوْ رَاحَ فَقِيلَ لَهُ حَلَفْتَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا قَالَ إِنَّ ((الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعَةً وَّعِشْرِينَ يَوْمًا)).

[2523]۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے قسم اٹھائی کہ آپ اپنی بعض بیویوں کے پاس

[2522] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٢٨١٩)

[2523] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصوم، باب: قول النبی ﷺ اذا رایتم الهلال فصوموا واذا رایتموه فافطجائز۔ برقم (١٩١٠) واخرجه كذلك فی النكاح، باب: هجرة النبی ﷺ نساءه فی غیر بیوتهن برقم (٥٢٠٢) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الطلاق، باب: الایلاء برقم (٢٠٦١) انظر (التحفة) برقم (١٨٢٠١)

ایک ماہ تک نہیں جائیں گے۔ جب انتیس دن گزر گئے تو آپ صبح یا شام کو ان کے پاس تشریف لے گئے تو آپ سے عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے نبی! آپ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ آپ ہمارے پاس ایک مہینہ نہیں آئیں گے، آپ نے فرمایا: مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

[2524] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي أَبَا عَاصِمٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[2524] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے ابن جریج کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[2525] ٢٦ـ(١٠٨٦) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِيَدِهِ عَلَى الْأُخْرٰى فَقَالَ ((الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا)) ثُمَّ نَقَصَ فِي الثَّالِثَةِ إِصْبَعًا

[2525]۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا: مہینہ ایسا، ایسا ہوتا ہے۔ پھر تیسری مرتبہ ایک انگلی کم کر دی۔

[2526] ٢٧ـ(. . .) وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا)) عَشْرًا وَعَشْرًا وَتِسْعًا مَرَّةً

[2526]۔ محمد بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہینہ ایسا، ایسا، ایسا ہوتا ہے۔ دس اور دس اور ایک دفعہ نو یعنی انتیس۔

[2527] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ قُهْزَادَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ وَسَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ، بِمَعْنَى حَدِيثِهِمَا .

[2524] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٥١٩)

[2525] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الصيام، باب: ذكر الاختلاف على اسماعيل فى خبر سعد بن مالك فيه برقم (٤/ ١٣٨، ٤/ ١٣٩) مرسلاً۔ واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الصيام، باب: ما جاء فى الشهر تسع وعشرون برقم (١٦٥٦) انظر (التحفة) برقم (٣٩٢٠)

[2526] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٥٢١)

[2527] تقدم

[2527] امام صاحب نے اپنے دوسرے استاد سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔

۵...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ لِكُلِّ بَلَدٍ رُؤْيَتَهُمْ وَأَنَّهُمْ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ بِبَلَدٍ لَا يَثْبُتُ حُكْمُهُ لِمَا بَعُدَ عَنْهُمْ

باب ۵: ہر علاقہ والوں کے لیے اپنی رؤیت کا اعتبار ہے اور اگر ایک علاقہ کے لوگ چاند دیکھ لیں تو ان سے دور والوں کے لیے رؤیت ثابت نہیں ہوگی

[2528] ۲۸۔(۱۰۸۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا. وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ قَالَ فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتُهِلَّ عَلَيَّ رَمَضَانُ وَأَنَا بِالشَّامِ فَرَأَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ فَسَأَلَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَقُلْتُ رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ أَنْتَ رَأَيْتَهُ فَقُلْتُ نَعَمْ وَرَآهُ النَّاسُ وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ لَكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ أَوْ نَرَاهُ فَقُلْتُ أَوَ لَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ فَقَالَ لَا هٰكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَشَكَّ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى فِي نَكْتَفِي أَوْ تَكْتَفِي

[2528]۔ کریب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے انہیں شام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، میں شام آیا اور ان کی ضرورت پوری کی۔ اور چاند جبکہ میں شام ہی میں تھا نمودار ہوگیا، میں نے چاند جمعہ کی رات دیکھا، پھر میں مہینہ کے آخر میں مدینہ آ گیا، تو مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کچھ پوچھا، پھر چاند کا تذکرہ کیا اور کہا، تم نے چاند کب دیکھا؟ میں نے کہا: ہم نے اسے جمعہ کی رات دیکھا۔ تو انہوں نے پوچھا: تم نے خود دیکھا ہے؟ میں نے جواب دیا، جی ہاں! اور لوگوں نے بھی دیکھا ہے۔ سب نے روزہ رکھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا، تو انہوں نے کہا۔ لیکن ہم نے تو ہفتہ کی رات دیکھا ہے، اس لیے ہم روزہ رکھتے رہیں گے حتی کہ تیس پورے ہو جائیں یا ہمیں نظر آ جائے۔ میں نے کہا: کیا

[2528] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: اذا رئي الهلال في بلد قبل الآخرين بليلة برقم (۲۳۳۲) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء لكل اهل بلد رؤيتهم

آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رؤیت اور ان کے روزہ کو کافی نہیں سمجھتے۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی حکم دیا ہے، یحییٰ بن یحییٰ کی حدیث میں ہے لا نكتفي او تكتفي: ہم کافی نہیں سمجھیں گے یا آپ کافی نہیں سمجھتے۔

فوائد: ...... ❶ رؤیت ہلال کے سلسلہ میں ائمہ میں اختلاف ہے کہ اگر ایک علاقہ میں چاند نظر آ جائے تو دوسرے علاقوں کے لوگ کیا کریں؟ ۱۔ امام اعظم یعنی امیر و حاکم رؤیت قبول کر لے، تو سب کو روزہ رکھنا ہوگا وگرنہ جہاں نظر آیا ہے وہیں کے لوگ روزہ رکھیں گے۔ ۲۔ ہر علاقہ کے لیے اپنی اپنی رؤیت ہے۔ ۳۔ اگر ایک علاقہ میں چاند نظر آ جائے تو ہر جگہ کے لوگوں کو اس کا اعتبار کرنا ہوگا۔ ۴۔ اختلاف مطلع کا لحاظ ہے، جن علاقوں کا مطلع ایک ہے، اگر ایک علاقہ میں نظر آ گیا ہے تو دوسرے میں بھی نظر آنا چاہیے تھا۔ کس سبب یا عارضہ کی وجہ سے نظر نہیں آ سکا۔ اس طرح ایک مطلع والوں کے لیے آپس میں رؤیت بہتر ہے۔ عراقیوں اور امام نووی کا موقف یہی ہے، اور یہی بات درست ہے۔ اگر مطالع الگ الگ ہیں ایک جگہ نظر آنے سے دوسری جگہ نظر آنا ضروری نہیں ہے تو پھر ایک جگہ کی رؤیت دوسری جگہ کے لیے معتبر نہیں ہے۔ ۵۔ ایک صوبہ یا ایک ملک کے سب علاقوں کا ایک حکم ہے۔ ۶۔ اور بقول نووی، غزالی وغیرہما مسافت قصر کا لحاظ ہے۔ مسافت قصر سے کم ہو تو حکم ایک ہے وگرنہ الگ الگ۔ ❷ موجودہ دور میں رؤیت ہلال کمیٹی کے اعلان کا اعتبار ہے وہ شرعی اصولوں کے مطابق گواہی لے کر اعلان کر دے تو وہ معتبر ہوگا۔ ❸ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد لیث بن سعد رحمہم اللہ اور بعض شوافع کا یہ مسلک بیان کیا جاتا ہے کہ صوموا لرؤية وافطروا لرؤية، چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور اسے دیکھ کر روزے ختم کرو، کا حکم عام ہے سب مسلمان اس کے مخاطب ہیں۔ تو اس کا معنی یہ ہوا کہ تمام مسلمان ممالک میں روزے کا آغاز اور اختتام یکساں ہونا چاہیے اور چاند کی تاریخ تقریباً یکساں ہونی چاہیے حالانکہ واقعہ یہ ممکن نہیں ہے۔ دوسری طرف اس بات پر سب کا اتفاق ہے اگر دو جگہوں کا فاصلہ غیر معمول ہو جیسے حجاز اور اندلس تو ان کا حکم الگ الگ ہے۔ (بداية المجتهد ج ۱) ❹ رمضان کے چاند کے لیے ایک آدمی کی شہادت اکثر علماء کے نزدیک کافی ہے اور شوال کے چاند کے لیے ائمہ اربعہ کے نزدیک دو آدمیوں کی شہادت معتبر ہے۔ لیکن قاضی شوکانی رحمہ اللہ نے امام ابوثور رحمہ اللہ کے موقف کی تائید کی ہے کہ شوال کے لیے بھی رمضان کی طرح ایک گواہی کافی ہے۔

برقم (۶۹۳) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: اختلاف اهل الآفاق في الرؤية برقم (۴/ ۱۳۱) انظر (التحفة) برقم (۶۳۵۷)

٦...... بَاب: بَيَانِ أَنَّهُ لَا اعْتِبَارَ بِكِبَرِ الْهِلَالِ وَصِغَرِهِ وَأَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى أَمَدَّهُ لِلرُّؤْيَةِ فَإِنْ غُمَّ فَلْيُكْمَلْ ثَلَاثُونَ

باب ٦: چاند کا چھوٹا یا بڑا ہونا معتبر نہیں، اللہ دکھانے کی خاطر اس کو بڑھا دیتا ہے۔ اس لیے اگر نظر نہ آئے، تو دن تیس مکمل کیے جائیں گے۔

[2529] ٢٩-(١٠٨٨) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ

عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ خَرَجْنَا لِلْعُمْرَةِ فَلَمَّا نَزَلْنَا بِبَطْنِ نَخْلَةَ قَالَ تَرَائَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ قَالَ فَلَقِينَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْنَا إِنَّا رَأَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ فَقَالَ أَيَّ لَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوهُ قَالَ فَقُلْنَا لَيْلَةَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ مَدَّهُ لِلرُّؤْيَةِ فَهُوَ لِلَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوهُ)).

[2529]۔ ابوالبختری رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ ہم عمرہ کے لیے نکلے، جب بطن نخلہ نامی مقام پر پڑاؤ کیا تو ہم نے ایک دوسرے کو چاند دکھایا، بعض لوگوں نے کہا تیسری رات کا چاند ہے اور بعض نے کہا دوسری رات کا ہے اور ہماری ملاقات ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہوئی تو ہم نے پوچھا: ہم نے چاند دیکھا، تو بعض لوگوں نے کہا۔ تیسری رات کا چاند ہے اور بعض لوگوں نے کہا، دوسری رات کا ہے۔ آپ نے پوچھا تم نے اسے کس رات دیکھا؟ تو ہم نے بتایا کہ فلاں فلاں رات کو دیکھا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اسے دیکھنے کے لیے بڑھا دیتا ہے، درحقیقت وہ اس رات کا ہے۔ جس رات تم نے اسے دیکھا ہے۔ مَدَّهُ: دیکھنے کے لیے اس کی مدت رؤیت بڑھا دی۔

[2530] ٣٠-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ قَالَ أَهْلَلْنَا رَمَضَانَ وَنَحْنُ بِذَاتِ عِرْقٍ

[2529] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٥٦٦١)

[2530] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٥٦٦١)

فَأَرْسَلْنَا رَجُلًا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَسْأَلُهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم **((إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَمَدَّهُ لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ))**.

[2530] ۔ابوالبختری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رمضان کا چاند ذاتِ عرق میں دیکھا، تو ہم نے ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس پوچھنے کے لیے بھیجا۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے دیکھنے کے لیے، مدت زیادہ دیتا ہے، (بڑھا دیتا ہے) اگر مطلع ابر آلود ہو جائے تو گنتی (تیس) پوری کرو۔

فائدہ:...... **چاند کے چھوٹے یا بڑے ہونے کا اعتبار نہیں ہے۔ اعتبار (دیکھنے) کا ہے جس دن دیکھا جائے گا اگر مطلع ابر آلود ہو وہ اسی دن کا ہوگا۔**

۷...... بَاب بَيَانِ مَعْنَى قَوْلِهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَهْرَ اَعِيْدٍ لَّا يَنْقُصَانِ

باب ۷: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عید کے دو مہینے کم نہیں ہوتے، کا مفہوم

[2531] ۳۱۔(۱۰۸۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ **((شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ))**.

[2531] ۔حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عید کے دو ماہ رمضان اور ذوالحجہ ناقص نہیں ہوتے۔

[2532] ۳۲۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ سُوَيْدٍ وَخَالِدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ **((شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ))** فِي حَدِيثِ خَالِدٍ **((شَهْرَا عِيدٍ رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ))**.

[2532] ۔حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عید کے دو ماہ کم نہیں ہوتے۔ خالد کی حدیث میں ہے۔ عید کے دو ماہ رمضان اور ذوالحجہ ہیں۔

[2531] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: شهرا عيد لا ينقصان برقم (۱۹۱۲) و (۱۹۱۳) تعليقا۔ واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: الشهر يكون تسعا وعشرين برقم (۲۳۲۳) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، برقم (۶۹۲) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء في شهري العيد برقم (۱۶۵۹) انظر (التحفة) برقم (۱۱۶۷۷)

[2532] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۵۲۶)

فائدہ:......اس حدیث کا معنی بقول بعض یہ ہے کہ رمضان اور ذوالحجہ ہمیشہ تیس، تیس کے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ مفہوم واقعہ اور مشاہدہ کے بالکل خلاف ہے، اس لیے یہ معنی مراد نہیں ہوسکتا، اور امام احمد نے نزدیک معنی یہ ہے بیک وقت دونوں کم نہیں ہوتے اگر ایک انتیس کا ہے تو دوسرا لازماً تیس (۳۰) کا ہوگا لیکن یہ بھی مشاہدہ اور واقعہ کے خلاف ہے دونوں مہینے ایک ہی سال انتیس، انتیس کے ہوجاتے ہیں۔ صحیح بات امام اسحاق بن راہویہ کی ہے کہ مہینہ انتیس کا ہو یا تیس کا اجر وثواب کم نہیں ہوتا۔ یا یہ معنی کیا جائے ان کے احکام دونوں صورتوں میں یکساں ہیں۔ یا یہ مقصود یہ کہ عام طور پر دونوں انتیس انتیس کے نہیں ہوتے۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہوجاتا ہے۔ اور لحاظ عموم واکثر کا ہوتا ہے۔

٨...... بَاب :بَيَانِ أَنَّ الدُّخُولَ فِي الصَّوْمِ يَحْصُلُ بِطُلُوعِ الْفَجْرِ

باب ٨: روزہ کا آغاز طلوع فجر سے ہوگا اور انسان طلوع فجر تک، کھا پی سکتا ہے اور دوسرے کام بھی کرسکتا ہے اور اس فجر کی صورت و کیفیت جس سے احکام یعنی روزہ کا شروع ہونا اور صبح کی نماز کے وقت کا آغاز ہونا اور اس کے علاوہ احکام کا تعلق ہے

(اور وہ دوسری فجر ہے جس کو صبح صادق کہتے ہیں اور وہ پھیل جاتی ہے اور احکام میں پہلی فجر یعنی فجر کاذب جو بھیڑیے کے دم کی طرح لمبی ہوتی ہے کا اثر نہیں ہے)

[2533] ٣٣-(١٠٩٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ قَالَ لَهُ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَجْعَلُ تَحْتَ وِسَادَتِي عِقَالَيْنِ عِقَالًا أَبْيَضَ وَعِقَالًا أَسْوَدَ أَعْرِفُ اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ وِسَادَتَكَ لَعَرِيضٌ إِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ)).

[2533]۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری یہاں تک کہ تم پر فجر کا سفید دھاگا، سیاہ دھاگے سے نمایاں ہو جائے۔ بقرہ آیت ١٨٧۔ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے تکیہ کے نیچے دو رسیاں، ایک سفید رنگ کی رسی اور ایک سیاہ رنگ کی رسی رکھ لیتا ہوں، تاکہ میں رات اور دن میں امتیاز کرسکوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (پھر تو) تمہارا تکیہ بہت چوڑا ہے (جس کے نیچے رات دن چھپ جاتے ہیں) ان سے مراد تو رات کی سیاہی اور دن کی روشنی ہے۔

[2533] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: قوله تعالى: ﴿وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر ثم اتموا الصيام الى الليل﴾ برقم (١٩١٦)←

فائدہ:...... اس آیت مبارکہ کا نزول تو حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے بہت پہلے ہو چکا ہے، کیونکہ وہ تو نو (۹) یا دس (۱۰) ہجری کو مسلمان ہوئے، جبکہ روزے ۲ ہجری میں فرض ہو چکے ہیں۔ اس لیے آیت کے نزول سے مراد ان کو سکھانا اور تعلیم دینا ہے جیسا کہ مسند احمد کی روایت میں اس کی صراحت موجود ہے۔ لیکن انہوں نے عربی محاورہ کو ظاہری معنی پر محمول کیا۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارے تکیہ کے نیچے یا تمہاری گدی اور گردن کے نیچے اگر دن، رات سما گئے، تو پھر تو تمہارا تکیہ اور گدی بہت چوڑی ہے۔ پھر انہیں بتا دیا۔ اس سے مراد، سفید دھاگا نہیں بلکہ رات کی سیاہی اور دن کی روشنی ہے۔

[2534] ۳۴۔(۱۰۹۱) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا

سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَأْخُذُ خَيْطًا أَبْيَضَ وَخَيْطًا أَسْوَدَ فَيَأْكُلُ حَتّٰى يَسْتَبِينَهُمَا حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْفَجْرِ فَبَيَّنَ ذٰلِكَ

[2534]۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ جب یہ آیت اتری اور کھاؤ پیو، یہاں تک تم پر سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے۔ تو بعض لوگ ایک سفید دھاگا اور ایک سیاہ دھاگا لے لیتے اور ان دونوں کے ممتاز اور نمایاں ہونے تک کھاتے رہتے، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے، من الفجر، فجر سے کا لفظ اتار کر مفہوم کو واضح کر دیا ہے۔

فائدہ:...... من الفجر کے نزول سے پہلے بعض افراد نے ظاہری معنی مراد لیا، اور بعض نے جو عربی اسلوب سے پوری طرح آشنا تھے یا ذہین وفطین اور سمجھدار تھے، پہلے ہی صحیح معنی لیا، اس لیے وضاحت کے لیے من الفجر کا لفظ اتارا گیا۔ لیکن بعض افراد پھر بھی نہ سمجھ سکے تو آپ نے اپنے قول سے اس کی تصریح اور وضاحت فرما دی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث کے بغیر آیات قرآنی کا صحیح مفہوم سمجھنا عجمیوں کے لیے تو بہت مشکل ہے۔

[2535] ۳۵۔(...) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ

واخرجه كذلك في التفسير، باب: ﴿وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر ثم اتموا الصيام الى الليل ولا تباشروهن وانتم عاكفون في المساجد﴾ الى قوله ﴿تتقون﴾ برقم (٤٥٠٩) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: وقت السحور برقم (٢٣٤٩) واخرجه الترمذي في (جامعه) في تفسير القرآن، باب: ومن سورة البقرة برقم (٢٩٧١) انظر (التحفة) برقم (٩٨٥٦)

[2534] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٧٤١)

[2535] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: قول الله تعالى: ﴿كلوا واشربوا ←

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَرَادَ الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلَيْهِ الْخَيْطَ الْأَسْوَدَ وَالْخَيْطَ الْأَبْيَضَ فَلَا يَزَالُ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُ رِئْيُهُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنَ الْفَجْرِ فَعَلِمُوا أَنَّمَا يَعْنِي بِذٰلِكَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

[2535] ۔حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری۔اور کھاتے پیتے رہو، یہاں تک کہ تمہارے لیے سفید دھاگا سیاہ دھاگا سے واضح ہو جائے تو جب آدمی روزہ رکھنے کا ارادہ کرتا تو وہ اپنے پیروں سے سیاہ اور سفید دھاگا باندھ لیتا۔تو وہ اس وقت تک کھاتا، پیتا رہتا۔حتی کہ اس کے سامنے ان کا منظر ظاہر ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے بعد میں اس آیت کا یہ ٹکڑا اتارا۔من الفجر ، تو پھر انہوں نے جان لیا، کہ اسے مراد رات، دن ہے۔

مفردات الحدیث ☆ رِأیٌ: منظر، نظارہ۔

[2536] ٣٦۔(١٠٩٢) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ ((**إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى تَسْمَعُوا** تَأْذِينَ **ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ**)).

[2536] ۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان دیتا ہے، تو کھاتے پیتے رہو، حتی کہ تم ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان سن لو۔

[2537] ٣٧۔(. . .) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((**إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى تَسْمَعُوا أَذَانَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ**)).

← حتی يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر ثم اتموا الصيام الى الليل﴾ برقم (١٩١٧) واخرجه كذلك فى التفسير ، باب: ﴿وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر ثم اتموا الصيام الى الليل ولا تباشروهن وانتم عاكفون فى المساجد﴾ الى قوله ﴿تتقون﴾ برقم (٤٥١١) انظر (التحفة) برقم (٤٧٥٠)

[2536] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصلاة ، باب: ما جاء فى الاذان بالليل برقم (٢٠٣) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الاذان ، برقم (٢/ ١٠) انظر (التحفة) برقم (٦٩٠٩)

[2537] تفرد مسلم فى تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٠١١)

[2537] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بلال رات کو اذان دیتا ہے، لہٰذا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے اذان دینے تک کھاتے پیتے رہو۔ (حتی کہ تم ابن ام مکتوم کی اذان سن لو)۔

[2538] ۳۸۔(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُؤَذِّنَانِ بِلَالٌ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمٰى فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هٰذَا وَيَرْقٰى هٰذَا)).

[2538] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو (۲) مؤذن تھے۔ بلال اور نابینا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلال رات کو اذان دیتا ہے، اس لیے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کی اذان تک کھاتے پیتے رہو۔ انہوں نے بتایا۔ ان دونوں میں صرف اتنا فرق تھا کہ ایک اترتا تو دوسرا چڑھتا۔

فوائد :...... ❶ صبح کے لیے نبی اکرم ﷺ کے دو مستقل مؤذن تھے، ایک رات کو صبح سے پہلے اذان دیتے تھے تاکہ لوگ صبح کی نماز کے لیے اہتمام اور تیاری کریں اور جو کافی وقت سے تہجد پڑھ رہے ہیں وہ کچھ آرام کرلیں، یا سستالیں اور جنہوں نے روزہ رکھنا ہے وہ روزہ کا اہتمام کرلیں، لیکن یہ اذان صبح کی نماز کے لیے نہیں ہوتی تھی، پھر صبح کی نماز کے لیے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان دیتے تھے۔ ❷ دونوں اذانوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہوتا کیونکہ اس کا مقصد زیادہ وقت کا متقاضی نہ تھا بلال رضی اللہ عنہ اذان دینے کے بعد کچھ دیر، صبح صادق کا انتظار کرتے، کچھ دعا و استغفار کرتے اور جب صبح صادق کے طلوع کا وقت قریب ہوتا تو بلند جگہ سے اتر کر، ابن ام مکتوم کو آگاہ کرتے تاکہ وہ صبح کی اذان دینے کے لیے تیار ہو جائیں تو وہ تیار ہو کر بلند جگہ پر اذان دینے کے لیے چڑھ جاتے۔

[2539] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[2539] امام صاحب نے اپنے استاد ابن نمیر سے یہی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی ہے۔

[2540] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بِالْإِسْنَادَيْنِ كِلَيْهِمَا نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ

[2538] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۸۰۰۶)

[2539] تقدم تخریجه فی الحدیث برقم (۸٤۰)

[2540] تقدم تخریجه فی الحدیث برقم (۸٤۰)

[2540] امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے عبیداللہ کی دونوں سندوں سے (عبیداللہ، عن نافع، عن ابن عمر، عبیداللہ عن القاسم، عن عائشہ) ابن نمیر کی حدیث کے ہم معنی بیان کرتے ہیں۔

[2541] ٣٩-(١٠٩٣) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لا يَمْنَعَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ أَوْ قَالَ نِدَاءُ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهٖ فَإِنَّهٗ يُؤَذِّنُ أَوْ قَالَ يُنَادِي بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَيُوقِظَ نَائِمَكُمْ وَقَالَ لَيْسَ أَنْ يَقُولَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَصَوَّبَ يَدَهٗ وَرَفَعَهَا ((حَتّٰى يَقُولَ هٰكَذَا وَفَرَّجَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ)).

[2541] حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کو بلال رضی اللہ عنہ کی اذان یا نداء سحری کھانے سے نہ روک دے کیونکہ وہ اذان یا نداء رات کو دیتا ہے تاکہ قیام کرنے والے کو (سحری یا آرام کی طرف) لوٹا دے (یا اگر کوئی اور ضرورت ہو تو پوری کرے) اور سونے والے کو بیدار کر دے۔ اور فرمایا: صبح اس، اس طرح نہیں ہے آپ نے ہاتھ نیچے کیا اور اوپر اٹھایا، حتیٰ کہ اس طرح ہو اپنی دونوں انگلیوں کو کھول دیا، کہ وہ دائیں، بائیں پھیل جائیں۔

[2542] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي الْأَحْمَرَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ ((إِنَّ الْفَجْرَ لَيْسَ الَّذِي يَقُولُ هٰكَذَا)) وَجَمَعَ أَصَابِعَهٗ ثُمَّ نَكَسَهَا إِلَى الْأَرْضِ ((وَلٰكِنَّ الَّذِي يَقُولُ هٰكَذَا)) وَوَضَعَ الْمُسَبِّحَةَ عَلَى الْمُسَبِّحَةِ وَمَدَّ يَدَيْهِ.

[2542] مصنف اپنے ایک اور استاد سے سلیمان تیمی ہی کی سند سے اس فرق کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں

[2541] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الاذان قبل الفجر برقم (٦٢١) واخرجه كذلك في الطلاق، باب: الاشارة في الطلاق والامور برقم (٥٢٩٨) واخرجه كذلك في اخبار الآحاد، باب: ما جاء في اجازة الخبر الواحد الصدوق في الاذان والصلاة والصوم والفرائض والاحكام برقم (٧٢٤٧) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: وقت السحور برقم (٢٣٤٧) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الاذان، باب: الاذان في غير وقت الصلاة برقم (٢/ ١١) باختصار۔ واخرجه كذلك في الصيام۔ باب: كيف الفجر برقم (٤/ ١٤٨) باختصار۔ ١٢٨ واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء في تاخير السحور برقم (١٦٩٦) انظر (التحفة) برقم (٩٣٧٥)

[2542] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٣٦)

کہ آپ نے فرمایا: فجر وہ نہیں ہے جو ایسی ہو (آپ نے اپنی انگلیوں کو مجتمع کر کے بعد میں زمین کی طرف جھکا دیا) لیکن فجر وہ ہے جو اس طرح ہو آپ نے انگشت شہادت کو دوسری انگشت شہادت پر رکھا اور دونوں ہاتھ پھیلا دیے۔ دائیں بائیں کھول دیے۔

[2543] ٤٠-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ وَالْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ كِلَاهُمَا

عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَانْتَهٰى حَدِيثُ الْمُعْتَمِرِ عِنْدَ قَوْلِهِ ((يُنَبِّهُ نَائِمَكُمْ وَيَرْجِعُ قَائِمَكُمْ)) و قَالَ إِسْحٰقُ قَالَ جَرِيرٌ فِي حَدِيثِهِ ((وَلَيْسَ أَنْ يَقُولَ هٰكَذَا)) وَلٰكِنْ يَقُولُ هٰكَذَا يَعْنِي الْفَجْرَ هُوَ الْمُعْتَرِضُ وَلَيْسَ بِالْمُسْتَطِيلِ

[2543]۔ مصنف یہی حدیث دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں معتمر کی حدیث یہاں ختم ہو جاتی ہے کہ: وہ سونے والے کو بیدار کرے اور قیام کرنے والے کو سحری یا آرام یا اور کسی ضرورت کے لیے لوٹا دے۔ اور اسحاق بیان کرتے ہیں جریر کی حدیث میں ہے۔ فجر ایسے نہیں ہے بلکہ ایسے ہے یعنی فجر وہ ہے جو چوڑائی میں پھیلتی ہے اور وہ اوپر لمبائی میں نہیں ہے۔

[2544] ٤١-(١٠٩٤) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيِّ حَدَّثَنِي وَالِدِي أَنَّهُ سَمِعَ

عَنْ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ﷺ يَقُولُ ((لَا يَغُرَّنَّ أَحَدَكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ مِنَ السَّحُورِ وَلَا هٰذَا الْبَيَاضُ حَتّٰى يَسْتَطِيرَ)).

[2544]۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد ﷺ کو یہ فرماتے سنا: تم میں سے کسی کو بلال کی نداء سحری سے دھوکا میں مبتلا نہ کرے اور نہ یہ سفیدی حتی کہ چوڑائی میں پھیل جائے۔

مفردات الحدیث ❋ **سَحُور**: سحری کے لیے تیار کردہ کھانا۔ **سُحُور**: سحری کا کھانا، کھانا۔

[2545] ٤٢-(. . .) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَوَادَةَ عَنْ أَبِيهِ

[2543] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٥٣٦)

[2544] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصوم، باب: وقت السحور برقم (٢٣٤٦) واخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصوم، باب: ما جاء فى بيان الفجر برقم (٧٠٦) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الصيام، باب: كيف الفجر برقم (٤/ ١٤٨) انظر (التحفة) برقم (٤٦٢٤)

[2545] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٥٣٩)

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَغُرَّنَّكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا هٰذَا الْبَيَاضُ لِعَمُودِ الصُّبْحِ حَتَّى يَسْتَطِيرَ هٰكَذَا)).

[2545]۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں بلال کی اذان دھوکا میں مبتلا نہ کرے اور نہ یہ سفیدی (جو صبح کو ستون کی طرح ہوتی ہے) حتی کہ وہ چوڑائی میں پھیل جائے۔

[2546] ٤٣۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَغُرَّنَّكُمْ مِنْ سَحُورِكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا بَيَاضُ الْأُفُقِ الْمُسْتَطِيلُ هٰكَذَا حَتَّى يَسْتَطِيرَ هٰكَذَا)) وَحَكَاهُ حَمَّادٌ بِيَدَيْهِ قَالَ يَعْنِي مُعْتَرِضًا

[2546]۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں سحری سے بلال کی اذان دھوکے میں مبتلا نہ کرے اور افق کی اس طرح اوپر کو لمبائی میں اٹھنے والی سفیدی، حتی کہ وہ اس طرح چوڑائی میں پھیل جائے۔ حماد نے اپنے دونوں ہاتھوں کو چوڑائی میں پھیلا کر اس کی نقل اتاری۔

[2547] ٤٤۔(. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَوَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ

عَنْ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يَخْطُبُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((لَا يَغُرَّنَّكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ وَلَا هٰذَا الْبَيَاضُ حَتَّى يَبْدُوَ الْفَجْرُ أَوْ قَالَ حَتَّى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ)).

[2547]۔ سوادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے خطبہ دیتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان سنا: بلال کی نداء تمہیں دھوکا نہ دے اور نہ یہ سفیدی حتی کہ فجر ظاہر ہو جائے یا فرمایا فجر پھوٹ پڑے۔

[2548] (. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي سَوَادَةُ بْنُ حَنْظَلَةَ الْقُشَيْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ هٰذَا

[2548] حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر مذکورہ روایت بیان کی۔

[2546] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٥٣٩)
[2547] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٥٣٩)
[2548] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٥٣٩)

فائدہ :...... سحری کھانے کا وقت صبح صادق تک ہوتا ہے۔ جو مشرق میں دائیں بائیں روشن ہوتی ہے۔ اس سے پہلے صبح کاذب ہوتی ہے جس میں روشنی مشرق میں بھیڑیے کی دم کی طرح اوپر کو لمبائی میں ہوتی ہے۔

۹...... باب: فَضْلِ السُّحُورِ وَتَأْكِيدِ اِسْتِحْبَابِهٖ وَاِسْتِحْبَابِ تَأْخِيرِهٖ وَتَعْجِيلِ الْفِطْرِ

باب ۹: سحری کھانے کی فضیلت اور اس کے استحباب کی تاکید اور بہتر یہ ہے سحری آخری وقت میں کھائی جائے اور افطار غروب ہوتے ہی کیا جائے

[2549] ٤٥-(١٠٩٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَةً)).

[2549]۔ امام صاحب مختلف سندوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانا باعث برکت بنتا ہے۔

فائدہ :...... اسلام اعتدال وتوسط اور میانہ روی کا نام ہے۔ اس لیے آپ نے سحری کھانے کی ترغیب دی اور یہ بھی کہ سحری آخری وقت میں کی جائے اور افطار غروب کے ساتھ ہی کر دیا جائے، تاکہ بھوکا پیاسا رہنے کا وقت بلاضرورت طویل نہ ہو، اور سحری کھانے سے انسان کی قوت کار اور توانائی میں زیادہ کمزوری پیدا نہ ہو، سحری کے لیے اٹھے تاکہ اسے کچھ نہ کچھ یاد الٰہی کا موقعہ بھی مل سکے اور صبح کی نماز میں بھی شریک ہو سکے، اس کے برخلاف اگر سحری نہ کھائی جائے گی۔ تو سحر خیزی نہ ہو سکے گی اللہ تعالیٰ کی یاد سے بھی انسان محروم رہے گا۔ اور کھانے پینے سے محرومی کی بنا پر جلد ہی بھوک پیاس ستائے گی اور انسان کی قوت کار اور طاقت عمل متاثر ہوگی۔ بھوک و پیاس کا وقفہ طویل ہونے کی وجہ سے روزہ دار تکلیف میں مبتلا ہوگا۔ اس سے قریب قریب حالت اس صورت میں ہوگی جب انسان سحری بہت جلد کھا کر سو جائے گا، نیز اسی صورت میں نماز با جماعت سے محروی کا بھی اندیشہ ہے اس لیے آپ نے فرمایا: سحری کھانا باعث برکت ہے یعنی اس سے محروم رہنا، برکت سے محرومی کا باعث ہے۔

[2549] تفرد مسلم فی تخریج حدیث یحییٰ بن یحیی وابی بکر بن ابی شیبة۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٠٧) و (١٠٦٥) واخرج الترمذی فی (جامعه) حدیث قتیبة بن سعید فی الصوم، باب: ما جاء فی فضل السحور برقم (٧٠٨) واخرجه النسائی فی کذلك فی (المجتبی) فی الصیام، باب: الحث علی السحور برقم (٤/ ١٤١) انظر (التحفة) برقم (١٠٦٧)

[2550] ٤٦-(١٠٩٦) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ)).

[2550]۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں وجہ امتیاز سحری کھانا ہے۔

[2551] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ ح وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ كِلَاهُمَا عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[2551] مصنف یہی روایت اپنے دو اور اساتذہ سے موسیٰ بن علی کی سند میں سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... اسلام عبادات میں اپنے تشخص اور امتیاز کو قائم رکھتا ہے، چونکہ اہل کتاب سحری میں نہیں کھاتے، اس لیے آپ نے سحری کھانے کی ترغیب دی ہے۔

[2552] ٤٧-(١٠٩٧) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ قَدْرُ مَا بَيْنَهُمَا قَالَ خَمْسِينَ آيَةً

[2552]۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی، پھر ہم نماز کے لیے کھڑے ہوگئے، راوی نے پوچھا: سحری اور قیام میں کس قدر وقفہ تھا۔ انہوں نے جواب دیا پچاس آیات کی تلاوت کے بقدر۔

فائدہ:...... رمضان میں اذان اور نماز کے درمیان زیادہ فاصلہ ہونا چاہیے اور سحری سے اذان سے پہلے فارغ ہونا چاہیے۔

[2550] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: في توكيد السحور برقم (٢٣٤٣) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في فضل السحور برقم (٧٠٩) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: فضل ما بين صيامنا وصيام اهل الكتاب برقم (٤/ ١٤٦) انظر (التحفة) برقم (١٠٧٤٩)

[2551] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٤٥)

[2552] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: وقت الفجر برقم (٥٧٥) واخرجه كذلك في الصوم، باب: قدر كم بين السحور وصلاة الفجر برقم (١٩٢١) واخرجه الترمذي ←

[2553] (۔ ۔ ۔) وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَامِرٍ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

[2553] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے قتادہ ہی کی سند سے یہ روایت بیان کرتے ہیں۔

[2554] ۴۸-(۱۰۹۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((**لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ**)).

[2554] ۔حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ ہمیشہ خیر و خوبی سے متصف رہیں گے جب تک وہ روزہ کھولنے میں جلدی کریں گے۔

فائدہ:...... انسان کے لیے دنیوی اور اخروی بہتری اور بھلائی کا راز اسلام کے اصول وضوابط کا اہتمام اور پابندی کرنے میں ہے اور ناکامی و نامرادی ان کے بارے میں افراط وتفریط اختیار کرنے میں ہے۔ جو انسان سحری کھانے میں تاخیر کرتا ہے اور روزہ کھولنے میں جلدی کرتا ہے۔ وقت ہونے کے بعد غلو اور افراط سے کام لیتے ہوئے تاخیر روا نہیں رکھتا تو وہ اسلامی اصولوں کی پاسداری کرتا ہے، خود شارع نہیں بنتا۔ اس لیے دنیا و آخرت کی بھلائیوں کی راہ پر گامزن رہتا ہے اور جادۂ اعتدال سے محروم نہیں ہوتا۔

[2555] (۔ ۔ ۔) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهِ

[2555] امام صاحب اپنے دو اور استادوں سے مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں۔

← فی (جامعه) فی الصوم، باب: ما جاء فی تاخیر السحور برقم (۷۰۳) و (۷۰۴) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصیام، باب: قدر ما بین السحور وبین صلاة الصبح برقم (۴/ ۱۴۳) واخرجه كذلك فی باب: ذكر اختلاف هشام وسعيد علی قتادة فيه برقم (۴/ ۱۴۳) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصيام، باب: ما جاء فی تاخير السحور برقم (۱۶۹۴) انظر (التحفة) برقم (۳۶۹۶)

[2553] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (۲۵۴۷)

[2554] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصيام، باب: ما جاء فی تعجيل الافطار برقم (۱۶۹۷) انظر (التحفة) برقم (۴۷۲۲)

[2555] تفرد مسلم فی تخريجه حديث قتيبة۔ انظر (التحفة) برقم (۴۷۸۶) واخرج الترمذی حديث زهير ابن حرب فی (جامعه) فی الصوم، باب: ما جاء فی تعجيل الافطار برقم (۶۹۹) انظر (التحفة) برقم (۴۶۸۵)

[2556] ۴۹۔(۱۰۹۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ

عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْنَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلٰوةَ قَالَتْ أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ قَالَ قُلْنَا عَبْدُاللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَتْ كَذٰلِكَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَادَ أَبُو كُرَيْبٍ وَالْآخَرُ أَبُو مُوسٰى.

[2556]۔ابوعطیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور مسروق رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے پوچھا: اے ام المومنین! محمد ﷺ کے ساتھیوں میں سے دو آدمی ہیں۔ ان میں سے ایک روزہ چھوڑنے میں جلدی کرتا ہے اور جلد نماز پڑھتا ہے اور دوسرا تاخیر سے روزہ کھولتا ہے اور تاخیر سے نماز پڑھتا ہے، انہوں نے پوچھا: ان دونوں میں سے کون جلد روزہ کھول کر جلد نماز پڑھتا ہے؟ ہم نے جواب دیا، عبداللہ رضی اللہ عنہ (یعنی ابن مسعود) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ ابوکریب کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ دوسرا صحابی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

فائدہ:...... ہمارے لیے رسول اللہ ﷺ ہی کا رویہ اور لائحہ عمل اسوۂ حسنہ ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما بھی مسلم فقیہ ہیں جو ہر حیثیت سے حضور اکرم ﷺ کی اقتدا اور پیروی فرماتے تھے جیسا کہ ان کے فضائل میں آیا ہے۔

[2557] ۵۰۔(...) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ

عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالَ لَهَا مَسْرُوقٌ رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ كِلَاهُمَا لَا يَأْلُو عَنِ الْخَيْرِ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ فَقَالَتْ مَنْ يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ قَالَ

[2556] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: ما يستحب في تعجيل الفطر برقم (٢٣٥٤) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في تعجيل الافطار برقم (٧٠٢) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف على سليمان بن مهران في حديث عائشة في تاخير السحور واختلاف الفاظهم برقم (٤/ ١٤٣، ٤/ ١٤٤، ٤/ ١٤٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٩٩)

[2557] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٥١)

عَبْدُاللّٰهِ فَقَالَتْ هٰكَذَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ

[2557]۔ابوعطیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور مسروق رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مسروق رحمہ اللہ نے ان سے عرض کیا کہ محمد ﷺ کے ساتھیوں میں سے دو آدمی ہیں۔ دونوں ہی خیر اور بھلائی کے کام سے کوتاہی نہیں برتتے، ان میں سے ایک مغرب کی نماز اور روزہ کھولنے میں جلدی کرتا ہے اور دوسرا مغرب کی نماز اور روزہ کھولنے میں تاخیر کرتا ہے۔ تو انہوں نے پوچھا: مغرب کی نماز اور افطار میں جلدی کون کرتا ہے؟ مسروق رحمہ اللہ نے کہا: عبداللہ رضی اللہ عنہ یعنی ابن مسعود تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

مفردات الحدیث ❋ **لا یا لو عن الخیر**: خیر کے سلسلہ میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا۔

فائدہ:...... حضرات احناف اس بات کے مدعی ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے طرز عمل کو اختیار کرتے ہیں۔ حالانکہ بالفعل ایسا نہیں ہے۔ مغرب کی نماز اور افطار کے سلسلہ میں ان کے طرز عمل کو نہیں اپناتے۔

۱۰...... بَاب: بَيَانِ وَقْتِ انْقِضَاءِ الصَّوْمِ وَخُرُوجِ النَّهَارِ

باب ۱۰: روزہ کے پورا ہونے کا وقت اور دن کا اختتام

[2558] ۵۱۔(۱۱۰۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُو كُرَيْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَاتَّفَقُوا فِي اللَّفْظِ قَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَقَالَ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ وَأَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ))** لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ نُمَيْرٍ ((فَقَدْ)).

[2558]۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رات آ جائے اور دن چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزے دار کے افطار کا وقت ہو گیا۔ ابن نمیر نے فقد کا لفظ بیان نہیں کیا یعنی صرف افطر کہا۔

فائدہ:...... جب مشرق میں اندھیرا ہو جائے اور مغرب میں روشنی ختم ہو جائے اور سورج غروب ہو جائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ روزہ کا وقت پورا ہو گیا اور اب شرعی طور پر روزہ کا اختتام ہو گیا۔ کیونکہ دن جس میں

[2558] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصوم، باب: متی یحل فطر الصائم برقم (۱۹۵٤) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: وقت فطر الصائم برقم (۲۳۵۱) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصوم، باب: ما جاء اذا اقبل اللیل وادبر النهار فقد افطر الصائم برقم (٦٩٨) انظر (التحفة) برقم (۱۰٤۷٤)

روزہ رکھنا ہوتا ہے اختتام کو پہنچ گیا ہے اس لیے اب روزہ جاری رکھنے کا وقت نہیں رہا۔ اس لیے روزہ دار کو روزہ کھول دینا چاہیے اپنی طرف سے غلو اور افراط کا شکار ہو کر بلاضرورت اور بلاوجہ روزہ برقرار نہیں رکھنا چاہیے جبکہ اس کا وقت ہی باقی نہیں ہے۔

[2559] ٥٢ـ(١١٠١) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي اَوْفٰى ﷺ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ ((يَا فُلَانُ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا)) قَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ ((فَنَزَلَ فَجَدَحَ)) فَأَتَاهُ بِهِ فَشَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ ((إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا وَجَاءَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّآئِمُ)).

[2559] ۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ماہ رمضان کے ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب سورج غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا: اے فلاں! سواری سے اتر کر ہمارے لیے ستو بھگو یا گھول۔ اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ابھی تو دن موجود ہے، آپ نے فرمایا: اتر کر ہمارے لیے ستو گھول۔ وہ اترا اور ستو تیار کر کے آپ کے پاس لے آیا، تو آپ نے ان کو پی لیا۔ پھر آپ نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا: جب سورج ادھر ڈوب جائے اور اس سمت (مشرق) سے رات آ جائے تو روزہ دار وقت افطار میں داخل ہو گیا۔

[2560] ٥٣ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَعَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي اَوْفٰى ﷺ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ إِنَّ عَلَيْنَا نَهَارًا فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فَشَرِبَ ثُمَّ قَالَ ((إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّآئِمُ)).

[2559] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: الصوم في السفر والافطار برقم (١٩٤١) واخرجه كذلك في باب: متى يحل فطر الصائم برقم (١٩٥٥) واخرجه كذلك في باب، يفطر بما يتيسر من الماء او غيره برقم (١٩٥٦) واخرجه كذلك في باب: تعجيل الافطار برقم (١٩٥٨) واخرجه كذلك في الطلاق، باب: الاشارة في الطلاق والامور برقم (٥٢٩٧) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: وقت فطر الصائم برقم (٢٣٥٢) انظر (التحفة) برقم (٥١٦٣)

[2560] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٥٤)

[2560]۔حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو جب سورج غروب ہوگیا، آپ نے ایک آدمی سے کہا: اتر کر ہمارے لیے ستو تیار کر۔ تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اے کاش آپ شام کریں، آپ نے فرمایا: اتر کر ہمارے لیے ستو گھول۔ اس نے کہا، ابھی ہمارے سر پر دن باقی ہے۔ پھر وہ اترا، اور آپ کے لیے ستو بھگوئے، تو آپ نے پیے پھر آپ نے فرمایا: جب تم دیکھو، رات ادھر سے آ گئی ہے (اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا) تو روزے دار افطار کے وقت میں داخل ہو گیا۔

فائدہ:...... چونکہ غروب آفتاب کے بعد شفق کی سرخی اور روشنی کے کچھ آثار باقی ہوتے ہیں اس لیے اس صحابی نے یہ سمجھا کہ افطار کا وقت ان آثار کے ختم ہونے کے بعد ہوگا کیونکہ یہ اس کے خیال میں دن کا حصہ ہے اس لیے اس نے خیال کیا شاید آپ کی نظر ان آثار پر نہیں ہے۔ اس لیے آپ کو آگاہ کرنے کی خاطر عرض کیا، ابھی دن باقی ہے شام نہیں ہوئی۔ تو آپ نے سب ساتھیوں کی آگاہی کے لیے فرمایا کہ روزہ کھولنے کا تعلق اور مدار غروب آفتاب پر ہے کیونکہ اسی سے دن انتہاء کو پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا، روزے دار کو غروب شمس کے ساتھ ہی روزہ کھول دینا چاہیے۔

[2561] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رضی اللہ عنہ يَقُولُ سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ يَا فُلَانُ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَعَبَّادِ بْنِ الْعَوَّامِ

[2561] حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے (سفر پر) جبکہ آپ روزہ دار تھے۔ تو جب سورج غروب ہوگیا، آپ نے فرمایا: اے فلاں! اتر کر ہمارے لیے ستو تیار کر۔ ابن مسہر اور عباد بن العوام کی طرح روایت بیان کی۔

[2562] ٥٤۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا نَا شُعْبَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَعَبَّادٍ وَعَبْدِالْوَاحِدِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَلَا قَوْلُهُ ((وَجَاءَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا)) إِلَّا فِي رِوَايَةِ هُشَيْمٍ وَحْدَهٗ

[2561] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٥٤)

[2562] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٥٤)

[2562] ۔ امام صاحب اپنے چار اور اساتذہ سے ابن مسہر، عباد اور عبدالواحد رحمہم اللہ کے ہم معنی حدیث بیان کرتے ہیں اوران میں سے کسی کی روایت میں ماہ رمضان کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی ہشام کے سوا کسی کی حدیث میں یہ ہے اور ادھر سے رات ہو جائے۔

۱۱...... بَاب: النَّهْيِ عَنِ الْوِصَالِ

باب ۱۱: روزہ میں وصال سے ممانعت

[2563] ۵۵-(۱۱۰۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَى عَنِ الْوِصَالِ قَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ ((إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى)).

[2563] ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے منع فرمایا: صحابہ نے عرض کیا، آپ وصال کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہاری مثل نہیں ہوں، مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔

مفردات الحدیث ❊ **وصال:** کھائے پیے بغیر، یعنی بلا افطار، کئی دن تک مسلسل روزہ رکھنا۔

[2564] ۵۶-(...) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاصَلَ فِي رَمَضَانَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَنَهَاهُمْ قِيلَ لَهُ أَنْتَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى.

[2564] ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں وصال کیا تو لوگوں نے بھی شروع کر دیا، تو آپ نے ان کو منع فرمایا: آپ سے عرض کیا گیا، آپ بھی تو صال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں تمہاری مثل نہیں ہوں، کیونکہ مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔

[2565] (...) وحَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ

[2563] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: الوصال، ومن قال ليس في الليل صوم: لقوله تعالى: ﴿ثم اتموا الصيام الى الليل﴾ برقم (١٩٦٢) ١٣٦ واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: في الوصال برقم (٢٣٦٠) انظر (التحفة) برقم (٨٣٥٣)

[2564] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩٦٥)

[2565] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٥٧٥)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَقُلْ فِي رَمَضَانَ.

[2565] امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس میں، فی رمضان کا لفظ نہیں ہے۔

[2566] ۵۷-(۱۱۰۳) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ

أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تُوَاصِلُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((وَأَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي)).

فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ الْهِلَالُ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا

[2566]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلا افطار مسلسل روزے رکھنے سے منع فرمایا: تو ایک مسلمان آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ بھی تو وصال کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون میری مثل ہے؟ میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے۔ تو جب لوگوں نے وصال پر اصرار کیا (لوگ وصال سے نہ رکے) تو آپ نے ان کے ساتھ ایک دن، پھر دوسرے دن بلا افطار وسحری روزہ رکھا، پھر انہوں نے چاند دیکھ لیا۔ تو آپ نے فرمایا: اگر چاند لیٹ ہوتا تو میں تمہارے ساتھ اور وصال کرتا۔ گویا جب وہ وصال سے باز نہ آئے۔ تو آپ نے انہیں بطور عبرت وسزا یہ فرمایا۔

[2567] ۵۸-(...) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ)) قَالُوا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَارَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((إِنَّكُمْ لَسْتُمْ فِي ذٰلِكَ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي فَاكْلَفُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ))

[2567]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وصال سے بچو۔ صحابہ کرام نے

[2566] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الحدود، باب: كم التعزير والادب برقم (٦٨٥١) انظر (التحفة) برقم (١٥٣٢١)

[2567] تفرد مسلم فى تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٩١٦)

عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ بھی وصال کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: تم اس مسئلہ و معاملہ میں میرے جیسے نہیں ہو، میں تو اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ مجھے میرا رب کھلاتا، پلاتا ہے، تم انہی اعمال کی ذمہ داری قبول کرو، جو تمہارے بس اور طاقت میں ہوں۔

[2568] (. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَاكْلَفُوا مَا لَكُمْ بِهِ طَاقَةٌ))

[2568] امام صاحب یہی روایت ایک دوسرے استاد سے اس فرق سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اس کام کی ذمہ داری قبول کرو جس کی تم میں طاقت ہو۔

[2569] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْوِصَالِ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.

[2569] امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے وصال سے روکا جیسا کہ عمارہ، ابوزرعہ سے بیان کرتے ہیں۔

[2570] ٥٩ـ(١١٠٤) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَامَ أَيْضًا حَتَّى كُنَّا رَهْطًا فَلَمَّا حَسَّ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّا خَلْفَهُ جَعَلَ يَتَجَوَّزُ فِي الصَّلٰوةِ ثُمَّ دَخَلَ رَحْلَهُ فَصَلَّى صَلٰوةً لَا يُصَلِّيهَا عِنْدَنَا قَالَ قُلْنَا لَهُ حِينَ أَصْبَحْنَا أَفَطَنْتَ لَنَا اللَّيْلَةَ قَالَ فَقَالَ ((نَعَمْ ذَاكَ الَّذِي حَمَلَنِي عَلَى الَّذِي صَنَعْتُ)) قَالَ فَأَخَذَ يُوَاصِلُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَذَاكَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ فَأَخَذَ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يُوَاصِلُونَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا بَالُ رِجَالٍ يُوَاصِلُونَ إِنَّكُمْ لَسْتُمْ مِثْلِي أَمَا وَاللهِ لَوْ تَمَادَّ لِي الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُونَ تَعَمُّقَهُمْ)).

[2568] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٠١)

[2569] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٤٢١)

[2570] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التمني، باب: ما يجوز في اللو، وقوله تعالى: ﴿لو ان لي بكم قوة﴾ برقم (٧٢٤١) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (٤٠٧)

[2570] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رمضان میں نماز پڑھتے تھے، میں بھی آ کر آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، ایک اور آدمی آیا وہ بھی کھڑا ہو گیا، حتی کہ ہم ایک جماعت بن گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ میں بھی آپ کے پیچھے ہوں، تو آپ نے نماز میں تخفیف شروع کر دی۔ پھر آپ اپنے گھر چلے گئے۔ تو ایسی نماز پڑھی جو ہمارے پاس نہیں پڑھی تھی۔ جب صبح ہوئی، تو ہم نے آپ سے پوچھا: کیا آپ کو رات ہمارا پتہ چل گیا تھا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس چیز نے تو مجھے اس کام پر آمادہ کیا، جو میں نے کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینہ کے آخری دنوں میں وصال کرنا شروع کر دیا تو آپ کے ساتھیوں میں سے بھی کچھ لوگوں نے وصال کرنا شروع کر دیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں نے وصال کرنا کیوں شروع کر دیا ہے! تم میرے جیسے نہیں ہو، ہاں اللہ کی قسم! اگر یہ ماہ لمبا ہوتا تو میں اس انداز سے وصال کرتا کہ تشدد پسند، اپنے تشدد اور انتہا پسندی سے باز آ جاتے۔

[2571] ٦٠۔(. . .) حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ وَاصَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي أَوَّلِ شَهْرِ رَمَضَانَ فَوَاصَلَ نَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَبَلَغَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ ((لَوْ مُدَّ لَنَا الشَّهْرُ لَوَاصَلْنَا وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُونَ تَعَمُّقَهُمْ إِنَّكُمْ لَسْتُمْ مِثْلِي)) أَوْ قَالَ ((إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَظَلُّ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي)).

[2571] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کے شروع میں وصال کیا، تو کچھ مسلمانوں نے بھی وصال کرنا شروع کر دیا۔ آپ تک بھی اطلاع پہنچ گئی۔ تو آپ نے فرمایا: اگر ہمارا ماہ طویل کر دیا جاتا تو ہم اس انداز سے وصال کرتے کہ انتہاء پسند، اپنی انتہا پسندی سے رک جائے۔ تم میرے جیسے نہیں ہو، یا فرمایا، میں تمہارے مثل نہیں ہوں کیونکہ میں دن اس حال میں گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

مفردات الحديث

❶ التعمق: عمق و گہرائی میں اترنا، معاملہ میں مبالغہ، شدت اور انتہاء و پسندی اختیار کرنا۔ حد سے تجاوز کرنا اول شهر رمضان راوی کا وہم ہے کیونکہ یہ بعد والے الفاظ سے مناسبت اور مطابقت نہیں رکھتا، اور مذکورہ بالا روایت کے بھی مخالف ہے۔ اس لیے یہاں بھی فی آخر شهر رمضان ہونا چاہیے، جیسا کہ بعض نسخوں میں ہے۔ ❷ أَظَلُّ: میں دن گزارتا ہوں۔ أَبِيتُ: میں رات گزارتا ہوں۔ ❸ تُمَادلنا، مُدَّلنا: لمبا ہو جاتا دن بڑھ جاتے۔

[2571] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التمني، باب: ما يجوز من اللو، وقوله تعالى: ﴿لو ان لي بكم قوة﴾ برقم (٧٢٤١) انظر (التحفة) برقم (٣٩٤)

[2572] ٦١-(١١٠٥) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنْ عَبْدَةَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ نَهَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَهُمْ فَقَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ ((إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي)).

[٢٥٧٢] ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے امت کے لوگوں پر رحمت و شفقت کی خاطر انہیں وصال سے روکا، تو انہوں نے کہا، آپ بھی تو وصال کرتے ہیں! آپ نے فرمایا: میں تمہاری ہیئت و کیفیت میں نہیں ہوں، کیونکہ مجھے تو میرا رب کھلاتا پلاتا ہے۔

فائدہ :...... ❶ آپ چونکہ امت کے لیے اسوہ حسنہ ہیں، اس لیے صحابہ کرام مشقت و کلفت برداشت کر کے بھی آپ کا رویہ اور طرز عمل جہاں تک ممکن ہوتا اختیار کرنے کی کوشش فرماتے۔ اسی کے مطابق آپ کے وصال کرنے کو معلوم کر کے وصال کرنے لگے، لیکن چونکہ وصال میں بغیر افطار اور سحری کے مسلسل روزے رکھے جاتے ہیں اور دنوں کی طرح راتیں بھی بلا کھائے پیئے گزرتی ہیں، اس لیے ایسے روزے تکلیف اور مشقت کا باعث ہونے کی بنا پر ضعف اور کمزوری بھی پیدا کرتے ہیں، اس لیے یہ خطرہ ہی نہیں عام لوگوں کے اعتبار سے واقعہ ہے کہ انسان اتنا کمزور ہو جاتا ہے کہ دوسرے فرائض اور ذمہ داریوں کو ادا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے آپ نے امت کو اس طرح روزے رکھنے سے منع فرما دیا، اور آپ کا معاملہ اس کے برعکس ہے، جیسا کہ آگے وضاحت آ رہی ہے۔ ❷ ايكم مثلي: تم میں سے کون میری مثل ہے: بعض حضرات نے اس حدیث سے کشید کیا ہے کہ کسی وجودی معنی میں کائنات کا کوئی شخص آپ کی مثل نہیں ہے، اس لیے انما انا بشر مثلکم: جو وجودی معنی ہے کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں کا معنی کیا ہے کہ میں بھی تمہاری طرح معبود نہیں ہوں، حالانکہ اس حدیث کا معنی بالکل واضح ہے، کہ انکم لستم فی ذالك مثلی ، کہ تم اس وصال کے معاملہ میں میری مثل نہیں۔ کیونکہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور تمہارے ساتھ اس کا یہ معاملہ نہیں ہے وگرنہ آپ بھی عام انسانوں کی طرح کھاتے پیتے تھے۔ سوتے جاگتے تھے۔ بیوی بچوں والے تھے۔ بول کا شکار ہو جاتے تھے۔ پھر اس سے امتناع نظیر کا مسئلہ نکالا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے آپ کی نظیر پیدا کرنا محال بالذات ہے حالانکہ جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ جیسے اشخاص پیدا کر سکتا ہے ان کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کی وسعت و کمال کو ثابت کرنا ہے کہ آپ جیسا صاحب کمال و جمال پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے ناممکن نہیں ہے۔ ممکن ہے، اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ

[2572] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم ، باب: الوصال ، ومن قال: ليس في الليل صيام لقوله تعالى: ﴿ثم اتموا الصيام الى الليل﴾ برقم (١٩٦٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٠٤٧)

اگر وہ پیدا کرسکتا ہے تو وہ اس کو آپ کی طرح خاتم الانبیاء بھی بناتا، تو اس طرح خاتم الانبیاء ایک ہوتا۔ دوسرا خاتم الانبیاء نہ ہوتا، لہٰذا دونوں کا برابر ہونا ممتنع اور محال بالذات ہے، لہٰذا آپ کی نظیر ممتنع بالذات ہے۔ آپ جیسے پیدا کرنا کا لازمی نتیجہ خاتم الانبیاء بنانا نہیں ہے، مقصد صرف انسانی کمالات وخوبیاں پیدا کرنا ہے وگرنہ تو کوئی ایک انسان دوسرے کی نظیر ومثیل نہیں بن سکتا، ہر ایک میں کوئی نہ کوئی وجہ امتیاز موجود ہے۔ تو پھر آپ کی نظیر کے امتناع کی بحث کی کیا ضرورت رہی۔ ③ انی ابیتُ یطعمنی ربی ویسقینی: میں رات اس طرح گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ انی اَظَلُّ یطعمنی ربی ویسقینی، میرا دن اس طرح گزرتا ہے کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے، اب پہلے فرمان کی رو سے یہ اشکال پیدا ہوتا ہے اگر آپ کھاتے پیتے تھے، تو پھر آپ کا وصال کیسا ہوا، دوسرے فرمان پر یہ اشکال ہے کہ دن کو تو کھانا پینا جائز نہیں ہے، نیز دن کو کھانے پینے والا تو روزہ دار ہی نہیں ہوسکتا۔ تو آپ روزے دار اور وصال کرنے والے کیسے بن گئے۔ اس کا جواب دو طرح دیا جاسکتا ہے۔

(ا) آپ کا کھانا پینا وصال یا روزے کے منافی تب ہوتا، اگر آپ کا طعام معتاد یعنی دنیوی ہوتا، یا آپ معتاد طریقہ کے مطابق ظاہری طور پر منہ سے کھاتے، یا خود کھاتے۔ نہ یہ کھانا معتاد تھا اور نہ طریق اکل معتاد تھا۔ اور نہ آپ نے خود کھایا۔

(ب) جمہور کے نزدیک کھانا پینا مجازی معنی میں ہے کہ کھائے پیے بغیر، بھوک و پیاس کے باوجود آپ کے قلب وجگر اور روح کو وہ طاقت اور توانائی میسر رہتی تھی جس سے آپ کی قوت کار اور صحت متاثر نہیں ہوتی تھی، یا بقول بعض صوم وصال کی صورت میں آپ کو کھائے پیے بغیر سیری اور سیرابی حاصل ہو جاتی تھی اور آپ کی بھوک پیاس مٹ جاتی تھی، اس طرح جمہور کے نزدیک قوت وتوانائی بھوک و پیاس کی موجودگی میں حاصل ہوتی تھی اور دوسرے قول کے مطابق، قوت وتوانائی، بھوک و پیاس ختم کرکے سیری اور سیرابی سے حاصل ہوتی تھی، لیکن یہ وصال کے ساتھ خاص ہے۔ عام حالات میں آپ کو بھوک و پیاس محسوس ہوتی تھی، اور آپ پیٹ پر بھوک کی بنا پر پتھر بھی باندھتے تھے۔ اور بقول امام نووی رحمہ اللہ یہ غیر مادی اور روحانی غذا تھی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی طرف دھیان وتوجہ کی بنا پر کھانے پینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ گویا روزے کی حالت میں آپ پر اس قدر انوار و تجلیات الٰہیہ کا فیضان ہوتا، جس سے لذت مناجات اور آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل ہوتی جو غذائے قلبی بنتی جس کی بنا پر مادی غذا کی ضرورت نہ رہتی ایک شاعر کہتا ہے:

لها احاديث من ذكراك تشغلها
عن الشراب وتلهيها عن الزاد

''اسے تیرے ذکر و یاد کی باتیں، مشروب اور زاد سے مشغول اور غافل کر دیتی ہیں۔'' دوسرا کہتا ہے:

وذكرك للمشتاق خير شراب
وكل شراب دونه سراب

''اس کے لیے تیری یاد ہی بہترین مشروب ہے۔ جس کے مقابلہ ہر قسم کا مشروب محض سراب اور بے حقیقت ہے۔''

❹ ممانعت وصال کی روایات کا اصل مقصد اور منشاء یہ ہے کہ بندے مشقت اور تکلیف میں مبتلا نہ ہوں اس لیے آپ نے سحر تک وصال کی اجازت دی اور صحابہ کو دو دن وصال بھی کرایا، دوٹوک انداز میں منع نہیں فرمایا: بلکہ اپنے وصال کی علت وسبب کا اظہار فرمایا: اس لیے اگر کوئی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جیسا باہمت اور حوصلہ مند انسان انفرادی اور شخصی طور پر ایسا موجود ہو، جو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ وصال بھی کرسکتا ہو تو وہ اپنا شوق پورا کرکے دیکھ لے۔ اس لیے امام احمد، امام اسحاق، بعض شوافع اور موالک اور احناف کے نزدیک وصال حرام نہیں ہے مکروہ تنزیہی ہے اگرچہ اکثر ائمہ امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کے نزدیک حرام ہے۔

۱۲...... بَاب: بَیَانِ أَنَّ الْقُبْلَةَ فِي الصَّوْمِ لَیْسَتْ مُحَرَّمَةً عَلٰی مَنْ لَّمْ تُحَرِّكْ شَهْوَتَهُ

باب ۱۲: روزہ کی حالت میں بوسہ دینا حرام نہیں ہے جبکہ یہ شہوت انگیزی کا باعث نہ بنے

[2573] ٦٢ ـ(١١٠٦) حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ إِحْدٰى نِسَآئِهِ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَضْحَكُ.

[2573] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں سے کسی کا روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیتے تھے پھر وہ ہنس پڑتیں۔

فائدہ......حضرت عائشہ کی ہنسی کا سبب یہ ہے کہ وہ اشارہ اس بات کا اظہار کردیں کہ میں خود صاحب واقعہ ہوں اور چشم دید گواہ ہوں یا وہ وقت یاد کرکے کہ کبھی ایسا دور بھی تھا اور حضور کا اس قدر پیار اور محبت حاصل تھا۔ ہنس دیتی تھیں یا اس لیے ہنس پڑتیں کہ مسئلہ بتانے کی خاطر ایسی باتوں کا بھی اظہار کرنا پڑتا ہے، جن کا اظہار عام حالات میں پسندیدہ نہیں ہے۔ امام احمد، امام اسحاق اور امام داؤد ظاہری کے نزدیک روزے دار کے لیے بلاتخصیص (ہر ایک کے لیے) بوسہ لینا جائز ہے۔ امام مالک کے نزدیک ہر ایک کے لیے مکروہ ہے، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک جوان کے لیے مکروہ ہے اور بوڑھے کے لیے جائز ہے۔ امام مالک کا ایک قول یہی ہے اور ایک قول یہ ہے نفل میں جائز ہے۔ فرض روزہ میں جائز نہیں ہے اگر انزال ہوجائے تو بالاتفاق روزہ فاسد ہوجائے گا۔ مذی کی صورت میں احناف وشوافع کے نزدیک روزہ ہوجائے گا اور امام مالک کے نزدیک روزہ مکمل کرنا ہوگا اور قضائی دینی پڑے گی امام احمد کے نزدیک افطار کرکے قضائی ہوگی۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ جوان ہو یا بوڑھا۔ روزہ فرض ہو یا نفل، اگر اپنی خواہشات اور جذبات پر کنٹرول کرسکتا ہے تو جائز ہے اگر بے قابو ہونے کا اندیشہ ہے تو جائز نہیں ہے۔

[2573] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٩٣٣)

[2574] ٦٣-(...) حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِیُّ وَابْنُ أَبِی عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَسَمِعْتَ أَبَاكَ یُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ ﷺ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ یُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ نَعَمْ

[2574]۔سفیان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں میں نے عبدالرحمٰن بن القاسم سے پوچھا: کیا تو نے اپنے باپ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث سنی ہے کہ نبی اکرم ﷺ روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لے لیا کرتے تھے؟ وہ کچھ دیر خاموش رہے، پھر کہا، ہاں۔

[2575] ٦٤-(...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِی شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَیْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ یُقَبِّلُنِی وَهُوَ صَائِمٌ وَأَیُّكُمْ یَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ یَمْلِكُ إِرْبَهُ.

[2575]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں میرا بوسہ لے لیتے اور تم میں سے کون ہے جو اپنی خواہش وضرورت یا مخصوص عضو پر اس طرح قابو پا سکے، جس طرح رسول اللہ ﷺ اپنی ضرورت وحاجت اور مخصوص عضو پر کنٹرول رکھتے تھے۔

مفردات الحدیث ✲ اَرَبٌ: ضرورت وحاجت اور خواہش نفس۔ اِرْبٌ بضرورت وحاجت یا مخصوص عضو۔

[2576] ٦٥-(...) حَدَّثَنَا یَحْیَى بْنُ یَحْیَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِی شَیْبَةَ وَأَبُوكُرَیْبٍ قَالَ یَحْیَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ ثَنَا أَبُومُعَاوِیَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِیمَ عَنِ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ح و حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا یَحْیَى بْنُ أَبِی زَائِدَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ یُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَیُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَلٰكِنَّهُ أَمْلَكُكُمْ لِإِرْبِهِ.

[2574] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٤٨٦)

[2575] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصیام، باب: ما جاء فی القبلة للصائم برقم (١٦٨٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٥٤٠)

[2576] اخرجه ابو داود حدیث یحیی بن یحیی فی (سننه) فی الصوم، باب: القبلة للصائم برقم (٢٣٨٢) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصوم، باب: ما جاء فی مباشر الصائم برقم (٧٢٩) انظر (التحفة) برقم (١١٥٩٥) و (١٧٤٠٧) وتفرد مسلم فی تخریجه حدیث شجاع بن مخلد فی (صحیحه) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٤٤)

[2576]۔ امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیتے اور روزہ کی حالت میں بیوی کو اپنے ساتھ چمٹا لیتے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عضو پر تم سب سے زیادہ قابو رکھنے والے تھے (تم جذبات سے بے قابو ہو کر، انتہاء تک پہنچ سکتے ہو)۔

[2577] ٦٦۔(. . .) حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ.

[2577]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیتے۔ اور آپ تم سب سے زیادہ اپنی خواہش پر کنٹرول رکھنے والے تھے۔

[2578] ٦٧۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ

[2578]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں بیوی سے جسم ملا لیتے تھے۔

[2579] ٦٨۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ إِلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقُلْنَا لَهَا أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ قَالَتْ نَعَمْ وَلٰكِنَّهُ كَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ أَوْ مِنْ أَمْلَكِكُمْ لِإِرْبِهِ شَكَّ أَبُو عَاصِمٍ.

[2579]۔ اسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور مسروق رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں بیوی کو چمٹا لیتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں۔ لیکن آپ تم سب سے اپنی خواہش پر زیادہ قابو رکھتے تھے یا سب سے زیادہ، جذبات پر کنٹرول رکھنے والوں میں سے تھے، ابو عاصم نے شک کا اظہار کیا ہے۔

[2577] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٧١)

[2578] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٧١)

[2579] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء في المباشرة للصائم برقم (١٦٧٨) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٧٢)

[2580] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ يَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ الْأَسْوَدِ وَمَسْرُوقٍ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ لِيَسْأَلَانِهَا فَذَكَرَ نَحْوَهُ

[2580] اسود اور مسروق رحمہم اللہ دونوں ام المومنین کے پاس سوال کرنے کے لیے گئے، پھر مذکورہ روایت بیان کی۔

[2581] ٦٩۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رضی اللہ عنہا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ

[2581] ۔حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے عروہ بن زبیر کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لے لیا کرتے تھے، (بھانجے کو اپنی بیوی کی طرف راغب کرنے کی ضرورت تھی)۔

[2582] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ الْحَرِيرِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[2582] امام صاحب نے دوسرے استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔

[2583] ٧٠۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُقَبِّلُ فِي شَهْرِ الصَّوْمِ.

[2584] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان میں (روزہ کی حالت میں) بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

[2584] ٧١۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ

[2580] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٧٤)

[2581] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٧٩)

[2582] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٧٩)

[2583] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: القبلة برقم (٢٣٨٣) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في القبلة للصائم برقم (٧٢٧) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء في القبلة للصائم برقم (١٦٨٣) انظر (التحفة) برقم (١٧٤٢٣)

[2584] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٧٨)

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ صَائِمٌ

[2584] ۔حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

[2585] ۷۲۔(...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ

[2585] ۔حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

[2586] ۷۳۔(۱۱۰۷) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ

عَنْ حَفْصَةَ ﷞ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

[2586]۔حضرت حفصہ ﷞ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

[2587] (...) وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ جَرِيرٍ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ

عَنْ حَفْصَةَ ﷞ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[2587] امام صاحب اپنے تین اوراساتذہ سے حضرت حفصہ ﷞ کی یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

[2588] ۷۴۔(۱۱۰۸) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ كَعْبٍ الْحِمْيَرِيِّ

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَيُقَبِّلُ الصَّائِمُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَلْ هٰذِهِ لِأُمِّ سَلَمَةَ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((**أَمَا وَاللهِ إِنِّي لَأَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَخْشَاكُمْ لَهُ**)).

[2585] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷٤۱٤)

[2586] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصیام، باب: ما جاء فی القبلة للصائم برقم (۱۶۸۵) انظر (التحفة) برقم (۱۵۷۹۸)

[2587] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲۵۸۱)

[2588] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۰۶۸۳)

[2588] ۔حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا روزے دار بوسہ لے سکتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جواب دیا اس (ام سلمہ) سے پوچھ لے۔تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے ہیں، انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کے تو اگلے پچھلے ذنب معاف کر چکا ہے (اس لیے آپ کے لیے جائز ہوسکتا ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ہاں، اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اس کی حدود کی پابندی کرنے والا اور تم سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہوں۔

فائدہ:......حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما نے کہا حضور اگر آپ بوس و کنار کر لیتے ہیں تو آپ کے لیے یہ ممکن ہے کیونکہ آپ کے تو اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔اس میں لفظ ذنب قابل غور ہے۔کیونکہ اس کا اطلاق، کسی کی شان سے فروتر یا خلاف اولیٰ کام سے لے کر بڑے سے بڑے جرم و گناہ پر ہو جاتا ہے اس لیے ائمہ تفسیر و حدیث نے اس کے مختلف معانی بیان کیے ہیں۔ بقول علامہ آلوسی یہاں گناہ کا معنی نہیں ہے بلکہ ذنب ان کاموں کو کہا گیا ہے جن کو آپ اپنی شان سے فروتر خیال کرتے تھے، اور علامہ ابو مسعود کے نزدیک بعض اوقات آپ تبلیغ اور تشریع کے پیش نظر، افضل اور اولیٰ کام ترک کر دیتے، تاکہ مسلمانوں کو پتہ چل سکے ان کاموں کا ترک کرنا بھی جائز ہے، یا بعض دفعہ آپ نے کسی کام سے روکا اور پھر اس کو کر بھی لیا تاکہ پتہ چل سکے یہ کام مکروہ تنزیہی ہے، حرام نہیں، آپ نے اس کو بھی ذنب خیال کر لیا، اور بقول علامہ عینی، اس کا تعلق حسنات الابرار سیات المقربین سے ہے اور بقول علامہ عزالدین، تمام انبیاء علیہم السلام مغفور لھم ہیں، لیکن ان کی مغفرت کا دنیا میں آپ کی طرح اعلان نہیں ہوا، اسی وجہ سے میدان حشر میں اولوالعزم رسول بھی شفاعت کبریٰ سے نفسی نفسی کہہ کر گریز کریں گے اور آپ بغیر کسی فکر و تشویش اور جھجک کے اطمینان اور شرح صدر سے شفاعت فرمائیں گے اور بقول تاج الدین سبکی یہ آپ کی عزت افزائی کے لیے فرمایا گیا ہے، اور قاضی سلیمان منصور پوری نے رحمۃ للعالمین ج ۳ میں خصوصیت ۱۲ کے تحت بڑی تفصیل سے یہ بیان کیا ہے کہ یہاں ذنب کا معنی الزام ہے جیسا کہ قرآن مجید میں موسیٰ علیہ السلام کا قول نقل کیا گیا ہے۔﴿ولھم عَلَيَّ ذَنْب فاخاف ان یقتلون﴾ ان کا میرے ذمہ الزام ہے۔ اس لیے میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کریں گے۔لیکن اگر مختلف احادیث کا سیاق و سباق سامنے رکھا جائے۔تو معلوم ہوتا ہے صحابہ کرام یہ سمجھتے کہ آپ اگر خلاف اولیٰ یا بظاہر نامناسب کام کر لیں، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔مثلاً بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث ہے کہ حضور صحابہ کرام کو ایسے اعمال کا حکم دیتے جس میں زیادہ مشقت و کلفت نہ ہوتی، تو وہ عرض کرتے، انا لنا کھیئتك، ہمارا معاملہ آپ جیسا نہیں ہے کیونکہ آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب معاف ہو چکے ہیں (اس لیے آپ کے لیے آسان اور کم عبادت بھی کافی ہے) تو آپ کے چہرے پر ناراضی کے آثار نمایاں ہو جاتے، اور فرماتے میں تم سب سے زیادہ اللہ کی حدود کی پابندی کرنے والا ہوں اور تم

سب سے زیادہ اس کا علم رکھتا ہوں اس لیے میرا عمل تم سب سے بہتر اور اعلیٰ ہونا چاہیے۔ اسی طرح عمر بن ابی سلمہ کی مذکورہ بالا روایت ہے کہ اگر آپ بوس و کنار کر لیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ (خلاف اولیٰ اور آپ کی شان سے فروتر) معاف ہو چکے ہیں اس طرح آگے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت آ رہی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں بعض دفعہ نماز کے وقت جنبی ہوتا ہوں، تو کیا میں روزہ رکھ سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں ایسی صورت حال میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔ تو اس نے کہا لَسْتَ مثلنا: کیونکہ غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر: تو آپ نے فرمایا: میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور سب سے زیادہ ان چیزوں کو جانتا ہوں جن سے مجھے بچنا ہے، اس طرح اسی صحابی نے جنابت کی حالت کو روزہ کے مناسب نہ سمجھا، لیکن حضور کے لیے اسی کو جائز خیال کیا۔ اسی طرح ایک متفق علیہ حدیث ہے آپ بعض دفعہ اس قدر طویل قیام فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک سوج جاتے، تو آپ سے عرض کیا گیا، آپ کو اس قدر مشقت کی کیا ضرورت ہے وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر: تو آپ نے فرمایا: افلا اكون عبداً شكوراً: کیا عزت افزائی پر اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ذنب سے مراد خلاف اولیٰ آپ کی شان سے فروتر یا خوب تر کو چھوڑ کر مباح کام کرنا ہے جو فی نفسہ گناہ نہیں ہے نہ برا کام ہے، لیکن آپ کی شان اعلیٰ و افضل سے کم تر ہے۔

۱۳...... بَاب: صِحَّةِ صَوْمِ مَنْ طَلَعَ عَلَيْهِ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ

باب ۱۳: حالت جنابت میں اگر فجر طلوع ہو جائے تو جنبی کا روزہ صحیح ہے

[2589] ۷۵-(۱۱۰۹) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُصُّ يَقُولُ فِي قَصَصِهِ مَنْ أَدْرَكَهُ الْفَجْرُ جُنُبًا فَلَا يَصُمْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ لِأَبِيهِ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنهما فَسَأَلَهُمَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ فَكِلْتَاهُمَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ ثُمَّ يَصُومُ قَالَ فَانْطَلَقْنَا

[2589] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: الصائم يصبح جنبا برقم (١٩٢٥) و (١٩٢٦) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: فيمن اصبح جنبا من شهر رمضان برقم (٢٣٨٨) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في الجنب يدركه الفجر وهو يريد الصوم برقم (٧٧٩) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٦٩٦) و (١٨٢٢٨)

حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی مَرْوَانَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَهٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَرْوَانُ عَزَمْتُ عَلَيْكَ إِلَّا مَا ذَهَبْتَ إِلٰی أَبِیْ هُرَيْرَةَ فَرَدَدْتَ عَلَيْهِ مَا يَقُولُ قَالَ فَجِئْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبُو بَكْرٍ حَاضِرُ ذٰلِكَ كُلِّهٖ قَالَ فَذَكَرَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ أَهُمَا قَالَتَاهُ لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هُمَا أَعْلَمُ ثُمَّ رَدَّ أَبُوهُرَيْرَةَ مَا كَانَ يَقُولُ فِي ذٰلِكَ إِلَى الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ فَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنَ الْفَضْلِ وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَرَجَعَ أَبُوهُرَيْرَةَ عَمَّا كَانَ يَقُولُ فِي ذٰلِكَ قُلْتُ لِعَبْدِ الْمَلِكِ أَقَالَتَا فِي رَمَضَانَ قَالَ كَذٰلِكَ كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ ثُمَّ يَصُومُ

[**2589**]۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اپنی روایات کے بیان میں، میں نے یہ روایت بھی سنی کہ جس کو فجر جنابت کی حالت میں پالے وہ روزہ نہ رکھے، میں نے یہ بات اپنے باپ عبدالرحمٰن بن حارث کو بتائی انہوں نے اس کا انکار کیا، تو عبدالرحمٰن چلے اور میں بھی ساتھ تھا حتی کہ ہم حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، عبدالرحمٰن نے ان دونوں سے یہ مسئلہ پوچھا، ان دونوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ بغیر احتلام کے صبح کے وقت جنبی ہوتے اس کے باوجود آپ روزہ رکھ لیتے، ابوبکر کہتے ہیں پھر ہم مروان کے پاس گئے تو عبدالرحمٰن نے اس بات کا تذکرہ اس سے بھی کیا، تو مروان نے کہا، میں تمہیں قسم دیتا ہوں، تم ضرور حضرت ابوہریرہ کے پاس جاؤ اور ان کے قول کی تردید کرو، تو ہم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، ابوبکر پورے واقعہ میں ساتھ رہا، عبدالرحمٰن نے ابوہریرہ کو یہ واقعہ سنایا، تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا ان دونوں نے یہ بات کہی ہے؟ عبدالرحمٰن نے کہا، ہاں! ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ دونوں بہتر جانتی ہیں۔ پھر ابوہریرہ نے اپنے قول کی نسبت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف کی کہ میں نے تو یہ بات فضل سے سنی تھی، میں نے نبی اکرم ﷺ سے نہیں سنی، اس پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے فتویٰ (قول) سے رجوع کر لیا، ابن جریج نے عبدالملک سے پوچھا: کیا ان دونوں (ازواج) نے فی رمضان کہا تھا، انہوں نے کہا، ایسے ہی کہا کہ آپ بلا احتلام صبح کے وقت جنبی ہوتے تھے، پھر روزہ رکھ لیتے تھے۔

فائدہ:...... ایک انسان بیوی سے تعلقات قائم کرتا ہے، لیکن غسل طلوع فجر کے بعد نماز کے لیے کرتا ہے اور روزہ جنابت کی حالت میں ہی رکھ لیتا ہے اس میں کوئی حرج اور تنگی نہیں ہے، جمہور ائمہ اربعہ کا موقف یہی ہے۔ آیت مبارکہ فالٰـن باشروھن اور احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہوتی ہے اور حضرت فضل کی حدیث کا تعلق یا تو ابتدائی دور سے ہے جبکہ رات کو تعلقات زن وشو درست نہ تھے، بعد میں جب تعلقات کی اجازت مل گئی تو اس

حالت میں روزہ رکھنا بھی درست ٹھہرا، یا اس کا یہ مقصد ہے کہ بہتر اور افضل صورت یہی ہے کہ روزہ رکھنے سے پہلے پہلے غسل کرلے، تاکہ غفلت وکاہلی دور ہو جائے اور آسانی کے ساتھ جماعت کے ساتھ مل سکے، یا یہ مقصد ہو کہ وہ طلوع فجر تک تعلقات میں مشغول رہا، طلوع فجر کے بعد فارغ ہوا، جبکہ روزہ کا وقت نکل رہا تھا۔ اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ حدیث فضل کا تعلق اس انسان سے ہے جس نے عمداً غسل نہیں کیا، حالانکہ وہ غسل کرسکتا تھا، اگر اٹھا ہی دیر سے ہے، وقت غسل نہیں ہے، تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ اور بعض حضرات کے نزدیک نفل روزہ درست ہے اور فرض درست نہیں ہے۔ بعض کے نزدیک دونوں میں درست نہیں، بعض کے نزدیک روزہ رکھے گا لیکن قضائی دینی ہوگی، بعض کے نزدیک فرض کی صورت میں قضائی ہے، نفل کی صورت میں نہیں اور صحیح موقف جمہور کا ہے کیونکہ قرآن وحدیث دونوں اس کے مؤید ہیں۔

[2590] ٧٦-(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ

عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ قَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُومُ

[2590]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو رمضان میں فجر اس حالت میں ہو جاتی کہ آپ بلا احتلام (تعلقات کی بنا پر) جنبی ہوتے تھے، پھر آپ نہاتے اور روزہ رکھتے تھے۔

[2591] ٧٧-(. . .) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ الْحِمْيَرِيِّ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَهُ أَنَّ مَرْوَانَ أَرْسَلَهُ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا يَسْأَلُ عَنِ الرَّجُلِ يُصْبِحُ جُنُبًا أَيَصُومُ فَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ لَا مِنْ حُلُمٍ ثُمَّ لَا يُفْطِرُ وَلَا يَقْضِي.

[2591]۔ ابوبکر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اسے مروان رحمہ اللہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، تاکہ ان سے پوچھے: کیا وہ آدمی جو صبح جنابت کی حالت میں کرتا ہے روزہ رکھ سکتا ہے؟ تو انہوں نے بتایا۔ رسول اللہ ﷺ تعلقات کی صورت میں جنابت کی بنا پر، نہ کہ احتلام کی وجہ سے، صبح جنبی اٹھتے، پھر نہ روزے چھوڑتے اور نہ اس کی قضائی دیتے۔

[2590] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: اغتسال الصائم برقم (١٩٣٠) انظر (التحفة) برقم (١٦٧٠١)

[2591] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٨٤)

فائدہ :......اس حدیث سے ان کی تردید ہوگئی جو یہ کہتے ہیں کہ روزہ رکھے گا لیکن قضائی دے گا۔

[2592] ۷۸-(...) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ

عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمَا قَالَتَا إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ يَصُومُ.

[2592]۔حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی بیویاں بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں جماع سے نہ کہ احتلام سے صبح جنبی اٹھتے، پھر روزہ رکھ لیتے۔

فائدہ :......اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید ہوگئی ہے جو کہتے ہیں نفل روزہ رکھنا جائز ہے۔فرض رکھنا جائز نہیں۔

[2593] ۷۹-(۱۱۱۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَهُوَ ابْنُ مَعْمَرِ بْنِ حَزْمٍ الْأَنْصَارِيُّ أَبُو طُوَالَةَ أَنَّ أَبَايُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَسْتَفْتِيهِ وَهِيَ تَسْمَعُ مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تُدْرِكُنِي الصَّلٰوةُ وَأَنَا جُنُبٌ أَفَأَصُومُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((وَأَنَا تُدْرِكُنِي الصَّلٰوةُ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَصُومُ)) فَقَالَ لَسْتَ مِثْلَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ ((وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَعْلَمَكُمْ بِمَا أَتَّقِي)).

[2593]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو یونس، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس فتوی پوچھنے آیا، جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دروازے کے پیچھے سے سن رہی تھیں۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے نماز کا وقت اس حال میں آلیتا ہے کہ میں جنبی ہوتا ہوں کہ کیا میں روزہ رکھوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے بھی نماز کا وقت اس حالت میں ہو جاتا ہے کہ میں جنبی ہوتا ہوں، تو میں روزہ رکھتا ہوں۔تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہماری مثل نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب

[2592] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٨٤)

[2593] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: فيمن اصبح جنبا في شهر رمضان برقم (٢٣٨٩) انظر (التحفة) برقم (١٧٨١٠)

معاف کر چکا ہے (آپ کی مغفرت کا تو دنیا ہی میں اعلان ہو چکا ہے) تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے امید ہے میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ ان چیزوں کو جاننے والا ہوں جن سے مجھے بچنا چاہیے۔

[2594] ٨٠۔(١١٠٩) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ الرَّجُلِ يُصْبِحُ جُنُبًا أَيَصُومُ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ.

[2594]۔سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا جو صبح جنابت کی حالت میں اٹھتا ہے۔ کیا وہ روزہ رکھے؟ انہوں نے بتایا، رسول اللہ ﷺ صبح جنابت کی حالت میں کرتے اور پھر روزہ رکھ لیتے تھے۔ حالانکہ آپ کو احتلام نہیں ہوتا تھا۔ (یعنی تعلقات سے جنبی ہوتے تھے)۔

١٤...... بَاب: تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ الْجِمَاعِ فِي نَهَارِ رَمَضَانَ عَلَى الصَّائِمِ، وَوُجُوبِ الْكَفَّارَةِ الْكُبْرَى فِيهِ وَبَيَانِهَا، وَأَنَّهَا تَجِبُ عَلَى الْمُوسِرِ وَالْمُعْسِرِ وَتَثْبُتُ فِي ذِمَّةِ الْمُعْسِرِ حَتَّى يَسْتَطِيعَ

باب ١٤: رمضان کے دنوں میں روزے دار کے لیے تعلقات قائم کرنا، سخت حرام ہے اور اس پر بڑا کفارہ پڑتا ہے۔ اور کفارہ کا بیان، اور کفارہ مالدار اور تنگ دست دونوں پر لازم ہے، لیکن تنگدست کے لیے یہ سہولت ہے کہ وہ (مقدرت) وسہولت کے وقت ادا کر دے

[2595] ٨١۔(١١١١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ

[2594] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: ترك الوضوء مما غيرت النار برقم (١ / ١٠٨) انظر (التحفة) برقم (١٨١٦٠)

[2595] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: اذا جامع في رمضان ولم يكن له شئي فتصدق عليه فليكفر برقم (١٩٣٦) واخرجه كذلك في باب: المجامع في رمضان هل يطعم اهله من الكفارة اذا كانوا محاويج برقم (١٩٣٧) واخرجه كذلك في الهبة، باب: اذا وهب هبة فقبضها الآخر ولم يقل قبلت برقم (٢٦٠٠) واخرجه كذلك في النفقات، باب: نفقة المعسر على اهله برقم (٥٣٦٨) واخرجه كذلك في الادب، باب: التبسم والضحك برقم (٦٠٨٧) واخرجه كذلك في باب: ما جاء في قول الرجل: ويلك برقم (٦١٦٤) واخرجه كذلك في كفارات الايمان باب: قوله تعالى: ﴿قد فرض الله لكم تحلة ايمانكم والله ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ هَلَكْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((وَمَا أَهْلَكَكَ)) قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ ((هَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً)) قَالَ لَا قَالَ ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ)) قَالَ لَا قَالَ ((فَهَلْ تَجِدُ مَا تُطْعِمُ سِتِّينَ مِسْكِينًا)) قَالَ لَا قَالَ ((ثُمَّ جَلَسَ)) فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ تَصَدَّقْ بِهٰذَا قَالَ أَفْقَرَ مِنَّا فَمَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ ((اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ)).

[2595] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں تباہ و برباد ہو گیا، آپ ﷺ نے پوچھا: تجھے کس چیز نے تباہ و برباد کر ڈالا؟ اس نے کہا، رمضان میں اپنی بیوی سے تعلقات قائم کر بیٹھا۔ آپ نے فرمایا: کیا تو ایک گردن آزاد کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟ اس نے کہا، نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تیرے پاس ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی گنجائش ہے؟ اس نے کہا: نہیں، پھر وہ بیٹھ گیا۔ تو نبی اکرم ﷺ کے پاس کھجوروں کی ایک ٹوکری لائی گئی۔ تو آپ نے فرمایا: یہ صدقہ کر دو۔ اس نے عرض کیا، کیا کوئی ہم سے بھی زیادہ محتاج ہے؟ مدینہ کے دونوں سنگلاخ زمینوں کے درمیان کوئی گھرانہ، ہم سے زیادہ اس کا محتاج نہیں ہے، اس پر نبی اکرم ﷺ ہنس دیے حتی کہ آپ کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں۔ پھر فرمایا: جاؤ اور اسے اپنے اہل کو کھلاؤ۔

[2596] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ رِوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَالَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ وَهُوَ الزِّنْبِيلُ وَلَمْ يَذْكُرْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ.

← مولاكم- وهو العليم الحكيم﴾ متى تجب الكفارة على الغنى والفقير برقم (٦٧٠٩) واخرجه كذلك فى باب: يعطى فى الكفارة عشرة مساكين قريبا كان او بعيدا برقم (٦٧١١) واخرجه كذلك فى الحدود، باب: من اصاب ذنبا دون الحد فاخبر الامام فلا عقوبة عليه بعد التوبة اذا جاء مستفتيا برقم (٦٨٢١) واخرجه او داود فى (سننه) فى الصوم، باب: كفارة من اتى اهله فى رمضان برقم (٢٣٩٠) و (٢٣٩١) و (٢٣٩٢) واخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصوم، باب: ما جاء فى كفارة الفطر فى رمضان برقم (٧٢٤) واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الصيام، باب: ما جاء فى كفارة من افطر يوما من رمضان برقم (١٦٧١) انظر (التحفة) برقم (١٢٢٧٥)

[2596] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٥٩٠)

[2596] امام صاحب ایک دوسرے استاد سے زہری کی سند سے ابن عیینہ کی طرح روایت بیان کرتے ہیں۔ ایک عرق جس میں کھجوریں تھیں اور عرق، زنبیل (ٹوکری) کو کہتے ہیں۔ اور اس میں یہ نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ اس طرح ہنس پڑے کہ آپ کی کچلیاں نمایاں ہوگئیں۔

[2597] ۸۲۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ فِي رَمَضَانَ فَاسْتَفْتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ ((**هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً**)) قَالَ لَا قَالَ ((**وَهَلْ تَسْتَطِيعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا**)).

[2597]۔ حضرت ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رمضان میں اپنی بیوی کے پاس چلا گیا، پھر اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھا: تو آپ نے فرمایا: کیا تیرے پاس غلام ہے؟ اس نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا مسلسل دو ماہ روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔

[2598] ۸۳۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عِيسٰى أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَجُلًا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُكَفِّرَ بِعِتْقِ رَقَبَةٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

[2598]۔ امام صاحب اپنے استاد محمد بن رافع سے یہی روایت، زہری ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رمضان میں روزہ چھوڑ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے گردن آزاد کرنے کا حکم دیا، پھر ابن عیینہ کی طرح حدیث بیان کی۔

[2599] ۸۴۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ

أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ أَنْ يُعْتِقَ رَقَبَةً أَوْ يَصُومَ شَهْرَيْنِ أَوْ يُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا.

[2597] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٩٠)

[2598] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٩٠)

[2599] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٩٠)

[2599]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو جس نے رمضان میں روزہ کھول دیا تھا حکم دیا کہ وہ گردن آزاد کرے یا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

[2600] (. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

[2600] امام صاحب اپنے استاد عبد بن حمید سے زہری ہی کی سند سے ابن عیینہ کے موافق روایت بیان کرتے ہیں۔

[2601] ٨٥۔(١١١٢) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ احْتَرَقْتُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِمَ قَالَ وَطِئْتُ امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ نَهَارًا قَالَ تَصَدَّقْ تَصَدَّقْ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ فَأَمَرَهُ أَنْ يَجْلِسَ فَجَاءَهُ عَرَقَانِ فِيهِمَا طَعَامٌ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يَتَصَدَّقَ بِهِ

[2601]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں جل گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، "کیوں؟" اس نے کہا میں رمضان میں دن کے وقت اپنی بیوی کے پاس چلا گیا، آپ نے فرمایا: "صدقہ کر، صدقہ کر۔" اس نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے تو آپ نے اسے بیٹھنے کا حکم دیا، آپ کے پاس کھانے کی دو ٹوکریاں آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا۔

[2602] ٨٦۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى أَخْبَرَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبَّادَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ

عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُولُ أَتَى رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَلَيْسَ فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ تَصَدَّقْ تَصَدَّقْ وَلَا قَوْلُهُ نَهَارًا.

[2600] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٩٠)

[2601] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: اذا جامع في رمضان برقم (١٩٣٥) واخرجه كذلك في الحدود، باب: من اصاب ذنبا دون الحد فاخبر الامام فلا عقوبة عليه بعد التوبة اذا جاء مستفتيا برقم (٦٨٢٢) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: كفارة من اتى اهله في رمضان برقم (٢٣٩٤) و (٢٣٩٥) انظر (التحفة) برقم (١٦١٧٦)

[2602] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٩٦)

[2602] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی، لیکن اس حدیث کے آغاز میں ''صدقہ کر، صدقہ کر'' اور ''دن کے وقت'' کا ذکر نہیں ہے۔

[2603] ۸۷۔(...) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبَّادَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ

عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ أَتَى رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ احْتَرَقْتُ احْتَرَقْتُ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا شَأْنُهُ)) فَقَالَ أَصَبْتُ أَهْلِي قَالَ ((تَصَدَّقْ)) فَقَالَ وَاللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَالِي شَيْءٌ وَمَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ قَالَ ((اجْلِسْ)) فَجَلَسَ فَبَيْنَا هُوَ عَلَى ذٰلِكَ أَقْبَلَ رَجُلٌ يَسُوقُ حِمَارًا عَلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ آنِفًا)) فَقَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تَصَدَّقْ بِهٰذَا)) فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغَيْرَنَا فَوَاللّٰهِ إِنَّا لَجِيَاعٌ مَا لَنَا شَيْءٌ قَالَ ((فَكُلُوهُ)).

[2603] ۔ نبی اکرم ﷺ کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی رمضان میں مسجد میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں جل گیا، میں جل گیا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا، ''تیرا کیا معاملہ ہے؟'' تو اس نے کہا، میں نے بیوی سے تعلق قائم کر لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ کر،'' تو اس نے کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! اللہ کی قسم! میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے اور نہ مجھ میں اس کی قدرت ہے، آپ نے فرمایا: ''بیٹھ جا۔'' تو وہ بیٹھ گیا، اسی اثنا میں ایک آدمی گدھا ہانکتا ہوا آیا، جس پر کھانا لدا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جلنے والا کہاں ہے جو ابھی آیا تھا۔'' اس پر وہ آدمی کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو صدقہ کر دو۔'' تو اس نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا کسی اور پر؟ اللہ کی قسم! ہم بھوکے ہیں، ہمارے پاس کوئی چیز نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے کھا لو۔''

فوائد :...... ❶ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے جو رمضان کے دنوں میں تعلقات زن وشوہر قائم کرے اس پر کفارہ واجب ہے، اگر یہ کام عمداً جان بوجھ کر کیا تو یہ ائمہ اربعہ کا اتفاقی مسئلہ ہے، اگر یہ کام نسیاناً، بھول کر کیا تو احناف اور شوافع کے نزدیک قضاء اور کفارہ نہیں ہے۔ امام احمد کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا اور کفارہ پڑے گا۔ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک قضاء اور کفارہ صرف تعلقات سے روزہ توڑنے پر ہے، کھانے، پینے کی صورت میں

[2603] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۵۹۶)

صرف روزہ کی قضائی ہے، کفارہ نہیں ہے اور احناف و مالکیہ کے نزدیک جماع، اکل اور شرب تینوں صورتوں میں قضاء اور کفارہ ہے، مالکیہ کے مشہور قول کے مطابق، کفارہ میں صرف ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا۔ گردن کی آزادی یا دو ماہ کے روزے نہیں رکھ سکتا، دوسرے قول کی رو سے کھانے پینے کی صورت میں تینوں میں اختیار ہے اور جماع کی صورت میں صرف اطعام ہے، تیسرے قول کے مطابق ہر حالت میں اختیار ہے۔

جمہور ائمہ کے نزدیک اگر کوئی آدمی رمضان کے روزہ میں اس غلطی کا ارتکاب کر لے تو اگر وہ غلام آزاد کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو صحیح و سالم اور تندرست مسلمان غلام آزاد کرے، احناف کے نزدیک کافر غلام بھی آزاد کیا جا سکتا ہے، اگر اس کی قدرت نہ ہو تو متواتر دو ماہ کے روزے رکھے، اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، جمہور کے نزدیک کھانا ہر مسکین کے لیے ایک مد یعنی پندرہ (۱۵) صاع، احناف کے نزدیک گندم کا نصف صاع یعنی تیس صاع اور باقی اجناس سے ساٹھ (۶۰) صاع، جمہور کے نزدیک کفارہ مرد اور عورت دونوں پر ہے اور شوافع و اوزاعی کے نزدیک صرف مرد پر، جمہور کے نزدیک فقر و فاقہ کی صورت میں کفارہ ساقط نہیں ہوگا، استطاعت و مقدرت کے لیے ڈھیل اور رخصت مل جائے گی، لیکن عیسیٰ بن دینار، مالکی اور شوافع کے ایک قول کے مطابق کفارہ ساقط ہو جائے گا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تفصیلی روایت کا ظاہری تقاضا یہی ہے اور امام احمد کا مشہور قول یہی ہے اور امام زہری کے نزدیک کفارہ کا سقوط اس آدمی کے ساتھ خاص ہے۔ ❷ کفارہ اگر اطعام ہو تو اس کی ادائیگی دوسرا آدمی کر سکتا ہے، یعنی فقر و فاقہ کی صورت میں صدقہ سے اس کا تعاون کیا جا سکتا ہے۔ ❸ اگر کفارہ دوسرا آدمی ادا کرے تو جس کی طرف سے کفارہ ادا کیا جا رہا ہے وہ اگر محتاج اور ضرورت مند ہے تو وہ بھی اور اس کے گھر والے بھی کھا سکتے ہیں۔

۱۵...... بَاب: جَوَازِ الصَّوْمِ وَالْفِطْرِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لِلْمُسَافِرِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ إِذَا كَانَ سَفَرُهُ مَرْحَلَتَيْنِ فَأَكْثَرَ

باب ۱۵: اگر سفر معصیت (نافرمانی) نہ ہو تو مسافر ماہ رمضان میں روزہ چھوڑ سکتا ہے بشرطیکہ سفر دو یا اس سے زائد منزلیں ہوں اور جو مسافر بلا ضرر روزہ رکھ سکتا ہے، اس کے لیے روزہ رکھنا افضل ہے اور جسے مشقت و کلفت ہو اس کے لیے چھوڑنا افضل ہے

[2604] ۸۸-(۱۱۱۳) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ

[2604] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: اذا صام اياما من رمضان ثم سافر برقم (١٩٤٤) واخرجه كذلك في الجهاد، باب: الخروج من رمضان برقم (٢٩٥٣) واخرجه كذلك في المغازي، باب: غزوة الفتح في رمضان برقم (٤٢٧٥) و (٤٢٧٩) مطولا ـ واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، برقم (٤/ ١٨٩) انظر (التحفة) برقم (٥٨٤٣)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ ثُمَّ أَفْطَرَ قَالَ وَكَانَ صَحَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَّبِعُونَ الْأَحْدَثَ فَالْأَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ.

[2604] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال رمضان میں نکلے اور روزہ رکھا اور جب کدید نامی جگہ پر پہنچے تو روزہ رکھنا چھوڑ دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل کی پیروی کرتے تھے۔ یہ سب سے زیادہ نیا پھر اس سے زیادہ نیا۔

فائدہ :......فتح مکہ کا واقعہ ۸ھ میں پیش آیا اور کدید مکہ سے بیالیس میل کے فاصلہ پر ایک چشمہ ہے۔

[2605] (. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سُفْيَانَ

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ قَالَ يَحْيَى قَالَ سُفْيَانُ لَا أَدْرِي مِنْ قَوْلِ مَنْ هُوَ يَعْنِي وَكَانَ يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم.

[2605] امام صاحب اپنے کئی اساتذہ سے زہری ہی کی سند سے یہ روایت بیان کرتے ہیں، یحییٰ کہتے ہیں سفیان نے کہا، مجھے معلوم نہیں ہے یہ کس کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل کو اختیار کیا جاتا تھا۔

[2606] (. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ الْفِطْرُ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَصَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَكَّةَ لِثَلَاثَ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ.

[2606] امام صاحب اپنے استاد محمد بن رافع سے نقل کرتے ہیں کہ زہری نے کہا روزہ کھولنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں عملوں میں سے آخری عمل تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں سے آخری عمل کو ہی لیا جاتا ہے، زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ (۱۳) رمضان المبارک کی صبح مکہ پہنچے تھے۔

[2607] (. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ اللَّيْثِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانُوا يَتَّبِعُونَ الْأَحْدَثَ فَالْأَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ وَيَرَوْنَهُ النَّاسِخَ الْمُحْكَمَ.

[2605] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٥٩٩)
[2606] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٥٩٩)
[2607] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٥٩٩)

[2607] امام صاحب اپنے استاد حرملہ بن یحییٰ سے نقل کرتے ہیں کہ ابن شہاب نے کہا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نئے سے نئے عمل کی پیروی کرتے تھے اور اس کو نسخ کرنے والا محکم عمل سمجھتے تھے۔

[2608] (. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ سَافَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ فِيهِ شَرَابٌ فَشَرِبَهُ نَهَارًا لِيَرَاهُ النَّاسُ ثُمَّ أَفْطَرَ حَتّٰى دَخَلَ مَكَّةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَصَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

[2608] ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں سفر پر نکلے، روزہ رکھتے رہے، جب عسفان نامی مقام پر پہنچے تو پانی کا برتن منگوایا اور اسے دن کے وقت ہی پی لیا تا کہ لوگ اس عمل کو دیکھ لیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ نہیں رکھا، حتی کہ مکہ پہنچ گئے، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزے رکھے بھی ہیں اور روزے چھوڑے بھی ہیں، لہٰذا جس کا جی چاہے، روزے رکھے اور جس کا جی چاہے، روزے نہ رکھے۔

فائدہ:...... اس حدیث میں فتح مکہ والے سفر کا ذکر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے روزے رکھتے ہوئے چلتے رہے، جب مقام عسفان پر پہنچے، جو مکہ معظمہ سے ۳۵ یا ۳۶ میل کے فاصلہ پر ایک چشمہ ہے تو جب مکہ قریب آ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطرہ محسوس کیا کہ قریبی وقت میں کوئی مقابلہ یا معرکہ نہ پیش آ جائے، اس لیے مسلمانوں کی قوت و طاقت کی بحالی کے لیے آپ نے مناسب سمجھا کہ روزے نہ رکھے جائیں، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو دکھانے کے لیے سب کے سامنے دن کے وقت پانی نوش فرمایا تا کہ کسی کے لیے روزہ چھوڑنا گراں نہ گزرے، اس سے معلوم ہوا روزہ قضاء کرنے میں کوئی مصلحت اور حکمت ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے اور اگر روزہ چھوڑنے میں کوئی مصلحت اور حکمت نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔

[2609] ۸۹-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ لَا تَعِبْ عَلٰى مَنْ صَامَ وَلَا عَلٰى مَنْ أَفْطَرَ قَدْ صَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ.

[2608] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصوم، باب: من افطر فی السفر لیراه الناس برقم (۱۹٤۸) مطولا۔ واخرجه کذلك فی المغازی، باب: غزوة الفتح فی رمضان برقم (٤٢٧٩) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: الرخصة فی الافطار لمن حضر شهر رمضان فصام ثم سافر برقم (۲۳۱۳) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصیام، باب: ذکر الاختلاف علی منصور برقم (٤/ ١٨٤) انظر (التحفة) برقم (٥٧٤٩)

[2609] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٥٧٢٩)

[2609] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روزہ رکھنے والے کو برا نہ کہو اور نہ روزہ نہ رکھنے والے کو برا کہو، رسول اللہ ﷺ نے سفر میں روزہ رکھا بھی ہے اور نہیں بھی رکھا۔

فائدہ ......سفر میں روزہ رکھنے، نہ رکھنے کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔

(۱) سیدنا عمر، ابن عمر، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم، زہری، نخعی اور ابن ظاہر کے نزدیک سفر میں فرض روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، اگر رکھے گا تو کفایت نہیں کرے گا اور اقامت (حضر) میں اس کی قضاء لازم ہوگی۔ (۲) سعید ابن المسیب، اسحاق، اوزاعی اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک افطار افضل ہے۔ (۳) اگر رمضان اقامت میں شروع ہوگیا، بعد میں سفر پر نکلا تو افطار جائز نہیں۔ (۴) اگر انسان روزہ رکھ سکتا ہے اور روزہ رکھنے سے تکلیف اور مشقت یا نقصان کا اندیشہ نہیں ہے تو امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور جمہور علماء کے نزدیک روزہ رکھنا افضل ہے، اگر روزہ رکھنے سے تکلیف یا مشقت یا نقصان کا ڈر ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ (۵) اختیار ہے کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے۔ (۶) جس عمل میں سہولت اور آسانی ہو وہی افضل ہے، یعنی اگر بعد میں قضاء مشکل ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے، اگر قضاء میں سہولت اور آسانی ہو تو یہ افضل ہے۔ عمر بن عبدالعزیز اور ابن المنذر رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ موقع اور محل کا لحاظ رکھا جائے گا، اگر دشمن سے ٹکراؤ کا خطرہ ہے یا روزہ رکھنے میں حضر کے مقابلہ میں زائد تکلیف اور مشقت ہے یا عجب وریاء کا اندیشہ ہے یا دوسروں کے لیے بوجھ اور کلفت کا باعث بنے گا یا شرعی رخصت کو اہمیت نہیں دیتا، یا اس کا عمل دوسروں کے لیے نمونہ بنتا ہے تو پھر روزہ نہ رکھنا افضل ہے اور اگر روزہ رکھنے میں تکلیف و مشقت یا ضرر کا اندیشہ نہیں، یا بعد میں نہ رکھ سکنے کا خطرہ ہے یا سب ساتھیوں کے ساتھ روزہ رکھنے کی سہولت اور آسانی میسر ہے تو روزہ رکھنا افضل ہے۔

[2610] ٩٠-(١١١٤)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالْمَجِيدِ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ إِلٰى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَّاءٍ فَرَفَعَهُ حَتّٰى نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِيلَ لَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ أُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ أُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ

[2610] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال، رمضان میں مکہ کے سفر پر نکلے اور روزہ رکھتے رہے حتی کہ کراع الغمیم نامی جگہ پر پہنچے اور لوگوں نے بھی روزے رکھے، پھر

[2610] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في كراهية الصوم في السفر برقم (٧١٠) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر اسم الرجل برقم (٤/ ١٧٧) انظر (التحفة) برقم (٢٥٩٨)

آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوا لیا اور اسے بلند کیا تاکہ لوگ بھی اس کو دیکھ لیں، پھر آپ نے پی لیا، بعد میں آپ کو بتایا گیا کہ بعض لوگ روزے دار ہیں تو آپ نے فرمایا، یہ لوگ نافرمان ہیں، یہ لوگ نافرمان ہیں۔

فائدہ:...... رسول اللہ ﷺ نے سب کو دکھا کر جنگی مصلحت اور لوگوں کی سہولت و آسانی کے لیے پانی پیا، تاکہ لوگ آپ ﷺ کی اقتداء کریں اور سب لوگوں کو عملاً پتہ چل جائے کہ سفر میں روزہ افطار بھی کیا جا سکتا ہے، اس کے باوجود کچھ لوگوں نے آپ کی اقتداء اور متابعت نہ کی اور آپ کی خلاف ورزی کی، اس لیے آپ نے ان کو نافرمان قرار دیا، محض اس وجہ سے نافرمان نہیں کہا، کہ انہوں نے روزہ رکھا، روزہ تو آپ ﷺ بھی اب تک رکھتے چلے آ رہے تھے

نوٹ:...... کراع الغمیم بھی عسفان کے قریب ایک جگہ کا نام ہے، اکثریت کے نزدیک عسفان کا مکہ سے فاصلہ اڑتالیس میل ہے، کراع الغمیم کا چالیس اور کدید کا بیالیس میل تو یہ قریبی مقامات ہر ایک نے جس کو معروف و مشہور سمجھا، اس کا نام لے لیا۔

[2611] ٩١-(. . .) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ

عَنْ جَعْفَرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ وَإِنَّمَا يَنْظُرُونَ فِيمَا فَعَلْتَ فَدَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَّاءٍ بَعْدَ الْعَصْرِ.

[2611]۔ یہی روایت امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، جس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا، لوگوں کے لیے روزہ مشقت کا باعث بن رہا ہے اور وہ آپ کے فعل کے منتظر ہیں تو آپ ﷺ نے عصر کے بعد پانی کا پیالہ منگوایا۔

[2612] ٩٢-(١١١٥) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَرَاٰى رَجُلًا قَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَقَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا لَهُ قَالُوا رَجُلٌ صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ أَنْ تَصُومُوا فِي السَّفَرِ)).

[2611] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٠٥)

[2612] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: قول النبي ﷺ لمن ظلل عليه واشتد الحر (ليس من البر الصيام في السفر) برقم (١٩٤٦) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم باب: اختيار الفطر برقم (٢٤٠٧) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر اسم الرجل برقم (٤/ ١٧٧) انظر (التحفة) برقم (٢٦٤٥)

[2612]۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے تو آپ نے ایک آدمی دیکھا، جس کے گرد لوگ جمع ہو چکے ہیں اور اس پر سایہ کیا گیا ہے تو آپ نے پوچھا: ''اسے کیا ہوا؟'' لوگوں نے بتایا روزے دار آدمی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سفر میں تمہارا روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔''

[2613] (. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ يُحَدِّثُ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَجُلًا بِمِثْلِهِ

[2613] امام صاحب اپنے دوسرے استاد عبید اللہ بن معاذ سے اس طرح روایت بیان کرتے ہیں کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی دیکھا۔

[2614] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَزَادَ قَالَ شُعْبَةُ وَكَانَ يَبْلُغُنِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ اَنَّهُ كَانَ يَزِيدُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ وَفِي هٰذَا الْإِسْنَادِ اَنَّهُ قَالَ ((عَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللّٰهِ الَّذِي رَخَّصَ لَكُمْ)) قَالَ فَلَمَّا سَاَلْتُهُ لَمْ يَحْفَظْهُ.

[2614] امام صاحب اپنے استاد احمد بن عثمان نوفلی سے شعبہ کی مذکورہ سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ شعبہ نے کہا، یحییٰ بن ابی کثیر سے مجھے اس روایت میں اضافہ کی اطلاع پہنچی تھی۔ اس سند میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جو رخصت تمہیں دی ہے اس کو قبول کرو۔'' شعبہ کہتے ہیں، جب میں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے پوچھا تو انہیں یہ اضافہ یاد نہیں تھا۔

فائدہ:...... **حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب سفر میں اللہ تعالیٰ نے روزہ افطار کرنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اس پر عمل کیا ہے تو پھر کسی مسلمان کا ایسے حال میں روزہ رکھنا کہ وہ خود مشقت اور کلفت میں مبتلا ہو کر گر جائے اور دوسروں کو اس کی دیکھ بھال میں مصروف ہونا پڑے، کوئی نیکی کی بات نہیں، اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ بلا مشقت وکلفت اور اندیشۂ ضرر سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں، جیسا کہ اہل ظاہر نے سمجھا ہے۔**

[2615] ۹۳-(۱۱۱٦) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

[2613] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٠٧)

[2614] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٠٧)

[2615] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٧٦)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِسِتَّ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ رَمَضَانَ فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ أَفْطَرَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

[2615] ۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سولہ رمضان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگی سفر پر تھے، ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا تھا اور بعض نے روزہ نہ رکھا تھا، روزہ داروں نے روزہ نہ رکھنے والوں کی مذمت نہ کی اور نہ روزہ نہ رکھنے والوں نے روزہ داروں پر عیب لگایا۔

[2616] ۹۴۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ التَّيْمِيِّ ح و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ يَعْنِي ابْنَ عَامِرٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ سَعِيدٍ كُلُّهُمْ

عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ هَمَّامٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ التَّيْمِيِّ وَعُمَرَ بْنِ عَامِرٍ وَهِشَامٍ لِثَمَانَ عَشْرَةَ خَلَتْ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ فِي ثِنْتَيْ عَشْرَةَ وَشُعْبَةَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ أَوْ تِسْعَ عَشْرَةَ.

[2616] ۔امام صاحب نے اپنے مختلف اساتذہ کی سندوں سے قتادہ رضی اللہ عنہ ہی کی سند سے مذکورہ روایت بیان کی ہے، لیکن تاریخوں میں اختلاف ہے، تیمی عمر بن عامر اور ہشام کی حدیث میں ۱۸ رمضان، سعید کی حدیث میں ۱۲ رمضان اور شعبہ کی روایت میں ۱۸ یا ۱۹ رمضان ہے۔

نوٹ:...... (ان حدیثوں میں تضاد نہیں ہے کیونکہ ان سب تاریخوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے، کیونکہ آپ مدینہ سے دس (۱۰) رمضان کو نکلے ہیں۔ بعد میں پورا رمضان سفر میں رہے ہیں۔)

[2617] ۹۵۔(. . .) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي رَمَضَانَ فَمَا يُعَابُ عَلَى الصَّائِمِ صَوْمُهُ وَلَا عَلَى الْمُفْطِرِ إِفْطَارُهُ.

[2616] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٧٦)

[2617] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في الرخصة في السفر برقم (٧١٢) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف على ابي نضرة المنذر بن مالك بن قطعة فيه برقم (٤/ ١٨٨) انظر (التحفة) برقم (٤٣٤٤)

[2617] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کرتے تھے تو روزے دار پر اس کے روزہ کے سبب اعتراض نہیں کیا جاتا تھا اور نہ افطار کرنے والے پر روزہ نہ رکھنے کے سبب۔

[2618] ٩٦۔(. . .) حَدَّثَنِي عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَلَا يَجِدُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ يَرَوْنَ أَنَّ مَنْ وَجَدَ قُوَّةً فَصَامَ فَإِنَّ ذٰلِكَ حَسَنٌ وَيَرَوْنَ أَنَّ مَنْ وَجَدَ ضَعْفًا فَأَفْطَرَ فَإِنَّ ذٰلِكَ حَسَنٌ.

[2618] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد پر نکلتے تو ہم میں روزے دار بھی ہوتے اور روزہ نہ رکھنے والے بھی، نہ صائم، مفطر پر ناراض ہوتا اور نہ مفطر، صائم پر، ان کا نظریہ تھا جو طاقت اور ہمت پا کر روزہ رکھ لے تو یہ بہتر ہے اور جو کمزوری محسوس کر کے روزہ نہ رکھے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے۔

[2619] ٩٧۔(١١١٧) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ وَسَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ وَحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ كُلُّهُمْ عَنْ مَرْوَانَ قَالَ سَعِيدٌ أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ رضی اللہ عنہما قَالَا سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَصُومُ الصَّائِمُ وَيُفْطِرُ الْمُفْطِرُ فَلَا يَعِيبُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ.

[2619] ۔حضرت ابوسعید خدری اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا تو روزہ کی ہمت پانے والا روزہ رکھتا تھا اور ہمت و طاقت سے محروم روزہ چھوڑ دیتا تھا تو کوئی دوسرے کو برا نہیں کہتا تھا۔

[2620] ٩٨۔(١١١٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ

عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ رضی اللہ عنہ عَنْ صَوْمِ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ فَقَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ۔

[2618] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصوم، باب: ما جاء فى الرخصة فى السفر برقم (٧١٣) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الصيام، باب: ذكر الاختلاف على ابى نضرة المنذر بن مالك بن قطعة فيه برقم (٤/ ١٨٨) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٢٥)

[2619] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الصيام، باب: ذكر الاختلاف على ابى نضرة المنذر بن مالك بن قطعة فيه برقم (٤/ ١٨٨، ٤/ ١٨٩) انظر (التحفة) برقم (٣١٠٢)

[2620] تفرد مسلم فى تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٦٦٩)

[2620]۔حمید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سفر میں رمضان کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو انہوں نے کہا، ہم نے رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا تو روزے دار نے بے روزہ پر اعتراض نہ کیا اور نہ بے روزے نے روزے دار پر۔

[2621] ۹۹۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ خَرَجْتُ فَصُمْتُ فَقَالُوا لِي أَعِدْ قَالَ فَقُلْتُ إِنَّ أَنَسًا أَخْبَرَنِي أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانُوا يُسَافِرُونَ فَلَا يَعِيبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ فَلَقِيتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ فَأَخْبَرَنِي عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِمِثْلِهِ

[2621]۔حمید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سفر میں روزہ رکھا تو ساتھیوں نے مجھے کہا دوبارہ روزہ رکھو تو میں نے انہیں بتایا کہ مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سفر کرتے تھے تو روزے دار، روزہ نہ رکھنے والے پر تنقید نہ کرتا اور نہ ہی بے روزہ، روزہ رکھنے والے پر، پھر میں ابن ابی ملیکہ سے ملا، اس نے مجھے یہی خبر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنائی۔

۱۶......بَابُ: أَجْرَ الْمُفْطِرِ فِي السَّفَرِ إِذَا تَوَلَّى الْعَمَلَ

باب ۱۶: کام کی سرانجام دہی پر سفر میں روزہ نہ رکھنے والے کا اجر

[2622] ۱۰۰۔(۱۱۱۹) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ مُوَرِّقٍ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ قَالَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِي يَوْمٍ حَارٍّ أَكْثَرُنَا ظِلًّا صَاحِبُ الْكِسَاءِ وَمِنَّا مَنْ يَتَّقِي الشَّمْسَ بِيَدِهِ قَالَ فَسَقَطَ الصُّوَّامُ وَقَامَ الْمُفْطِرُونَ فَضَرَبُوا الْأَبْنِيَةَ وَسَقَوْا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ))۔

[2622]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو ہم میں سے بعض روزے سے تھے اور بعض روزے سے نہیں تھے تو ایک سخت گرمی کے دن ہم ایک منزل پر اترے اور ہم میں سے سب

[2621] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٦٨٤)

[2622] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجهاد، باب: فضل الخدمة فی الغزو برقم (٢٨٩٠) بمعناه۔ واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصیام، باب: فضل الافطار فی السفر علی الصیام برقم (٤/ ١٨٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٠٧)

سے زیادہ سایہ حاصل کرنے والا شخص وہ تھا جس کے پاس کمبل تھا اور ہم میں سے بعض وہ تھے جو سورج سے اپنے ہاتھ سے بچ رہے تھے، روزے رکھنے والے تو گر پڑے اور روزہ نہ رکھنے والے اٹھے، انہوں نے سب کے لیے خیمے لگائے اور سب کی سواریوں کو پانی پلایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج تو اجر، روزہ نہ رکھنے والے لے گئے۔''

[2623] ١٠١-(...) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ مُوَرِّقٍ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَصَامَ بَعْضٌ وَأَفْطَرَ بَعْضٌ فَتَحَزَّمَ الْمُفْطِرُونَ وَعَمِلُوا وَضَعُفَ الصُّوَّامُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ فَقَالَ ((**فِي ذٰلِكَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ**)).

[2623]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے تو بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا تو بے روزہ خدمت پر کمر بستہ ہوگئے یا انھوں نے کمر بند باندھ لیے اور کام کرنے لگے اور روزے دار کام نہ کر سکے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج تو اجر، بے روزے لے گئے۔''

مفردات الحدیث (الف) تَحَزَّمَ الْمُفْطِرُونَ: روزہ نہ رکھنے والوں نے کمر بند کس لیے۔ (ب) وہ خدمت کے لیے کمر بستہ اور چوکس ہو گئے۔ (ج) انہوں نے حزم و احتیاط کو اختیار کیا۔

فائدہ:...... روزہ دار اپنی کمزوری اور ضعف کی وجہ سے اپنا کام بھی نہ کر سکے اور روزہ نہ رکھنے والوں نے اپنا کام بھی کیا اور روزہ داروں کا کام بھی کیا، اس طرح انہوں نے روزہ داروں کی خدمت کر کے ثواب زیادہ کما لیا۔

[2624] ١٠٢-(١١٢٠) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ قَالَ حَدَّثَنِي قَزَعَةُ قَالَ أَتَيْتُ أَبَاسَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رضی اللہ عنہ وَهُوَ مَكْثُورٌ عَلَيْهِ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ قُلْتُ إِنِّي لَا أَسْأَلُكَ عَمَّا يَسْأَلُكَ هٰؤُلَاءِ عَنْهُ سَأَلْتُهُ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى مَكَّةَ وَنَحْنُ صِيَامٌ قَالَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**إِنَّكُمْ قَدْ دَنَوْتُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ أَقْوٰى لَكُمْ**)) فَكَانَتْ رُخْصَةً فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ أَفْطَرَ ثُمَّ نَزَلْنَا مَنْزِلًا آخَرَ فَقَالَ ((**إِنَّكُمْ مُصَبِّحُو عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ أَقْوٰى لَكُمْ فَأَفْطِرُوا**)) وَكَانَتْ عَزْمَةً فَأَفْطَرْنَا ثُمَّ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنَا نَصُومُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ.

[2623] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦١٧)

[2624] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: الصوم في السفر برقم (٢٤٠٦) انظر (التحفة) برقم (٤٢٨٣)

[2624]۔قزعہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، جبکہ ان کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو چکے تھے، جب لوگ ان کے پاس سے بکھر گئے تو میں نے کہا، جو یہ لوگ پوچھ رہے تھے میں اس کے بارے میں آپ سے نہیں پوچھوں گا، میں نے ان سے سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے بتایا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کے سفر کے لیے نکلے، جبکہ ہم روزہ دار تھے تو ہم ایک منزل پر اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے دشمن کے قریب پہنچ چکے ہو اور روزہ نہ رکھنا یہ تمہارے لیے زیادہ طاقت بخش ہے۔'' یہ روزہ نہ رکھنے کی رخصت تھی تو ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا، پھر ہم ایک دوسری منزل پر اترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم صبح دشمن تک پہنچ جاؤ گے اور روزہ نہ رکھنا یہ تمہارے لیے زیادہ طاقت کا باعث ہوگا، لہٰذا روزہ نہ رکھو'' اور یہ حکم قطعی تھا، اس لیے ہم نے روزہ نہ رکھا، پھر انہوں نے بتایا میں نے اس کے بعد سفر میں ساتھیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزہ رکھتے دیکھا۔

١٧...... بَابُ التَّخْيِيرِ فِي الصَّوْمِ وَالْفِطْرِ فِي السَّفَرِ

باب ١٧: سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہے

[2625] ١٠٣-(١١٢١) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ سَأَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ.

[2625]۔حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر چاہو تو روزہ رکھ لو اور چاہو تو نہ رکھو۔''

[2626] ١٠٤-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصَّوْمَ أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ قَالَ صُمْ إِنْ شِئْتَ وَأَفْطِرْ إِنْ شِئْتَ.

[2626]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک ایسا انسان ہوں جو مسلسل روزے رکھتا ہے تو کیا میں سفر میں روزہ رکھ لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''روزہ رکھ لو اگر چاہو اور روزہ چھوڑ دو اگر چاہو۔''

[2625] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧١٤٦)

[2626] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: الصوم في السفر برقم (٢٤٠٢) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: سرد الصيام برقم (٤/ ٢٠٧) انظر (التحفة) برقم (١٦٨٥٧)

[2627] ١٠٥ـ(. . .) وحَدَّثَناه يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ

عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ 'حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ إِنِّى رَجُلٌ أَسْرُدُ الصَّوْمَ.

[2627] ۔امام صاحب اپنے استاد یحییٰ بن یحییٰ سے یہی روایت ہشام ہی کی سند سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا، میں ایک آدمی ہوں، میں ہمیشہ روزے رکھتا ہوں۔

[2628] ١٠٦ـ(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِى شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَقَالَ أَبُوبَكْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ كِلَاهُمَا

عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ حَمْزَةَ قَالَ إِنِّى رَجُلٌ أَصُومُ أَفَأَصُومُ فِى السَّفَرِ.

[2628] ۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا، میں روزہ رکھنے والا آدمی ہوں، کیا میں سفر میں بھی روزہ رکھ سکتا ہوں؟

[2629] ١٠٧ـ(. . .) وحَدَّثَنِى أَبُو الطَّاهِرِ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ هَارُونُ حَدَّثَنَا وقَالَ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِى عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَبِى الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِى مُرَاوِحٍ

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَجِدُ بِى قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِى السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم هِىَ رُخْصَةٌ مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ أَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ قَالَ هَارُونُ فِى حَدِيثِهِ هِىَ رُخْصَةٌ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنَ اللّٰهِ.

[2629] ۔حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں سفر میں روزہ رکھنے کی قوت رکھتا ہوں تو کیا مجھ پر گناہ ہوگا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''روزہ افطار کرنا، اللہ کی طرف سے رخصت ہے تو جس نے اس کو قبول کیا تو اچھا کیا اور جس نے روزہ رکھنا پسند کیا تو اس پر کوئی گناہ یا تنگی نہیں ہے۔'' ہارون کی حدیث میں وہی صرف رخصت کا لفظ ہے، من اللّٰه (اللہ کی طرف سے) کا لفظ نہیں ہے۔

[2627] تفرد مسلم فى تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢٢١)

[2628] اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الصيام، باب: ما جاء فى الصوم فى السفر برقم (١٦٦٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٩٨٦) و (١٧٠٢٥)

[2629] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصوم، باب: الصوم فى السفر برقم (٢٤٠٣) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الصيام، باب: ذكر الاختلاف على سليمان بن يسار حديث ضمرة ابن عمرو فيه برقم (٤/ ١٨٥، ٤/ ١٨٦) بمعناه۔ واخرجه كذلك فى باب: ذكر الاختلاف على عروة فى حديث ضمرة فيه برقم (٤/ ١٨٧) واخرجه كذلك فى باب: ذكر الاختلاف على هشام بن عروة فيه ←

[2630] ۱۰۸۔(۱۱۲۲) حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِالْعَزِيزِ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ حَتّٰى إِنْ كَانَ أَحَدُنَا لَيَضَعُ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا فِينَا صَائِمٌ إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ.

[2630]۔حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ماہ رمضان میں، شدید گرمی میں سفر پر نکلے حتیٰ کہ گرمی کی شدت کی وجہ سے ہمارے بعض اپنے سر پر اپنا ہاتھ رکھتے تھے اور ہم میں روزہ دار صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھے۔

[2631] ۱۰۹۔(...) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَيَّانَ الدِّمَشْقِيِّ

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَضَعُ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا مِنَّا أَحَدٌ صَائِمٌ إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ.

[2631]۔حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ساتھیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپؐ کے بعض سفروں میں شدید گرمی میں دیکھا حتیٰ کہ انسان گرمی کی شدت کی بنا پر اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھتا تھا اور ہم میں روزہ دار صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھے۔

۱۸...... بَاب: إِسْتِحْبَابِ الْفِطْرِ لِلْحَاجِّ بِعَرَفَاتٍ يَوْمَ عَرَفَةَ

باب ۱۸: عرفہ کے دن حاجی کے لیے بہتر ہے کہ وہ عرفات میں روزہ نہ رکھے

[2632] ۱۱۰۔(۱۱۲۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ

←برقم (۴/۱۸۷) واخرجه كذلك في باب: سرد الصيام برقم (۴/۲۰۷) انظر (التحفة) برقم (۳۴۴۰)

[2630] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: ۳۵ برقم (۱۹۴۵) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: من اختار الصيام برقم (۲۴۰۹) انظر (التحفة) برقم (۱۰۹۷۸)

[2631] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء في الصوم في السفر برقم (۱۶۶۳) انظر (التحفة) برقم (۱۰۹۹۱)

[2632] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: الوقوف على الدابة بعرفة برقم←

عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صِيَامِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهُ.

[2632]۔ حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کے پاس عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزہ کے بارے میں بحث کی تو بعض نے کہا، آپ ﷺ کا روزہ ہے اور بعض نے کہا، آپ کا روزہ نہیں ہے تو میں نے آپ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ بھیجا، جبکہ آپ عرفات میں اپنے اونٹ پر ٹھہرے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے اسے پی لیا۔

[2633] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ وَقَالَ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ.

[2633] امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے ابونضر کی سند ہی سے یہ روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں اپنے اونٹ پر ٹھہرے ہونے کا ذکر نہیں ہے اور عمیر مولیٰ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بجائے عمیر مولیٰ ام الفضل رضی اللہ عنہا ہے۔

[2634] (. . .) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَالَ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ

[2634] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے ابن عیینہ کی طرح حدیث بیان کرتے ہیں اور اس میں عمیر مولیٰ ام الفضل رضی اللہ عنہا ہے۔

[2635] ۱۱۱۔(. . .) عَنْ عُمَيْرًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ الْفَضْلِ رضی اللہ عنہا

(١٦٦١) واخرجه كذلك فى باب: صوم يوم عرفة برقم (١٦٥٨) واخرجه كذلك فى الصوم، باب: صوم يوم عرفة برقم (١٩٨٨) و (١٩٨٨) تعليقا۔ واخرجه كذلك فى الاشربة، باب: شرب اللبن برقم (٥٦٠٤) واخرجه كذلك فى باب: من شرب وهو واقف على بعيره برقم (٥٦١٨) واخرجه كذلك فى باب: الشرب فى الاقداح برقم (٥٦٣٦) واخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصوم، باب: فى صوم يوم عرفة برقم (٢٤٤١) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٥٤)

[2633] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٦٢٧)

[2634] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٦٢٧)

[2635] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٦٢٧)

تَقُولُ شَكَّ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَنَحْنُ بِهَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَعْبٍ فِيهِ لَبَنٌ وَهُوَ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهُ.

[2635]۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے عرفہ کے دن کے روزے کے بارے میں شک کا اظہار کیا، جبکہ ہم عرفہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، میں نے آپ کی خدمت میں لکڑی کا ایک پیالہ بھیجا جس میں دودھ تھا۔ اور آپ ﷺ اس وقت عرفات میں تھے اور آپ نے اسے پی لیا۔

[2636] ۱۱۲۔(۱۱۲۴)وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ النَّاسَ شَكُّوا فِي صِيَامِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ مَيْمُونَةُ بِحِلَابِ اللَّبَنِ وَهُوَ وَاقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ.

[2636]۔ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگوں نے عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزہ کے بارے میں شک کیا تو میمونہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی خدمت میں دودھ کا برتن ارسال کیا، جبکہ آپ ٹھہرنے کی جگہ (عرفات) میں ٹھہرے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے اس سے نوش فرمایا، جبکہ لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے تھے۔

فائدہ :......عرفہ کے دن چونکہ حاجی، منیٰ سے عرفات جاتے ہیں، وہاں ظہر وعصر کی نماز جمع کرتے ہیں اور امام خطبہ دیتا ہے، پھر شام تک میدان عرفات میں دعا اور استغفار کے لیے وقوف کرنا ہوتا ہے اور آفتاب کے غروب ہوتے ہی مزدلفہ کی طرف واپس آنا ہوتا ہے، ان کاموں کی سرانجام دہی کی بناء پر حاجی کے لیے روزہ مشکل اور مشقت کا باعث بنتا ہے، اس لیے حاجیوں کے لیے عرفہ کے دن روزہ رکھنا پسندیدہ نہیں ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے امت کی تعلیم کی خاطر، عرفہ کے دن جبکہ آپ میدان عرفات میں اپنے اونٹ پر تھے اور وقوف فرما رہے تھے، سب کے سامنے دودھ نوش فرمایا، تاکہ سب دیکھ لیں کہ آج آپ ﷺ کا روزہ نہیں ہے اور دودھ دونوں بہنوں ام الفضل اور میمونہ رضی اللہ عنہما کے باہمی مشورہ سے بھیجا گیا تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ لے کر گئے تھے، اس لیے اس کی نسبت دونوں کی طرف ہوسکتی ہے اور عمیر، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کے مولیٰ تھے، لیکن ہر وقت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ رہتے تھے اور ان کے شاگرد اور قابل اعتماد تھے، اس لیے ان کو مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی کہہ دیا جاتا تھا۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ اور جمہور علماء کے نزدیک حاجیوں کے لیے عرفہ کا روزہ نہ رکھنا ہی بہتر ہے۔

[2636] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: صوم يوم عرفة برقم (۱۹۸۹) انظر (التحفة) برقم (۱۸۰۷۹)

۱۹...... بَاب: صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَآءَ

باب ۱۹: عاشورہ کے دن کا روزہ

[2637] ۱۱۳ـ(۱۱۲۵) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصُومُ عَاشُورَآءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَصُومُهُ فَلَمَّا هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ شَهْرُ رَمَضَانَ قَالَ مَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ.

[2637]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش زمانہ جاہلیت میں عاشورہ (دس محرم) کا روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دن کا روزہ رکھتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ آ گئے تو آپ نے خود روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی اس روزہ کے رکھنے کا حکم دیا، جب رمضان کے مہینہ کے روزے فرض ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو چاہے اس کا روزہ رکھے اور جو چاہے، اسے چھوڑ دے۔''

فائدہ:...... زمانہ جاہلیت میں قریش عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے اور کعبہ کو غلاف بھی پہناتے تھے، روزہ رکھنے کی تین وجوہ بیان کی جاتی ہیں: (۱) ملت ابراہیمی میں دس کا روزہ تھا یہودیوں اور عیسائیوں سے سیکھا تھا۔ (۲) قریش نے جاہلیت کے دور میں کسی انتہائی قبیح گناہ کا ارتکاب کیا، جس کو انہوں نے انتہائی ناگوار خیال کیا تو کسی نے انہیں بطور کفارہ روزہ رکھنے کا مشورہ دیا۔ (۳) وہ جاہلیت کے دور میں خشک سالی سے دوچار ہوئے اور اس کے ختم ہونے پر بطور شکرانہ روزہ رکھا۔ چونکہ روزہ ایک پسندیدہ عمل تھا، اس لیے آپ بھی یہ روزہ رکھتے تھے، ہجرت مدینہ کے بعد، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو روزہ رکھتے دیکھا تو ان سے اس کا سبب پوچھا، انہوں نے بتایا کہ اس دن موسیٰ علیہ السلام کی سرکردگی میں بنو اسرائیل، فرعونیوں کے پنجۂ استبداد سے آزاد ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کی اقتدا میں روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اور یہ حکم احناف کے نزدیک وجوب کے لیے تھا اور باقی ائمہ کے نزدیک استحباب تاکیدی کے لیے اور اب بالاتفاق اس دن روزہ رکھنا مستحب ہے۔

[2638] ۱۱٤ـ(...) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَصُومُهُ وَقَالَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ وَتَرَكَ عَاشُورَآءَ فَمَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم كَرِوَايَةِ جَرِيرٍ.

[2637] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٧٦)

[2638] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٩٩٨)

[2638] ۔امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے ہشام ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں، لیکن اس حدیث کے آغاز میں یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اس کا روزہ رکھتے تھے اور حدیث کے آخر میں، عاشورہ کا روزہ چھوڑ دیا تو جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے، جریر کی طرح اس کو نبی اکرم ﷺ کا قول قرار نہیں دیا۔

[2639] (. . .) حَدَّثَنِي عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ يَوْمَ عَاشُورَآءَ كَانَ يُصَامُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا جَآءَ الْإِسْلَامُ مَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ۔

[2639] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، عاشورہ کے دن کا روزہ زمانہ جاہلیت میں رکھا جاتا تھا، جب اسلام آ گیا (روزے فرض ہو گئے) تو جس نے چاہا روزہ رکھا اور جس نے چاہا چھوڑ دیا۔

[2640] ۱۱۵۔(. . .) حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ

عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ بِصِيَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَآءَ صَامَ يَوْمَ عَاشُورَآءَ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ.

[2640] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرضیت رمضان سے پہلے عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے، جب رمضان فرض کر دیا گیا تو جو چاہتا عاشورہ کے دن کا روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا روزہ نہ رکھتا۔

[2641] ۱۱۶۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ عِرَاكًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ

عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَصُومُ عَاشُورَآءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِصِيَامِهِ حَتَّى فُرِضَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((مَنْ شَآءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَآءَ فَلْيُفْطِرْهُ))**.

[2639] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير، باب: ﴿يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون﴾ برقم (٤٥٠٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٤٤)

[2640] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٣٥)

[2641] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: وجوب صوم رمضان، وقول الله تعالى: ﴿يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون﴾ برقم (١٨٩٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٦٨)

[2641]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قریش ایام جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے، پھر (مدینہ آنے کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے اس کا روزہ رکھنے کا حکم دیا یا آپ ﷺ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا، حتی کہ رمضان کے روزے فرض قرار دیے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو چاہے اس کا روزہ رکھے اور جو چاہے روزہ نہ رکھے۔''

[2642] ۱۱۷۔(۱۱۲۶) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ نَافِعٍ أَخْبَرَنِي

عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَآءَ وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَامَهُ وَالْمُسْلِمُونَ قَبْلَ أَنْ يُفْتَرَضَ رَمَضَانُ فَلَمَّا افْتُرِضَ رَمَضَانُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ عَاشُورَآءَ يَوْمٌ مِنْ أَيَّامِ اللهِ فَمَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ)).

[2642]۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اہل جاہلیت عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے تھے، رسول اللہ ﷺ اور مسلمان بھی رمضان کی فرضیت سے پہلے اس کا روزہ رکھتے تھے، جب رمضان فرض کر دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عاشورہ ایام اللہ میں سے ایک دن ہے تو جو چاہے اس کا روزہ رکھے اور جو چاہے اسے چھوڑ دے۔''

فائدہ:...... ''ایام اللہ'' سے مراد وہ ایام ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے گزشتہ انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں پر احسان و انعام فرمایا، اس لیے سورہ ابراہیم میں فرمایا: ﴿ذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ﴾ اور انہیں اللہ تعالیٰ کے احسانات و انعامات سے تذکیر و نصیحت کیجیے۔ اور ان کے دشمنوں کو تباہ و برباد کیا۔

[2643] (...) و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح و حَدَّثَنَا عَنْ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنْ عُبَيْدِاللهِ بِمِثْلِهِ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ

[2643] امام صاحب یہی حدیث دوسرے اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[2644] ۱۱۸۔(...) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمُ عَاشُورَآءَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

[2642] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۷۹٦٦)

[2643] حديث محمد بن المثنی، اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی التفسير، باب: ﴿يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون﴾ برقم (٤٥٠١) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: فی صوم يوم عاشوراء برقم (٢٤٤٣) انظر (التحفة) برقم (٨١٤٦) وتفرد مسلم فی تخريجه حديث ابی بكر بن ابی شيبة۔ انظر (التحفة) برقم (٧٨٥٣)

[2644] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصيام، باب: صيام يوم عاشوراء برقم (١٧٣٧) انظر (التحفة) برقم (٨٢٨٥)

((كَانَ يَوْمًا يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنكُمْ أَنْ يَّصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَرِهَ فَلْيَدَعْهُ)).

[2644] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عاشورہ کے دن کا تذکرہ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایسا دن ہے جس میں اہل جاہلیت روزہ رکھتے تھے تو تم میں سے جو پسند کرے کہ اسے روزہ رکھنا چاہیے تو وہ رکھ لے اور جو ناپسند کرے نہ رکھے۔''

[2645] ۱۱۹۔(...) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ

ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ فِي يَوْمِ عَاشُورَآءَ ((إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ كَانَ يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ)) وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ رضی اللہ عنہ لَا يَصُومُهُ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ صِيَامَهُ.

[2645] ۔حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عاشورہ کے دن کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا ''یہ دن، جس کا اہل جاہلیت روزہ رکھتے تھے تو جو اس کا روزہ رکھنا پسند کرے، وہ روزہ رکھ لے اور جو اس کا روزہ ترک کرنا پسند کرے، وہ اسے ترک کر دے۔'' اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس کا روزہ نہیں رکھتے إلّا یہ کہ ان کے معمول کے موافق آ جاتا۔

[2646] ۱۲۰۔(...) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِيخَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ الْأَخْنَسِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ صَوْمُ يَوْمِ عَاشُورَآءَ فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ سَوَآءً.

[2646] ۔حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عاشورہ کے دن کے روزہ کا ذکر کیا گیا، آگے لیث بن سعد کی حدیث کے مثل، بیان کیا۔

[2647] ۱۲۱۔(...) وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ الْعَسْقَلَانِيُّ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنِي

[2645] تفرد مسلم فی تخریجہ۔ انظر (التحفة) برقم (۸۵۱۸)

[2646] تفرد مسلم فی تخرجہ۔ انظر (التحفة) برقم (۷۷۹۰)

[2647] اخرجہ البخاری فی (صحیحہ) فی الصوم، باب: صیام یوم عاشوراء برقم (۲۰۰۰) بمعناہ۔ انظر (التحفة) برقم (۶۷۸۲)

عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمُ عَاشُورَآءَ فَقَالَ ((ذَاكَ يَوْمٌ كَانَ يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ)).

[2647]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عاشورہ کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس دن کا اہل جاہلیت روزہ رکھا کرتے تھے تو جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے۔''

[2648] ۱۲۲۔(۱۱۲۷) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ دَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَلَى عَبْدِاللّٰهِ وَهُوَ يَتَغَدّٰى فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ ادْنُ إِلَى الْغَدَآءِ فَقَالَ أَوَلَيْسَ الْيَوْمُ يَوْمَ عَاشُورَآءَ قَالَ وَهَلْ تَدْرِي مَا يَوْمُ عَاشُورَآءَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ إِنَّمَا هُوَ يَوْمٌ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُهُ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَلَمَّا نَزَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ تُرِكَ و قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ تَرَكَهُ.

[2648]۔ اشعث بن قیس رحمہ اللہ، حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہما کے پاس آئے، جبکہ وہ صبح کا کھانا کھا رہے تھے تو انہوں نے کہا، اے ابومحمد، آؤ، صبح کا کھانا کھالو تو اشعث نے کہا، کیا آج عاشورہ کا دن نہیں ہے؟ انہوں نے کہا، کیا جانتے ہو، عاشورہ کے دن کی حقیقت کیا ہے؟ اشعث نے پوچھا، وہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا وہ تو ایک ایسا دن ہے جس کا رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت سے پہلے روزہ رکھا کرتے تھے۔

جب ماہ رمضان کا حکم نازل ہوگیا تو اسے چھوڑ دیا گیا۔

[2649] (...) وحَدَّثَنَاهُ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تَرَكَهُ.

[2649] امام صاحب یہی روایت دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں اس میں، جب رمضان کا حکم نازل ہوگیا تو آپ ﷺ نے اسے ترک کر دیا۔

[2650] ۱۲۳۔(...) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ سُفْيَانَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي زُبَيْدٌ الْيَامِيُّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ

[2648] تفرد مسلم فی تخریجہ۔ انظر (التحفة) برقم (۹۳۹۲)

[2649] تفرد مسلم فی تخریجہ۔ انظر (التحفة) برقم (۹۳۹۲)

[2650] تفرد مسلم فی تخریجہ۔ انظر (التحفة) برقم (۹۳۹۲) و (۹۵۴۳)

عَنْ قَيْسِ بْنِ سَكَنٍ أَنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ دَخَلَ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ يَوْمَ عَاشُورَآءَ وَهُوَ يَأْكُلُ فَقَالَ يَا أَبَامُحَمَّدٍ ادْنُ فَكُلْ قَالَ إِنِّي صَآئِمٌ قَالَ كُنَّا نَصُومُهُ ثُمَّ تُرِكَ.

[2650]۔قیس بن سکن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اشعث بن قیس رحمہ اللہ، عاشورہ کے دن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جبکہ وہ کھانا کھا رہے تھے تو انہوں نے کہا، اے ابو محمد، قریب ہوں اور کھانا کھائیں، اشعث نے کہا، میں روزے دار ہوں، عبد اللہ نے کہا، ہم بھی اس کا روزہ رکھا کرتے تھے، پھر چھوڑ دیا گیا۔

[2651] ۱۲۴۔(...) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَلَى ابْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ يَأْكُلُ يَوْمَ عَاشُورَآءَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ إِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُورَآءَ فَقَالَ قَدْ كَانَ يُصَامُ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ رَمَضَانُ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ فَإِنْ كُنْتَ مُفْطِرًا فَاطْعَمْ.

[2651]۔علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اشعث بن قیس رحمہ اللہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس عاشورہ کے دن گئے، جبکہ وہ کھانا کھا رہے تھے تو اشعث نے کہا، اے عبد الرحمٰن، آج کا دن تو عاشورہ کا دن ہے تو انہوں نے جواب دیا، رمضان کی فرضیت کے نزول سے پہلے اس کا روزہ رکھا جاتا تھا، جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہو گیا، اسے چھوڑ دیا گیا، اس لیے اگر آپ کا روزہ نہیں ہے تو کھا لیں۔

فائدہ:...... **رمضان کی فرضیت سے پہلے عاشورہ کے روزہ کا جس قدر اہتمام کیا جاتا تھا اور اس کے لیے ترغیب دی جاتی تھی، فرضیت رمضان کے بعد اس کے لیے وہ اہتمام اور تاکید و ترغیب نہ رہی اور آپ ﷺ نے اس کی نگہبانی و نگرانی ترک کر دی، اس لیے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کا روزہ نہ رکھتے تھے اور بعض اس کے اجر و ثواب کے حصول کے لیے اہتمام کرتے تھے، اب بھی کوئی پابندی نہیں ہے۔**

[2652] ۱۲۵۔(۱۱۲۸) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَآءَ وَيَحُثُّنَا عَلَيْهِ وَيَتَعَاهَدُنَا عِنْدَهُ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ لَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا وَلَمْ يَتَعَاهَدْنَا عِنْدَهُ.

[2651] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: ﴿يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون﴾ برقم (٤٥٠٣) انظر (التحفة) برقم (٩٤٥٣)

[2652] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٣٢)

[2652] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں عاشورہ کے دن کے روزہ کی تلقین فرماتے تھے اور اس کے لیے ہمیں آمادہ کرتے تھے اور اس کے بارے میں ہمارا دھیان رکھتے اور نگرانی فرماتے تھے، جب رمضان فرض ٹھہرا، نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کا حکم دیا اور نہ روکا اور نہ اس دن ہماری نگرانی اور نگہداشت کی۔

فائدہ:......آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی فرضیت سے پہلے جس قدر ترغیب وتشویق اور تاکید وتلقین فرماتے رہے بعد میں اس قدر تاکید یا ترغیب نہیں دی، وگرنہ مطلقاً ترغیب وتحریض تو بعد میں بھی کی گئی ہے، اس کا اجر وثواب بیان کیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی روزہ رکھتے تھے۔

[2653] ١٢٦-(١١٢٩) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي

حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ خَطِيبًا بِالْمَدِينَةِ يَعْنِي فِي قَدْمَةٍ قَدِمَهَا خَطَبَهُمْ يَوْمَ عَاشُورَآءَ فَقَالَ أَيْنَ عُلَمَآؤُكُمْ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ لِهٰذَا الْيَوْمِ ((هٰذَا يَوْمُ عَاشُورَآءَ وَلَمْ يَكْتُبِ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَأَنَا صَائِمٌ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَّصُومَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُفْطِرَ فَلْيُفْطِرْ)).

[2653] ۔حمید بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، ایک دفعہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان مدینہ آئے اور انہوں نے عاشورہ کے دن خطبہ دیا، میں نے ان سے خطبہ میں سنا، انہوں نے کہا، تمہارے علماء کہاں ہیں؟ اے اہل مدینہ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا: "یہ یوم عاشورہ ہے، اللہ تعالیٰ تم پر اس کا روزہ فرض قرار نہیں دیا، میں روزے دار ہوں تو تم میں سے جو پسند کرے کہ وہ روزہ رکھے، وہ روزہ رکھ لے اور جو افطار پسند کرے، وہ روزہ نہ رکھے۔ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے، جس کا اظہار فتح مکہ کے بعد کیا۔)

[2654] (...) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

[2654] امام صاحب ایک اور استاد سے ابن شہاب ہی کی سند سے یہ روایت بیان کرتے ہیں۔

[2655] (...) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

[2653] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: صيام يوم عاشوراء برقم (٢٠٠٣) انظر (التحفة) برقم (١١٤٠٨)

[2654] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٤٨)

[2655] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٤٨)

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي مِثْلِ هٰذَا الْيَوْمِ ((إِنِّي صَائِمٌ فَمَنْ شَآءَ أَنْ يَّصُومَ فَلْيَصُمْ)) وَلَمْ يَذْكُرْ بَاقِي حَدِيثِ مَالِكٍ وَيُونُسَ.

[2655] امام صاحب ایک اور استاد سے زہری ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے اس دن کے بارے میں سنا، ''میں روزے دار ہوں تو جو چاہے کہ روزہ رکھے، وہ روزہ رکھ لے۔'' مالک اور یونس کی حدیث کا بقیہ حصہ بیان نہیں کیا۔

[2656] ۱۲۷۔(۱۱۳۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَآءَ فَسُئِلُوا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي أَظْهَرَ اللّٰهُ فِيهِ مُوسٰى وَبَنِي إِسْرَآئِيلَ عَلٰى فِرْعَوْنَ فَنَحْنُ نَصُومُهُ تَعْظِيمًا لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((نَحْنُ أَوْلٰى بِمُوسٰى مِنْكُمْ)) فَأَمَرَ بِصَوْمِهِ.

[2656]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے پایا تو ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا؟ انہوں نے جواب دیا، یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل کو فرعون پر غلبہ عنایت فرمایا تھا تو ہم اس کے احترام و تعظیم کی خاطر روزہ رکھتے ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہم تمہارے مقابلہ میں موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قریب ہیں۔'' اس لیے آپ نے، اس کے روزہ کا حکم دیا۔

فائدہ: ......رسول اللہ ﷺ ربیع الاول میں مدینہ تشریف لائے تھے اور ۲ ہجری کے رمضان کی فرضیت سے پہلے آپ ﷺ نے یہودیوں کو محرم میں روزہ رکھتے ہوئے پایا تو آپ نے ان سے پوچھا، اس طرح عاشورہ کے دن کی تاکیدی تلقین یا امر ایک ہی سال دیا گیا، کیونکہ آپ کو اس کا پتہ مدینہ آنے کے بعد چلا، پہلے آپ قریش کے روزہ رکھنے کی وجہ سے روزہ رکھتے تھے اور اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ آپ ﷺ کی مدینہ آمد کے موقع پر یہودی

[2656] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير، باب: ﴿وجاوزنا ببني اسرائيل البحر فاتبعهم فرعون وجنوده بغيا وعدوا حتى اذا ادركه الغرق، قال: آمنت انه لا اله الا الذي آمنت به بنو اسرائيل وانا من المسلمين﴾ برقم (٤٦٨٠) واخرجه في باب: ﴿ولقد اوحينا الى موسى ان اسر بعبادي فاضرب لهم طريقا في البحر يبسا لا تخاف دركا ولا تخشى، فاتبعهم فرعون بجنوده فغشيهم من اليم ما غشيهم، واضل فرعون قومه وما هدى﴾ برقم (٤٧٣٧) واخرجه في مناقب الانصار، باب: اتيان اليهود النبي ﷺ حين قدم المدينة برقم (٣٩٤٣) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: في صوم يوم عاشوراء برقم (٢٤٤٤) انظر (التحفة) برقم (٥٤٥٠)

قبائل شمسی سال کے اعتبار سے روزہ رکھے ہوئے تھے تو پھر بھی آپ نے تو دس (۱۰) محرم کا ہی روزہ رکھنے کا حکم دیا اور وہ رمضان کی فرضیت سے پہلے ایک ہی آیا۔

[2657] (. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ بَشَّارٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ ذٰلِكَ.

[2657] امام صاحب نے اپنے دو اور اساتذہ سے یہی روایت ابو بشر کی سند ہی سے بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا۔

[2658] ۱۲۸۔(. .) وحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُورَآءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي تَصُومُونَهُ)) فَقَالُوا هٰذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ أَنْجَى اللّٰهُ فِيهِ مُوسٰى وَقَوْمَهُ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ فَصَامَهُ مُوسٰى شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُومُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلٰى بِمُوسٰى مِنْكُمْ)) فَصَامَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

[2658]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے پایا تو آپ نے یہودیوں سے دریافت کیا، یہ دن جس کا تم روزہ رکھتے ہو، اس کی کیا حقیقت وخصوصیت ہے؟ انہوں نے کہا، یہ بڑی عظمت والا دن ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی تھی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرقاب کیا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کے طور پر اس کا روزہ رکھا، اس لیے ہم بھی (ان کی پیروی میں) اس دن روزہ رکھتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا موسیٰ علیہ السلام سے تعلق تم سے زیادہ ہے اور ہم ان کے زیادہ حق دار ہیں، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی (فرائض وواجبات کی طرح تاکیدی) حکم دیا۔

فائدہ:...... مکہ میں آپ ﷺ قریش کے ساتھ عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے، لیکن دوسروں کو اس کا حکم نہیں دیتے

[2657] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٥١)

[2658] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: صيام يوم عاشورا برقم (٢٠٠٤) واخرجه كذلك في احاديث الانبياء، باب: قوله تعالى: ﴿وهل اتاك حديث موسى- وكلم الله موسى تكليما﴾ برقم (٣٣٩٧) انظر (التحفة) برقم (٥٥٢٨)

تھے، مدینہ میں آ کر آپ ﷺ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ وہ مبارک تاریخی دن ہے، جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمائی تھی، فرعون اور اس کے لشکریوں کو غرقاب کیا تھا، اس لیے موسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے اس انعام اور احسان کے شکر میں اس دن کا روزہ رکھتے تھے تو آپ نے بھی ان کی اقتداء میں عاشورہ کا روزہ خود بھی رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس کا ایسا تاکیدی حکم دیا جیسا کہ حکم فرائض و واجبات کے لیے دیا جاتا ہے، جس کی تفصیل آگے باب ۲۱ میں آ رہی ہے۔

[2659] (. .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ عَنِ ابْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ لَمْ يُسَمِّهِ.

[2659] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ روایت بیان کرتے ہیں، مگر اس میں عبداللہ بن سعید رضی اللہ عنہ کی بجائے، ابن سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ہے، اس کا نام (عبداللہ) نہیں لیا۔

[2660] ۱۲۹۔(۱۱۳۱) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَآءَ يَوْمًا تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَتَتَّخِذُهُ عِيدًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((صُومُوهُ أَنْتُمْ)).

[2660] ۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یوم عاشورہ ایسا دن تھا جس کی یہود تعظیم کرتے تھے اور اسے عید (مسرت) کا دن قرار دیتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم بھی اس دن کا روزہ رکھو۔''

[2661] ۱۳۰۔(. . .) وحَدَّثَنَاه أَحْمَدُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ أَخْبَرَنِي قَيْسٌ فَذَكَرَ بِهٰذَا الْاسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ قَالَ أَبُو أُسَامَةَ فَحَدَّثَنِي صَدَقَةُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ أَهْلُ خَيْبَرَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَآءَ يَتَّخِذُونَهُ عِيدًا وَيُلْبِسُونَ نِسَآئَهُمْ فِيهِ حُلِيَّهُمْ وَشَارَتَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصُومُوهُ أَنْتُمْ.

[2661] ۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل خیبر یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے، اسے عید کا دن قرار

[2659] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٥٣)

[2660] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: صيام يوم عاشوراء برقم (٢٠٠٥) واخرجه كذلك في مناقب الانصار، باب: اتيان اليهود النبي ﷺ حين قدم المدينة برقم (٣٩٤٢) انظر (التحفة) برقم (٩٠٠٩)

[2661] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٥٥)

دیتے تھے اور اپنی عورتوں کو ان کے زیورات پہناتے تھے اور ان کو بہترین لباس پہناتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم بھی اس دن کا روزہ رکھو۔''

مفردات الحدیث ❊ الشارة، الشُورة: بہترین حالت، بناؤ سنگار۔ بہترین لباس

فائدہ :...... یہود موسیٰ علیہ السلام کی اقتداء میں عاشورہ کا روزہ بھی رکھتے تھے اور اس کی عظمت و احترام کے پیش نظر، اس کو جشن اور تہوار کا دن قرار دے کر بہترین لباس پہنتے اور بناؤ سنگار بھی کرتے تھے، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ چونکہ ۷ھ میں فتح خیبر کے وقت تشریف لائے ہیں، اس لیے انہوں نے اہل خیبر کے حالات ہی بیان کیے۔

[2662] ۱۳۱ ـ(۱۱۳۲) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَسُئِلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَآءَ فَقَالَ مَا عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَامَ يَوْمًا يَطْلُبُ فَضْلَهٗ عَلَى الْأَيَّامِ إِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ وَلَا شَهْرًا إِلَّا هٰذَا الشَّهْرَ يَعْنِي رَمَضَانَ.

[2662] ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوم عاشورہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا، میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی دن کا روزہ اس کو دوسرے دنوں پر فضیلت دیتے ہوئے رکھا ہو، سوائے اس دن کے اور نہ آپ ﷺ نے کسی مہینہ کی فضیلت کی بنا پر پورا مہینہ روزے رکھے، سوائے اس ماہ یعنی رمضان کے۔

[2663] (. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

[2663] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

۲۰...... بَاب: أَيُّ يَوْمٍ يُصَامُ فِيْ عَاشُورَاءَ

باب ۲۰ : عاشورہ کا روزہ کس دن رکھا جائے گا

[2664] ۱۳۲ ـ(۱۱۳۳) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ حَاجِبِ بْنِ عُمَرَ

[2662] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصوم، باب: صیام یوم عاشوراء برقم (۲۰۰۶) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصیام، باب: صوم النبی ﷺ۔ بابی هو وامی۔ وذکر اختلاف الناقلین للخبر فی ذلك برقم (۲۰٤/٤) انظر (التحفة) برقم (۵۸٦٦)

[2663] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲٦۵۷)

[2664] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: ما جاء عاشوراء الیوم التاسع برقم (۲٤٤٦) و (۲٤٤٦) تعلیقا۔ واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصوم، باب: ما جاء عاشورا ای یوم هو برقم (۷۵٤) انظر (التحفة) برقم (۵٤۱۲)

عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الْأَعْرَجِ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَائَهُ فِي زَمْزَمَ فَقُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي عَنْ صَوْمِ عَاشُورَآءَ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتَ هِلَالَ الْمُحَرَّمِ فَاعْدُدْ وَأَصْبِحْ يَوْمَ التَّاسِعِ صَائِمًا قُلْتُ هٰكَذَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُهُ ((قَالَ نَعَمْ)).

[2664]۔ حکم بن اعرج رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچا، جبکہ وہ زمزم کے پاس اپنی چادر کو سرہانہ (تکیہ) بنائے ہوئے تھے تو میں نے ان سے پوچھا، مجھے عاشورہ کے روزے کے بارے میں بتایئے تو انہوں نے جواب دیا، جب محرم کا چاند دیکھ لو تو اس کو گنتے رہو اور نویں دن کی صبح روزہ کی حالت میں کرو، میں نے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ اس کا روزہ ایسے ہی رکھتے تھے؟ انہوں نے کہا، ہاں۔

فائدہ:...... رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری سال، اس بات کا اظہار فرمایا تھا کہ اگر میں زندہ رہا تو نویں (۹) تاریخ کا بھی روزہ رکھوں گا، جیسا کہ آگے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت آ رہی ہے، اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ آئندہ ہم دسویں محرم کی بجائے یہ روزہ نویں محرم ہی کو رکھا کریں گے، دوسرا یہ کہ آئندہ سے ہم دسویں محرم کے ساتھ نویں محرم کا بھی روزہ رکھا کریں گے، تاکہ ہمارے اور یہود و نصاریٰ کے طرز عمل میں فرق ہو جائے اور مشابہت ختم ہو جائے اور مسند احمد کی روایت سے اسی دوسرے نص کو ترجیح حاصل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم عاشورہ کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت بھی کرو اور ایک دن قبل یا بعد کا روزہ بھی رکھو۔'' جمہور امت کا اس معنی پر اتفاق ہے، اگرچہ اس دور کے بعض علماء کا خیال ہے کہ ہمارے زمانہ میں چونکہ یہود و نصاریٰ کا کوئی کام بھی قمری مہینوں کے حساب سے نہیں ہوتا، اس لیے اب کسی اشتراک اور تشابہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا اور لهذا فی زماننا رفع تشابه کے لیے نویں یا گیارہویں کا روزہ رکھنا ضروری نہیں ہے، طحاوی کی روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، یہود کی مخالفت کرو اور نویں، دسویں دونوں کا روزہ رکھو، فتح الملہم ص ۱۴۵، ج ۳۔

[2665] (. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنِي

الْحَكَمُ بْنُ الْأَعْرَجِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَاءَهُ عِنْدَ زَمْزَمَ عَنْ صَوْمِ عَاشُورَآءَ بِمِثْلِ حَدِيثِ حَاجِبِ بْنِ عُمَرَ.

[2665]۔ حکم بن اعرج رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (جبکہ وہ زمزم کے پاس اپنی چادر کا تکیہ بنائے ہوئے تھے) عاشورہ کے روزے کے بارے میں پوچھا؟ آگے مذکورہ بالا حدیث ہے۔

[2665] تقدم تخريجه في الحديث الساب برقم (٢٦٥٩)

[2666] ١٣٣ ـ(١١٣٤) وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنِي إِسْمَعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا غَطَفَانَ بْنَ طَرِيفٍ الْمُرِّيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُولُ حِينَ صَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ)) قَالَ فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتّٰى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

[2666] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھنا اپنا معمول بنا لیا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا تو بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ وہ دن ہے جس کی یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں، (یہ گویا ان کا قومی و مذہبی شعار ہے اور اس دن روزہ رکھنے سے ان کے ساتھ اشتراک اور تشابہ پیدا ہوتا ہے۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان شاء اللہ، جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں کو روزہ رکھیں گے۔'' عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اگلا سال آنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔

[2667] ١٣٤ ـ(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَيْرٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَئِنْ بَقِيتُ ((إِلٰى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ)) وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ يَعْنِي يَوْمَ عَاشُورَاءَ.

[2667] ۔عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نویں کا روزہ رکھوں گا۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، آپ ﷺ کی مراد عاشورہ کا روزہ تھا۔

فائدہ :...... چونکہ رسول اللہ ﷺ نویں کے روزے کی خواہش فرمائی تھی، اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہہ دیا تھا، آپ ﷺ نویں کا روزہ رکھتے تھے۔

[2666] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصوم، باب: ما روى ان عاشوراء اليوم التاسع برقم (٢٤٤٥) انظر (التحفة) برقم (٦٥٦٦)

[2667] اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الصيام، باب: صيام يوم عاشوراء برقم (١٧٣٦) انظر (التحفة) برقم (٥٨٠٩)

۲۱...... بَاب مَنْ أَكَلَ فِي عَاشُورَاءَ فَلْيَكُفَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ

باب ۲۱: جس نے عاشورہ کے دن کھا پی لیا ہے، وہ بقیہ دن اس سے باز رہے

[2668] ۱۳۵ ـ(۱۱۳۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمٰعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ فِي النَّاسِ ((**مَنْ كَانَ لَمْ يَصُمْ فَلْيَصُمْ وَمَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ صِيَامَهُ إِلَى اللَّيْلِ**)).

[2668] ۔حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورہ کے دن اسلم قبیلہ کا ایک آدمی بھیجا اور اسے حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دو ''جس نے روزہ نہیں رکھا، وہ روزہ رکھ لے اور جس نے کھا پی لیا ہے تو وہ (دن کا باقی حصہ) رات تک روزہ پورا کرے۔''

[2669] ۱۳٦ ـ(۱۱۳٦) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ بْنِ لَاحِقٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ

عَنْ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ أَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ الَّتِي حَوْلَ الْمَدِينَةِ ((**مَنْ كَانَ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ وَمَنْ كَانَ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ**)) فَكُنَّا بَعْدَ ذٰلِكَ نَصُومُهُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا الصِّغَارَ مِنْهُمْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَنَذْهَبُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَنَجْعَلُ لَهُمْ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهَا إِيَّاهُ عِنْدَ الْإِفْطَارِ.

[2669] ۔حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشورہ کی صبح مدینہ کے آس پاس کی انصار کی بستیوں میں اطلاع بھیجی کہ ''جنھوں نے صبح روزہ کی حالت میں کی، (ابھی تک کچھ کھایا پیا

[2668] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: اذا نوى بالنهار صوما برقم (۱۹۲٤) واخرجه كذلك في باب: صيام يوم عاشوراء برقم (۲۰۰۷) واخرجه كذلك في اخبار الآحاد، باب: ما كان يبعث النبي ﷺ من الامراء والرسل واحدا بعد واحد برقم (۷۲٦٥) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: اذا لم يجمع من الليل، هل يصوم ذلك اليوم من التطوع برقم (٤/ ۱۹۲) انظر (التحفة) برقم (٤٥۳۸)

[2669] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: صوم الصبيان برقم (۱۹٦۰) انظر (التحفة) برقم (۱٥۸۳۳)

نہیں) وہ اپنا روزہ پورا کریں اور جنہوں نے صبح افطار کی حالت میں کی، (کچھ کھا پی لیا ہے) وہ دن کا باقی حصہ کا روزہ پورا کریں۔" اس کے بعد، ہم خود روزہ رکھتے تھے اور ان شاء اللہ اپنے چھوٹے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے اور ہم مسجد کو چلے جاتے تو ان کے لیے روئی کا کھلونا (گڑیا) بناتے، جب ان میں سے کوئی کھانے کے لیے روتا تو ہم انہیں افطار تک اس گڑیا کے ذریعہ بہلا کر لے جاتے۔"

[2670] ١٣٧-(. . .) وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ الْعَطَّارُ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ قَالَ سَأَلْتُ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذٍ عَنْ صَوْمِ عَاشُورَاءَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رُسُلَهُ فِي قُرَى الْأَنْصَارِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ بِشْرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَنَصْنَعُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَنَذْهَبُ بِهِ مَعَنَا فَإِذَا سَأَلُونَا الطَّعَامَ أَعْطَيْنَاهُمُ اللُّعْبَةَ تُلْهِيهِمْ حَتَّى يُتِمُّوا صَوْمَهُمْ.

[2670] - خالد بن ذکوان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے عاشورہ کے روزہ کے بارے میں پوچھا؟ انہوں نے بتایا، رسول اللہ ﷺ نے انصار کی بستیوں میں اپنے پیغام بر بھیجے، بشر کی طرح حدیث بیان کی، بس اتنا فرق ہے کہ اس نے کہا، ہم ان کے لیے روئی کی گڑیا بناتے اور اسے اپنے ساتھ لے جاتے تو جب وہ ہم سے کھانا مانگتے تو ہم انہیں وہ گڑیا غافل کرنے کے لیے دے دیتے تاکہ وہ اپنا روزہ پورا کر لیں یا حتی کہ وہ اپنا روزہ پورا کر لیتے۔

فائدہ:...... حضرت سلمہ بن اکوع اور حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ میں آمد کے بعد، جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے تو آپ ﷺ نے اس دن کے روزے کا زیادہ اہتمام فرمایا اور اس کا مسلمانوں کو عمومی حکم دینے کے لیے یوم عاشورہ کی صبح مدینہ کے آس پاس کی ان بستیوں میں جہاں انصار رہتے تھے، یہ اطلاع بھجوائی کہ جن لوگوں نے ابھی تک کچھ کھایا پیا نہ ہو، وہ آج کے دن روزہ رکھیں اور جنہوں نے کچھ کھا پی لیا ہو، وہ بھی دن کے باقی حصے میں کچھ نہ کھائیں پئیں، بلکہ روزہ داروں کی طرح رہیں اور پھر انصار نے اس کا اس قدر اہتمام کیا کہ انہوں نے چھوٹے بچوں کو بھی روزے رکھوائے اور ان کو مشغول و مصروف کرنے کے لیے تاکہ وہ کھانے پر اصرار نہ کریں، روئی کے کھلونے تیار کر کے ان کو بہلایا، احناف نے اس تاکیدی حکم سے عاشورہ کی فرضیت پر استدلال کیا ہے اور اس سے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ فرض روزے کے لیے بھی رات کو نیت کرنا ضروری نہیں ہے، باقی ائمہ کے نزدیک فرض روزے کے لیے رات کو نیت ضروری ہے اور اگر عاشورہ کا روزہ فرض ہوتا تو اس کی بھی رات کو نیت کی جاتی، اس کی تاکید اور اہتمام

[2670] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٦٤)

کا لوگوں کو پہلے پتہ ہی نہ تھا، آپ ﷺ نے صبح کے بعد اس کا اعلان کروایا، اس لیے اس کی نیت رات کو ممکن نہ تھی۔ اس لیے اس سے صرف اس قدر بات ثابت ہو سکتی ہے، اگر کوئی رات بھر سویا رہا، طلوع فجر کے بعد بیدار ہوا تو وہ اس طرح روزہ رکھ سکتا ہے، جب اسے یہ پتہ چلے آج روزہ ہے۔

۲۲...... بَاب: النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحٰى

باب ۲۲: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہے

[2671] ۱۳۸-(۱۱۳۷) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَـنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَجَاءَ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ هٰذَيْنِ يَوْمَانِ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْآخَرُ يَوْمٌ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ.

[2671] ۔ ابن ازہر کے آزاد کردہ غلام ابو عبید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عید کی نماز حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں پڑھی، وہ تشریف لائے، نماز پڑھائی، پھر نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو خطاب فرمایا اور کہا، یہ دو دن وہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، ایک وہ دن جو تمہارے روزے چھوڑنے کا دن ہے اور دوسرا وہ دن ہے جس میں تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا، یوم الفطر کا روزہ اس لیے منع ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے رمضان کے بعد ''فطر کا دن''، یعنی روزہ نہ رکھنے اور کھانے پینے کا دن قرار دیا ہے، اس لیے اس دن روزہ رکھنے میں منشاء الٰہی کی مخالفت ہے اور یوم النحر کا روزہ اس لیے منع کیا کہ وہ قربانی کا گوشت کھانے کا دن ہے، گویا اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ اس دن جو قربانیاں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لیے کی جائیں، اس کے بندے ان قربانیوں کا گوشت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضیافت سمجھ کر خوش خوش کھائیں اور وہ انسان بلا شبہ بڑا متکبر اور نمک حرام ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی عام دعوت کے دن، دانستہ روزہ رکھ لے۔

[2671] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: صوم يوم الفطر برقم (۱۹۹۰) واخرجه كذلك في الاضاحي، باب: ما يوكل من لحوم الاضاحي وما يتزود منها برقم (۵۵۷۱) اخرجه مسلم في (صحيحه) في الاضاحي، باب: بيان ما كان من النهي عن اكل لحوم الاضاحي بعد ثلاث في اول الاسلام، وبيان نسخه واباحته الى متى شاء برقم (۵۰۷۰) و (۵۰۷۱) و (۵۰۷۲) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، برقم (۲۴۱۶) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، برقم (۷۷۱) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، برقم (۱۷۲۲) انظر (التحفة) برقم (۱۰۶۶۳) و (۱۰۳۳۰)

[2672] ۱۳۹ ـ(۱۱۳۸) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْأَضْحٰى وَيَوْمِ الْفِطْرِ.

[2672] ـ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دنوں، قربانیوں کا دن اور فطر کا دن کے روزے سے منع فرمایا۔

[2673] ۱٤۰ ـ(۸۲۷) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ وَهُوَ ابْنُ عُمَيْرٍ

عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ مِنْهُ حَدِيثًا فَأَعْجَبَنِي فَقُلْتُ لَهُ آنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَأَقُولُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا لَمْ أَسْمَعْ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ ((لَا يَصْلُحُ الصِّيَامُ فِي يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْأَضْحٰى وَيَوْمِ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ)).

[2673] ـ قزعہ ؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو سعید ؓ سے ایک حدیث سنی جو مجھے بہت اچھی لگی۔ میں نے ان سے پوچھا، کیا آپ نے یہ روایت براہ راست رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے جواب دیا، تو کیا میں رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کرتا ہوں جو میں نے سنی نہیں ہے؟ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دو دنوں قربانیوں کا دن اور رمضان سے فطر دن میں روزہ رکھنا درست اور مناسب نہیں ہے۔''

[2674] ۱٤۱ ـ(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ النَّحْرِ.

[2674] ـ حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دنوں، فطر کا دن اور قربانی کا دن کے روزے سے منع فرمایا۔

[2672] تفرد مسلم فی تخریجہ۔ انظر (التحفۃ) برقم (۱۳۹٦۷)

[2673] اخرجہ البخاری فی (صحیحہ) فی الصوم، باب: صوم یوم النحر برقم (۱۹۹۵) مطولا۔ واخرجہ ابن ماجہ فی (سننہ) فی الصیام، باب: فی النھی عن صیام یوم الفطر والاضحی برقم (۱۷۲۱) باختصار۔ انظر (التحفۃ) برقم (٤۲۷۹)

[2674] اخرجہ البخاری فی (صحیحہ) فی الصوم، باب: صوم یوم الفطر برقم (۱۹۹۱) مطولا۔ واخرجہ ابو داود فی (سننہ) فی الصوم، باب: فی صوم العیدین برقم (۲٤۱۷) واخرجہ الترمذی فی (جامعہ) فی الصوم، برقم (۷۷۲) انظر (التحفۃ) برقم (٤٤۰٤)

[2675] ١٤٢-(١١٣٩) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ عَوْن عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ ﷺ فَقَالَ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَصُومَ يَوْمًا فَوَافَقَ يَوْمَ اَضْحٰى أَوْ فِطْرٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ ؓ أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ هٰذَا الْيَوْمِ.

[2675] ۔زیاد ابن جبیرؒ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ابن عمر ؓ کے پاس آیا اور پوچھا، میں نے ایک دن روزہ رکھنے کی نذر مانی اور وہ دن اضحیٰ کا دن یا فطر کا دن نکل آیا تو ابن عمر ؓ نے جواب دیا، اللہ تعالیٰ نے نذر پوری کرنے کا حکم دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس دن کے روزے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ :......امت کے نزدیک بالاتفاق عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا روزہ رکھنا حرام ہے، لیکن اگر کسی نے ان دنوں کے روزے کی نذر مانی تو جمہور ائمہ کے نزدیک وہ نذر کالعدم ہوگی اور امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک وہ نذر منعقد ہو جائے گی اور اس کی قضاء ضروری ہوگی اور اگر اسی دن روزہ رکھ لے تو ہو جائے گا یعنی اگر کسی نے نذر مانی کہ میں فلاں تاریخ کو روزہ رکھوں گا یا فلاں ماہ کے پہلے ہفتہ میں سوموار کا یا جمعرات کا روزہ رکھوں گا اور وہ دن اتفاق سے عید کا دن نکلا تو جمہور کے نزدیک روزہ کی نذر کالعدم ہوگی اور امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک قضاء لازم ہے کیونکہ نذر منعقد ہو چکی ہے۔

[2676] ١٤٣-(١١٤٠) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْاَضْحٰى

[2676] ۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو روزوں، فطر کے دن اور قربانی کے دن سے منع فرمایا۔

٢٣...... بَاب: تَحْرِيمِ صَوْمِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

باب ۲۳: ایام تشریق (۱۱ تا ۱۳) میں روزہ رکھنا حرام ہے

[2677] ١٤٤-(١١٤١) وحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ.

[2675] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: صوم يوم النحر برقم (١٩٩٤) واخرجه كذلك في الايمان والنذور برقم (٦٧٠٦) انظر (التحفة) برقم (٦٧٢٣)

[2676] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٨٩٤)

[2677] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١١٥٨٧)

[2677] ۔حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایام تشریق کھانے اور پینے کے دن ہیں۔''

فائدہ:......ایام تشریق سے مراد ۱۰ ذوالحجہ سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ تک کے چار دن ہیں، یہ چونکہ کھانے پینے کے ایام ہیں اس لیے ان میں روزہ رکھنا جائز نہیں، لیکن قرآن مجید میں متمتع کے بارے میں فرمایا کہ اگر اس کے پاس ہدی نہ ہو تو وہ دس روزے رکھے اور (ثلثة ايام فی الحج) ہوں یعنی تین روزے حج کے دنوں میں رکھنے ہوں گے اور یہ آیت عام ہے کہ یہ دن قربانی سے پہلے ہوں یا بعد میں، اس لیے اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے راجح قول کے مطابق ایام تشریق میں روزے کسی کے لیے بھی جائز نہیں ہیں لیکن امام مالک، امام احمد اور امام اسحاق اور امام شافعی کے ایک قول کی رو سے متمتع، قارن اور محصر کے لیے ایام تشریق کے روزے جائز ہیں۔

[2678] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ

عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ خَالِدٌ فَلَقِيتُ أَبَا الْمَلِيحِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهٖ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِ حَدِيثِ هُشَيْمٍ وَزَادَ فِيهِ وَذِكْرٍ لِلّٰهِ.

[2678] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے یہی روایت نقل کرتے ہیں اور اس میں ''یاد الٰہی کے دن'' ہونے کا اضافہ ہے۔

[2679] ١٤٥ـ(١١٤٢) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَهُ وَأَوْسَ بْنَ الْحَدَثَانِ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ فَنَادٰى ((أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَأَيَّامُ مِنًى أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ)).

[2679] ۔حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اور اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ کو ایام تشریق میں یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ ''جنت میں صرف مومن داخل ہو گا اور منیٰ کے ایام کھانے پینے کے دن ہیں۔'' (ایام منیٰ سے مراد ایام تشریق ہیں)۔

[2680] (. . .) وحَدَّثَنَاه عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوعَامِرٍ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا

[2678] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١١٥٨٧)

[2679] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١١١٣٧)

[2680] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١١١٣٧)

إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَنَادَيَا.

[2680] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے ابراہیم بن طہمان ہی کی سند سے یہ روایت بیان کرتے ہیں، صرف یہ فرق ہے کہ پہلی روایت میں فنادی ہے، (اس نے اعلان کیا) اور اس میں فنادیا ہے، دونوں نے اعلان کیا۔

۲۴...... بَاب: كَرَاهَةِ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مُنْفَرِدًا

باب ۲۴: اکیلے جمعہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہے

[2681] ۱۴۶۔(۱۱۴۳) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ أَنَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ نَعَمْ وَرَبِّ هٰذَا الْبَيْتِ.

[2681]۔محمد بن عباد بن جعفر رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے جبکہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، پوچھا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کے روزے سے منع فرمایا ہے؟ تو انہوں نے کہا، ہاں، اس گھر کے رب کی قسم!

[2682] (...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُالْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَأَلَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما بِمِثْلِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[2682] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے اس قسم کی روایت نقل کرتے ہیں۔

[2683] ۱۴۷۔(۱۱۴۴) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ح حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم **((لَا يَصُمْ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ يَصُومَ قَبْلَهُ أَوْ يَصُومَ بَعْدَهُ))**.

[2681] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصوم، باب: صوم يوم الجمعة، واذا اصبح صائما يوم الجمعة فعليه ان يفطر برقم (١٩٨٤) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصيام، باب: فی صيام يوم الجمعة برقم (١٧٢٤) انظر (التحفة) برقم (٢٥٨٦)

[2682] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٦٨٦)

[2683] اخرجه البخاری فی (صحيحه) حديث ابی بكر بن ابی شيبة فی الصوم، باب: صوم ←

[2683] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص، جمعہ کا روزہ نہ رکھے، الا یہ کہ اس سے ایک دن پہلے کا (جمعرات کا) یا اس کے ایک دن بعد (ہفتہ) کا روزہ بھی رکھے۔

[2684] ۱۴۸۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ يَعْنِي الْجُعْفِيَّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي وَلَا تَخُصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ)).

[2684] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ راتوں میں سے جمعہ کی رات کو قیام اور عبادت کے لیے مخصوص نہ کرو اور تم لوگ دنوں میں سے جمعہ کے دن کو روزہ کے لیے مخصوص نہ کرو الا یہ کہ وہ تمہارے روزے کے معمول کے دنوں میں آ جائے۔

فائدہ:...... جمعہ کے دن کی فضیلت کی بنا پر اس بات کا امکان تھا کہ لوگ اس دن کو نفلی روزہ رکھنے اور رات کو قیام وتلاوت کے لیے مخصوص کر لیں اور آہستہ آہستہ اس کے ساتھ فرض و واجب کا معاملہ کرنے لگیں، حالانکہ شریعت نے اس کو فرض و واجب نہیں ٹھہرایا تو اس طرح بدعت کا دروازہ کھل جائے گا، اس لیے آپ ﷺ نے کسی دن یا رات میں اپنی طرف سے کسی عبادت کی راہ بند کرنے کے لیے یہ حکم صادر فرمایا، جس سے ثابت ہوا، شریعت نے جس کو لازم نہیں ٹھہرایا، اس کو لازم ٹھہرانا یا اس کے ساتھ لازم جیسا سلوک کرنا درست نہیں ہے اور یہ کسی عبادت کے لیے اپنے طور پر کسی دن کی تخصیص نہیں کر سکتے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد کے نزدیک اس طرح امام مالک کے نزدیک جمعہ کے دن بلا قید روزہ رکھنا جائز ہے اور باقی ائمہ کے نزدیک، حدیث کے مطابق جمعہ کی تخصیص جائز نہیں ہے، الا یہ کہ وہ اس کے معمول کے دنوں میں آ جائے، مثلاً ایک انسان ہمیشہ یکم، گیارہ اور اکیس تاریخ کو روزہ رکھتا ہے تو ان میں سے کوئی تاریخ جمعہ کو پڑ جائے تو پھر جمعہ کا روزہ رکھنا جائز ہوگا اور احناف کا جمعہ کے روزہ کے لیے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جمعہ کا روزہ کم ہی چھوڑتے تھے، سے استدلال

← يوم الجمعة، واذا اصبح صائما يوم الجمعة فعليه ان يفطر برقم (۱۹۸۵) واخرجه ابن ماجه في (سننه) كذلك في الصيام، باب: في صيام يوم الجمعة برقم (۱۷۲۳) انظر (التحفة) برقم (۱۲۳۶۵) واخرجه ابو داود في (سننه) حديث يحيى بن يحيى في الصوم، باب: النهي ان يخص يوم الجمعة لصوم برقم (۲۴۲۰) واخرجه كذلك الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في كراهية صوم يوم الجمعة وحده برقم (۷۴۳) واخرجه كذلك ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: في صيام يوم الجمعة برقم (۱۷۲۳) انظر (التحفة) برقم (۱۲۵۰۳)

[2684] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۴۵۲۷)

درست نہیں ہے، کیونکہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق ہمیشہ جمعرات کو بھی روزہ رکھتے تھے، دوسری روایت ہے کہ آپ ایک مہینہ میں ہفتہ، اتوار اور پیر کا روزہ رکھتے اور اگلے مہینہ منگل، بدھ اور جمعرات کا، اس لیے آپ اکیلے جمعہ کا روزہ نہیں رکھتے تھے کہ باقی دنوں کو نظر انداز فرما دیں۔

۲۵...... بَاب :بَيَانِ نَسْخِ قَوْلِهِ تَعَالَى وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ بِقَوْلِهِ فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

باب ۲۵: اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿وَ عَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ﴾ دوسرے فرمان ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ﴾ سے منسوخ ہوگیا

[2685] ۱۴۹۔(۱۱۴۵)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ كَانَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتَّى نَزَلَتْ الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا.

[2685] ۔حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری ''جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہوں، (لیکن وہ روزہ نہ رکھیں) تو وہ ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔'' (البقرہ، آیت:۱۸۴) تو جو انسان روزہ نہ رکھ کر فدیہ دینا چاہتا، وہ ایسا کر لیتا، حتی کہ بعد والی آیت ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ اتری تو اس نے اس رخصت کو منسوخ کر دیا۔

[2686] ۱۵۰۔(. . .) حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ

[2685] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی التفسیر، باب: ﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾ برقم (٤٥٠٧) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: نسخ قوله تعالی: ﴿وعلى الذين يطيقونه﴾ برقم (٢٣١٥) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصوم، باب: ما جاء ﴿وعلى الذين يطيقونه﴾ برقم (٧٩٨) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الصيام، باب: تاويل قول الله عزوجل: ﴿وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين﴾ برقم (٤/ ١٩٠) انظر (التحفة) برقم (٤٥٣٤)

[2686] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٦٨٠)

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا فِي رَمَضَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ فَافْتَدَى بِطَعَامِ مِسْكِينٍ حَتّٰى أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ.[البقرة:۱۸۵]

[2686] ۔حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ہم میں سے جو چاہتا روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا روزہ نہ رکھتا اور ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دیتا، حتی کہ یہ آیت اتری ''جو شخص تم میں سے اس ماہ (رمضان) کو پالے، (اس میں مقیم ہو) وہ روزے رکھے۔'' (بقرہ، آیت: ۱۸۵)

فائدہ :...... آیت مبارکہ ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ﴾ کے محکم اور منسوخ ہونے میں اختلاف ہے، کیونکہ ﴿الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ﴾ کے معنی ومفہوم میں اختلاف ہے لیکن آیت کا سیاق وسباق اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث کا تقاضا یہی ہے کہ آغاز اسلام میں جب لوگ روزہ رکھنے کے عادی نہیں تھے تو عارضی طور پر روزہ نہ رکھنے کی صورت میں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ مقرر کیا گیا، لیکن فرمایا یہی گیا ﴿وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ اور تمہارے حق میں روزہ رکھنا ہی بہتر ہے، نیز اس فقر وفاقہ کے دور میں کتنے لوگ فدیہ ادا کرنے کی سکت رکھتے تھے، بعد میں یہ عارضی رخصت بھی منسوخ ہوگئی، ہاں بوڑھا اور عورت اور دائمی مریض، جن کے لیے روزہ رکھنا ممکن نہیں ہے، وہ ایک مسکین کو کھانا کھلائیں یا جمہور کے نزدیک ایک مدغلہ دے دیں اور احناف کے نزدیک نصف صاع اور ان کے نزدیک صاع بھی ۴ 1/2 سیر کا ہے، لہٰذا سوا دو سیر گندم فدیہ دینا ہوگا۔

۲۶...... باب: جَوَازِ تَاخِيْرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ مَالَمْ يَجِئْ رَمَضَانَ آخَرُ لِمَنْ أَفْطَرَ بِعُذْرٍ كَمَرَضٍ وَسَفَرٍ وَحَيْضٍ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

۲۶...... جس نے کسی عذر، مرض، سفر اور حیض وغیرہ کی بنا پر روزہ چھوڑا ہو اس کے لیے رمضان (کے روزوں) کی قضا اگلے رمضان کی آمد (سے پہلے) تک موخر کرنے کا جواز

[2687] ۱۵۱-(۱۱۴۶) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُولُ كَانَ يَكُونُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقْضِيَهُ إِلَّا فِي شَعْبَانَ الشُّغْلُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَوْ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

[2687] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصوم، باب: متی يقضی قضاء رمضان برقم (۱۹۵۰) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصيام عن الحائض برقم (۲۳۱۸) واخرجه ابن ماجه

[2687]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میرے ذمہ رمضان کے روزے ہوتے تو میں ان کی شعبان کے سوا کسی ماہ میں قضائی نہ دے سکتی تھی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی مصروفیت ہوتی تھی۔

[2688] (. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنَا

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَذٰلِكَ لِمَكَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

[2688] مصنف ایک اور استاد سے یحیٰی بن سعید ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں، اس میں ہے یہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی کی بنا پر ہوتا تھا۔

[2689] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّ ذٰلِكَ لِمَكَانِهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ يَحْيَى يَقُولُهُ

[2689] مصنف ایک اور استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، اس میں یہ ہے کہ یحیٰی بن سعید کہتے ہیں، میرا خیال ہے کہ یہ ان کے نبی اکرم کی خدمت میں حاضری کی بنا پر ہوتا تھا۔'' آپ رضی اللہ عنہا کی خاطر وہ روزہ نہیں رکھ سکتی تھیں۔

[2690] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ ح و حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا

عَنْ يَحْيَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرَا فِي الْحَدِيثِ الشُّغْلُ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[2690] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے یہی روایت یحیٰی ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مشغولیت کا ذکر نہیں ہے۔

[2691] ۱۵۲۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

فی (سننه) فی الصیام، باب: تاخیر قضاء رمضان برقم (۲۳۹۹) واخرجه النسائی فی الصیام، باب: وضع الصیام، باب: ما جاء فی قضاء رمضان برقم (۱۶۶۹) انظر (التحفة) برقم (۱۷۷۷۷)

[2688] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲۶۸۲)

[2689] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲۶۸۲)

[2690] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲۶۸۲)

[2691] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصیام، باب: الاختلاف علی محمد بن ابراهیم فیه برقم (٤/ ١٥٠) انظر (التحفة) برقم (۱۷۷٤۱)

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ كَانَتْ إِحْدَانَا لَتُفْطِرُ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا تَقْدِرُ عَلَى أَنْ تَقْضِيَهُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى يَأْتِيَ شَعْبَانُ.

[2691]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں روزہ (حیض وغیرہ) کی بنا پر افطار کرتی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں شعبان کی آمد تک قضائی نہیں دے سکتی تھی۔

فائدہ :...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کے رمضان کے روزے کسی سبب، مرض، سفر یا مجبوری اور عذر حیض، نفاس، حمل وغیرہ کے سبب رہ جائیں تو ان کا رمضان کے فوراً بعد رکھنا ضروری نہیں ہے، اگلے رمضان کی آمد سے پہلے پہلے، جب چاہے وہ روزے رکھ سکتا ہے، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن چونکہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت کے شرف کے لیے ہمہ وقت مستعد رہتی تھیں، اس لیے وہ شعبان ہی میں روزوں کی قضائی دیتی تھیں، کیونکہ اس ماہ میں آپ ﷺ بکثرت روزے رکھتے تھے، ائمہ اربعہ کا مؤقف یہی ہے۔

۲۷...... بَاب: قَضَاءِ الصِّيَامِ عَنِ الْمَيِّتِ

باب ۲۷: میت کی طرف سے روزوں کی قضائی دینا

[2692] ۱۵۳-(۱۱۴۷) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ)).

[2692]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو انسان اس حالت میں فوت ہو جائے کہ اس کے ذمہ کچھ روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے۔''

[2693] ۱۵۴-(۱۱۴۸) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ

[2692] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصوم، باب: من مات وعليه صوم برقم (۱۹۵۲) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: فيمن مات وعليه صيام برقم (۲۴۰۰) انظر (التحفة) برقم (۱۶۳۸۲)

[2693] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصوم، باب: من مات وعليه صوم برقم (۱۹۵۳) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الايمان والنذور، باب: فيمن مات وعليه صيام صام عنه وليه ←

شَهْرٍ فَقَالَ ((أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتِ تَقْضِينَهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ)).

[2693]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے پوچھا کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: بتایئے، اگر اس کے ذمہ قرض ہوتا تو کیا تو اس کو ادا کرتی؟ اس نے کہا، ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ کا قرض ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے۔''

[2694] ۱۵۵۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ الْوَكِيعِيُّ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا فَقَالَ ((لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ عَنْهَا)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى)) قَالَ سُلَيْمَانُ فَقَالَ الْحَكَمُ وَسَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ جَمِيعًا وَنَحْنُ جُلُوسٌ حِينَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَا سَمِعْنَا مُجَاهِدًا يَذْكُرُ هٰذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

[2694]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا، اے اللہ کے رسول! میری ماں فوت ہوگئی ہے اور اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہیں تو کیا میں ان کو اس کی طرف سے رکھ سکتا ہوں تو آپ نے فرمایا: ''اگر تیری ماں کے ذمہ قرض ہوتا تو کیا تو اس کی طرف سے اسے ادا کرتا؟ اس نے کہا، ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اللہ کا قرض زیادہ حق دار ہے کہ اس کو چکایا جائے۔''

سفیان کا قول ہے کہ حکم اور سلمہ بن کہیل دونوں نے بتایا، جب مسلم (بطین) نے یہ حدیث سنائی، ہم بھی بیٹھے ہوئے تھے اور ان دونوں نے بتایا، یہ روایت ہم نے مجاہد سے بھی، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے سنی۔

[2695] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ

← برقم (۳۳۱۰) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصوم، باب: ما جاء فی الصوم عن المیت برقم (۷۱۶) و (۷۱۷) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصیام، باب: من مات وعلیه صیام من نذر برقم (۱۷۵۸) انظر (التحفة) برقم (۵۶۱۲)

[2694] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲۶۸۸)

[2695] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲۶۸۸)

عَـنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ وَالْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ وَمُسْلِمِ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَمُجَاهِدٍ وَعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

[2695] امام صاحب نے اپنے استاد ابوسعید اشج سے یہ روایت اعمش (سلیمان) سے سلمہ بن کہیل، حکم بن عتیبہ اور مسلم بطین تینوں نے، سعید بن جبیر، مجاہد اور عطاء کے واسطہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی۔

فائدہ:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ بات صراحتاً ثابت ہوتی ہے کہ میت کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھ سکتا ہے اور اسے روزے رکھنے چاہئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ایک مثال کے ذریعہ سمجھائی جب کہ روزہ انسان کے ذمہ اللہ کا حق ہے، جو قرض کے حکم میں ہے، جس طرح انسانی قرض کی ادائیگی ضروری ہے، اس سے بڑھ کر اللہ کے قرض کی ادائیگی لازمی ہے اور حج کی طرح روزہ بھی ایسا حق ہے، جس کی انسان کی زندگی میں بھی نیابت، عذر یا مجبوری کی صورت میں جائز ہے، لیکن نماز کی نیابت بالاتفاق جائز نہیں ہے، اس لیے اہل ظاہر کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بنا پر، ولی کے لیے روزے رکھنا ضروری ہے، محدثین، ابوثور اور بعض شوافع کے نزدیک بھی ان صحیح احادیث کی بنا پر اس کو جائز قرار دیا گیا ہے اور امام ابن تیمیہ کی بھی یہی رائے ہے اور حافظ ابن حزم نے اس کی پرزور وکالت کی ہے، لیکن احناف اور شوافع جو عبادات میں بھی (یعنی بدنی عبادت میں) قیاس سے کام لے کر میت کی طرف سے تلاوت قرآنی جائز قرار دیتے ہیں، حالانکہ کسی حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے اور یہ نماز کی طرح خالص بدنی عبادت ہے جس میں نیابت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، ان کے نزدیک ولی، میت کی طرف سے روزے نہیں رکھ سکتا اور صحیح احادیث کے مقابلہ میں صحابہ کے اقوال پیش کرتے ہیں یا ایسے قواعد وضوابط جو وضعی ہیں یا یہاں چسپاں نہیں ہوتے، پیش کرتے ہیں۔ بہرحال امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک اگر میت نے اپنے مال سے فدیہ کی ادائیگی کی وصیت کی ہو تو فدیہ ادا کرنا واجب ہے، اگر وصیت نہ کی ہو تو مستحب ہے، امام احمد اور اسحاق کے نزدیک نذر کی صورت میں روزے رکھے جائیں گے اور رمضان کی صورت میں امام شافعی کی طرح ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہوگا۔ علامہ سندھی رحمہ اللہ نے ظاہری معنی کو ترجیح دی ہے۔

[2696] ١٥٦-(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنِي زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ

[2696] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٨٨)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ أَفَأَصُومُ عَنْهَا قَالَ ((أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ فَقَضَيْتِيهِ أَكَانَ يُؤَدِّي ذٰلِكِ)) عَنْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ ((فَصُومِي عَنْ أُمِّكِ)).

[2696]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی، اے اللہ کے رسول ﷺ! میری ماں فوت ہوگئی اور اس کے ذمہ نذر کے روزے ہیں، کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بتایئے! اگر تیری والدہ کے ذمہ قرض ہوتا اور تو اس کو ادا کر دیتی تو کیا یہ اس کی طرف سے ادا ہو جاتا؟'' اس نے کہا، ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تو اپنی ماں کی طرف سے روزہ رکھ۔''

فائدہ:...... قرض اللہ کا ہو یا کسی بندے کا، اس کی ادائیگی ضروری ہے اور قرض دوسرا آدمی بھی ادا کر سکتا ہے۔

[2697] ۱۵۷۔(۱۱۴۹) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَبُو الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ

عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ بَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِجَارِيَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ فَقَالَ ((وَجَبَ أَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيرَاثُ)) قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَصُومُ عَنْهَا قَالَ ((صُومِي عَنْهَا)) قَالَتْ إِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ ((حُجِّي عَنْهَا)).

[2697]۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اسی اثنا میں آپ کے پاس ایک عورت آ گئی اور اس نے پوچھا، میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی صدقہ میں دی اور اب میری ماں فوت ہوگئی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اجر ثابت ہوگیا اور وراثت کی بنا پر تیری لونڈی واپس مل گئی۔'' اس نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے تھے تو کیا میں اس کی طرف سے رکھ سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''اس کی طرف سے روزہ رکھو۔'' اس نے پوچھا، اس نے کبھی حج نہیں کیا، کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''اس کی طرف سے حج کرو۔''

[2697] اخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: من تصدق بصدقة ثم ورثها برقم (١٦٥٦) باختصار۔ واخرجه كذلك في الوصايا، باب: في الرجل يهب الهبة ثم يوصى له بها او يرثها برقم (٢٨٧٧) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الزكاة، باب: ما جاء في المتصدق يرث صدقته برقم (٦٦٧) واخرجه كذلك في الحج، باب: ٧٦ برقم (٩٢٩) باختصار۔ واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: من مات وعليه صيام من نذر برقم (١٧٥٩)

فوائد:...... ❶ اگر کوئی انسان صدقہ کرتا ہے اور وہ صدقہ وراثت کی بناء پر اس کے پاس واپس آ جاتا ہے تو اس کے لیے اس کا لینا جائز ہے اور اس کے ثواب میں کمی نہیں ہو گی۔ ❷ والدین کی طرف سے نفلی حج بھی کیا جا سکتا ہے۔ ❸ ولی رمضان کے روزوں کی طرح میت کی طرف سے نذر کے روزے بھی رکھ سکتا ہے، اگرچہ امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک روزے رکھنے جائز نہیں ہیں اور امام احمد کے نزدیک رمضان کے روزے نہیں رکھ سکتا اور نذر کے روزے رکھ سکتا ہے۔

[2698] ۱۵۸-(. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ صَوْمُ شَهْرَيْنِ.

[2698]۔یہی روایت امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، جس میں ((انا جالس عند رسول الله)) کے بجائے ((كنت جالساً عند النبي)) ہے اور اس میں ایک ماہ کے بجائے دو ماہ کے روزے ہیں۔

[2699] (. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَقَالَ صَوْمُ شَهْرٍ.

[2699] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی اور اس میں ایک ماہ کے روزہ کا ذکر ہے۔

[2700] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ سُفْيَانَ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: صَوْمُ شَهْرَيْنِ.

[2700] امام صاحب ایک اور استاد سے روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں دو ماہ کے روزوں کا تذکرہ ہے۔

[2701] (. . .) وحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَطَاءٍ الْمَكِّيِّ

← باختصار۔ واخرجه كذلك في الصدقات، باب: من تصدق بصدقة ثم ورثها برقم (٢٣٩٤) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (١٩٨٠)

[2698] تقدم تخرجه في الحديث السابق برقم (٢٦٩٢)

[2699] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٩٢)

[2700] تقدم تخريج

[2701] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٩٣٧)

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ أَتَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ وَقَالَ صَوْمُ شَهْرٍ.

[2701] امام صاحب ایک اور استاد سے سلیمان بن بریدہ کی اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں ایک ماہ کے روزوں کا ذکر ہے۔

فائدہ:...... مختلف احادیث میں کہیں مرد کی آمد کا تذکرہ ہے اور کہیں عورت کا، بعض جگہ ایک ماہ کے روزے ہیں اور بعض جگہ دو ماہ کے اور بقول امام نووی ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے، سوال مرد نے بھی کیا اور عورت نے بھی، ایک ماہ کے بارے میں سوال ہوا اور دو ماہ کے بارے میں بھی اور ان سب احادیث سے مشترکہ طور پر یہ بات ثابت ہوئی کہ ولی، میت کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے اور ان احادیث کے مخالف کوئی صحیح اور مرفوع حدیث موجود نہیں ہے اور ان احادیث کو اطعام پر محمول کرنا، بلاوجہ اور بلاضرورت ہے اور ظاہری معنی پر محمول کرنے میں کوئی مانع یا رکاوٹ موجود نہیں ہے اور ان احادیث صحیحہ پر تنقید اور اعتراض بیجا ہے۔

۲۸...... بَاب: الصَّائِمِ يُدْعَى لِطَعَامٍ فَلْيَقُلْ اِنِّي صَائِمٌ

باب ۲۸: روزے دار کو اگر کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ کہہ دے میں روزے دار ہوں

پاکستانی نسخہ:...... روزے دار کو جب کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ روزہ افطار نہ کرنا چاہے یا اسے گالی دی جائے یا لڑائی پر آمادہ کیا جائے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ کہہ دے میں روزے دار ہوں اور وہ اپنے روزے کو شہوت انگیزی اور اشتعال وغیرہ سے بچائے گا، (کیونکہ پاکستانی نسخہ میں اگلا باب اس باب میں داخل کر دیا گیا ہے۔)

[2702] ۱۵۹۔(۱۱۵۰) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ رِوَايَةً و قَالَ عَمْرٌو يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم و قَالَ زُهَيْرٌ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلٰى طَعَامٍ وَهُوَ صَآئِمٌ فَلْيَقُلْ اِنِّي صَائِمٌ))

[2702]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں کسی کو کھانے کی طرف بلایا جائے، جبکہ وہ روزے دار تو وہ کہہ دے، میں روزے دار ہوں۔

[2702] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: ما یقول الصائم اذا دعی الی الطعام برقم (۲٤٦۱) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصوم، باب: ما جاء فی اجابة الصائم الدعوة برقم (۷۸۱) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصیام، برقم (۱۷۵۰) انظر (التحفة) برقم (۱۳٦۷۱)

فائدہ :...... اگرچہ نفلی نیکی کا اخفاء بہتر ہے لیکن ضرورت کے وقت اس کا اظہار ہو سکتا ہے، نیز دعوت کے لیے روزہ کا افطار کرنا ضروری نہیں ہے، حاضر ہو کر خیر و برکت کی دعا کر سکتا ہے، اگر دعوت دینے والا مجبور کرے اور اس کے جذبات کا لحاظ رکھنا ضروری ہو تو پھر روزہ کھولا بھی جا سکتا ہے۔

۲۹...... بَاب: حِفْظِ اللِّسَانِ لِلصَّائِمْ

باب ۲۹: روزے دار کا زبان کی حفاظت کرنا

[2703] ۱۶۰۔(۱۱۵۱) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ رِوَايَةً قَالَ إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ يَوْمًا صَائِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ فَإِنْ امْرُؤٌ شَاتَمَهُ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ إِنِّي صَائِمٌ.

[2703]۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا کسی دن روزہ ہو تو وہ شہوت انگیز حرکت نہ کرے اور نہ شور و غوغا کرے اور نہ جذبات کی رو میں بہ جائے (جہالت نادانی کا کام نہ کرے) اگر کوئی انسان اسے گالی گلوچ یا لڑائی جھگڑے پر ابھارے تو وہ سوچ لے، میں تو روزہ دار ہوں، میں تو روزے دار ہوں۔'' فلیقل دل میں کہے، سوچ لے یا زبان سے کہہ دے۔

فائدہ :...... جس طرح روزے دار کے لیے کھانے پینے اور تعلقات زن و شوہر سے احتراز ضروری ہے، اسی طرح روزے کی حالت میں اپنی زبان اور دوسرے اعضاء کو خلاف شریعت کاموں سے بچانا ضروری ہے، زبان سے فحش گفتگو یا فحش حرکات، بلاضرورت شور و شرابا اور چیخ و پکار کرنا، حلم و تحمل کے برعکس جذبات کی رو میں بہ کر جہالت و نادانی کے کام کرنا یا کوئی اشتعال دلا کر گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑے پر آمادہ کرے تو اس کے ساتھ الجھنا درست نہیں ہے، بلکہ وہ دل میں سوچ لے یا ضرورت اور موقع و محل کا تقاضا ہو تو زبان سے بھی کہہ دے، میں روزے دار ہوں اور میرے لیے سب و شتم اور لڑائی جھگڑا کرنا ناجائز ہے۔ **شاتمہ**: گالی گلوچ پر ابھارے۔ **قاتلہ**: لڑائی جھگڑے پر اکسائے۔

۳۰...... بَاب: فَضْلِ الصِّيَامِ

باب ۳۰: روزوں کی فضیلت

[2704] ۱۶۱۔(...) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ

[2703] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۶۹۱)

[2704] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصیام، باب: ذکر الاختلاف علی ابی صالح فی هذا الحدیث برقم (٤/ ١٦٤) انظر (التحفة) برقم (۱۳۳٤٥)

سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخِلْفَةُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ)).

[2704]۔حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''اللہ عزوجل نے فرمایا، ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے، مگر روزہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے۔''

[2705] ۱۶۲۔(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ وَهُوَ الْحِزَامِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الصِّيَامُ جُنَّةٌ.

[2705]۔حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ ڈھال ہے۔''

[2706] ۱۶۳۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ أَنَّهُ سَمِعَ

اَبَا هُرَيْرَةَ ؓ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَسْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهِ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ)).

[2706]۔حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کا فرمان ہے ابن آدم، انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے، مگر روزہ کیونکہ وہ میرے لیے ہے تو میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ ڈھال ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کا روزے کا دن ہو تو اس دن وہ بیہودہ اور فحش گفتگو نہ کرے اور نہ شور وشغب

[2705] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٨٨٥)

[2706] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصوم، باب: هل یقول انی صائم اذا شتم برقم (١٩٠٤) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصیام، باب: ذکر الاختلاف علی ابی صالح فی هذا الحدیث برقم (٤/ ١٦٣) انظر (التحفة) برقم (١٢٨٥٣)

کرے، پس اگر کوئی دوسرا اس سے گالی گلوچ یا جھگڑا کرنے کی کوشش کرے تو وہ کہہ دے میں روزہ دار ہوں، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، روزہ دار کی منہ کی بو، قیامت کے دن اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہوگی اور روزہ دار کے لیے دو مسرتیں ہیں، جو اس کے لیے شادمانی کا باعث بنتی ہیں جب وہ روزہ کھولتا ہے تو اپنے فطرے سے خوش ہوتا ہے نمبر۲ اور جب اپنے رب کو ملے گا تو اپنے روزہ کی وجہ سے خوش ہوگا۔''

[2707] ١٦٤-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((**كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَلَخُلُوفُ فِيهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ**)).

[2707]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''آدمی کے ہر اچھے عمل کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، مگر روزہ، کیونکہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، میری خاطر بندہ اپنی خواہش اور اپنا کھانا پینا چھوڑتا ہے، روزہ دار کے لیے دو مسرتیں ہیں، ایک مسرت افطار کے وقت اور دوسری مسرت اللہ کی بارگاہ میں شرف باریابی کے وقت اور اس کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی بہتر ہے۔''

[2708] ١٦٥-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي سِنَانٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنهما قَالَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((**إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ إِنَّ الصَّوْمَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ إِنَّ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَيْنِ إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِيَ اللهَ فَرِحَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ**)).

[2707] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصيام باب: ما جاء فی فضل الصيام برقم (١٦٣٨) انظر (التحفة) برقم (١٢٤٧٠) و (١٢٥٢٠)

[2708] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصيام، باب: ذكر الاختلاف علی ابی صالح فی هذا الحديث برقم (٤/ ١٦٢) انظر (التحفة) برقم (٤٠٢٧)

[2708]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کا ارشاد ہے، بلاشبہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر وثواب دوں گا، روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، جب روزہ افطار کرتا ہے، خوش ہوتا ہے اور جب اللہ سے ملاقات ہوگی، خوش ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے۔''

[2709] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ إِسْحٰقُ بْنُ عُمَرَ ابْنِ سَلِيطٍ الْهُذَلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ وَهُوَ أَبُو سِنَانٍ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، قَالَ: وَقَالَ: إِذَا لَقِيَ اللّٰهَ فَجَزَاهُ، فَرِحَ .

[2709] یہی روایت امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے ابوسنان ضرار بن مرہ کی ہی سند سے بیان کرتے ہیں، اس میں ہے، ''جب اللہ کے حضور شرف باریابی ملے گا اور وہ اسے اجر وثواب سے نوازے گا، خوش ہوگا۔''

مفردات الحدیث ❶ **الصِّيَامُ جُنَّةٌ**: روزہ ڈھال ہے، جو روزہ دار کو شیطان ونفس کے حملوں سے بچاتا ہے، وہ اس کو بیہودہ اور فحش گفتگو سے، شوروشغب سے، سب وشتم اور لڑائی جھگڑے سے بچاتا ہے، اس لیے بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے ناحق اور باطل کلام اور باطل کام نہیں چھوڑتا تو اللہ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی ضرورت نہیں ہے، اس طرح روزہ انسان کے لیے گناہ ومعصیت اور شریعت کی حدود کی پامالی سے ڈھال بن کر اللہ کے غیض وغضب اور ناراضی سے ڈھال بنتا ہے اور شیطان ونفس کے حملوں سے بچاؤ کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور غضب کے محل، آتش دوزخ سے بھی ڈھال بنے گا۔ ❷ **للصائم فرحتان**: ایک مومن بندہ جب اللہ کے فریضہ کی ادائیگی سے سبکدوش ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق عمل پر خوش ہوتا ہے کہ اس نے فرض اور حق کی ادائیگی کی توفیق دی، دوبارہ خوشی اس وقت ہوگی جب قیامت کے دن روزہ کا اجر اور مزدوری بے حد وحساب لے گا۔ ❸ **خُلُوف فم الصائم**: بھوک وپیاس کے نتیجہ میں روزہ دار کے منہ سے جو بو پیدا ہوتی ہے تو انسانوں کے لیے جتنی اچھی اور جتنی پیاری اور پسندیدہ ومحبوب مشک کی خوشبو ہوتی ہے تو بلاشبہ اللہ کے ہاں روزہ دار کے منہ کی بو اس مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے، لیکن یہ منہ کی بو، مسواک وغیرہ سے زائل نہیں ہوتی، اس لیے روزہ دار کو وضوء کے ساتھ مسواک کرنے کے اجر وثواب سے محروم رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں روزہ کی جو خاص فضیلتیں اور برکتیں بیان کی گئی ہیں، وہ انھی روزہ داروں کے لیے ہیں، جن کا روزہ شہوت نفس اور کھانے پینے کے علاوہ گناہوں اور بری اور ناپسندیدہ باتوں اور کاموں سے ڈھال بنتا ہے، جو

[2709] تقدم تخريجه

شخص روزہ رکھے لیکن برے کاموں اور غلط باتوں سے پرہیز نہ کرے اس کے لیے بھوک و پیاس کے سوا کوئی فضیلت و برکت نہیں ہے۔ ④ رفث: بیہودہ اور شہوت انگیز، گندی باتیں اور حرکتیں۔ ⑤ الجهل: حلم اور حکمت کے مقابلہ میں ہے، اشتعال انگیز اور جذباتی قول وفعل، غیر دانشمندانہ اور نادرست قول وفعل۔ ⑥ خُلْفَة: خُلُوف، خلو معدہ کے نتیجہ میں اٹھنے والی منہ کی بو۔ ⑦ صَخَب، سَخَب: چیخ و پکار، شور وغل۔

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ کے ہاں روزہ کو اس قدر فضیلت اور قدر و منزلت حاصل ہے کہ امت مرحومہ کے اعمال خیر کے متعلق عام قانون الٰہی تو یہ ہے کہ ایک نیکی کا اجر وثواب کم از کم دس گنا ملے گا، مگر بعض اوقات عمل کرنے کے خاص حالات، موقع ومحل کی مناسبت، عمل کرنے والے کے اخلاص وخشیت کی بنا پر اعمال حسنہ کا اجر سات سو گنا تک پہنچ جاتا ہے مگر روزہ اس عام قانون رحمت سے مستثنیٰ اور بالاتر ہے، کیونکہ روزہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہی کے حصول کی خاطر رکھا جاتا ہے، جس میں ریاکاری نہیں ہوسکتی، جس نے ریاکاری کرنی ہو وہ بغیر روزے کے کھا پی کر بھی دعوت افطار میں شریک ہوسکتا ہے، اس لیے فرمایا: وہ میری ہی خاطر اپنی خواہش اور اپنا کھانا پینا چھوڑتا ہے، اس لیے میں ہی اپنی مرضی کے مطابق اس کی قربانی اور نفس کشی کا اجر وثواب اور صلہ و جزا دوں گا اور یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ روزہ میں انسان عارضی طور پر کچھ وقت کے لیے اللہ تعالیٰ کی صفت استغناء اور بے نیازی کا مظہر بنتا ہے اور اپنی طبعی وفطری ضروریات سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کی خاطر اجتناب اور پرہیز کرتا ہے۔

[2710] ١٦٦ ـ (١١٥٢) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ وَهُوَ الْقَطَوَانِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مَعَهُمْ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُونَ فَيَدْخُلُونَ مِنْهُ فَإِذَا دَخَلَ آخِرُهُمْ أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ)).

[2710]۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک خاص دروازہ ہے جسے "الریّان" کہا جاتا ہے، اس سے قیامت کے دن صرف روزہ دار داخل ہوں گے، ان کے سوا کوئی اور اس سے داخل نہیں ہو سکے گا، پکارا جائے گا، کہاں ہیں روزہ دار؟ تو وہ اس سے داخل ہوں گے، جب ان کا آخری فرد داخل ہو جائے گا، دروازہ بند ہو جائے گا تو اس سے کوئی اور داخل نہیں ہو سکے گا۔"

فائدہ:...... روزے میں جس تکلیف کا سب سے زیادہ احساس ہوتا ہے، وہ پیاس ہے، اس لیے روزہ کا جوصلہ

[2710] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: الريان للصائمين برقم (١٨٩٦) انظر (التحفة) برقم (٤٦٩٥)

اور انعام دیا جائے گا، اس میں سب سے زیادہ نمایاں اور غالب پہلو سیرابی ہے، اس مناسبت سے جنت میں روزہ داروں کے لیے جو دروازہ داخلہ کے لیے مخصوص کیا گیا ہے اس کا نام ریان (پورا پورا اور بھرپور سیراب) ہوگا۔

۳۱...... بَاب: فَضْلِ الصِّيَامِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لِمَنْ يُّطِيقُهُ بِلَا ضَرَرٍ وَّلَا تَفْوِيتِ حَقٍّ

باب ۳۱: اللہ کی راہ میں بغیر کسی نقصان دہ تکلیف اور حق کو فوت کرنے کے روزہ رکھنے کی طاقت رکھنے والے کے روزہ رکھنے کی فضیلت

[2711] ۱۶۷-(۱۱۵۳) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا)).

[2711]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بھی اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ اس ایک روزے کے عوض اس کے چہرے (ذات) کو جہنم کی آگ سے ستر سال کی مسافت تک دور کر دے گا۔

[2712] (. . .) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[2712] یہی روایت مصنف اپنے دوسرے استاد سے سہیل ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

[2713] ۱۶۸-(. . .) وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَسُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيَّ يُحَدِّثُ

[2711] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد، باب: فضل الصوم في سبيل الله برقم (٢٨٤٠) واخرجه الترمذي في (جامعه) في فضائل الجهاد، باب: ما جاء في فضل الصوم في سبيل الله برقم (١٦٢٣) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ثواب من صام يوما في سبيل الله عزوجل وذكر الاختلاف على سهل بن ابي صالح في الخبر في ذلك برقم (٤/ ١٧٣) واخرجه كذلك في ذكر الاختلاف على سفيان الثوري فيه برقم (٤/ ١٧٤) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: صيام يوم في سبيل الله برقم (١٧١٧) انظر (التحفة) برقم (٤٣٨٨)

[2712] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٠٤)

[2713] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٠٤)

عَنْ أَبِی سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا.

[2713] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، ''جس شخص نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال کی مسافت تک دور کر دے گا۔''

فائدہ:...... فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے، اگر جہاد کے لیے نکلا ہوا مجاہد جب کہ دشمن کے مقابلہ میں میدان میں موجود ہو، لیکن جنگ ہو نہیں رہی یا اس قدر ہمت و طاقت کا مالک ہو کہ روزہ سے جہادی کاموں میں کسی قسم کی کوتاہی اور کمزوری نہیں دکھا رہا تو اس کا چہرہ یعنی ذات ایک روزہ کے نتیجہ میں اس قدر طویل مسافت آتش جہنم سے دور ہو جائے گا گویا جہاد کی برکت سے اجر میں اضافہ ہوگا۔

۳۲...... بَابُ: جَوَازِ صَوْمِ النَّافِلَةِ بِنِيَّةٍ مِنَ النَّهَارِ قَبْلَ الزَّوَالِ وَجَوَازِ فِطْرِ الصَّائِمِ نَفْلًا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ

باب ۳۲: نفلی روزہ زوال سے پہلے نیت کر کے رکھا جا سکتا ہے اور نفلی روزہ بغیر عذر کے توڑا جا سکتا ہے

[2714] ۱۶۹۔(۱۱۵۴) وحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ((يَا عَائِشَةُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ)) قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ قَالَ فَإِنِّي صَائِمٌ قَالَتْ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ أَوْ جَاءَنَا زَوْرٌ قَالَتْ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ أَوْ جَاءَنَا زَوْرٌ وَقَدْ خَبَأْتُ لَكَ شَيْئًا قَالَ مَا هُوَ قُلْتُ حَيْسٌ قَالَ هَاتِيهِ فَجِئْتُ بِهِ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ ((قَدْ كُنْتُ أَصْبَحْتُ)) صَائِمًا

[2714] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصوم، باب: فی الرخصة فی ذلك برقم (۲٤٥٥) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصوم، باب: صيام المتطوع بغير تبييت برقم (۷۳۳) و (۷۳٤) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصيام، باب: النية فی الصيام والاختلاف علی طلحة بن يحيی فی خبر عائشة برقم (٤/ ١٦٦) انظر (التحفة) برقم (۱۷۸۷۲)

قَالَ طَلْحَةُ فَحَدَّثْتُ مُجَاهِدًا بِهٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ ذَاكَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يُخْرِجُ الصَّدَقَةَ مِنْ مَّالِهِ فَإِنْ شَآءَ أَمْضَاهَا وَإِنْ شَآءَ أَمْسَكَهَا.

[2714]۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے عائشہ! کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟'' تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو میں روزہ دار ہوں'' پھر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے، تو ہمارے پاس تحفہ بھیجا گیا یا ہمارے پاس مہمان آ گئے، (ان کے پاس ہدیہ تھا، یا ان کی خاطر ہدیہ پہنچا) تو جب رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے، میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے پاس ہدیہ آیا ہے، یا ہمارے پاس مہمان آئے ہیں اور میں نے آپ کے لیے کچھ چھپا رکھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کیا ہے؟'' میں نے عرض کیا، وہ حیس ہے (کھجور، گھی اور پنیر کا آمیزہ)، آپ نے فرمایا: ''لائیے۔'' تو میں اسے لے آئی اور آپ نے کھا لیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں روزے سے تھا۔'' طلحہ کہتے ہیں، میں نے یہ حدیث مجاہد کو سنائی تو اس نے کہا، یہ ایسا ہی ہے کہ ایک آدمی اپنے مال سے نفلی صدقہ لاتا ہے تو اس کی مرضی ہے اس کو صدقہ کر دے یا روک لے۔

[2715] ۱۷۰۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّي إِذَنْ صَائِمٌ ثُمَّ أَتَانَا يَوْمًا آخَرَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ أَرِينِيهِ فَلَقَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا فَأَكَلَ.

[2715]۔ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا، ''کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟'' تو ہم نے کہا، نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اب ہم روزہ دار ہیں۔'' پھر ایک اور دن تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں مالیدہ کا ہدیہ ملا ہے تو آپ نے فرمایا: ''مجھے کھلائیے، میں نے تو آج روزے کی نیت کی تھی۔'' پھر آپ ﷺ نے نوش فرمایا۔

فائدہ: ...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ نفلی روزے کی نیت دن میں بھی کی جا سکتی ہے، دوسری یہ کہ نفلی روزہ توڑا بھی جا سکتا ہے اور نفلی روزہ توڑنا جرم یا گناہ نہیں ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور محدثین کا یہی موقف ہے۔ اگرچہ اس کی جگہ روزہ رکھنا مستحب ہے تا کہ اجر و ثواب حاصل ہو سکے، امام مالک

[2715] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۷۰۷)

اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک، نفلی روزہ توڑنا جائز نہیں ہے، ایسا کرنے والا گناہ گار ہے اور اس پر قضائی واجب ہے کیونکہ یہ اپنے عمل کو باطل اور رائیگاں ٹھہرانا ہے، حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے، کیونکہ نفلی روزہ رکھنے والا شرعی طور پر بااختیار ہے کہ چاہے وہ روزہ پورا کرے یا کسی وجہ سے توڑنا چاہے تو توڑ دے، وہ پورا کرنے کا پابند نہیں ہے، اگر پابند ہوتا تو پھر توڑنے کی صورت میں عمل باطل ٹھہرتا۔

۳۳...... بَاب: أَكْلُ النَّاسِي وَشُرْبُهُ وَجِمَاعُهُ لَا يُفْطِرُ

باب ۳۳: بھول کر کھانا، پینا اور جماع کرنا، روزہ نہیں توڑتا

[2716] ۱۷۱ـ(۱۱۵۵) وحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامٍ الْقُرْدُوسِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ.

[2716]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لیا، وہ اپنا روزہ پورا کرے، کیونکہ اس کو اللہ نے کھلایا ہے (اس نے خود ارادہ کر کے روزہ نہیں توڑا ہے، اس لیے اس کا روزہ برقرار ہے۔)

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور احمد کا یہی موقف ہے۔ امام نووی نے جماع کو اس پر قیاس کیا ہے، اکثریت کا یہی موقف ہے، لیکن امام مالک کے نزدیک تینوں صورتوں میں قضاء ہے، کفارہ نہیں ہے۔ امام احمد کے نزدیک عمل زوجیت بھول کر ممکن نہیں ہے، اس لیے اس میں قضاء اور کفارہ ہے، عطاء، لیث اور اوزاعی کے نزدیک جماع کی صورت میں قضاء ہے، کفارہ نہیں ہے۔

۳۴...... بَاب: صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَيْرِ رَمَضَانَ وَاسْتِحْبَابِ أَنْ لَا يُخَلِّي شَهْرًا مِنْ صَوْمٍ

باب ۳۴: رمضان کے سوا دیگر مہینوں میں نبی اکرم ﷺ کا روزے رکھنا اور پسندیدہ بات یہی ہے کہ کوئی مہینہ روزوں سے خالی نہ چھوڑا جائے

[2717] ۱۷۲ـ(۱۱۵٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ

[2716] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱٤٥٠۸)

[2717] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصیام فی باب: اختلاف الفاظ النقلین لخبر عائشة فیه برقم (٤/ ۱٥۲) مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (۱٦۲۱۳)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضي الله عنها هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ شَهْرًا مَعْلُومًا سِوٰى رَمَضَانَ قَالَتْ وَاللّٰهِ إِنْ صَامَ شَهْرًا مَعْلُومًا سِوَى رَمَضَانَ حَتّٰى مَضٰى لِوَجْهِهٖ وَلَا أَفْطَرَهُ حَتّٰى يُصِيبَ مِنْهُ.

[2717]۔عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا، کیا رسول اللہ ﷺ رمضان کے سوا کسی اور متعین ماہ کے روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، اللہ کی قسم! ماہ رمضان کے سوا کسی مہینے کے آپ ﷺ نے پورے روزے کبھی نہیں رکھے، یہاں تک کہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور نہ پورے ماہ کے چھوڑے، روزے کچھ نہ کچھ رکھے بغیر چھوڑے ہیں۔

[2718] ۱۷۳۔(. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ

وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضي الله عنها أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُ شَهْرًا كُلَّهُ قَالَتْ مَا عَلِمْتُهُ صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ إِلَّا رَمَضَانَ وَلَا أَفْطَرَهُ كُلَّهُ حَتّٰى يَصُومَ مِنْهُ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيلِهٖ ﷺ

[2718]۔عبد اللہ بن شقیق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ کسی ماہ کے مکمل روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، میرے علم میں رمضان کے سوا آپ ﷺ نے کسی ماہ کے مکمل روزے نہیں رکھے اور نہ پورے ماہ کے روزے چھوڑے، آپ ﷺ ہر ماہ کچھ نہ کچھ روزے رکھتے تھے حتی کہ سفر آخرت پر چلے گئے۔

مفردات الحدیث ❊ مضیٰ لوجه اور مضی سبیله، دونوں کا مقصد، فوت ہو جانا اور سفر آخرت اختیار کرنا ہے۔

[2719] ۱۷٤۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ وَهِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ حَمَّادٌ وَأَظُنُّ أَيُّوبَ قَدْ سَمِعَهُ مِنْ

عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنْ صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ صَامَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ أَفْطَرَ قَدْ أَفْطَرَ قَالَتْ وَمَا رَأَيْتُهُ صَامَ شَهْرًا كَامِلًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَمَضَانَ.

[2718] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الصيام، باب: ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عائشة فيه برقم (٤/ ١٥٢) مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٢١٨)

[2719] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصوم، باب: ما جاء فى سرد الصوم برقم (٧٦٨) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الصيام، باب: صوم النبى ﷺ بابى هو وامى۔ وذكر ←

[2719]۔عبد اللہ بن شقیق رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے تھے، حتی کہ ہم کہتے تھے، روزے رکھ لیے ہیں، روزے رکھ رہے ہیں اور روزے چھوڑ دیتے، حتی کہ ہم کہتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے چھوڑ رہے ہیں، آپ روزے چھوڑ رہے ہیں اور انہوں نے بتایا جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے ہیں، میں نے آپ کو کبھی بھی رمضان کے سوا پورے ماہ کے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

[2720] (. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْإِسْنَادِ هِشَامًا وَلَا مُحَمَّدًا.

[2720] امام صاحب یہی روایت قتیبہ سے بیان کرتے ہیں، لیکن اس سند میں ہشام اور محمد کا نام نہیں لیتے۔

[2721] ۱۷۵۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يَصُومُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِي شَعْبَانَ.

[2721]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے، حتی کہ ہم یہ خیال کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب ناغہ نہیں کریں گے اور آپ روزے نہ رکھتے حتی کہ (مسلسل روزے نہ رکھنے سے) ہمیں خیال گزرتا، اب آپ روزے نہیں رکھیں گے اور میں نے نہیں دیکھا کہ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے سوا کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھے ہوں۔

فائدہ:...... نفلی روزوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی لگا بندھا دستور اور معمول نہ تھا، بلکہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل بلا ناغہ روزے رکھنا شروع کر دیتے اور کبھی مسلسل روزے رکھنے میں ناغہ کرتے، کبھی ایسا کرتے کہ ایک ماہ

← اختلاف الناقلين للخبر فى ذلك برقم (٤/ ١٩٩) انظر (التحفة) برقم (١٦٢٠٢)

[2720] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٧١٢)

[2721] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الصوم، باب: صوم شعبان برقم (١٩٦٩) واخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصوم، باب: كيف كان يصوم النبى ﷺ برقم (٢٤٣٤) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الصوم النبى ﷺ بابى هو وامى- وذكر اختلاف الناقلين للخبر فى ذلك برقم (٤/ ١٩٩) انظر (التحفة) برقم (١٧٧١٠)

شروع میں ہفتہ، اتوار اور پیر کا روزہ رکھ لیتے اور اگلے ماہ منگل، بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھ لیتے، ہر ہفتہ، سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے۔ مقصد یہ تھا کہ نفلی روزوں کے رکھنے میں تنگی اور مشکل نہ ہو بلکہ وسعت کا راستہ کھلا رہے، تاکہ ہر شخص اپنے احوال وظروف اور اپنی ہمت کے مطابق روزے رکھے، آپ ﷺ سب سے زیادہ نفلی روزے ماہ شعبان میں رکھتے تھے، کیونکہ اس مہینے میں بارگاہ الٰہی میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور آپ چاہتے تھے کہ جب آپ کے اعمال پیش ہوں تو آپ روزے سے ہوں، لیکن آپ کا کوئی مہینہ، بلکہ کوئی ہفتہ روزوں سے خالی نہیں ہوتا تھا۔

[2722] ۱۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ أَبُوبَكْرِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَبِيدٍ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ ﷞ عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ أَفْطَرَ وَلَمْ أَرَهُ صَائِمًا مِنْ شَهْرٍ قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ مِنْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا.

[2722]۔ ابو سلمہ ﷫ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ﷞ سے رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا، آپ ﷺ روزے رکھتے رہتے حتی کہ ہمارا خیال ہوتا، روزہ رکھتے ہی رہیں گے اور (کبھی) آپ روزے شروع نہ کرتے حتی کہ ہمیں خیال گزرتا، آپ مسلسل ناغہ کریں گے، اور میں نے آپ کو کبھی شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے رکھتے نہیں دیکھا، آپ پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے، کیونکہ آپ شعبان کے بہت کم روزے چھوڑتے تھے۔ (للاکثر حکم الکل کے اصول کے مطابق آپ ﷺ پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے۔)

[2723] ۱۷۷۔(۷۸۲) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنَا ابو سَلَمَةَ

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الشَّهْرِ مِنَ السَّنَةِ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ وَكَانَ يَقُولُ خُذُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللّٰهِ لَنْ يَمَلَّ حَتّٰى تَمَلُّوا وَكَانَ يَقُولُ ((أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى اللّٰهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ وَإِنْ قَلَّ)).

[2722] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عائشة فيه برقم (٤/ ١٥١) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء في صيام النبي ﷺ برقم (١٧١٠) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٢٩)

[2723] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: صوم شعبان برقم (١٩٧٠) واخرجه ←

[2723] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سال بھر کسی ماہ میں شعبان سے زیادہ روزے دار نہیں ہوتے تھے اور آپ فرماتے تھے، ”اس قدر اعمال کرو، جو تمہارے بس میں ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ (اجر وثواب دینے سے) نہیں اکتائے گا، تم خود ہی (عمل کرنے سے) اکتا جاؤ گے۔“ اور آپ ﷺ فرماتے تھے، ”اللہ کے ہاں محبوب ترین عمل وہ ہے جس پر صاحب عمل ہیشگی کرے اگرچہ وہ تھوڑا ہی ہو۔“

[2724] ۱۷۸۔(۱۱۵۷)حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ مَا صَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ وَكَانَ يَصُومُ إِذَا صَامَ حَتّٰى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللّٰهِ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ إِذَا أَفْطَرَ حَتّٰى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللّٰهِ لَا يَصُومُ.

[2724] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے سوا کسی کامل ماہ کے روزے نہیں رکھے، جب روزے شروع کرتے، رکھتے ہی رہتے، حتی کہ کہنے والا کہتا نہیں اللہ کی قسم! آپ ﷺ ناغہ نہیں کریں گے اور جب روزے شروع نہ کرتے، ناغہ ہی کرتے رہتے تھے حتی کہ کہنے والا خیال کرتا، نہیں اللہ کی قسم! آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔

[2725] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ غُنْدَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ.

[2725] امام صاحب محمد بن بشار اور ابو بکر بن نافع سے، ابو بشر کی ہی سند سے بیان کرتے ہیں اور اس میں ہے، جب سے آپ ﷺ مدینہ آئے ہیں، آپ نے کسی ماہ کے مسلسل روزے نہیں رکھے۔

[2726] ۱۷۹۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ صَوْمِ رَجَبٍ وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ

← النسائی فی (المجتبی) فی الصيام، باب: ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عائشة فيه برقم (٤/ ١٥١) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧٨٠)

[2724] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصيام، باب: ما يذكر من صوم النبی ﷺ وافطاره برقم (١٩٧١) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصيام، برقم (٤/ ١٩٩) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصيام، باب: ما جاء فی صيام النبی ﷺ برقم (١٧١١) انظر (التحفة) برقم (٥٤٤٧)

[2725] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٧١٧)

[2726] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، برقم (٢٤٣٠) انظر (التحفة) برقم (٥٥٥٤٠)

فِي رَجَبٍ فَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ﷠ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يَصُومُ.

[2726]۔عثمان بن حکیم انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے ماہ رجب میں، سعید بن جبیر ﷫ سے رجب کے روزے کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے کہا، میں نے ابن عباس ﷠ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ (بسا اوقات) روزے شروع کرتے، حتی کہ ہمیں خیال گزرتا کہ آپ ﷺ افطار نہیں کریں گے (اور بسا اوقات اس کے برعکس) روزے شروع نہ کرتے حتی کہ ہم خیال کرتے، آپ روزے نہیں رکھیں گے۔

[2727] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، كِلَاهُمَا عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

[2727] امام صاحب نے اپنے دو اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

[2728] ١٨٠ ـ (١١٥٨) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ قَالَا: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ ﷛ ح و حَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ ﷛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ حَتّٰى يُقَالَ قَدْ صَامَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى يُقَالَ قَدْ أَفْطَرَ قَدْ أَفْطَرَ.

[2728]۔حضرت انس ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے رہتے حتی کہ خیال کیا جاتا روزے رکھتے ہی رہیں گے اور آپ ﷺ روزے شروع نہ کرتے حتی کہ خیال کیا جاتا، روزے افطار ہی کرتے رہیں گے۔

٣٥...... بَاب: النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ الدَّهْرِ لِمَنْ تَضَرَّرَ بِهِ أَوْ فَوَّتَ بِهِ حَقًّا أَوْ لَمْ يُفْطِرِ الْعِيدَيْنِ وَالتَّشْرِيقَ وَبَيَانِ تَفْضِيلِ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ

باب ٣٥: ہمیشہ روزہ رکھنا (صوم الدہر) اس شخص کے لیے منع ہے جس کو اس سے تکلیف پہنچے یا حق کی ادائیگی میں کوتاہی کرے یا عیدین اور ایام تشریق کا روزہ بھی نہ چھوڑے اور افضل یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے

[2729] ١٨١ ـ (١١٥٩) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ وَهْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ يُونُسَ

[2727] تقدم تخریجه

[2728] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٣٤٨)

[2729] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصوم، باب: حق الاهل فی الصوم برقم (١٩٧٦) ←

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ أُخْبِرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ يَقُولُ لَأَقُومَنَّ اللَّيْلَ وَلَأَصُومَنَّ النَّهَارَ مَا عِشْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**آنْتَ الَّذِي تَقُولُ ذٰلِكَ**)) فَقُلْتُ لَهُ قَدْ قُلْتُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَنَمْ وَقُمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا**)) وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ ((**صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ**)) قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((**صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا وَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام وَهُوَ أَعْدَلُ الصِّيَامِ**)) قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما لَأَنْ أَكُونَ قَبِلْتُ الثَّلَاثَةَ الْأَيَّامَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِي وَمَالِي.

[2729]۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میرے بارے میں یہ اطلاع دی گئی کہ وہ کہتا ہے، میں زندگی بھر رات کو قیام کروں گا اور دن کو روزہ رکھوں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو ہی ہے جو یہ باتیں کرتا ہے؟'' تو میں نے آپ سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! واقعی میں نے یہ باتیں کہی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ کام نہیں کر سکو گے۔ اس لیے روزہ رکھو بھی اور افطار بھی کرو، نیند بھی کرو اور قیام بھی اور ہر ماہ تین روزے رکھ لیا کرو، کیونکہ ہر نیکی کا درجہ کم از کم دس (۱۰) گنا ہے، اس طرح یہ روزے ہمیشہ ہمیشہ کے برابر ہو جائیں گے۔'' میں نے عرض کیا، میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا: ''ایک دن روزہ رکھو اور دو دن افطار کرو۔'' تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اس

← واخرجه كذلك فى احاديث الانبياء، باب: قوله تعالى: ﴿وآتينا داود زبورا﴾ برقم (٣٤١٨) واخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصوم، باب: فى صوم الدهر تطوعا برقم (٢٤٢٧) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الصيام، باب: صوم يوم و افطار يوم، وذكر اختلاف الفاظ الناقلين فى ذلك لخبر عبدالله بن عمرو فيه برقم (٤/ ٢١١) انظر (التحفة) برقم (٨٦٤٥)

سے زیادہ اور بہتر کی طاقت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا: ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن نہ رکھو، یہ داؤدی روزہ ہے اور یہ بہترین روزے ہیں۔'' میں نے کہا، میں اس سے بہتر کی طاقت رکھتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے بہتر کوئی صورت نہیں ہے۔'' عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اگر میں آپ کی تین دن کی بات تسلیم کر لیتا تو یہ میرے لیے، میرے اہل و مال سے زیادہ پیاری ہوتی، (کیونکہ بڑھاپا، کمزوری میں، ان کے لیے اپنی بات کی پابندی دقت اور مشقت کا باعث بن رہی تھی)

[2730] ۱۸۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنُ الرُّومِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا

يَحْيٰى قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَعَبْدُاللهِ بْنُ يَزِيدَ حَتّٰى نَأْتِيَ أَبَاسَلَمَةَ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِ رَسُولًا فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَإِذَا عِنْدَ بَابِ دَارِهِ مَسْجِدٌ قَالَ فَكُنَّا فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ إِنْ تَشَائُوا أَنْ تَدْخُلُوا وَإِنْ تَشَاؤُا أَنْ تَقْعُدُوا هَا هُنَا قَالَ فَقُلْنَا لَا بَلْ نَقْعُدُ هَا هُنَا فَحَدِّثْنَا قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ كُنْتُ أَصُومُ الدَّهْرَ وَأَقْرَأُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ فَإِمَّا ذُكِرْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَإِمَّا أَرْسَلَ إِلَيَّ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ لِي ((أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ)) فَقُلْتُ بَلٰى يَا نَبِيَّ اللهِ وَلَمْ أُرِدْ بِذٰلِكَ إِلَّا الْخَيْرَ قَالَ ((فَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ)) قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ ((فَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا قَالَ ((فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَإِنَّهُ كَانَ أَعْبَدَ النَّاسِ)) قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ قَالَ ((كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا)) قَالَ ((وَاقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ)) قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ ((فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ عِشْرِينَ)) قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ

[2730] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، حق الضيف في الصوم برقم (١٩٧٤) باختصار۔ واخرجه كذلك في باب: حق الجسم في الصوم برقم (١٩٧٥) واخرجه كذلك في الادب، باب: حق الضيف برقم (٦١٣٤) واخرجه كذلك في النكاح، باب: لزوجك عليك حق برقم (٥١٩٩) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: صوم يوم وافطار يوم وذكر اختلاف الفاظ الناقلين في ذلك لخبر عبدالله بن عمرو فيه برقم (٤/ ٢١١) انظر (التحفة) برقم (٨٩٦٠)

عَشْرٍ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اِنِّیْ أُطِیقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ ((فَاقْرَأْهُ فِی كُلِّ سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ فَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَیَّ قَالَ وَقَالَ لِی النَّبِیُّ ﷺ ((إِنَّكَ لَا تَدْرِی لَعَلَّكَ يَطُولُ بِكَ عُمْرٌ)) قَالَ فَصِرْتُ إِلَی الَّذِی قَالَ لِی النَّبِیُّ ﷺ فَلَمَّا كَبِرْتُ وَدِدْتُ اِنِّیْ كُنْتُ قَبِلْتُ رُخْصَةَ نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ

[2730]۔ یحییٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں اور عبداللہ بن یزید چلے حتی کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے اور ہم نے ان کی طرف ایک قاصد بھیجا تو وہ ہمارے پاس باہر آ گئے، ان کے گھر کے دروازہ کے پاس مسجد تھی اور جب وہ ہماری طرف آئے تو ہم مسجد میں تھے تو وہ کہنے لگے، اگر چاہو تو گھر چلو اور چاہو تو یہیں بیٹھے رہو، ہم نے کہا، نہیں، ہم یہیں بیٹھیں گے، آپ احادیث سنائیں، انہوں نے کہا، مجھے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ میں ہمیشہ روزے رکھتا تھا اور ہر رات قرآن ختم کرتا تھا، میرا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا، یا آپ نے مجھے بلوایا اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے فرمایا: ''کیا مجھے یہ خبر نہیں دی گئی کہ تم ہمیشہ روزہ رکھتے ہو اور رات بھر قرآن پڑھتے رہتے ہو؟'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں ایسا کرتا ہوں اور میرا مقصد خیر ہی ہے، آپ نے فرمایا: ''تیرے لیے ہر ماہ تین روزے کافی ہیں۔'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں اس سے بہتر کی طاقت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھ پر تیری بیوی کا حق ہے، تجھ پر تیرے مہمانوں کا حق ہے اور تجھ پر تیرے جسم کا حق ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام والے روزے رکھو، وہ سب لوگوں سے بڑھ کر عبادت گذار تھے۔'' میں نے عرض کیا، یا نبی اللہ! داؤدی روزے کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔'' آپ نے فرمایا: ''قرآن مجید ایک ماہ میں پڑھا کرو۔'' میں نے عرض کیا، یا نبی اللہ! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا: ''ہر دس دن میں پڑھا کرو۔'' میں نے عرض کیا، یا نبی اللہ! میں اس سے بہتر کی طاقت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ہر سات دن میں پڑھ، اس سے زیادہ نہ کرو، کیونکہ تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمانوں کا تجھ پر حق ہے اور تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے'' وہ بیان کرتے ہیں میں نے اپنے اوپر سختی کی تو مجھ پر سختی کی گئی وہ (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں، مجھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تجھے معلوم نہیں ہے، امید ہے تمہیں طویل عمر ملے گی۔'' کہتے ہیں جو بات مجھے نبی اکرم ﷺ نے فرمائی تھی، اس تک پہنچ گیا ہوں تو جب میں بوڑھا ہو گیا ہوں، چاہتا ہوں، اے کاش میں نے نبی اللہ ﷺ کی رخصت قبول کر لی ہوتی۔

[2731] ۱۸۳-(...) وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِيهِ بَعْدَ قَوْلِهِ مِنْ ((كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَذَلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ)) وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قُلْتُ وَمَا صَوْمُ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ شَيْئًا ((وَلَمْ يَقُلْ وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلَكِنْ قَالَ وَإِنَّ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)).

[2731]- یہی حدیث مجھے زہیر بن حرب نے، یحییٰ ہی کی سند سے سنائی، اس میں ہر ماہ تین روزے کیا کرو کے بعد یہ اضافہ ہے،" کیونکہ تجھے ہر نیک کام کا دس گنا اجر ملے گا، اس طرح ہمیشہ ہمیشہ کے روزے ہو گئے" اور اس حدیث میں یہ بھی ہے میں نے کہا، نبی اللہ داود علیہ السلام کے روزے کیسے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نصف الدہر" حدیث میں قرآن پڑھنے کا ذکر تک نہیں ہے اور نہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: "تجھ پر تیرے مہمانوں کا حق ہے،" لیکن یہ فرمایا: "تجھ پر تیری اولاد کا حق ہے۔"

[2732] ۱۸۴-(...) حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى بَنِي زُهْرَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ

وَأَحْسَبُنِي قَدْ سَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((اقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ)) قَالَ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً قَالَ ((فَاقْرَأْهُ فِي عِشْرِينَ لَيْلَةً)) قَالَ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً قَالَ ((فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ)).

[2732]- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قرآن مجید ہر ماہ ختم کرو۔" میں نے عرض کیا، مجھ میں (اس سے زیادہ کی) قوت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "بیس رات میں پڑھ لیا کرو۔" میں نے عرض کیا، مجھ میں قوت ہے۔" آپ نے فرمایا: "ہر سات دن میں ختم کرو، اس پر اضافہ نہ کرنا۔"

[2733] ۱۸۵-(...) وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ

[2731] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٢٢)

[2732] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل القرآن، باب: قول المقرى للقارى: حسبك برقم (٥٠٥٣) و (٥٠٥٤) انظر (التحفة) برقم (٨٩٦٢)

[2733] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: ما يكره من ترك قيام الليل لمن كان يقومه برقم (١١٥٢) واخرجه النسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: ذم من ←

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قِرَاءَةً قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنِ ابْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ بِمِثْلِ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ)).

[2733] ۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا، وہ رات کو قیام کرتا تھا، پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا۔''

[2734] ۱۸۶۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً يَزْعُمُ أَنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنهما يَقُولُ بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ أَنِّي أَصُومُ أَسْرُدُ وَأُصَلِّي اللَّيْلَ فَإِمَّا أَرْسَلَ إِلَيَّ وَإِمَّا لَقِيتُهُ فَقَالَ ((أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّي اللَّيْلَ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنَّ لِعَيْنِكَ حَظًّا وَلِنَفْسِكَ حَظًّا وَلِأَهْلِكَ حَظًّا فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ وَصُمْ مِنْ كُلِّ عَشَرَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِسْعَةٍ)) قَالَ إِنِّي أَجِدُنِي أَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ ((فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام)) قَالَ وَكَيْفَ كَانَ دَاوُدُ يَصُومُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ ((كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقٰى)) قَالَ مَنْ لِي بِهٰذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ عَطَاءٌ فَلَا أَدْرِي كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْأَبَدِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ)).

← ترك قيام الليل برقم (۳/ ۲۵۳) واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فى قيام الليل برقم (۱۳۳۱) انظر (التحفة) برقم (۸۹٦۱)

[2734] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الصوم، باب: صوم الدهر برقم (۱۹۷۷) واخرجه كذلك فى باب: صوم داود عليه السلام برقم (۱۹۷۹) واخرجه كذلك فى احاديث الانبياء، باب: قوله تعالى: ﴿وآتينا داود زبورا﴾ برقم (۳٤۱۹) واخرجه كذلك فى التهجد، باب: ۲۰ برقم (۱۱۵۳) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الصيام، باب: صوم عشرة ايام من الشهر واختلاف الفاظ الناقلين لخبر عبدالله بن عمرو فيه برقم (٤/ ۲۱۳، ٤/ ۲۱٤، ٤/ ۲۱۵) واخرجه كذلك فى باب: ذكر الاختلاف على عطاء فى الخبر فيه برقم (٤/ ۲۰٦) واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الصيام، باب: ما جاء فى صيام الدهر برقم (۱۷۰٦) انظر (التحفة) برقم (۸٦۳۵)

[2734]۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ میں مسلسل روزے رکھتا ہوں اور رات بھر قیام کرتا ہوں یا تو آپ نے مجھے بلایا، یا میں خود آپ سے ملا تو آپ نے فرمایا: ''کیا مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ تم روزے رکھتے ہو، ناغہ نہیں کرتے ہو؟ اور رات بھر نماز پڑھتے ہو؟ ایسے نہ کرو، کیونکہ تیری آنکھ کا بھی حق (حصہ) ہے اور تیرے نفس کا حق (حصہ) ہے اور تیرے اہل (بیوی بچے) کا حق (حصہ) ہے، لہٰذا روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو، نماز بھی پڑھو اور سوؤ بھی اور ہر دس دن میں ایک دن روزہ رکھو اور باقی نو کا تجھے ثواب مل جائے گا، میں نے عرض کیا، میں اپنے اندر اس سے زیادہ کی طاقت پاتا ہوں، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: ''داؤدی روزے رکھ لیا کرو۔'' عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے پوچھا، داؤدی روزے کس طرح تھے؟ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: ''وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑتے تھے اور لڑائی میں بھاگتے نہیں تھے۔'' عبداللہ نے کہا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اس کی ضمانت کون دے سکتا ہے؟ کہ میں لڑائی میں بھاگوں گا نہیں۔ عطاء کہتے ہیں، مجھے معلوم نہیں، صیام دہر کا (ہمیشہ ہمیشہ کا روزہ) ذکر کیسے ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ہمیشہ روزہ رکھا، اس نے روزہ نہیں رکھا، (کیونکہ عادت بن جانے کی بنا پر روزہ کا احساس اور اثر ختم ہو جائے گا۔) جس نے ہمیشہ روزہ رکھا، اس نے روزہ نہیں رکھا، جس نے ہر دن روزہ رکھا، اس نے روزہ نہیں رکھا، (کیونکہ روزے کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔)

[2735] (. . .) مُسْلِمٌ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ إِنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ أَخْبَرَهُ قَالَ مُسْلِم أَبُو الْعَبَّاسِ السَّائِبُ بْنُ فَرُّوخَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ ثِقَةٌ عَدْلٌ.

[2735] امام صاحب یہی روایت ایک اور استاد سے ابن جریج ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں، اس میں عطاء کہتے ہیں، ابو العباس الشاعر نے خبر دی ہے، امام مسلم فرماتے ہیں، ابو العباس السائب بن فروغ مکہ کا باشندہ، ثقہ اور عادل ہے، (عام شاعروں کی طرح غیر معتبر نہیں ہے۔)

[2736] ١٨٧ـ(. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبٍ سَمِعَ أَبَا الْعَبَّاسِ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو إِنَّكَ لَتَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ وَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ

[2735] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٢٦)

[2736] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٢٦)

وَنَهِكَتْ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ صَوْمُ الشَّهْرِ كُلِّهِ)) قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ ((فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى)).

[2736] ۔عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبد اللہ بن عمرو! تم روزانہ روزہ رکھتے ہو اور رات بھر قیام کرتے ہو اور تم جب ایسا کرتے رہو گے تو تمہاری آنکھیں اندر دھنس جائیں گی اور کمزور ہو جائیں گی، جس نے ہر دن روزہ رکھا، اس نے روزہ نہیں رکھا، ہر ماہ تین روزہ رکھنا، پورے ماہ کے روزے رکھنا ہے۔'' میں نے عرض کیا، میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو داؤدی روزے رکھو، وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑتے تھے اور مقابلہ کے وقت بھاگتے نہیں تھے۔''

مفردات الحدیث ✲ ❶ هَجَمَتْ: اندر دھنس جائے گی، ❷ نَهِكَتْ: کمزور پڑ جائے گی۔ ❸ نُهِكْتَ: تم کمزور اور لاغر ہو جاؤ گے۔

[2737] (. . .) وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ وَنَفِهَتْ النَّفْسُ.

[2737] امام صاحب یہی روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، اس میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا نفس تھک ہار جائے گا۔''

[2738] ۱۸۸۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ)) قُلْتُ إِنِّي أَفْعَلُ ذٰلِكَ قَالَ ((فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ عَيْنَاكَ وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ لِعَيْنِكَ حَقٌّ وَلِنَفْسِكَ حَقٌّ وَلِأَهْلِكَ حَقٌّ قُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ)).

[2738] ۔حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا مجھے اطلاع نہیں ملی کہ تم رات بھر قیام کرتے ہو اور ہر دن روزہ رکھتے ہو؟'' میں نے عرض کیا، میں یہ کام کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: ''جب تم یہ کام کرتے رہو گے تیری آنکھیں اندر دھنس جائیں گی اور تیرا نفس عاجز آ جائے گا، تیری آنکھ کا حق ہے، تیرے نفس کا حق ہے اور تیرے گھر والوں کا حق ہے، قیام کرو، نیند کرو، روزہ رکھو اور افطار کرو۔''

[2737] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٢٦)

[2738] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٢٦)

[2739] ۱۸۹-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ

عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ أَحَبَّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ وَأَحَبَّ الصَّلٰوةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَكَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا)).

[2739] - حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو سب روزوں سے زیادہ پسند داؤدی روزے ہیں اور سب نفلی نمازوں سے داؤد علیہ السلام کی نماز پسند ہے، وہ آدھی رات تک سوتے، پھر تہائی رات قیام کرتے اور آخری چھٹے حصہ میں سو جاتے (گویا رات کا صرف تہائی حصہ قیام کرتے اور رات کے اول اور آخر میں نیند کرتے تھے) اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے۔''

[2740] ۱۹۰-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ أَخْبَرَهُ

عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ نِصْفَ الدَّهْرِ وَأَحَبُّ الصَّلٰوةِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ صَلٰوةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ يَرْقُدُ شَطْرَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْقُدُ آخِرَهُ يَقُومُ ثُلُثَ اللَّيْلِ بَعْدَ شَطْرِهِ)) قَالَ قُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَعَمْرُو بْنُ أَوْسٍ كَانَ يَقُولُ يَقُومُ ثُلُثَ اللَّيْلِ بَعْدَ شَطْرِهِ قَالَ نَعَمْ.

[2740] - حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کو سب روزوں سے زیادہ پسند روزے داؤد علیہ السلام کے ہیں، وہ نصف الدہر (ایک دن روزہ، ایک دن ناغہ) روزے رکھتے تھے اور اللہ کو سب نمازوں سے زیادہ (رات کی نماز) داؤد علیہ السلام کی نماز پسند ہے، وہ آدھی رات تک سوتے، پھر (تہائی رات)

[2739] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: من نام عند السحر برقم (١١٣١) واخرجه كذلك في احاديث الانبياء، باب: احب الصلاة الى الله صلاة داود واحب الصيام الى الله صيام داود برقم (٣٤٢٠) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: في صوم يوم و فطر يوم برقم (٢٤٤٨) واخرجه النسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: ذكر صلاة النبي داود عليه السلام بالليل برقم (٣/ ٢١٤، ٣/ ٢١٥) واخرجه كذلك في الصيام، باب: صوم نبي الله داود عليه السلام برقم (٤/ ١٩٨) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء في صيام داود عليه السلام برقم (١٧١٢) انظر (التحفة) برقم (٨٨٩٧)

[2740] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٣١)

قیام کرتے، پھر آخر میں سو جاتے، آدھی رات کے بعد تہائی رات قیام کرتے تھے۔'' ابن جریج کہتے ہیں، میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا، کیا عمرو بن اوس یہ کہتے تھے کہ وہ آدھی رات کے بعد تہائی رات قیام کرتے تھے اس نے جواب دیا، ہاں۔

[2741] ۱۹۱ـ(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الْمَلِيحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ عَلَى عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِي فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَقَالَ لِي ((أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ قَالَ ((سَبْعًا)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((تِسْعًا)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((أَحَدَ عَشَرَ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ شَطْرُ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ)).

[2741] ـ ابو قلابہ بیان کرتے ہیں، مجھے ابوالملیح نے بتایا کہ میں تیرے باپ کے ساتھ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو اس نے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے میرے روزوں کا ذکر کیا گیا تو آپ میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے آپ کے لیے چمڑے کا ایک تکیہ پیش کیا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، آپ زمین پر فروکش ہو گئے اور تکیہ میرے اور آپ کے درمیان ہو گیا تو آپ نے مجھے فرمایا، کیا تجھے ہر ماہ تین روزے کفایت نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! (یہ کافی نہیں ہیں،) آپ نے فرمایا: ''پانچ'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے فرمایا: ''سات۔'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''نو۔'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے فرمایا: ''گیارہ'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''داؤدی روزوں سے اوپر کوئی روزہ نہیں، آدھا زمانہ، ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ۔''

[2741] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: صوم داود عليه السلام برقم (١٩٨٠) واخرجه كذلك في الاستئذان، باب: من القى له وسادة برقم (٦٢٧٧) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: صيام خمسة ايام من الشهر برقم (٤/ ٢١٦) انظر (التحفة) برقم (٨٩٦٩)

[2742] ١٩٢ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ فَيَّاضٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عِيَاضٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ ((صُمْ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ)) قَالَ ((إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ)) قَالَ((صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ)) قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ)) قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ ((صُمْ أَفْضَلَ الصِّيَامِ عِنْدَ اللّٰهِ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا)).

[2742]۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''ایک دن روزہ رکھو اور باقی کا تمہیں ثواب مل جائے گا۔'' میں نے عرض کیا، اب اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا: ''دو دن روزے رکھو، باقی (عشرے) کا تمہیں ثواب مل جائے گا۔'' میں نے عرض کیا، میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین دن روزے رکھو، باقی کا ثواب مل جائے گا۔'' میں نے عرض کیا، میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا: ''چار دن روزہ رکھو، باقی کا اجر تمہیں مل جائے گا۔'' میں نے عرض کیا، میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ہاں بہترین روزے صوم داؤد ہیں، وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن چھوڑتے تھے۔''

[2743] ١٩٣ـ(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ مَهْدِيِّ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ قَالَ

عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو بَلَغَنِي أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَلِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَظًّا صُمْ وَأَفْطِرْ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَذٰلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ بِي قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا)) فَكَانَ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي أَخَذْتُ بِالرُّخْصَةِ.

[2742] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الزيادة في الصيام والنقصان، وذكر اختلاف الناقلين لخبر عبدالله بن عمرو فيه برقم (٤/ ٢١٧) واخرجه كذلك في باب: صيام اربعة ايام من الشهر برقم (٤/ ٢١٢) انظر (التحفة) برقم (٨٨٩٦)

[2743] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٨٦٤٩)

[2743] ۔حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبد اللہ بن عمرو! مجھے خبر ملی ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام کرتے ہو، ایسا نہ کرو، کیونکہ تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے، تیری آنکھوں کا تم پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حصہ ہے، روزہ رکھو بھی اور روزہ افطار بھی کرو، ہر ماہ تین روزے رکھ لیا کرو تو یہ صوم الدہر ہو جائیں گے، میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے اندر قوت پاتا ہوں، آپ نے فرمایا: ''تو داؤد علیہ السلام کے روزے رکھو، ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو، وہ (عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بعد میں) کہا کرتے تھے، اے کاش! میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی رخصت قبول کر لیتا۔

فائدہ: ...... دین اسلام چونکہ اعتدال اور میانہ روی کا دین ہے، اس لیے دین کے ساتھ دنیوی ضرورتوں کو نظر انداز نہیں کرتا، بلکہ دونوں کے حسین امتزاج کی دعوت دیتا ہے، اپنے جسم و جان، اہل وعیال اور دوست واحباب کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیتا ہے اور انسان پر صرف اتنا بوجھ ڈالتا ہے، جس سے انسان کے دنیوی حقوق و فرائض متاثر نہ ہوں اور نہ اس کے جسم و جاں کو ضرر و نقصان یا ضرورت سے زائد مشقت و کلفت کا بار برداشت کرنا پڑے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا ذوق عبادت بہت بڑھا ہوا تھا، وہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے اور رات بھر نفل پڑھتے، جن میں پورا قرآن مجید ختم کرتے، باپ نے شکایت کی کہ وہ اپنی بیوی کے حقوق نظر انداز کر رہے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت فرمائی کہ تم نے جو رویہ اختیار کیا ہے، یہ تمہارے جسم و جان کے لیے تباہی کا باعث بنے گا اور اہل وعیال اور دوسروں کے حقوق بھی متاثر ہوں گے، اس لیے اعتدال اور میانہ روی اختیار کرتے ہوئے، حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو پورا کرو اور آسان رویہ اختیار کرو، ایک ماہ میں تین روزے رکھو اور ایک ماہ میں قرآن مجید ختم کرو، یہ امت کے عام افراد کے اعتبار سے روحانی تربیت، تزکیہ نفس اور تقرب الٰہی کا بہترین نسخہ ہے، لیکن اپنے ظروف اور احوال اور جسم و جان، اہل وعیال اور دوست واحباب کے حقوق کی رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس پر اضافہ جائز ہے، اس لیے صوم الدہر کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، جمہور امت کے نزدیک اگر صوم الدہر سے کسی کا حق ضائع نہ ہو، باقی عبادات متاثر نہ ہوں اور روزہ رکھنے میں اپنی معیشت و معاشرت میں خلل اور خرابی پیدا نہ ہو، انسان کے نفس کو ضرر لاحق نہ ہو تو اس صورت میں جائز ہے بشرطیکہ عیدین اور ایام تشریق میں روزہ نہ رکھے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی صورت میں مستحب ہے، اکثر احناف، احمد اور اسحاق کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔ ابن حزم اور بعض احناف کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اس کے لیے قاعدہ کلیہ یا عام ضابطہ بنانا، جس میں استثناء نہ ہو، ممکن نہیں ہے۔ اصل چیز تمام حقوق کی ادائیگی ہے، ہر صاحب حق کو اس کا حق ملنا چاہیے، اگر حقوق میں کوتاہی پیدا ہوتی ہے تو پھر یہ جائز نہیں، اگر حق واجب فوت ہو

گا تو یہ مکروہ تحریمی ہوں گے اور اگر حق مندوب فوت ہوگا تو مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولی اور نامناسب ہوں گے، اس لیے آپ کا روزوں کے بارے میں مستقل معمول نہ تھا اور آپ نے داؤدی روزوں کو ترجیح دی تھی، بشرطیکہ حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہو۔'' یہی حال قراءت قرآن کا ہے کہ جتنی قراءت پر ہمیشگی ممکن ہو، حقوق وفرائض متاثر نہ ہوں اور طبیعت کے اندر نشاط قائم رہے اور دل میں بیزاری اور اکتاہٹ پیدا نہ ہو، ایک انسان تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو چکا ہے، وہ ہر وقت دن، رات فارغ ہے، کوئی کام کاج نہیں ہے، وہ فرصت کے ہر لحہ میں پڑھ سکتا ہے، اگر اس کو معانی اور مطالب کا پتہ ہی نہیں ہے اور نہ سیکھنے کا شوق و ذوق تو وہ اپنی نیت کے مطابق، جس قدر قرآن چاہے ختم کرسکتا ہے۔

٣٦...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَآءَ وَالِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ

باب ٣٦: ہر ماہ تین روزے، عرفہ کا روزہ، عاشورہ، پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنا مستحب ہے

[**2744**] ١٩٤-(١١٦٠) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ قَالَ حَدَّثَتْنِي مُعَاذَةُ الْعَدَوِيَّةُ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ لَهَا مِنْ اَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ اَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ يَصُومُ.

[**2744**]۔ معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ ہر ماہ تین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں تو میں نے پوچھا، مہینے کے کن دنوں میں، کن تاریخوں میں روزہ رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، اس کی فکر و اہتمام نہیں فرماتے تھے، مہینہ کے کن دنوں میں روزہ رکھیں، یعنی جن دنوں چاہتے روزہ رکھ لیتے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا معین اور مستقل دستور نہ تھا، لیکن آپ ساتھیوں کو ایام ابیض ١٣-١٤-١٥ تاریخ کے روزہ رکھنے کی تلقین کرتے تھے، اس لیے اگر صرف تین روزے رکھنے ہوں تو یہی افضل ہیں۔

[**2744**] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: من قال: لا يبالی من ای شهر برقم (٢٤٥٣) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصوم، باب: ما جاء فی صوم ثلاثة ايام من كل شهر برقم (٧٦٣) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصيام، باب: ما جاء فی صيام ثلاثة ايام من كل شهر برقم (١٧٠٩) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٦٦)

[2745] ۱۹۵۔(۱۱۶۱)وحَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ أَوْ قَالَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَسْمَعُ ((**يَا فُلَانُ أَصُمْتَ مِنْ سُرَّةِ هٰذَا الشَّهْرِ**)) قَالَ لَا قَالَ ((**فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ**)).

[2745]۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے یا کسی اور شخص سے پوچھا، جبکہ وہ سن رہے تھے، اے فلاں شخص! کیا تم نے اس ماہ کے آخر میں روزے رکھے ہیں؟'' اس نے کہا، نہیں۔'' آپ نے فرمایا: جب افطار کرو تو دو روزے اور رکھو۔'' (آپ نے سوال شعبان کے روزوں کے بارے میں سوال کیا تھا۔)

فائدہ:...... جمہور اہل لغت اور اہل حدیث کے نزدیک سَـرَرُ سے مراد مہینہ کے آخری ایام ہیں، کیونکہ ان میں چاند چھپ جاتا ہے، بعض کے نزدیک اس سے مراد مہینہ کے ابتدائی دن ہیں اور بعض کے نزدیک یہ سـرّۃ السنی (اس کا وسط و درمیان) سے ماخوذ ہے اور ایام ابیض مراد ہیں۔

[2746] ۱۹۶۔(۱۱۶۲) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَجُلٌ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ كَيْفَ تَصُومُ فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ رضی اللہ عنہ غَضَبَهُ قَالَ رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ غَضَبِ اللهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ فَجَعَلَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يُرَدِّدُ هٰذَا الْكَلَامَ حَتَّى سَكَنَ غَضَبُهُ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ الدَّهْرَ كُلَّهُ قَالَ ((**لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ**)) أَوْ قَالَ ((**لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ**)) قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ ((**وَيُطِيقُ**

[2745] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: الصوم من آخر الشهر برقم (۱۹۸۳) انظر (التحفة) برقم (۱۰۸٤۹)

[2746] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: في صوم الدهر تطوعا برقم (۲٤۲۵) و (۲٤۲٦) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في فضل صوم عرفة برقم (۷٤۹) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف على غيلان بن جرير فيه برقم (٤/ ۲۰۷) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء في صيام داود عليه السلام برقم (۱۷۱۳) واخرجه كذلك في باب: صيام يوم عرفة برقم (۱۷۳۰) واخرجه كذلك في باب: صيام يوم عاشوراء برقم (۱۷۳۸) انظر (التحفة) برقم (۱۲۱۱۷)

ذٰلِكَ اَحَدٌ)) قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ ((ذَاكَ صَوْمُ دَاوُدَ علیہ السلام)) قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ قَالَ وَدِدْتُ اَنِّيْ طُوِّقْتُ السنة ذَاكَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلَاثٌ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ فَهٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَصِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِيْ بَعْدَهُ وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ)).

[2746] ۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے پوچھا، آپ ﷺ روزے کس طرح رکھتے ہیں؟ (یعنی نفلی روزوں کے بارے میں آپ کا معمول اور دستور کیا ہے) تو اس کی بات سے (سوال سے) رسول اللہ ﷺ ناراض ہو گئے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی ناراضی کو دیکھا تو کہنے لگے، ہم راضی اور مطمئن ہیں، اللہ کو اپنا رب مان کر اور اسلام کو اپنا ضابطۂ حیات مان کر اور محمد ﷺ کو اپنا نبی مان کر، اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اللہ کی ناراضی اور اس کے رسول کی ناراضی سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار باران کلمات کو دہرانے لگے، حتی کہ رسول اللہ ﷺ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، (آپ کے مزاج مبارک میں جو ناگواری پیدا ہو گئی تھی اس کا اثر زائل ہو گیا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا، یا رسول اللہ! وہ شخص کیسا ہے، جو ہمیشہ بلا ناغہ روزہ رکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہ اس نے روزہ رکھا نہ افطار کیا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے، جو دو دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا کسی میں اس کی طاقت ہے؟'' (یعنی یہ بہت مشکل ہے، ہمیشہ روزہ رکھنے سے بھی زیادہ مشکل، اس لیے اس کا ارادہ نہیں کرنا چاہیے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اس کے بارے میں کیا فرمان ہے، جو ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن ناغہ کرے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ صوم داوٗد علیہ السلام ہے۔'' (جن کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی جسمانی قوت بخشی تھی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اس آدمی کے بارے میں کیا حکم ہے، جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن ناغہ کرے؟ آپ نے فرمایا: ''میرا جی چاہتا ہے کہ مجھے اس کی طاقت عطا فرمائی جائے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مہینے کے تین روزے اور رمضان تا رمضان یہ (اجر وثواب کے لحاظ سے) ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ اور میں عرفہ کے دن (نو ذوالحجہ) کے روزے کے بارے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ بنا دے گا یعنی اس کی برکت سے دو سال کے گناہوں کی گندگیاں دھل جائیں گی اور میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ عاشورہ (دس محرم) کے روزہ سے گزشتہ سال کے صغیرہ گناہ دھل جائیں گے۔''

فائدہ :...... حدیث کا اصل مفہوم اور مقصد تو بالکل واضح ہے، لیکن چند ضمنی باتیں وضاحت طلب ہیں۔

آپ ﷺ اس سوال سے ناراض ہو گئے تو آپ کے رخ انور پر ناگواری اور برہمی کے آثار نمایاں ہو گئے کہ آپ

کس طرح روزے رکھتے ہیں؟ اس کا سبب یہ ہے کہ اس کا سوال غلط اور نامناسب تھا اس کو یہ پوچھنا چاہیے تھا کہ میں کس طرح روزے رکھوں اور میرے لیے کون سا طرزِ عمل مناسب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بہت سے شعبوں اور امور زندگی میں، منصب نبوت اور مصالح امت کی رعایت کی بنا پر ایسا طرزِ عمل بھی اختیار فرماتے تھے جس کی پیروی ہر ایک شخص کے بس میں نہیں اور نہ ہی مناسب ہے۔ اس لیے سائل کو روزے رکھنے کے لیے آپ کا معمول نہیں پوچھنا چاہیے تھا کیونکہ آپ شفیق استاد اور مربی بھی تھے، اس لیے آپ کی ناگواری دراصل تربیت کا ہی حصہ تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سوال سے آپ کی ناگواری محسوس کر کے تمام مسلمانوں کی طرف سے بار بار ایسے کلمات دہرائے جن سے آپ کی ناگواری زائل ہوگئی اور اس کے بعد نفلی روزوں کے بارے میں صحیح طریقے سے سوالات کیے اور آپ نے جوابات مرحمت فرمائے۔

لا صام ولا افطر یا لم یصم ولم یفطر کا مقصد یہ ہے کہ یہ پسندیدہ طرزِ عمل نہیں ہے کیونکہ روزہ عادت بن جائے گا تو اس کا اثر اور احساس ختم ہو جائے گا۔

آخر میں آپ نے فرمایا روزوں کے سلسلہ میں عام مسلمانوں کے لیے یہی کافی ہے کہ رمضان کے فرض روزے رکھ لیا کریں اور اس کے علاوہ ہر ماہ تین روزے رکھ لیا کریں، جو ((والحسنة بعشرا مثالها)) ہر نیک عمل کا اجر کم از کم دس گناہ کے اصول کے مطابق، پورے ماہ کا ثواب مل جائے گا اور یہ صوم الدہر بن جائیں گے، مزید اجر وثواب کے لیے یوم عرفہ اور یوم عاشورہ کا روزہ رکھ لیا کریں، لیکن واضح رہے عرفہ کا روزہ غیر حاجیوں کو اس دن کی رحمتوں اور برکتوں میں حصہ دار بنانے کے لیے ہے جو عرفات میں حاجیوں پر نازل ہوتی ہیں، حاجیوں کے لیے اس دن کی مخصوص اور مقبول ترین عبادت میدان عرفات کا وقوف ہے۔

[2747] ١٩٧-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيَّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِهِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِبَيْعَتِنَا بَيْعَةً قَالَ فَسُئِلَ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ فَقَالَ ((لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ)) أَوْ مَا صَامَ وَمَا أَفْطَرَ قَالَ فَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمَيْنِ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ قَالَ ((وَمَنْ يُطِيقُ ذٰلِكَ)) قَالَ وَسُئِلَ

[2747] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٣٨)

عَنْ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمَيْنِ قَالَ ((لَيْتَ أَنَّ اللَّهَ قَوَّانَا لِذٰلِكَ)) قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ قَالَ ((ذَاكَ صَوْمُ أَخِي دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام)) قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ قَالَ ((ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ)) قَالَ فَقَالَ ((صَوْمُ ثَلَاثَةٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ صَوْمُ الدَّهْرِ)) قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ فَقَالَ ((يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ)) قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ مِنْ رِوَايَةِ شُعْبَةَ قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَسَكَتْنَا عَنْ ذِكْرِ الْخَمِيسِ لَمَّا نُرَاهُ وَهْمًا.

[2747] ۔حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے روزوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، ہم راضی اور مطمئن ہیں اللہ کو رب مان کر، اسلام کو مقصد زندگی مان کر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر اور اپنی بیعت کی صحت و درستگی پر، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صوم دہر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس شخص نے روزہ رکھا نہ افطار کیا، پھر آپ سے دو دن کے روزے اور ایک دن کے افطار کے بارے میں پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: ''اس کی کس کو طاقت ہے؟'' ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، پھر آپ سے ایک دن روزہ اور دو دن افطار کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا: ''کاش! اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی طاقت دے۔'' ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، پھر آپ سے ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ کے بارے میں سوال ہوا، آپ نے فرمایا: ''یہ میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔'' ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور آپ سے سوموار کے روزے کے بارے میں سوال ہوا، آپ نے فرمایا: ''یہ وہ دن ہے، جس میں، میں پیدا ہوا اور جس دن مجھے مبعوث کیا گیا، یا اس میں مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔'' ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''ہر ماہ کے تین روزے اور رمضان تا رمضان (اجر و ثواب میں) صوم دہر ہیں، ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آپ سے یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: ''یہ گزشتہ سال اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے۔'' ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشورہ کے دن کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے۔'' امام مسلم فرماتے ہیں، پس حدیث میں شعبہ کی روایت میں ہے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا، آپ سے سوموار اور جمعرات کے روزے کے بارے میں سوال ہوا، لیکن ہم نے جمعرات کے تذکرہ سے خاموشی اختیار کی کیونکہ ہمارے خیال میں اس کا ذکر وہم ہے، (کیونکہ آپ کی ولادت اور بعثت کا تعلق صرف پیر سے ہے، جمعرات سے نہیں۔)

فوائد: ...... ❶ ہر ماہ کے تین روزوں کے بارے میں اختلاف ہے۔ شعبہ کے نزدیک ہر ماہ کے تین ابتدائی دن مراد ہیں بعض کے نزدیک ہر عشرہ کا پہلا دن، بعض کے نزدیک ایک ماہ میں ہفتہ، اتوار اور سوموار کو رکھے اور اگلے ماہ منگل، بدھ اور جمعرات کو رکھے، بعض کے نزدیک ہر ماہ کے آخری دن مراد ہیں اور بعض کے نزدیک اس سے ایام ابیض مراد ہیں اور آپ کا طرز عمل یہی تھا، آپ نے تعیین نہیں فرمائی تاکہ امت کے لیے سہولت اور آسانی پیدا ہو۔ ❷ آپ ﷺ نے سوموار کے روزے کے بارے میں فرمایا کہ وہ خیر و برکت والا دن ہے، جس میں میری پیدائش ہوئی اور اس دن میری بعثت ہوئی، مجھ پر قرآن کا نزول شروع ہوا، گویا ایک محرک شکر کا جذبہ تھا کہ اس دن عظیم نعمتیں حاصل ہوئیں اور دوسرا محرک دوسری حدیث میں بیان ہوا ہے کہ اس دن اعمال کی پیشی ہوتی ہے اور میں چاہتا ہوں اس پیشی کے دن میں روزہ سے ہوں اور یہ دوسرا محرک جمعرات کے روزہ میں بھی موجود ہے۔ ❸ ایک عجیب و غریب استدلال، اور اس کا جواب: آپ سوموار کو روزہ رکھتے تھے، جس کا سبب آپ ﷺ نے یہ بتایا کہ یہ میری ولادت اور نبوت سے سرفرازی اور نزول قرآن کا دن ہے، اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم میلاد کی خوشی کی اور اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کیا، اس یوم میلاد کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خوشی منانے اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کا ایک طریقہ اور صورت معین فرما دی ہے اور آپ نے زندگی بھر اس پر عمل کیا کہ آپ ہمیشہ سوموار کو روزہ رکھتے تھے تو کیا اگر میلاد النبی کا دن اگر کسی کو منانا ہے تو اس کا طریقہ اور صورت یہی نہیں ہے کہ سوموار کو روزہ رکھا جائے کیونکہ آپ نے ولادت والے دن صرف روزہ رکھا ہے، اس کے سوا اور کوئی کام نہیں کیا؟ اس سے ربیع الاول میں جلوس نکالنے، گانے بجانے، چراغاں کرنے، آرائشی محرابوں اور دروازوں، گلی کوچوں اور مساجد میں روشنیوں کا استدلال کیسے ہو گیا؟ جبکہ آپ کی پیروی اور اتباع کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے معین کردہ طریقہ پر اضافہ نہ کیا جائے۔ آپ ہر سوموار کو خوشی مناتے اور شکریہ ادا کرتے تو صرف ربیع الاول کی تخصیص کیوں کر لی گئی؟ جبکہ عید میلاد النبی کے دن عام طور پر سوموار بھی نہیں ہوتا، اگر یوم عاشورہ دس محرم کو دلیل بنایا جائے تو یہ بھی غلط ہے، کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے تو صرف روزہ رکھا، عید کا سلسلہ بعد میں یہود نے نکالا تو یہ یہود کی سنت اور طریقہ منانا ہے، نہ کہ موسیٰ علیہ السلام کی اقتدا کرنا ہے، مزید برآں، آپ کی پیدائش کا ماہ تعین نہیں ہے، بعض محرم مانتے ہیں، بعض رمضان اور بعض ربیع الاول اور حقیقت یہ ہے کہ میلاد کا مہینہ متعین نہیں ہو سکتا، کیونکہ آپ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی ہے، جہاں نسی کا چال چلن اور رواج تھا، جس کی بنا پر حج کے ماہ بھی بدل جاتے تھے، اس لیے نسی کی تقدیم و تاخیر کی بنا پر آپ کی پیدائش کا مہینہ صحیح طور پر متعین کرنا ممکن نہیں ہے، جبکہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ کی دنیوی زندگی، اس مہینہ میں ختم ہوئی ہے اور اب سطح ارضی پر آپ مسلمانوں کے سامنے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے کی طرح موجود نہیں ہیں، اس لیے صحابہ تابعین اور

تبع تابعین کا دور ختم ہو گیا اور اب یہ شرف کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا اور ایک بات یہ بھی ہے کہ خوشی منانے کا طریقہ اگر وہی ہے، جو عید میلاد النبی کی صورت میں اختیار کیا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس دن آپ کو نبوت ملی اور وحی کا سلسلہ شروع ہوا اور قرآن مجید سے یہ صراحتاً ثابت ہے کہ نزول قرآن کا آغاز رمضان میں ہوا ہے تو رمضان کے لیے عید کا یہ طریقہ آج تک کیوں نہیں اختیار کیا گیا؟ قل بضل الله وبرحمته فبذالك فليفرحوا کو ملا علی قاری نے محفل میلاد کے لیے بطور دلیل پیش کیا ہے اور اس فضل اور رحمت کا اصل مصداق تو نص قرآنی کی رو سے قرآن مجید ہے۔ اگرچہ آپ کے رحمت ہونے میں بھی کوئی کلام نہیں ہے اور یہ بھی عجیب بات ہے، آپ نے عاشورہ کا روزہ رکھنے کا تو حکم دیا تھا اور وہ بھی آغاز ہجرت میں تاکیدی اور احناف کے نزدیکی وجوبی اور بعد میں اس تاکید کو بھی ختم کر دیا، لیکن سوموار کے روزے کی تو آپ نے تلقین اور تاکید بھی نہیں فرمائی اور اگر آپ کے روزے رکھنے سے عید میلاد النبی کا ثبوت ملتا تو یقیناً صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے تین قرون جن کی خیریت کی آپ نے گواہی دی ہے، ان میں اس کو ضرور منایا جاتا، یا کم از کم ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ ہی اس کی تلقین کرتے، یا کم از کم حدیث میں نہیں تو فقہ کی کتابوں میں ہی اس کا تذکرہ کیا جاتا۔ امام ملا علی قاری نے اس سلسلہ میں جو انیس دلائل پیش کیے ہیں، ان میں سے اکثریت کا ربیع الاول کی محافل سے کوئی تعلق نہیں ہے، وہ کام تو ہر وقت مطلوب اور محبوب ہیں، عجیب بات ہے، سب سے پہلی دلیل ابولہب کی خوشی کے واقعہ کو بنایا ہے، جس نے بھتیجے کی ولادت کی خوشی میں لونڈی کو آزاد کیا تھا، اس روایت میں ہے کہ ابولہب نے لونڈی کو آپ کی ولادت سے پہلے آزاد کیا تھا ((قال عروة ثويبة مولاة لابي لهب كان ابولهب اعتقها......)) اس کے بعد خواب کا واقعہ بیان کیا ہے۔ اس پر حافظ ابن حجر نے لکھا ہے ان الخبر مرسل ارسله عروة ولم يذكر من حدثه به فتح الباری المطبعہ السلفیۃ: ج:۹، ص:۱۴۵ جبکہ اصل حقیقت کہ اس نے ثویبہ کو ہجرت نبوی کے بعد آزاد کیا تھا۔ آپ کی ولادت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ تفصیل کے لیے طبقات ابن سعد، ج:۱، ۱۰۸ اذکر من ارضع رسول الله ﷺ، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ج:۴، ص:۶۵، ابن حجر الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج:۱، ص:۱۲ ابن عبد البر اور کافر کا عمل نص قرآنی کی رو سے رائیگاں ہے سورہ فرقان میں وقدمنا الى ما عملوا من عمل فجعلنه هباء منثورا لیکن آپ کی بعثت و نبوت کے بعد وہ آپ کا بدترین دشمن بن گیا تھا اور یہ واقعہ بخاری ج ۲ میں موجود ہے اور خواب کا واقعہ ہے، جس کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کر کے تصدیق اور تائید بھی نہیں کروائی گئی تو یہ واقعہ محبت اور دلیل کیسے بن گیا کیا خواب شرعی دلیل اور حجت نہیں بن سکتا؟ سب سے بڑی اور قوی دلیل بدعت کی تقسیم کی ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے، حالانکہ بقول مجدد الف ثانی جب رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ ((كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة ،)) (دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے تو پھر بدعت میں حسن کہاں سے پیدا ہو گیا وہ دوسری

جگہ لکھتے ہیں، (علمائے کرام) نے کہا ہے بدعت کی دو قسمیں ہیں، حسنہ اور سیئہ، حسنہ اس نیک عمل کو کہتے ہیں، جو آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے بعد پیدا ہوا ہو اور وہ سنت کو رفع نہ کرے اور بدعت سیئہ وہ ہے جو مانع سنت ہے، (اس اصول کے مطابق بھی عید میلاد النبی بدعت سیئہ ہے، کیونکہ یہ مانع سنت ہے، ان حضرات میں سے اس دن روزہ جو اس دن کی سنت ہے، کتنے لوگ رکھتے ہیں؟ یہ فقیر ان بدعتوں میں سے کس بدعت میں حسن اور نورانیت کا مشاہدہ نہیں کرتا اور ظلمت کدورت کے سوا کچھ محسوس نہیں کرتا، اگرچہ آج مبتدع کے عمل کو ضعف بصارت کی وجہ سے طہارت و تروتازگی میں دیکھتے ہیں، لیکن کل جب کہ بصیرت تیز ہوگی تو دیکھ لیں گے کہ اس کا نتیجہ انجام خسارت و ندامت کے سوا کچھ نہ تھا۔

مجدد الف ثانی کا کلام بدعت کے سلسلہ میں قابل دید ہے، تفصیل کے لیے دیکھئے، مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۱۸۶، دفتر دوم مکتوب ۲۱ اور ۲۳، نیز کیا عیدین کے لیے جبری، غنڈہ گردی سے چندہ لیا جاتا ہے اور خلاف شریعت حرکتیں کی جاتی ہیں؟ جب کہ عید میلاد النبی میں سب کچھ ہو رہا ہے۔

[2748] (. . .) وحَدَّثَنَاه عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ .

[2748] امام صاحب مذکورہ بالا روایت مختلف اساتذہ سے شعبہ ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

[2749] (. . .) حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبَانُ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا عَنْ غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ فِيهِ الِاثْنَيْنِ وَلَمْ يَذْكُرْ الْخَمِيسَ.

[2749] امام صاحب اپنے استاد احمد بن سعید اور اس کی سند سے غیلان بن جریر سے شعبہ کی طرح حدیث نقل کرتے ہیں، لیکن اس میں سوموار کا ذکر ہے، جمعرات کا ذکر نہیں ہے۔

[2750] ۱۹۸۔(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيّ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ غَيْلَانَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيّ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الِاثْنَيْنِ فَقَالَ ((فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ)).

[2748] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٣٨)

[2749] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٣٨)

[2750] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٢١١٨)

[2750] ۔حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوموار کے روزے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس میں میری ولادت ہوئی ہے اور اس میں مجھ پر وحی کا نزول ہوا ہے۔''

فائدہ :.......جس طرح اس حدیث سے عید میلاد النبی کو کشید کیا جاتا ہے، اسی طرح جشن نزول قرآن کشید کر کے عید نزول القرآن منا کر، اپنی روزی کی خاطر خواہ بندوبست کیا جا سکتا ہے، کیونکہ ماہ رمضان تو خصوصی طور پر ہمدردی و غمگساری اور صدقہ و خیرات کا مہینہ ہے۔

٣٧...... بَاب: صَوْمِ شَهْرِ شَعْبَانَ

باب ٣٧: سَرَرَ شعبان کے روزے

[2751] ١٩٩ـ(١١٦١) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ مُطَرِّفٍ وَلَمْ أَفْهَمْ مُطَرِّفًا مِنْ هَدَّابٍ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَهُ أَوْ ((لِآخَرَ أَصُمْتَ مِنْ سُرَرِ شَعْبَانَ)) قَالَ لَا قَالَ فَإِذَا ((أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ)).

[2751] ۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یا دوسرے شخص سے پوچھا، ''کیا تو نے شعبان کے آخری دنوں کے روزے رکھے ہیں؟'' اس نے کہا، نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم روزے رکھ چکو تو دو روزے رکھ لینا۔''

[2752] ٢٠٠ـ(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِرَجُلٍ ((هَلْ صُمْتَ مِنْ سُرَرِ هٰذَا الشَّهْرِ شَيْئًا)) قَالَ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((فَإِذَا أَفْطَرْتَ مِنْ رَمَضَانَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ مَكَانَهُ)).

[2752] ۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے پوچھا، کیا تو نے

[2751] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصوم، باب: الصوم من آخر الشهر برقم (١٩٨٣) تعليقا۔ واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: فی التقدم برقم (٢٣٢٨) انظر (التحفة) برقم (١٠٨٤٤)

[2752] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: فی التقدم برقم (٢٣٢٨) انظر (التحفة) برقم (١٠٨٥٥)

اس ماہ کے آخر میں کوئی روزہ رکھا ہے؟'' اس نے کہا، نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم رمضان کے روزے رکھ چکو تو اس کی جگہ دو روزے رکھ لینا۔''

[2753] ۲۰۱۔ (...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَخِي مُطَرِّفِ بْنِ الشِّخِّيرِ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا يُحَدِّثُ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ ((هَلْ صُمْتَ مِنْ سُرَرِ هٰذَا الشَّهْرِ شَيْئًا)) يَعْنِي شَعْبَانَ قَالَ لَا قَالَ فَقَالَ لَهُ ((إِذَا أَفْطَرْتَ رَمَضَانَ فَصُمْ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ)) شُعْبَةُ الَّذِي شَكَّ فِيهِ قَالَ وَأَظُنُّهُ قَالَ يَوْمَيْنِ.

[2753]۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی سے پوچھا، ''کیا تو نے اس ماہ کے سُرَر سے کوئی روزہ رکھا ہے؟'' مراد ماہ شعبان تھا۔ اس نے کہا، نہیں تو آپ نے اسے فرمایا: ''جب تم رمضان کے روزوں سے فارغ ہو جاؤ تو ایک یا دو روزے رکھ لینا۔'' شعبہ کو اس میں شک ہے اور خیال یہی ہے کہ آپ نے دو روزے کہا۔

[2754] (...) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ وَيَحْيَى اللُّؤْلُؤِيُّ قَالَا أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هَانِئٍ ابْنِ أَخِي مُطَرِّفٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

[2754] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... سُرَر ماہ سے مراد بقول بعض مہینہ کے ابتدائی ایام ہیں اور بقول بعض درمیانی ایام کیونکہ یہ سُرَۃ سے ماخوذ ہے، جس کا معنی درمیان ہے اور اس سے مراد ایام ابیض ہیں جن کی تلقین مستقل باب میں آ رہی ہے، لیکن جمہور کے نزدیک یہ استسرار یعنی پوشیدہ ہونا، چھپ جانا سے ماخوذ ہے، اس لیے اس سے مراد مہینہ کے آخری دن ہیں، لیکن اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ آپ نے شعبان کے آخری دنوں کے روزہ سے منع فرمایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ممانعت اس شخص کے لیے ہے جو صرف شعبان کے آخری دن، رمضان کے استقبال کے لیے یا احتیاطی طور پر ایک دو روزے رکھتا ہے، لیکن جو انسان ہمیشہ ہر ماہ کے آخری دنوں میں روزے رکھتا ہے، اس کو اپنی عادت کے مطابق روزے رکھنے چاہئیں اور اس شخص نے ممانعت سے ڈر کر ہی چھوڑے تھے، اس لیے آپ نے فرمایا: ''ان کی قضائی دینا تا کہ تیری عادت برقرار رہے۔

[2753] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٨٤٧)

[2754] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٨٤٧)

٣٨...... بَاب: فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ

باب ٣٨: محرم کے روزوں کی فضیلت

[2755] ٢٠٢ـ(١١٦٣) حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَأَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلٰوةُ اللَّيْلِ)).

[2755] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان کے بعد افضل روزے اللہ کے مہینہ محرم کے ہیں اور بہترین نماز، فرض نماز کے بعد، رات کی نماز ہے۔''

فائدہ:......محرم کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت صرف اس کے شرف وفضل اور عظمت کے اعتبار کے لیے ہے اور یہ چار محترم مہینوں میں سے ایک ہے، اس لیے امام نووی کا خیال ہے کہ رمضان کے بعد افضل روزے اشہر حرم، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب کے ہیں۔

بعض کا خیال ہے، اس سے مراد صرف عاشورہ کا روزہ ہے، کیونکہ آپ اس کا روزہ رکھتے تھے اور زیادہ روزے آپ شعبان میں رکھتے تھے، کیونکہ اس ماہ میں سالانہ اعمال رب العالمین کے حضور پیش کیے جاتے ہیں، اگر اس کا پورا محرم مراد ہوتا تو آپ جب افضل روزے اس کے ہیں، اس میں زیادہ روزے رکھتے، جبکہ یہ محترم مہینہ بھی ہے، اس سے سال کا آغاز بھی ہوتا ہے اور سال کا آغاز، اگر خیر و برکت اور نیک کام سے ہو تو سال کے باقی مہینوں میں بھی خیر وخوبی کے دوام اور ہمیشگی کی امید ہوسکتی ہے، اہل علم کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے، آپ کو محرم کی فضیلت کا علم آخر عمر میں ہوا، یا شاید آپ کو اس ماہ میں کوئی مجبوری اور عذر پیش آ جاتا ہو۔

[2756] ٢٠٣ـ(...) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

[2755] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: صوم المحرم برقم (٢٤٢٩) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی فضل صلاة الليل برقم (٤٣٨) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی قيام الليل وتطوع النهار، باب: فضل صلاة الليل برقم (٣/ ٢٠٦، ٣/ ٢٠٧) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصيام، باب: صيام اشهر الحرم برقم (١٧٤٢) انظر (التحفة) برقم (١٢٢٩٢)

[2756] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٧٤٧)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَرْفَعُهُ قَالَ سُئِلَ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ وَأَيُّ الصِّيَامِ أَفْضَلُ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ ((أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ الصَّلَاةُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ وَأَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ صِيَامُ شَهْرِ اللّٰهِ الْمُحَرَّمِ)).

[2756] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا، فرض نماز کے بعد کون سی نماز افضل ہے؟ اور ماہ رمضان کے بعد کون سے (ماہ) کے روزے افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''فرض نماز کے بعد سب سے بہتر نماز، آدھی رات کی نماز ہے اور افضل روزے ماہ رمضان کے بعد اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں۔

فائدہ :......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فرض نمازوں کے بعد بہتر اور برتر نماز تہجد ہے، اگرچہ اکثر علماء نے سنن راتبہ کو افضل قرار دیا ہے، تہجد کی نماز میں کلفت و مشقت زیادہ ہے، ریا اور سمع کا احتمال بھی کم ہے اور آغاز میں یہ فرض بھی رہی ہے، اس لیے آپ نے اس کو افضل قرار دیا اور سنن راتبہ، فرض نمازوں کا تمہ اور تکملہ اور ان میں خشوع و خضوع پیدا کرنے کے اعتبار سے افضل ہیں۔

[2757] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي ذِكْرِ الصِّيَامِ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهِ.

[2757] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے یہ روایت نقل کرتے ہیں، لیکن اس میں صرف روزوں کا تذکرہ ہے۔

۳۹...... بَاب :اسْتِحْبَابِ صَوْمِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ إِتْبَاعًا لِرَمَضَانَ

باب ۳۹: رمضان کی پیروی میں، اس کے ساتھ شوال کے چھ روزے رکھنا مستحب ہے

[2758] ۲۰۴-(۱۱۶۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتِ بْنِ الْحَارِثِ الْخَزْرَجِيِّ

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ)).

[2757] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۷۳۷)

[2758] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: في صوم ستة ايام من شوال برقم (۲۴۳۳) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في صيام ستة من شوال برقم (۷۵۹) ←

[2758]۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے، اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کی مثل (برابر) ہے۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے عید الفطر کے بعد یہ چھ روزے پے در پے اور متصل رکھے جائیں، اگرچہ جائز یہ بھی ہے کہ ماہ شوال کے اندر اندر جب چاہے اور جیسے چاہے رکھ لیے جائیں، امام شافعی، امام احمد اور محدثین کے نزدیک یہ روزے رکھنے چاہیں تاکہ صوم الدہر کا ثواب مل سکے، رمضان کا مہینہ ۲۹ کا ہو تب بھی اللہ کے فضل وکرم سے ثواب ۳۰ روزوں کا ہی ملتا ہے اور شوال کے چھ نفلی روزے ملا کر تعداد ۳۶ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کریمانہ اصول اور ایک نیکی کا ثواب دس گنا کے مطابق ۳۶ کا دس گناہ ۳۶۰ ہوگا اور قمری سال کے دن تین سو ساٹھ ۳۶۰ سے کم ہی ہوتے ہیں، اس لیے جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ نفلی روزے رکھے، وہ اس حساب سے ۳۶۰ روزوں کے اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔
لیکن امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک یہ روزے مکروہ ہیں، امام ابو یوسف کے نزدیک متصلاً رمضان کے فوراً بعد مکروہ ہیں، لیکن بعد میں الگ جائز ہیں، جبکہ متاخرین مالکیہ اور احناف جواز کے قائل ہیں، ابن رشد اور ابن ہمام رحمہم اللہ نے اس کی تصریح کی ہے۔

[2759] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ أَخُو يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ ثَابِتٍ أَخْبَرَنَا أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ بِمِثْلِهِ.

[2759]۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، پھر مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

[2760] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوبَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهِ.

[2760] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے بھی یہی حدیث نقل کرتے ہیں۔

←واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: صيام ستة ايام من شوال برقم (١٧١٦) انظر (التحفة) برقم (٣٤٨٢)

[2759] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٥٠)

[2760] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٥٠)

۴۰...... بَاب: فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَالْحَثِّ عَلٰى طَلَبِهَا وَبَيَانِ مَحَلِّهَا

باب ۴۰: شب قدر کی فضیلت اور اس کی تلاش پر ابھارنا اور اس کے موقع و محل کا بیان

[2761] ۲۰۵۔(۱۱۶۵) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيَهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ)).

[2761] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں کو خواب میں دکھایا گیا کہ لیلۃ القدر (رمضان کے) آخری ہفتہ میں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خواب آخری سات راتوں کے بارے میں متفق ہے، (ایک دوسرے کے موافق ہے) اس لیے جو شخص شب قدر کا متلاشی ہو تو وہ اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔''

[2762] ۲۰۶۔(...) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ)).

[2762] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شب قدر کو رمضان کی آخری سات راتوں میں تلاش کرو۔''

[2762] ۲۰۷۔(...) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ رَأٰى رَجُلٌ أَنَّ لَيْلَةَ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَرٰى رُؤْيَاكُمْ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَاطْلُبُوهَا فِي الْوِتْرِ مِنْهَا)).

[2763] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں

[2761] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضل ليلة القدر، باب: التماس ليلة القدر في السبع الاواخر برقم (۲۰۱۵) انظر (التحفة) برقم (۸۳۶۳)

[2762] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من روى في السبع الاواخر برقم (۱۳۸۵) انظر (التحفة) برقم (۷۲۳۰)

[2763] تفرد مسلم في تخرجه۔ انظر (التحفة) برقم (۶۸۳۴)

ہے۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارا خواب آخری عشرہ کے بارے میں دیکھتا ہوں، اس لیے لیلۃ القدر، اس کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔''

[2764] ۲۰۸-(...) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ

عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لِلَيْلَةِ الْقَدْرِ ((إِنَّ نَاسًا مِنْكُمْ قَدْ أُرُوا أَنَّهَا فِي السَّبْعِ الْأُوَلِ وَأُرِيَ نَاسٌ مِنْكُمْ أَنَّهَا فِي السَّبْعِ الْغَوَابِرِ فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ)).

[2764] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے میں سنا تم میں سے کچھ لوگ یہ دکھائے گئے ہیں کہ یہ پہلے ہفتہ میں ہے اور تم سے کچھ لوگ یہ دکھائے گئے کہ یہ آخری ہفتہ میں ہیں تو تم اسے آخر دھاکے میں تلاش کرو۔

[2765] ۲۰۹-(...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُقْبَةَ وَهُوَ ابْنُ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ

ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَإِنْ ضَعُفَ أَحَدُكُمْ أَوْ عَجَزَ فَلَا يُغْلَبَنَّ عَلَى السَّبْعِ الْبَوَاقِي)).

[2765]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شب قدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو، اگر تم میں سے کوئی کمزور اور عاجز ہو جائے تو وہ آخری سات دنوں میں تلاش میں سست نہ پڑے۔''

[2766] ۲۱۰-(...) وحدثنا محمد بن المثنى حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن جبلة قال سمعت ان عمر ﷺ يحدث

عن النبى ...... أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ كَانَ مُلْتَمِسَهَا فَلْيَلْتَمِسْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ)).

[2766]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص شب قدر کو ڈھونڈنا چاہے، وہ اسے آخری عشرے میں ڈھونڈے۔''

[2764] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٦٩٩٩)

[2765] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٣٤٣)

[2766] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٦٦٧٣)

[2767] ٢١١-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ جَبَلَةَ وَمُحَارِبٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**تَحَيَّنُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ أَوْ قَالَ فِي السبع الْأَوَاخِرِ**)).

[2767]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شب قدر کا وقت آخری عشرے یا آخری سات دنوں میں تلاش کرو۔''

[2768] ٢١٢-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((**أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أَيْقَظَنِي بَعْضُ أَهْلِي فَنُسِّيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ و قَالَ حَرْمَلَةُ فَنَسِيتُهَا**)).

[2768]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے خواب میں شب قدر دکھائی گئی، پھر مجھے گھر کے کسی فرد نے جگا دیا تو میں اسے بھول گیا، اس لیے باقی (آخری) عشرے میں تلاش کرو۔ (ایک راوی نے نسیتُھا، نون کے پیش اور سین مشدد پڑھا ہے اور ایک نے نون زبر اور سین کو مخفف پڑھا ہے۔)

[2769] ٢١٣-(١١٦٧) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ فَإِذَا كَانَ مِنْ حِينِ تَمْضِي عِشْرُونَ لَيْلَةً وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ

[2767] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٦٦٧٢)

[2768] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٣٢٥)

[2769] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: هل یصلی الامام بمن حضر؟ وهل یخطب یوم الجمعة فی المطر برقم (٦٦٩) باختصار۔ واخرجه كذلك فی باب: السجود علی الانف والسجود علی الطین برقم (٨١٣) واخرجه كذلك فی باب: من لم یمسح جبهته وانفه حتی صلی برقم (٨٣٦) باختصار۔ واخرجه كذلك فی فضل لیلة القدر، باب: التماس لیلة القدر فی السبع الاواخر برقم (٢٠١٦) واخرجه كذلك فی باب: تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الاواخر برقم (٢٠١٨) واخرجه كذلك فی الاعتكاف، باب: الاعتكاف فی العشر الاواخر والاعتكاف فی المساجد كلها برقم (٢٠٢٧) واخرجه كذلك فی باب: الاعتكاف ←

يَـرْجِـعُ إِلَى مَسْكَنِهِ وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ ثُمَّ إِنَّهُ أَقَامَ فِي شَهْرٍ جَاوَرَ فِيهِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ الَّتِي كَانَ يَرْجِعُ فِيهَا فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَمَرَهُمْ بِمَا شَآءَ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ ((إِنِّي كُنْتُ أُجَاوِرُ هٰذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ أُجَاوِرَ هٰذِهِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَبِتْ فِي مُعْتَكَفِهِ وَقَدْ رَأَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فَأُنْسِيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي كُلِّ وِتْرٍ وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ)) قَالَ أَبُو سَعِيدِ الْخُدْرِيُّ مُطِرْنَا لَيْلَةَ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِي مُصَلَّى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَقَدِ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُبْتَلٌّ طِينًا وَمَآءً.

[2769]۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور رسول اللہ ﷺ مہینہ کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے تو جب بیس راتیں گزر جاتی اور اکیسویں شب کی آمد ہوتی تو اپنے گھر لوٹ جاتے اور جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ معتکف ہوتے، وہ بھی گھروں کو لوٹ جاتے، پھر ایک ماہ جس میں آپ نے اعتکاف کیا تھا، اس رات ٹھہر گئے، جس میں آپ واپس لوٹ جایا کرتے تھے، یعنی اکیسویں رات بھی ٹھہر گئے، لوگوں کو خطاب فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جو چاہا اس کا حکم دیا، پھر آپ نے فرمایا: ''میں اس (درمیانی) عشرہ کا اعتکاف کرتا تھا، اب مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ میں اس آخری عشرہ کا اعتکاف کروں تو جو لوگ میرے ساتھ اعتکاف بیٹھے ہیں، وہ رات اپنے معتکف (جائے اعتکاف) میں بسر کریں، کیونکہ مجھے یہ رات خواب میں دکھائی گئی تھی، پھر بھلا دی گئی، اس لیے اسے آخری عشرے کی ہر طاق رات میں تلاش کرو، میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا ہے کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اکیسویں رات ہم پر بارش ہوئی اور مسجد میں رسول اللہ ﷺ

← وخروج النبی ﷺ صبیحة عشرين برقم (٢٠٣٦) واخرجه كذلك في باب: من خرج من اعتكاف عند الصبح برقم (٢٠٤٠) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: السجود على النف والجبهة برقم (٨٩٤) و (٨٩٥) باختصار۔ واخرجه كذلك في باب: السجود على الانف برقم (٩١١) باختصار۔ واخرجه كذلك في باب: فيمن قال ليلة احدى وعشرين برقم (١٣٨٢) واخرجه النسائي في (المجتبى) في التطبيق، باب: السجود على الجبين برقم (٢/ ٢٠٨، ٢/ ٢٠٩) بمعناه باختصار۔ واخرجه كذلك في السهو، باب: ترك مسح الجبهة بعد التسليم برقم (٣/ ٧٩، ٣/ ٨٠) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: في ليلة القدر برقم (١٧٦٦) باختصار۔ واخرجه كذلك في باب: الاعتكاف في خيمة المسجد برقم (١٧٧٥) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (٤٤١٩)

کے مصلی (نماز گاہ) میں پانی ٹپکا، جب آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ کی طرف دیکھا اور آپ کا چہرہ مٹی اور پانی سے تر ہو چکا تھا۔

[2770] ۲۱۴-(...) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((**فَلْيَثْبُتْ فِي مُعْتَكِفِهِ**)) وَقَالَ وَجَبِينُهُ مُمْتَلِئًا طِينًا وَمَاءً.

[2770] - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں درمیانی عشرے میں اعتکاف کرتے تھے اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی، صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں فَلْيَبِتْ رات گزارے کی بجائے فَلْيَثْبُتْ: ٹھہرا اور جما رہے تھے اور مُبْتَلّ تر تھی کی جگہ مُمْتَلِئًا ہے آلودہ تھی اور وَجْه کی بجائے جَبِيْن (پیشانی) کا لفظ ہے۔

[2771] ۲۱۵-(...) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلَى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ عَلَى سُدَّتِهَا حَصِيرٌ قَالَ فَأَخَذَ الْحَصِيرَ بِيَدِهِ فَنَحَّاهَا فِي نَاحِيَةِ الْقُبَّةِ ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهُ فَكَلَّمَ النَّاسَ فَدَنَوْا مِنْهُ فَقَالَ ((**إِنِّي اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ أَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ ثُمَّ أُتِيتُ فَقِيلَ لِي إِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلْيَعْتَكِفْ فَاعْتَكَفَ**)) النَّاسُ مَعَهُ قَالَ ((**وَإِنِّي أُرِيتُهَا لَيْلَةَ وِتْرٍ وَإِنِّي أَسْجُدُ صَبِيحَتَهَا فِي طِينٍ وَمَاءٍ**)) فَأَصْبَحَ مِنْ لَيْلَةِ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ وَقَدْ قَامَ إِلَى الصُّبْحِ فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَأَبْصَرْتُ الطِّينَ وَالْمَاءَ فَخَرَجَ حِينَ فَرَغَ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَجَبِينُهُ وَرَوْثَةُ أَنْفِهِ فِيهِمَا الطِّينُ وَالْمَاءُ وَإِذَا هِيَ لَيْلَةُ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ.

[2770] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٦١)

[2771] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٦١)

[2771] ۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا، پھر ایک ترکی خیمہ میں جس کے دروازے پر چٹائی تھی، درمیان عشرے کا اعتکاف کیا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے چٹائی کو پکڑ کر خیمہ کے ایک طرف ہٹا دیا، پھر اپنا سر خیمہ سے نکالا اور لوگوں سے گفتگو شروع کی تو وہ آپ کے قریب ہو گئے، اس پر آپ نے فرمایا: ''میں نے اس شب قدر کی تلاش میں پہلے عشرے کا اعتکاف کیا، پھر میں نے درمیانی عشرے کا اعتکاف کیا، پھر مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ وہ آخری عشرے میں ہے تو جو تم میں سے اعتکاف کرنا پسند کرے تو وہ اعتکاف کرے تو لوگوں نے آپ کے ساتھ اعتکاف کیا، (یعنی معتکف آپ کے ساتھ بیٹھے رہے) آپ نے فرمایا: ''اور مجھے دکھایا گیا کہ وہ طاق رات ہے اور میں اس کی صبح مٹی اور پانی میں سجدہ کر رہا ہوں'' آپ نے اکیسویں رات پھر قیام کیا، جب اکیسویں کی صبح ہوئی، بارش ہو چکی تھی، جس سے مسجد ٹپک پڑی تو میں نے مٹی اور پانی دیکھا اور آپ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر نکلے تو آپ کی پیشانی اور ناک کا بانسہ مٹی اور پانی سے تر تھا اور یہ آخری عشرے کی اکیسویں رات تھی۔

[2772] ٢١٦ ـ(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ تَذَاكَرْنَا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَأَتَيْتُ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ رضی اللہ عنہ وَكَانَ لِي صَدِيقًا فَقُلْتُ أَلَا تَخْرُجُ بِنَا إِلَى النَّخْلِ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ فَقُلْتُ لَهُ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ نَعَمْ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْعَشْرَ الْوُسْطٰى مِنْ رَمَضَانَ فَخَرَجْنَا صَبِيحَةَ عِشْرِينَ فَخَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَإِنِّي نَسِيتُهَا أَوْ أُنْسِيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ كُلِّ وِتْرٍ وَإِنِّي أُرِيتُ أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلْيَرْجِعْ)) قَالَ فَرَجَعْنَا وَمَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً قَالَ وَجَائَتْ سَحَابَةٌ فَمُطِرْنَا حَتّٰى سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ قَالَ حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ.

[2772] ۔ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آپس میں شب قدر کا تذکرہ کیا، پھر میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، وہ میرے دوست تھے تو میں نے ان سے کہا، کیا آپ ہمارے ساتھ نخلستان میں جائیں گے؟ وہ پانچ گزی چادر اوڑھے ہوئے نکلے، (اگر لفظ خميسة ہو تو معنی پانچ گزی چادر ہوگا، اگر خميصة ہو تو معنی گرم

[2772] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٦١)

منقش چادر ہوگا)۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے شب قدر کا ذکر سنا ہے تو انہوں نے کہا، ہاں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی دھاکہ کا اعتکاف کیا تو ہم نے بیسویں کی صبح نکلنے کی تیاری کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا کہ ''مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی اور میں بھول گیا ہوں یا بھلا دیا گیا ہو، اسے آخری عشرے کی ہر طاق رات میں تلاش کرو اور میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں (اس رات) پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں تو جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا ہے، وہ واپس آ جائیں، یعنی اپنا سامان واپس منگوا لیے اور معتکف میں رہے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہم (ذہنی طور پر) واپس لوٹ آئے (اور سامان منگوا لیا اور خیموں میں لوٹ گئے) اور ہمیں آسمان میں بادل کا کوئی ٹکڑا نظر نہیں آ رہا تھا، ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، بادل امنڈ آئے اور ہم پر مینہ برسا، حتی کہ مسجد کی چھت ٹپکپڑی کیونکہ وہ کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی، پھر نماز کھڑی کی گئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہے تھے حتی کہ میں نے آپ کی پیشانی پر مٹی کا نشان دیکھا۔

[2773] (. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ كِلاهُمَا

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِهِمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ انْصَرَفَ وَعَلٰى جَبْهَتِهِ وَأَرْنَبَتِهِ أَثَرُ الطِّينِ۔

[2773] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے یہی روایت نقل کرتے ہیں، اس میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز سے فراغت حاصل کی، آپ کی پیشانی اور ناک کے بانسہ پر مٹی کا اثر (نشان) تھا۔

[2774] ٢١٧۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ اعْتَكَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ يَلْتَمِسُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ قَبْلَ أَنْ تُبَانَ لَهُ فَلَمَّا انْقَضَيْنَ أَمَرَ بِالْبِنَاءِ فَقُوِّضَ ثُمَّ أُبِينَتْ لَهُ أَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَأَمَرَ بِالْبِنَاءِ فَأُعِيدَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ ((يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهَا كَانَتْ أُبِينَتْ لِي لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَإِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِهَا فَجَاءَ رَجُلَانِ

[2773] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٦١)

[2774] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٤٣)

يَحْتَقَّانِ مَعَهُمَا الشَّيْطَانُ فَنُسِّيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ الْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ)) قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا سَعِيدٍ إِنَّكُمْ أَعْلَمُ بِالْعَدَدِ مِنَّا قَالَ أَجَلْ نَحْنُ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْكُمْ قَالَ قُلْتُ مَا التَّاسِعَةُ وَالسَّابِعَةُ وَالْخَامِسَةُ قَالَ إِذَا مَضَتْ وَاحِدَةٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِينَ وَهِيَ التَّاسِعَةُ فَإِذَا مَضَتْ ثَلَاثٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا السَّابِعَةُ فَإِذَا مَضَى خَمْسٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا الْخَامِسَةُ و قَالَ ابْنُ خَلَّادٍ مَكَانَ يَحْتَقَّانِ يَخْتَصِمَانِ.

[2774] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا درمیانی عشرہ کا شب قدر کی تلاش میں اعتکاف کیا، جبکہ ابھی آپ کو اس کا علم نہیں دیا گیا تھا، جب یہ دن، رات ختم ہو گئے تو آپ نے خیموں کو اکھاڑنے کا حکم دیا، پھر آپ کو بتایا گیا کہ وہ آخری عشرے میں ہے تو آپ نے دوبارہ خیمہ لگانے کا حکم دیا، پھر لوگوں کے سامنے آئے اور فرمایا: ''اے لوگو! شب قدر میرے لیے بیان کر دی گئی تھی اور میں تمہیں بتانے کے لیے نکلا تو دو آدمی آئے، ان میں سے ہر ایک حق پر ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا، ان کے ساتھ شیطان تھا تو میں وہ بھول گیا، پس اسے رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو، اسے نویں، ساتویں، پانچویں میں تلاش کرو، ابو نضرہ کہتے ہیں، میں نے کہا، اے ابوسعید! ہماری نسبت اس گنتی کو آپ لوگ زیادہ جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا، ہاں، اس کام کے ہم لوگ تمہارے بہ نسبت زیادہ حقدار ہیں، ابونضرہ کہتے ہیں، میں نے پوچھا، نویں، ساتویں اور پانچویں سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے جواب دیا، جب بیس کے بعد ایک گزر جائے تو اس سے متصل بائیس ہے، وہ نویں میں اور جب تیئسویں گزر جائے، اس کے بعد جو رات آئے گی، وہ ساتویں ہے۔ تو جب پچیسویں رات گزر جائے گی تو اس کے ساتھ والی پانچویں ہے۔

ابن خلاد نے يَحْتَقَّانِ ہر ایک حق پر ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا) کی جگہ يُخْتَصِمَانِ کہا ہے کہ وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔

فائدہ :...... آخری عشرہ کی راتوں کا شمار اگر ماہ کے آخری طرف سے کیا جائے اور مہینہ تیس کا ہو تو جو تفسیر ابو سعید رضی اللہ عنہ کی ہے وہ درست ہے، لیکن اگر آغاز، آخری عشرہ کے آغاز سے کیا جائے تو مراد اکیسویں، تیئسویں، پچیسویں ہوگا اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت کی رو سے اس سال شب قدر اکیسویں تھی اور آپ نے حکم بھی یہی دیا ہے کہ شب قدر طاق راتوں میں تلاش کرو، اسی طرح عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی روایت کی رو سے یہ رات تیئسویں تھی، اس لیے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی اس روایت کا یہ معنی کرنا ہوگا، نویں کے بعد والی یعنی اکیسویں، ساتویں کے بعد والی تھی تیئسویں، پانچویں کے بعد والی تھی پچیسویں، وگرنہ بائیسویں، چوبیسویں اور چھبیسویں تو طاق راتیں نہیں ہیں۔

[2775] ۲۱۸-(۱۱۶۸) وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَهْلِ بْنِ إِسْحٰقَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ الْكِنْدِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ وَقَالَ ابْنُ خَشْرَمٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا وَأَرَانِي صُبْحَهَا أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ**)) قَالَ فَمُطِرْنَا لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ فَصَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَانْصَرَفَ وَإِنَّ أَثَرَ الْمَاءِ وَالطِّينِ عَلٰى جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ قَالَ وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أُنَيْسٍ يَقُولُ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ.

[2775] ۔حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے شب قدر دکھائی گئی، پھر بھلا دی گئی اور میں نے اس کی صبح اپنے آپ کو پانی اور مٹی میں سجدے کرتے دیکھا'' حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، تیئسویں کی رات ہم پر بارش برسی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پانی اور مٹی کا نشان آپ کی پیشانی اور ناک پر موجود تھا، عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ شب قدر تیئسویں ہے۔

فائدہ:...... **حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، پانی اور مٹی والی علامت اکیسویں رات کی بیان کی ہے اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے تیئسویں رات کی، معلوم ہوتا ہے، اس نشانی کا ظہور مختلف اوقات میں، مختلف طاق راتوں میں ہوا ہے۔**

[2776] ۲۱۹-(۱۱۶۹) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَوَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ ((**الْتَمِسُوا وَقَالَ وَكِيعٌ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ**)).

[2776] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شب قدر کو تلاش کرو، رمضان کے آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں۔'' ابن نمیر نے التمسوھا کہا اور وکیع نے تحروا کہا:

مفردات الحدیث ✵ **اَلْتَمِسُوا، تَحَرَّوا**: دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔

[2777] ۲۲۰-(۷۶۲) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدَةَ وَعَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ سَمِعَا

[2775] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٥١٤٤)

[2776] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢٧٩)

[2777] تقدم تخريجه في صلاة المسافرين وقصرها، باب: الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح برقم (١٧٩) و (١٨٠) و (١٨٠) م۔

زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ يَقُولُ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ أَرَادَ أَنْ لَا يَتَّكِلَ النَّاسُ أَمَا إِنَّهُ قَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي رَمَضَانَ وَأَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَأَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَثْنِي أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ فَقُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ تَقُولُ ذَٰلِكَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْعَلَامَةِ أَوْ بِالْآيَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا.

[2777] ۔حضرت زر بن حبیش رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کے بھائی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو پورے سال کی راتوں میں کھڑا ہوگا (سال کی ہر رات قیام کرے گا) اس کو شب قدر نصیب ہوگی تو انہوں نے فرمایا، عبد اللہ پر اللہ رحمت فرمائے، ان کا مقصد یہ تھا کہ لوگ (کسی ایک رات کے قیام) پر اعتماد و قناعت نہ کر لیں، ورنہ ان کو خوب پتہ تھا کہ شب قدر رمضان میں ہے اور اس کے بھی آخری عشرہ میں اور وہ ستائیسویں (۲۷) رات ہے، پھر انہوں نے پوری قطعیت کے ساتھ) بغیر ان شاء اللہ کہے، قسم کھا کر کہا، وہ ستائیسویں رات ہی ہے تو میں نے دریافت کیا اے ابوالمنذر ر (حضرت ابی کی کنیت ہے) یہ آپ کس بنا پر کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا، اس علامت یا نشانی کی بنا پر کہتا ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی تھی اور وہ یہ کہ شب قدر کی صبح کو جب سورج نکلتا ہے تو اس کی شعاع نہیں ہوتی۔

فائدہ :......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات نہیں فرمائی کہ شب قدر متعین طور پر ستائیسویں شب میں ہی ہوتی ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ایک خاص نشانی بتائی تھی، وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے تجربہ اور مشاہدہ کی رو سے عموماً ستائیسویں شب کی صبح ہی کو پائی گئی، اس لیے انہوں نے پوری قطعیت اور یقین کے ساتھ یہ بات کہی کہ شب قدر متعین طور پر ستائیسویں شب ہی ہوتی ہے،'' بعض دوسرے صحابہ نے اپنی رؤیت اور مشاہدہ کے اعتبار سے اکیسویں، تیئسویں شب کے بارے میں یہی بات کی، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ صرف تیئسویں شب کو ہی مسجد نبوی میں قیام کے لیے آیا کرتے تھے۔

[2778] ۲۲۱۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَةَ بْنَ أَبِي لُبَابَةَ يُحَدِّثُ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ أُبَيٌّ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْلَمُهَا قَالَ شُعْبَةُ

[2778] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٦٩)

وَأَكْبَرُ عِلْمِي هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقِيَامِهَا هِيَ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَإِنَّمَا شَكَّ شُعْبَةُ فِي هٰذَا الْحَرْفِ هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَحَدَّثَنِي بِهَا صَاحِبٌ لِي عَنْهُ.

[2778] ۔ زر بن حبیش رحمہ اللہ کہتے ہیں، حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے شب قدر کے بارے میں کہا، اللہ کی قسم! میں اسے جانتا ہوں، شعبہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا، مجھے زیادہ یقین (ظن غالب) اس بات پر ہے، یہی وہ رات ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے قیام کا حکم دیا اور یہ ستائیسویں رات ہے، ان الفاظ میں شک شعبہ کو ہے کہ یہ وہی رات ہے جس کے قیام کا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا، شعبہ کہتے ہیں یہ الفاظ میرے ایک ساتھی نے استاد سے نقل کیے تھے۔

[2779] ۲۲۲۔(۱۱۷۰) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ وَهُوَ الْفَزَارِيُّ عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ تَذَاكَرْنَا لَيْلَةَ الْقَدْرِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((أَيُّكُمْ يَذْكُرُ حِينَ طَلَعَ الْقَمَرُ وَهُوَ مِثْلُ شِقِّ جَفْنَةٍ)).

[2779] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہم نے لیلۃ القدر کا باہمی تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: ''کس کو یاد ہے کہ شب قدر اس رات میں ہے جس کی صبح چاند طشت کے ایک ٹکڑے کی طرح طلوع ہوتا ہے۔''

مفردات الحدیث ✲ جفنة: پیالے کو کہتے ہیں اور شق نصف اور آدھے کو، مقصد یہ ہے کہ یہ رات آخری راتوں میں ہے، کیونکہ چاند کی یہ کیفیت آخری راتوں میں ہوتی ہے۔

فوائد:...... ❶ لیلۃ القدر، قدر کے مختلف معانی ہیں، (۱) تعظیم یا عظمت، فرمایا: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ انہوں نے اللہ کی پوری طرح عظمت و بڑائی کو نہیں پہچانا، اس رات کو عظمت اور بزرگی حاصل ہے، کیونکہ اس میں قرآن مجید اترا، فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، خیر و برکت اور رحمت و مغفرت کا نزول ہوتا ہے، اس میں کئے گئے عمل کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے اور صاحب عمل کو شرف و منزلت حاصل ہوتی ہے۔

(۲) قدر (تضیق و تنگی) فرمایا ﴿وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ﴾ جس کا رزق تنگ کر دیا جاتا ہے، کیونکہ اس کا متعین طور پر یقینی اور قطعی علم نہیں ہے، علم کی روشنی میں نہیں ہے یا فرشتوں کی کثرت سے زمین تنگ پڑ جاتی ہے۔

[2779] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۴۵۱)

(۳) قدر: تقدیر کے معنی میں ہے، تقدیر کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اپنی حکمت کے تقاضے کے تحت، مخصوص مقدار، مخصوص کیفیت و ہیئت اور مخصوص مقدار و مدت کے لیے پیدا فرماتا ہے، پورے سال کے احکام، قوموں کے عروج و زوال، زندگی، موت، رزق، بارش کے بارے میں فیصلے اس رات طے ہوتے ہیں، فرمایا: ﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾ تمام حکیمانہ فیصلے اس مبارک رات میں کیے جاتے ہیں۔

(۴) قَدَر: قدرت و طاقت، اس رات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ظہور ہوتا ہے، ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں سے زیادہ اجر و ثواب کا باعث بنتی ہے، ہر کام کی انجام دہی کے لیے اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور جبرائیل آتے ہیں، ہر طرف مسلمانوں اور مومنوں کے لیے سلامتی پھیل جاتی ہے۔

❷ لیلة القدر: لیلة مبارکة: خیر و برکت اور بڑھوتری اور فیضان الٰہی کی رات ہے، اس میں قرآن جیسی مبارک کتاب نازل ہوئی ہے، فرمان باری ہے: ﴿إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ﴾ ہم نے اسے قدر و منزلت والی رات میں اتارا ہے اور دوسری جگہ فرمایا ﴿انا انزلناه فى ليلة مباركة﴾ اور قرآن مجید کا نزول ماہ رمضان میں ہوا ہے، اس لیے فرمایا: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلْقُرْءَانُ﴾ رمضان کا مہینہ ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے، لہٰذا اس سے یہ بات طے ہوگئی کہ لیلۃ القدر رمضان سے باہر نہیں ہے، لیکن یہ رات کون سی ہے؟ اس کا قطعی تعیین مشکل ہے کیونکہ اس کی تعیین آپ ﷺ کے سامنے خواب میں کئی دفعہ ہوئی اور ہر دفعہ کسی نہ کسی سبب سے آپ بھول گئے، اسی لیے آپ نے کبھی تو یہ فرمایا: اس کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو، کبھی فرمایا، اس کو آخری سات راتوں میں تلاش کرو اور کبھی فرمایا اس کو آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو اور کبھی آپ نے اس کی علامت اور نشانی بتلائی، اس طرح آپ نے اس کو متعین نہیں فرمایا تاکہ لوگ عبادت کو کسی ایک رات کے ساتھ خاص نہ کریں، اس لیے علماء میں اس کی تعیین کے بارے میں بہت اختلاف ہے، حافظ ابن حجر ؒ نے اس کے بارے میں پینتالیس (۴۵) اقوال نقل کیے ہیں، صحیح بات یہ ہے کہ یہ آخری عشرہ کی طاق رات ہے اور اس میں بدلتی رہتی ہے، اگرچہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے بیان کردہ قرائن کہ اللہ کا پسندیدہ عدد طاق ہے اور طاق اعداد میں زیادہ پسندیدہ عدد سات ہے، سات زمینیں، سات آسمان، سات دن، سات طواف، سات اعضائے سجود، سات دفعہ سعی اور لیلۃ القدر میں نو حروف ہیں اور یہ لفظ اس سورۃ میں تین دفعہ آیا ہے، لہٰذا ستائیس حروف ہوئے وغیرہ اور حضرت ابی بن کعب ؓ کے یقین سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی زیادہ گردش ستائیسویں میں ہے، لیکن یہ نہیں کہ ہر دفعہ یہی رات ہو۔ ❸ شب قدر: اپنے اپنے علاقوں یا ملکوں کے اعتبار سے ہے اور ہر ملک کے لوگ طاق رات کی تعیین اپنے روزوں کے اعتبار سے کریں۔

حیاتِ صحابہؓ کے درخشاں پہلو

شمع رسالت کے پروانے، آسمانِ نبوّت کے چمکتے ستارے، بُستانِ نبوّت کے مہکتے پھول، آفتابِ رسالتؐ کی چمکتی شُعاعیں اور آغوشِ نبوّت کی پروردہ ہستیاں، یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ جن کی قدسی صفات کا تذکرہ قرآن مجید اور دیگر آسمانی کتابوں میں بھی کیا گیا۔ جن کے سینوں پر انوارِ رسالت براہِ راست پڑے۔ جنہوں نے دینِ الٰہی کی سربلندی کے لیے اپنی ہر چیز راہِ خدا میں لٹا دی۔ بلاشبہ ان کی سیرت کا ہر پہلو درخشاں اور ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔

صحابہ کرامؓ حضورِ اقدس ﷺ کی زیارت کو ترستے تھے آپؐ نے مرض الموت میں جب پردہ اُٹھا کر دیکھا اور صحابہ کرامؓ کو نماز کی حالت میں دیکھ کر مسکرائے تو صحابہ کرامؓ میں مسرّت کی لہر دوڑ گئی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں! ہم نے حضور ﷺ کے مکھڑے سے زیادہ حسین منظر نہیں دیکھا ہے۔

کچھ عاشقانِ رسولؐ ایسے بھی تھے جن کو اپنی آنکھیں اِس لیے عزیز تھیں کہ ان سے حضور ﷺ کی زیارت ہوتی ہے۔ ایک صحابیؓ کی آنکھیں جاتی رہیں لوگ عیادت کو آئے تو کہنے لگے یہ آنکھیں تو مجھے اس لیے عزیز تھیں کہ ان سے حضور ﷺ کی زیارت ہوتی تھی جب وہی نہ رہے تو اب ان آنکھوں کے جانے کا کیا غم ہے؟

کچھ صحابہؓ ایسے بھی تھے جنہوں نے روز روز کا جھگڑا ہی چکا دیا تھا۔ زندگی کا سب کاروبار چھوڑ کر آپ ﷺ کی خدمت کے لیے وقف ہو گئے تھے۔ حضرت بلالؓ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ آپؐ کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا آپؐ کے گھر کا سب کام کاج حضرت بلالؓ ہی کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی آپ ﷺ سفر کے لیے تشریف لے جاتے ساتھ ہو لیتے، آپؐ کو جوتیاں پہناتے آپ ﷺ کی جوتیاں اُتارتے سفر میں آپ کا بچھونا، مسواک، جوتا اور وضو کا پانی ان ہی کے پاس ہوتا تھا، اسی لیے آپؓ کو صحابہ کرامؓ سوادِ رسول ﷺ کہتے تھے یعنی حضورؐ کے میر ساماں۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ آپ ﷺ کے مستقل خدمت گزار تھے آپؐ سفر پر جاتے تو پیدل آپؐ کے ساتھ ساتھ چلتے اور آپ ﷺ کی اونٹنی ہانکتے تھے۔ حضرت انسؓ کو ان کی والدہ حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت کے لیے بچپن ہی میں وقف کر گئی تھیں۔ حضرت ابوہریرہؓ بھی بارگاہِ رسالت میں ہمیشہ حاضر رہتے۔

دراصل یہی وہ چراغ ہیں جن سے روشنی حاصل کر کے دنیا کے ظلمت کدے میں سیدھی راہ تلاش کی جا سکتی ہے۔

یہ کتاب صُوَرٌ مِنْ حَیَاۃِ الصحابہؓ کا اُردو ترجمہ ہے جسے الاستاذ دکتور عبدالرحمٰن رافت پاشا نے محبت بھرے ادیبانہ اسلوب میں تحریر کیا اور تاریخی واقعات کو نہایت ہی دلپذیر انداز میں قلم بند کیا۔ مطالعہ کرنے سے دِل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ اسے اُردو میں منتقل کیا جائے تاکہ اُردو دان طبقہ بھی اس سے مستفید ہو سکے۔ محمود احمد غضنفر

یہ کتاب اپنے ہر قریبی بک سٹال یا ذیلی ایڈریس سے طلب فرمائیں۔

ملنے کا پتہ

نُعمانی کُتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

E-Mail: nomania2000@gmail.com

ہر گھر کی ضرورت ہر لائبریری کی زینت

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
0334-4229127, 042-37321865
E-Mail: nomania2000@gmail.com